تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد دوم

تصنیف : علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ھ

سیرت النبی ﷺ حصہ اوّل

ترجمہ : سید محمد ابراہیم ندوی ● ترتیب و تبویب : اشتیاق حسین قریشی ایم اے

تاریخ اسلام کے قدیم ترین اور مستند مورخ ۔ علامہ ابن جریر طبری کی تاریخ الامم والملوک جس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کا تذکرہ ہے ۔ جو اس موضوع پر [illegible] علماء کے نزدیک بنیادی حیثیت کی حامل ہے ۔ [illegible] زمانہ قدیم سے لے کر عصر حاضر تک [illegible] معتبر اور مستند مانی گئی ہے تاریخ اسلام کے تمام مؤرخین نے اسی سے خوشہ چینی کی ہے ۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری — تاریخ الامم والملوک

کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ——— تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: ——— علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: ——— نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ——— جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن اپریل ۲۰۰۳ء
ایڈیشن ——— آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
باب ۱		عرب کے پجاری	۳۳	[illegible]	۴۱
حضرت محمد ﷺ کا نسب نامہ	۲۳	قصی اور [illegible] تک	۳۳	[illegible]	۴۳
عبداللہ بن عبدالمطلب	۲۳	قصی کی امارت	۳۵	[illegible]	۴۴
عبدالمطلب کی نذر	۲۳	قصی کے [illegible]	۳۵	باب ۲	
عبداللہ کی دیت	۲۵	دارالندوہ	۳۶	حضرت محمد ﷺ	۴۵
[illegible]	۲۶	دارالندوہ کا انتظام	۳۶	پیدائش	۴۵
عبداللہ کا نکاح	۲۶	کلاب بن مرہ	۳۶	[illegible]	۴۵
عبداللہ کا انتقال	۲۷	مرہ بن کعب	۳۷	[illegible]	۴۶
عبدالمطلب بن ہاشم	۲۷	کعب بن لؤی	۳۷	[illegible]	۴۸
عبدالمطلب کی [illegible]	۲۸	لؤی بن غالب	۳۷	حضرت محمد ﷺ [illegible]	۴۸
عبدالمطلب کے بیٹے	۲۹	غالب بن فہر	۳۷	حضرت محمد ﷺ کو [illegible] سے	
عبدالمطلب دربار [illegible]	۲۹	فہر بن مالک	۳۸	اجتناب	۴۸
عبدالمطلب کے معاہدات	۳۰	مالک بن نضر	۳۸	تجارت	۴۹
چاہ زمزم [illegible]	۳۰	[illegible]	۳۹	حضرت خدیجہ [illegible] سے نکاح	
ہاشم بن عبد مناف	۳۰	[illegible]	۳۹	محمد ﷺ کا [illegible]	۴۹
ہاشم اور امیہ	۳۱	[illegible]	۳۹	ایک غلط روایت	۵۰
ہاشم اور امیہ کی منافرت	۳۱	[illegible]	۴۰	[illegible]	۵۰
عبدالمطلب اور حرب بن امیہ	۳۱	مدرکہ بن الیاس	۴۰	[illegible]	۵
عبد مناف بن قصی	۳۲	مدرکہ کی وجہ تسمیہ	۴۰	[illegible]	۵۲
قصی بن کلاب	۳۲	الیاس بن مضر	۴۰	[illegible]	۵۲
قصی کی [illegible]	۳۲	مضر بن نزار	۴۱	[illegible]	۵۳
قصی کا [illegible] سے [illegible]	۳۲	[illegible]	۴۱	[illegible]	۵۳
قصی اور [illegible]	۳۲	[illegible]	۴۱	[illegible]	۵۴
[illegible]	۳۲	[illegible]	۴۲	[illegible]	۵۴

[illegible] ۵۳
[illegible] ۵۵
[illegible] ۵۵
[illegible] ۵۶
[illegible] ۵۶
[illegible] ۵۷
[illegible] ۵۸
[illegible] آیت ۵۸
[illegible] ۵۸
عبداللہ بن شداد کی روایت ۵۹
ابو میسرہ کی روایت ۵۹
قریش کی ایذا ۶۰
حضرت محمد ﷺ اور حضرت
خدیجہ ۶۰
حضرت خدیجہ کی روایت ۶۱
قرآن کا نزول ۶۱
شق قلب کا قصہ ۶۲
[illegible] کا واقعہ ۶۲
[illegible] کی روایت ۶۳
پہلی مسلمان خاتون ۶۳
[illegible] ۶۳
معراج ۶۳
انبیائے کرام سے ملاقات ۶۳
سدرۃ المنتہیٰ ۶۳
پہلے صحابہ ۶۵
[illegible] ۶۵
حضرت علی کے متعلق روایت ۶۵
[illegible] کی روایت ۶۵
[illegible]
[illegible] ۶۶
[illegible] ۶۶
[illegible] ۶۸
[illegible] ۶۸
[illegible] ۶۸
[illegible] کی روایت ۶۹
[illegible] کی روایت ۶۹
[illegible] کی روایت ۶۹
ابن اسحاق کی روایت ۶۹
[illegible] ۷۰
[illegible] ۷۰
بنو عبدالمطلب [illegible] ۷۰
بنو عبدالمطلب [illegible] ۷۱
[illegible] ۷۲
ابو طالب [illegible] ۷۲
[illegible] ۷۳
[illegible] ۷۳
حضرت محمد ﷺ اور ابو لہب ۷۳
ابو طالب کا [illegible] ۷۳
حضرت محمد ﷺ کا [illegible] ۷۳
ابن اسحاق کی روایت ۷۴
حضرت محمد ﷺ [illegible] ۷۴
ابو طالب [illegible] ۷۴
قریش کا [illegible] کے خلاف [illegible] ۷۵
[illegible] ۷۵
پہلی ہجرت ۷۵
ہجرت حبشہ ثانی ۷۶
[illegible] ۷۶
[illegible] ۷۶
[illegible] ۷۷
[illegible] ۷۷
حضرت محمد ﷺ [illegible] ۷۸
[illegible] ۷۸
حضرت [illegible] کا قبول اسلام ۷۹
[illegible]
[illegible] ۷۹
[illegible] نجاشی ۷۹
قریش [illegible] معاہدہ ۸۰
شعب ابی طالب ۸۰
[illegible] حضرت محمد ﷺ [illegible] ۸۰
[illegible] ۸۱
[illegible] ۸۱
[illegible] کے خلاف [illegible] ۸۲
[illegible] ۸۲
[illegible] کی روایت ۸۳
[illegible] ۸۳
[illegible] ۸۴
حضرت محمد ﷺ [illegible] ۸۵
عام الحزن ۸۵
طائف کا سفر ۸۵
حضرت محمد ﷺ کی دعا ۸۶
[illegible] ۸۷
[illegible] قبول اسلام ۸۷
حضرت محمد ﷺ کی [illegible] ۸۸
[illegible] ۸۹

[illegible] اسلام ۸۶
بنو کلب میں تبلیغ ۸۶
بنو حنیفہ [illegible] ۸۸
بنو عامر میں تبلیغ اسلام ۸۸
عامر [illegible] ہجرت ۸۹
سوید بن صامت ۸۹
ایاس بن معاذ ۸۹
ایاس کی وفات ۹۰
بنو خزرج کو دعوت اسلام ۹۰
بنو خزرج کا قبول اسلام ۹۰
بنو خزرج کے مسلمانوں کے سامنے [illegible] ۹۰
بیعت عقبہ ۹۱
مسلم انصار کے سامنے تقریر ۹۱
بیعت کی شرائط ۹۱
حضرت مصعب بن عمیر ۹۲
اسید بن حضیر ۹۲
اسید بن حضیر کا قبول اسلام ۹۲
سعد بن معاذ اور مصعب بن عمیرؓ ۹۳
سعد بن معاذ کا قبول اسلام ۹۳
بنو عبد الاشہل کا قبول اسلام ۹۳
براء بن معرورؓ ۹۴
قبلے کے بارے میں [illegible] ۹۴
عبداللہ بن عمرو بن حرام ۹۵
عباس بن عبدالمطلب کا خزرج سے
خطاب ۹۵
خزرج کی یقین دہانی ۹۶
بارہ نقیب ۹۶
بیعت عقبہ ثانیہ ۹۶
کعب بن مالک کی روایت ۹۷
[illegible] ۹۷

باب ۳

ہجرت ۹۹
ہجرت مدینہ کی اجازت ۹۹
[illegible] جہاد و قتال ۹۹
[illegible] ۹۹
انصار کا قبول اسلام ۱۰۰
مسلمانوں کی ہجرت مدینہ ۱۰۰
کفار کی مجلس مشاورت ۱۰۱
حضرت محمد ﷺ کے خلاف منصوبہ ۱۰۲
ابوجہل کی تجویز ۱۰۲
حضرت محمد ﷺ کی روانگی ۱۰۲
کفار کی ناکامی ۱۰۳
ہجرت سے متعلق آیات قرآنی کا
نزول ۱۰۳
کفار مکہ اور حضرت کی تلاش ۱۰۳
حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت ۱۰۴
عامر بن فہیرہ ۱۰۵
غار ثور میں قیام ۱۰۵
مدینہ کو روانگی ۱۰۵
حضرت عائشہؓ کی روایت ۱۰۵
[illegible] انعام کا لالچ ۱۰۶
عبداللہ بن ابی بکرؓ ۱۰۶
[illegible] کا تعاقب ۱۰۷
اونٹنی کی خریداری ۱۰۷
حضرت اسماءؓ اور ابوجہل ۱۰۷
[illegible] کی روایت ۱۰۷
حضرت محمد ﷺ کی قبا میں آمد ۱۰۷
قبا میں قیام ۱۰۸
حضرت علیؓ کی مدینہ روانگی ۱۰۸
[illegible] ۱۰۹
بعثت کے بعد مکہ میں قیام ۱۰۹
قیام مکہ کے سالوں کے متعلق روایتیں ۱۰۹
عمر و سال وفات کے متعلق روایتیں ۱۰۹
عامر کی روایت ۱۱۰
زہری کی روایت ۱۱۰
سنہ ہجری کی ابتداء ۱۱۰
سنہ ہجری کے متعلق مختلف اقوال ۱۱۱
میمون بن مہران کی روایت ۱۱۱
محمد بن سیرین کی روایت ۱۱۱
سہل بن سعد کی روایت ۱۱۱
عرب میں سنہ تاریخ کی ابتداء ۱۱۲
تاریخ کی ابتداء [illegible] ۱۱۲
دوشنبہ کی اہمیت ۱۱۲

باب ۴

حضرت محمد ﷺ کی مدنی زندگی ۱۱۳
پہلا جمعہ ۱۱۳
مدینہ میں آنحضرت ﷺ کا پہلا خطبہ ۱۱۳
[illegible] ۱۱۵
مسجد نبوی ۱۱۵
اسعد بن زرارہ کی وفات ۱۱۶
بنو نجار کے نقیب ۱۱۶
حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ ۱۱۶
حضرت عائشہؓ کی رخصتی ۱۱۶
دو رکعت کا اضافہ ۱۱۷

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی		فطرانے کا حکم	۱۲۶	ایک عرب شیخ سے ملاقات	۱۳۵
ولادت	۱۱۷	۱۹ رمضان سے متعلق روایات	۱۲۶	دو قریشی غلاموں کی گرفتاری	۱۳۵
نعمان بن بشیر کی پیدائش	۱۱۸	۱۷ رمضان کے متعلق روایات	۱۲۶	دو مسلمان مخبر	۱۳۶
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مہم	۱۱۸	قریش کا تجارتی قافلہ	۱۲۷	ابوسفیان کی روانگی مکہ	۱۳۶
حضرت عبیدہ بن الحارث کی مہم	۱۱۸	مسلمانوں کے حملہ کا خوف	۱۲۷	جہیم بن الصلت کا خواب	۱۳۶
خرار کی مہم	۱۱۸	بنو الحجاج کے حبشی غلام کی گرفتاری	۱۲۷	ابوجہل کا بدر میں قیام پر اصرار	۱۳۷
غزوہ ابواء	۱۱۹	کفار کی تعداد	۱۲۸	طالب بن ابی طالب	۱۳۷
اسلام کا پہلا علمبردار	۱۱۹	چشمہ بدر پر مسلمانوں کا قبضہ	۱۲۸	چاہ بدر	۱۳۷
غزوہ عشیرہ	۱۱۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۲۹	حباب بن المنذر کی رائے	۱۳۷
کرز بن جابر کا حملہ	۱۲۰	حضرت محمد ﷺ کی دعا	۱۲۹	عریشہ رسول ﷺ	۱۳۸
ابوقیس بن الاسلت	۱۲۰	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی	۱۲۹	خفاف بن ایماء کی قریش کو پیشکش	۱۳۸
باب ۵		عباس بن عبدالمطلب کی گرفتاری	۱۳۰	حکیم بن حزام	۱۳۸
جنگ بدر ۲ ھ	۱۲۱	رسول اللہ ﷺ کی شب بیداری	۱۳۰	عمیر بن وہب کی مسلمانوں سے	۱۳۹
سعد بن عبادہ کی جاں نثاری	۱۲۱	محمد بن اسحاق کی روایت	۱۳۰	متعلق رائے	۱۳۹
تجارتی قافلوں کی روک تھام	۱۲۱	ابن عباس کی روایت	۱۳۰	حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ کی گفتگو	۱۴۰
ابوتراب کا لقب	۱۲۱	عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب	۱۳۱	حکیم بن حزام اور ابوجہل	۱۴۰
ابوتراب لقب کی دوسری روایت	۱۲۲	حضرت عباس اور ابوجہل	۱۳۱	عتبہ کی جنگ کے خلاف تقریر	۱۴۰
حضرت عبداللہ بن جحش کی مہم	۱۲۲	مستورات بنی عبدالمطلب کا احتجاج	۱۳۱	ابوجہل کا عتبہ کو طعنہ	۱۴۰
حضرت عبداللہ بن جحش کا خط	۱۲۲	ضمضم بن عمرو کی فریاد	۱۳۲	اسود بن عبدالاسد کا قتل	۱۴۰
عمرو بن الحضرمی کا قتل	۱۲۳	اہل مکہ کی جنگ کی تیاری	۱۳۲	عتبہ شیبہ اور ولید کا خاتمہ	۱۴۱
اسیران جنگ کی رہائی	۱۲۳	امیہ بن خلف	۱۳۲	مسلمانوں کو پیش قدمی کی ممانعت	۱۴۱
مہم نخلہ کے متعلق دوسری روایت	۱۲۳	بنو کنانہ کے حملہ کا خوف	۱۳۲	حضرت محمد ﷺ اور حضرت سواد بن غزیہ	۱۴۱
مہم نخلہ کے متعلق جندب بن عبداللہ		اصحاب بدر کی تعداد	۳۲	آیات قرآنی کا نزول	۱۴۲
کی روایت	۱۲۴	حضرت براء بن عازب کی روایت	۳۳	ابن عباس کی روایت	۱۴۲
قبلہ کی تبدیلی	۱۲۵	حضرت محمد ﷺ کا صحابہ سے مشورہ	۱۳۴	اللہ کی مدد کا ظہور	۱۴۳
ابن اسحاق کی روایت	۱۲۵	انصار کا جذبہ جہاد	۱۳۴	عوف بن الحارث	۱۴۳
ابن زید کی روایت	۱۲۵	حضرت سعد بن معاذ کی تقریر	۱۳۴	حضرت سعد کا مشرکین پر حملہ	۱۴۳
روزے کا حکم	۱۲۵	مسلمانوں کی روانگی بدر	۱۳۵	ابوحذیفہ بن عتبہ	۱۴۳

ابو البختری کے قتل نہ کرنے کا حکم	۱۴۴	ابو العاص کی رہائی	۱۵۳	غزوۂ سویق	۱۶۳
ابو البختری کا قتل	۱۴۴	حضرت زینبؓ کی ہجرت کا واقعہ	۱۵۴	[illegible]	۱۶۳
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور امیہ		[illegible]	۱۵۴	ابوسفیان [illegible]	۱۶۳
بن خلف	۱۴۵	[illegible]	۱۵۵	ابوسفیان کے اشعار	۱۶۴
حضرت بلالؓ کا امیہ کے قتل پر اصرار	۱۴۵	ابو العاص کا قبول اسلام	۱۵۵	حضرت کعب بن مالک کے اشعار	۱۶۴
امیہ بن خلف کا قتل	۱۴۵	عمیر اور صفوان میں معاہدہ	۱۵۶	حضرت حسنؓ [illegible]	۱۶۵
جنگ بدر میں ملائکہ کی شرکت	۱۴۶	عمیر کی روانگی مدینہ	۱۵۶	۳ھ	
ابوجہل کی لاش کی تلاش	۱۴۶	عمیر کا قبول اسلام	۱۵۶	جنگ احد سے قبل	۱۶۶
ابوجہل کا غرور	۱۴۶	حضرت عمیرؓ کی مراجعت مکہ	۱۵۷	غزوۂ ذی امر	۱۶۶
[illegible]	۱۴۷	اسیران بدر کے متعلق مشورے کی بابت	۱۵۸	کعب بن الاشرف	۱۶۶
[illegible] کا حال	۱۴۸	زر فدیہ قبول کرنے پر پشیمانی	۱۵۸	ابو نائلہ [illegible]	۱۶۶
مال غنیمت جمع کرنے کا حکم	۱۴۸	حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی		کعب بن الاشرف کا قتل	۱۶۷
سورۂ انفال کی تفسیر	۱۴۸	رائے	۱۵۸	حویصہ بن مسعود کا قبول اسلام	۱۶۸
حضرت رقیہؓ کی تدفین	۱۴۸	حضرت عمرؓ [illegible] کا فیصلہ	۱۵۹	حضرت ام کلثومؓ کا نکاح	۱۶۸
مسلمانوں کی مراجعت مدینہ	۱۴۹	شہیدوں کی تعداد	۱۵۹	غزوۂ القردۃ	۱۶۸
مقتولین و اسیران بدر کی تعداد	۱۴۹	حضرت عمیر [illegible] کی شہادت	۱۶۰	فرات بن حیان کا قبول اسلام	۱۶۹
حضرت ابو [illegible] انصاری	۱۴۹	جنگ بدر میں شریک نہ ہونے والے		ابو رافع یہودی	۱۶۹
حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور ابو یزید		صحابہ کرام	۱۶۰	ابو رافع کا قتل	۱۶۹
سہیل	۱۴۹	یہودیوں کا حسد	۱۶۰	انصار کی جاں نثاری	۱۷۰
اسیران بدر کی تقسیم	۱۵۰	[illegible]		قتل ابو رافع کی دوسری روایت	۱۷۱
قریش کو شکست کی خبر	۱۵۰	[illegible]	۱۶۱	[illegible] کے اشعار	۱۷۱
ابو رافع کی روایت	۱۵۰	غزوۂ بنو قینقاع	۱۶۱	[illegible] کا بیان	۱۷۲
ابولہب کا انجام	۱۵۱	بنو قینقاع کا محاصرہ	۱۶۱	حضرت حفصہؓ [illegible]	۱۷۳
اسیران قریش کا فدیہ	۱۵۱	عبداللہ بن ابی کی [illegible]	۱۶۱	جنگ احد	۱۷۳
عمرو بن ابی سفیان	۱۵۲	غزوۂ [illegible]	۱۶۲	[illegible] کی تیاری	۱۷۳
[illegible]	۱۵۲	مال غنیمت کے [illegible]	۱۶۲	[illegible]	۱۷۳
سعد بن نعمان کی گرفتاری و رہائی	۱۵۲	[illegible]	۱۶۲	جنگ احد میں شریک [illegible]	۱۷۳
ابو العاص بن ربیع	۱۵۳	[illegible] کی روایت	۱۶۲	[illegible]	۱۷۳

[illegible]	۱۹۸	مجلس [illegible]	۲۰۸	رسول اللہ ﷺ کی غطفان سے مصالحت کی	
[illegible] کے ذریعے قتل	۱۹۹	[illegible]	۲۰۹	کوشش	۲۱۶
[illegible]	۱۹۹	نعیم بن مسعود الاشجعی کی ریشہ دوانی	۲۰۹	سعد بن معاذ کی مخالفت	۲۱۷
حضرت عمرو بن امیہ کی واپسی	۱۹۹	حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ کا نکاح	۲۰۹	عمرو بن عبدود	۲۱۷
حضرت زینب بنت خزیمہ کا نکاح	۱۹۹	باب ۹		حضرت علی اور عمرو بن عبدود کا مقابلہ	۲۱۷
[illegible]	۲۰۰	غزوہ [illegible]	۲۱۰	حضرت سعد بن معاذ کو [illegible]	۲۱۸
بیر معونہ کا واقعہ	۲۰۰	حضرت زینب بنت جحش اور رسول		حضرت سعد بن معاذ کی دعا	۲۱۹
عمرو بن امیہ کی گرفتاری اور رہائی	۲۰۰	اللہ ﷺ	۲۱۰	حضرت حسان بن ثابت کی [illegible] حالت	۲۱۹
بنو عامر کے دو افراد کا قتل	۲۰۱	حضرت زینب کی رضامندی	۲۱۰	حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی	
عامر بن طفیل پر قاتلانہ حملہ	۲۰۱	حضرت زینب کا نکاح	۲۱۰	دلیری	۲۱۹
ابن ملحان الانصاری	۲۰۲	حضرت زینب کے متعلق زہری کی		حضرت نعیم بن مسعود کا قبول اسلام	۲۲۰
شہداء کے متعلق آیات قرآنی	۲۰۲	روایت	۲۱۱	حضرت نعیم بن مسعود کی حکمت عملی	۲۲۰
بنو نضیر کی [illegible]	۲۰۳	غزوہ احزاب	۲۱۲	حضرت نعیم بن مسعود اور قریش	۲۲۰
بنو عامر کا خون بہا	۲۰۳	عیینہ بن حصن سے معاہدہ	۲۱۱	حضرت نعیم بن مسعود اور غطفان	۲۲۱
بنو نضیر کی بدعہدی	۲۰۳	یہودیوں کی شرارت	۲۱۱	بنو قریظہ کا قریش سے مطالبہ یرغمال	۲۲۱
رسول اللہ کے خلاف سازش	۲۰۳	یہود کا قبیلہ غطفان سے معاہدہ	۲۱۲	قریش اور بنو قریظہ میں [illegible]	۲۲۱
بنو نضیر کو [illegible] کا حکم	۲۰۳	قریش کا غطفان قیس سے معاہدہ	۲۱۲	حضرت حذیفہ بن الیمان	۲۲۲
بنو نضیر کا محاصرہ	۲۰۴	حضرت سلمان فارسی کا مشورہ	۲۱۲	کفار کی واپسی	۲۲۲
بنو نضیر کی جلاوطنی	۲۰۵	خندق کی کھدائی	۲۱۲	باب ۱۰	
بنو نضیر کی [illegible]	۲۰۵	حضرت [illegible] کی قیادت	۲۱۳	غزوہ بنی قریظہ	۲۲۳
[illegible]	۲۰۵	پتھر توڑنے کا واقعہ	۲۱۳	حضرت جبرائیل کی آمد	۲۲۳
حضرت [illegible] کی روایت	۲۰۵	حضرت محمد ﷺ کی بشارات	۲۱۳	بنو قریظہ کی جانب پیش قدمی	۲۲۳
غزوہ ذات الرقاع	۲۰۶	منافقین کے متعلق آیات قرآنی	۲۱۳	مسلمانوں کا [illegible] قیام	۲۲۴
حضرت جابرؓ کی روایت	۲۰۶	قریش کی آمد	۲۱۵	بنو قریظہ کا محاصرہ	۲۲۵
آیت صلوۃ الخوف کا نزول	۲۰۶	حیی بن اخطب اور کعب بن اسد	۲۱۵	کعب بن اسد کی تجاویز	۲۲۵
نماز میں قصر کا حکم	۲۰۶	بنو قریظہ کی عہد شکنی	۲۱۵	حضرت ابو لبابہؓ کی پشیمانی	۲۲۶
[illegible]	۲۰۷	بنو قریظہ کی خباثت	۲۱۶	حضرت ابو لبابہؓ کی معافی	۲۲۶
جابر بن عبداللہ کی روایت	۲۰۷	منافقین کی بزدلی	۲۱۶	عمرو بن سعدی القرظی	۲۲۷

[illegible]	۲۲۷	[illegible]	۲۳۶	[illegible]	۲۴۶
[illegible]	۲۲۷	غزوہ بنی مصطلق	۲۳۶	حضرت [illegible]	۲۴۶
حضرت [illegible]	۲۲۷	[illegible]	۲۳۷	حضرت [illegible]	۲۴۶
حضرت [illegible]	۲۲۹	حضرت [illegible]	۲۳۷	[illegible]	۲۴۷
حضرت [illegible]	۲۲۹	غزوہ [illegible]	۲۳۷	[illegible]	۲۴۷
[illegible]	۲۲۹	[illegible]	۲۳۷	حضرت خالد بن ولید کا [illegible]	
[illegible]	۲۲۹	[illegible]	۲۳۸	قلب	۲۴۷
[illegible]	۲۲۹	[illegible]	۲۳۸	حضرت محمد ﷺ کا [illegible]	
حضرت [illegible]	۲۲۹	حضرت [illegible]	۲۳۹	[illegible]	۲۴۷
حضرت [illegible]	۲۲۹	[illegible]	۲۳۹	[illegible]	۲۴۸
[illegible]	۲۳۰	[illegible]	۲۳۹	حضرت محمد ﷺ کا [illegible]	۲۴۸
[illegible]	۲۳۰	[illegible]	۲۳۹	[illegible]	۲۴۹
[illegible]	۲۳۰	عبداللہ بن ابی [illegible]	۲۴۰	[illegible]	۲۴۹
[illegible]	۲۳۱	[illegible]	۲۴۰	حضرت ابوبکر [illegible]	۲۵۰
حضرت [illegible]	۲۳۱	حضرت [illegible]	۲۴۰	رسول اللہ ﷺ کا [illegible]	۲۵۰
[illegible]	۲۳۲	حضرت [illegible]	۲۴۰	[illegible]	۲۵۰
[illegible]	۲۳۲	[illegible]	۲۴۱	[illegible]	۲۵۱
[illegible]	۲۳۲	[illegible]	۲۴۱	[illegible]	۲۵۱
باب		[illegible]	۲۴۲	[illegible]	۲۵۱
[illegible]	۲۳۳	حضرت [illegible]	۲۴۲	[illegible]	۲۵۲
[illegible]	۲۳۳	حضرت [illegible]	۲۴۲	حضرت [illegible]	۲۵۲
[illegible]	۲۳۳	[illegible]	۲۴۳	حضرت [illegible]	۲۵۳
حضرت [illegible]	۲۳۳	[illegible]	۲۴۳	حضرت [illegible]	۲۵۳
[illegible]	۲۳۳	حضرت [illegible]	۲۴۳	[illegible]	۲۵۳
[illegible]	۲۳۴	حضرت [illegible]	۲۴۴	[illegible]	۲۵۴
[illegible]	۲۳۴	[illegible]	۲۴۴	حضرت [illegible]	۲۵۴
حضرت [illegible]	۲۳۵	[illegible]	۲۴۵	[illegible]	۲۵۴
[illegible]	۲۳۵	[illegible]	۲۴۵	حضرت [illegible]	۲۵۵

صلح نامہ حدیبیہ	۲۵۵	ابوسفیان کی طلبی	۲۶۴	حضرت صفیہ کا خواب	۲۷۶
صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط	۲۵۵	ہرقل کا استفسار	۲۶۵	کنانہ بن الربیع کا انجام	۲۷۷
مسلمانوں میں غم وغصہ	۲۵۶	ہرقل کا جواب	۲۶۵	اہل خیبر کی صلح کی درخواست	۲۷۷
حضرت ابوجندل بن سہیل کی آمد	۲۵۶	حضرت محمد ﷺ کا خط	۲۶۶	اہل فدک کی اطاعت	۲۷۷
صلح نامہ حدیبیہ کے گواہ	۲۵۶	ہرقل کا امراء سے مشورہ	۲۶۶	زینب یہودیہ کا بھیجا ہوا مسموم گوشت	۲۷۷
صلح نامہ کی تکمیل	۲۵۶	امراء کی برہمی	۲۶۶	غزوۂ وادی القریٰ	۲۷۸
جانوروں کی قربانی	۲۵۷	ضغاطر اسقف کا قتل	۲۶۷	حجاج بن علاط سلمی	۲۷۸
حضرت محمد ﷺ کی مراجعت مدینہ	۲۵۷	ہرقل کی شام سے روانگی	۲۶۷	حجاج بن علاط کی غلط بیانی	۲۷۹
ابوبصیر عتبہ بن اسید	۲۵۸	رئیس دمشق کو پیغام	۲۶۸	حجاج کے مال مطلوبہ کی وصولیابی	۲۷۹
ابوبصیر کی ساحل ذی المروہ پر روانگی	۲۵۸	شاہ حبشہ کو دعوت اسلام	۲۶۸	حضرت عباس اور حجاج کی ملاقات	۲۷۹
مکہ کے محبوس مسلمان	۲۵۸	شاہ حبش کا قبول اسلام	۲۶۸	مکہ میں فتح خیبر کا اعلان	۲۸۰
مومن عورتوں کے لئے حکم	۲۵۹	حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان	۲۶۹	غزوہ خیبر کا مال غنیمت	۲۸۰
حضرت ام کلثوم بنت عقبہ	۲۵۹	حضرت ام حبیبہ کی روانگی مدینہ	۲۶۹	مسلمانوں کا عدل	۲۸۰
غمر مرزوق کی مہم	۲۵۹	نامہ رسول شاہ فارس کے نام	۲۷۰	عہد فاروقی میں یہودیوں کی جلاوطنی	۲۸۱
ذی القصہ کی مہم	۲۵۹	شاہ فارس کا گستاخانہ رویہ	۲۷۰	حضرت ماریہ	۲۸۱
جموم کی مہم	۲۶۰	کسریٰ کا والی یمن کو حکم	۲۷۰	رسول اللہ کا عمرہ	۲۸۱
بنو ثعلبہ پر یورش	۲۶۰	شاہ ایران کا قتل	۲۷۱	ہوازن کی مہم	۲۸۱
مہمات وادی القریٰ	۲۶۰	شیرویہ کی حکومت	۲۷۱	مہم بنی مرہ	۲۸۲
فدک کی مہم	۲۶۰	یمن میں خسرو کی خبر	۲۷۲	میفعہ کی مہم	۲۸۲
ام قرفہ کی مہم	۲۶۰	باب ۱۳		مہم بنی عبد بن ثعلبہ	۲۸۲
وادی القریٰ کا معرکہ	۲۶۰	غزوۂ خیبر ۷ھ	۲۷۳	[illegible]	۲۸۲
بنت ام قرفہ	۲۶۱	حضرت محمد ﷺ کی خیبر کی جانب پیش قدمی	۲۷۳	مسلمانوں کی عمرہ روانگی	۲۸۲
عرنیین کا مقابلہ	۲۶۲	قلعہ صعب بن معاذ کی فتح	۲۷۳	مسلمانوں کا عمرہ	۲۸۳
باب ۱۲		مرحب کا رجز	۲۷۳	حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار	۲۸۳
سلاطین کو دعوت اسلام ۶ھ	۲۶۳	حضرت زبیر بن العوام کا حملہ	۲۷۴	حضرت میمونہ بنت حارث کے بارے میں	
شاہ مصر کے تحفے	۲۶۳	رسول اللہ کا علم	۲۷۵	نکاح	۲۸۳
ہرقل قیصر روم کو دعوت اسلام	۲۶۳	حضرت علی اور مرحب کا مقابلہ	۲۷۵	مسلمانوں کا مکہ میں تین روز قیام	۲۸۳
ہرقل کا خواب	۲۶۳	حضرت صفیہ بنت حیی	۲۷۶	نبی کی مراجعت	۲۸۳

[illegible]	۲۸۱	[illegible]	۲۹۳	[illegible]	۳۰۳
[illegible]	۲۸۱	[illegible]	۲۹۵	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۲۹۵	[illegible]	۳۰۴
[illegible]	۲۸۵	[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۲۸۵	[illegible]	۲۹۶	[illegible]	۳۰۵
[illegible]	۲۸۵	[illegible]	۲۹۶	[illegible]	۳۰۵
[illegible]	۲۸۵	[illegible]	۲۹۶	[illegible]	
[illegible]	۲۸۶	[illegible]	۲۹۶	[illegible]	۳۰۵
[illegible]	۲۸۶	[illegible]	۲۹۷	[illegible]	۳۰۵
[illegible]	۲۸۷	[illegible]		[illegible]	۳۰۶
[illegible]	۲۸۷	[illegible]	۲۹۷	[illegible]	۳۰۶
[illegible]	۲۸۷	[illegible]	۲۹۸	[illegible]	۳۰۷
[illegible]	۲۸۷	[illegible]	۲۹۸	[illegible]	۳۰۷
[illegible]	۲۸۷	[illegible]	۲۹۸	[illegible]	۳۰۸
[illegible]		[illegible]	۲۹۹	[illegible]	۳۰۸
قبول اسلام	۲۸۸	[illegible]	۲۹۹	[illegible]	۳۰۸
[illegible]	۲۸۸	[illegible]	۳۰۰	[illegible]	۳۰۹
[illegible]	۲۸۸	[illegible]	۳۰۰	[illegible]	۳۰۹
[illegible]	۲۹۰	[illegible]		[illegible]	۳۱۰
[illegible]	۲۹۰	[illegible]	۳۰۱	[illegible]	۳۱۰
[illegible]	۲۹	[illegible]	۳۰۱	[illegible]	۳۱۰
[illegible]	۲۹	[illegible]		[illegible]	۳۱۱
[illegible]	۲۹۳	[illegible]	۳۰	[illegible]	۳۱۱
[illegible]	۲۹۰	[illegible]	۳۰۲	[illegible]	۳۱۱
[illegible]	۲۹۳	[illegible]	۳۰۲	[illegible]	۳۱۱
[illegible]	۲۹۳	[illegible]	۳۰۲	[illegible]	۳۱۲
[illegible]	۲۹۳	[illegible]	۳۰۳	[illegible]	۳۱۲
[illegible]		[illegible]	۳۰۳	[illegible]	۳۱۲

[illegible] ۳۱۲
[illegible] ۳۱۳
حضرت خالد بن ولید اور [illegible]
[illegible] بن عوف [illegible] ۳۱۳
عبداللہ بن ابی حدرد کی روایت ۳۱۳

باب ۱۶

غزوہ حنین ۸ھ ۳۱۵

ہوازن کی پیش قدمی ۳۱۵
درید بن الصمہ ۳۱۵
درید بن الصمہ اور مالک بن عوف ۳۱۵
درید بن الصمہ کا مشورہ ۳۱۶
مالک بن عوف کے جاسوس ۳۱۶
عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی ۳۱۷
صفوان بن امیہ ۳۱۷
مسلمانوں کی تعداد ۳۱۷
مسلمانوں پر ہوازن کا حملہ ۳۱۷
ہوازن کا علمبردار ۳۱۸
کلدہ بن حنبل ۳۱۸
شیبہ بن عثمان ۳۱۸
حضرت عباس کی للکار ۳۱۸
ہوازن کے [illegible] کا تعاقب ۳۱۹
ام سلیم بنت ملحان ۳۱۹
عثمان بن عبداللہ کا قتل ۳۲۰
عثمان بن عبداللہ کا [illegible] غلام ۳۲۰
ہوازن کے [illegible] کا علم ۳۲۰
غزوہ اوطاس ۳۲۰
درید بن الصمہ کا قتل ۳۲۱
حضرت ابو عامر کی شہادت ۳۲
[illegible] ۳۲۲
[illegible] ۳۲۲
[illegible] ۳۲۲
[illegible] ۳۲۲
[illegible] ۳۲۲
[illegible] ۳۲۳
[illegible] ثقیف [illegible]
محاصرہ ۳۲۴
مسلمانوں کی مراجعت ۳۲۴
عیینہ بن حصن ۳۲۵
حضرت عمر کا [illegible] ۳۲۵
اسیران غزوہ حنین ۳۲۶
اسیران حنین کی رہائی ۳۲۶
مال غنیمت [illegible] ۳۲۷
مالک بن عوف کا قبول اسلام ۳۲۷
مال غنیمت تقسیم کرنے پر اصرار ۳۲۷
مال غنیمت کی تقسیم ۳۲۸
حضرت عباس بن مرداس ۳۲۸
مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض ۳۲۸
ایک [illegible] کا [illegible] ۳۲۹
حضرت سعد بن عبادہ [illegible] ۳۲۹
رسول اللہ کا انصار کو خطبہ ۳۳۰
[illegible] ۳۳۰
حضرت [illegible] کی [illegible] ۳۳۱

باب ۱۷

غزوہ [illegible] ۹ھ ۳۳۲
[illegible] ۳۳۲
عروہ بن مسعود الثقفی کا قبول اسلام ۳۳۲
[illegible] ۳۳۱
[illegible] ۳۳۳
[illegible] ۳۳۳
حضرت [illegible] اور حضرت ابوبکر ۳۳۴
حضرت مغیرہ [illegible] ثقیف کی [illegible] ۳۳۴
حضرت عثمان بن ابی العاص ۳۳۵
ثقیف میں بت پرستی کا خاتمہ ۳۳۵
غزوہ تبوک ۳۳۶
مسلمانوں کا [illegible] ۳۳۷
[illegible] ۳۳۶
جہاد سے متعلق آیات قرآنی کا نزول ۳۳۶
منافقین کی سرگرمیاں ۳۳۷
حضرت [illegible] کی [illegible] ۳۳۷
[illegible] اور [illegible] ۳۳۷
جنگ تبوک میں شریک ہونے والے
مسلمان ۳۳۷
عبداللہ بن ابی سلول کا [illegible] ۳۳۸
حضرت علی بن ابی طالب کی روانگی
مراجعت ۳۳۸
حضرت ابو خیثمہ ۳۳۸
[illegible] کا قیام ۳۳۹
رسول اللہ [illegible] کے [illegible] ۳۳۹
رسول اللہ [illegible] ۳۴۰
حضرت ابوذر [illegible] ۳۴۰
حضرت [illegible] کی [illegible] ۳۴۱
[illegible] ۳۴۲
[illegible] کی معذرت ۳۴۱
اکیدر بن عبدالملک کی گرفتاری و رہائی ۳۴۲

اکیدر کی قید	۳۴۲	حضرت ام کلثومؓ بنت نبیؐ کا انتقال	۳۵۲	[illegible]	۳۶۵
حضرت محمد ﷺ کی تبوک سے واپسی	۳۴۳	ضمام بن ثعلبہ	۳۵۴	حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حسان بن	
مسجد ضرار کا انہدام	۳۴۳	ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام	۳۵۵	[illegible]	۳۶۵
مسجد ضرار کے بانیوں کے نام	۳۴۳	بنو سعد بن بکر کا قبول اسلام	۳۵۵	[illegible]	۳۶۵
کعبؓ مرارہ اور ہلال سے بات		باب ۱۸		فاطمہ بنت زید کی روانگی مدینہ	۳۶۵
کعبؓ کی روایت	۳۴۴	سنہ الوفود	۳۵۶	بنو جذام کی رہائی	۳۶۶
طے کی مہم	۳۴۴	حضرت خالد بن ولید کی نجران میں		وفد بنی عامر بن صعصعہ	۳۶۶
[illegible]	۳۴۴	تبلیغ اسلام	۳۵۶	عامر بن الطفیل	۳۶۷
عدی بن حاتم کا فرار	۳۴۵	حضرت خالد بن ولید کا خط	۳۵۶	عامر اور اربد کا انجام	۳۶۷
بنت حاتم کی گرفتاری	۳۴۵	رسول اللہ کا خط بنام خالد بن ولید	۳۵۶	بنو طے کا وفد	۳۶۷
بنت حاتم کی رہائی	۳۴۶	بنو الحارث بن کعب کا وفد	۳۵۷	مسیلمہ کذاب کا خط	۳۶۸
عدی بن حاتم کی روانگی مدینہ	۳۴۶	عہد جاہلیت میں بنو الحارث کا عمل	۳۵۷	عاملوں کا تقرر	۳۶۸
عدی بن حاتم	۳۴۶	عمرو بن حزم الانصاری کا فرمان تقرر	۳۵۷	باب ۱۹	
رسول اللہ اور عدی بن حاتم	۳۴۷	ہمدان کا وفد	۳۵۹	حجۃ الوداع	۳۶۹
عدی بن حاتم کا قبول اسلام	۳۴۷	بنو ازد کا وفد	۳۵۹	حضرت عائشہؓ کا عمرہ	۳۶۹
بنو تمیم کا وفد	۳۴۷	اہل جرش سے جنگ	۳۵۹	حضرت فاطمہؓ کا عمرہ	۳۶۹
بنو تمیم کے شاعر و خطیب کے مقابلے		قبیلہ ہمدان کا قبول اسلام	۳۶۰	حضرت علیؓ کی یمن سے روانگی مکہ	۳۷۰
کی دعوت	۳۴۷	زبید کا وفد	۳۶۰	رسول اللہ کا خطبہ	۳۷۰
عطارد بن حاجب کی تقریر	۳۴۷	عبد القیس کا وفد	۳۶۱	حج اکبر	۳۷۱
حضرت ثابت بن قیس کی جوابی تقریر	۳۴۸	مسیلمہ بن حبیب کذاب	۳۶۲	[illegible] حج	۳۷۱
زبرقان بن بدر کی نظم	۳۴۸	مسیلمہ کذاب کا دعویٰ	۳۶۲	غزوات رسول اللہ ﷺ	۳۷۲
حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار	۳۴۹	کندہ کا وفد	۳۶۳	رسول اللہ کے اصحاب	۳۷۳
حضرت حسان بن ثابتؓ کی نظم	۳۵۰	مختلف وفود کی آمد	۳۶۳	[illegible]	۳۷۳
بنو تمیم کا قبول اسلام	۳۵۱	ابو عامر الراہب کے ہرقل کے پاس	۳۶۳	عبداللہ بن الارقم	۳۷۳
[illegible]	۳۵۲	خولان کا وفد	۳۶۳	رسول اللہ کا عصا	۳۷۳
حضرت ابوبکرؓ کی امارت میں حج	۳۵۲	وفد بنی نہد	۳۶۳	[illegible] کی عمر	۳۷۵
سورۂ براءت کا نزول	۳۵۲	حضرت زیدؓ بن حارثہ کا قبیلہ		[illegible]	۳۷۵
علیؓ سے مشرکین کے اعلان کا حکم	۳۵۲	[illegible]	۳۶۳	[illegible]	۳۷۵

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۵	حضرت فاطمہ بنت شریح	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کے خچروں کے نام	۳۸۸
ابو معشر کی روایت	۳۷۶	خولہ بنت الہذیل	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کے گدھوں کے نام	۳۸۸
ابن کلبی کی روایت	۳۷۶	عمرہ بنت یزید	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں	۳۸۸
رسول اللہ ﷺ کے نکاح	۳۷۶	جنہیں نبی ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کی بکریاں	۳۸۹
زمانہ جاہلیت کے نکاح	۳۷۷	ام ہانی بنت ابی طالب	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کی تلواریں	۳۸۹
حضرت خدیجہ بنت خویلد	۳۷۷	ضباعہ بنت عامر	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کی کمانیں اور نیزے	۳۸۹
حضرت عائشہ بنت ابوبکر	۳۷۸	صفیہ بنت بشامہ	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کی زرہیں	۳۸۹
حضرت سودہ بنت زمعہ	۳۷۸	ام حبیب بنت العباس	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کی ڈھالیں	۳۸۹
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۳۷۹	جمرہ بنت الحارث	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کے اسماء گرامی	۳۸۹
حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۹	رسول اللہ ﷺ کے موالی	۳۸۴	رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک	۳۹۰
حضرت ہشام بن عروہ کی روایت	۳۷۹	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	۳۸۵	مہر نبوت	۳۹۰
حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	۳۷۹	ثوبان	۳۸۵	رسول اللہ ﷺ کی جرأت و شجاعت	۳۹۱
حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ	۳۸۰	حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ	۳۸۵	رسول اللہ ﷺ کے بال	۳۹۱
حضرت جویریہ بنت الحارث	۳۸۰	حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ	۳۸۵	رسول اللہ ﷺ کی علالت	۳۹۲
حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان	۳۸۰	حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ	۳۸۶	باب ۳۰	
حضرت زینب بنت جحش	۳۸۱	حضرت انسہ مولی الانصاری	۳۸۶	حضرت محمد ﷺ کی وفات کا واقعہ	۳۹۳
حضرت صفیہ بنت حیی	۳۸۱	حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ	۳۸۶	اسامہ رضی اللہ عنہ	۳۹۳
حضرت میمونہ بنت الحارث	۳۸۱	حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ	۳۸۶	اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض	۳۹۳
[illegible] بنت رفاعہ	۳۸۱	حضرت رباح الاسود رضی اللہ عنہ	۳۸۶	اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی	۳۹۳
[illegible] بنت [illegible] الکلابیہ	۳۸۲	حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ	۳۸۶	سورۂ فتح	۳۹۴
غزیہ بنت جابر	۳۸۲	حضرت مدعم رضی اللہ عنہ	۳۸۶	اسود عنسی کا قصہ	۳۹۴
اسماء بنت النعمان	۳۸۲	حضرت ابو ضمیرہ رضی اللہ عنہ	۳۸۶	قبروں پر مسجد کی ممانعت	۳۹۴
حضرت ریحانہ بنت زید بن عمرو		حضرت یسار رضی اللہ عنہ	۳۸۷	[illegible]	۳۹۵
حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا	۳۸۲	حضرت مہران رضی اللہ عنہ	۳۸۷	[illegible]	۳۹۵
حضرت زینب بنت خزیمہ	۳۸۲	[illegible]	۳۸۷	[illegible]	۳۹۵
حضرت شراف بنت خلیفہ	۳۸۳	حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ	۳۸۷	اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت	۳۹۶
عالیہ بنت ظبیان	۳۸۳	کاتبین رسول اللہ ﷺ	۳۸۷	رسول اللہ ﷺ کے مرض میں شدت	۳۹۶
قتیلہ بنت قیس	۳۸۳	رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام	۳۸۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ	۳۹۷

حضرت عمرؓ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد	۳۹۷	تشریف آوری	۴۰۳	حبیب بن ابی ثابت کی روایت	۴۱۰
اصحاب احد کے لیے دعائے مغفرت	۳۹۸	روایت	۴۰۳	رسول اللہ ﷺ کی میراث	۴۱۰
حضرت ابوبکرؓ کے متعلق رسول		وقت اذان	۴۰۳	حضرت علیؓ کی بیعت	۴۱۰
اللہ ﷺ کا ارشاد	۳۹۹	حضرت عمرؓ کی تقریر	۴۰۴	حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی	
حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت	۳۹۹	حضرت ابوبکرؓ کی آمد	۴۰۴	اہلیت	۴۱۱
حضرت محمد ﷺ کی صحابہ کے لیے دعا	۳۹۹	حضرت ابوبکرؓ کی تقریر	۴۰۴	ابوسفیانؓ کی کارروائی	۴۱۱
پیغمبر ﷺ کے لیے ہدایت	۳۹۹	سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کا اجتماع	۴۰۵	حضرت ابوبکرؓ کی بیعت عام	۴۱۲
رسول اللہ ﷺ کا تحریر لکھانے کا ارادہ	۳۹۹	زیاد بن کلیب کی روایت	۴۰۵	رسول اللہ ﷺ کا غسل	۴۱۳
حضرت عباسؓ کی حضرت علی		حضرت ابوبکرؓ کا انصار کو جواب	۴۰۶	لباس سمیت غسل	۴۱۳
بات چیت کے متعلق گفتگو	۴۰۰	بیعت کے متعلق ابن عباسؓ کی		رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ	۴۱۴
انصار کے بارے میں وصیت	۴۰۰	روایت	۴۰۷	رسول اللہ ﷺ کی تدفین	۴۱۴
ذات الجنب کا شبہ	۴۰۱	جانشینی کے متعلق حضرت عمرؓ کی		حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کا دعویٰ	۴۱۴
حضرت اسامہؓ کے حق میں دعا	۴۰۱	تقریر	۴۰۷	حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کے دعوے کی تردید	۴۱۵
حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم	۴۰۲	سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ	۴۰۸	عرب میں دو دین نہ رہنے کا حکم	۴۱۵
حضرت ابوبکرؓ کی امامت پر		قریش کی امارت	۴۰۸	رسول اللہ ﷺ کی عمر	۴۱۵
رسول اللہ ﷺ کا اصرار	۴۰۲	ایک انصاری کی تجویز	۴۰۹	رسول اللہ ﷺ کی وفات کا مہینہ	۴۱۶
حضرت عمرؓ کی امامت	۴۰۲	عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی کا		دوشنبہ کی اہمیت	۴۱۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں		بیان	۴۰۹	رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دن	۴۱۶

نگاہِ اولین

از: چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

یہ کتاب جو آج آپ کے سامنے ہے یہ علامہ ابو جعفر محمد ابن جریر طبری کی مشہور و معروف تاریخ "تاریخ الامم والملوک" کا مکمل اور صحیح ترین ترجمہ ہے۔ تاریخ طبری کو اسلامی تاریخ کے سلسلے میں امہات الکتب کا درجہ حاصل ہے۔ طبری سے پہلے ایک شیعہ عالم یعقوبی نے اپنی کتاب "تاریخ یعقوبی" لکھی تھی مگر وہ بہت مختصر اور تشنہ ہے۔ یہ مقام صرف تاریخ طبری کو ہی حاصل ہے کہ وہ واقعات کی زیادہ سے زیادہ تفصیل مہیا کرتا ہے اور مطالعہ کرنے والے کے لیے ان تفصیلات میں سے گزر کر ابتدائی اسلامی دور میں واقعات و حالات کی صحیح تصویر کو معلوم کرنے کے لیے کافی مواد فراہم کرتا ہے۔

علامہ طبری کی وفات ۳۱۰ھ میں بغداد میں ہوئی تھی۔ ان کی عمر کا بڑا حصہ مرکز علم و فن اور معدن علوم شہر بغداد میں بسر ہوا۔ اس وقت کے تمام چوٹی کے اساتذہ و علماء کی صحبتوں سے انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ مصر اور حجاز کا سفر کیا اور وہاں کے اہل علم سے استفادہ کیا۔ انہوں نے یہ تاریخ اپنی عمر کے آخری دور میں لکھنا شروع کی۔ یہ تاریخ ۳۰۲ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے ہر سن کے واقعات اسی سن میں مختلف عنوانات کے تحت درج کیے گئے ہیں۔

تاریخ طبری کی یہ فضیلت و خصوصیت ناقابل انکار ہے کہ تاریخ طبری کے بعد جتنی بھی تاریخیں لکھی گئی ہیں ان سب کا ماخذ بھی یہی تاریخ ہے اور بغداد کا سب سے معتبر زمانہ تو خود ان کی زندگی کا دور ہے جس نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ واثق باللہ کے دور سے لے کر مقتدر باللہ تک کا زمانہ علامہ طبری کی آنکھوں کے سامنے گزرا۔

اسلام نے جن نئے علوم کو جنم دیا ان میں سیرت اور تاریخ کا فن بھی ایک علم ہے۔ اس سے پہلے دنیا کے کسی حصے میں کوئی مربوط تاریخ نہیں لکھی گئی تھی۔ تیسری صدی ہجری میں جب علامہ طبری نے یہ کتاب لکھی تب فن حدیث اپنے انتہائی کمال تک پہنچ کر مدون ہو چکا تھا۔ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ سب تیسری صدی کے بزرگان علم حدیث ہیں۔ جو لوگ روایات سے وابستہ ہونے کے باوجود احادیث رسول ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کی بجائے حالات و اخبار کی طرف زیادہ متوجہ تھے وہ اخباری کہلاتے تھے۔ ان اخباریوں میں اپنے وقت کا سب سے بڑا امام محمد بن جریر طبری تھا۔

طبری کا مقام سمجھنے کے لیے یہ واقعہ دلچسپی کا حامل ہے کہ خود طبری ایک فرقے کے بانی ہیں۔ مدت دراز تک ان کا فرقہ جریریہ کے نام سے چلتا رہا ہے۔ وہ اس زمانے کے رواج کے مطابق جب اپنی کتاب میں کوئی واقعہ درج کرتے ہیں تو سلسلہ سند ختم ہونے تک ضرور بیان کرتے ہیں۔ آج یہ بات غیر مانوس سی معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں علم تاریخ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و اعمال کی نقل سے پیدا ہوا تھا۔ اس لیے حدیث بیان کرنے کا جو طریقہ رائج تھا وہی طریقہ تاریخ کے بیان میں بھی مدت تک قائم رہا۔ تاریخ طبری کا ترجمہ جو [illegible] مختلف علمائے کرام سے کرایا گیا تھا جو

[illegible]

[illegible] ہے۔

تاریخ طبری [illegible] اہل علم کے لیے دوبارہ شائع [illegible] موجودہ صورت حال یہ ہے کہ بازار سے ان کا [illegible] تقریباً ناممکن ہے [illegible] اہل علم کے [illegible] چونکہ انگریزی [illegible] اس لیے ہمیں ضروری معلوم ہوا کہ تاریخ طبری کو دوبارہ شائع کیا جائے۔ لیکن اتنی بڑی کتاب [illegible] جلدوں پر مشتمل ہے۔ [illegible] مشکل کام ہے [illegible] ہم نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے اور ان شاء اللہ [illegible] مکمل [illegible] چھپ جائیں گے۔

[illegible]

* * *

دیباچہ

جناب شبیر حسین قریشی ایم اے لیکچرار اردو کالج۔ کراچی

علامہ ابو جعفر محمد ابن جریر الطبری صوبہ طبرستان کے مقام آمل میں ۲۲۴ھ بمطابق اواخر ۸۳۸ء یا اوائل ۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے کم عمری ہی میں تحصیل علم کی جانب توجہ کی اور صرف سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرنے کے بعد ان کے والد نے انھیں دنیائے اسلام کے مراکز علمی میں تحصیل علم کی غرض سے بھیجا۔ علامہ ابن جریر نے ابتداء میں رے میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد بغداد گئے۔ یہاں آنے کا مقصد امام احمد بن حنبلؒ سے علم حدیث سیکھنا تھا۔ مگر ان کی آمد سے کچھ ہی دنوں پہلے امام موصوف حنبلؒ ۲۴۱ھ میں وفات پا چکے تھے۔ بعد ازاں انھوں نے بصرہ و کوفہ میں کچھ دنوں تک قیام کیا۔ پھر وہ مصر روانہ ہوئے۔ راستے ہی میں علم حدیث کی تحصیل کے لیے شام کی طرف گئے۔ اس کے بعد جب وہ مصر پہنچے تو ان کے علم و فضل کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ یہاں سے لوٹ کر علامہ ابن جریر طبری بغداد آئے اور پھر طبرستان کے دو سفروں کے علاوہ ساری زندگی یہیں بسر کی اور بغداد ہی میں ۳۱۰ھ (بمطابق ۹۲۳ء) میں انھوں نے وفات پائی۔

علامہ ابن جریر طبری نے اپنی زندگی کے آغاز میں حدیث کی تحصیل و تدوین کی جانب خصوصی توجہ دی۔ زندگی کے آخری ایام تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں گزارے۔ مالی اعتبار سے انھیں کوئی بڑا دنیوی مقام حاصل نہ ہو سکا۔ مگر علم و ادب کی دنیا میں انھیں جو مقام ملا وہ بہت کم لوگوں کو ملا ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے ہمیشہ علم کو دولت پر ترجیح دی اور منصب قضا جیسے مرکزی عہدوں کی پیش کش کو بھی قبول نہ کیا۔ علم حاصل کرنا اور سکھانا ان کی زندگی کا مقصد تھا اور ان کی پوری زندگی اسی کے مشاغل میں بسر ہوئی۔ تاریخ و فقہ کے علاوہ قرآن کے خصوصی مضمون میں بھی انھوں نے شعر و شاعری ادب و لغت میں بھی بڑی شہرت حاصل کی۔ حدیث اور قواعد میں بھی کمال حاصل کیا۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے ریاضی اور طب میں بھی درک پیدا کیا۔

علامہ ابن جریر طبری مصر سے واپسی کے دس سال بعد تک فقہ شافعی کے مقلد رہے۔ مگر بعد ازاں انھوں نے اپنا الگ فقہی مذہب قائم کیا جس کے پیرو ان کے والد کے نام کی نسبت سے "جریریہ" کے نام سے موسوم کیے گئے۔ ان کے فقہی مسلک کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ طبری نے اصول کی بنا اور فروع میں زیادہ امام شافعی سے اختلاف کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا [illegible] فقہی مذہب جلد ختم ہو گیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ سے ان کے اختلافات زیادہ مشہور ہیں اور اس حد تک کہ امام احمد بن حنبلؒ کو محدث تسلیم کرتے تھے فقیہ نہیں۔ امام موصوف کے مسلک سے شدید اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ حنبلی حضرات کی بغداد میں اکثریت تھی اور حکومت کی سرپرستی بھی حاصل تھی جس کی وجہ سے وہ علامہ طبری کے خلاف ہو گئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بعض قرآنی آیات کی تفسیر میں اختلاف کی بنا پر ایک ہجوم نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور انھیں اپنے مکان میں محصور ہونا پڑا اور جب تک بغداد کے صاحب الشرطہ نے ان کی حفاظت نہ کی علامہ موصوف محصور ہی رہے مگر ان تمام

مخالفین کھلے بندوں کہتے تھے انھوں نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان کی شہرت کو کافی نقصان پہنچایا۔ علامہ ابن جریر طبری بڑے وسیع النظر علما کا نمونہ تھے۔ انھوں نے تمام عمر سادگی سے بسر کی اور تصنیف و تالیف میں اس قدر انہماک تھا کہ چالیس سال تک ہر روز تقریباً چالیس صفحات لکھتے رہے۔

علامہ طبری کی تمام تصانیف ہم تک نہیں پہنچیں۔ البتہ ان کی تفسیر قرآن "جامع البیان فی تفسیر القرآن" جو چھپ چکی ہے جس میں تفسیر سے متعلق احادیث نبویہ کا معتبر ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ محدثین اور مفسرین کے لیے یہ تفسیر علوم کا خزانہ ہے۔

علامہ ابن جریر طبری کی دوسری اہم کتاب ان کی تاریخ عالم ہے۔ عالم اسلام کی یہ تاریخ بڑی خصوصی اہمیت کی حامل ہے جو اب تک دستبرد زمانہ سے محفوظ رہی۔ علامہ نے موضوع سے متعلق تمام مواد اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں بہت سی ایسی کتابوں کے اقتباسات بھی مذکورہ کتاب میں محفوظ ہو گئے ہیں جو اب دستیاب نہیں ہو سکتی ہیں۔ اس کتاب کا نام "تاریخ الامم والملوک" ہے۔

علامہ طبری کا عام انداز یہ ہے کہ انھوں نے ایک واقعہ سے متعلق مختلف روایات کو جہاں جہاں سے ملی ہیں یکجا کر دیا ہے اور روایت کے پورے اسناد کو بیان کر کے تنقید و تبصرہ کا کام قاری پر چھوڑ دیا ہے۔ تاریخ الامم والملوک کی تدوین میں علامہ طبری نے زیادہ تر ان روایات پر اعتماد کیا ہے جو بزرگوں سے ان تک پہنچیں یا پھر ان روایات پر جو تاریخ کی بنیاد تھیں جو متقدمین کی تصانیف میں موجود تھیں۔ علاوہ ازیں تاریخ الامم والملوک کے آخری حصوں میں علامہ موصوف نے راویوں کے نام ظاہر کرنے سے گریز کیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعات خود ان کے زمانے کے یا اس سے کچھ پہلے کے ہیں اور ان واقعات کی اسناد زیادہ موثق اور معتبر ہوتیں۔ بہت ممکن ہے کہ سیاسی حالات مانع ہوں یا پھر علامہ طبری نے راویوں کی خواہش پر ان کے نام ظاہر کرنے سے گریز کیا ہو۔

علامہ طبری نے طریق جمع الاصول میں خاص اہتمام کیا ہے۔ روایتی و اختلافی امور جن پر علما کا شدید اختلاف ہے علامہ طبری چونکہ ہر مؤرخ کے لیے نہایت نازک مسئلہ تھا کہ وہ ان امور سے کیسے عہدہ برآ ہوں چنانچہ تاریخ کا وہ حصہ جس میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے وہاں انھوں نے طریق جمع الاصول کو اپنایا اور ان تمام واقعات کو یکجا کر کے اس طرح تدوین کی کہ اسناد کے راوی ہی اس واقعہ کی صحت کے ذمہ دار رہیں۔

علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک میں ہر روایت اول تا آخر جس راوی کی زبانی اسی شکل میں پیش کر دی جس طرح انھیں اپنے شیخ سے ملی تھی اور اسی واقعہ کی دوسری روایت کو بھی اسی طرح پیش کر دیا اور اسی طرح اگر انھیں تیسری اور چوتھی روایات بھی ملیں تو انھیں بھی جس صورت میں وہ ملیں اسی طرح بغیر کسی ترمیم و اضافے کے اپنی اصل شکل میں شامل کر دیا۔ یہ طریقہ کار یقیناً قابل تعریف ہے کیونکہ اس طرح انھوں نے قاری کے لیے بڑے سوچنے اور فیصلہ کرنے کے لیے ایک وسیع میدان چھوڑ دیا ہے انھوں نے ایک واضح فکری راستہ متعین کیا تاکہ ایک ہی واقعہ کی مختلف روایات کو پیش نظر رکھ کر ان اختلافات کو دیکھ سکے اور کسی خاص فیصلہ پر پہنچ سکے ایسے مقام پر علامہ طبری روایات کے تسلسل کو باقی رکھتے ہوئے ہر روایت کو اس کے راوی اول سے منسوب کر دیتے ہیں اور اپنی ذاتی رائے کا اظہار نہیں کرتے اور اگر کسی خاص حادثہ کے متعلق اختلافی روایت پیش کرتے ہیں تو وہ اس قسم کے جملے استعمال کرتے ہیں مثلاً اس نے اس سے مختلف بات کہی۔ جو فلاں شخص نے مجھ سے بیان کی تھی.... یا .. فلاں نے اس قول کے خلاف یہ کہا اس نے کہا.... یا مگر فلاں یہ کہتا ہے.. .. وغیرہ وغیرہ۔

ایک ہی واقعہ کے متعلق بہت سی روایات پیش کرنا علامہ ابن جریر طبری کا ہی حصہ ہے اور محققین کی اکثریت نے ان کی تاریخ کی

[illegible] طبری نے اپنی کتاب [illegible]

[illegible]

[illegible] جانا چاہیے کہ اس میں (صحت یا صداقت) [illegible] روایت پہنچائی گئی [illegible] بیان کر دی ہے۔

تاریخ الامم والملوک کے زیر نظر حصہ کا تعلق سیرت النبی ﷺ سے ہے جو حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ پر مشتمل ہے۔ آغاز میں آنحضرت ﷺ کا شجرہ نسب اور ابتدائی زندگی کے حالات بہت تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

علامہ طبری نے "سیرت النبی" [illegible] سیرت طیبہ کا سرمایہ [illegible] سیرت رسول کا مکمل مرقع بھی ہے۔ [illegible] آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ زندگی کے [illegible] رسالت مآب ﷺ [illegible] کتاب میں موجود ہے۔ [illegible] آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے مستند ترین اور صحیح ترین واقعات زیر نظر حصہ میں موجود ہے۔ [illegible] ہیں۔

* * *

باب

حضرت محمد ﷺ کا شجرۂ نسب

عبداللہ بن عبدالمطلب

[illegible]

[illegible]

عبدالمطلب کی نذر

[illegible]

[illegible]

تک پہنچ کر ان کی حمایت کے قابل ہو گئے تو وہ ان میں سے ایک کو کعبہ میں اللہ کے لیے قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب ان کے دس بیٹے ہو گئے اور ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ ان کی حمایت اور مدافعت کریں گے انھوں نے ان کو جمع کیا اور اپنی منت سے اطلاع دی اور خواہش کی کہ تم میری اس نذر کو پورا کرو۔ انھوں نے باپ کی خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور پوچھا کہ اب ہمیں کیا کرنا ہو گا۔ عبدالمطلب نے کہا تم میں سے ہر ایک ایک پانسہ لے اس پر اپنا نام لکھ لائے۔ جب یہ وہ لکھ چکے تو سب مع عبدالمطلب کعبہ کے بیچ وسط میں ہبل کے پاس آئے۔ یہ وہی قریش کا سب سے بڑا بت تھا اور کعبہ کے بیچ وسط میں ایک کنوئیں پر رکھا ہوا تھا اور اس کنوئیں میں کعبہ کے چڑھاوے ڈالے جاتے تھے۔ اس بت کے پاس سات پانسے تھے۔ ہر ایک پر ایک تحریر کندہ تھی۔ ایک تحریر یہ تھی "دیت"۔ چنانچہ جب قریش میں دیت کے متعلق اختلاف واقع ہو کہ کون اسے ادا کرے تو ان ساتوں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اور جس کے نام دیت کا پانسہ نکل آتا وہی دیت ادا کرتا۔ ایک پانسے پر "ہاں" لکھا تھا۔ جب قریش کوئی کام کرنا چاہتے تو تمام پانسوں کو ملا کر ڈالتے اگر جواب میں ہاں نکلتا اسے کر گزرتے۔ ایک پانسے پر "نہیں" لکھا تھا۔ اگر پانسے پر "نہیں" نکل آتا تو جس کام کے لیے انھوں نے پانسے ڈالے تھے۔ اسے وہ نہ کرتے۔ ایک پانسے پر لکھا تھا "تم میں سے" ایک پر لکھا تھا "ملصق" ایک پر تھا "تمہارے غیروں میں سے" ایک پانسے پر تھا "پانی" جب قریش کوئی کنواں کھودنا چاہتے تو اس پانسے کو دوسروں کے ساتھ ملا کر ڈالتے اگر جواب میں یہ پانسہ نکل آتا تو کنواں کھودتے۔

اسی طرح جب قریش بچے کی ختنہ کرنا چاہتے یا نکاح کرنا چاہتے یا میت کو دفن کرنا چاہتے یا ان کو کسی کے نسب میں شک ہوتا تو وہ ہبل کے پاس آتے سو درہم اور قربانی کے لیے بھیڑ بکریاں لے جاتے اور ان کو پانسہ پھینکنے والے کو دیتے۔ پھر اپنے اس آدمی کو جس کے متعلق تصفیہ چاہتے ہوتے، بت کے قریب لاتے پھر کہتے اے ہمارے رب! یہ فلاں شخص ہے ہم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب تو بات ظاہر کر دیجیے اس کے بعد وہ پانسہ پھینکنے والے سے کہتے کہ اب پانسے ڈالو وہ ڈالتا۔ اگر اس کے متعلق نکلا کہ یہ تم میں سے ہے تو وہ نجیب شریف سمجھا جاتا۔ اگر نکلا کہ یہ تمہارا غیر ہے تو حلیف سمجھا جاتا اور اگر "ملصق" نکلا تو اس کا نسب مشتبہ رہتا نہ وہ ان کا ہم نسب سمجھا جاتا اور نہ حلیف۔

اشتباہ نسب کو دور کرنے کے علاوہ اگر کسی اور معاملے کے متعلق جس کو وہ کرنا چاہتے ہوں وہ پانسے ڈالتے اور اس میں "ہاں" نکل آتا تو اس کام کو وہ ضرور کرتے اور اگر "نہیں" نکلتا تو اس کام کو اس سال ملتوی کر دیتے اور آئندہ سال پھر اس کے متعلق پانسہ ڈالتے۔ قریش کا اسی طرح وہ اپنے تمام معاملات کا اسی دستور پر انجام دیتے تھے۔ اجازت "نکلتی" کرتے ممانعت آتی نہ کرتے۔

عبدالمطلب نے پانسے والے سے کہا کہ میرے ان تمام بیٹوں کی قرعہ اندازی کرو اور بتایا کہ میں نے ان کے متعلق یہ نذر مانی ہے۔ اب ہر لڑکے نے اپنے نام کا پانسہ اسے دے دیا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور انھیں کو وہ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ عبدالمطلب کا خیال تھا کہ اگر پانسہ ان کے نام نہ نکلا تو اس خوشی میں وہ ایک بڑی دعوت کریں گے۔ یہ عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے باپ تھے جب پانسہ ڈالنے والا بت کو ڈالنے کے لیے چلا تو عبدالمطلب کعبہ میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے پانسہ ڈالنے والے نے پانسے ڈال دیے اور وہ نام عبداللہ کا نکلا۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ تھاما اور چھری اٹھائی اور ان کو لے کر اساف اور نائلہ کے پاس ان کو ذبح کرنے آئے۔ یہ قریش کے دو بت تھے جن کے پاس وہ قربانیاں کرتے تھے۔ اسے دیکھ کر قریش اپنی مجلس سے اٹھ کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور پوچھا کیا کرتے ہو؟ عبدالمطلب نے کہا

میں اسے ذبح کروں گا۔ اس پر تمام قریش نے اور بنو عبد مناف کے لوگوں نے کہا جب تک آپ ان کے معاملہ میں اپنے رب سے معافی کی درخواست نہ کریں یا ان کا فدیہ ادا نہ کر دیں ہم ان کو ذبح نہ کرنے دیں گے۔ اگر آپ نے یہ اقدام کیا تو آئندہ یہ ایک بری مثال قائم ہو جائے گی اور ہر شخص اپنے بیٹے کو یہاں لا کر ذبح کرنے لگے گا اور پھر کیا ہماری نسل باقی رہ سکے گی۔ مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے جن کی قوم کے عبداللہ بھانجے تھے کہا کہ جب تک کہ عبداللہ کا کوئی فدیہ ممکن ہو ان کو ذبح نہیں کیا جائے گا۔ اگر ہمارے تمام مال سے بھی ان کا فدیہ ہو سکتا ہو تو ہم دیں گے۔ قریش اور عبدالمطلب کے بیٹوں نے بھی ان سے کہا کہ آپ ہرگز ذبح نہ کریں آپ حجاز چلے جائیں وہاں ایک عارفہ عورت ہے اس کے پاس ایک جن ہے پہلے اس سے دریافت کیجیے۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہے۔ اگر وہ آپ کو ان کے ذبح کرنے کا حکم دے تو ذبح کر ڈالیں اور اگر وہ اس سے بچنے کی کوئی اور صورت بتا دے تو آپ اسے قبول کر لیں۔

اس مشورہ کے بعد وہ سب مکہ سے مدینہ گئے یہاں آ کر معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے۔ یہ خیبر میں اس کے پاس آئے۔ اس سے عبدالمطلب نے اپنی قسم کا ماجرا بیان کیا اور پوچھا کہ اس صورت میں کیا کیا جائے۔ اس نے کہا آج تم جاؤ پھر میرے پاس آنا۔ وہاں سے روانہ ہو کر جب سب لوگ اس کے پاس سے چلے آئے تو پھر عبدالمطلب اللہ کی جناب میں التجا اور دعا کرنے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے دن صبح کو پھر سب لوگ اس عارفہ عورت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس نے کہا کہ ہاں مجھ کو جواب مل گیا ہے۔ بتاؤ تمہارے ہاں جان کی دیت کیا ہے۔ انہوں نے کہا دس اونٹ اور یہی مقررہ دیت ہے۔ اس عورت نے کہا تم اپنے شہر جاؤ اور اپنے آدمی اور دس اونٹوں کو ایک جا کر کے ان پر قرعہ اندازی کرو۔ اگر قرعہ تمہارے آدمی کے نام نکلے تو ان کی تعداد میں دس کا اضافہ کرتے جاؤ اور قرعہ اندازی کرتے رہنا اور جب اونٹوں پر قرعہ نکلے تب ان کو ذبح کر دینا۔ یوں اونٹوں کے نام قرعہ نکل آنے سے معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا رب راضی ہو گیا ہے اور تمہارا آدمی بچ گیا۔

عبداللہ کی دیت۔

یہ سب لوگ یہاں سے چل کر پھر مکہ آئے اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ عبدالمطلب کعبہ کے وسط میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے۔ اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب انہوں نے اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد بیس کر دی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب پھر اللہ سے دعا کرنے کھڑے ہو گئے مگر اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد تیس کر دی گئی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی اور پھر قرعہ عبداللہ کے نام آیا اور پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ دس مرتبہ یہ عمل کیا گیا۔ اس اثناء میں عبدالمطلب برابر اللہ جل شانہ سے بخشش مانگنے کے لیے دعا کرتے رہے۔ آخر کار جب اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی اور قرعہ اندازی ہوئی تو اس مرتبہ قرعہ اونٹوں پر نکلا تو قریش اور دوسرے حاضرین نے کہا کہ عبدالمطلب اب تمہارے رب کی رضا پوری ہو گئی ہے۔ مگر انہوں نے کہا میں ابھی نہیں مانتا جب تک تین مرتبہ قرعہ اندازی کر کے اونٹوں کا نکلنا طے نہ ہو گا۔ چنانچہ دوبارہ سو اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب بدستور کھڑے ہوئے دعا کر رہے تھے۔ اس مرتبہ بھی قرعہ اونٹوں پر نکلا اور جب دوسری اور تیسری بار بھی قرعہ اونٹوں پر نکلا تب انہوں نے وہ اونٹ ذبح کر دیئے پھر وہ یونہی لوگوں کے لیے وہیں چھوڑ دیئے گئے کہ آدمی یا جانور جس کا جی چاہے ان کو کھائے۔

ام قتال اور عبد اللہ

قربانی کے بعد وہ اپنے بیٹے عبد اللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کعبے سے واپس جانے لگے تو بنو اسد کی ایک عورت ام قتال بنت نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ جو ورقہ بن نوفل بن اسد کی بہن تھی اور جو کعبے میں موجود تھی ان کا گزر ہوا۔ اس نے عبد اللہ کے چہرے کو دیکھ کر کہا تم کہاں جا رہے ہو؟ عبد اللہ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا جس قدر اونٹ تمہارے عوض میں ذبح کیے گئے ہیں اتنے میں تم کو دیتی ہوں تم اسی وقت مجھ سے ہم بستر ہو جاؤ۔ عبد اللہ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔ اب میں ان کی خلاف مرضی کوئی بات نہیں کروں گا اور نہ ان سے جدا ہونا چاہتا ہوں۔

عبد اللہ کا نکاح:

عبد المطلب اپنے بیٹے عبد اللہ کو لیے ہوئے کعبے سے باہر آ گئے۔ اور انھیں وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس جو اس وقت اپنی عمر اور شرافت کی وجہ سے بنو زہرہ کا سردار تھا لے گئے اور عبد اللہ کی شادی آمنہ بنت وہب سے جو باعتبار شرافت نسب اور مرتبہ کے تمام قریش میں سب سے افضل خاتون تھیں کر دی۔ یہ آمنہ برہ بنت عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی کی بیٹی تھیں اور برہ ام حبیب بنت اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی بیٹی تھیں۔ اور ام حبیب بنت اسد برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوی کی بیٹی تھیں۔ شادی کے بعد وہب ہی کے مکان میں عبد اللہ نے ان سے خلوت کی۔ اور اسی وقت محمد ﷺ شکم مادر میں بصورت حمل جلوہ افروز ہوئے۔ جب عبد اللہ آمنہ کے پاس سے باہر ہو کر پھر اس عورت کے پاس آئے جس نے اپنے آپ کو ان کے لیے پیش کیا تھا۔ عبد اللہ نے اس سے کہا آج کیوں تم میرے سامنے وہ بات پیش نہیں کرتیں جو کل کی تھی۔ اس نے کہا آج تمہاری پیشانی پر وہ نور نہیں ہے جو کل تھا وہ جاتا رہا اور مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ یہ عورت اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گیا تھا اور جس نے عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے اس مذہب میں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا تھا اور آئندہ کی خبروں سے واقف تھا سنا کرتی تھی کہ قریش میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری روایت ابن اسحاق کی یہ ہے کہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے ساتھ عبد اللہ کی ایک عورت اور تھی۔ یہ اس کے پاس آئے مگر چونکہ اس نے مٹی میں کچھ کام کیا تھا اور اس وجہ سے اس کے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ انھوں نے اس وقت اس عورت کو مباشرت کے لیے کہا مگر مٹی سے میلا ہونے کی وجہ سے اس نے آنے میں دیر کی۔ عبد اللہ نے اس کے پاس سے نکل کر وضو کیا اور بدن پر سے مٹی دھو ڈالی اور وہاں سے مباشرت کے ارادہ سے آمنہ کے پاس آئے اور اسی وقت محمد ﷺ شکم مادر میں جلوہ افروز ہوئے۔ وہاں سے نکل کر عبد اللہ اب پھر اپنی پہلی عورت کے پاس آئے اور بلانا چاہا۔ اس نے کہا نہیں جب پہلے تم میرے پاس آئے تھے اس وقت تمہاری دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور روشن تھا۔ تم نے اس وقت مجھ سے مباشرت کی خواہش کی میں نے انکار کر دیا تم آمنہ کے پاس چلے گئے اب وہ نور ان کے پاس چلا گیا۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ یہ عورت کہا کرتی تھی کہ جب وہ میرے پاس آئے اس وقت میں نے ان کی پیشانی پر ایسا نور دیکھا جیسا گھوڑے کا چمکتا ہے۔ میں نے ان سے مباشرت کی خواہش کی مگر انھوں نے انکار کر دیا اور وہ آمنہ بنت وہب کے پاس چلے گئے۔ ان سے ہم بستر ہوئے اور اسی وقت آمنہ کے محمد ﷺ شکم میں مستقر ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب عبد المطلب عبد اللہ کو لے کر ان کی شادی کرنے چلے تو وہ بنی خثعم کی ایک کاہنہ فاطمہ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] عبداللہ نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عبداللہ کا انتقال:

زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین آدمی تھے [illegible] کے حسن و جمال کی تعریف کی اور [illegible] عبداللہ [illegible] [illegible] عبدالمطلب نے اپنے [illegible] [illegible] عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ [illegible]

واقدی کہتے ہیں [illegible] عبداللہ بن عبدالمطلب [illegible]

[illegible]

عبدالمطلب بن ہاشم:

[illegible] عبدالمطلب [illegible]

ہاشم تجارت کے سلسلہ میں شام گئے تھے وہ مدینہ کے راستے سے ہاشم روانہ ہوئے تھے۔ مدینہ پہنچ کر وہ عمرو بن زید بن لبید خزرجی کے پاس فروکش ہوئے۔ ان کی بیٹی سلمیٰ بنت عمرو پر جو نجاری تھیں وہ اس پر فریفتہ ہو گئے۔ اور ان کے باپ عمرو سے انھوں نے درخواست کی کہ ان کی شادی میرے ساتھ کردو۔ اس نے نکاح کردیا مگر یہ شرط کرلی کہ ان کے ہاں ولادت اس کے میکے میں ہوگی۔ ہاشم نے ان سے مباشرت کی۔ پھر وہ واپس چلے گئے شام سے واپسی میں وہ پھر بیوی سے ان کے میکے یثرب میں ہم بستر ہوئے۔ وہ حاملہ ہوگئیں ہاشم انھیں اپنے ہمراہ مکہ لے آئے مگر جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا انھوں نے اپنی بیوی کو ان کے میکے بھیج دیا اور خود شام چلے گئے اور غزہ میں ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی سلمیٰ کے ہاں عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ یہ مدت تک یثرب ہی میں نشوونما پاتے رہے۔ ایک مرتبہ بنو الحارث بن عبد مناۃ کا ایک شخص مدینہ آیا۔ یہاں اسے چند لڑکے تیر اندازی کرتے ہوئے ملے۔ شیبہ جب نشانے پر تیر مارتے تھے وہ فخر سے کہتے تھے کہ میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں بطحا کے رئیس کا بیٹا ہوں۔ حارثی نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا میں شیبہ بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔ حارثی نے مکہ آکر مطلب سے جو حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہا اے ابوالحارث سنو! میں نے یثرب میں چند لڑکوں کو تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک لڑکا تھا کہ جب اس کا تیر نشانے پر لگتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں بطحا کے رئیس کا فرزند ہوں مطلب نے کہا: بخدا میں اب اپنے گھر نہ جاؤں گا جب تک کہ اسے نہ لے آؤں گا۔ حارثی نے کہا اگر آپ اس قدر مستعد ہو تو لو یہ میری اونٹنی صحن میں بندھی ہے اس پر چڑھ جاؤ۔ مطلب اسی اونٹنی پر سوار ہو کر یثرب آئے۔ سر شام وہ آبادی میں پہنچے۔ بنو عدی بن النجار کے محلہ میں آئے۔ یہاں انھوں نے دیکھا کہ قبیلہ کے چند لڑکے اس مقام میں گیند کھیل رہے تھے ان میں اپنے بھتیجے کو شناخت کر کے وہاں والوں سے پوچھا یہ ہاشم کا بیٹا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں یہ تمہارا بھتیجا ہے اگر تم اسے لینا چاہتے ہو تو ابھی لے جاؤ اس کی ماں کو اس کی خبر ہونے نہ دو ورنہ اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ اسے کبھی نہ جانے دے گی اور ہم بھی اسے جانے نہ دیں گے اور روک لیں گے۔ مطلب نے اسے آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے میں تمہارا چچا ہوں تم کو تمہاری قوم کے پاس لے جانے کے لیے آیا ہوں۔ یہ سن کر انھوں نے اپنی اونٹنی بٹھادی اور وہ لڑکا تیر کی طرح اچھل کر ناقہ کے پچھلے حصہ پر بیٹھ گیا۔ مطلب اسی وقت لے کر روانہ ہو گئے۔ اس کی ماں کو رات ہونے تک اس کے جانے کی اطلاع نہ ہوئی جب رات کو اسے اس کی اطلاع ہوئی اس نے شور مچایا کہ کوئی شخص میرے بچے کو اٹھا لے گیا مگر پھر اس کو اطلاع دی گئی کہ اس کا چچا اسے لے گیا ہے۔

عبدالمطلب کی مکہ میں آمد

مطلب اسے دن چڑھے مکہ لے کر آئے اس وقت سب لوگ اپنی اپنی نشستوں میں موجود تھے وہ پوچھنے لگے کہ تمہارے پیچھے یہ کون سوار ہے؟ انھوں نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اسی طرح اسے لیے ہوئے مطلب خود اپنے گھر پہنچے ان کی بیوی خدیجہ بنت سعید بن سہم نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ یہ میرا غلام ہے۔ پھر نکل کر مطلب حزورہ آئے۔ یہاں سے انھوں نے ایک حلہ خریدا اور اسے شیبہ کو پہنایا پھر سر شام اسے لے کر بنی عبد مناف کی مجلس میں آئے اس کے بعد وہ لڑکا اسی حلہ کو پہنے ہوئے مکہ کی گلیوں میں پھرا کرتا تھا اور چونکہ مطلب نے اپنی قوم سے بھی اس کے دریافت کرنے پر یہی کہا تھا کہ یہ میرا غلام ہے اس وجہ سے سب اسے عبدالمطلب کہنے لگے اس موقع پر مطلب نے یہ شعر کہا

عرفت شیبۃ و النجار قد جعلت ابناؤھا حولہ بالنبل تنتضل

ترجمہ: ''جب نوجوان کھڑے اس کے گرد تھے تیر اندازی کر رہے تھے میں نے شیبہ کو شناخت کر لیا''۔

اس واقعہ کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے بنو عدی بن نجار کی ایک عورت سے شادی کی جس کی اپنے متعلقین سے یہ شرط تھی کہ وہ بچے میکے ہی میں رہیں گے ان کی تولید کی اور اس کے بطن سے شیبہ الحمد نام کا بچہ پیدا ہوا اس کی اپنے ننھیال میں عزت و محبت سے پرورش ہوئی۔ ایک مرتبہ وہ انصار کے نوجوانوں کے ساتھ تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا جب اس کا تیر نشانے پر لگتا ہوتا تو وہ فخر سے کہتا ''میں ہاشم کا بیٹا ہوں'' ایک راہگیر نے اس کی یہ بات سن پائی۔ اس نے مکہ آ کر اس کے چچا مطلب بن عبد مناف سے کہا کہ میں مدینہ کے اطراف سے گزر رہا تھا میں نے وہاں حسن و صورت کا ایک نوجوان دیکھا جو دوسرے بچوں کے ہمراہ نشانہ بازی کر رہا تھا اور اپنے کو تمہارے بھائی کا بیٹا کہتا تھا تمہارے لیے یہ بات زیبا نہیں کہ تم ایسے بچے کو اس غربت میں رہنے دو۔

عبد المطلب کی وجہ تسمیہ

مطلب مکہ سے چل کر مدینہ آئے انھوں نے اپنی سواری پر اسے بٹھا لیا کیونکہ کسی نے ان کو شیبہ کا پتہ بتایا۔ مطلب نے جب شیبہ کے لیے اجازت نہ لی تو شیبہ کی ماں کا بیان یہ ہے کہ اس کی اجازت سے بچے کو وہاں سے لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ چونکہ مطلب نے اسے اپنے پیچھے سوار کیا تھا اس لیے ان کو غلام تصور کرتے تھے مکہ والوں نے ان کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے مطلب نے جواب دیا کہ یہ میرا غلام ہے اس لیے شیبہ کا نام عبد المطلب ہو گیا۔

عبد المطلب اور نوفل میں تنازعہ:

جب عبد المطلب نے اپنے باپ کی املاک کی نگہداشت شروع کی اور ان کو اس کے سپرد کر دیا۔ نوفل بن عبد مناف نے ایک کوٹھڑی کے بارے میں ان سے تنازعہ کیا اور زبردستی سے غصب کر لیا۔ عبد المطلب نے اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے پاس جا کر اس کی شکایت کی اور اپنے چچا کے مقابلے میں مدد مانگی مگر ان لوگوں نے ان سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تمہارے چچا کے درمیان نہیں پڑتے۔ اس جواب پر عبد المطلب نے اپنی حالت اپنی ننھیال کو لکھی اور مکہ میں بیٹھ کر ایسے شعر لکھے جس میں اپنے چچا نوفل کی شکایت کی تھی۔ چنانچہ ان کے خط کے موصول ہونے کے بعد ابو اسعد بن عدس نجاری اسی سواروں کے ساتھ یثرب سے روانہ ہو کر مکہ آیا۔ عبد المطلب کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ ان کے استقبال کو آئے اور انھوں نے کہا اے ماموں جان تشریف لائیے۔ ابو اسعد نے کہا جب تک نوفل سے میری مڈبھیڑ نہ ہو جائے میں قیام نہیں کروں گا۔ عبد المطلب نے کہا میں اسے حجر میں قریش کے مشائخ کے ساتھ بیٹھا ہوا چھوڑ آیا ہوں۔ ابو اسعد حجر آیا نوفل کے سر پر آ کر کھڑا ہوا اور اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور پھر نوفل سے کہا رب کعبہ کی قسم ہے اگر تم نے میرے بھانجے کو اس کا گھر واپس نہ کیا تو ابھی اس تلوار سے تیرا کام تمام کر دوں گا نوفل نے کہا رب کعبہ کی قسم ہے میں نے وہ گھر اسے واپس دے دیا اس پر تمام حاضرین نے شہادت دی اس کے بعد ابو اسعد نے کہا اے میرے بھانجے اب میں جاتا ہوں۔ تین دن اس نے عبد المطلب کے ہاں قیام کیا اور اثنا میں اس نے عمرہ بھی کیا۔ اس واقعہ کے بیان میں عبد المطلب نے چند شعر کہے اور عمرو بن [illegible] نے بھی کچھ شعر کہے۔ اس واقعہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے تمام بنو عبد شمس سے بنو ہاشم کے خلاف ایک معاہدہ کر لیا۔

محمد بن ابی بکر کہتا ہے کہ میں نے یہ قصہ موسیٰ بن عیسیٰ سے بیان کیا تو وہ کہنے لگے کہ اے ابن ابی بکر اللہ نے ہمیں دولت و امارت دیا

فرمائی ہے اس سے ہمارے بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے کے لیے کافی ہے۔ یہ شعر بولا کرتے ہیں۔ حالانکہ عبدالمطلب ان کے باپ نہیں [illegible] تھے کہ زبان زد تھی اس بات کی خبر [illegible] کہ عبدالمطلب کی نسل سے نبی پیدا ہوں گے۔ میں نے جناب [illegible] کی شہرت کی بنا پر [illegible] نسبت ہوتی تو عبدالمطلب سے ہوتی۔ حضرت موسیٰ بن عقبہ کی [illegible] جواب [illegible] کہہ سے جواب دے۔ [illegible] انہوں نے پوچھا "عبدالمطلب سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟" میں نے کہا "محمد ﷺ" انہوں نے کہا ہے کہ تم نے جواب [illegible] شیبہ کے [illegible] انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ ان [illegible] روایت سے ختم ہوگئی۔

عبدالمطلب کے معجزات!

زبیر بن بکار [illegible] نے جس نے جاہلیت کا عہد پایا تھا یہ بات کہی ہے کہ ایک معاہدہ [illegible] جس کی وجہ سے جو اس واقعہ کے بعد ہوا ہاشم [illegible] تھا [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فتح کیا اور اس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے بنو کعب کی مدد [illegible] کی اور واقعہ یہ ہوا تھا کہ نوفل بن عبد مناف نے جو عبد مناف کے بیٹوں میں ایک ہی زندہ تھا، عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے کچھ [illegible] لے لیے۔ عبدالمطلب کی [illegible] عمرو [illegible] قریش [illegible] عبدالمطلب نے اپنے [illegible] انصاف کی [illegible] عبدالمطلب نے اپنے [illegible] کی شکایت کی اور [illegible] مکہ آئے اور انہوں نے اپنے اونٹ کعبہ کے صحن میں لا کر بٹھائے۔ نوفل نے جب ان کو دیکھا تو اس کے دل میں ان کی جانب سے خوف پیدا ہوا اس نے سلام کیا مگر انہوں نے کہا کہ جب تک تم ہمارے [illegible] حق [illegible] نہ دو گے ہم تمہارے سلام کا جواب نہیں دیتے۔ اس نے کہا [illegible] لوگوں کی تعظیم و تکریم کے خیال سے [illegible] اور اس نے وہ زمینیں عبدالمطلب کو واپس کر دیں۔ اس تصفیہ کے بعد وہ لوگ اپنے گھر چلے گئے مگر اس واقعہ سے عبدالمطلب کے دل میں دوسروں کو حلیف بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے [illegible] خزاعہ کے بعض [illegible] کو معاہدہ کے لیے دعوت دی۔ یہ سب کعبہ میں آئے اور یہاں انہوں نے ایک معاہدہ لکھا۔

چاہ زمزم کا دفینہ:

عبدالمطلب کے چچا مطلب بن عبد مناف کی موت کے بعد حاجیوں کو پانی کی بہم رسانی، [illegible] مہمان داری کی جو خدمات جو عبد مناف کے پاس تھیں اور اس وجہ سے قوم میں جو عزت اور شرف ان کو حاصل تھا وہ اب عبدالمطلب کو ملا۔ انہوں نے سب سے پہلے اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کے کنویں زمزم کو صاف کر کے کھولا اور جو دفینہ اس میں تھا انہوں نے برآمد کیا [illegible] جرہم نے اس میں اس وقت دفن کیا تھا جب ان کو مکہ سے [illegible] یہ قلعی تلواریں تھیں اور زرہیں تھیں [illegible] ان [illegible] سے کعبہ کا ایک دروازہ بنوایا گیا اور ان میں [illegible] سونے کے [illegible] کی شکل میں [illegible] کعبہ [illegible] بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث تھی۔ کیونکہ ان کے سب سے بڑے بیٹے کا نام حارث تھا اور نام شیبہ ہے۔

ہاشم بن عبد مناف

ہاشم کا نام عمرو ہے۔ ہاشم اس لیے مشہور ہوا کہ سب سے پہلے انہوں نے [illegible] روٹی توڑ کر [illegible] کو کھلایا تھا۔ ان سے متعلق مطرود بن کعب الخزاعی یا ابن الزبعری کے قول کے مطابق [illegible] نے یہ شعر کہا ہے۔

[illegible]

[illegible]

ہاشم اور عبد شمس

[illegible]

[illegible]

ہاشم اور امیہ میں منافرت

[illegible]

عبد المطلب اور حرب بن امیہ

[illegible]

بتایا۔ اس نے حرب سے کہا: اے ابو عمرو! تم اس شخص سے مقابلہ کرتے ہو جو قد میں تم سے لمبا ہے، اس کا سر تم سے بڑا ہے، خوبصورتی میں تم سے بڑھ کر ہے، جس کی ملامت تم سے کم، اولاد تم سے زیادہ، بخشش تم سے زیادہ اور زبان تم سے دراز ہے۔ یہ کہہ کر اس نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ حرب نے اس کے بعد کسی اور کو اپنا ندیم بنایا۔

عبد مناف کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے ہاشم نے شام کے شہر غزہ میں انتقال پایا۔ ان کے بعد عبد شمس نے مکہ میں انتقال کیا اور وہ اجیاد میں دفن کیا گیا۔ ان کے بعد نوفل نے عراق کے مقام سلمان میں انتقال کیا۔ پھر مطلب نے یمن کے مقام ردمان میں انتقال کیا۔ ہاشم کے بعد حجاج کے لیے پانی اور قیام کا انتظام ان کے بھائی مطلب کے متعلق ہوا۔

عبد مناف بن قصی:

ان کا اصل نام مغیرہ ہے۔ ان کے حسن و جمال کی وجہ سے ان کو چاند کہا جاتا تھا۔ قصی کی بیوی حبی سے چار بیٹے ہوئے۔ ان میں سے دو کے نام انہوں نے اپنے دو معبودوں کے نام پر رکھے۔ ایک کا نام اپنے گھر کے نام پر رکھا اور ایک کا اپنے نام پر۔ ان چاروں کے نام یہ ہیں: عبد مناف، عبدالعزی (عزیٰ ایک بت کا نام ہے)، عبدالدار اور عبد قصی۔ عبد قصی کو صرف عبد بھی کہا گیا تھا۔ یہ چار بیٹے تھے اور دو لڑکیاں تھیں جن کے نام برہ اور تخمر ہیں۔

ہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبد مناف کا لقب قمر اور اصل نام مغیرہ تھا۔ ان کی ماں حبی نے ان کو مکہ کے سب سے بڑے بت مناف کی خدمت میں دے دیا تھا، اس وجہ سے ان کا نام عبد مناف مشہور ہو گیا۔

قصی بن کلاب:

قصی کا اصل نام زید ہے۔ قصی اس لیے نام ہوا کہ ان کے باپ کلاب تھے۔ قصی کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل ہے۔ اور سیل کا اصل نام خیر بن حمالہ بن عوف بن غنم بن عامر الجادر بن عمرو بن جعثمہ بن یشکر ہے۔ جعثمہ بنی دیل کے حلیف تھے۔ کلاب نے ان سے شادی کی۔ اس کے بطن سے کلاب کے دو بیٹے زہرہ اور زید پیدا ہوئے کہ کلاب مر گئے۔ اس وقت زید بہت کم سن تھا اور زہرہ جوان ہو چکا تھا۔ کلاب کے مرنے کے بعد ربیعہ بن حرام بن ضنہ بن عبد کبیر بن عذرہ بن سعد بن زید نے قصی کی ماں سے شادی کر لی۔ چونکہ زہرہ جوان ہو چکا تھا اس لیے ربیعہ اسے نہیں لے گیا اور قصی شیر خوار تھا، وہ اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا۔ چونکہ وہ بچپن میں اپنے وطن سے دور ہو گیا تھا اس لیے قصی کہلایا۔ قصی کی ماں کی وجہ سے وہ اپنے خاندان سے علاقہ بنی عذرہ کے شہروں میں رہنے لگا۔ اس کا ان سے تعلق رہا تھا۔ لڑکی اور زہرہ کو اس کی قوم میں چھوڑ گئی۔ اس کے بطن سے ربیعہ کا لڑکا رزاح بن ربیعہ ہوا۔ اس طرح یہ قصی کا اخیافی بھائی تھا۔ ربیعہ بن حرام کے ایک اور بیوی سے تین لڑکے اور بھی تھے جن کے نام یہ ہیں: حن بن ربیعہ، محمود بن ربیعہ اور جلہمہ بن ربیعہ۔

قصی کی مکہ میں واپسی:

زید نے ربیعہ کے گھر پرورش پائی اور جوان ہوا۔ چونکہ وہ اپنے وطن اور گھر والوں سے بہت دور آ گیا تھا اس لیے زید کا نام قصی ہو گیا۔ اس عرصہ میں زہرہ بن کلاب مکہ ہی میں حکومت پر رہا۔ قصی بن کلاب بنی قضاعہ کے ملک میں رہتا تھا اور ربیعہ بن حرام ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا۔ ایک دن اس کے اور قضاعہ کے ایک دوسرے شخص میں کچھ تکرار ہو گئی۔ قضاعی نے اس کو طعنہ دیا جس کا اسے بہت رنج ہوا۔ اس قضاعی نے اس پر یہ بات ظاہر کر دی کہ تم غربت میں ہو۔ تم اپنی قوم اور خاندان میں چلے کیوں نہیں جاتے؟ تم ہماری قوم سے نہیں ہو۔ قصی کو اس طعنے سے بڑا رنج ہوا اور وہ ماں کے پاس آیا اور اس سے قضاعی کے بیان کی تصدیق چاہی۔ اس نے کہا:

اے میرے بیٹے تمہارا تعلق اس شخص سے باعتبار اپنی ذات اور اپنے باپ کے بہت زیادہ معزز اور شریف ہے تم کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ القرشی کا بیٹا ہے۔ تیری قوم تو مکہ میں بیت اللہ اور حرم بیت اللہ میں رہتی ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد اس نے غربت کو ترک کر کے اپنی قوم میں جا کر مل جانے کی پختہ نیت کر لی۔ اس کی ماں نے اس سے کہا کہ عجلت نہ کرو ماہ حرام آنے دو جب عرب حاجی مکہ جائیں تو تم بھی ان کے ہمراہ چلے جانا اس وقت ہوتے ہوئے مجھے تمہاری جان کا خطرہ ہے۔ قصی نے اپنی ماں کا مشورہ مانا اور وہ وہیں ٹھہر گیا۔

قصی کا حبی سے نکاح:

جب ماہ حرام میں بنو قضاعہ کے حاجی حج کے لیے روانہ ہوئے تو یہ ان کے ہمراہ مکہ آیا اور حج سے فارغ ہو کر یہ یہیں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گیا۔ چونکہ وہ بڑا بہادر اور شریف تھا اس نے حلیل بن حبشیہ الخزاعی کے پاس اس کی بیٹی حبی سے نکاح کا پیام بھیجا حلیل نے اس کے نسب سے اطمینان کر کے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر دی۔ اس زمانے میں حلیل کعبہ کا متولی اور مکہ کا امیر تھا۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق شادی کے بعد قصی اپنے خسر حلیل کے ساتھ رہنے لگا اور اس کی بیٹی حبی کے بطن سے قصی کے بیٹے عبدالدار، عبد مناف، عبدالعزیٰ اور عبد قصی پیدا ہوئے۔

قصی اور رزاح بن ربیعہ:

جب اس کے بیٹے دور دراز علاقوں میں پھیل گئے اور اس کی دولت اور عزت بہت بڑھ گئی۔ حلیل بن حبشیہ مر گیا قصی نے سوچا کہ خزاعہ اور بنی بکر کے مقابلہ میں خود وہ خانہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کا مستحق ہے۔ کیونکہ قریش اسمٰعیل بن ابراہیم کی اولاد اور ان کی خالص نسل سے ہیں۔ اس غرض کے لیے اس نے قریش اور بنو کنانہ کے بعض لوگوں سے گفتگو کی اور کہا کہ ہم سب خزاعہ اور بنو بکر کو مکہ سے نکال باہر کریں جب انہوں نے اس کی یہ بات مان لی اس نے اپنے اخیافی بھائی رزاح بن ربیعہ بن حرام کو جو اپنی قوم میں تھا اپنی نصرت اور شرکت کے لیے دعوت دی۔ رزاح نے اپنی قوم بنو قضاعہ میں کھڑے ہو کر ان سے اپنے بھائی کی امداد کی درخواست کی اور کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہوں انہوں نے اس کی دعوت قبول کی اور چلنے پر آمادگی ظاہر کی۔

بنو خزاعہ کا مکہ سے اخراج:

ہشام اپنے پہلے بیان کے سلسلے میں کہتا ہے "قصی اپنے بھائی زہرہ اور خاندان کے پاس چلا آیا۔ چند ہی روز میں اسے سرداری مل گئی۔ چونکہ مکہ میں بنو خزاعہ کی تعداد بنو النضر سے زیادہ تھی اس لیے قصی نے اپنے بھائی رزاح سے مدد مانگی اس کے تین اور بھائی دوسری ماں سے تھے وہ ان کو اور دوسرے بنو قضاعہ کو جنہوں نے اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا لے کر قصی کے پاس مکہ آیا۔ یہاں قصی کی حمایت کے لیے بنو النضر تھے ان سب نے مل کر خزاعہ کو مکہ سے نکال دیا اس کے بعد قصی نے حبی بنت حلیل بن حبشیہ الخزاعی سے شادی کی جس کے بطن سے اس کے چاروں بیٹے پیدا ہوئے۔ حلیل بیت اللہ کا آخری متولی تھا۔ جب اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے کعبہ کی دربانی اپنی بیٹی حبی کے سپرد کی اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خود کعبہ کا دروازہ کھولوں اور بند کروں حلیل نے کہا اچھا میں اس کام کے لیے ایک دوسرا شخص مقرر کر دیتا ہوں جو اس منصب کو تمہارے نائب کی حیثیت سے انجام دے۔ چنانچہ اس نے ابوغبشان سلیم بن عمرو بن بوی بن ملکان بن افصی کو یہ خدمت سپرد کر دی۔ قصی نے ایک مشک شراب اور ایک عود کے عوض میں اس سے کعبہ کی تولیت خرید لی۔ اس پر خزاعہ بگڑے اور وہ قصی پر چڑھ آئے تب اس نے اپنے بھائی سے مدد مانگی اور اس

کے ساتھ بنو خزاعہ سے بڑا [illegible] اقتدار [illegible] پایا [illegible] جاتا ہے کہ ان [illegible] وہاں آئی [illegible] قریب [illegible] سے [illegible] بلا [illegible] انھوں نے [illegible] اور [illegible] قریش [illegible] کے [illegible] پہلا [illegible] قریش کے تمام قبیلوں کو [illegible] اور ان کو [illegible] مجمع [illegible] ان کا مجمع نام [illegible] کے متعلق [illegible] شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔

ابوکم قصی کان یدعی مجمعا
بہ جمع اللّٰہ القبائل من فہر

ترجمہ: ”تمہارا باپ قصی ہے جسے مجمع کہتے تھے اسی کے ذریعہ سے اللہ نے فہر کے قبائل کو ایک جا جمع کر دیا۔“

صوفہ کے چودھری:

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رزاح نے قصی کی طلب نصرت کی استدعا کو قبول کیا اور وہ اپنے تینوں بھائیوں اور دوسرے قبیلہ لوگوں کو لے کر عرب حاجیوں کے ساتھ قصی کی مدد اور اس کا ساتھ دینے کے لیے مکہ روانہ ہوا۔

یہی راوی کہتا ہے کہ بنو خزاعہ اس بات کے مدعی ہیں کہ جب قصی [illegible] منتشر ہو گئی تو حلیل نے کعبہ کی تولیت اس کے سپرد کر دی تھی اور کہا تھا کہ تم بنو خزاعہ کے مقابلہ میں کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے زیادہ اہل ہو اسی وصیت کی بناء پر قصی نے ان تمام حقوق کا مطالبہ کیا تھا۔ جب سب لوگ [illegible] جمع ہوئے [illegible] موقف کو چلے اور حج سے فارغ ہو کر منیٰ آ گئے اسی وقت قصی نے اپنے [illegible] سامنے [illegible] قریش [illegible] اور بنو کنانہ اور بنو خزاعہ کے [illegible] حج ادا ہو چکے تھے صرف واپسی باقی تھی۔ قاعدہ یہ تھا کہ صوفہ کے [illegible] لوگوں کو عرفہ سے بڑھاتے تھے اور نفر کے دن جب لوگ منیٰ سے نفر کرتے یہ [illegible] لوگوں سے پہلے کنکریاں مارنے کے لیے آ جاتے تھے۔ انھیں میں سے ایک شخص حاجیوں کے لیے [illegible] کرتا تھا اور [illegible] دوسرے [illegible] نہیں کر سکتے تھے [illegible] جلدی ہوتی وہ [illegible] سے آ کر [illegible] کہتے کہ تم [illegible] مگر وہ اس کا جواب دیتے کہ [illegible] جب تک آفتاب [illegible] شروع [illegible] لوگوں کو جلد واپس جانے کی ضرورت ہوتی وہ ان [illegible] پر پتھر پھینکتے [illegible] شروع کرتے مگر وہ ان باتوں [illegible] جب [illegible] تو [illegible] اور دوسرے لوگ بھی ان کے ساتھ [illegible] کرتے۔

قصی اور صوفیوں میں جنگ:

کنکریاں مارنے کے بعد جب یہ لوگ منیٰ سے واپس ہوتے تو یہ [illegible] سب سے پہلے [illegible] کے دونوں جانب [illegible] اور دوسرے لوگوں کو روک دیتے اور کہتے کہ پہلے ہم [illegible] گزریں تب دوسرے گزریں [illegible] پیچھے [illegible] اس کے بعد دوسرے لوگ وہاں سے نکلنے پاتے۔ اس سال بھی حسب دستور [illegible] عربوں کے ساتھ [illegible] کیا یہ طریقہ ان میں بنو جرہم اور بنو خزاعہ کی تولیت کے زمانے سے چلا آتا تھا اور [illegible] تمام عرب واقف تھے اور تسلیم کرتے تھے جب اس سال بھی انھوں نے یہی کیا تو قصی [illegible] قریش اور بنو کنانہ اور قضاعہ کے ساتھ [illegible] اور انھوں نے [illegible] کہا کہ اس تمام [illegible] کے ہم

[illegible]

قصی کی امارت

[illegible]

قصی کا لقب مجمع

[illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ تھے ان سے کسی شخص نے قصی کا یہی قصہ بیان کیا۔ انھوں نے نہ تو دوبارہ واقعہ ذکر کر کے اس کا انکار کیا اور نہ تردید کی۔

قصی بڑی نیک نامی عزت و شرافت کے ساتھ بغیر کسی مخالف اور مسابقت کے مکہ میں رہنے لگے البتہ مناسک حج میں اس نے کوئی تبدیلی نہیں کی کیونکہ وہ اسے مذہبی رسم سمجھتا تھا کعبہ کے پجاریوں کی حسب دستور قدیم باقی رہے۔ البتہ جب وہ ختم ہو گئے تو پھر ان کی خدمت وراثتاً صفوان بن الحارث بن شجنہ کی اولاد کو دی گئی۔ اس جھگڑے سے کوئی ایسے جو عداوت پیدا ہوئی تھی وہ بدستور چلی آتی تھی بنو مالک بن کنانہ اور مرہ بن عوف سے بے تعلقی کی بنیاد پڑ گئی یہاں تک اسلام کے شائع ہونے تک برقرار رہی تب اللہ نے ان سب عداوتوں کا خاتمہ کر دیا۔

دار الندوہ:

قصی نے مکہ میں ایک گھر بنایا اس کا نام دار الندوہ ہے یہاں قریش اپنے تمام امور طے کرتے تھے جب وہ بہت بوڑھا اور ضعیف ہوا اس وقت عبدالدار اس کا سب سے بڑا بیٹا بھی ضعیف ہو چکا تھا البتہ عبد مناف اپنے باپ ہی کے سامنے بڑا معزز آدمی ہو گیا تھا اور اسے دنیا کا ہر طرح کا تجربہ تھا اور عبدالعزیٰ بن قصی کے چار بیٹے تھے قصی نے اپنے بیٹے عبدالدار سے کہا کہ میں تجھے اپنی قوم سے ملاتا ہوں اگرچہ وہ تجھ سے شرافت میں بڑھ گئے ہیں مگر اس کی پروا نہیں جب تک تو کعبہ کا دروازہ نہ کھولے ان میں سے کوئی اس میں داخل نہ ہوگا تیرے سوا کوئی دوسرا ان کی لڑائی کے لیے قریش کا جھنڈا نہ باندھے گا۔ سب تیرے ہی سقایہ سے پئیں گے حج کے زمانہ میں سب تیرے پاس مہمان ہوں گے اور تیرے ہی مکان میں قریش اپنے تمام معاملات طے کریں گے قصی نے اپنا دار الندوہ جہاں قریش تمام معاملات طے کرتے تھے اسے دے دیا کعبہ کی حجابت لواء ندوہ سقایہ اور رفادہ اسی کے متعلق کر دیا۔

رفادہ کا انتظام:

رفادہ کا انتظام اس طرح ہوتا تھا کہ ہر سال حج کے زمانے میں قریش کچھ مال اپنی آمدنی سے نکال کر قصی بن کلاب کو دے دیتے تھے یہ اس سے حاجیوں کے لیے کھانا پکاتا تھا اور جو حاجی غیر مستطیع ہوتے یا ان کے پاس زاد راہ نہ ہوتا وہ اس کھانے کو کھاتے۔ قصی نے یہ چندہ ان پر فرض کر دیا تھا اور کہا تھا اے قریش! تم اللہ کے ہمسایہ ہو اس کے گھر اور حرم والے ہو حاجی لوگ یہاں آتے ہیں وہ اللہ کے مہمان اور بیت اللہ کے زائر ہیں اس لیے وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ عزت کے ساتھ ان کی مہمان داری کی جائے تم اتنا سرمایہ جمع کرو کہ زمانہ حج میں ان کے پینے اور کھانے کا انتظام کر دو انھوں نے قصی کا کہنا مانا اور اس کے لیے وہ ہر سال اپنے مال میں سے ایک حصہ علیحدہ کر کے قصی کو دے دیتے تھے وہ اس سے منیٰ کے قیام کے ایام میں حاجیوں کے لیے کھانا پکاتا یہ دستور ان کی قوم میں تمام عہد جاہلیت میں برابر قائم رہا اور اسلام کے بعد عہد اسلام میں بھی جاری رہا چنانچہ آج تک جاری ہے۔ اور یہ وہ کھانا ہے جو تمام زمانہ حج میں حکومت وقت حاجیوں کے لیے ہر سال منیٰ میں پکواتی ہے۔

الغرض قصی نے اپنی زندگی ہی میں یہ تمام خدمات عبدالدار کے سپرد کر دیں اور چونکہ قصی بھی اس کے کسی انتظام یا حکم میں دخل نہیں دیتا تھا۔ وہ مرا تو اس کے سب بیٹے اس کے فرائض اور خدمات کے متولی ہوئے۔

کلاب بن مرہ:

اس کی ماں ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ تھی اس کے دو بھائی دوسری ماں سے اور تھے

ان کا نام تیم اور یقظہ ہے۔ ہشام بن الکلبی کے بیان کے مطابق ان کی ماں اسماء بنت عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن بارق تھی۔ البتہ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق ان کی ماں ہند بنت حارثہ البارقیہ ہے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یقظہ کی ماں ہند بنت سریر کلاب کی ماں ہے۔

مرہ بن کعب:

اس کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ہے اس کے حقیقی بھائی عدی اور ہصیص تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سب کی ماں وحشیہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرہ اور ہصیص کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی اور عدی کی ماں رقاش بنت رکبہ بن نائلہ بن کعب بن حرب بن تیم بن سعد بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی۔

کعب بن لؤی:

ابن اسحٰق اور ابن الکلبی کے بیان کے مطابق اس کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھی اس کے دو اور حقیقی بھائی عامر اور سامہ تھے یہی قضاعی ہیں۔ اس کا ایک دوسرا علاتی بھائی عوف تھا چونکہ اس کی ماں غطفان کی تھی اس لیے اس نے اپنا نسب غطفان سے شامل کیا تھا اس کی ماں کا نام باردہ بنت عوف بن غنم بن عبداللہ بن غطفان تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ لؤی بن غالب کے مرنے کے بعد یہ اپنے لڑکے عوف کو لے کر اپنی قوم میں چلی گئی وہاں سعد بن ذبیان بن بغیض نے اس سے شادی کر لی اس نے عوف کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اس کی طرف فزارہ بن ذبیان نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا۔

عرج علی ابن لوی جملک   ترکک القوم ولا منزل لک

ترجمہ: "اے لؤی کے بیٹے میرے پاس آ جا تیری قوم نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور اب تیرا کوئی گھر نہیں ہے"۔

کعب کے دو علاتی بھائی اور تھے ایک خزیمہ یہی عائذہ قریش ہیں عائذہ اس کی ماں تھی اس کا نام عائذہ بنت الخمس بن قحافہ بن خثعم ہے اور دوسرا سعد ہے ان کو بنانہ کہتے ہیں کیونکہ اس کی ماں کا نام بنانہ تھا اب ان میں سے جو باقی ہیں وہ بنو شیبان بن ثعلبہ کے بنو سعد بن ہمام میں شامل ہیں اور یہ قریش سے اپنی نسبت کرتے تھے۔

لؤی بن غالب:

ہشام کے قول کے مطابق اس کی ماں عاتکہ بنت یخلد بن النضر بن کنانہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امہات میں سب سے پہلی عاتکہ یہی ہے لؤی کے دو حقیقی بھائی اور تھے۔ ایک کا نام تیم ہے یہی تیم الادرم ہے ادرم اسے کہتے ہیں جس کی ٹھوڑی میں نقص ہو یہ بھی کہا گیا ہے کہ ادرم وہ ہے جس کی داڑھی ناقص ہو دوسرا بھائی قیس ہے اب اس کا کوئی جانشین باقی نہیں رہا اس کی اولاد میں آخری شخص خالد بن عبداللہ القسری کے عہد میں مر گیا اس کی میراث کا کوئی مستحق ہم دست نہ ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لؤی اور اس کے بھائیوں کی ماں سلمیٰ بنت عمرو بن ربیعہ تھی اور یہ ربیعہ لحی بن حارثہ بن عمرو مزیقیا بن عامر ماء السماء ہے جو خزاعہ تھے۔

غالب بن فہر:

غالب کی ماں لیلیٰ بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی اس کے اور حقیقی بھائی حارث محارب اسد عوف جون اور ذئب تھے۔ چونکہ محارب اور حارث قریش ظواہر تھے اس لیے حارث ابطح میں داخل ہو گئے تھے۔

فہر بن مالک:

ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق فہر ہی کا لقب قریش ہے اس کی اولاد کے علاوہ جتنی بھی اولاد ہے وہ قریشی نہیں [illegible]۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ ان کی ماں جندلہ بنت الحارث بن مضاض بن عمرو جرہمی تھی۔ ہشام بن محمد کلبی کہتا ہے کہ ان کی ماں جندلہ [illegible] بن [illegible] تھی [illegible] ان قبیلوں کے نام [illegible] ہوتی تھی۔

فہر اپنے عہد میں مکہ کا سردار تھا جب ان کے مقابلے میں حسان بن عبد کلال بن مثوب ذی حرث الحمیری یمن سے حمیر اور دوسرے قبائل کو لے کر آیا کہ بیت اللہ کے پتھر [illegible] لے جائے [illegible] کا ارادہ تھا کہ [illegible] مقام نخلہ میں فروکش ہوا اس نے مکہ والوں کے مویشیوں پر غارت گری کی اور راستے کو مسدود کر دیا مگر خوف کی وجہ سے مکہ میں داخل نہیں ہوا [illegible] قریش [illegible] خزیمہ، مدرکہ، جذام اور مضر کے دوسرے قبائل کے ہمراہ فہر بن مالک اپنے بیٹے [illegible] کی قیادت میں حسان کے مقابلہ پر گئے نہایت شدید جنگ ہوئی۔ حمیر کو شکست ہوئی ان کے بادشاہ حسان بن عبد کلال کو فہر بن مالک کے بیٹے حارث نے گرفتار کر لیا۔ اس جنگ میں ان کا پوتا [illegible] قیس بن غالب بن فہر [illegible] قاتلین کے ہاتھوں [illegible] حسان تین سال تک قید رہا فدیہ دے کر اس نے رہائی حاصل کی اور اپنے وطن کو روانہ ہوا مگر مکہ اور یمن کے درمیان ہی مر گیا۔

مالک بن نضر:

ان کی ماں [illegible] بنت [illegible] ہشام کے قول کے مطابق حارث بن عمرو بن قیس بن عیلان [illegible] ابن اسحاق کہتا ہے کہ ان کی ماں عاتکہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان کی ماں کا [illegible] عکرشہ تھا [illegible] ہشام بن محمد [illegible] نضر بن کنانہ [illegible] ان کے [illegible] قبیلہ [illegible] ہذیل اور قریش کے علاوہ خارج [illegible] دوسرے بیٹے کا نام الصلت تھا اس کی کوئی اولاد نہیں ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] بنی الحارث بن مخلد بن النضر [illegible] کی وجہ سے [illegible] نضر کے [illegible] قریش کا قافلہ [illegible] یہ بات [illegible] قریش نضر بن کنانہ [illegible] کی [illegible] ان کا ایک بیٹا [illegible] کے نام سے [illegible] مشہور ہوا۔

قریش کی وجہ تسمیہ:

ابن الکلبی کہتا ہے کہ قریش کے [illegible] بیان [illegible] ابن [illegible] مجھ سے [illegible] کہ النضر بن کنانہ کا نام قریش یوں ہوا کہ ایک دن نضر بن کنانہ اپنی قوم کی مجلس میں آیا تو لوگ [illegible] کہنے لگے [illegible] دوسرے [illegible] دیکھو [illegible] یہ [illegible] ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ قریش ایک بحری جانور کے نام پر رکھا گیا ہے جسے قرش کہتے ہیں اور یہ تمام دوسرے بحری جانوروں کو کھا جاتا ہے اور چونکہ وہ بحری جانوروں میں سب سے زیادہ قوی اور طاقتور ہے اس لیے نضر بن کنانہ [illegible] اس سے [illegible] بیان کیا گیا ہے کہ نضر بن کنانہ لوگوں کے حالات کی تفتیش کرتے [illegible] ان کی حاجت پوری کرتا تھا اور تقرش کے معنی ان کے بیان کے مطابق تفتیش کے ہیں اور اس کے بیٹے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کنانہ بن خزیمہ

[illegible]

کنانہ کی ماں ہے جس نے اپنے باپ کے بعد اس سے شادی کی تھی۔

خزیمہ بن مدرکہ:

اس کی ماں سلمیٰ بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھی۔ اس کا حقیقی بھائی ہذیل تھا اور اس کا اخیافی بھائی تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خزیمہ اور ہذیل کی ماں سلمیٰ بنت اسد بن ربیعہ تھی۔

مدرکہ بن الیاس:

اس کا اصل نام عمرو ہے اس کی ماں خندف اس کا اصل نام لیلیٰ بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے اور لیلیٰ کی ماں ضریہ بنت ربیعہ بن نزار تھی بیان کیا گیا ہے کہ حرم کا ضریہ اسی کے نام سے منسوب ہے۔ مدرکہ کے دوسرے حقیقی بھائی عمرو اور عمیر تھے عمرو طابخہ اور عمیر قمعہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی بنو خزاعہ کا جدامجد ہے ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو الیاس کی بی بی خندف کی نسل سے ہوئے وہ اپنی اس ماں کے بیٹے بجائے باپ کے اسی کے نام سے منسوب ہوئے اور بنو خندف کہلائے گئے اور مدرکہ کا اصل نام عامر ہے اور طابخہ کا عمرو قمعہ مدرکہ اور طابخہ نام ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ دونوں اپنے باپ کے اونٹ چرا رہے تھے انہوں نے ہاتھ سے ایک شکار پکڑا اور دونوں بیٹھ کر اسے پکانے لگے۔ اس اثناء میں کوئی جانور ان پر دوڑا جس سے وہ بدک کر بھاگے عامر نے عمرو سے کہا اونٹ لانے جاؤ گے یا بیٹھے شکار پکاؤ گے؟ عمرو نے کہا میں تو شکار پکاؤں گا۔ چنانچہ عامر اونٹ لینے چلا گیا۔ اور ان کو لے آیا۔ جب شام کو دونوں باپ کے پاس آئے تو انہوں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ اس نے عامر سے کہا تو مدرکہ ہے اور عمرو سے کہا کہ تو طابخہ ہے۔

مدرکہ کی وجہ تسمیہ:

ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ الیاس اپنی چراگاہ میں اونٹ چرانے گیا تھا وہاں اس کے اونٹ خرگوش سے بدک کر بھاگے۔ عمرو جا کر ان کو پکڑ لایا اس لیے اس کا نام مدرکہ ہوا اور عامر نے خرگوش کو پکڑ کر پکایا اس لیے اس کا نام طابخہ ہوا۔ عمیر گھبراہٹ سے خیمہ میں بیٹھا رہا باہر نہیں آیا اس لیے اس کا نام قمعہ ہوا۔ ان کی ماں ایک قبہ سے جھکتی ہوئی باہر آئی۔ الیاس نے کہا تم کہاں سے چلیں۔ اس وجہ سے اس کا نام خندف ہو گیا۔ جس کے معنی ایک خاص قسم کی رفتار کے ہیں۔ اپنے نسب کے افتخار میں قصی بن کلاب نے یہ مصرعہ کہا ہے:

امی خندف والیاس ابی

ترجمہ: ''میری ماں خندف اور میرا باپ الیاس ہے''۔

الیاس نے اپنے بیٹے عمرو سے کہا انت قد ادرکت ما طلبت تو نے جو چیز طلب کی اسے پا لیا اس لیے مدرکہ نام ہوا۔ عامر سے کہا وانت قد انضجت ما طبخت اور تو نے جو پکایا ہے' اچھی طرح بھون لیا۔ اس لیے اس کا نام طابخہ ہوا اور عمیر سے کہا وانت قد اسأت واقمعت ' تو نے برا کیا اور کونے میں گیا' اس لیے اس کا نام قمعہ ہوا۔

الیاس بن مضر:

اس کی ماں رباب بنت حیدہ بن معد ہے۔ اس کا حقیقی بھائی ناس ہے اور یہی عیلان ہے۔ اسے عیلان اس لیے کہتے تھے کہ لوگ اس کی سخاوت و فیاضی پر اسے ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے 'اے عیلان تم فقیر ہو جاؤ گے'۔ اس کے بعد اس کا یہی نام مشہور ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے باپ کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام عیلان تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ عیلان نامی پہاڑ میں

پیدا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ [illegible] مضر کے [illegible] نے [illegible] دیا تھا۔

مضر بن نزار:

ان کی ماں سودہ بنت عک تھی ان کا ایک حقیقی بھائی ایاد تھا۔ ربیعہ اور انمار علاتی بھائی تھے ان کی ماں جدالہ بنت وعلان ابن جوشم بن جلہمہ بن عمرو ابن جرہم تھی۔

جب نزار کی موت کا وقت آ گیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور اپنا مال ان میں تقسیم کر دیا اپنے بیٹے مضر کو خطاب کر کے کہا کہ یہ خیمہ جو سرخ چمڑے کا ہے اور اسی طرح کا دوسرا مال ہے تمہارا ہے۔ اسی وجہ سے مضر کا نام مضر الحمراء ہوا اور ربیعہ سے کہا یہ سیاہ شامیانہ اور اسی رنگ کا دوسرا سامان تیرا ہے۔ چنانچہ اسے سیاہ گھوڑا ملا اس لیے اس کو ربیعۃ الفرس کہا جاتا ہے اور یہ خادم اور اس کے مشابہ جو مال ہے وہ ایاد کا ہے یہ خادم سفید رنگ کا تھا۔ چنانچہ ایاد نے ابلق جانور اور [illegible] کی بھیڑ بکریاں لے لیں۔ پھر انمار سے کہا یہ درہم کی تھیلی اور [illegible] تیرا ہے اگر اس تقسیم کے بارے میں تم کو کوئی دقت پیش آئے اور تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو تو اس کے تصفیے کے لیے افعی الجرہمی کے پاس جانا وہ تصفیہ کر دے گا۔

آل نزار اور گمشدہ اونٹ

ان کا اس بارے میں اختلاف ہوا تو یہ افعی جرہمی کے پاس جانے کے لیے چل پڑے تو راستے میں مضر نے کچھ خشک گھاس چری ہوئی دیکھی تو کہا جس اونٹ نے اسے چرا ہے وہ کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے۔ ایاد نے کہا اس کی دم کٹی ہے انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے۔ یہ اسی مقام سے تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ ان کو ایک شخص ملا جس کا اونٹ کھو گیا تھا اس نے ان سے پوچھا تم نے میرا اونٹ دیکھا ہے۔ مضر نے کہا وہ کانا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ایاد نے کہا اس کی دم کٹی ہے اس نے کہا ہاں۔ انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ بے شک میرا اونٹ یہی ہے تم ہی مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے اسے دیکھا نہیں ہے۔ اس شخص نے ان کا دامن نہ چھوڑا اور ان کے پیچھے ہو لیا کہ تم نے میرے اونٹ کا پورا پتہ دیا ہے میں کیونکر یہ بات مان لوں کہ تم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ یہ سب نجران آئے اور افعی جرہمی کے ہاں اترے اونٹ والے نے پکار کر کہا۔ ان لوگوں نے میرا اونٹ لیا ہے انہوں نے اس کی پوری نشانیاں بتا دی ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ جرہمی نے ان سے پوچھا کہ جب آپ حضرات نے اسے دیکھا تک نہیں پھر کیسے اس کی یہ صفت بیان کی۔ مضر نے کہا میں نے دیکھا کہ اس نے گھاس کو ایک طرف سے چرا تھا اور دوسری سمت یوں ہی چھوڑ دیا گیا تو میں نے قیاس کیا کہ وہ ضرور کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اس کے اگلے پیروں میں سے ایک کا نشان ثابت ہے۔ دوسرے کا [illegible] ہے اس سے میں نے سمجھا کہ وہ بھینگا ہے [illegible] پاؤں [illegible] ہے۔ چنانچہ ایاد نے کہا کہ میں نے اس کی مینگنیاں ایک جگہ پڑی دیکھیں جس سے میں نے قیاس کیا کہ اس کی دم کٹی ہوئی ہے انمار نے کہا جب وہ گھنی جگہ چرتا تھا اور [illegible] سے گزر جاتا تھا۔ تمام گھاس چھوڑ کر جاتا جہاں کا چارہ [illegible] اور گزر جاتا۔ اس سے میں نے قیاس کیا کہ وہ بدکا ہوا بھگوڑا ہے۔

آل نزار اور جرہمی:

اس گفتگو کے بعد جرہمی نے اونٹ والے سے کہا کہ انہوں نے تمہارا اونٹ نہیں پایا تم جا کر تلاش کرو اور اب ان سے پوچھا۔

آپ لوگ ان پر انھوں نے اپنا [illegible] [illegible]

[illegible]

جرہمی نے بھی یہ باتیں سن کر [illegible] اس نے کہا [illegible] کی قبر پر ہوئی ہے۔ [illegible] اس نے کہا [illegible] جرہمی نے [illegible] سے پوچھا کہ آپ [illegible] پوچھا تم نے [illegible]

نزار بن معد

[illegible] ان کی کنیت ابو ایاد تھی۔ ابو ربیعہ بھی بتائی گئی ہے۔ ان کی ماں معانہ بنت جوشم بن جلہمہ بن عمرو تھی۔ [illegible]

معد بن عدنان:

ان کی ماں مہدد بنت اللہم تھی۔ [illegible] ان کی کنیت ابو قضاعہ تھی۔

معد کے متعلق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عدنان کے بعد

اس کے بعد [illegible] کے نسب میں کسی کتاب کو کوئی اختلاف نہیں ہے [illegible] اسی طرح ہے جس طرح کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

[illegible] رسول اللہ ﷺ کا نسب یوں بیان کیا ہے: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ [illegible] عدنان [illegible] نسب میں اختلاف ہے۔

شجرۂ نسب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یدلاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عیض بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان بن سنبر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن ارعوی بن عیض بن دیشان بن عیصر بن افناد بن ایہام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزی بن عوضہ بن عرام بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم صلوات اللہ علیہما۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ تدمر کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جو بنی اسرائیل کے مسلمانوں میں سے تھا اور ان کی کتابیں پڑھتا اور ان کے علوم جانتا تھا مجھ سے بیان کیا کہ ارمیا کے کاتب بروخ بن ناریا نے معد بن عدنان کا نسب اسی طرح مکمل کر کے اپنے پاس لکھ لیا تھا اور یہی احبار اہل کتاب کے پاس ہیں اور ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔ وہ ان ناموں کے قریب قریب ہیں اور جو اختلاف معلوم ہوتا ہے، وہ اختلاف زبان کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ نام عبرانی سے ترجمہ کیے گئے ہیں۔

ہشام نے اپنے باپ سے کسی کا یہ شعر سنا ہے:

فلست لحاصن ان لم تروها   [illegible] اولاد قیدر و نبیت

ترجمہ "میں کسی پاک دامن عورت کا بیٹا نہیں اگر تم ان کو قیدار و نبت کی اولاد ظاہر نہ کر دوں"۔

ان سے مراد نبت بن اسماعیل ہے۔

ابن شہاب کہتا ہے کہ معد بن عدنان بن ادد بن الہمیسع بن اشجب بن نبت بن قیدار بن اسماعیل "۔ ایک نساب نے یہ نسب یوں بیان کیا ہے "معد بن عدنان بن ادد بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن اسماعیل [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن"۔

ایک اور نساب نے کہا "معد بن عدنان بن ادد بن [illegible] بن الہمیسع بن نبت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم"۔

دوسرا کہتا ہے "معد بن عدنان بن ادد بن الہمیسع بن نبت بن سلامان (یہی سلامان ہے) بن حمل بن نبت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم"۔

دوسرے کہتے ہیں "معد بن عدنان بن ادد بن المقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم"۔

اور دوسرے کہتے ہیں "معد بن عدنان بن ادد بن الہمیسع بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن [illegible] بن الصرا بن [illegible] بن الہمیسع بن نبت بن قیدار بن اسماعیل ہے۔"

ہم سے ایک نساب نے بیان کیا ہے کہ علمائے عرب کی ایک جماعت نے عدنان تک اسماعیل تک معد کے چالیس آبا کے نام گنوائے ہیں اور ان سب پر عرب کے اشعار سے استدلال کیا ہے۔ میں نے ان کے بیان اور اہل کتاب کے اقوال سے مقابلہ کیا تو تعداد میں اتفاق معلوم ہوا مگر لفظ مختلف معلوم ہوئے۔ اس نے وہ نام مجھے لکھوا دیے میں نے ان کو لکھ لیا اور وہ یہ ہیں معد (۱) بن عدنان (۲) بن ادد (۳) بن الہمیسع (۴) یہی سلامان ہے۔ ان کے نام احمد بن الہمیسع [illegible] بھی آیا ہے

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible] حضرت سلیمان کے عہد میں [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

حضرت اسماعیل [illegible]

[illegible]

ہشام بن محمد [illegible]

[illegible]

❖ ❖ ❖

باب ۲

حضرت محمد ﷺ

پرورش:

[illegible] ہو گئے۔ چونکہ ابو طالب اور رسول اللہ ﷺ کے باپ عبداللہ حقیقی بھائی تھے۔ اس لیے عبدالمطلب نے اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی پرورش اور نگہداشت ابو طالب کے سپرد کی تھی اور انہی کو وصیت کی تھی۔ چنانچہ اس کے بعد ابو طالب ہی رسول اللہ ﷺ کے ولی تھے آپ انہی کے پاس اور ساتھ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ابو طالب قریش کے قافلے کے ساتھ تجارت کے لیے شام جانے لگے۔ جب قافلہ کی روانگی کا وقت آیا اور سب تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے لپٹ گئے۔ ابو طالب کو ان پر ترس آیا اور انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم میں ضرور ان کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ نہ یہ مجھ سے اور نہ کبھی میں ان کو اپنے سے علیحدہ کروں گا۔

بحیرا راہب:

چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر قافلے میں روانہ ہو گئے۔ یہ قافلہ شام کے علاقے میں بصریٰ کے مقام پر فروکش ہوا۔ یہاں بحیرا نامی ایک راہب اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا۔ یہ نصرانیوں کا بڑا عالم تھا۔ ہمیشہ سے اس خانقاہ میں کوئی نہ کوئی راہب رہتا تھا جس میں ان سے وراثۃً علم کتابی چلا آ رہا تھا۔ جب اس سال یہ قافلہ اس مقام پر اس کے پاس فروکش ہوا۔ بحیرا نے ان کے لیے بہت سا کھانا پکوایا اور یہ اس لیے کہ اس نے اپنے صومعہ میں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔ اور قوم کے لوگوں کو چھوڑ کر صرف آپ پر ایک بدلی سایہ کیے چلی آتی تھی۔ جب یہ قافلہ اس کے قریب آ کر ایک درخت کے سایہ میں اترا۔ اس نے اس بدلی کو دیکھا کہ اس نے درخت کی شاخوں کو رسول اللہ ﷺ پر سایہ کرنے کے لیے جھکا دیا ہے اور آپ اس درخت کے سایہ کے نیچے فروکش ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ اپنی خانقاہ سے اترا اور قاصد کو ان کے پاس اپنے ہاں بلا بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ پر نظر پڑتے ہی اس نے آپ کو غور سے دیکھنا شروع کیا اور ان نشانیوں کی مطابقت کرنے کے لیے جو اسے پہلے سے معلوم تھیں وہ آپ کے جسم کی بعض چیزوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ جب تمام قافلہ کھانے سے فارغ ہو کر چلا گیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی حالت بیداری اور خواب کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے بتانا شروع کیا۔ جو بحیرا ان صفات کے مطابق پاتا گیا جو اسے پہلے سے معلوم تھیں۔ اس کے بعد اس نے آپ کی پیٹھ کو دیکھا۔ دونوں شانوں کے بیچ میں اسے مہر نبوت نظر آ گئی۔ اس نے ابو طالب سے کہا کہ یہ لڑکا آپ کا کون ہے۔ انہوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے کہا یہ ہرگز تمہارا بیٹا نہیں ہے اور اس بچہ کا باپ تو اب زندہ نہیں ہونا چاہیے۔ ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ اس نے پوچھا اس کا باپ کیا ہوا؟ ابو طالب نے کہا کہ جب یہ پیٹ میں تھا اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ بحیرا نے کہا ٹھیک ہے۔ اچھا تم اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہود سے اس کی حفاظت کرو۔ اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے اور جو علامات میں نے شناخت کر لی ہیں انہوں نے بھی شناخت کر لیں تو وہ ضرور اسے نقصان پہنچائیں گے۔ تمہارا یہ بھتیجا ایک عظیم الشان امر انجام دینے والا ہے۔ جلد تم اسے گھر لے جاؤ۔ چنانچہ ابو طالب آپ کے چچا آپ کو لے کر تجارت سے فراغت کے بعد ان کو مکہ لے آئے۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ جب ابو طالب رسول اللہ ﷺ کو لے کر بصریٰ کو گئے تھے اس وقت آپ کی عمر نو سال کی تھی۔

بحیرا راہب کی پیشین گوئی:

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ ابو طالب شام روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ قریش کے اور شیوخ کے ساتھ ان کے ساتھ ہوئے۔ جب ان کو وہ راہب نظر آیا۔ یہ اتر پڑے اور انھوں نے اپنے کجاوے کھول دیے۔ اس مرتبہ وہ راہب ان کے پاس آیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گزرتے تھے وہ نہ کبھی ان کے پاس آتا تھا اور نہ التفات کرتا تھا۔ یہ اپنے کجاوے کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان میں آ کر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا یہ تمام عالم کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین کر کے مبعوث فرمانے والا ہے۔ قریش کے شیوخ نے اس سے پوچھا کہ تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی۔ اس نے کہا جب تم گھاٹی سے برآمد ہوئے کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدے میں نہ گر پڑا اور ہمارا اعتقاد ہے کہ یہ صرف نبی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ دوسرے میں اس مہر نبوت سے بھی جو سیب کے برابر ان کے شانے کی ہڈی کے نیچے واقع ہے اس بات کو جانتا ہوں۔

رومی وفد اور بحیرا:

راہب اپنی خانقاہ میں آیا۔ یہاں آ کر اس نے ان کے لیے کھانا پکوایا اور اسے ان کے پاس لے کر آیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اونٹ چرا رہے تھے۔ راہب نے قریش سے کہا کہ انھیں بلواؤ۔ جب آپ آ رہے تھے اس وقت بھی ایک بدلی آپ پر سایہ فگن تھی۔ راہب نے کہا دیکھو بدلی آپ پر سایہ کر رہی ہے۔ جب آپ اپنی جماعت کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ درخت کا تمام سایہ قریش نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے مگر جب آپ بیٹھے تو درخت کا سایہ بڑھ کر آپ پر بھی آ گیا۔ راہب نے کہا: دیکھو درخت کا سایہ بھی آپ پر جھک پڑا ہے۔ راہب اب تک کھڑے کھڑے ان کو اللہ کا واسطہ دے کر سمجھا رہا تھا کہ تم اس بچے کو روم نہ لے جاؤ۔ کیونکہ اگر رومی اسے دیکھ پائیں گے تو شناخت کر لیں گے اور قتل کر دیں گے۔ پھر کہ اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی روم کے ادھر سے موجود تھے۔ راہب نے خود پیش قدمی کر کے ان سے پوچھا تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اس لیے آئے ہیں کہ ایک نبی اس ماہ میں خروج کرنے والا ہے۔ ہر راستے کے ناکے پر پہرے متعین کر دیے گئے ہیں اور ہم کو اچھا سمجھ کر آپ کی سمت بھیجا گیا ہے۔ راہب نے کہا کیا جن لوگوں کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو ان میں کوئی تم سے بہتر رہ گیا ہے۔ انھوں نے کہا نہیں ہمیں سب سے بہتر سمجھ کر ہی آپ کے اس راستے پر بھیجا گیا ہے۔ اس نے کہا اچھا تم اس بات سے واقف ہو کہ اگر اللہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو کسی کی یہ مجال ہے کہ اسے روک دے۔ انھوں نے کہا ہرگز نہیں لہٰذا اب وہ اس راہب کے تابع ہو گئے اور اسی کے پاس ٹھہر گئے۔

حضرت محمد ﷺ کی واپسی:

راہب قریش کے پاس آیا اور اس نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ اس لڑکے کا ولی کون ہے۔ انھوں نے کہا ابو طالب۔ اب وہ ابو طالب کو خدا کا واسطہ دے کر اصرار کرتا رہا کہ تم اس بچے کو واپس لے جاؤ اور جب تک اسے واپس نہ بھجوا دیا اس نے ابو طالب کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ واپسی کے سلسلے میں ابو بکرؓ نے بلالؓ کو آپ کے ساتھ خدمت کے لیے کر دیا اور اس راہب نے زاد راہ کے لیے بسکٹ اور زیتون آپ کو دیا۔

حضرت محمد ﷺ کا برائیوں سے اجتناب:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو باتیں لوگ ایام جاہلیت میں کرتے تھے ان کے

کرنے کا میں نے دو مرتبہ قصد کیا مگر ہر مرتبہ اللہ میرے اور اس بات کے درمیان آ گیا۔ اس کے بعد میں نے کبھی کسی برائی کے کرنے کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت کی عزت سے سرفراز فرمایا اور وہ دو مرتبہ کا قصہ بھی یہ ہے کہ میں نے ایک رات اس قریشی نوعمر لڑکے سے جو میرے ساتھ بالائی مکہ میں مویشی چرا رہا تھا کہا کہ اگر تم میری بکریوں کی نگرانی رکھو تو میں مکہ جا کر دوسرے نوجوانوں کی طرح پرلطف باتیں کر آؤں۔ اس نے کہا اچھا تم جاؤ۔ میں اس غرض سے مکہ آیا آبادی کے پہلے گھر تک پہنچا تھا کہ مجھے دف اور باجوں کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں شخص کی فلاں عورت سے شادی ہوئی ہے یہ اس کا جلوس ہے۔ میں اسے دیکھنے بیٹھ گیا۔ اللہ نے میرے کان بند کر دیے میں سو گیا۔ آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں اپنے ساتھی کے پاس چلا آیا۔ اس نے پوچھا کیا کر آئے۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں میرے ساتھ تو یہ واقعہ پیش آیا۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ ایک رات پھر میں نے اپنے ساتھی سے وہی درخواست کی جو پہلے کی تھی اس نے منظور کر لی۔ میں اس رات پھر مکہ آیا اور اس مرتبہ بھی مجھے وہی بارات کے جلوس کے باجے سنائی دیے جو پہلی مرتبہ سنائی دیے تھے۔ میں جلوس دیکھنے بیٹھ گیا۔ اس مرتبہ پھر اللہ نے میرے کان بہرے کر دیے۔ میں سو گیا اور آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں نے پھر اپنے ساتھی سے آ کر یہ واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد پھر میں نے کسی برائی کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔

تجارت:

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اس وقت آپ کی عمر پچیس سال کی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال کی تھی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نہایت شریف مالدار تاجر بی بی تھیں۔ دوسرے لوگ ان کے مال کی تجارت کرتے تھے اور منافع میں سے وہ کچھ ان کو دے دیا کرتی تھیں۔ قریش تاجر قوم تھی۔ جب خدیجہ کو رسول اللہ ﷺ کی راست گفتاری، امانت اور نیک کرداری کا علم ہوا انہوں نے آپ کو بلا بھیجا اور درخواست کی کہ آپ ان کا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ میں اور لوگوں کو دیتی رہی ہوں، تاجروں کو منافع میں سے جس قدر حصہ دیتی تھی اس سے بہت زیادہ آپ کو دوں گی اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دوں گی۔ آپ نے یہ تجویز منظور فرمائی اور ان کا مال لے کر روانہ ہو گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی ساتھ ہو گیا۔ دونوں شام آئے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے۔ اس راہب نے سر اٹھا کر میسرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے اترا ہے کون ہے؟ اس نے کہا یہ اہل حرم کا ایک قریشی ہے۔ راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی اللہ کے دوسرا شخص آج تک فروکش نہیں ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو سامان ساتھ لائے تھے بیچ دیا اور جو خریدنا تھا اسے خرید لیا۔ آپ مکہ واپس پلٹے میسرہ ہمراہ ہو گئے۔ اب میسرہ بیان کرتے ہیں کہ دوپہر اور سخت گرمی کے وقت میسرہ دیکھتا تھا کہ آپ اونٹ پر جا رہے ہیں اور دو فرشتے آ کر آپ کو تمازت آفتاب سے بچانے کے لیے سایہ کیے ہوئے ہیں۔ آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ انہوں نے ان کا مال جو آپ شام سے لائے تھے بیچا تو اس سے دو چند یا قریب دو چند کے نفع ہوا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضرت محمد ﷺ کا نکاح

میسرہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے راہب کا قول بیان کیا اور جو آپ پر فرشتوں کو سایہ کرتے دیکھا تھا وہ بھی کہا۔ خدیجہ ایک

[illegible]

ایک غلط روایت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بیان کیا ہے کہ اساف نے نائلہ سے کعبہ میں زنا کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ نے دونوں کو مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی کعبہ کی حرمت اس قدر تھی کہ نہ وہاں کوئی کسی پر ظلم کرتا تھا اور نہ بدکاری کرتا تھا۔ اگر اتفاقاً کوئی اس کی حرمت کا پاس نہ کرتا تو فوراً اسی جگہ وہ ہلاک ہو جاتا۔ اسی وجہ سے کعبہ کو ناسہ کہتے تھے اور بکہ بھی اس لیے کہتے تھے کہ جو ظالم اور سرکش یا بدکار وہاں ظلم یا بدکاری کرتا اس کی گردن وہاں توڑ دی جاتی۔

بنو جرہم کی تباہی:

جب بنو جرہم نے بنو اسماعیل سے بادشاہت لی اور عمرو بن عامر کی اولاد یمن سے ادھر ادھر پھیل گئی ان میں سے بنو حارثہ بن عمرو تہامہ آکر مقیم ہو گئے چونکہ یہ اپنی اصلی جماعت سے منقطع ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ان کا نام خزاعہ ہوا اور یہ بنو عمرو بن ربیعہ بن حارثہ ہیں اور اسلم، مالک، ملکان بنو افصیٰ بن حارثہ ہیں۔ اللہ نے جرہم پر نکسیر پھوٹنے اور چیونٹی کا عذاب نازل کیا جس سے وہ فنا ہو گئے اور اب خزاعہ بھی ان کے بقیہ کو مکہ سے نکال دینے کے لیے جمع ہو کر تیار ہو گئے۔ ان کا سردار عمرو بن ربیعہ بن حارثہ تھا۔ اس کی ماں فہیرہ بنت عامر بن الحارث بن مضاض تھی۔ فریقین خوب لڑے۔ جب عامر بن الحارث نے محسوس کیا کہ ان کو شکست ہو گی وہ کعبہ کے دونوں غزالوں اور رکن کے پتھر کے پاس توبہ کرنے آیا وہ یہ کہتا تھا:

لاهم ان جرهما عبادك . الناس طرف وهم تلادك . بهم قديما عمرت بلادك

"اے اللہ! جرہم تیرے بندے ہیں اور لوگ تو نئے ہیں اور وہ تیرے پرانے ہیں قدیم سے انہیں نے تیرے شہر آباد کیے ہیں۔"

مگر جب اس کی توبہ قبول نہ ہوئی تو اس نے وہ دونوں ہرن اور حجر الرکن زمزم میں ڈال دیے اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس لڑائی کے بعد جو جرہم بچے وہ جہینہ کی سرزمین میں چلے گئے۔ یہاں ایک زبردست سیلاب نے ان کو آ لیا اور وہ سب کو بہا لے گیا۔ اسی کی طرف امیہ بن ابی الصلت نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

وجرهم دمنوا تهامة في الدهر فسالت بجمعهم اضم

ترجمہ: "اور جرہم ایک زمانے سے تہامہ میں رہتے تھے ان سب کو وادی اضم بہا لے گیا"۔

جرہم کے بعد عمرو بن ربیعہ کعبہ کا متولی ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن الحارث الغبشانی کعبہ کا متولی ہوا تھا۔ اسی کا اس نے اپنے اس شعر میں اظہار کیا ہے۔

ونحن ولينا البيت من بعد جرهم لنعمره من كل باغ و ملحد

ترجمہ: "جرہم کے بعد ہم بیت اللہ کے والی ہوئے تاکہ اسے ہر ظالم اور بے دین سے بچا کر آباد رکھیں"۔

اس کا قول تھا۔ آخرت کے لیے عمل کرو اور ضروریات دنیا سے بے فکر رہو۔

کعبہ کے متولی بنو خزاعہ:

اس طرح اب بنو خزاعہ بیت اللہ کے متولی ہو گئے۔ البتہ دوسرے قبائل مضر کی تین خدمتیں باقی رہیں۔ عرفہ سے لوگوں کو کوچ کرانے لے جانا، یہ خدمت غوث بن مر کے سپرد تھی یہی صوفہ ہے چنانچہ جب عرفہ سے لوگ روانہ ہوتے تو عرب کہتے اجیزی صوفہ۔ دوسری خدمت حاجیوں کو قربانی کے دن منیٰ سے واپس لے جانے کی تھی یہ خدمت بنو زید بن عدوان کے سپرد تھی۔ ان میں سے آخری شخص جو اس

[illegible]

[illegible]

کعبے کے خزانے کی چوری

[illegible]

[illegible]

کعبہ کی تعمیر کا ارادہ

[illegible]

عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف نے ایک مرتبہ جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ جعدہ بن ہبیرہ ہے۔ اس پر عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ جب قریش نے کعبہ کے ڈھانے کا ارادہ کیا تو اس کے دادا ابو وہب نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اپنی جگہ چلا گیا۔ اس وقت اس نے قریش سے کہا تھا کہ اس کعبہ کی تعمیر میں اپنی صرف حلال کمائی کا روپیہ لگانا کسی کا بھی ایسا ظلم سے حاصل کیا ہوا مال ہرگز نہ لگایا جائے۔ یہ ابو وہب رسول اللہ ﷺ کے والد کا ماموں تھا۔

کعبہ کا انہدام:

اب تعمیر کے لیے قریش نے کعبہ کو کئی حصوں میں تقسیم کر لیا۔ دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف اور بنو زہرہ کے متعلق ہوا۔ رکن الاسود سے رکن یمانی تک بنو مخزوم، تیم اور دوسرے قریش کے قبائل کے جو ان میں شامل ہو گئے تھے متعلق کیا گیا۔ کعبہ کی پشت بنو جمح اور بنو سہم کے متعلق ہوئی۔ حجر کا حصہ بنی عبد الدار بن قصی، بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی اور بنو عدی بن کعب کے متعلق ہوا مگر پھر سب کعبہ کو منہدم کرنے سے خائف ہوئے اور اس منصوبے سے رک گئے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا میں اس کی ابتدا کرتا ہوں۔ اس نے پھاوڑا اٹھایا اور کعبہ پر کھڑا ہوا اور وہ کہتا تھا کہ اے اللہ کچھ بات نہیں ہے ہم کعبہ کے ساتھ بہتری ہی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے دونوں رکنوں کی سمت سے کچھ حصہ منہدم کر دیا۔ اس رات لوگ منتظر رہے کہ اس گستاخی کی اسے سزا ملے گی اور کہنے لگے کہ ہم دیکھتے ہیں اگر وہ مر گیا تو پھر ہم کعبہ کو ہاتھ نہ لگائیں گے بلکہ منہدم حصہ کو بھی پھر اسی طرح بنا دیں گے اور اگر اسے کوئی تکلیف یا مرض نہ ہوا تو معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اللہ نے اسے پسند کیا ہے ہم کعبہ کو منہدم کر دیں گے۔ دوسرے دن صبح کو ولید صحیح و سالم کعبہ کو ڈھانے گیا اور اس نے کچھ اور حصہ منہدم کیا اب اور لوگ بھی اس کے ساتھ تھے۔ گراتے گراتے اس کی بنیاد تک پہنچے اور ان سبز پتھروں تک آ گئے جو اونٹوں کی شکل میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ ایک قریشی نے جو کعبہ کے ڈھانے میں شریک تھا ان دونوں سبز پتھروں کے درمیان کدال ڈالی تا کہ وہ ان میں سے ایک کو نکالے مگر پتھر کے جنبش کرتے ہی تمام مکہ متزلزل ہو گیا۔ اس وقت قریش اس بنیاد پر رک گئے۔

کعبہ کی تعمیر:

اس کے بعد تمام قبیلوں نے کعبہ کی تعمیر کے لیے پتھر جمع کیے۔ ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کرتا تھا۔ پتھر جمع ہونے کے بعد انہوں نے تعمیر شروع کی۔ جب عمارت رکن کی جگہ تک مرتفع ہو گئی تو ہر قبیلہ نے مطالبہ کیا کہ اس کے اوپر صرف اسی کو تعمیر کا شرف حاصل ہو دوسرا نہ ہو۔ اس مطالبے نے نزاع کی صورت اختیار کی، تعمیر چھوڑ کر وہ علیحدہ علیحدہ جمع ہو گئے ایک نے دوسرے کو حلیف بنایا اور لڑائی کی دھمکی دی۔ بنو عبد الدار خون سے بھرا ایک کٹورا لائے اور انہوں نے بنو عدی بن کعب سے اس خون میں ہاتھ ڈال کر آخر دم تک لڑنے کے لیے معاہدہ کیا اسی وجہ سے ان کا نام لعقۃ الدم ہوا۔ چار یا پانچ راتیں قریش اسی طرح کام چھوڑے رہے پھر سب نے مسجد میں جمع ہو کر مشورت کی اور سمجھوتہ کر لیا۔

حجر اسود:

ابو امیہ بن مغیرہ اس وقت قریش کا سب سے عمر رسیدہ آدمی تھا۔ اس نے قریش سے کہا کہ اس نزاع کے تصفیہ کو اس شخص کے حوالے کر دو جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ اتفاق کی بات کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے۔ ان کو دیکھ کر تمام

قریش نے کہا بے شک یہ امین ہیں ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں جب آپ ان کے پاس آئے انہوں نے آپ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے ایک چادر دو۔ چادر آپ کو دیا گیا آپ نے رکن کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس میں رکھا پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ اس چادر کا ایک کونہ تھام لے اور سب مل کر اسے اٹھائیں۔ انہوں نے اس فیصلہ پر عمل کیا اور جب اس کو لے کر اس کے مقام پر لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے اٹھا کر رکھ دیا پھر اس کے اوپر عمارت بنائی گئی۔ نزول وحی سے پہلے ہی قریش رسول اللہ ﷺ کو امین کہتے تھے۔

قریش کے ہاتھوں کعبہ کی یہ تعمیر واقعہ فیل کے پندرہ سال بعد عمل میں آئی۔ واقعہ فجار اور عام الفیل کے درمیان بیس سال کا فصل ہے۔

بعثت:

نبوت ملنے کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر میں ارباب سیرت کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ قریش کے کعبہ کو تعمیر کرنے کے پانچ سال بعد جس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی آپ نبوت پر فائز ہوئے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ انس بن مالکؓ سے کئی سلسلوں سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس کے قریب پہنچ گئی تھی۔ عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال کی۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ سے کہا کہ ہر سال جبرئیل ایک مرتبہ قرآن مجھے سنایا کرتا تھا مگر اس سال دو مرتبہ سنایا گیا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میری موت قریب ہے میرے اہل میں سب سے پہلے تم مجھ سے آ کر ملو گی۔ ہر نبی کے بعد جب دوسرا نبی مبعوث کیا جاتا ہے سابق کی نصف مدت زندگی ہے۔ عیسیٰ چالیس سال کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ میں بیس سال کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے چالیس سال کی عمر میں آپ کی بعثت ہوئی اور اس کے بعد تیرہ سال آپ نے مکہ میں قیام کیا۔ دوسرے سلسلے سے بھی ابن عباسؓ سے یہ روایت مروی ہے۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ آپ کو جب نبوت ملی اس وقت آپ کی عمر تینتالیس سال کی تھی۔

اس سلسلے میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی آپ کی عمر تینتالیس سال کی تھی۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کی عمر تینتالیس سال تھی۔ اس روایت کو ایک دوسرے سلسلے سے مروی ہے کہ نزول وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر تینتالیس سال تھی۔

نزول وحی کا دن اور مہینہ:

ابوقتادہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ دو شنبہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جب میں پیدا ہوا اور نبوت ملی یا آپ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو شنبہ کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور مجھے نبوت ملی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو شنبہ کو پیدا ہوئے اور اسی دن آپ کو نبوت ملی۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ دن کے متعلق تو سب اس بات پر متفق ہیں کہ وہ دوشنبہ تھا البتہ وہ کون سا دوشنبہ تھا اس میں اختلاف ہے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ سترہ رمضان کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن زید الجرمی جس پر علم ختم ہوا کہتے تھے کہ رمضان کی اٹھارہویں کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ چوبیس رمضان کو قرآن نازل ہوا۔ ابن عباس میں ابو الجلد سے مروی ہے کہ چوبیس رمضان کو قرآن آپ پر نازل ہوا۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ سترہ رمضان کو نازل ہوا۔ اس بیان کے ثبوت میں وہ اللہ کا یہ قول پیش کرتے ہیں: وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اس مقابلے سے مراد رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کی بدر میں جنگ ہے اور وہ سترہ رمضان کی صبح کو ہوئی۔

قبل اس کے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کا پیام لے کر آپ کے پاس آئیں آپ ایسے آثار اور واقعات دیکھا کرتے تھے جو صرف انہیں حضرات کو نظر آتے ہیں جن پر اللہ نے خاص فضل و کرم کرنے کا ارادہ کیا ہوتا ہے چنانچہ حسب بیان سابق آپ اپنی قیام گاہ کے پاس سے گزرے تو درختوں نے آ کر آپ کا سجدہ کیا۔ اس کے علاوہ تمام آثار اور کشف کمال ذاتی۔ نیز خود رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ کوئی درخت یا پتھر جس کے پاس سے میں گزرتا ایسا نہ تھا جو مجھے سلام نہ کرتا۔

برۃ بنت ابی تجراۃ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے رسول اللہ کو نبوت اور کرامت سے سرفراز کرنا چاہا آپ کی یہ حالت تھی کہ قضائے حاجت کے لیے آپ آبادی سے اس قدر دور نکل جاتے تھے جہاں سے مکانات نظر نہ آئیں اور پھر اس کی گھاٹیوں اور گھڈوں میں اتر جاتے۔ وہاں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ! آپ دائیں بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے مگر وہاں کوئی نظر نہ آتا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ دوسری قومیں آپ کی بعثت سے واقف تھیں اور ان کے علماء اس بات کو ان سے برابر کہتے چلے آئے تھے۔

زید بن عمرو کی پیشین گوئی

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کہتے سنا: میں اولاد اسماعیل میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کا منتظر ہوں اور ان میں سے بھی عبدالمطلب کی اولاد میں۔ اپنے لیے میں نہیں سمجھتا کہ تب تک زندہ رہوں گا کہ اسے پاؤں لیکن ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی نبوت کی شہادت دیتا ہوں۔ ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ اگر تم اس وقت تک زندہ رہو اور ان کو دیکھو تو ان کو میرا سلام کہنا۔ تاکہ ان کی شناخت کرنے میں تم کو کوئی دشواری نہ ہو میں ان کا حلیہ تم کو بتاتا ہوں۔ میں نے کہا مجھے بتائیے انہوں نے کہا وہ نہ کوتاہ قامت ہوں گے نہ دراز قامت، نہ ان کے سر کے بال بہت گھنے ہوں گے اور نہ مختصر۔ ان کی آنکھ میں سرخی ہوگی۔ مہر نبوت ان کے شانوں کے بیچ میں ہو گی۔ نام احمد ہوگا۔ اسی شہر مکہ میں وہ پیدا اور مبعوث ہوں گے پھر ان کی قوم ان کو یہاں سے نکال دے گی اور ان کی تعلیم کو ناپسند کرے گی۔ پھر وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے وہیں ان کی بات بن جائے گی۔ دیکھو تم ان کے متعلق دھوکہ میں نہ آ جانا۔ میں دین ابراہیم کی تلاش میں دنیا بھر میں پھرا ہوں۔ جس یہودی عیسائی اور مجوسی سے میں نے دین ابراہیم کو پوچھا اس نے مجھ سے کہا کہ وہ تو تمہارے وطن میں ہے اور انھوں نے ہونے والے نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں نے تم سے بیان کی ہے۔ یہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ اب صرف وہی نبی باقی ہیں جو مبعوث ہوں گے۔

عامر بن ربیعہ اس حدیث کا راوی کہتا ہے کہ جب میں اسلام لایا میں نے زید بن عمرو کا یہ قول رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا اور ان کا سلام ان کو پہنچایا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ میں نے زید کو جنت میں دامن کے

[illegible]

عرب کاہن کے جن کی پیشگوئی

[illegible]

الم تر الجن وابلاسها ویاسها من دینها ولحوقها بالقلاص واحلاسها

[illegible]

[illegible]

یا جلیح امر نجیح رجل فصیح

"اے جلیح! ایک بات ہے [illegible] ایک شخص پکار رہا ہے [illegible] لا الہ الا اللہ"

جبیر بن مطعم کی روایت

[illegible] بوانہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

کہ کسی بات سے کہے کہ یہ اپنی جگہ واپس چلی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا اور وہ چلا گیا۔ اس عامری نے اپنی قوم سے کہا کہ اس سے بڑا جادوگر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ وہ اخبار جو رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا پتہ دیتی ہیں اس قدر ہیں کہ ان کا احصا مشکل ہے اس کے لیے ہم ایک کتاب انشاء اللہ لکھیں گے اور ہم اب نزول وحی اور رسالت کے واقعات کو بیان کرتے ہیں۔

نزول وحی

سب سے پہلے کب اور کس بات میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اس کے متعلق جو اخبار ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے بعض ہم بیان کر چکے ہیں اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ابتداءً کس طرح جبرئیل علیہ السلام اپنے رب کا پیام لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا رویائے صادقہ سے ہوئی جو آپ کو صبح روشن کی طرح نظر آتے تھے اس کے بعد آپ کے دل میں عزلت اور تنہائی کی رغبت ڈال دی گئی۔ چنانچہ آپ غار حرا میں جا کر کئی کئی راتیں بغیر گھر آئے مسلسل عبادت میں بسر کرنے لگے پھر گھر آ کر اتنی ہی مدت کے لیے جو آپ کو وہاں بسر کرنا ہوتی آپ توشہ لے جاتے۔

پہلی آیت:

یہاں تک کہ دفعۃً روح القدس آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد! تم اللہ کے رسول ہو حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس وقت کھڑا ہوا تھا گھٹنے کے بل بیٹھ گیا اور پھر وہاں سے خوف سے لرزہ براندام گھر لوٹ کر آیا خدیجہ کے پاس آیا۔ ان سے کہا مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ۔ جب یہ حالت جاتی رہی پھر روح القدس میرے پاس آئے اور کہا اے محمد! تم اللہ کے رسول ہو۔ اب تو خوف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ پہاڑ کی بلندی سے گر کر میں خودکشی کر لوں مگر جب میں نے یہ قصد کیا انہوں نے نمودار ہو کر مجھے اس بات سے روک دیا اور کہا اے محمد! میں جبرئیل ہوں اور تم اللہ کے رسول ہو۔ پھر کہا پڑھو میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ پھر انہوں نے مجھے پکڑ کر تین مرتبہ اس زور سے دبوچا کہ میرے جسم کی طاقت سلب ہو گئی اور پھر کہا

﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴾ "پڑھو اپنے رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے"۔

میں نے پڑھ دیا۔ میں خدیجہ کے پاس آیا اور چونکہ مجھے اپنی جان کا خوف ہو گیا تھا میں نے ان سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ تو نہایت خوش خبری ہے اللہ مبارک کرے۔ بخدا اللہ تم کو کبھی رسوا ہونے نہ دے گا۔ تم صلہ رحمی کرتے ہو صادق القول ہو امین ہو آڑے وقت لوگوں کے کام آتے ہو مہمان نواز ہو اور مصائب و حوادث پر صبر کرتے ہو۔

ورقہ بن نوفل کی پیشین گوئی:

اس کے بعد وہ مجھے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں اور ان سے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کیا گزری؟ میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا یہ وہ روح القدس ہیں جو موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر نازل ہوتے تھے۔ کاش میں اس میں شرکت کر سکتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ تمہاری قوم تم کو خارج البلد کرے گی۔ میں نے پوچھا کیا وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے۔ اس نے کہا ضرور کیونکہ جس کسی پر اللہ نے وہ سعادت رسالت نازل کی جو تم پر نازل ہوئی ہے لوگ ہمیشہ اس کے دشمن ہوئے ہیں تاہم اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور تمہاری پوری مدد کروں گا۔ پھر "اقرا" کے بعد سب سے پہلے قرآن کا یہ حصہ مجھ پر نازل ہوا۔

ہیں: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ① يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ ② وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ③

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ایک دوسرے سلسلے سے بھی منقول ہے مگر اس میں حدیث کا یہ آخری حصہ کہ پھر قرآن کا یہ حصہ نازل ہوا آخر حدیث تک نقل نہیں ہوا ہے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو دبوچا اور کہا پڑھو آپ نے فرمایا میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ دوبارہ جبرئیل نے حضرت کو دبوچا اور کہا پڑھو آپ نے کہا میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ پھر جبرئیل نے تیسری بار دبوچا، پھر کہا پڑھو آپ نے کہا کیا پڑھوں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ④ یہاں تک کہ وہ اس آیت پر پہنچ گئے عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ⑤ رسول اللہ ﷺ سیدھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ آپ نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا آپ خوش ہوں تمہارا رب ہرگز تمہارے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرے گا تم نے کبھی کوئی برائی نہیں کی ہے۔ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ان کو پورا واقعہ سنایا۔ انھوں نے کہا اگر تم اپنے بیان میں سچی ہو تو یقیناً تمہارے شوہر نبی ہیں ان کو اپنی قوم سے تکلیف پہنچے گی۔ اگر میں نے ان کا زمانہ نبوت پایا تو میں ضرور ان پر ایمان لے آؤں گا۔ اس واقعہ کے بعد ایک طویل مدت تک حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے رب نے تم کو ترک کر دیا (آپ سے ناراضگی اختیار کی)۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی: وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ۔

عبید بن عمیر کی روایت:

وہب بن کیسان آل زبیر کے مولیٰ راوی ہیں کہ میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انھوں نے عبید بن عمیر بن قتادہ اللیثی سے کہا عبید ہم سے بیان کرو کہ ابتدا کس طرح ہوئی جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت میں نبوت کا آغاز ہوا۔ عبید نے میری موجودگی میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے حاضرین کے لیے اس طرح بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال ایک ماہ حرا میں جا کر بسر کرتے تھے۔ قریش زمانہ جاہلیت میں اسی طرح عبادت کے لیے اعتکاف کیا کرتے تھے۔ جس مہینے آپ حرا میں بسر کرتے تھے وہاں جو مسکین آتے آپ ان کو کھانا کھلاتے اور اعتکاف پورا کر کے جب واپس آتے تو کعبہ

---

① ن قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھتے ہیں کہ آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں۔ اور بے شک آپ کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں اور بے شک آپ اخلاق کے بڑے درجہ پر ہیں سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے۔

② اے چادر اوڑھ کر لیٹنے والے! اٹھو اور ڈراؤ۔

③ قسم ہے وقت چاشت کی اور رات کی جب کہ وہ پوری طرح چھا جائے۔

④ پڑھ اپنے رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے پیدا کیا۔

⑤ جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

سے کہ اپنے گھر آ گئیں۔ آپ ہر سال ایک ماہ حرا میں اعتکاف کرتے۔ واپسی پر کعبہ کا طواف کرتے اور پھر اپنے گھر آتے۔ اسی طرح جب آپ کی بعثت کے سال کو وہ رمضان کا مہینہ آیا جس میں اللہ نے آپ کو رسالت و نبوت عطا کی آپ حسب عادت حرا کو عبادت کے لیے مع اہل و عیال تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ کے متعلقین بھی ہمراہ تھے۔ جب وہ رات آئی جس میں اللہ نے اپنا پیام آپ کو بھیج کر آپ کی عزت افزائی کی اور اس طرح اپنے تمام بندوں پر رحم فرمایا۔ شب کے آخر حصہ میں جبرئیل آپ کے پاس آئے اس کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا کہ جبرئیل میرے پاس دیباج کا ایک پارچہ جس پر کچھ لکھا ہوا تھا لے کر آئے اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ انھوں نے مجھے اس طرح دبوچا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ موت آ گئی۔ اب انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا کیا پڑھوں؟ اور یہ بھی میں نے ان سے جان چھڑانے کے لیے کہا تھا کہ پھر وہ مجھے نہ دبوچیں۔ انھوں نے کہا پڑھو: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ سے اللہ کے قول: عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تک اسے میں نے پڑھا۔ پھر جبرئیل اس پر ٹھہر گئے اور چلے گئے۔

خودکشی کا ارادہ

میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ میرے قلب پر تحریر ثبت ہو گئی ہے۔ میں شاعر اور دیوانہ جیسے دو کو دنیا میں سب سے زیادہ برا سمجھتا تھا اور ان کو دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ ابعد ضرور شاعر یا آسیب زدہ ہے مگر میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ قریش میرے متعلق اس کا چرچا کریں۔ میں پہاڑ کی کسی چوٹی پر چڑھ کر وہاں سے خودکشی کیے لیتا ہوں تا کہ اس رسوائی کے خیال سے اطمینان ہو۔ چنانچہ میں اس ارادے سے چلا پہاڑ کے وسط تک پہنچا تھا کہ میں نے آسمان سے یہ آواز آتے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے: اے محمد ﷺ تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل ہوں۔ میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا مجھے جبرئیل انسان کی شکل میں نظر آئے ان کے دونوں قدم آسمان کے افق تک پھیلے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے محمد! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل ہوں۔ میں ان کو دیکھنے کے لیے ٹھہر گیا۔ اس حیرت نے مجھے میرے ارادے سے اپنی طرف ایسا مشغول کیا کہ میں نہ آگے بڑھا نہ پیچھے ہٹا اسی جگہ ٹھہر گیا اور جبرئیل سے نظر ہٹا کر آسمان کے اور جانب کو دیکھنے لگا مگر جدھر میری نظر پڑتی تھی وہی سامنے تھے۔ میں یونہی نہ آگے بڑھا اور نہ پیچھے ہٹا اسی جگہ ٹھہرا رہا۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجہ ؓ

خدیجہ ؓ نے اپنے آدمی میری تلاش میں روانہ کیے وہ مکہ میں مجھے تلاش کر کے ان کے پاس آ گئے۔ میں اب تک اسی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ جب یہ کیفیت دور ہو گئی تو میں سامنے سے ہٹا اور میں بھی اپنے متعلقین کے پاس پلٹ کر آیا اور خدیجہ کے پاس آ کر ان کی ران سے بالکل چمٹ کر بیٹھ گیا۔ انھوں نے پوچھا ابو القاسم! کہاں تھے؟ میں نے تو تمہاری تلاش میں اپنے آدمی بھیجے تھے۔ وہ مکہ تک ہو آئے مگر تمہارا پتہ نہ لگا۔ میں نے ان سے کہا میں ضرور شاعر ہوں یا آسیب زدہ۔ خدیجہ ؓ نے کہا ابو القاسم! اللہ تم کو اس سے بچائے رکھے۔ میں جانتی ہوں کہ اللہ کبھی تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرے گا وہ خوب تمہاری راست بازی، دیانت، حسن اخلاق اور صلہ رحمی سے واقف ہے۔ ہوا کیا؟ کوئی چیز تم کو نظر آئی ہے۔ میں نے کہا ہاں اور پھر اپنا سارا ماجرا ان سے بیان کیا۔ خدیجہ ؓ نے کہا اے میرے چچا کے بیٹے! تم ثابت قدم رہو اور خوش ہو جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہ کی جان ہے مجھے توقع ہے کہ تم اس امت کے نبی ہو گے چنانچہ وہ کھڑی ہو گئیں۔ انھوں نے اپنے جسم پر اپنے کپڑے درست کیے اور ورقہ بن نوفل بن اسد اپنے چچازاد بھائی کے پاس گئیں یہ

ورقہ نصرانی ہو گیا تھا، اور اس نے ان کی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں اور تورات اور انجیل کے عالموں سے ان کے صحیفے سنے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے اس سے رسول اللہ ﷺ کا مشاہدہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا قدوس قدوس، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خدیجہ! اگر تم سچ کہتی ہو تو یہ وہی ناموس اکبر آئے ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آتے تھے محمد ﷺ کے پاس آئے ہیں اور وہ اس امت کے نبی ہیں۔ تم ان سے جا کر کہہ دو کہ وہ مطمئن رہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ورقہ کا قول بیان کیا اس سے آپ کو اس پریشانی سے جو آپ کو لاحق تھی کسی قدر اطمینان ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف کی مدت پوری کر کے مکان کو چلے تو پہلے کعبہ آئے اور اس کا طواف کیا۔ اس طواف کی حالت میں ورقہ بن نوفل سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا اے میرے بھتیجے! جو تم نے دیکھا اور سنا ہے مجھ سے بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ مشاہدہ ان کو سنایا، ورقہ نے آپ سے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس امت کے نبی ہو اور تمہارے پاس وہی ناموس اکبر آیا ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا تم ضرور جھٹلائے جاؤ گے، ستائے جاؤ گے اور نکالے جاؤ گے اور تم سے جنگ کی جائے گی، اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور اللہ کی ایسی مدد کروں گا جس سے وہ خود واقف ہیں۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا سر اپنے قریب کر کے اس کے اوپر بوسہ دیا، رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔ ورقہ کے قول سے آپ کے اطمینان میں زیادتی ہوئی اور جو پریشانی تھی اب کسی قدر اس میں کمی ہوئی۔

حضرت خدیجہؓ کی روایت

حضرت خدیجہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اطمینان قلب کے لیے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! جس نے اپنی نبوت سے آپ کو سرفراز فرمایا ہے۔ کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب فرشتہ تمہارے پاس آئے تو اس کی اطلاع مجھے کرو، انھوں نے فرمایا اچھا۔ میں نے کہا اب جب وہ آئے آپ مجھے ضرور خبر کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حسب دستور جبرئیلؑ رسول اللہ کے پاس آئے انھوں نے مجھ سے کہا خدیجہ! وہ آ گئے ہیں۔ میں نے کہا اچھا تو آپ ذرا میری بائیں ران پر بیٹھ جائیے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھ کر میری بائیں ران پر آ بیٹھے۔ میں نے کہا اب بھی آپ ان کو دیکھتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہاں! میں نے کہا اب آپ میری داہنی ران پر آ بیٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ بائیں ران سے اٹھ کر داہنی پر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا اب بھی وہ آپ کو نظر آتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اب آپ میری گود میں آ بیٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ میری گود میں بیٹھ گئے۔ میں نے کہا اب بھی وہ نظر آتے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں! اب میں نے سر سے دوپٹہ اتار کر الگ رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح میری گود میں تشریف رکھتے تھے۔ اب میں نے پوچھا کیا اب بھی وہ نظر آ رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اے میرے چچیرے بھائی! تم کو بشارت ہو تم بالکل مطمئن رہو، یقیناً یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہو سکتا۔

یہ حدیث جب عبداللہ بن حسن سے بیان کی گئی تو انھوں نے کہا کہ میں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے اس حدیث کو خدیجہؓ سے نقل کرتے ہوئے سنا ہے۔ مگر میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے کرتے کے بیچ میں لے لیا، اس وقت جبرئیل غائب ہو گئے۔ تب خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یہ یقیناً فرشتہ ہے وہ شیطان نہیں۔

قرآن کا جزو اول:

ابن ابی کثیر کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ سے پوچھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کون سا جزو نازل ہوا ہے؟ انھوں نے کہا یا ایہا المدثر۔ میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں سب سے پہلے اقرا باسم ربک نازل ہوا ہے۔ ابو سلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے

پوچھا تھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کون سا حصہ نازل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا یا ایہا المدثر۔ میں نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ اقرأ باسم ربک الذی خلق سب سے پہلے نازل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں تم سے صرف وہی کہوں گا جو خود رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا میں حرا میں اعتکاف کرتا تھا جب مدت ختم کر کے جب میں وہاں سے اتر رہا تھا تو مجھے ندا آئی۔ میں نے اپنے چاروں طرف نظر کی مگر مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے سر کے اوپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان عرش پر متمکن ہے۔ میں اس سے ڈر گیا۔ میں نے خدیجہ سے جا کر کہا مجھے لحاف اڑھاؤ۔ انہوں نے مجھے لحاف اڑھا دیا اور میرے سر پر پانی ڈالا۔ اس وقت مجھ پر یہ آیت یاایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر نازل کی گئی۔

ہشام بن محمد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ہفتہ اور اتوار کی شب میں جبرئیل رسول اللہ کے پاس آئے اس کے بعد پھر دوشنبہ کے دن اللہ عزوجل کا پیام لے کر آپ کی خدمت میں آئے۔ وضو کرایا، نماز سکھائی اور اقرأ باسم ربک الذی خلق پڑھایا۔ اس دوشنبہ کو جب وحی آپ کے پاس آئی ہے آپ پورے چالیس سال کے ہو گئے تھے۔

شق قلب کا واقعہ

ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کس طرح اور یقین ہونے تک سب سے پہلے پہل آپ کو کیسے علم ہوا کہ آپ نبی ہیں۔ فرمایا ابوذر میں بطحائے مکہ کی کسی جگہ تھا دو فرشتے میرے پاس آئے ایک زمین پر اتر گیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرا رہا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا ہاں یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا تو ان کو ایک آدمی سے وزن کرو۔ مجھے ایک شخص کے مقابلہ میں تولا گیا تو میں اس سے بھاری نکلا۔ پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ ان کو دس آدمیوں سے تولو۔ مجھے ان سے تولا گیا تو میں ان پر بھی بھاری ہوا۔ پھر اس نے کہا سو سے تولو، مجھے سو سے تولا گیا۔ میں ان سے بھی بھاری ہوا۔ پھر اس نے کہا ہزار سے تولو۔ مجھے ہزار سے تولا گیا میں ان سے بھی بھاری نکلا۔ اب وہ فرشتے ترازو کے دوسرے پلڑے پر میرے مقابلہ میں وزن بڑھاتے رہے، آخر تھک گئے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا اگر تم ان کو ان کی تمام امت کے مقابلہ میں بھی رکھ کر تولو گے تو انہیں کا وزن زیادہ ہوگا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا پیٹ چاک کرو۔ اس نے میرا پیٹ چاک کیا۔ دوسرے نے کہا ان کا قلب نکالو، یہ کہہ کر قلب شق کیا۔ اس نے میرا قلب چیر کر اس میں سے کل خطرات شیطانی اور خون کے لوتھڑے کو نکال کر پھینک دیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کے پیٹ کو اس طرح دھوؤ جس طرح برتن دھویا جاتا ہے اور ان کے قلب کو بھی اس طرح دھو ڈالو۔ پھر کہا کہ ان کے قلب کو اس طرح دھوؤ جس طرح کپڑا دھویا جاتا ہے۔ پھر اس نے ایک چیز سکینت جو سفید بلی کے چہرے کے مشابہ تھی وہ میرے قلب میں داخل کر دی۔ پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا پیٹ سی دو، اس نے سی دیا، کہا کہ ان کے بیچ میں مہر نبوت کر دو۔ ان دونوں نے میرے پیٹ پر نشان ڈالا، یہ اور مہر کو میرے دونوں شانوں کے درمیان کر دیا۔ اس کے بعد وہ میرے سامنے سے چلے گئے۔ یہ واقعہ مجھے اس طرح یاد ہے کہ گویا اب میری نظروں کے سامنے ہے۔

انقطاع وحی کا واقعہ

زہری سے مروی ہے کہ جب ایک عرصہ تک رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوئی تو آپ بہت ہی غمزدہ ہو گئے۔ آپ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جاتے تھے کہ خود کشی کر لیں۔ اس نیت سے جب کبھی آپ کسی چوٹی پر چڑھتے جبرئیل نمودار ہو کر کہتے آپ اللہ کے نبی ہیں اس سے آپ کو اطمینان ہو جاتا۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن اسی ارادے سے چلا جا رہا

کہ میں نے اس فرشتے کو جو حرا میں میرے پاس آتا تھا دیکھا کہ وہ آسمان و زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن ہے۔ اسے دیکھ کر میں خوف کی وجہ سے گھبرا گیا۔ خدیجہؓ کے پاس واپس آیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اڑھا دو۔ چنانچہ وہ اوڑھا دی گئی۔ تب اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی: یا ایھا المدثر قم فانذر۔ و ربک فکبر و ثیابک فطھر زہری کہتا ہے کہ سب سے پہلے اقرا باسم ربک الذی خلق۔ ما لم یعلم تک آپ پر نازل ہوئی۔

جابر بن عبداللہ کی روایت:

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انقطاع وحی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن میں چلا جا رہا تھا۔ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا کرتا تھا آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن نظر آیا۔ میں اس سے سہم گیا اور گھر آ کر میں نے کہا مجھے لحاف اڑھاؤ، کمبل اوڑھاؤ۔ لحاف اڑھا دیا۔ تب اللہ عزوجل نے یہ سورۃ یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر سے اپنے قول و الرجز فاھجر تک نازل فرمائی۔ پھر متواتر وحی آنے لگی۔

پہلی مسلمان خاتون:

پھر جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو اپنے رب کے اس انکار کی وجہ سے جس میں وہ مدت سے مبتلا چلے آتے تھے اور اپنے خالق اور رازق کی عبادت چھوڑ کر دوسرے معبودوں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور متنبہ کرنے کے لیے کھڑے ہوں اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار و اعلان کریں۔ اللہ نے فرمایا و اما بنعمۃ ربک فحدث یہاں نعمت سے مراد ابن اسحٰق کے قول کے مطابق کرامت اور فضیلت نبوت ہے فحدث کے معنی یہ ہیں کہ اس کو بیان کرو اور اس کی دعوت دو۔ اس حکم کے مطابق اب آپ خفیہ طور پر صرف ان گھر والوں سے جن کے متعلق آپ کو اطمینان تھا اس احسان و انعام کا جو اللہ نے آپ پر اور آپ کے ذریعہ اپنے بندوں پر آپ کو نبوت دے کر کیا تھا ذکر کرنے لگے۔ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے آپ کی بیوی خدیجہؓ نے آپ کی تصدیق کی وہ آپ پر ایمان لائیں اور مسلمان ہو گئیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس بات پر تمام ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلی مسلمان جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول کی وہ خدیجہ بنت خویلد تھیں۔

نماز:

ابو جعفر کہتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور بتوں اور بت پرستی سے قطعی اظہار بے تعلقی کے بعد اللہ عزوجل نے فرائض اسلام میں سب سے پہلے نماز کو فرض کیا۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ پر نماز فرض کی گئی جبرئیل آپ کے پاس آئے اس وقت آپ مکہ کی بلندی پر تھے وہ اشارے سے آپ کو وادی کی ایک سمت میں لے گئے اس سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ حضرت جبرئیل نے وضو کیا تاکہ وہ بتا دیں کہ نماز کے لیے اس طرح طہارت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے رہے۔ ان کے بعد اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا۔ پھر جبرئیل نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی آپ نے اقتدا کی۔ جبرئیل چلے گئے۔ آپ خدیجہؓ کے پاس گئے اور جس طرح آپ نے حضرت جبرئیل کو وضو کرتے دیکھا تھا اسی طرح آپ نے خدیجہؓ کو بتانے کے لیے کہ نماز کے لیے طہارت اس طرح ہوتی ہے ان کے سامنے وضو کیا۔ اس کے بعد جس طرح جبرئیل نے آپ کو نماز پڑھائی تھی آپ نے خدیجہؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور انہوں نے آپ کی اقتدا کی۔

معراج

[illegible]

انبیاء کرام سے ملاقات

[illegible]

سدرۃ المنتہیٰ

[illegible]

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

[illegible]

پہلے مسلمان مرد

[illegible] علی بن ابی طالب [illegible] سب سے پہلے [illegible]

اختلاف:

[illegible] سے مروی ہے [illegible] سب سے پہلے [illegible] سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت

[illegible] سے مروی ہے [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں [illegible] جھوٹا اور مفتری ہوگا [illegible] قبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

عفیف کی روایت:

عفیف سے مروی ہے [illegible] جاہلیت میں ایک مرتبہ [illegible] مکہ آیا اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ہوا۔ جب

آفتاب طلوع ہو کر آسمان پر پھیل گیا تو میں نے کعبہ کی طرف دیکھا تو ایک جوان شخص آیا اور اس نے آسمان کو دیکھا پھر کعبہ کی سمت منہ کر کے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر میں ایک لڑکا آیا اور اس کی داہنی سمت آ کر کھڑا ہوا اس کے بعد ایک عورت آ کر ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس جوان نے رکوع کیا۔ اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جوان نے سر اٹھایا ان دونوں نے بھی سر اٹھایا پھر وہ سجدے میں گیا وہ دونوں بھی سجدے میں گئے۔ میں نے عباس سے کہا کہ یہ تو بڑی اہم بات ہے کیا ایسا ہو رہا ہے انھوں نے کہا بے شک، جانتے ہو یہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے۔ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کا رب جو آسمان کا رب ہے اس بات کا حکم کرتا ہے جو تم ان کو کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو اور اسی نے حکم دیا ہے۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے۔

یحییٰ راوی دوسرے سلسلے سے بیان کرتا ہے کہ میں تجارت کرتا تھا حج کے موسم میں مکہ آیا اور عباس کے پاس آیا۔ ہم ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نماز کے لیے برآمد ہوا اور کعبے کے سامنے کھڑا ہوا اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی پھر ایک لڑکا آیا اور وہ بھی کھڑے ہو کر اس کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ کیا مذہب ہے میں تو اس سے ناواقف ہوں۔ انھوں نے کہا یہ محمد بن عبداللہ ہے۔ یہ دعویٰ ہے کہ خدا نے اس کو مذہب کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور رسالت دی ہے اور عنقریب کسریٰ اور قیصر کے خزانے اس کے ہاتھ آ جائیں گے۔ یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے جو اس پر ایمان لے آئی ہے۔ راوی نے کہا کاش میں بھی اسی دن ایمان لے آیا ہوتا تو ایمان لانے والوں میں تیسرا ہوتا۔

حضرت محمد ﷺ و علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نماز:

یحییٰ راوی دوسرے سلسلے سے بیان کرتا ہے کہ عباس بن عبدالمطلب میرے دوست تھے یمن سے عطر خرید کر لاتے اور موسم حج میں اسے بیچتے۔ ہم ان کے پاس منیٰ میں تھے ایک شخص جوان ان کے پاس آیا اس نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا ایک عورت آئی وہ بھی وضو کر کے اس کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی۔ پھر ایک لڑکا جو قریب البلوغ تھا آیا اور وضو کر کے اس کے پہلو میں نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ میں نے عباس سے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ انھوں نے کہا یہ میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے اور یہ میرا بھتیجا علی بن ابی طالب ہے یہ اس کے دین میں اس کا پیرو ہو گیا ہے اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے یہ بھی اس کے دین کی پیرو ہو گئی ہے۔

یہ حدیث سن کر وہی عفیف کہتے تھے کہ اس کے بعد جب وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام اس کے قلب میں راسخ ہو چکا تھا کاش میں چوتھا ہوتا۔

مردوں میں سب سے پہلے علی بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے۔ ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کی رسالت کی تصدیق کی۔ اس وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ اس کے علاوہ اللہ کا ان پر یہ انعام بھی تھا کہ وہ اسلام سے پہلے بھی رسول اللہ ﷺ کے آغوش تربیت میں تھے۔

مجاہد بن جبیر کی روایت:

ابوالحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب کو اللہ نے یہ نعمت اور شرف عطا کیا کہ ایک مرتبہ قریش سخت قحط میں

[illegible] ابوطالب کثیر العیال ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباسؓ سے جو بنو ہاشم میں سب سے زیادہ خوشحال تھے کہا آپ کے بھائی ابوطالب کثیر العیال ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ کس مصیبت میں ہیں آیئے ہم ساتھ چلیں تاکہ ہم ان کے عیال میں کمی کر دیں۔ ان کے بیٹوں میں سے ایک کو میں لے لیتا ہوں اور ایک کو آپ لے لیں۔ عباسؓ نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ وہ دونوں چلے اور ابوطالب کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ [illegible] لوگوں کی یہ حالت ختم ہو جائے جس حال میں ہیں۔ ابوطالب نے کہا اگر عقیل کو میرے لیے چھوڑ دو تو تم جو چاہو کرو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کو لے لیا اور اپنے ساتھ ملا لیا اور عباسؓ نے جعفرؓ کو لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہونے تک علیؓ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے [illegible] آپ کی پیروی کی اور آپ کی تصدیق کی اور جعفرؓ ہمیشہ عباسؓ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گئے اور ان سے بے نیاز ہو گئے۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت علیؓ کی نماز

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ چچا ابوطالب اور دوسرے چچاؤں اور قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں چلے جاتے تھے اور علیؓ بھی آپ کے ساتھ جاتے تھے اور دونوں نماز پڑھتے اور شام کو واپس آ جاتے۔ ایک مدت تک یہ دستور رہا۔ پھر ایک مرتبہ اتفاقاً ابوطالب نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے میرے بھتیجے یہ کیا دین ہے جس کی تم پیروی کر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا چچا یہ اللہ کا دین ہے اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور ہمارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے [illegible] اللہ نے مجھے بندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ میں آپ کی خیر خواہی کروں اور ہدایت کی طرف دعوت دوں اور آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ میری دعوت قبول کریں اور اس بارے میں میری مدد کریں۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے میں اپنے باپ دادا کے دین سے علیحدگی نہیں کر سکتا [illegible] لیکن اللہ کی قسم جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کوئی ناگوار بات نہیں پہنچے گی۔ بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابوطالب نے اپنے بیٹے علیؓ سے کہا بیٹا یہ کیا دین ہے جس پر تم عمل پیرا ہو انہوں نے کہا ابا جان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور ان کی تصدیق کی ہے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ کہتے ہیں کہ ابوطالب نے ان سے کہا بے شک وہ تم کو سوائے خیر کے کسی بات کی دعوت نہیں دے گا تم ان کے ساتھ رہو۔

یہ بھی روایت ہے کہ علیؓ [illegible] جب وہ اسلام لائے تھے۔ واقدی کہتا ہے کہ ہمارے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ [illegible] حضرت علیؓ [illegible] ہجرت سے پہلے [illegible]۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق روایات

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے ہیں۔ ان کے قول کی بنیاد یہ روایت ہے جو شعبیؒ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا سب سے پہلے مسلمان کون ہے؟ انہوں نے کہا کیا تم نے حسان بن ثابت کے یہ اشعار نہیں سنے۔

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقۃ   فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا

ترجمہ: جب تم کسی قابل اعتماد شخص کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکرؓ اور ان کے کارناموں کو بھی یاد کرو۔

خیر البریة أتقاها وأعدلها بعد النبی وأوفاها بما حملا

ترجمہ: "نبی کے بعد وہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ عادل اور اپنے ذمہ کی امانت کو سب سے زیادہ ادا کرنے والے تھے۔"

والثانی التالی المحمود مشهده وأول الناس منهم صدق الرسلا

ترجمہ: "وہ دوسرے ہیں جو ثانی ہیں جن کی حاضری قابل تعریف ہے اور یہی پہلے آدمی ہیں جنہوں نے رسول ﷺ کی تصدیق کی۔"

عمرو بن عبسہ کی روایت

ابن عباس کہتے ہیں اور سلسلوں سے مروی ہے کہ عمرو بن عبسہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عکاظ میں قیام پذیر تھے میں ان کے پاس آیا اور میں نے پوچھا کہ آپ کی اس دعوت میں آپ کی اتباع کس نے کی ہے؟ آپ نے فرمایا دو شخص ہیں ان میں ایک آزاد ہے اور دوسرا غلام، ابو بکرؓ اور بلالؓ۔ میں اسی وقت اسلام لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اسلام کا چوتھا شخص ہوا ہے۔

ابو ذر اور ابن عبسہ دونوں اس بات کے مدعی تھے کہ ہم دونوں سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں چوتھے ہیں۔ ان سے پہلے صرف نبی ﷺ، ابو بکرؓ اور بلالؓ مسلمان تھے۔ وہ دونوں اس بات سے ناواقف تھے کہ ان میں کون کب اسلام لایا ہے۔

ابراہیم النخعی کی روایت

ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابو بکرؓ اسلام لائے۔ دوسرے طریقے سے اسی راوی ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابو بکرؓ اسلام لائے۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ سے پہلے ایک جماعت مسلمان ہو چکی ہے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کیا ابو بکرؓ تم سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں ان سے پچاس سے زیادہ اصحاب اسلام لا چکے تھے مگر وہ اپنے اسلام میں سب سے افضل ثابت ہوئے۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے غلام زید بن حارثہؓ آپ پر ایمان لائے۔ آپ کے [illegible] زہری کے متعلق زہری سے جب دریافت کیا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا ہے؟ انہوں نے کہا عورتوں میں خدیجہؓ اور مردوں میں زید بن حارثہؓ۔

سلیمان بن یسار کی روایت

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زید بن حارثہؓ اسلام لائے۔ عمران بن ابی انس سے بھی یہی مروی ہے۔ عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زید بن حارثہؓ اسلام لائے۔ اس سلسلہ میں ابن اسحاق کا دوسرا بیان یہ ہے کہ علیؓ کے بعد زید بن حارثہؓ رسول اللہ ﷺ کے غلام اسلام لائے۔ علی بن ابی طالبؓ کے بعد یہ پہلے مرد ہیں جو اسلام لائے اور نماز پڑھی۔ ان کے بعد ابو بکر صدیق ابن ابی قحافہؓ اسلام لائے۔ مسلمان ہوتے ہی انہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور علانیہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے لگے۔

ابو بکرؓ اپنی قوم میں محبوب اور پسندیدہ شخص تھے۔ نرم مزاج تھے۔ قریش میں سب سے زیادہ نسب دان تھے اور ان کے نسب اور ان کی برائی بھلائی سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ تجارت کرتے تھے۔ با اخلاق اور مشہور آدمی تھے۔ ان کی قوم کے لوگ ان کے علم

تجارت اور حسن سیرت کی وجہ سے ان کے پاس آیا کرتے تھے اور ان سے الفت رکھتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد انھوں نے اپنی قوم والوں کو جن پر ان کا اعتماد تھا اور جو ان کے پاس آ کر شریک مجلس ہوتے تھے اسلام کی دعوت دینی شروع کی چنانچہ جیسا کہ مجھے روایت پہنچی ہے عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور جب انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت قبول کر لی وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور یہ باقاعدہ اسلام لے آئے اور نماز پڑھی۔ یہ آٹھ آدمی وہ ہیں جو اوّل اوّل اسلام لانے کے لیے بڑھے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور جو پیام اللہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ لائے تھے اس پر ایمان لائے۔ اس کے بعد پھر متواتر بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے ان میں مرد اور عورت دونوں شریک تھے۔ ہوتے ہوتے اسلام کا چرچا تمام مکہ میں ہو گیا اور لوگ اس کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔

ابن سعد کی روایت:

واقدی، ابن سعد کے حوالے سے کہتا ہے کہ ہماری تمام جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل قبلہ میں سب سے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں ان کے بعد ان تین صاحبوں ابوبکر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ہم ارباب سیر و تاریخ میں اختلاف رائے ہے کہ ان میں پہلے کون اسلام لایا۔

واقدی کہتا ہے کہ ان کے ساتھ خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اسلام لائے وہ پانچویں مسلمان تھے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ راویوں نے کہا ہے کہ یہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔ عمرو بن عبسہ سلمی اسلام لائے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں ان سب اصحاب کے متعلق بہت سی روایتیں آئی ہیں کہ کون کس مرتبہ پر اسلام لایا ہے اور ان سب کے متعلق اختلاف رائے ہے۔

ابوالاسود محمد بن عبدالرحمن بن نوفل کہتا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام لائے اس طرح وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔

ابن اسحاق کی روایت:

ابن اسحاق نے یہ بیان کیا ہے کہ خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی ہمینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ جو خزاعہ سے تھیں ان ابتدائی مسلمانوں کے بعد جن کے نام ہم اوپر لکھ آئے ہیں ایک بڑی جماعت کے اسلام لانے کے بعد اسلام لائے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے بعثت کے تین سال بعد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ جو پیام ہم نے ان کو دیا ہے اب وہ علانیہ طور پر بیان کریں اور ہماری طرف لوگوں کو دعوت دیں چنانچہ اس کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ (جو تم کو حکم دیا جاتا ہے اسے بیان کرو اور مشرکین سے منہ پھیر لو) اس اعلان دعوت کے حکم سے پہلے اور بعثت کے بعد رسول اللہ ﷺ تین سال تک اپنی دعوت و تبلیغ کو چھپائے ہوئے تھے۔ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ﴾

”اپنے قریب کے خاندان والوں کو ڈراؤ۔ اور اپنے پیرو مومنین کے لیے اپنا بازو جھکاؤ اور اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں تو کہہ دو میں تمہارے افعال سے بالکل بری الذمہ ہوں“

حضرت سعد کی لڑائی:

ان دنوں میں اصحاب رسول اللہ ﷺ پہلے تو چھپ چھپ کر پہاڑ کی گھاٹیوں اور غاروں میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سعد بن ابی وقاص چند اور صحابہ کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی حالت میں مشرکین نمودار ہوئے۔ انہوں نے صحابہ سے جھگڑا کیا اور ان کی نماز کو برا کہا۔ جس پر زبانی باتوں سے نوبت بڑھی تا آنکہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑائی پہنچ گئی اور جنگ ہونے لگی۔ سعد بن ابی وقاص نے اس وقت ایک مشرک کو اونٹ کے جبڑے سے ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ لہو لہان ہو گیا۔ اسلام میں سب سے پہلا یہی خون بہایا گیا۔

اعلان حق:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قریش کو آواز دی۔ وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس کی اطلاع کر دوں کہ صبح و شام کوئی قوم تم پر غارت گری کرنے والی ہے کیا تم مجھے سچا سمجھو گے۔ انہوں نے کہا بے شک ہم تم کو سچا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید (تو میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں) اس پر ابولہب نے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا اسی لیے تو نے ہمیں بلایا اور جمع کیا تھا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ سورہ تبت یدا ابی لہب و تب نازل فرمائی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ آہستہ سے نکل کر کوہ صفا پر چڑھے اور وہاں سے بآواز بلند پکارا کہ میرے پاس آؤ۔ لوگوں نے باہم پوچھا کہ کون پکار رہا ہے کہا گیا محمد۔ آپ نے نام لے کر کہا: اے فلاں کی اولاد، اے عبدالمطلب کی اولاد، اے عبد مناف کی اولاد میرے پاس آؤ جب سب آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں بہت سے سوار تم پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ ہیں تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے کہا آج تک ہم کو اس سے واقف نہیں ہوئے کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ اب آپ نے فرمایا: "فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید" ابولہب نے کہا تو ہلاک ہووے کیا اسی لیے تو نے ہم کو بلایا ہے۔ یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور تب یہ سورۃ نازل ہوئی "تبت یدا ابی لہب و تب"۔

بنو عبدالمطلب کو دعوت اسلام:

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی آپ نے مجھے بلایا اور کہا علی! خداوند تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی کنبے والوں کو عذاب سے ڈراؤں مگر میں اپنے کو اس سے عہدہ برآ ہونے میں مجبور پاتا ہوں۔ کیونکہ جب میں ان کو اپنی دعوت دوں گا وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے۔ اسی خوف سے میں اس حکم کی بجا آوری میں خاموش تھا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ محمد! اگر تم اللہ کے اس حکم کی بجا آوری میں تامل کرو گے تو تمہارا رب تم کو عذاب دے گا اس لیے تم ایک صاع غلہ کا کھانا تیار کرو۔ اس پر بکری کی ایک ران کا گوشت رکھ دو اور ایک بڑا برتن دودھ سے بھر کر رکھ لو۔ اس کے بعد تم بنو عبدالمطلب کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ میں ان سے گفتگو کروں اور جو مجھے حکم ہوا ہے وہ ان تک پہنچا دوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی فرمائش پوری کر دی اور پھر تمام بنو عبدالمطلب کو جو اس زمانے میں کم و بیش چالیس مرد تھے آپ کے پاس بلا لایا۔ ان میں آپ کے چچا ابوطالب، حمزہ، عباس اور ابولہب بھی تھے۔ سب کے جمع ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کھانے کے لانے کو کہا جو میں نے آپ کے لیے تیار کیا تھا۔ میں نے اسے لا کر رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اپنے دانتوں

سے چیرا اور پھر اسے قربان کے کناروں پر رکھ دیا اور سب سے کہا بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیجئے۔ تمام جماعت نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا' مجھے صرف ان کے ہاتھ چلتے دکھائی دیتے تھے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں علی کی جان ہے کہ جتنا کھانا میں نے ان کے لیے تیار کیا تھا ان میں سے ہر شخص اس تمام کو کھا جاتا۔ کھانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سب کو دودھ پلاؤ۔ میں نے وہ کٹورا لا کر ان کو دیا۔ اسے پی کر وہ سب سیر ہو گئے۔ حالانکہ بخدا وہ صرف اتنا تھا کہ ان میں کا ہر شخص اسے پی جاتا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ ان سے گفتگو کریں۔ مگر آپ کے بولنے سے پہلے ابولہب نے کہا کہ "عرصے سے یہ تم پر جادو کر رہا ہے" یہ سن کر تمام جماعت اٹھ کھڑی ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ مجھ سے کہا علی! تم نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے آج بات کرنے کا موقع نہیں دیا اور سب لوگ چلے گئے۔ کل پھر اسی قدر کھانے کا انتظام کرو اور ان سب کو پھر سے بلا لاؤ۔

بنو عبدالمطلب کو مکرر دعوت اسلام:

حسب الحکم دوسرے دن پھر میں نے اسی قدر کھانے اور دودھ کا انتظام کر کے سب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جمع ہونے کی دعوت دی جب وہ آ گئے آپ نے کل کی طرح مجھے کھانا لانے کا حکم دیا۔ میں کھانا لایا آپ نے آج بھی وہی کیا جو کل کیا تھا اس کی برکت سے سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا کہ ان کو دودھ پلاؤ' میں اس کٹورے کو لے آیا اس سے وہ سب سیر ہو گئے۔ اس سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب! میں نہیں جانتا کہ کوئی عرب مجھ سے پہلے اس سے بہتر کوئی نعمت تمہارے پاس لایا ہو' اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس بھلائی کی دعوت دوں تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا بوجھ بٹانے کے لیے آمادہ ہوتا ہے تاکہ وہ میرا بھائی بنے' میرا وصی ہو اور تم میں میرا جانشین ہو۔ اس بات میں سب کے سب ساکت و صامت رہے کسی نے حامی نہیں بھری۔ البتہ میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے کم عمر تھا سب سے زیادہ چندھی آنکھیں تھیں پیٹ بڑا تھا اور پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں اے اللہ کے نبی میں تمہارا وزیر بنتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گردن تھام کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم اس کی بات سنو اور جو کہے اسے بجا لاؤ۔

اس پر ساری جماعت ہنسنے لگی اور انھوں نے ابوطالب سے کہا تم کو حکم ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی اطاعت و فرماں برداری کرو۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا امیر المومنین آپ اپنے چچازاد بھائی کے اپنے چچا کی موجودگی میں کیونکر وارث ہوئے؟ انھوں نے کہا سنو تین مرتبہ اس پر تمام حاضرین گوش بر آواز ہو گئے کہ کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام بنو عبدالمطلب کو بلایا اور کھانے کی دعوت دی۔ آپ نے ان کے لیے صرف ایک مد کھانا پکوایا تھا تمام لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی وہ کھانا جوں کا توں باقی بچ گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب اللہ نے مجھے خاص طور پر تمہاری طرف اور عام طور پر تمام انسانوں کے لیے مبعوث فرمایا ہے اس معاملے کے متعلق جو کچھ ہے وہ تم نے مشاہدہ کر لیا۔ کون اس کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی دوست اور میرا وارث بنے۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہوا' میں اٹھ کر آپ کے پاس گیا حالانکہ میں سب سے کم عمر تھا۔ مجھ سے آپ نے کہا بیٹھو' اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا مگر ہر بار میں کھڑا ہو کر آپ کی طرف بڑھتا تھا۔ تیسری مرتبہ آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ اس طرح میں اپنے چچازاد بھائی کا وارث ہوا اور میرے چچا نہ ہوئے۔

اعلان تبلیغ:

حسن بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی آپ نے

ان کی مخالفت ترک کر دی۔ بنو عبدالمطلب اور بنو عبد مناف سے مخاطب ہو کر آپ نے قریش کے تمام قبائل اور خاندانوں کو نام بنام ڈرانا شروع کیا اور صاف صاف کہا کہ میں اللہ کی جانب سے بھیجا گیا ہوں اور ان کے کفر سے بیزاری ظاہر کی۔

عبدالرحمٰن بن القاسم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ جو پیام اللہ کی طرف سے ان کو ملا ہے اس کو واشگاف کر دیں، لوگوں کو اپنے حکم دیں اور اللہ کی طرف دعوت دیں۔ یہ حکم ہونے کے تین سال بعد تک آپ چھپ کر اپنی دعوت دیتے تھے اس کے بعد آپ کو علانیہ تبلیغ کا حکم ہوا۔

ابو طالب اور وفد قریش:

اسی راوی سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنی تبلیغ کا اعلان کیا اپنی قوم کو علانیہ دعوت دی صرف اس وقت ان لوگوں نے آپ سے علیحدگی نہیں کی اور نہ انہوں نے آپ کی تحریک کی تردید کی مگر جب آپ نے ان کے خداؤں کا ذکر کر کے ان کی برائی کی تو سب آپ سے متنفر ہو گئے اور مخالفت اور عداوت کے لیے آمادہ ہو گئے۔ البتہ ان میں سے جو اسلام لا چکے تھے ان کی تعداد بہت کم تھی اور انہوں نے اپنے کو چھپا رکھا تھا وہ ان ارادوں سے علیحدہ تھے۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے آپ کے چچا ابو طالب آپ کے لیے مہربان ہو گئے اور دشمن کے نرغے سے بچانے کے لیے آپ کی تائید کو کھڑے ہو گئے۔ مگر آپ ان کی خوشنودی سے قطع نظر کرتے ہوئے بے پروا ہو کر برابر اسی طرح اللہ کے حکم کا اعلان کرتے رہے۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ باوجود ان کی مخالفت اور ترک تعلق کے ان کے معبودوں کو برا کہنا نہیں چھوڑتے اور ابو طالب ان کے حمایتی بنے ہوئے ہیں اور ان کو قریش کے حوالے نہیں کرتے تو قریش کے لوگ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، اسود بن عبدالمطلب، ولید بن مغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ یا جو ان میں سے خود چل کر جا سکے ابو طالب کے پاس آئے اور کہا تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو برا کہا، ہمارے مذہب کی مذمت کی، ہم کو احمق بتایا اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیا۔ اب یا تو تم ان کو ان باتوں سے روک دو یا ان کی حمایت ترک کر دو کہ ہم ان سے نبٹ لیں۔ کیونکہ تمہارا مذہب بھی ہماری طرح ان کے مخالف ہے لہٰذا ہم تم کو بھی ان کی طرف سے مستغنی کر دیں گے۔ ابو طالب نے ان کو بہت نرم جواب دیا مگر ان سے گفتگو کی اور بہت اچھی طرح سے ان کو رخصت کر دیا۔ وہ پلٹ گئے اور آپ بدستور سابق اللہ کے حکم کی تبلیغ اور اس کی دعوت دیتے رہے۔

کفار مکہ کا دوسرا وفد:

رفتہ رفتہ رسول اللہ ﷺ اور قریش کے تعلقات بہت خراب ہو گئے انہوں نے آپ سے قطع تعلق کی اختیار کی اور آپ نے بھی ان سے جدا ہو گئے اور آخر یہ نوبت پہنچی کہ باہم دشمنی اور برائی سے ذکر کرنے لگے۔ آپ کی مخالفت کے لیے انہوں نے آپس میں مشورے کیے اور ایک دوسرے کو برانگیختہ کیا۔ اس کے بعد وہ پھر دوبارہ ابو طالب کے پاس آئے اور کہا اے ابو طالب! تمہارا سن، بزرگی اور شرافت کے ہمارے قلب میں تمہاری بڑی وقعت اور عزت ہے۔ ہم نے تم سے درخواست کی کہ تم اپنے بھتیجے کو ہماری مذمت اور شکایت سے روک دو مگر تم نے ایسا نہیں کیا۔ اب بخدا اس بات کو ہم کسی طرح برداشت نہیں کریں گے کہ وہ ہمارے آبا و اجداد کو گالیاں دے، ہم کو بے وقوف بتائے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا رہے۔ یا تو تم ان کو ان باتوں سے روک لو ورنہ اس معاملہ میں ہم ان کا اور تمہارا دونوں کا مقابلہ کریں گے جب تک ہم میں سے ایک فریق ہلاک نہ ہو جائے۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ اب ایک طرف ابو طالب پر اپنی قوم کی علیحدگی اور عداوت بہت گراں ہوئی مگر دوسری طرف ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں یا ان کی حمایت چھوڑ دیں۔

[illegible]

حضرت محمد ﷺ اور ابوطالب

[illegible]

ابوطالب کا قبول اسلام سے انکار

[illegible]

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

[illegible]

حضرت محمد ﷺ کا [illegible] سے خطاب

[illegible]

کہ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اور ایسا کرتا ہے اور یہ کہتا ہے تم اسے منع کر دو۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا آپ ان کے پاس تشریف لائے اندر آئے۔ قریش کے افراد اور ابوطالب کے درمیان ایک جگہ باقی تھی ابوجہل کو یہ ڈر ہوا کہ اگر یہ یہاں ابوطالب کے برابر بیٹھ گیا تو وہ اس کی طرف مائل اور اس پر مہربان ہو جائے گا وہ لپک کر خود اس جگہ جا بیٹھا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ ملی اور دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے! یہ جو تمہاری قوم والے شکایت کرتے ہیں کہ تم ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہو۔ اس پر قریش نے بھی دل کھول کر باتیں کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک بات مان لیں تمام عرب ان کے مطیع ہو جائیں گے اور عجم جزیہ دینے پر مجبور ہوں گے۔ سب گھبرائے کہا بتائیے کیا بات ہو گی کہ جس سے ہم کو یہ بات حاصل ہو۔ انہوں نے کہا تم ایک بات منوانا چاہتے ہو ہم دس کے لیے آمادہ ہیں مگر وہ بات تو بیان کرو کیا ہے۔ ابوطالب نے بھی کہا اے میرے بھتیجے وہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا "لا الہ الا اللہ" یہ سنتے ہی سب گھبرائے ہوئے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہتے جاتے تھے أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (اس نے تو بہت سے معبودوں کا ایک کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے) اللہ کے قول "لما یذوقوا عذاب" تک قرآن نازل ہوا۔ اس حدیث کے الفاظ طبری کے ایک راوی ابوکریب سے آئے ہیں۔

ابن اسحٰق کی روایت:

جب قریش نے ابوطالب سے رسول اللہ ﷺ کی شکایت کی اس نے آپ کو بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے تمہاری یہ شکایت کی ہے تم مجھ پر اور اپنے پر رحم کرو اور مجھ پر ایسی دشواری نہ ڈالو جس سے میں عہدہ برآ نہ ہو سکوں۔ اس بات سے رسول اللہ ﷺ کو گمان ہوا کہ شاید ان کے دل میں میری طرف سے کوئی بات بیٹھ گئی ہے اور یہ اب میری حمایت سے دست کش ہونے والے اور مجھے دشمنوں کے سپرد کرنے والے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں اور میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ آپ نے فرمایا چچا جان اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے سیدھے ہاتھ میں ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں بھی اس لیے رکھ دیں کہ میں اپنی دعوت سے باز آ جاؤں تو بھی نہ ہو گا اب یہ ہے کہ اللہ مجھے کامیاب کرے یا میں اس سعی میں ہلاک ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور رونے لگے اور اٹھ کر جانے لگے۔ ابوطالب نے ان کو آواز دی کہ میرے بھتیجے میرے پاس آؤ۔ آپ پلٹ آئے ابوطالب نے کہا جاؤ جو تمہارا جی چاہے کہو بخدا میں کبھی کسی کی وجہ سے تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔

حضرت محمد ﷺ کی حوالگی کا مطالبہ:

جب قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ ابوطالب نہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت سے باز آئیں گے اور نہ وہ ان کو حوالے کریں گے اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس معاملے میں ان سے قطع تعلق کر لیں اور دشمنی پر آمادہ ہیں۔ وہ عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر ان کے پاس آئے اور کہا ابوطالب یہ عمارہ بن الولید ہے یہ قریش کا سب سے زیادہ تنومند وجیہ اور خوبصورت جوان ہے اسے تم لو اس کی عقل اور طاقت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کو اپنا بیٹا بنا لو ہم یہ تم کو دیتے ہیں اور تم اپنے بھتیجے کو جس نے تمہارے اور تمہارے آباء کے مذہب کی مخالفت کی ہے اور تمہارے قومی شیرازے کو منتشر کر دیا ہے اور ان کو احمق ٹھہرایا ہے ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم اسے قتل کر دیں ایک آدمی کے بدلے میں آدمی موجود ہے۔

ابوطالب کا انکار:

ابوطالب نے کہا بخدا یہ برا سودا ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو تم اپنے بیٹے کو مجھے دیتے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر پالے

مجبور ہوں اپنے بیٹے کو تمہارے سپرد کر دوں تا کہ تم اسے قتل کر دو۔ یہ بڑی ذلت ہے۔ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا اے ابو طالب تمہاری قوم نے تمہارے مقابلے میں انصاف کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ تم کو اس حالت سے نجات دیں جسے تم برا سمجھتے ہو۔ میں تو اس حال میں تم کو معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کی کسی بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے۔ ابو طالب نے اس سے کہا انہوں نے ہرگز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے بلکہ تم میرا ساتھ چھوڑنے کو تیار ہو۔ مجھے چھوڑ دو اور ان سب کو میرے اوپر چڑھا لائے ہو اب جو جی چاہے کرو۔

کفار مکہ کا اسلام کے خلاف منصوبہ:

اس پر معاملے نے جھگڑے کی شکل اختیار کی اور لڑائی ٹھن گئی اور باہم دشمنی بڑھ گئی۔ پھر قریش نے مسلمانوں کے خلاف جنہوں نے ان کے قبائل میں سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا اور مسلمان ہو گئے تھے آپس میں معاہدہ کیا کہ ہر قبیلہ اپنے آدمی کو ستائے چنانچہ ایسا ہی عمل ہونے لگا۔ ہر قبیلے نے اپنے قبیلے کے مسلمانوں کو طرح طرح کے عذاب دینے اور ستانا شروع کیا تا کہ وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں۔ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت ان کے چچا ابو طالب کے ذریعے کر دی۔ جب ابو طالب نے دیکھا کہ قریش یہ حرکتیں کر رہے ہیں انہوں نے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کو جمع کر کے ان کی تقریر کی کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی مدافعت اور رفاقت کی دعوت دی چنانچہ اس دعوت کو قبول کر کے ابو لہب کے علاوہ وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی مدافعت اور رفاقت کے لئے ان کے پاس آ گئے۔ جب ابو طالب نے دیکھا کہ ان کی قوم دل و جان سے رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کے لیے آمادہ ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی ہو گئی ہے وہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے ان کی تعریف کی اور ان کی رائے کو رسول اللہ ﷺ کی موافقت میں زیادہ راسخ کرنے کے لیے ان پر رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور آپ کا مرتبہ واضح کرنے لگے۔ عروہ نے اس سلسلہ میں عبد الملک بن مروان کو لکھا تھا۔

مسلمانوں پر سختیاں:

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اس ہدایت اور نور کی طرف دعوت دی کہ جس کے لیے آپ مبعوث فرمائے گئے تو ابتداء میں وہ آپ سے کنارہ کش نہیں ہوئے بلکہ قریب تھا کہ آپ کی بات مان لیتے مگر جب آپ نے ان کے جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا اور قریش کی ایک جماعت جو صاحب املاک تھی طائف سے مکہ آئی تب انہوں نے آپ کی بات کو برا سمجھا اور آپ کے سخت مخالف ہو گئے اور انہوں نے اپنے تمام پیروؤں کو آپ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ اس طرح اکثر آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے البتہ صرف تھوڑے سے لوگ آپ کے ساتھ رہ گئے جن کو اللہ نے اسلام پر ثابت قدم رکھا۔ کچھ عرصہ اسی طرح گزرا پھر قریش کے رؤساء نے مشورہ کر کے اس بات کی تحریک کی کہ ان کے بیٹے بھائی یا قبیلے والوں میں سے جو مسلمان ہو گئے ہیں ان کو کسی نہ کسی طرح اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔

پہلی ہجرت:

پھر رسول اللہ ﷺ کے پیرو مسلمانوں پر بڑی تکلیف اور سخت آزمائش کا وقت تھا جو ان کے بہکانے میں آ گئے وہ مرتد ہو گئے اور جن کو اللہ نے اس فتنہ سے بچانا چاہا وہ بچ گئے۔ اسلام پر قائم رہے جب مسلمانوں کے ساتھ یہ شرارت کی گئی رسول اللہ ﷺ نے ان کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس وقت حبشہ کا بادشاہ نجاشی نہایت عادل اور نیک فرماں روا تھا۔ اس کی حکومت کی تعریف کی جاتی تھی اس سے پہلے سے حبشہ قریش کی تجارت گاہ تھا۔ جب یہ تجارت کی غرض سے وہاں جاتے تو وہاں خوب سامان تجارت پاتے اور امن پاتے اور تجارت میں فائدہ کماتے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ جانے کا حکم دیا تھا پھر جب مکہ میں مسلمانوں پر جبر

ہونے لگے اور رسول اللہ ﷺ کو خوف ہوا کہ یہ لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں تو آپ نے ان کو حبشہ چلے جانے کو کہا۔ وہاں کا بادشاہ نیک تھا۔ اس موقع پر چند مسلمان اپنے دین کی حفاظت کے لیے وہاں چلے گئے۔ کہا گیا ہے کہ آپ نے دوسرے اسلام لانے والوں کو قریش سے بچا کر انحراف اسلام سے بچانا چاہا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس پہلی ہجرت میں جو مسلمان ترک وطن کر کے حبشہ گئے تھے ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ گیارہ مرد تھے اور چار عورتیں تھیں۔

ہجرت حبشہ اولیٰ:

حارث بن فضیل سے مروی ہے کہ اس پہلی ہجرت میں جن مسلمانوں نے ہجرت کی ان میں گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں ان کے سوار اور پیدل حبشہ کے لیے نکلے ساحل پر پہنچے تو اسی ساعت میں دو تجارتی جہاز لنگر انداز ہوئے انہوں نے ان کو نصف دینار پر حبشہ لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے پانچویں سال رجب میں یہ واقعہ ہوا۔ اور جب ان مسلمانوں نے ہجرت کی تو قریش نے ساحل سمندر تک ان کا تعاقب کیا مگر ان کے آنے سے پہلے یہ لوگ جہازوں میں سوار ہو چکے تھے اس لیے وہ ان کو نہ پکڑ سکے۔ ان مسلمانوں نے بیان کیا ہے کہ ہم ہجرت کر کے حبشہ پہنچے وہاں بادشاہ نے ہم سے بہت اچھا سلوک کیا۔ ہم اپنے دین کے بارے میں مطمئن، آزاد اور امن میں رہے اللہ کی عبادت کرنے لگے کوئی ہم کو ستاتا نہ تھا۔

مہاجرین حبشہ کے اسمائے گرامی:

ان مہاجرین کے نام یہ ہیں۔ عثمان بن عفان ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں۔ زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔ عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ۔ ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بھی تھیں۔ عثمان بن مظعون الجمحی۔ عامر بن ربیعہ العنزی آل خطاب سے تھے جو قبیلہ عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بھی تھیں۔ ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ العامری۔ حاطب بن عمرو بن عبد شمس۔ سہیل بن بیضاء جو بنی حارث بن فہر سے تھے اور عبد اللہ بن مسعود بنو زہرہ کے حلیف۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان مسلمانوں کی تعداد جو ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے ان بچوں کے علاوہ جو ان کے ساتھ گئے تھے یا جو وہاں پیدا ہوئے بیاسی تھے۔ اگر عمار بن یاسر بھی ان میں تھے تو اس میں شک ہے۔

پہلی ہجرت کا سبب:

زہری عروہ بن الزبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ان کے صحابہ پر مصیبت اور تکلیف ہے اور خود آپ اللہ کی حفاظت اور اپنے چچا ابو طالب کی حمایت کی وجہ سے امن و عافیت میں ہیں اور آپ ان کی اس مصیبت میں کوئی مدد نہیں کر سکتے تو آپ نے ان سے کہا کہ بہتر ہو گا کہ تم حبشہ چلے جاؤ کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا وہاں تو صداقت کا راج ہے اور جب اللہ تمہاری اس مصیبت سے نجات کی کوئی صورت پیدا کر دے تو آ جانا۔ چنانچہ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ فتنہ کے خوف سے اور اپنے دین و ایمان کو سلامت رکھنے کے لیے اللہ کی طرف حبشہ چلے گئے۔ اسلام میں یہ پہلی ہجرت ہوئی۔ ان میں جو

[illegible] پہلے مسلمان [illegible] جنہوں نے [illegible]
تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] تھیں۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تھے۔

حضرت محمد ﷺ کی کفالت

یہ کچھ لوگ چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ [illegible] مقیم رہے [illegible] کے لیے [illegible] دعوت دیتے رہے۔ [illegible] اللہ نے ان کے چچا ابوطالب [illegible] کے ذریعے [illegible] لوگوں [illegible] آپ کی نصرت کا [illegible] آپ [illegible] سے محفوظ رہے۔ [illegible] قریش نے جب دیکھا کہ آپ پر کسی طرح [illegible] نہیں پا سکتے [illegible] اور [illegible] کے متعلق ان [illegible] ان کے [illegible] ان [illegible] نے آپ کے [illegible] اس [illegible] جب [illegible] انھوں نے آپ کے [illegible] یا۔

کفار مکہ کی [illegible]

[illegible] قریش نے [illegible] کے انکار [illegible] رسول اللہ ﷺ کے ساتھ [illegible] انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا [illegible] رسول اللہ ﷺ آئے [illegible] انھوں نے آپ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ کے [illegible] انھوں نے [illegible] آپ [illegible] انھوں نے [illegible] آپ [illegible] قریش [illegible] اس [illegible] کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے [illegible] ان کے [illegible]

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ہو گیا [illegible]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] قریش [illegible] تو آپ پوچھیے [illegible] میں نے دیکھا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

حضرت محمد ﷺ پر کفار کا ظلم و ستم

(۵) عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ سب سے [illegible] رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا [illegible] انھوں نے کہا ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط آیا، رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اس نے آپ کی چادر آپ کی گردن میں لپیٹ دی اور پھر بہت شدت سے آپ کا گلا گھونٹنے لگا۔ [illegible] ابوبکر صدیق نے اس کے پیچھے سے آ کر اس کے شانے کو پکڑا اور دھکا دے کر رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ کر دیا اور فرمایا [illegible] اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ [illegible] اللہ [illegible]

ابوجہل کی بدکلامی

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ [illegible] ایک شخص [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] بیٹھے تھے۔ ابوجہل [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] قریش کے پاس [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ابوجہل [illegible] اور [illegible] سے چھوڑ دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

چونکہ اللہ عزوجل کو ان کی کرامت سے سرفراز کرنا چاہتا تھا یہ سنتے ہی ان پر سخت جوش اور غضب طاری ہو گیا۔ وہ تیز قدم بڑھاتے ہوئے کسی کے لیے راہ میں ٹھہرے بغیر حسب عادت کعبہ کے طواف کے لیے آئے اس ارادے سے کہ ابوجہل کو دیکھتے ہی اس کی خبر لیں گے۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے ہی انھوں نے ابوجہل کو قوم کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا۔ یہ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سر پر اپنی کمان سے اتنی سخت ضرب لگائی کہ وہ لہولہان ہو گیا اور بری طرح زخمی ہوا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو ان کو گالیاں دیتا ہے تجھے معلوم نہیں کہ میں ان کا ہم مذہب ہوں ان کے عقائد کا قائل ہوں اگر ہمت ہے تو اب میرے سامنے کہہ کیا کہتا ہے۔ اتنے میں بنو مخزوم کے کچھ آدمی ابوجہل کی حمایت میں حمزہ رضی اللہ عنہ پر جھپٹے مگر ابوجہل نے ان سے کہا کہ ابو عمارہ سے کوئی تعرض نہ کرو۔ بے شک میں نے اس کے بھتیجے کو نہایت سخت گالیاں دی تھیں اس پر ان کو جوش آ گیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ اور ان کے اسلام لانے سے قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ بچ گئے اور حمزہ ان کی حمایت و مدافعت کریں گے اس لیے اب تک جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دق کیا کرتے تھے اس سے دست بردار ہو گئے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علانیہ تلاوت قرآن

عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن صحابہ جمع تھے انھوں نے کہا کہ اب تک قریش نے کلام اللہ کو بلند آواز میں کبھی نہیں سنا ہے کون ان کو سنائے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں سناتا ہوں اور صحابہ نے کہا ہم ڈرتے ہیں کہ تم کو ان کے ہاتھوں تکلیف پہنچے گی۔ ہم ایسا آدمی چاہتے ہیں جس کا کنبہ خاندان ہو جو ان سے اس کی حفاظت کرے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس بات کی اجازت دو میری حفاظت اللہ کرے گا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مقام میں آئے۔ اس وقت قریش اپنے دیوان خانوں میں بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مقام کے پاس کھڑے ہوئے اور انھوں نے بلند آواز میں پڑھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ. پھر اس سورۃ کی تلاوت کرتے ہوئے وہ قریش کی مجلسوں کی طرف چلے۔ قریش غور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ ام عبد کا بچہ کیا کہہ رہا ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ شاید محمد پر جو وحی آتی ہے اسے پڑھ رہا ہے۔ پھر وہ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے منہ پر طمانچے مارنے لگے مگر یہ اسی طرح قرآن کی تلاوت کرتے رہے اور جہاں تک اللہ کو تلاوت منظور تھی وہاں تک پڑھ کر اپنے دوستوں کے پاس واپس آ گئے۔ ان کے چہرے پر طمانچوں کے نشان موجود تھے۔ صحابہ نے کہا ہم کو اسی بات کا تمہارے لیے اندیشہ تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دشمنان خدا میری نظر میں اس قدر ذلیل اور حقیر پہلے نہ تھے جتنے کہ اب ہیں۔ تم چاہو تو کل پھر میں ان کے سامنے قرآن پڑھوں۔ صحابہ نے کہا نہیں اتنا کافی ہے تم نے ان کو وہ سنا دیا جسے وہ سننا نہیں چاہتے۔

کفار مکہ کا وفد اور نجاشی:

جب مہاجرین حبشہ نجاشی کی سلطنت میں اطمینان سے رہنے لگے تو قریش نے ان مسلمانوں کے خلاف یہ سازش کی کہ انھوں نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی کو نجاشی کے پاس بھیجا اور اس کے لیے اور اس کے امراء کے لیے بہت سے تحائف ان کے ساتھ بھیجے اور ان سے کہا کہ نجاشی سے وہ درخواست کریں کہ جو مسلمان اس کے پاس اور اس کی سلطنت میں

ہیں اب آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں، غرض یہ دونوں اپنی قوم کی طرف سے جس کام کے لیے آئے تھے اس میں ان کو ذرہ بھی کامیابی نہیں ہوئی اور وہ وہاں سے نامراد لوٹ آئے۔

بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ

حضرت عمر بن الخطاب ؓ بھی اسلام لے آئے۔ یہ ایک با ہمت، زبردست، قوی اور جری آدمی تھے۔ ان سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب ؓ بھی اسلام لا چکے تھے ان دونوں سے مسلمانوں کو بہت تقویت ہوئی جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو روز بروز قوت حاصل ہو رہی ہے اور اسلام قبائل میں پھیلنے لگا، نجاشی نے بھی اپنے یہاں کے پناہ گزینوں کی حفاظت و اعانت کی ہے تو قریش بہت غضبناک ہوئے انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا اور اقرار کیا کہ ایک عہد نامہ لکھا جائے جس میں یہ ہو کہ ہم بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے بیاہ شادی نہ کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے۔ جب انہوں نے یہ بات طے کر لی تو ایک معاہدہ لکھا اور اس کی خوب تاکید کی۔ سب نے اس پر عہد و پیمان کیے اور اس تحریر کی پابندی کو اپنے اوپر زیادہ شدت سے لازم کرنے کے لیے اس معاہدہ کو کعبہ کے بیچ میں لٹکا دیا۔

شعب ابی طالب

قریش کے اس معاہدہ کے بعد بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ابو طالب کے پاس چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کی گھاٹی میں جا رہے۔ بنو ہاشم میں سے ابو لہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب قریش کے پاس آیا اور اس نے ابو طالب کے خلاف ان کی مدد کی۔ دو یا تین سال مسلمان اسی بے کسی کی حالت میں رہے یہاں تک کہ وہ بہت تنگ آ گئے اور بڑی تکلیف ہونے لگی کوئی چیز ان کو نہیں پہنچتی تھی البتہ اگر قریش میں سے کوئی ان پر ترس کھا کر کوئی چیز چپکے سے پہنچا دیتا تو اور بات تھی۔ ایک دن ابوجہل کی حکیم بن حزام بن خویلد سے ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ ایک غلام تھا جس پر گیہوں لدے ہوئے تھے، وہ یہ گیہوں اپنی پھوپھی خدیجہؓ کو بھیجنے جا رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو طالب کی گھاٹی میں محصور تھیں۔ ابوجہل نے ان کو پکڑ لیا اور کہا کہ تم بنو ہاشم کے لیے غلہ لے جاتے ہو۔ بخدا تم اسے لے کر یہاں سے جا نہیں سکتے اور میں تم کو مکہ میں رسوا کروں گا۔ اتنے میں ابو البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد وہاں آ گیا۔ اس نے کہا کیا ہے؟ ابوجہل نے کہا یہ بنو ہاشم کے لیے غلہ لے جا رہا ہے۔ ابو البختری نے کہا کہ وہ اپنی پھوپھی کے لیے جو غلہ اس کے پاس ہے لے جا رہا ہے، تم کیوں اس سے روکتے ہو؟ تم اس آدمی کا راستہ چھوڑ دو، مگر ابوجہل نے نہ مانا۔ دونوں میں سخت کلامی ہوئی۔ ابو البختری نے اونٹ کا جبڑا اٹھا کر اس سے ابوجہل کو ایسی ضرب لگائی کہ اس کو زخمی کر دیا اور سخت پامال کیا۔ حمزہ بن عبدالمطلب قریب ہی کھڑے یہ سب دیکھ رہے تھے قریش اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس واقعہ کی اطلاع رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو ہو اور وہ ان پر ہنسیں۔

اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ دن رات اپنی قوم کو علانیہ و خفیہ طور پر دعوت دیتے رہے۔ آپ پر قرآن نازل ہوتا رہتا جس میں آپ کو امر و نہی کی تعلیم دی جاتی تھی اور آپ کے دشمنوں کے لیے وعید آتی تھی اور آپ کی تائید کے لیے ان کے مقابلہ میں حجت کے دلائل بھی نازل ہوتے رہتے تھے۔

کفار مکہ کی حضرت محمد ﷺ کو پیشکش

ایک مرتبہ آپ کی قوم کے اشراف جمع ہوئے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ ہم تم کو اتنا مال دیتے ہیں جس سے تم مکہ میں دولت مند ترین شخص بن جاؤ گے اور جس عورت سے چاہو تمہاری شادی کر دی جائے اور مکہ کی ریاست تمہارے حوالے کر دی

چاہتے تھے اس شرط پر کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دو۔ اگر تم اس کے لیے آمادہ نہ ہو تو ہم تمہارے سامنے ایک صورت پیش کرتے ہیں جس میں ہمارا تمہارا دونوں کا فائدہ ہے۔ آپ نے پوچھا: وہ کیا؟ انہوں نے کہا: ایک سال تم ہمارے معبودوں لات اور عزیٰ کی پرستش کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کے حکم کا منتظر ہوں مجھے جو دے گا۔ اس موقع پر لوح محفوظ سے یہ پوری سورۃ نازل ہوئی۔

قُلْ یَا أَیُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی قُلْ أَفَغَیْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَیُّهَا الْجَاهِلُونَ سے اس قول بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ تک نازل فرمائی۔

سعید بن مینا ابو البختری کے مولیٰ بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن المطلب اور امیہ بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہارے معبود کی پرستش کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو اور ہم تم کو ہر بات میں اپنے ساتھ شریک کر لیتے ہیں۔ اب اگر وہ بات جو تم کہتے ہو وہ صحیح ثابت ہوئی تو ہماری شرکت کی وجہ سے ہم اس سے مستفید ہوں گے اور اگر وہ مسلک جس پر ہم ہیں تمہاری تعلیم سے بہتر ثابت ہوا تو ہماری شرکت کی وجہ سے تم اس سے مستفید ہو گے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ سورۃ قُلْ یَا أَیُّهَا الْكَافِرُونَ نازل فرمائی۔

اصلاح قوم کی خواہش

رسول اللہ ﷺ کی بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ کسی طرح اپنی قوم کی اصلاح کریں اور کوئی ایسی صورت ہو جس سے ان میں خوشگوار تعلقات ہو جائیں۔ اس سلسلے میں محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ان کی قوم نے ان سے اعراض کیا ہے اور صرف اس تعلیم کی وجہ سے جو اللہ نے آپ کو دی تھی آپ کی قوم آپ سے دور ہو گئی ہے تو آپ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم نازل فرمائے جس سے آپ کے اور ان کے تعلقات پھر قائم ہو جائیں۔ آپ اپنی قوم سے محبت اور ان کی فلاح کے خیال سے یہ چاہتے تھے کہ ان کے معاملے میں آپ نے جو شدت برتی ہے اس میں نرمی کر دیں۔ یہ خیال آپ کے دل میں آیا اور آپ نے اس کی آرزو کی۔ اللہ عزوجل نے یہ سورۃ نازل فرمائی: وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ جب آپ اللہ کے قول أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر آپ کی اس تمنا کی وجہ سے جو آپ چاہتے تھے کہ اپنی قوم کو خوش کر دیں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کرا دیے۔ تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَىٰ وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَىٰ۔ یہ الفاظ سن کر قریش بہت خوش ہوئے کیونکہ آپ نے تعریفی الفاظ میں ان کے معبودوں کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے خوشی کا نعرہ لگایا۔ مسلمان تو اپنے نبی پر ایمان کامل رکھتے تھے کہ جو کچھ آپ ہمارے رب کی طرف سے کہتے ہیں وہ بالکل سچ ہے اور وہ آپ کو غلطی سے محفوظ اور لغزش سے معصوم سمجھتے تھے۔ جب اس سورۃ میں سجدہ کا مقام آیا اور سورۃ ختم ہوئی رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمانوں نے اپنے نبی کی اتباع اور ان کی تصدیق میں آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور چونکہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے اپنے معبودوں کی تعریف سنی تھی اس لیے مشرکین قریش اور دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ اس طرح ساری مسجد میں جس قدر مومن یا کافر تھے سب سجدے میں گر پڑے۔ صرف ولید بن المغیرہ چونکہ نہایت بوڑھا تھا اور سجدے میں تو نہ جا سکا مگر اس نے بھی مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ان پر سر رکھ دیا اور اس طرح اس نے بھی سجدہ کر لیا۔

مہاجرین حبشہ کی مراجعت

اس کے بعد تمام لوگ مسجد سے چلے گئے۔ قریش بھی بڑے خوش وہاں سے گئے اور ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے کہ

[illegible]

وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي إلا إذا تمنى ألقى الشيطان في أمنيته فينسخ الله ما
يلقي الشيطان ثم يحكم الله آياته والله عليم حكيم

[illegible]

بتوں کے خلاف آیت کا نزول

[illegible]

[illegible] آمد

[illegible]

[illegible]

سلوک کی دعوت دیتے ہیں۔ اس نے کہا تم نے تو ایسی بات کہی ہے کہ اب تو وہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اس کے متعلق تمہاری بات کا ماننا ناممکن ہے۔ زہیر نے کہا مگر ہشام یہ تو کہو میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں، اگر کوئی اور میرے ساتھ ہوتا تو میں ضرور اس معاہدے کو توڑنے کے لیے کھڑا ہو جاتا اور اسے ختم کرا کے چھوڑتا۔ ہشام نے کہا دوسرا آدمی ہے۔ زہیر نے پوچھا کون؟ اس نے کہا میں۔ زہیر نے کہا تیسرا آدمی ہمارے لیے تم ڈھونڈو۔ ہشام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور اس سے کہا مطعم کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ بنی عبد مناف کے دو خاندان ہلاک ہو جائیں اور تم تماشہ دیکھتے رہو اور اس بات میں قریش کے ہم نوا بنے رہو۔ بخدا اگر تم نے ان کو اس کا موقع دیا تو دیکھ لینا وہ پھر تمہارے ساتھ بھی یہی کریں گے۔ مطعم نے کہا مگر میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ ہشام نے کہا میں نے دوسرا ہم خیال پیدا کیا ہے۔ اس نے پوچھا کون؟ ہشام نے کہا وہ میں ہوں۔ اس نے پوچھا کوئی تیسرا؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ۔ مطعم نے کہا چوتھا ہم خیال ڈھونڈو۔ ہشام ابو البختری کے پاس گیا اور وہی گفتگو اس سے بھی کی جو مطعم سے کی تھی۔ اس نے کہا کیا کوئی اور بھی اس کام میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں۔ اس نے کہا وہ کون؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی اور خود میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ابو البختری نے کہا پانچواں تلاش کرو۔ ہشام زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے بھی اسی طرح کی گفتگو جو دوسروں سے کی تھی اور کہا کہ وہ تو تمہارے عزیز قریب ہیں ان کی حمایت تم پر حق ہے۔ زمعہ نے کہا جس کام کے لیے تم مجھ سے کہہ رہے ہو کیا کوئی اور بھی ہے جو اس میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں اور اس نے ان سب کے نام گنا دیے۔

تنسیخ معاہدہ:

ان آدمیوں کی شرکت کے بعد ان سب نے مقام حجون پر جو مکہ کی بالائی سمت میں واقع ہے جمع ہو کر مشورہ کرنے کا وعدہ کیا اور یہاں یہ سب جمع ہوئے اور یہ طے کیا کہ اب اس معاہدہ کو ختم کرنے کی مہم کی ابتداء کی جائے۔ زہیر نے کہا میں تم سب سے پہلے اس معاملہ میں اقدام کرتا ہوں اور اس کے متعلق قریش سے گفتگو کرتا ہوں۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو جب قریش اپنی مجلسوں میں آ بیٹھے زہیر بن ابی امیہ ایک حلہ زیب تن کیے ہوئے آیا۔ پہلے اس نے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہ لوگوں کے پاس گیا اور اس نے کہا اے اہل مکہ کیا یہ مناسب ہے کہ ہم تو مزے سے کھائیں پئیں اور کپڑے پہنیں اور بنو ہاشم برباد ہوں کہ ان سے خرید و فروخت کی اجازت نہیں۔ میں اس وقت تک اب نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اس ظالمانہ اور تعلقات کے قطع کر دینے والے معاہدہ کو چاک نہ کر دیا جائے گا۔ ابوجہل نے جو مسجد کی ایک سمت میں موجود تھا اسی وقت کہا تو جھوٹ بولتا ہے بخدا یہ چاک نہیں کیا جائے گا۔ زمعہ بن الاسود نے کہا بخدا تو نہایت ہی کاذب ہے۔ جب یہ تحریر لکھی گئی تھی ہم نے اسی وقت اس کو پسند نہیں کیا تھا۔ ابو البختری نے کہا بے شک زمعہ ٹھیک کہتا ہے۔ اس میں جو تحریر کیا گیا ہے ہم اس کو پسند نہیں کرتے اور نہ اسے تسلیم کرتے ہیں۔ مطعم بن عدی نے کہا آپ دونوں سچے ہیں۔ آپ کے خلاف جو کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ ہم اس معاہدے سے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کی نسبت اللہ کے روبرو بری الذمہ ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی یہی کہا۔ اس پر ابوجہل کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا پہلے سے کسی اور جگہ تصفیہ کر کے یہ لوگ آئے ہیں ایک رات یہ بات کہیں اور طے پا چکی تھی۔ ابوطالب بھی مسجد کی ایک سمت میں بیٹھے تھے۔ مطعم بن عدی اٹھ کر اس معاہدہ کو چاک کرنے کے لیے اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ دیمک نے اسے کھا لیا ہے صرف اس میں سے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ باقی ہے۔ قریش جب کوئی تحریر لکھتے تو ابتداء میں اسی سے ابتدا کرتے تھے۔

منصور بن عکرمہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی نے یہ معاہدہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اس کے ہاتھ شل ہو گئے تھے۔

پھر مسلمان مدینہ چلے گئے۔ حبشہ سے اور بھی آتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو ان کے لیے نجاشی کے پاس بھیجا اس نے ان کو دو جہازوں میں سوار کرا دیا۔ یہ لوگ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ اس وقت خیبر کے محاصرہ میں تشریف رکھتے تھے یہ بھی آپ سے وہیں جا ملے۔

حضرت محمد ﷺ کو ایذائیں

رسول اللہ ﷺ قریش کے ساتھ مکہ میں نہایت صبر سے رہتے۔ اعلانیہ اور خفیہ طور پر ہر طرف جاتے تھے۔ جو لوگ ایسے آتے جب آپ کو دیکھتے آپ کی تکذیب کرتے اور مذاق اڑاتے۔ آپ ان سب کو برداشت کرتے اور صبر کرتے۔ ان کی بے ہودگی یہاں تک بڑھ گئی کہ بعضوں نے بکری کی اوجھڑی آپ پر نماز کی حالت میں ڈال دی اور کبھی آپ کی ہانڈی میں جو آپ کے لیے چولہا پر ہوتی ڈال دیتے۔ نماز کی حالت میں ان سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک حجرہ بنا لیا تھا۔

جب آپ کے گھر میں آپ پر پتھر پھینکے جاتے تو آپ اس پتھر کو ایک لکڑی کے سرے پر رکھ کر باہر لاتے اور فرماتے اے بنی عبد مناف یہ کیا طریقہ ہے کیا ہمسایوں کے ساتھ ایسا کرتے ہو اور پھر آپ اس پتھر کو راستہ میں ڈال دیتے۔

عام الحزن

ابو طالب اور خدیجہؓ آپ کی ہجرت سے تین برس پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے ان کی وفات کے صدمے سے آپ کے مصائب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ ابو طالب کے انتقال کے بعد قریش آپ کو وہ ایذائیں پہنچانے لگے جو ان کی زندگی میں وہ نہیں دے سکتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی نے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی اسی حالت میں آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو آپ کی کوئی صاحبزادی اٹھیں اور سر سے مٹی کو دھونے لگیں وہ سر دھوتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں۔ آپ ان کو تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے بیٹی مت رو اللہ تمہارے باپ کی حفاظت کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک ابو طالب زندہ رہے قریش نے کوئی بات میرے ساتھ ناگوار نہیں کی۔

طائف کا سفر

ابو طالب کے انتقال کے بعد آپ طائف گئے جو کہ بنو ثقیف کے رہنے کا مقام تھا۔ آپ کو آپ کی قوم والوں سے بچانے کی غرض کے لیے آپ تنہا ہو کر پیدل گئے تھے طائف پہنچ کر آپ بنو ثقیف کے چند آدمیوں سے ملے جو اس وقت ثقیف کے سردار اور اشراف تھے۔ یہ تین بھائی تھے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر اور ان کے پاس قریش کے بنی جمح کی ایک عورت تھی۔ آپ ان کے پاس جا کر بیٹھے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور آنے کی غرض بیان کی کہ تم لوگ اسلام کے لیے میری مدد کرو اور میری قوم کے مقابلہ پر جو میرے مخالف ہیں میرا ساتھ دو۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ وہ کعبہ کا غلاف پھاڑ ڈالے، کیا کیا آپ کو خدا نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ دوسرے نے کہا تمہارے سوا کوئی اور نہ ملا رسالت کے لیے خدا کو۔ تیسرے نے کہا کہ میں تم سے ایک بات بھی نہیں کروں گا کیونکہ اگر واقعی جیسا کہ تم کہتے ہو رسول ہو تو تمہاری بات کا رد کرنا میرے لیے بہت بڑا خطرہ ہے اور اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو اور اللہ پر افترا کرتے ہو تو تم اس قابل نہیں کہ میں تم سے کلام کروں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ آئے اور آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو گئے چلتے وقت آپ نے ان سے کہا تم نے جو کچھ بات کی سو کی مگر اس کو میرے یہاں آنے کو ظاہر نہ کرنا۔ آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ آپ کی قوم تک پہنچے اور وہ آپ [illegible]

پہنچے [illegible] ان میں سے [illegible] بلکہ اپنے بیوقوفوں اور غلاموں کو آپ پر [illegible] انہوں نے آپ کو گالیاں دیں اور آوازے کسے یہاں تک کہ ایک جماعت آپ پر جمع ہو گئی اور ان لوگوں نے آپ کو عتبہ و شیبہ ابن ربیعہ کے احاطہ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا [illegible] جو آپ کے پیچھے تھے لوٹ گئے آپ انگور کی بیل کے سایہ میں بیٹھ گئے [illegible] ربیعہ کے دونوں بیٹے آپ کو دیکھ رہے تھے اور سفہائے ثقیف نے جو برتاؤ کیا تھا اسے بھی دیکھ رہے تھے۔ [illegible] ایک عورت سے آپ کی وہاں ملاقات ہوئی تھی اور آپ نے اس سے فرمایا تھا کہ تمہارے سسرال والوں نے ہم سے کیسا برا برتاؤ کیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی دعا:

جب آپ کو ذرا اطمینان ہوا تو آپ نے دعا کی ”اے اللہ! میں اپنی کمزوری اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا رب ہے تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے کیا اجنبی کے جو مجھ پر ظلم کرے یا تو نے میرے معاملہ کو دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو ان مصائب کی مجھ کو پرواہ نہیں لیکن تیری عافیت میرے لیے بہت زیادہ وسیع ہے۔ میں تیرے اس نور کی پناہ لیتا ہوں جس سے تمام تاریکیاں روشن ہو گئی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت کے معاملات کا مدار ہے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا قہر اور غضب مجھ پر نازل ہو۔ بے شک مجھے [illegible] تو چاہے اور ہر قسم کی قوت اور قدرت صرف تجھے حاصل ہے۔

عداس نصرانی غلام:

جب ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اس کیفیت کی حالت میں دیکھا ان کے جذبات ہمدردی و قرابت کی حرکت ہوئی انہوں نے اپنے ایک نصرانی غلام عداس کو بلایا اور اس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ لے کر اس طباق میں رکھ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اسے کھائے۔ عداس حکم کی بجا آوری میں انگور لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اس کو آپ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے طباق میں ہاتھ ڈالتے وقت بسم اللہ کہا اور پھر انگور کھانے لگے۔ عداس نے آپ کے چہرہ کو دیکھا اور کہا بخدا اس جملہ کو اس شہر کے باشندے نہیں بولتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوا کا باشندہ ہوں۔ آپ نے فرمایا تم اس نیک شخص یونس بن متی کے ہم وطن ہو۔ اس نے کہا آپ کیا جانیں کہ یونس بن متی کون تھے؟ آپ نے فرمایا وہ میرے بھائی اور نبی تھے میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر وہ جھکا اور اس نے آپ کے سر مبارک اور ہاتھ پاؤں کو چوما۔ دونوں بھائیوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ لو تمہارے غلام نے اس شخص کو تمہارے لیے بگاڑ دیا۔ جب عداس پلٹ کر ان کے پاس آیا انہوں نے اس سے کہا تیرا برا ہو تو کیوں اس شخص کے سر اور ہاتھوں اور قدموں کو بوسے دینے لگے۔ اس نے کہا اے میرے آقا! اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی شخص نہیں ہے اس نے ایسی بات بتائی جو صرف نبی ہی جانتا ہے۔ انہوں نے کہا عداس! دیکھو کہیں وہ تم کو تمہارے دین سے منحرف نہ کر دے تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

جنوں کا قبول اسلام:

آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو کر [illegible]

تو جنوں کا ایک گروہ ادھر سے گزرا [illegible] آپ کی تلاوت سنی رہے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی قوم کی طرف [illegible] چلے گئے [illegible] اور انہوں نے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ان کا ذکر [illegible] وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ [illegible] اور دوسری جگہ فرمایا قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ [illegible] ان کے قرآن سننے کا جنوں کے تمام [illegible] کا تمام ماجرا بیان [illegible]۔

اس کے بعد آپ مکہ کے [illegible] وقت [illegible] آپ [illegible] تمام قوم [illegible] آپ کی مخالفت اور دشمنی پر آمادہ ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی مکہ کو مراجعت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب طائف سے آپ مکہ آنے لگے تو مکہ کے ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے اس سے کہا کیا تم میرا پیام جہاں میں بھیجوں پہنچا دو گے اس نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا تم اخنس بن شریق کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمد ﷺ کہتے ہیں کیا تم مجھے اپنی پناہ میں لو گے تاکہ میں اللہ کا پیام لوگوں کو پہنچا دوں اس شخص نے اخنس سے آ کر یہ پیام سنایا اس نے جواب دیا کہ میں [illegible] حلیف ہوں اس لیے ان کی مخالفت میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ اس شخص نے نبی ﷺ کے پاس آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم پھر جا سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم سہیل بن عمرو کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم سے محمد ﷺ کہتے ہیں کیا تم ان کو اپنے پاس بلا سکتے ہو کہ وہ اللہ کا پیام لوگوں کو پہنچائیں۔ اس شخص نے سہیل سے آ کر آپ کا پیام کہا۔ سہیل نے کہا بنو عامر بن لؤی بنو کعب کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ اس شخص نے نبی ﷺ سے آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا پھر جا سکتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا مطعم بن عدی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمد ﷺ فرماتے ہیں کیا تم پناہ دے سکتے ہو تاکہ میں اپنے رب کا پیام پہنچا دوں۔ مطعم نے کہا ہاں تم ان سے کہو کہ آ جائیں وہ صبح آ جائیں۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اس کی اطلاع کی۔ صبح کو مطعم بن عدی اور اس کے بیٹے اور بھتیجوں نے ہتھیار لگائے اور مسجد میں آئے۔ ابوجہل نے اسے دیکھا تو پوچھا کہ پیرو ہو یا پناہ دینے والے؟ اس نے کہا کہ پناہ دی ہے۔ ابوجہل نے کہا جسے تم نے پناہ دی ہے ہم نے بھی پناہ دی۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ آئے اور مقیم ہو گئے۔ ایک دن آپ مسجد میں تشریف لائے مشرکین کعبہ کے پاس تھے۔ ابوجہل نے آپ کو دیکھ کر کہا اے بنی عبد مناف یہ ہے تمہارا نبی۔ عتبہ بن ربیعہ نے کہا کیا اس بات سے انکار ہے کہ ہم میں کوئی نبی ہو یا بادشاہ ہو۔ نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی یا آپ نے خود سنی۔ آپ نے ان کے پاس آ کر کہا اے عتبہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں یہ بات نہیں کہی بلکہ قومی حمیت کی ہے۔ اور اے ابوجہل [illegible] کہ تم کم ہنسو گے اور بہت روؤ گے۔ اور اے گروہ قریش [illegible] بادل ناخواستہ اس بات میں شریک ہو گے جس کا تم اب انکار کر رہے ہو۔

قبائل عرب کو دعوت اسلام

اسی حج میں رسول اللہ قبائل عرب کے پاس گئے اور ان کو اللہ کی دعوت دیتے اور کہتے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں تم مجھ پر

کرو اور میری حمایت کرو تاکہ مجھ کو معلوم ہو جائے کہ اللہ نے مجھے کس بات پر مبعوث فرمایا ہے۔ ربیعہ بن عباد سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب میں نوجوان تھا اپنے باپ کے ساتھ منیٰ میں موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ قبائل عرب کی فرودگاہوں میں آ کر فرماتے تھے کہ اے بنی فلاں میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، وہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اس کے سوا جن انداد کی تم پرستش کرتے ہو ان سے بالکل قطع تعلق کر لو۔ مجھ پر ایمان لاؤ، میری تصدیق کرو، میری حمایت کرو کہ جو کچھ اللہ نے دے کر مجھے مبعوث کیا ہے تم کو پہنچا دوں۔ آپ کے پیچھے بھینگا، گورا، خوش رو، زلفوں والا تھا جس نے ایک عدنی حلہ پہن رکھا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی تقریر اور دعوت ختم کر چکتے تو وہ شخص آپ کے پیچھے سے کہتا اے بنی فلاں یہ شخص تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ تم لات اور عزیٰ کو چھوڑ دو اور بنی مالک بن اقیش کے جنوں سے جو حلیف ہیں قطع تعلق کر کے اس کی بدعت و ضلالت کو قبول کر لو، تم ہرگز اس کی بات نہ ماننا اور نہ اس کا ساتھ دینا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون ہے جو اس شخص کے ساتھ ساتھ ان کی تردید کرتا پھرتا ہے۔ انھوں نے کہا یہ ان کا چچا عبدالعزیٰ یعنی ابولہب بن عبدالمطلب ہے۔

بنو کندہ کو دعوت اسلام:

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کندہ کے پاس ان کی قیام گاہوں میں گئے، اس وقت ان کا سردار ملیح بھی ان میں تھا آپ نے انہیں اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی اور اپنے آپ کو ان پر پیش کیا مگر انھوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

بنو کلب میں تبلیغ دین:

محمد بن عبدالرحمن بن الحصین سے مروی ہے کہ آپ بنو کلب کے پاس ان کی منزلوں میں گئے، ان کے ایک خاندان بنو عبداللہ کے پاس آئے، ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی اور اپنے آپ کو پیش کیا اور یہ بھی کہا کہ اے بنو عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کا نام بہت اچھا رکھا ہے مگر انھوں نے بھی آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

بنو حنیفہ کو اسلام کی پیشکش:

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بنو حنیفہ کے پاس ان کی قیام گاہ آئے انہیں اللہ کی طرف بلایا اور اپنے آپ کو پیش کیا مگر انھوں نے سب سے بدترین الفاظ میں آپ کو جواب دیا اور آپ کی دعوت رد کر دی۔

بنو عامر میں تبلیغ اسلام:

محمد بن مسلم بن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بنو عامر بن صعصعہ کے پاس گئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے کو پیش کیا۔ ان میں سے ایک شخص بیحرہ بن فراس نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر میں اس قریشی نوجوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے تمام عرب کو کھا جاؤں۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر ہم آپ کی بیعت کر لیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو مخالفین پر غالب کر دے تو کیا آپ کے بعد حکومت ہمارے ہاتھ میں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: حکومت اللہ کے اختیار میں ہے جسے چاہے دے۔ اس نے کہا تو کیا ہم آپ کی حمایت میں اپنے سینوں کو عربوں کا نشانہ بنائیں اور جب تم کو غلبہ حاصل ہو تو اقتدار ہمارے علاوہ دوسروں کو مل جائے۔ اس شکل میں ہمیں کوئی ضرورت نہیں تمہارے معاملے کی۔ غرض سب نے ہی آپ کی دعوت رد کر دی۔

[illegible] کی تصدیق نبوت

[illegible]

سوید بن صامت:

رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی عرب آتے تو آپ ﷺ خود ہی ان کو دعوت دیتے اور آپ وہاں کی بیعت کے لیے تیار رہتے اور ہر وقت دعوت دیتے، آپ اللہ کی جانب سے جو کچھ بیان کرتے تھے [illegible] جب کبھی آپ نے سنا کہ کوئی معزز اور مشہور آدمی آیا ہے تو آپ اس کے پاس جاتے اور اسلام کی دعوت پیش کرتے [illegible] سوید بن صامت [illegible] حج یا عمرہ کے لیے مکہ آیا [illegible] شعر، نسب اور شرافت کی وجہ سے کامل کہے جاتے تھے۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ ان کے پاس گئے اور اسے اللہ و اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا شاید آپ کے پاس بھی وہی کتاب ہے جو میرے پاس ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس لقمان کا مجلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا مجھے سناؤ۔ اس نے سنایا۔ آپ نے فرمایا یہ بے شک عمدہ کلام ہے مگر میرے پاس جو ہے وہ قرآن ہے جسے اللہ نے ہدایت و نور بنا کر نازل کیا ہے وہ اس سے افضل ہے پھر آپ نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی۔ اس نے انکار نہیں کیا، کہا یہ اچھی بات ہے۔ یہ کہہ کر چلا گیا اور مدینہ گیا اور چند ہی روز کے بعد خزرج نے اسے قتل کر دیا۔ اسی لیے اس کی قوم کا یہ گمان ہے کہ وہ مسلمان مرا ہے۔ وہ بعاث سے پہلے قتل کیا گیا۔

ایاس بن معاذ

ابو الحیسر انس بن رافع بنی عبد الاشہل کے چند نوجوانوں کے ساتھ آیا، ان میں ایاس بن معاذ بھی تھے۔ اپنی قوم خزرج کے خلاف قریش سے معاہدہ کرنے آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ آپ ان کے پاس آئے اور تشریف فرما ہو کر ان سے کہا جس غرض سے آئے ہو کیا اس سے بہتر بات کی جانب تم قبول کرو گے؟ انھوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اللہ نے مجھے اپنے بندوں کے پاس بھیجا ہے کہ میں ان کو اللہ کی طرف بلاؤں اور وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اللہ نے مجھ پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اسلام کا ذکر کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ نے جو نوجوان لڑکا تھا کہا اے قوم! اللہ کی قسم یہ بات اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم یہاں آئے ہو۔

ایاس کی وفات

ابوالحیسر انس بن رافع نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا ہم کو تم سے کیا، میری جان کی قسم ہم اس کے علاوہ دوسرے کام کے لیے آئے ہیں۔ ایاس خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ گئے اور یہ جماعت مدینہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد اوس و خزرج کے درمیان جنگ بعاث ہوئی۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔ موت کے وقت ان کے پاس جو لوگ تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ان کو برابر تہلیل، تکبیر، حمد اور تسبیح کرتے سنتے رہے یہاں تک کہ اسی طرح وہ مر گئے۔ وہ مسلم ہو گیا۔ ان لوگوں کو ان کے مسلمان مرنے میں کوئی شبہ نہ تھا۔ ان کو رسول اللہ ﷺ سے اس مجلس ہی میں جس میں انھوں نے آپ کی باتیں سنی تھیں اسلام کا احساس ہو چکا تھا۔

خزرج کی دعوت اسلام

جب اللہ عزوجل نے ارادہ فرمایا کہ اپنے دین کو غالب کرے، اپنے نبی کو عزت بخشے اور اپنے وعدہ کو جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا ایفا کرے تو آپ اس حج کے موقع پر نکلے جس میں انصار سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حسب دستور آپ قبائل عرب کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر رہے تھے۔ اسی دوران میں عقبہ کے قریب خزرج کی ایک جماعت سے جس کے ساتھ اللہ کا بھلائی کا ارادہ تھا آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا ہم خزرج کی ایک جماعت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم یہودیوں کے حلیف ہو؟ انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ باتیں کروں۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے ان کو اللہ کی دعوت دی، اسلام پیش کیا اور قرآن سنایا۔

خزرج کا قبول اسلام

اللہ نے ان کو پہلے ہی سے اسلام کے لیے اس طرح آمادہ کر رکھا تھا کہ یہودی جو ان کے علاقے میں رہتے تھے چونکہ وہ اہل کتاب اور اہل علم تھے اور یہ لوگ مشرک بت پرست تھے اور یہودیوں نے ان کے علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا جب کبھی ان میں کوئی تنازع ہوتا تو یہودی ان سے کہتے کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس کا زمانہ قریب آ گیا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمہارا اسی طرح قتل کریں گے جس طرح عاد و ارم قتل کیے گئے تھے۔ اب جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے گفتگو کی اور ان کو اللہ کی دعوت دی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا جانتے ہو، بخدا یہ وہی نبی ہیں جن کے ظہور سے یہودی تم کو ڈرایا کرتے تھے۔ اب یہود تم سے پہلے ان کے پاس نہ پہنچ جائیں۔ انھوں نے آپ کی دعوت قبول کر کے آپ کی تصدیق کی اور اسلام لے آئے۔ اسی خیال سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہم نے اپنی قوم کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ کسی قوم میں اتنی عداوت اور بغض نہیں ہے جتنا ان میں ہے، ممکن ہے کہ اللہ آپ کے ذریعہ سے ان کو جمع کر دے۔ ہم ان کے پاس جا کر ان کو آپ کے معاملے کی دعوت دیں گے اور یہ دین جو ہم نے آپ سے قبول کیا ہے ان کے سامنے پیش کریں گے۔ اگر اللہ نے ان سب کو اس بات پر متفق کر دیا تو آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی اور معزز نہ ہوگا۔

خزرج کے مسلمانوں کے اسمائے گرامی

اس گفتگو کے بعد یہ لوگ اپنے دین کو آپ کی دعوت کی تصدیق کر کے اپنے وطن چلے گئے یہ قبیلہ خزرج کے چھ شخص تھے

[illegible] اسلام [illegible] ان [illegible] بن [illegible] اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار [illegible] اور عوف [illegible] بن حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار [illegible] اور بنی زریق [illegible] رافع بن مالک بن عجلان [illegible] بن عامر بن زریق [illegible] بنی سلمہ [illegible] قطبہ بن عامر بن حدیدہ [illegible] عقبہ بن عامر بن نابی [illegible] جابر بن عبد اللہ بن رئاب بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ [illegible] تھا۔

بیعت عقبہ

یہ چھ آدمی [illegible] انھوں نے اپنی قوم سے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا [illegible] اسلام [illegible] میں بہت مقبول ہوئی۔ [illegible] دوسرے سال [illegible] انھوں نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ یہ پہلا عقبہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر [illegible] بیعت کی۔ [illegible] اب تک مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہوا تھا [illegible] تھے۔

مسلم انصار کے اسمائے گرامی

بنو نجار میں سے اسعد بن زرارہ [illegible] بن غنم بن مالک بن نجار [illegible] عوف اور معاذ [illegible] یہ دونوں حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار کے بیٹے [illegible] عفراء کے بیٹے [illegible] مشہور ہیں۔ بنو زریق بن عامر میں سے رافع بن مالک بن عجلان [illegible] ذکوان بن عبد قیس [illegible] بنی عوف بن الخزرج [illegible] غنم بن عوف [illegible] عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم [illegible] ثعلبہ بن غنم بن عوف بن الخزرج [illegible] ابو عبد الرحمن یزید بن ثعلبہ [illegible] بنو بلی کے [illegible] خزرج کے حلیف تھے۔ سالم بن عوف بن الخزرج میں سے عباس بن عبادہ [illegible] عقبہ بن عامر بن نابی [illegible] بنو سواد [illegible] قطبہ بن عامر بن حدیدہ [illegible] ابو الہیثم بن تیہان [illegible] عبد الاشہل کا حلیف [illegible] عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ [illegible] تھا۔

بیعت کی شرائط

[illegible] رسول اللہ ﷺ کی بیعت [illegible] اس وقت تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ [illegible] اللہ کے ساتھ [illegible] شرک [illegible]

نیک باتوں میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس عہد پر قائم رہے تو تم کو جنت ملے گی اور اگر ان میں سے کسی بات کی خلاف ورزی کرو گے اور اس کی پاداش میں دنیا میں تم سے مواخذہ ہو گیا تو وہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر قیامت تک اس خطا پر پردہ پوشی کی گئی تو پھر تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے وہ چاہے معاف کرے گا۔ یہ روایت انہی راویوں سے اور دوسرے سلسلہ روات سے بھی مروی ہوئی ہے۔

مصعب بن عمیر ؓ:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب انصاری یہ جماعت آپ سے رخصت ہوئی آپ نے مصعب بن عمیر ؓ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو ان کے ہمراہ کر دیا اور ہدایت کی کہ وہ ان کو قرآن پڑھ کر سنایا کریں۔ اسلام کی دعوت دیں اور دین کے مسائل سمجھائیں۔ اسی وجہ سے مدینہ میں مصعب مقری کے لقب سے مشہور تھے۔ یہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس کے پاس فروکش ہوئے تھے۔

اسید بن حضیر:

اس سلسلہ میں مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ ایک مرتبہ مصعب بن عمیر کو بنو عبدالاشہل اور بنو ظفر کے گھروں کو لے گیا۔ سعد بن معاذ بن النعمان بن امرء القیس اسعد بن زرارہ کی خالہ کا بیٹا تھا۔ اسعد مصعب کو لے کر بنو ظفر کے ایک احاطہ میں جو ان کے کنوئیں (بئر مرق) پر بنا ہوا تھا لے آیا۔ یہ دونوں وہاں بیٹھ گئے جو لوگ اسلام لا چکے تھے وہ ان کے پاس آ بیٹھے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اس وقت اپنی قوم بنو عبدالاشہل کے سردار تھے اور اپنے ہم قوموں کی طرح مشرک تھے جب ان کو مصعب کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا یہ یہاں کیا کر رہے ہیں یہ دو شخص آئے ہیں تاکہ ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں ان کے پاس جاؤ اور ان کو منع کر دو کہ وہ ہماری بستی میں نہ آئیں تم کو معلوم ہے کہ اسعد بن زرارہ میرا عزیز قریب ہے اگر اس کا خیال نہ ہوتا تو تجھے یہ بات کہنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ میں خود ہی اس کا انتظام کر دیتا مگر میں مجبور ہوں۔ وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس لیے میں خود اس کے خلاف قدم نہیں بڑھا سکتا۔

اسید بن حضیر کا قبول اسلام:

اسید بن حضیر نے اپنا بھالا لیا اور وہ ان دونوں کے پاس آیا۔ اسے آتا دیکھ کر اسعد بن زرارہ ؓ نے مصعب ؓ سے کہا دیکھو یہ اپنی قوم کا سردار ہے تمہارے پاس آ رہا ہے اس کے مسلمان ہونے کی پوری کوشش کرنا۔ مصعب ؓ نے کہا یہ بیٹھے تو میں اس سے کلام کروں۔ وہ ان کو برا بھلا کہتا ہوا ان تک پہنچا اور اس نے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو تم ہمارے کمزوروں کو احمق بنانا چاہتے ہو۔ یہاں سے چلے جاؤ ہاں اگر تم کو خود اپنے متعلق کوئی ضرورت لائی ہے تو بیان کرو۔ مصعب ؓ نے کہا آپ ذرا بیٹھ جائیں تو سنیں اگر آپ کو میری بات بھلی معلوم ہو تو قبول کیجئے گا بصورت دیگر ترک کر دیجئے گا۔ اسید ؓ نے کہا یہ بات معقول ہے۔ اب اس نے اپنا بھالا زمین میں گاڑ دیا اور ان دونوں کے قریب آ بیٹھا۔ مصعب ؓ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں سے مروی ہے کہ اب تک ہم نے قبل اس کے کہ وہ کچھ کہے اس کے چہرے کی چمک اور طبیعت کی نرمی سے اسلام کے آثار نمایاں دیکھے پھر اس نے کہا یہ تو نہایت ہی عمدہ بات ہے۔ اچھا آپ یہ بتائیے کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہونا چاہے تو کیا کرے؟ انہوں نے کہا تم غسل کر کے اپنے کپڑے پاک کرو اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھو اور پھر دو رکعت نماز۔ اسید ؓ اٹھا نہایا

تیزی سے اٹھے، غسل کیا، کپڑے پاک کیے، کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر انہوں نے ان سے کہا کہ میرے پیچھے یہاں ایک اور شخص ہے اگر وہ تمہارے دین میں تمہارے ساتھ ہو جائے تو پھر اس کی قوم والوں میں سے کوئی اس سے پیچھے نہیں رہے گا۔ میں ابھی اس کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔

سعد بن معاذ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

یہ کہہ کر اسید لوٹ گئے اور سعد بن معاذ کے پاس جہاں وہ اپنی قوم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آئے۔ جب سعد بن معاذ نے اسید کو آتے ہوئے دیکھا تو اپنی قوم سے کہا کہ خدا کی قسم اسید کا چہرہ بدلا ہوا ہے وہ کیفیت نہیں ہے جو یہاں سے جاتے ہوئے ان کی تھی وہ بالکل بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ جب وہ پہنچے تو سعد نے ان سے پوچھا کیا ہوا؟ اسید نے کہا میں نے ان دونوں سے بات چیت کی مجھے تو ان دونوں میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی۔ میں نے ان کو منع کیا انہوں نے اقرار کیا کہ ہم تمہارے کہنے کے مطابق ہی عمل کریں گے مگر مجھ سے کہا گیا ہے کہ بنو حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیے نکلے ہیں اور چونکہ اسعد تمہارا خالہ زاد بھائی ہے اس لئے وہ تم کو ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہیں۔ دیکھئے کیا مقصود ہے۔

یہ سنتے ہی سعد غصہ میں اٹھے اور برچھی لے کر بنی حارثہ کی اطلاع کی وجہ سے اسعد کی طرف چلے اور اسید سے کہتے گئے کہ تم سے کچھ بھی نہیں ہو سکا۔ خدا کی قسم پھر خود ہی ان دونوں کی طرف چلا۔ جب اس نے ان دونوں کو اطمینان سے بیٹھا ہوا پایا تو وہ سمجھ گیا کہ اسید نے اس حیلہ سے اس کے پاس بھیجا ہے تاکہ ان کی باتیں سنے۔ سعد کھڑا ہو کر ان کو برا بھلا کہنے لگا۔ پھر اس نے اسعد بن زرارہ سے کہا اے ابو امامہ اگر ہمارا قریبی رشتہ نہ ہوتا تو تم ہرگز اس بات کی جرأت نہ کرتے کہ ایسی بات ہمارے محلہ میں پیش کرتے جو ہم کو ناپسند ہے۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

اسعد نے مصعب سے کہا کہ دیکھو یہ اپنی قوم کا سردار ہے جو اس کے پیچھے ہیں اگر اس نے تمہاری اتباع کی تو پھر کوئی بھی ان میں سے پیچھے نہ رہے گا۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے سعد بن معاذ سے کہا آپ ذرا بیٹھ کر میری بات سن لیجئے اگر پسند آئے تو قبول کیجئے اور اگر ناپسند ہو تو ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔ سعد نے کہا کہ یہ معقول بات ہے۔ یہ کہہ کر برچھی گاڑ دی اور بیٹھ گئے۔ مصعب نے اسلام کو پیش کیا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ہم نے ان کے چہرے کی چمک اور تابش سے اسلام پہچان لیا۔ پھر سعد نے کہا کہ جب تم لوگ اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کیا طریقہ اختیار کرتے ہو؟ انہوں نے کہا غسل کرو اپنے کپڑے پاک کرو اور کلمہ شہادت زبان سے ادا کرو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ سعد اٹھے اور نہائے، کپڑے پاک کیے، کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنا برچھا لیا اور اپنی قوم کی مجلس کی طرف چلے۔ ان کے ساتھ اسید بن حضیر بھی تھے۔ جب ان کی قوم والوں نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے ہیں کہ سعد کا وہ چہرہ نہیں ہے جو یہاں سے لے کر گیا تھا ان کی صورت ہی بدلی ہوئی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے پاس آ کر ان سے پوچھا کہ تم میرے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے افضل ہیں اور رائے میں سب سے اچھے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے میں تمہارے کسی مرد یا عورت سے کلام نہیں کروں گا۔

[illegible] کا قبول اسلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قیمت کے بارے میں ارشاد نبوی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سمجھا جاتا ہے اپنی قوم کی وجہ سے ان کی قدر و عزت و وقعت ہے وہ اپنے وطن میں امن و حفاظت کے ساتھ ہیں مگر اب وہ اس بات پر بالکل تل گئے ہیں کہ تمہارے یہاں آ جائیں اور یہیں سکونت اختیار کر لیں اگر تم سمجھتے ہو کہ جس غرض سے تم نے ان کو دعوت دی ہے اسے پورا کرو گے اور ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کرو گے تو بے شک تم اس بار کو اٹھاؤ ورنہ اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہارے یہاں چلے جانے کے بعد تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے اور ان کی مدد سے دست کش ہو جاؤ گے تو بہتر ہے کہ ابھی وقت ہے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ یہاں بھی اپنی قوم کی وجہ سے وہ معزز ہیں اور اپنے وطن میں بحفاظت و اطمینان رہ رہے ہیں۔

بنو خزرج کی یقین دہانی:

جو کچھ تم نے کہا ہم نے اسے سنا اب آپ رسول اللہ ﷺ فرمائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں کیونکہ آپ جو چاہیں اپنے لیے عہد و پیمان لے سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گفتگو شروع کی پھر قرآن پڑھ کر سنایا اللہ کی دعوت دی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی پھر فرمایا کہ اس شرط پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اس طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ اس پر براء نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو ہادی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنی ازاروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسی شرط پر ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ بخدا ہم اہل حرب اور اہل جماعت ہیں اور یہ فن ہم کو ورثہ میں اپنے بزرگوں سے ملا ہے۔

بارہ نقیب:

براء ابھی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ان کی بات کاٹ کر ابو الہیثم بن تیہان بنو عبدالاشہل کے حلیف نے کہا اے رسول اللہ ﷺ ہمارے اور یہودیوں کے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے ہم اسے قطع کر دینے کے لیے آمادہ ہیں اگر ہم نے ایسا کر دیا اور اللہ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا آپ ہمیں چھوڑ کر پھر اپنی قوم کے پاس چلے آئیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا پھر کہا خون خون ہے بربادی بربادی میں تم سے اور تم مجھ سے ہو جس سے تم لڑو گے میں لڑوں گا جس سے تم صلح کرو گے میں صلح کروں گا۔ پھر آپ نے فرمایا تم اپنے میں سے بارہ نقیب مجھے دو کہ میں ان کو ان کی قوم کی نگرانی اور سیادت کے لیے مقرر کروں چنانچہ انہوں نے بارہ نقیب جن میں نو خزرج اور تین اوس کے تھے انتخاب کر دیے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان نقیبوں سے فرمایا تم اپنی قوم کے معاملوں کے اسی طرح کفیل ہو جس طرح حواری عیسیٰ کے کفیل تھے اور اپنی قوم کا میں کفیل ہوں۔ انہوں نے کہا اچھی بات ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں۔

بیعت عقبہ ثانیہ:

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ سب جماعت رسول اللہ ﷺ کی بیعت کے لیے آمادہ ہو گئی عباس بن عبادہ بن نضلہ انصاری ؓ نے جو بنو سالم بن عوف کے رشتہ دار تھے سب کو مخاطب کر کے کہا تم ان ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ گئے ہو جو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے تم پر عائد ہوں گی انہوں نے کہا ہاں سمجھ گئے۔ اس نے کہا اس بیعت کے یہ معنی ہیں کہ تم کو تمام دنیا سے لڑنا پڑے گا۔ سب تمہارے دشمن ہو جائیں گے تو اگر ان کی حمایت میں کسی مصیبت کی وجہ سے تمہاری تمام دولت برباد ہو گئی اور تمہارے تمام اشراف مارے جائیں اور پھر تم ان کا ساتھ چھوڑ دو تو اس وقت ایسا کرنے سے بہتر ہے کہ اب ہی انکار کر دو کیونکہ اقرار کے بعد عدم ایفاء کی صورت میں دین و دنیا کی رسوائی ہے اور اگر تم ان تمام مصائب کے پیش آنے کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۳

ہجرت

ہجرت مدینہ کی اجازت:

عروہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ سے مکہ لوٹ آئے تو مکہ اور یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدینہ میں بہت سے انصار مسلمان ہو گئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدینہ والے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے لگے تو قریش نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان کو ستائیں اور تنگ کریں چنانچہ انھوں نے انصار کو پکڑ لیا اور دق کرنے لگے۔ ان سے انصار کو بڑی تکلیف اور اذیت ہوئی۔ یہ آخری مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اٹھانی پڑی۔ وہ وقت بڑی مصیبت کے آنے کا ایک وقت جب کہ انھوں نے حبشہ سے واپس آ کر اہل مدینہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتا دیکھا اور اسی وجہ سے ان کو ستایا گیا۔ اس کے بعد مدینہ کے ستر نقیب جو وہاں کے مسلمانوں کے سردار تھے حج کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عقبہ میں آپ کی بیعت کی اور یہ شرط کی کہ ہم اور آپ ایک ہیں اگر آپ یا آپ کے صحابہ میں سے جو ہمارے یہاں چلا آئے گا ہم اس کی اپنی جانوں کی طرح حفاظت اور مدافعت کریں گے انھوں نے آپ سے عہد و پیمان کیے۔ اس وقت پھر قریش نے مسلمانوں پر سختیاں شروع کیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مدینہ جانے کا حکم دے دیا۔ یہ دوسرا فتنہ تھا جس میں آپ نے اپنے صحابہ کو مدینہ بھیجا اور خود آپ بھی مکہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ اسی کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾

"تم ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سب اللہ کے مطیع ہو جائیں۔"

سعد بن عبادہؓ گرفتار:

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم سے مروی ہے کہ قریش عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس گئے اور اس سے وہی کہا جو کعب بن مالک نے بیان کیا ہے۔ اس نے قریش سے کہا یہ تو بڑی بات ہے میں نہیں سمجھتا کہ بغیر میرے میری قوم نے ایسا کیا ہو مجھے اس کی کوئی خبر نہیں۔ اس جواب پر قریش واپس چلے گئے۔ سب لوگ منیٰ سے اپنے اپنے گھر روانہ ہو گئے مگر قریش نے اس خبر کی ٹوہ لگائی تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ خبر سچی تھی۔ اب وہ انصار کے تعاقب میں چلے انھوں نے سعد بن عبادہؓ اور منذر بن عمرو کو جو ساعدہ بن کعب بن خزرج کے بھائی تھے ان کو اذاخر میں جا لیا۔ منذر ان کی گرفت سے نکل گئے مگر سعد کو انھوں نے پکڑ لیا اور ان کے کجاوے کے تسموں سے ان کی مشکیں باندھ کر مارتے لے آئے اور سر کے بالوں سے جو بڑے بڑے تھے کھینچتے ہوئے لے آئے۔

سعد بن عبادہؓ کی رہائی:

سعد سے مروی ہے کہ میں ان کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ قریش کے چند آدمی وہاں آئے ان میں ایک بلند قامت حسین و جمیل گورے رنگ کا مقبول صورت شخص بھی تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر اس ساری جماعت میں کوئی بھی بھلا آدمی ہو سکتا ہے تو یہ ہے

[illegible]

انصار کا قبول اسلام

[illegible]

[illegible]

مسلمانوں کی ہجرت مدینہ

[illegible]

جب نبی ﷺ نے [illegible] آپ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اصحاب [illegible] رسول اللہ ﷺ کی [illegible]۔

کفار کی مجلس مشاورت

قریش نے جب دیکھا کہ آپ کے ملک کے علاوہ دوسرے ملک میں رسول اللہ ﷺ کے [illegible] بھی پیدا ہو گئے ہیں اور [illegible] ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔ [illegible] اب ان کو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ چلے جانے کا خوف [illegible] یہ بات بھی ان کو معلوم ہو گئی [illegible] کا تہیہ کر لیا ہے۔ قریش [illegible] کے لیے ایک [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ان کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کے معاملہ [illegible] دارالندوہ [illegible] ایک بڑے بوڑھے شیخ کی شکل میں [illegible] انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا [illegible] نجد کا ایک شیخ ہوں [illegible] قریش نے کہا [illegible] موجود تھے۔

حضرت محمد ﷺ کے خلاف منصوبے

بنو عبد شمس میں سے ربیعہ کے بیٹے شیبہ اور عتبہ تھے اور ابو سفیان بن حرب تھے۔ بنو نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل تھے۔ بنو عبد الدار بن قصی میں سے نضر بن حارث بن کلدہ [illegible] سے ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام تھے۔ [illegible] ابوجہل بن ہشام [illegible] کے بیٹے نبیہ و منبہ، بنو جمح سے امیہ بن خلف تھا۔ ان کے علاوہ [illegible] اور دوسرے لوگ جمع تھے۔ اب گفتگو شروع ہوئی [illegible] اس شخص کی حالت سے تم سب واقف ہو [illegible] اس بات کا [illegible] ابوالبختری نے کہا [illegible] نجدی شیخ نے کہا [illegible]

اس کی اطلاع ضرور اس کے ساتھیوں کو ہو جائے گی وہ تم پر حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے اور پھر اس طرح تم پر غالب آ جائیں گے کہ تمہارے ہاتھ سے یہ معاملہ نکل جائے گا۔ لہٰذا تم کوئی اور بات سوچو۔ پھر مشورہ ہونے لگا۔ ایک نے کہا ہم اسے یہاں سے نکال کر جلاوطن کیے دیتے ہیں جب وہ یہاں سے چلا جائے گا تو پھر ہمیں اس کی پروا نہیں کہ وہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ ہمیں اس کی اذیت سے فراغت اور اس کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا اور ہمارا معاملہ جیسا سابق میں تھا ویسا ہی ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا خدا کی قسم یہ تمہارے لیے صحیح مشورہ نہیں۔ کیا تم اس کی شیریں کلامی، خوش بیانی اور قلوب کو مسخر کر دینے کی قوت تسخیر سے واقف نہیں ہو اگر تم نے اس بات پر عمل کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے کسی بڑے قبیلے کے پاس جائے گا اور اپنی شیریں بیانی اور شیریں کلامی سے ان کو مسخر کر لے گا اور وہ تمہارے مقابلے پر اس کے ساتھ ہو جائیں گے پھر ان کو ساتھ لے کر تم پر چڑھ آئے گا تم کو پامال کر دے گا تمہاری حکومت چھین لے گا اور پھر جو چاہے گا تم سے سلوک کرے گا۔ اس معاملے پر پھر غور کرو اور کوئی دوسری تجویز سوچو۔

ابوجہل کی تجویز

ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ ایک بات اس کی میری سمجھ میں آئی ہے جس پر اب تک تم میں سے کسی کا خیال نہیں گیا۔ سب نے کہا ہمیں اے ابوالحکم بیان کرو وہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلے میں سے ایک ایک نوجوان مضبوط اور شریف جوان مرد کا انتخاب کر لو پھر ان جوانوں میں سے ہر ایک کو ایک شمشیر براں دے دو یہ جماعت اس کے پاس جائے اور سب مل کر ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیں۔ اس طرح ہم کو اس کی طرف سے چین نصیب ہو جائے گا اور چونکہ ایک جماعت یکبارگی اسے قتل کرے گی اس لیے اس کا قصاص تمام قبائل کے ذمے ہو گا کسی ایک کے ذمے نہ رہے گا اور عبد مناف کی اتنی قدرت نہ ہو گی کہ وہ سب قبیلوں سے لڑیں لامحالہ دیت قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ہم خوشی سے اس کا خون بہا سب کی طرف سے ادا کر دیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا بے شک یہ شخص ٹھیک کہتا ہے اس کی رائے قابل عمل ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات تمہارے لیے مفید نہیں۔ اس تصفیہ پر مجلس برخاست اور منتشر ہوئی۔

حضرت محمد ﷺ کی روانگی:

حضرت جبرئیل نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ آپ آج رات اپنے اس بستر پر جس پر آپ معمولاً استراحت فرماتے ہیں نہ سوئیں۔ چنانچہ جب تہائی رات گزر گئی کفار آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور تاک میں لگے کہ جب آپ سو جائیں تو حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ کفار لگے ہیں انہوں نے علی بن ابی طالب سے کہا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ حضرمی سبز چادر اوڑھ کر سو جاؤ تم کو ان کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ رسول اللہ ﷺ جب سوتے تھے تو یہی چادر اوڑھتے تھے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس قصے میں اس مقام پر بعض راویوں نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب سے یہ بھی کہا کہ اگر ابن ابی قحافہ تمہارے پاس آئے تو اس سے کہہ دینا کہ میں نکل گیا۔ جا کر ہم سے آ ملیں اور مجھے ... بھیجیں ابوبکر کا ایک بیٹا مدینہ کے راستے لے جائے اور ایک اونٹنی میرے لیے خرید لیں یہ جو بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ چلے گئے جو لوگ آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے ان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اللہ نے ان کی نظر پر پردہ ڈال دیا اور آپ ان کے سامنے سے نکل گئے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب قریش سب ہو کر جمع ہوئے تھے ان میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا جب رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر پہنچے تھے ابو جہل نے اس وقت ان سے کہا کہ محمد (ﷺ) کہتے ہیں کہ اگر تم ان کی بات مان کر ان کے پیرو ہو جاؤ تو عرب و عجم کے مالک ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کیے جاؤ گے اور تم کو اردن کے ایسے باغات دیے جائیں گے اور اگر تم ان کی بات نہ مانو گے تو وہ تم کو ذبح کر دیں گے اور مرنے کے بعد تم زندہ کیے جاؤ گے اور پھر تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے آپ ﷺ نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور فرمایا ہاں میں یہ کہتا ہوں اور تو ان میں ایک ہے۔ اللہ نے ان کی نگاہ سے آپ کو اوجھل کر دیا تھا۔

کفار کی ناکامی:

اللہ نے ان کو اندھا کر دیا آپ ان کو نظر نہیں آئے آپ اس مٹی کو ان کے سروں پر ڈالتے اور یہ آیات تلاوت فرماتے جاتے تھے: یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ "یٰسین ۔ قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے معمور ہے یقیناً تم مرسلوں میں ہو اور سیدھے راستے پر ہو" اللہ کے قول: وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ "اور ہم نے ان کے سامنے اور عقب سے ایک دیوار حائل کر دی اور پھر ان پر پردہ ڈال دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ پاتے تھے" جب آپ ان آیات کی تلاوت سے فارغ ہوئے ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا کہ آپ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈال دی ہو پھر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے کسی دوسرے ایسے شخص نے جو ان لوگوں کے ساتھ نہ تھا آکر ان سے کہا کہ تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو انھوں نے کہا محمد (ﷺ) کا۔ اس نے کہا اللہ نے تمہارے منھ پر خاک ڈالی بخدا محمد تمہارے سامنے سے چلے گئے اور انھوں نے تم میں ہر شخص کے سر پر مٹی ڈال دی ہے اور وہ اپنی راہ پر چلے گئے تمہیں کچھ خبر ہے کہ تمہارے سروں پر کیا ہے؟ ہر ایک نے ہاتھ کو سر پر رکھ کر دیکھا اس پر مٹی تھی۔ اب انھوں نے تانک جھانک شروع کی اندر دیکھا کہ علی ؓ رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھے بستر پر سو رہے ہیں کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ محمد ہیں جو اپنی چادر اوڑھے سو رہے ہیں غرض صبح تک اسی طرح انتظار کرتے رہے تا آنکہ علی ؓ بستر پر سے اٹھے اب ان کو معلوم ہوا کہ جو بات ان سے کہی گئی تھی وہ سچ تھی۔

ہجرت سے متعلق آیات قرآنی کا نزول:

اس دن جو قرآن نازل ہوا اس میں یہ تھا: وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ "اور جب کفار نے تمہارے ساتھ یہ چال کی کہ وہ تم کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا خارج البلد کر دیں وہ ہم پر چال چلتے تھے اور اللہ بھی چال کرتا ہے اور وہ بہتر چال چلنے والا ہے" اور اللہ کا یہ قول نازل ہوا: اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ "کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے ہم اس کی موت کا ہمیں انتظار ہے کہہ دو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں"۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابوبکر ؓ علی ؓ کے پاس آئے اور ان سے نبی ﷺ کو دریافت کیا علی ؓ نے کہا وہ غار ثور چلے گئے ہیں تم چاہو تو وہاں ان کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبکر ؓ تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلے اور راستے میں آپ کے ساتھ ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے رات کی تاریکی میں ابوبکر ؓ کی چاپ سنی آپ نے سمجھا کہ کوئی مشرک آ رہا ہے اس لیے آپ قدم بڑھا کر بڑی سرعت سے چلنے لگے جس سے آپ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا اور ایک

[illegible] آپ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ [illegible] ۔ [illegible] اللہ [illegible] آپ [illegible] چلے گئے ۔

کفار مکہ اور حضرت علیؓ

دوسری طرف صبح کے وقت وہ مشرک جو آپ کی تاک میں تھے آپ کے بستر [illegible] قریب ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ [illegible] علیؓ ہیں ۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہارے صاحب [illegible] ان کو [illegible] یہاں سے چلے [illegible] چنانچہ [illegible] اپنے [illegible] آیات نازل ہوئیں

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَ

اللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رفاقت

اب [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اجازت [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ابوبکرؓ [illegible] آپ سے ہجرت جانے کی اجازت [illegible] آپ [illegible] اجازت [illegible] اس وقت بھی ان کو روک دیا اور فرمایا [illegible] مجھے بھی یہاں سے چلے جانے کی [illegible] ابوبکر صدیقؓ نے [illegible] دو اونٹنیاں خرید لی تھیں ۔ جب رسول اللہ ﷺ نے [illegible] امید [illegible] انہوں نے [illegible] رسول اللہ ﷺ کی ہجرت اور رفاقت کے انتظار میں [illegible] ابوبکرؓ نے آپ سے کہا کہ آپ کو امید ہے [illegible] اجازت [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] اس بات [illegible] متعلق [illegible] بیان کیا کہ ایک دن [illegible] وقت ہم اپنے گھر میں تھے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ [illegible] وقت [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے [illegible] اجازت دے دی ہے ۔ ابوبکرؓ نے کہا مجھے بھی رفاقت کا شرف [illegible] آپ [illegible] مجھے [illegible] اونٹنیاں [illegible] جب رسول اللہ ﷺ [illegible] اجازت [illegible] ابوبکرؓ نے ان میں سے ایک آپ کو [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ نے [illegible] قیمتاً لیا ۔

[illegible]

آپ کبھی تشریف نہیں لایا کرتے تھے ابوبکرؓ نے یہ سمجھ لیا کہ ضرور کوئی نئی بات پیش آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت آئے ہیں۔ جب آپ اندر گئے ابوبکرؓ اپنے بستر سے اٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اس وقت میں تھی اور میری بہن اسماء کے علاوہ اور کوئی اندر گھر میں نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ جو لوگ یہاں ہیں ان کو یہاں سے اٹھا دو۔ ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی! یہ تو میری دونوں بیٹیاں ہیں۔ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے سفر اور ہجرت کی اجازت دے دی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا مجھے بھی ہمراہ چلنے کا شرف مرحمت ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ اب تک میں اس بات سے واقف نہ تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی رویا کرتا ہے مگر آج میں نے ابوبکرؓ کو فرط مسرت سے روتے ہوئے دیکھا۔ پھر انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی! یہ میرے دونوں سواری کے اونٹ ہیں ان کو میں نے اسی کام کے لیے پہلے سے مہیا کر رکھا تھا پھر انہوں نے عبداللہ بن ارقط کو جو بنی الدیل بن بکر سے تعلق رکھتا تھا اور جس کی ماں بنی سہم بن عمرو کی تھی اور اب تک وہ مشرک تھا۔ راہبری کے لیے اجرت پر مقرر کر لیا اور وہ دونوں اونٹ اس کے سپرد کر دیے وہ وقت معہود تک اس کے پاس رہے جہاں تک مجھے معلوم ہے رسول اللہ ﷺ کی اس روانگی سے سوائے علی بن ابی طالبؓ، ابوبکرؓ اور آل ابوبکرؓ کے اور کوئی واقف نہ تھا۔ علی بن ابی طالبؓ کو خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی روانگی سے مطلع کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم میرے بعد مکہ میں ٹھہرو اور لوگوں کی جو جو امانتیں میرے پاس ہیں وہ ان کو دے دو۔ مکہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس کوئی قابل حفاظت شے ہو اور اس نے اسے رسول اللہ ﷺ کی امانت اور دیانت کی وجہ سے آپ کے پاس نہ رکھوا دیا ہو۔

گرفتاری پر انعام کا اعلان:

جب آپ نے روانگی کا پورا ارادہ کر لیا آپ ابوبکر بن ابی قحافہؓ کے پاس آئے اور یہاں سے دونوں ایک روشندان میں سے جو ابوبکرؓ کے گھر کی پشت پر تھا نکل کر جبل ثور کے غار کی طرف چلے جو مکہ کے زیریں حصہ میں واقع ہے اور اس میں چلے آئے۔ ابوبکرؓ اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکرؓ کو ہدایت کر گئے تھے کہ سارے دن وہ مکہ میں ان کے متعلق لوگوں کی چہ میگوئیاں سنے اور رات میں ان کے پاس آ کر ان تمام روز کی اطلاعات سے بیان کر دے۔ ابوبکرؓ نے عامر بن فہیرہؓ اپنے مولیٰ کو حکم دیا تھا کہ دن بھر وہ ان کی بکریاں چرائے اور رات کو ان کے پاس غار میں لے آیا کرے۔ ان کے علاوہ اسماءؓ بھی ان کے لائق کھانا پکا کر شام کو ان کے پاس لے جاتی تھیں۔ تین دن رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ غار میں رہے۔ جب قریش نے آپ کو مکہ میں نہ پایا تو سب پریشان ہو گئے اور انہوں نے سو اونٹ اس شخص کے لیے انعام مقرر کیا جو آپ کو پھر ان کے پاس لے آئے۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ:

عبداللہ بن ابی بکرؓ قریش کے ساتھ دن بھر رہتے تھے اور وہ جو مشورہ وہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ کے متعلق کرتے اسے سنتے اور شام کو جبل ثور جا کر ان کو اس کی اطلاع کر دیتے۔ عامر بن فہیرہؓ ابوبکرؓ کے مولیٰ سارے دن اہل مکہ کے گلوں کے ساتھ اپنا گلہ چراتے اور رات کو اسے ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتے یہ ان کا دودھ دوہتے اور ان میں سے ذبح کر لیتے۔ علی الصباح جب عبداللہ بن ابی بکرؓ غار سے نکل چلتے تو عامر بن فہیرہؓ بھی گلہ لے کر ساتھ ہو لیتے تاکہ ان کی نقل و حرکت پر کسی کو شبہ نہ ہونے پائے۔ جب تین دن گزر گئے اور لوگوں نے آپ کا پیچھا چھوڑ دیا آپ کا اجرت والا دونوں اونٹ لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔

ذات النطاقین کا لقب:

حضرت اسماءؓ جب توشہ دان لے کر آئیں تو انہیں یاد آیا کہ اس کے باندھنے کی رسی بھول گئیں۔ جب یہ دونوں حضرات چلنے لگے تو یہ توشہ دان لٹکانے کے لیے انہیں کوئی رسی نہیں ملی۔ تب انہوں نے اپنا کمر بند کھولا اور اسے رسی بنا کر توشہ دان کو باندھ دیا اسی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔

اونٹ کی خریداری:

جب ابوبکرؓ دونوں اونٹنیاں آپ کے قریب لے گئے تو ان میں سے اچھی اونٹنی آپ کی سواری کے لیے پیش کی اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اس پر سوار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسے اونٹ پر سواری نہیں کرتا جو میرا نہ ہو۔ ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ آپ ہی کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن جس قیمت پر تم نے اسے خریدا ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا اس قیمت پر میں نے اسے خرید لیا۔ ابوبکرؓ نے کہا بہتر ہے آپ کا ہوا۔ اب دونوں حضرات سوار ہو کر چل دیے۔ ابوبکرؓ نے اپنے مولیٰ عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھا لیا تاکہ راستہ میں ان کی خدمت کرے۔

حضرت اسماءؓ اور ابوجہل:

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ گھر سے چلے گئے تو قریش کے کچھ لوگ جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا ہمارے یہاں آئے اور دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ میں باہر نکل کر ان کے پاس آئی انہوں نے پوچھا تمہارا باپ ابوبکرؓ کہاں ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ کہاں ہیں۔ اس پر ابوجہل نے جو بہت ہی خبیث اور بدخلق تھا ہاتھ اٹھا کر اس زور سے طمانچہ میرے گال پر مارا کہ میرے کان کی بالی گر پڑی۔ اس کے بعد وہ سب چلے گئے۔ تین دن تک ہمیں معلوم نہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں گئے ہیں پھر مکہ کے نشیب سے ایک جن آیا جو عرب کے اشعار گا رہا تھا لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کی آواز سنتے تھے مگر اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اسی طرح وہ ان اشعار کو گاتا ہوا مکہ کی بالائی سمت سے گزر گیا۔

جزى الله رب الناس خير جزائه   رفيقين قالا خيمتي أم معبد

ترجمہ: "اللہ ان دونوں ساتھیوں کو بہترین جزا دے جنہوں نے ام معبد کے خیموں میں قیلولہ کیا۔"

هما نزلاها بالهدى واهتدت به   فأفلح من أمسى رفيق محمد

ترجمہ: "وہ دونوں ہدایت کے ساتھ اترے اور چل دیے اور جس شخص نے محمد ﷺ کی رفاقت اختیار کی وہ کامیاب ہو گیا۔"

ليهن بني كعب مكان فتاتهم   ومقعدها للمؤمنين بمرصد

ترجمہ: "بنو کعب کو مبارک ہو کہ ان کی عورت مومنین کی حفاظت کے لیے گھات میں بیٹھی۔"

ان اشعار سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے ہیں۔ اس سفر میں چار صاحب تھے رسول اللہ ﷺ، ابوبکرؓ، عامر بن فہیرہؓ اور عبداللہ بن ارقط ان کا رہبر۔

ابوالحسن بن محمد کی روایت:

عبدالحمید بن ابی عبس بن محمد بن جبر اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ قریش نے جبل ابو قبیس پر کسی کو یہ شعر پڑھتے سنا:

فإن يسلم السعدان يصبح محمد   بمكة لا يخشى خلاف المخالف

ترجمہ: ''اگر دونوں سعد مسلمان ہو گئے تو محمد (ﷺ) مکہ میں بلاخوف مخالف آ جائیں گے''۔

صبح کو ابوسفیان نے پوچھا سعدوں سے کون سعد مراد ہیں سعد بکر، سعد تمیم یا سعد ہذیم؟ دوسری شب میں پکارنے والوں نے اسی پہاڑ سے یہ اشعار سنے۔

فیا سعد سعد الاوس کن انت ناصرا ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف

ترجمہ: ''اے قبیلہ اوس کے سعد تو اور بہادر خزرجیوں کے سعد تو ان کا مددگار بن''۔

اجیبا الی داعی الهدی و تمنیا علی اللّٰه فی الفردوس منیة عارف

ترجمہ: ''تم دونوں داعی ہدایت کو لبیک کہو اور ایک عارف کی طرح فردوس میں اللہ کے دیدار کی امید رکھو''۔

فان ثواب اللّٰه للطالب الهدی جنان من الفردوس ذات رفارف

ترجمہ: ''اور بے شک طالب ہدایت کے لیے اللہ کی طرف سے باغ فردوس ہے جس میں رفرف ہیں''۔

صبح کو ابوسفیان نے کہا ان سعدوں سے مراد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن ٹھیک دوپہر کے وقت کہ زوال شروع ہونے والا تھا آپ کا راہبر آپ کو قبا میں بنو عمرو بن عوف کے پاس لے کر پہنچ گیا۔

حضرت محمد ﷺ کی قبا میں آمد:

صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہو گئے ہیں ہم آپ کے قدوم کے منتظر تھے صبح کی نماز پڑھ کر بہت دن چڑھے تک ہم آپ کے استقبال کے لیے باہر جاتے تھے اور جب تک زوال شروع نہیں ہوتا تھا وہاں سے ہٹتے نہ تھے چونکہ یہ زمانہ نہایت شدید گرمی کا تھا اس وجہ سے جب کہیں سایہ نہ رہتا تو مجبوراً گھروں کے اندر چلے آتے جس روز آپ مدینہ آئے ہیں ہم حسب عادت آپ کے انتظار میں آبادی سے باہر بیٹھے تھے مگر جب کہیں سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں چلے آئے تھے۔ ہمارے آتے ہی رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے سب سے پہلے ایک یہودی نے جو روزانہ ہمیں آپ کے انتظار میں جاتا دیکھا کرتا تھا آپ کو دیکھا اس نے فوراً بہت بلند آواز سے کہا اے بنی قیلہ لو یہ تمہارے نبی آ گئے۔ ہم فوراً آپ کی خدمت میں آئے آپ ایک کھجور کے سایہ میں تشریف رکھے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے ہم عمر ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم میں زیادہ تر ایسے اصحاب تھے جنہوں نے اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہی نہ تھا لوگوں کا اژدہام ہو گیا پہلے ان میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میں تمیز نہ کر سکے البتہ جب آپ پر سے درخت کا سایہ جاتا رہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اپنی چادر آپ پر تان دی۔ اب ہم نے آپ کو شناخت کر لیا۔

قبا میں قیام:

بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف کے عزیز کلثوم بن ہدم کے پاس جو ان کے خاندان بنو عبید سے تھے فروکش ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ سعد بن خیثمہ کے پاس فروکش ہوئے جو لوگ آپ کے کلثوم کے پاس ٹھہرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں سے ملنے کے لیے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جلوہ فرما ہوتے تھے اور یہ اس لیے کہ چونکہ یہ کنوارے تھے ان کی بیوی نہ تھی اور اسی لیے مہاجرین صحابہ میں جو لوگ غیر متاہل تھے وہ سب انہیں کے یہاں ٹھہرتے تھے اسی وجہ سے ان کے گھر کو لوگ کنواروں کا گھر کہنے لگے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں کون سا بیان درست ہے ہم نے دونوں سنے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ کو روانگی

ابو محمد حبیب بن ثابت کی روایت ہے کہ بنو عمرو بن عوف کے فرزند کے پاس ہم قوم قبا میں فروکش ہوئے۔ ایک صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ بنی الحارث بن الخزرج کے فرزند حبیب بن زید بن ثعلبہ کے یہاں فروکش ہوئے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تین شبانہ روز مکہ میں ٹھہرے ...... یہ اور جب الامین۔ تاکہ لوگوں کی تمام امانتیں وہ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس رکھوائی گئی تھیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور آپ ہی کے ساتھ کلثوم بن ہدم کے یہاں ٹھہرے۔ خود علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک رات یاد ہے قبا میں ایک مسلمان عورت کے یہاں جس کا شوہر نہ تھا مقیم ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آدھی رات میں آ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ عورت باہر جاتی ہے اور وہ شخص اس عورت کو کوئی چیز جو وہ ساتھ لاتا ہے دے دیتا ہے میرے دل میں اس کی طرف سے شبہ ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا اے اللہ کی بندی یہ کون شخص ہے جو ہر رات آ کر تمہارا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تم باہر جاتی ہو اور وہ کچھ تم کو دے جاتا ہے میں واقف نہیں ہوں کہ وہ کون ہے تم مسلمان ہو اور تمہارا شوہر ہے یا نہیں۔ اس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واہب ہے اسے معلوم ہے کہ میرا کوئی نہیں ہے یہ رات میں اپنی قوم کے بتوں کے پاس جاتا ہے ان کو توڑ کر مجھے دے جاتا ہے کہ ان کو ایندھن کی طرح جلاؤں۔ جب سہل بن حنیف عراق میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس انتقال ہو گیا تو وہ اس کی یہ بات تذکرۃً بیان کرتے تھے۔

قبا میں پہلی مسجد کی تعمیر

رسول اللہ ﷺ قبا میں بنو عمرو بن عوف کے یہاں دو شنبہ، منگل، بدھ اور جمعرات مقیم رہے یہیں آپ نے ان کی مسجد کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے دن اللہ کے حکم سے آپ ان کے یہاں سے چل دیے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زیادہ ان کے یہاں قیام کیا ہے واللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف دو شب قیام فرمایا۔

بعثت کے بعد زمانۂ قیام مکہ:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ سلف کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نبی ہونے کے بعد آپ نے کتنے زمانے تک مکہ میں قیام فرمایا۔ بعض نے اس مدت کو دس سال بیان کیا ہے جو اس کے قائل ہیں ان کے پاس یہ احادیث ہیں

قیام کے دس سال کے متعلق روایتیں:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی کہ آپ کو نبوت ملی اور پھر آپ دس سال مکہ میں قیام فرما رہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دس برس تک مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا رہا۔ سعید بن المسیب سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر تینتالیس سال تھی جب آپ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر دس سال آپ نے مکہ میں اقامت فرمائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تینتالیس برس کی عمر میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر آپ نے مکہ میں دس سال اقامت فرمائی۔ عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ بعثت کے دس سال کے بعد آپ نے ہجرت فرمائی۔

تیرہ سال قیام کے متعلق روایتیں:

ان کے علاوہ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ نبوت کے بعد آپ نے تیرہ سال مکہ میں قیام فرمایا ہے۔ اس کے متعلق بھی ابن

[illegible]

[illegible]

پندرہ سال قیام کے متعلق روایتیں

[illegible]

[illegible] ثوى في قريش خمس عشرة حجة [illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

عامر کی روایت

[illegible]

ابو جعفر کی روایت:

[illegible]

جب کہ تین سال تک اسرافیل آپ کے ساتھ رہے۔ پھر جبرائیل آنے لگے تو آپ کی نبوت کا ظہور ہو گیا۔ مذکورہ بالا دونوں بیانوں کے علاوہ قتادہ ابن دعامہ سے مروی ہے کہ آٹھ سال تک مکہ میں آپ پر قرآن نازل ہوا اور دس سال ہجرت کے بعد۔ حسن کہا کرتے تھے کہ دس سال تک مکہ میں اور دس سال مدینہ میں آپ پر قرآن نازل ہوا۔

سنہ ہجری کی ابتداء

مدینہ آکر رسول اللہ ﷺ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا: ابن شہاب سے مروی ہے کہ مدینہ آکر آپ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ آپ ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ پہلے تاریخ آپ کے قدوم سے ایک ماہ دو ماہ سال تک جوڑی جاتی تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے عمر بن الخطاب نے تاریخ کا حکم دیا ہے اس کے متعلق جو اخبار آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

سنہ کے متعلق مختلف آراء

شعبی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے عمر بن الخطاب کو لکھا کہ آپ کے جو مراسلے ہمارے پاس آتے ہیں ان میں تاریخ نہیں ہوتی۔ عمر نے لوگوں کو مشورہ کے لیے جمع کیا بعض نے کہا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے تاریخ شروع ہو بعض نے کہا آپ کی ہجرت سے عمر بن الخطاب نے کہا کہ آپ کی ہجرت سے ابتدا بہتر ہو گی کیونکہ آپ کی ہجرت نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

میمون بن مہران کی روایت:

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب کے پاس ایک چک پیش کیا گیا جو شعبان میں واجب الادا تھا۔ آپ نے پوچھا کون سا شعبان؟ جو اب ہے یا آئندہ آنے والا؟ پھر آپ نے صحابہ سے کہا کہ کوئی وقت ایسا مقرر کرو جس سے لوگ دین دیتے جان لیں اس پر بعض نے کہا کہ رومیوں کا سنہ اختیار کر لینا چاہیے مگر لوگوں نے کہا کہ وہ تو ذوالقرنین سے شروع کرتے ہیں اور یہ بہت طویل ہو گا بعض نے فارسی سنہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ اس پر کہا گیا کہ ان کا دستور یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے اس سے قبل کا زمانہ ترک کر دیا جاتا ہے۔ تب سب کی رائے یہ ہوئی کہ دیکھا جائے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں کتنی مدت قیام فرمایا ہے۔ معلوم ہوا دس سال چنانچہ اب رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے سنہ تاریخ مقرر کر دیا گیا۔

محمد بن سیرین کی روایت:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر بن الخطاب سے کہا تاریخ مقرر کیجیے۔ انہوں نے کہا کیا کروں؟ اس نے کہا عجم اپنی تحریروں میں لکھا کرتے ہیں کہ فلاں ماہ فلاں سنہ۔ آپ نے کہا یہ اچھا طریقہ ہے تم بھی تاریخ لکھا کرو۔ لوگوں نے پوچھا کس سنہ سے شروع کریں۔ بعض نے کہا آپ کی بعثت سے بعض نے کہا آپ کی وفات سے مگر پھر سب کا اس پر اجماع ہوا کہ ہجرت سے ابتداء ہو۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کس مہینے سے ابتدا کی جائے۔ بعض نے کہا رمضان سے دوسروں نے کہا محرم مناسب ہے کیونکہ اس مہینے میں لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس آتے ہیں اور ماہ حرام بھی ہے۔ چنانچہ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ محرم سے ابتداء کی جائے۔

سہل بن سعد کی روایت:

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ لوگوں نے نہ تو شمار اور حساب رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے شروع کیا اور نہ آپ کی وفات سے بلکہ آپ کے مدینہ تشریف لانے کے وقت سے ابتدا کی۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جس سال رسول اللہ ﷺ مدینہ

تو یہ مانا کہ تاریخ ہجری کی ابتداء اسی ماہ سے ہو۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی ماہ محرم کی بھی روایت ہے۔ عثمان بن محصن سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ والفجر ولیال عشر کی تفسیر میں کہتے تھے کہ فجر سے مراد محرم ہے کیونکہ یہ مہینہ سال کا فجر ہے۔ عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ محرم اللہ عزوجل کا مہینہ ہے یہ سال کا سرا ہے اسی ماہ میں بیت اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے اس سے تاریخ کی ابتداء ہوتی ہے۔ اس میں چاندی مسکوک کی جاتی ہے۔ اسی مہینے میں وہ دن ہے جس میں ایک قوم نے اللہ کی جناب میں توبہ کی تھی اور اللہ عزوجل نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے خطوں پر یعلیٰ ابن امیہ نے جو یمن میں تھے تاریخ لکھی رسول اللہ ﷺ ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے اور لوگوں نے شروع سال سے تاریخ لکھی۔

عرب میں سنہ تاریخ کی ابتداء:

زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ لوگ کعبہ کی بنا سے قبل جو ہوا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے وقت سے تاریخ کا حساب کرتے تھے۔ پھر جب اسماعیل علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا تو اسماعیل علیہ السلام تعمیر کعبہ سے تاریخ کا حساب کرنے لگے البتہ جب یہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہونے لگے تو جو قبیلہ تہامہ سے باہر ہو جاتا تو وہ اپنی اس علیحدگی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا اور بنو اسماعیل میں سے جو لوگ تہامہ میں رہ جاتے تھے وہ سعد، نہد اور جہینہ بنو زید کے تہامہ سے خروج کے ان سے تاریخ کا حساب لگاتے۔ یہ طریقہ کعب بن لؤی کی موت تک جاری رہا اس کے بعد پھر بنی اسماعیل نے واقعہ فیل تک کعب کی موت سے تاریخ مقرر کی واقعہ فیل کے بعد اس سے تاریخ کا شمار ہونے لگا۔ یہ طریقہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک جاری رہا پھر انہوں نے ۱۷ یا ۱۸ ہجری میں واقعہ ہجرت سے تاریخ مقرر کی۔

سعید بن المسیب بیان کرتے تھے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سب کو جمع کر کے پوچھا کس دن سے تاریخ لکھی جائے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا جس روز رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور سرزمین شرک کو خیرباد کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کو قبول کر لیا۔

تاریخ کی ابتداء کرنے کا طریقہ:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بنو اسماعیل کی تاریخ نویسی کے متعلق جو بیان اوپر گزرا ہے یہ صحت سے کچھ دور نہیں ہے کیونکہ ان میں یہ دستور نہ تھا کہ سب کے سب کسی مشہور واقعہ سے تاریخ لکھتے ہوں بلکہ ان میں سے بعض لوگ کسی قحط یا خشک سالی سے جو ان کے ملک کے کسی حصہ پر گزرتی، رونما ہوتی تاریخ کی ابتداء کرتے تھے یا کسی عامل سے جو ان پر متعین ہوا۔ اور باقی قوم میں جو واقعہ پیش آتا اور اس کی شہرت ہو جاتی اس سے تاریخ کا حساب شروع کر دیتے۔ اس بات پر ان کے شعراء کے اقوال شاہد ہیں۔ اگر کوئی خاص واقعہ تاریخ کے لیے ان میں عام طور پر مقبول ہو جاتا تو یہ اختلافات کیوں ہوتے۔ ربیع بن ضبع فزاری کہتا ہے۔

ہا انذا امل الخلود وقد ادرک عقلی و مولدی حجرا

ترجمہ: ”کیا اب میں ہمیشہ دوام کی توقع رکھوں جب کہ میری عقل خرف ہو گئی ہے اور میں حجر کے زمانے کی پیدائش ہوں“۔

ابا امری القیس ہل سمعت بہ ہیہات ہیہات طال ذا عمرا

ترجمہ: ”یا امری القیس کا باپ تھا تم نے اس کا نام سنا ہے دیکھو کہ میری عمر کتنی طویل ہوئی“۔

اس شاعر نے اپنی عمر کا حساب امری القیس کے باپ حجر سے لگایا ہے۔ اسی طرح نابغہ جعدی کہتا ہے

فمن يك سائلاً عني فإني من الفتيان أيام الخنان

ترجمہ: ''جو میری عمر دریافت کرنا چاہے اسے معلوم ہو کہ میں عام مرض پھیلنے کے زمانے کے جوانوں میں سے ہوں''۔

اس شعر میں نابغہ نے اپنی عمر کا حساب اس مرض سے لگایا ہے جو ان میں عام طور پر پھیلا تھا۔ نیز ایک اور شاعر کہتا ہے۔

وما هي إلا في إزار وعلقة مغار ابن همام على حي خثعما

ترجمہ: ''جب ابن ہمام نے قبیلہ خثعم پر غارت گری کی ہے اس وقت وہ بالکل ازار اور علقہ پہنے ہوئی تھی''

ان سب شعراء نے جن کے اشعار نقل کیے گئے ہیں اپنے اپنے شعروں میں اپنے قریب زمانے کے کسی خاص یا مشہور واقعہ سے تاریخ بیان کی ہے اور ان سب نے ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ واقعات کو اپنی تاریخ کے لیے اختیار کیا ہے۔ اگر ان میں کوئی خاص اور مشہور تاریخ کا حساب ہوتا جس طرح کہ اب مسلمانوں میں یا دوسرے اور تمام اقوام میں رائج ہے تو ان میں یہ اختلافات نہ ہوتے مگر بات وہی ہے جو ہم نے بیان کر دی۔ البتہ عربوں میں صرف قریش ایسے تھے جو ہجرت نبوی سے پہلے واقعہ فیل سے تاریخ شمار کرتے تھے اور یہ وہی سنہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ واقعہ فیل اور واقعہ فجار کے درمیان بیس سال گزرے اور فجار اور بنائے کعبہ کے درمیان پندرہ سال اور بنائے کعبہ اور بعثت کے درمیان پانچ سال گزرے تھے۔

چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملی۔ پہلے تین سال قبل اس کے کہ آپ کو دعوت اور اپنے دین کے اظہار کا حکم دیا جاتا اسرافیل آپ کے پاس آتے رہے۔ تین سال کے بعد جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبوت کا پیام آپ کو دیا اور حکم دیا کہ آپ اللہ کی طرف لوگوں کو علانیہ طور پر دعوت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم تو پوری اور دس سال تک مکہ میں رہ کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ اس کے بعد نبوت کے چودھویں برس ربیع الاول میں آپ ہجرت کر کے مدینہ گئے۔ آپ دوشنبہ کے دن مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ تشریف لائے۔

دوشنبہ کی اہمیت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن نبی ﷺ پیدا ہوئے۔ دوشنبہ کے دن آپ کو نبوت ملی۔ دوشنبہ کے دن آپ نے حجر اسود اٹھایا۔ دوشنبہ کے دن ہجرت کے لیے مکہ سے چلے۔ دوشنبہ ہی کے دن آپ کی وفات ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن مدینہ تشریف لائے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ تاریخ کے متعلق مسلمانوں کے طرز عمل کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اب اگر ان کی تاریخ کی ابتدا ہجرت سے ہوئی تو انہوں نے گویا رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے دو ماہ بارہ دن قبل یعنی محرم سے جو سال کا پہلا مہینہ ہے تاریخ کی ابتدا کی ہے کیونکہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق آپ ربیع الاول کی ۱۲ کو مدینہ آئے ہیں۔ اس روز سے نہیں بلکہ سال کے شروع سے تاریخ مقرر کی گئی۔

* * *

باب ۴

حضرت محمد ﷺ کی مدنی زندگی ۱ھ

پہلا جمعہ:

ہم نبی ﷺ کے مدینہ آنے کے وقت اور یہ کہ وہ کہاں اور کس کے پاس مقیم رہے اور پھر وہاں سے کوچ کر کے مدینہ چلے آنے بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم اس سال سے جو ہجرت کا پہلا سال ہے بقیہ واقعات بیان کرتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے تمام صحابہ ؓ کو جمعہ میں جمع کیا یعنی آپ قبا سے مدینہ آنے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ بنو سالم بن عوف کے پاس ان کی ایک وادی کے بطن میں پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت آ گیا۔ اس مقام پر اس روز ایک مسجد بنا لی گئی اور یہ اسلام میں پہلا جمعہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا۔ آپ نے اس جمعہ میں خطبہ بھی دیا اور یہی پہلا خطبہ ہے جو آپ نے مدینہ میں دیا ہے۔

مدینہ میں آنحضرت ﷺ کا پہلا خطبہ:

وہ خطبہ یہ ہے: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں اس سے مدد مانگتا ہوں اس سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اس پر ایمان رکھتا ہوں اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا منکر ہے اس سے اپنی عداوت کا اعلان کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے جسے اس نے ہدایت، روشنی اور موعظت دے کر بندوں کی طرف ان کے لیے مبعوث فرمایا کہ بہت مدت سے انبیاء کا آنا رک گیا تھا اور علم کم ہو گیا تھا اور گمراہی کا دور دورہ ہو گیا تھا اور اس لیے کہ اب زمانہ ختم ہو رہا ہے آخرت کی گھڑی آ گئی ہے اور وقت قریب آ پہنچا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا، حد سے تجاوز ہو گیا اور بہت دور غلط راستے پر چلا گیا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو یہ بہترین مشورہ ہے جو ایک مسلم دوسرے مسلم کو دے سکتا ہے کہ وہ اسے آخرت کے لیے عمل نیک پر آمادہ کرے اور اللہ کے خوف کو ہر وقت پیش نظر رکھنے کا حکم دے۔ پس تم اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس نے اپنے سے ڈرایا ہے اس سے بہتر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ مشورہ اور نہ ذکر۔ یاد رکھو کہ متقی وہ ہیں کہ تم صدق نیت سے آخرت کے لیے اللہ کے خوف کو پیش نظر رکھ کر نیک اعمال کرو اور جو شخص ظاہر و باطن میں حسن نیت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے لیے عمل کرے گا انشاء اللہ دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جب کہ اس کے خلاف عمل کرنے والا چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے برے عمل کے درمیان مسافت بعیدہ حائل ہوتی۔ اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے قسم ہے اس ذات کی جس کا قول صادق ہے جو اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے اور خلاف وعدہ نہیں کرتا وہ فرماتا ہے: ما یبدل القول لدی و ما انا بظلام للعبید. ''ہمارے پاس وعدہ خلافی نہیں ہوتی اور ہم ہرگز بندوں پر ظلم نہیں کرتے'' ظاہر و باطن اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو اس سے ڈرتا رہے گا وہ اس کی برائیوں کے اثر سے اس شخص کو محفوظ رکھے گا اور اسے بڑا اجر دے گا۔ جو اللہ سے ڈرتا رہا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ اللہ کا خوف اس کی دشمنی عقوبت اور ناراضگی سے بچاتا ہے اللہ کے خوف سے چہرے نورانی ہو جاتے ہیں۔ رب راضی ہوتا ہے اور مرتبہ بلند ہوتا ہے اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور اللہ کے خوف کے مقابلہ میں حد سے تجاوز نہ کرو اللہ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور

تمہارے لیے اپنا راستہ واضح کر دیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے لہٰذا جیسا احسان اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے ویسا ہی تم بھی کرو اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھو اور اللہ کی راہ میں جیسا کہ اس کا حق ہے جہاد کرو۔ اسی نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تمہارا مسلمان نام رکھا ہے تاکہ جو ہلاک ہو وہ حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ حجت کے ساتھ زندہ رہے تمام قوت صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اللہ کو بہت یاد کرو اور آخرت کے لیے عمل کرو کیونکہ جو شخص اللہ سے اپنی بات درست رکھتا ہے تو جو معاملہ اس کے اور لوگوں کے درمیان ہے اسے اللہ درست کر دے گا اللہ کا فیصلہ لوگوں پر چلتا ہے ان کی کوئی بات اس پر نہیں چلتی اور وہ تمام لوگوں کا مالک ہے مگر لوگ اس کے مالک نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام قوت صرف اللہ بزرگ و برتر کو حاصل ہے۔

ناقہ رسول ﷺ:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ آپ نے اس کی مہار چھوڑ دی۔ جس انصاری کے گھر سے وہ گزرتی لوگ آپ کو اپنے یہاں فروکش ہونے کی دعوت دیتے اور عرض کرتے کہ آپ ہمارے پاس فروکش ہوں ہماری تعداد بھی زیادہ ہے اور ہر طرح کی آسائش اور سامان راحت مہیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے اس کی مہار چھوڑ دو یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے وہ اونٹنی اس مقام پر آئی جہاں اب مسجد نبوی ہے اور مسجد کا جہاں اب دروازہ ہے وہاں بیٹھ گئی اور اس وقت وہ جگہ کھلیان تھا یہ مسطح تھا جو کھجوریں سکھانے کے کام آتا تھا دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی جو عمرو کے بیٹے اور بنی غنم بن مالک بن النجار کے تھے اور معاذ بن عفراء کی تولیت میں زیر پرورش تھے ملکیت تھی۔ اونٹنی بیٹھ گئی مگر رسول اللہ ﷺ اب بھی اس پر سے نہیں اترے پھر وہ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چلی مگر اس وقت اس کی مہار بالکل چھوڑی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے نہیں موڑا بلکہ وہ خود ہی مڑ کر پھر اسی جگہ جہاں پہلے آ کر بیٹھی تھی واپس آئی اور بیٹھ گئی اور اس نے اپنے دونوں پچھلے پاؤں بھی جما دیے۔ تب رسول اللہ ﷺ اترے۔ ابو ایوب نے آپ کا بھی سامان اٹھا لیا اور اسے اپنے گھر میں رکھا۔ تمام انصار نے آپ سے اپنے یہاں قیام کی استدعا کی مگر آپ نے کہا کہ آدمی وہیں جہاں اس کا کجاوہ ہو۔ اس طرح آپ ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب کے پاس بنو غنم بن النجار میں فروکش ہو گئے۔

مسجد نبوی:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ اونٹوں کا باڑہ کس کا ہے؟ معاذ بن عفراء نے آپ سے کہا کہ یہ دو یتیموں کا ہے جو میرے زیر تربیت ہیں میں ان کو راضی کر لوں گا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مسجد بنائی جائے اور آپ اپنی مسجد اور مکانات کے بننے تک ابو ایوب کے پاس مہمان رہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کی زمین کو آپ نے خریدا اور پھر مسجد بنائی مگر ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد نبوی کی زمین بنو النجار کی تھی اس میں کھجور کے درخت کھیتی اور کچھ قبریں زمانہ جاہلیت کی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ قیمت لے کر یہ جگہ مجھے دے دی جائے۔ انہوں نے کہا سوائے اللہ کی خوشنودی کے ہم اس کی کوئی قیمت نہیں چاہتے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور قطع کر دی جائیں۔ چنانچہ کھجور کاٹ دی گئیں کھیتی برابر کر دی گئی اور قبروں کو اکھاڑ دیا گیا۔ مسجد کی تعمیر سے قبل رسول اللہ ﷺ بکریوں کے باڑوں میں یا جہاں نماز کا وقت آ جاتا وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اب مسجد کی تعمیر کا کام خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذمہ لیا اور آپ کے تمام اصحاب مہاجرین اور انصار نے ہاتھ بٹایا۔

اسعد بن زرارہ کی وفات:

اسی سال مسجد قبا بنائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے کلثوم بن الہدم آپ کے مکان کے مالک کا انتقال ہوا۔ آپ کے مدینہ آنے کے بعد تھوڑے ہی دنوں میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سال ابو امامہ اسعد بن زرارہ نے وفات پائی۔ ابھی رسول اللہ ﷺ مسجد کی تعمیر سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ان کو حلق کی خناق اور دم گھٹنے کے سبب سے پانی تک نہیں ہو سکے تھے کہ ابو امامہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو امامہ کی موت بہت ہی بری ہوئی۔ یہود اور عرب کے منافق کہتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو ان کا آدمی نہ مرتا۔ حالانکہ اللہ کے یہاں نہ اپنے لیے اور نہ اپنے ساتھی کے لیے میری کچھ نہیں چلتی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ کو کانٹوں سے داغ دیا۔

بنو النجار کے نقیب:

عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کے مرنے کے بعد بنو النجار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ ابو امامہ ان کا نقیب تھا اور وہ فوت ہو گئے تو آپ کو معلوم ہے کہ اس شخص کی عزت ہم میں کیا تھی۔ آپ ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر فرما دیں تاکہ جو خدمات وہ انجام دیتا تھا ہمارے لیے انجام دینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میرے ننھیالی رشتہ دار ہو میں تم میں سے ہوں اور اب میں تمہارا نقیب بن جاتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ آپ ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیں۔ یہی بنو النجار اس بات کو بھی اپنے اور قبیلوں کے سامنے فخر سے بیان کرتے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کے نقیب ہیں۔ اسی سال ابو احیحہ نے طائف میں اپنی جائداد میں انتقال کیا اور ولید بن المغیرہ اور عاص بن وائل السہمی نے مکہ میں انتقال کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ:

اسی سال بعض راویوں کے بیان کے مطابق مدینہ آنے کے آٹھ ماہ بعد ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب باش ہوئے بعض راویوں نے کہا ہے کہ مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد ماہ شوال میں رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب باش ہوئے۔ ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا تھا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔ سات سال بھی بیان کی گئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل:

عبداللہ بن صفوان اور ایک اور صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ عائشہ نے پوچھا کیا تم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ام المومنین! عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ نے مجھ کو خصوصیات ایسی عطا فرمائی ہیں جو کسی اور عورت کو نصیب نہیں ہوئیں البتہ اللہ نے حضرت مریم بنت عمران کو جو مرتبہ عطا فرمایا وہ علیحدہ رہا اور یہ بات میں نے اپنی ہمسروں پر اظہار فخر کے لیے نہیں کہی۔ عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا خصوصیات ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا فرشتہ میری صورت میں اترا۔ میری عمر سات برس کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا۔ میری عمر نو برس کی تھی کہ مجھے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ صرف میں باکرہ تھی جس سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی۔ سوائے آپ کے اور کوئی میرا خاوند نہیں

ہوا جب آپ اور میں ایک لحاف میں تھے ۔ اس حالت میں آپ پر وحی آیا کرتی تھی ۔ آپ کو میں سب سے زیادہ پیاری تھی ۔ میری براءت میں قرآن کی آیت نازل ہوئی ۔ میں نے جبرئیل کو دیکھا ۔ میرے سوا آپ کی کسی بیوی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا ۔ آپ کی وفات میرے ہی گھر میں ہوئی تو فرشتے اور میرے سوا کوئی اور آپ کے پاس نہ تھا ۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ نے شوال میں نکاح کیا تھا اور جب بھی آپ ان کے ساتھ شب باش ہوئے وہ شوال ہی کا مہینہ تھا ۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایتیں آئی ہیں ۔

عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا ، شوال ہی میں وہ مجھ سے ہم بستر ہوئے ۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ ؓ اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ ان کے یہاں کی لڑکیوں کی شادیاں شوال میں ہوں ۔

دوسرے سلسلے سے حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال ہی میں آپ میرے ساتھ شب باش ہوئے اور کسی آپ کی بیوی کو مجھ سے زیادہ آپ سے تمتع کرنے کا موقع نہیں ملا ۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ ؓ یہ بات پسند کرتی تھیں کہ مسلمانوں کے یہاں کی بیٹیوں کی شادی شوال میں کیا کریں ۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ماہ شوال میں بدھ کے دن رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ سنح میں ابوبکر ؓ کے گھر میں شب باش ہوئے ۔

اس سال نبی ﷺ نے اپنی مسجد تعمیر کی اور اپنے مکانات بنائے اور زید بن حارثہ اور ابو رافع کو مکہ بھیجا ، زید ؓ اور ابو رافع ان کو سب کو سواریوں پر مدینہ لے آئے ۔

عبداللہ بن اریقط نے مکہ جاکر جب عبداللہ بن ابی بکر ؓ کو ان کے باپ کا پتہ بتا دیا تو وہ اپنے باپ کے بیوی بچوں کو لے کر ان کے پاس آنے کے لئے نکلے ۔ طلحہ بن عبیداللہ بھی ساتھ ہوئے ۔ اس قافلہ میں ام رومان ، عائشہ ؓ اور عبدالرحمن بن ابی بکر کی ماں بھی ساتھ تھیں ۔ یہ مدینہ پہنچ گئے ۔

دو روایت کا اختلاف

اس سال مدینہ آنے کے ایک ماہ بعد مقیم کی نماز میں دو رکعتیں اضافہ کی گئیں ۔ اس سے پہلے حضر و سفر کی نماز دو رکعت تھی ، یہ تبدیلی رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے ایک ماہ بعد ربیع الآخر کی بارہ تاریخ کو ہوئی ۔ واقدی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے متعلق اہل حجاز میں سے کسی کو اس بیان سے اختلاف نہیں ہے ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی ولادت

بعض راویوں کے بیان کے مطابق اسی سال اور واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے دوسرے سال ماہ شوال میں عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے ۔ واقدی سے مروی ہے کہ ہجرت کے بیس ماہ بعد نعمان بن بشیر پیدا ہوئے ۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ چونکہ ہجرت کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے بچے یہی پیدا ہوئے تھے ، ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہ ؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ۔ اس غیر معمولی اظہار مسرت کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں سے یہ کہا گیا تھا کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے ، ان کے یہاں اولاد نہیں ہو گی اسی لئے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہ ؓ نے تکبیر کہی ۔ یہ بھی بیان کیا گیا

بچے۔ اسماء بنت ابی بکرؓ جب ہجرت کر کے [illegible] تھیں [illegible] عبداللہ بن زبیرؓ [illegible] کہا جاتا ہے کہ ان کی پیدائش پر [illegible] مسلمانوں کو [illegible] کیونکہ یہود نے [illegible] ان سے خوشی [illegible] آیا ہے۔

نعمان بن بشیرؓ کی پیدائش

[illegible] اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا وہ نعمان بن بشیر تھے جو ہجرت کے [illegible] ماہ بعد پیدا ہوئے۔ اس طرح [illegible] عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت [illegible] بیس ماہ [illegible] پیدا ہوئے تھے۔

ابوالاسود سے مروی ہے کہ [illegible] نعمان بن بشیرؓ [illegible] کے سامنے [illegible] نعمان بن بشیرؓ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ہجرت [illegible] میں پیدا ہوئے [illegible] سال [illegible] ہے۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کی مہم

واقدی کہتے ہیں کہ اسی سال [illegible] رمضان میں ہجرت کے سات ماہ بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حمزہ بن عبدالمطلب کو سفید جھنڈا دے کر تیس مہاجرین کے ساتھ قریش کے قافلے [illegible] کی طرف بھیجا۔ حمزہؓ [illegible] ابوجہل سے [illegible] تین سو [illegible] کے ساتھ [illegible] اور اس [illegible] مجدی بن عمرو [illegible] فریقین [illegible] الگ ہو گئے [illegible] کا علمبردار ابو مرثد تھا۔

حضرت عبیدہ بن الحارثؓ کی مہم:

اسی سال ہجرت کے آٹھ ماہ بعد رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کو سفید جھنڈا دے کر بطن رابغ بھیجا۔ مسطح بن اثاثہ ان کے علمبردار تھے اور ساٹھ مہاجرین ان کے ہمراہ تھے ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔ یہ ثنیۃ المرۃ جحفہ کی طرف میں واقع ہے پہنچے جہاں ایک چشمہ آب پر ان کا مشرکین سے مقابلہ ہوا مگر صرف تیر اندازی ہوئی تلوار کی نوبت نہ آئی۔ مشرکین کے دستہ فوج کی قیادت میں اختلاف ہے بعضوں نے ابوسفیان بن حرب کا نام لیا ہے [illegible] مکرز بن حفص کا نام لیا ہے واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب اس فوج کا امیر تھا۔ ان کی تعداد دو سو تھی۔

خرار کی مہم:

اسی سال ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو ایک سفید جھنڈا دے کر خرار بھیجا۔ مقداد بن عمرو ان کے علمبردار تھے۔ ان کے متعلق [illegible] سے مروی ہے کہ [illegible] بیس آدمیوں کے ساتھ پیدل [illegible] دن کو ہم چھپے رہتے تھے اور رات کو چلتے تھے یہاں تک کہ پانچویں دن کی صبح کے وقت ہم وہاں پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت فرمائی تھی کہ میں وادی سے آگے نہ بڑھوں [illegible] قافلہ مجھ سے ایک دن پہلے وہاں سے گزر چکا تھا [illegible] اور میرے ساتھ سب مہاجرین تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ یہ تمام [illegible] روایت سے بیان کیا ہے [illegible] دوسرے سال کے ہیں۔

غزوہ ابواء

[illegible]

اسلام کا پہلا علمبردار

جہاں تک ہمیں معلوم ہے اسلام میں سب سے پہلا علم جو کسی مسلمان کو رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے [illegible] علم ہے مگر بعض مورخوں کا خیال ہے کہ [illegible] اپنے قیام کے زمانے میں آپ نے حمزہ بن عبدالمطلب [illegible] سواروں کے [illegible] [illegible] عبیدہ بن الحارث [illegible] سب سے پہلے [illegible] علم دیا گیا۔

غزوۂ عشیرہ:

[illegible]

پھر آپ وہاں سے چل کھڑے ہوئے تو آپ نے فرش ملل کو بائیں جانب چھوڑا اور شعبہ عبداللہ میں جو ابی گھاٹی کا راستہ تھی آئے جو آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد پھر آپ بائیں جانب ہو لیے اور وادی یلیل میں سے اترے اور اس کے اور وادی ضبوعہ کے سنگم پر فروکش ہوئے وہاں ایک کنویں سے آپ نے پانی پیا۔ پھر آپ نے فرش ملل کی راہ اختیار کی یہاں تک کہ صخیرات الیمام کے پاس پہنچ کر سیدھے راستہ پر ہو لیے یہاں تک کہ آپ بطن ینبع کے مقام عشیرہ میں اترے آپ نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ حصہ اور کچھ راتیں جمادی الاخریٰ کی یہیں قیام فرمایا اور بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت کر لی اور پھر بغیر کسی لڑائی کے آپ مدینہ پلٹ آئے۔ اسی غزوہ میں آپ نے علی کو ابوتراب کہا۔

کرز بن جابر کا حملہ:

اس غزوہ عشیرہ سے واپس آ کر آپ مدینہ میں دس راتیں بھی نہ ٹھہرے تھے کہ کرز بن جابر فہری نے مدینہ کے مویشیوں پر غارت گری کی۔ آپ اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور سفوان نامی ایک وادی تک جو بدر کی سمت میں واقع ہے آئے مگر کرز آپ کی گرفت سے نکل گیا اور آپ اسے نہ پکڑ سکے۔ یہ بدر کا پہلا غزوہ ہے۔ آپ پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ جمادی الاخریٰ کا بقیہ حصہ اور رجب و شعبان آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں ابی وقاص سے لے کر اب تک آپ متعدد جماعتوں کو جہاد کے لیے بھیج چکے تھے۔

ابوقیس بن الاسلت:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال یعنی ہجرت کے پہلے سال ابوقیس بن الاسلت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا یہ بہت عمدہ مذہب ہے جس کی آپ نے دعوت دی ہے۔ میں جا کر اس پر غور کرتا ہوں اور پھر آؤں گا۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی سے ملا۔ اس نے پوچھا اور اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم قریش کے مقابلے سے بچنے کی غرض سے ایسا کرنا چاہتے ہو۔ ابوقیس نے کہا اچھا اب میں ایک سال تک مسلمان نہیں ہوتا۔ مگر اسی سال کے ذوالقعدہ میں مر گیا۔

* * *

باب ۵

جنگ بدر ۲ھ

سعد بن عبادہ کی قائم مقامی

تمام ارباب سیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جب ماہ صفر ۲ھ میں رسول اللہ ﷺ غزوہ ابواء پر تشریف لے گئے اسے غزوہ ودان بھی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں مقامات کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ ودان ابواء کے بائیں جانب واقع ہے۔ چلتے وقت رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اس غزوہ میں حمزہ بن عبدالمطلب آپ کے علمبردار تھے اور یہ پہلا غزوہ تھا۔ واقدی کہتے ہیں کہ پندرہ دن تک آپ نے ودان پر قیام کیا اور پھر مدینہ تشریف لے آئے۔

تجارتی قافلوں کی روک تھام

واقدی کے قول کے مطابق اس کے بعد ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ دو سو صحابہ کے ساتھ بواط کی طرف روانہ ہوئے تاکہ قریش کے تجارتی قافلوں کو روک سکیں۔ آپ رضوی کے قریب بواط تک پہنچ گئے۔ اس قافلہ میں امیہ بن خلف اور قریش کے سو آدمی تھے اور دو ہزار پانچ سو اونٹ تھے آپ واپس آ گئے کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس غزوہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ کے علمبردار تھے اور اس موقع پر آپ نے مدینہ میں سعد بن معاذ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ اس کے بعد اسی مہینے میں آپ کرز بن جابر الفہری کے تعاقب میں مہاجرین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ مدینہ کے مویشی کرز بن جابر لوٹ کر لے گیا تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کا تعاقب کیا۔ آپ بدر کے قریب سفوان تک گئے۔ اس غزوہ میں علی بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے اور آپ نے زید بن حارثہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ اسی سال جب قریش کے تجارتی قافلے شام جا رہے تھے آپ ان کو روکنے کے لیے مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے اس مہم کو غزوہ ذات العشیرہ کہتے ہیں۔ آپ ینبع تک گئے۔ اس موقع پر آپ نے ابو سلمہ بن عبدالاسد کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کے علمبردار تھے۔

ابوتراب کا لقب

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس غزوہ ذات العشیرہ میں علی اور میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رفیق تھے۔ ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا تو ہم نے بنو مدلج کے چند آدمیوں کو دیکھا جو اپنے نخلستان میں کام کر رہے تھے۔ علی نے مجھ سے کہا کہ آؤ ذرا چل کر دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ ہم روانہ ہوئے اور تھوڑی دیر ہم بیٹھے رہے پھر ہمیں نیند آنے لگی تو ہم دونوں نے ایک درخت کے سایہ میں جا کر مٹی پر سو گئے۔ ہم سو رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آ کر جگایا۔ ہم زیادہ مٹی پر سونے کی وجہ سے مٹی میں اٹے ہوئے تھے۔ آپ نے علی کا پاؤں پکڑ کر ہلایا اور فرمایا اے ابوتراب! کیا تم کو بتاؤں کہ سب سے زیادہ بدبخت کون ہیں؟ لوگوں میں سے دو شخص سب سے بڑے بدبخت ہیں ایک قوم ثمود کا وہ شخص جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور دوسرا وہ جو تمہارے سر پر مارے گا یہاں تک کہ یہ خون سے تر ہو جائے گی اور پھر آپ نے ان کی داڑھی پکڑی۔

[illegible]

[illegible]

حضرت عبداللہ بن جحش [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عبداللہ بن جحش [illegible] کا قصہ

[illegible]

بارے میں مشاورت کی کہ کیا کیا جائے۔ یہ رجب کا آخری دن تھا۔ سب نے کہا کہ اگر ہم نے ان کو آج رات چھوڑ دیا تو کل یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور پھر تم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ دوسری طرف یہ مشکل ہے کہ اگر تم نے ان کو قتل کر دیا تو تم نے ماہ حرام کی حرمت توڑ دی۔ اول تو وہ رکے رہے اور ان پر پیش قدمی کرتے ہوئے خائف تھے مگر پھر دلیر ہو گئے اور سب نے تہیہ کر لیا کہ جس کا بس چلے اسے قتل کر ڈالے اور ان کے مال و متاع کو لے لے۔

عمرو بن الحضرمی کا قتل:

واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن الحضرمی کو ایک تیر کا نشانہ بنایا اور قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا۔ البتہ نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا اور ان کے ہاتھ نہ آ سکا۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس قافلہ اور دونوں قیدیوں کو لے کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اس مال غنیمت میں سے خمس رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اس وقت تک اللہ نے غنیمت میں خمس فرض نہیں کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے خمس کو رسول اللہ ﷺ کے لیے علیحدہ کر لیا اور باقی غنیمت تقسیم کر دی۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو ماہ حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ نے قافلہ اور قیدیوں کو وہیں روک دیا اور اس میں سے کسی حصہ کو بھی قبول نہیں فرمایا۔ آپ کے اس ارشاد سے ان لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ سمجھے کہ مارے گئے۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی ان کو ان کی اس حرکت پر ملامت کی اور کہا کہ تم وہ کر گزرے جس کا تم کو حکم نہ تھا۔ تم ماہ حرام میں لڑے حالانکہ تم کو اس کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ دوسری طرف قریش کہنے لگے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے ماہ حرام کی حرمت توڑ دی، اس میں خون ریزی کی، مال لوٹا اور قیدی پکڑ لیے۔ مکہ کے مسلمانوں نے اس الزام کی تردید میں کہا کہ یہ جو کچھ ہوا وہ شعبان میں ہوا ہے۔ نیز یہودیوں نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے شگون بد قرار دینے کے لیے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا۔ عمرو نے لڑائی معمور کی، حضرمی اس میں حاضر تھا اور واقد نے اسے مشتعل کر دیا۔ مگر اللہ نے ان کے دعوے کو خود ان پر پلٹ دیا اور وہی تباہ ہو گئے۔

اسیران جنگ کی رہائی:

جب اس واقعہ کے متعلق زیادہ چہ میگوئیاں ہونے لگیں اللہ عزوجل نے یہ آیات رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائیں: یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فيه پوری آیت "لوگ تم سے ماہ حرام میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں" جب اللہ نے اس معاملہ کے متعلق یہ آیت نازل فرما دی اور اس طرح وہ خوف جو مسلمانوں کو اس سے لاحق ہو گیا تھا جاتا رہا، رسول اللہ ﷺ نے قافلہ اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قریش نے ایک وفد کے ذریعہ آپ سے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو فدیہ دے کر رہائی کی درخواست کی۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ جب تک ہمارے آدمی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہما خیریت سے یہاں نہ آ جائیں ہم فدیہ قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم نے ان کو قتل نہ کر دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ان کے عوض میں ہم تمہارے آدمیوں کو قتل کریں گے۔ مگر پھر وہ دونوں آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فدیہ لے کر ان دونوں قیدیوں کو رہا کر دیا۔ ان میں سے حکم بن کیسان بخوشی اسلام لے آئے اور بہت اچھے مسلمان بنے۔ رسول اللہ ﷺ ہی کے پاس رہ گئے اور بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

مہم نخلہ کے متعلق دوسری روایت:

سدی سے جب یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر وصد عن سبیل اللہ کی تفسیر پوچھی گئی تو انھوں نے یوں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات آدمیوں کی ایک مہم عبداللہ بن جحش ؓ کی قیادت میں روانہ کی۔ اس میں عمار بن یاسر ؓ، ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ؓ، سعد بن ابی وقاص ؓ، عتبہ بن غزوان السلمی بنی نوفل کے حلیف، سہیل بن بیضاء ؓ، عامر بن فہیرہ ؓ اور واقد بن عبداللہ الیربوعی ؓ، عمر بن الخطاب ؓ کے حلیف شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط لکھ کر عبداللہ بن جحش ؓ کو دیا اور ہدایت کر دی کہ بطن ملل پہنچ کر اسے پڑھنا۔ جب عبداللہ اس مقام پر آئے تو انھوں نے خط کھولا اس میں مرقوم تھا کہ تم بطن نخلہ جا کر ٹھہرو۔ عبداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جو مرنا چاہے وہ ساتھ چلے اور وصیت کے لیے وصیت کر دے میں تو بہرحال رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجا آوری کروں گا جاتا ہوں اور وصیت کیے دیتا ہوں۔ عبداللہ بن جحش ؓ روانہ ہو گئے۔ سعد بن ابی وقاص ؓ اور عتبہ بن غزوان ؓ اپنا اونٹ گم کر کے سواری کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور یہ دونوں اس کی تلاش کرتے ہوئے نجران آئے۔ عبداللہ بن جحش ؓ چلتے چلتے بطن نخلہ پہنچے۔ یہاں ان کو حکم بن کیسان، عبداللہ بن المغیرہ، مغیرہ بن عثمان اور عمرو بن الحضرمی نظر پڑے۔ جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے حکم بن کیسان اور عبداللہ بن المغیرہ کو قید کر لیا۔ مغیرہ بھاگ گیا اور عمرو بن الحضرمی واقد بن عبداللہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ پہلی غنیمت تھی جو اصحاب رسول اللہ ﷺ کو ملی۔ جب وہ ان دونوں قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر مدینہ آئے تو اہل مکہ نے چاہا کہ فدیہ دے کر ان کو رہا کرا لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم بھی اپنے آدمیوں کا انتظار کر رہے ہیں جب سعد اور ان کے ساتھی بخیریت واپس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کا فدیہ قبول فرما لیا۔ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ پر یہ الزام لگایا کہ محمد ﷺ ایک طرف اللہ کی اطاعت کے دعوے دار ہیں مگر پہلے انھوں نے ماہ حرام کی حرمت کو توڑا اور ماہ رجب میں ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نے جمادی میں قتل کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ جمادی کی آخری رات اور رجب کی پہلی رات میں پیش آیا اور جب شروع ہوتے ہی مسلمانوں نے اپنی تلواریں نیاموں میں کر لیں۔ اسی موقع پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور ان میں قتل کو حرام قرار دیا ہے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم کے لیے ابوعبیدہ بن الجراح ؓ کو مقرر کیا تھا مگر بعض وجوہ سے ان کو چھوڑ کر عبداللہ بن جحش ؓ کو مقرر کیا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایات منقول ہیں

مہم نخلہ کے متعلق جندب بن عبداللہ ؓ کی روایت:

جندب بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر ابوعبیدہ بن الجراح ؓ کو مقرر کیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر جانے لگے تو آپ کی جدائی کے خیال سے رو پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بجائے عبداللہ بن جحش ؓ کو بھیج دیا اور ایک خط لکھ کر اس ہدایت کے ساتھ ان کے حوالے کیا کہ جب تک وہ فلاں مقام پر نہ پہنچ جائیں اسے نہ پڑھیں اور اپنے کسی ساتھی کو ساتھ دینے پر مجبور نہ کریں۔ جب انھوں نے خط پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور پھر کہا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی بجا آوری دل و جان سے کرتا ہوں۔ انھوں نے اس خط کی اطلاع اپنے ہمراہیوں کو دی اور خط پڑھ کر سنایا۔ دو آدمی پلٹ گئے بقیہ ان کے ساتھ چلے۔ ابن الحضرمی سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ دن رجب کا ہے یا جمادی کا۔ اس پر مشرکین نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ تم نے ماہ حرام میں یہ حرکت کی۔

انھوں نے بھی محرم سے ابتدا [illegible] ہجرت [illegible] اسے قول و اثبات [illegible] فرمائی۔ یہاں تک کہ [illegible] ہجرت [illegible]۔ ایک صاحب نے ان کے متعلق بھی خیال کیا بیان کرتے ہیں [illegible] تھے [illegible] یہ عمل [illegible] تو [illegible] ان کے [illegible]؟ ابن اسحاق [illegible] سے واقف ہیں۔

قبلہ کی تبدیلی:

ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے قبلہ کو شام کی سمت سے کعبہ کی طرف بدل دیا۔ وقت کی تبدیلی میں علمائے سلف کا اختلاف ہے مگر جمہور کا یہی مذہب ہے کہ ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی ﷺ کو ہجرت کر کے مدینہ آئے سولہ ماہ ہو گئے [illegible] آپ نماز میں حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے۔ آپ بھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ بیت المقدس کی بجائے قبلہ مقرر کیا گیا۔ خود نبی ﷺ چاہتے تھے کہ کعبہ کی سمت نماز پڑھیں۔ اس وقت اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قد نری تقلب وجھک فی السماء۔ آخر آیت تک "بے شک ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف منہ اٹھائے ہوئے ہو۔"

ابن اسحاق کی روایت:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان میں قبلہ بدل دیا گیا۔ واقدی سے بھی یہی مذکور ہے اور کہتے ہیں کہ سہ شنبہ ظہر کے وقت نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ ہجرت کے سولہ ماہ بعد قبلہ تبدیل ہوا۔ اس کے متعلق قتادہ سے مروی ہے کہ ہجرت سے قبل رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے زمانے میں تمام مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ ہجرت کے بعد سولہ ماہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے کعبہ بیت الحرام کی سمت نماز پڑھی۔

ابن زید کی روایت:

ابن زید سے مروی ہے کہ سولہ ماہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی۔ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ یہودی کہتے ہیں کہ محمد اور ان کے ساتھیوں کو اپنے قبلہ کا بھی علم نہ تھا ہم نے بتایا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بری معلوم ہوئی آپ نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قد نری تقلب وجھک فی السماء۔

روزے کا حکم:

اسی سال ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے ماہ شعبان میں یہ روزے فرض ہوئے۔ مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی انھوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے آل فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو فرعون سے نجات دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ان سے زیادہ موسیٰ کے حقدار ہیں۔ آپ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس روز روزہ کا حکم دیا۔ جب اللہ نے رمضان کے روزے فرض کیے تو پھر آپ نے عاشورہ کے روزے کا نہ حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔

فطرے کا حکم

اسی سال مسلمانوں کو زکوٰۃ فطر دینے کا حکم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے عید سے ایک یا دو دن قبل مسلمانوں کو خطاب فرمایا اور فطرے کا حکم دیا۔ اسی سال آپ نماز عید کے لیے شہر سے باہر عیدگاہ تشریف لے گئے اور آپ نے سب لوگوں کو نماز پڑھائی۔ چونکہ موقع تھی آپ نماز عید کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے بلال آپ کے آگے برچھا لے کر گئے اور آپ کے سامنے گاڑ دیا اور نماز پڑھی یہ برچھا زبیر بن العوام کا تھا نجاشی نے ان کو دیا تھا۔ اس کے بعد یہ عیدوں میں آپ کے لیے عیدگاہ لے جایا جاتا تھا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ پہلی عید ہے جس میں نماز عید ادا کی گئی

۱۹ رمضان کے متعلق روایات:

اس سال کے ماہ رمضان میں قریش اور رسول اللہ ﷺ میں بدر کی مشہور لڑائی ہوئی۔ دن کے متعلق اختلاف ہے کہ کس روز لڑائی ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ۱۹ رمضان کو یہ واقعہ ہوا۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ۱۹ رمضان کو لیلۃ القدر کی تلاش کرو کیونکہ یہی بدر کی رات ہے۔ دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ لیلۃ القدر کو ۱۹ رمضان میں تلاش کرو کیونکہ اسی کی صبح کو جنگ بدر ہوئی ہے۔

زید کے متعلق مروی ہے کہ وہ رمضان کی انیسویں اور بیسویں شب کو جس طرح شب بیداری کرتے تھے اس طرح کسی اور شب میں بیدار رہتے ہوئے نہیں پائے جاتے تھے۔ صبح کو ان کے چہرے پر اثر پایا جاتا۔ لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اسی کی صبح میں حق و باطل کے درمیان تفریق کی ہے۔

۱۷ رمضان کے متعلق روایتیں:

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی جمعہ کے دن ۱۷ رمضان کی صبح کو ہوئی۔ اس کے متعلق دوسرے سلسلہ سے عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ لیلۃ القدر کو ۱۷ رمضان کی رات میں تلاش کرو اور یہ آیت پڑھی: یوم الفرقان یوم التقی الجمعان اور یہ بدر کی صبح ہے جب کہ [illegible] ۱۷ رمضان کو [illegible]۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر رمضان کی ۱۷ کو ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات محمد بن صالح سے کہی وہ کہنے لگے یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایسا کہتے ہو میرا خیال ہے کہ کسی شخص کو بھی اس بات میں شک نہیں ہے کہ جنگ بدر ۱۷ رمضان جمعہ کی صبح کو ہوئی اور میں نے یہ عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان کو بھی یہ کہتے سنا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے کسی کی خبر نہیں تھی۔ اس بات کو [illegible] پیچھے والی [illegible] تھی۔ میں نے یہ بات عبید بن [illegible] سے بیان کی انہوں نے زید بن ثابت سے یہ واقعہ نقل کیا کہ وہ رمضان کی سترہویں شب تمام رات عبادت میں گزار دیتے تھے جس کا اثر ان کے چہرے پر پایا جاتا اور کہا کرتے تھے کہ اس شب کی صبح میں اللہ نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اسلام کو غالب کیا۔ اسی شب میں قرآن نازل فرمایا اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل کیا۔ یہ واقعہ جمعہ کے دن ہوا ہے۔ حسن بن علی بن ابی طالب یہ کہتے تھے کہ لیلۃ الفرقان یوم التقی الجمعان ۱۷ رمضان کی صبح ہے۔

روز بدر اور یوم [illegible] کے متعلق [illegible] لڑائی اور جنگ [illegible] قریش اور رسول اللہ ﷺ میں ہوئی عبداللہ بن جحش کا عمرو بن الحضرمی کو قتل کرنا تھا۔

قریش کا تجارتی قافلہ:

عروہ نے ان سے متعلق حسب ذیل بیان لکھ کر بھیجا: "اما بعد تم نے مجھ سے ابوسفیان کی نقل و حرکت اور اس کی واپسی کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ تو اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب قریش کے تقریباً ستر سواروں کے ساتھ جو سب تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے تمام مل کر واپس آ رہا تھا ان کے ساتھ ان کا تمام روپیہ اور مال تجارت تھا جب یہ لوگ واپس آنے لگے تو ان کی خبر رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کو ہوئی اس سے پہلے ان میں باہمی جنگ ہو چکی تھی جس میں کئی آدمی قتل ہو چکے تھے ابن الحضرمی کئی آدمیوں کے ساتھ نخلہ میں قتل ہو چکا تھا اور قریش کے چند آدمی قید بھی کر لیے گئے تھے ان میں بعض مغیرہ کے بیٹے تھے۔ نیز ان میں ان کا مولیٰ ابن کیسان تھا۔ یہ عبداللہ بن جحش ؓ اور واقد حلیف بنی عدی بن کعب کے حلیف نے چند صحابہ رسول ﷺ کے ساتھ جن کو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش ؓ کی معیت میں اس مہم پر بھیجا تھا قتل اور اسیر کیا تھا اس واقعہ کی بنا پر رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان جنگ چھڑی اور نخلہ کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں طرفین ایک دوسرے کے مدمقابل ہو جانے سے کوئی نقصان پہنچا۔ پھر جب اس کے بعد ابوسفیان اور قریش کے تجارتی قافلے شام سے واپس آنے لگے انہوں نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب ان کی اطلاع ہوئی آپ نے اپنے صحابہ کو جنگ کی دعوت دی اور بتایا کہ ان کے ساتھ کثرت سے مال ہے اور ان کی تعداد بھی تھوڑی ہے اب مسلمانوں کی ایک جماعت ابوسفیان اور اس کے قافلہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے جس کے متعلق ان کو یہ خیال تھا کہ بغیر کسی بڑی لڑائی کے وہ ان کے قبضہ میں آ جائے گا مدینے سے چلے۔ اس کے متعلق خدا عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ "اور تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ تم کو مل جائے"۔

مسلمانوں کے حملہ کا خوف:

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ اصحاب رسول ﷺ اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں اس نے اس کی اطلاع کسی کے ذریعہ قریش کو بھیجی اور درخواست کی کہ تم اپنے اسباب تجارت کو بچاؤ۔ قریش کو اس کی اطلاع ہوئی۔ ابوسفیان کے قافلہ میں سب کے سب کعب بن لوی کے خاندانوں کے آدمی تھے۔ اس خبر کے سنتے ہی مکہ سے وہ لوگ جو سب کے سب کعب بن لوی کی جماعت کے تھے بچانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ان میں بنو عامر کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ جب تک نبی ﷺ بدر آئے۔ ان کو اور ان کے صحابہ کو قریش کی اس جمعیت کی کوئی اطلاع نہ تھی اس قافلہ نے ساحل کا وہ راستہ اختیار کیا تھا جو شام جاتا تھا۔ ابوسفیان نے اس خوف سے کہ بدر پر دشمن گھات میں ہو گا اس سمت سے ہٹ کر صرف ساحل کی راہ پکڑ لی۔

بنوالحجاج کے حبشی غلام کی گرفتاری:

نبی ﷺ مدینے سے چل کر بدر کے قریب آ کر شب باش ہوئے آپ نے زبیر بن العوام ؓ کو صحابہ کی ایک جماعت کی معیت کے ساتھ بدر کے چشمہ پر بھیجا۔ مسلمانوں کو قطعی اس بات کا علم نہ تھا کہ قریش ان کے مقابلے کے لیے آ گئے ہیں۔ نبی ﷺ نماز پڑھتے ہوتے کہ اسی اثنا میں قریش کے سقے اسی چشمہ پر پانی لینے آئے ان میں بنوالحجاج کا ایک حبشی غلام بھی تھا اسے صحابہ کی اس جماعت نے جسے رسول اللہ ﷺ نے زبیر کی قیادت میں چشمہ پر بھیجا تھا گرفتار کر لیا۔ اس غلام کے اور بھی ساتھی تھے جو قریش کے پاس چلے گئے۔ مسلمان اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے آپ نماز میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے اس سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کی خبر پوچھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ غلام بھی اسی کے ہمراہیوں میں سے ہے۔ اس

نے [illegible] قریش کی آمد [illegible] جس میں فلاں فلاں [illegible] ہو رہا تھا۔ چونکہ [illegible] اطلاع [illegible] ابوسفیان [illegible] اس سوال [illegible] مارتے اور کہتے کہ تم ہم سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کو چھپا رہے ہو [illegible] غلام نے [illegible] جب مسلمان [illegible] دیتے [illegible] اور اس کی جماعت کا پتہ پوچھتے تو [illegible] بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی والرکب اسفل منکم [illegible] ابوسفیان [illegible] چھوڑ [illegible]۔

کفار کی تعداد

نبی کریم ﷺ [illegible] نماز [illegible] آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب وہ سچ بولتے ہیں تو تم انہیں مارتے ہو اور جھوٹ بولتے ہیں تو چھوڑ دیتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ ہم سے کہہ رہا ہے کہ قریش آ گئے ہیں آپ نے فرمایا بالکل سچ کہتا ہے۔ بے شک قریش اپنے قافلے کو بچانے کے لیے آ گئے ہیں۔ آپ نے [illegible] آپ نے پوچھا ان کی تعداد کیا ہے انہوں نے کہا [illegible] راویوں کے بیان کے مطابق [illegible] آپ نے دریافت کیا [illegible] آپ نے پوچھا [illegible] کیے تھے [illegible] آپ نے پوچھا اس سے [illegible] راویوں کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی تعداد نو سو سے ایک ہزار ہے [illegible]۔

چشمہ بدر پر مسلمانوں کا قبضہ

نبی ﷺ اپنے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] نبی ﷺ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] قریش اپنے تمام [illegible] اور [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] قریش [illegible]

کر وہاں تین دن تک قیام کریں گے تاکہ لوگ ہمیں جانیں اور ہمیشہ ہم سے ڈرتے رہیں کیونکہ وہ ہمیں دیکھتے ہیں کہ ہم کیا اب بھی یہ جماعت نہیں دیکھتے گئے ہم سے اور تم ان کی جماعت سے مقابلہ کر سکے۔ انہیں کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: "ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس۔" "جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے نکلے تھے" چنانچہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا منشا پورا ہوا اللہ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کے سرداروں کو ذلیل اور رسوا کر دیا اور مسلمانوں کے سینوں کو ان کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت:

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو ہمیں یہاں کے پھلوں سے ہماری طبیعتیں خراب ہو گئیں اور گرمی اور بخار کی تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ بدر کی خبر معلوم کرتے رہتے تھے جب ہمیں اطلاع ملی کہ مشرکین بڑھ آئے ہیں آپ بدر کو چلے یہ ایک کنواں تھا مگر ہم مشرکین سے پہلے وہاں گئے وہاں ہمیں دو آدمی ملے ان میں ایک قریشی اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا قریشی بھاگ گیا البتہ عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا ہم نے اس سے دشمن کی تعداد دریافت کی اس نے کہا کہ بخدا ان کی بہت بڑی تعداد ہے اور ان کی قوت و شوکت بہت زیادہ ہے۔ اس پر مسلمانوں نے اسے زد و کوب کیا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے آپ نے اس سے دشمن کی تعداد پوچھی اس نے کہا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ بڑی شوکت و طاقت والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر چند اس سے پوچھا ان کی صحیح تعداد دریافت کی مگر اس نے نہ بتائی پھر آپ نے اس سے پوچھا "روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟" اس نے کہا روزانہ دس۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد ایک ہزار ہے۔ رات کو بارش ہونے لگی ہم بارش سے بچنے کے لیے درختوں کے سایہ اور ڈھالوں کے نیچے ہو گئے۔

حضرت محمد ﷺ کی دعا:

ساری رات رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی جناب میں دعا کرتے ہوئے بسر کی آپ نے فرمایا اے خداوندا! اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو دنیا میں پھر تیرا کوئی پرستار نہ رہے گا۔ صبح کو آپ نے ہم سب کو نماز کے لیے بلایا ہم سب درختوں اور ڈھالوں کے نیچے سے اٹھ کر خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہمیں نماز پڑھائی اور لڑائی کی بہت ترغیب و تحریص کی پھر فرمایا دیکھو قریش کی فوج پہاڑ کے اس ضلع میں ہے۔ جب دشمن قریب آ گیا اور ہم ان کے مقابل صف بستہ ہو گئے ان کا ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار دشمن کی جماعت میں ادھر سے ادھر جا رہا تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طلبی:

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا علی رضی اللہ عنہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا دو وہ مشرکین سے دوسروں کے مقابلہ میں قریب تھے آپ نے فرمایا یہ سرخ سوار کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دشمنوں میں کوئی شخص خیر کی بات کہتا ہو گا تو شاید سرخ اونٹ والا ہو۔ حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لڑائی سے روک رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ دوسرے حریف مرنے پر تلے ہوئے ہیں تم ان تک نہ پہنچ سکو گے۔ اے میری قوم! تمہارے لیے خیر اسی میں ہے کہ میری خاطر تم آج لڑائی سے باز رہو اور تم کہہ سکتے ہو کہ عتبہ بن ربیعہ نے بزدلی دکھائی حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ بزدل نہیں ہوں۔ ابو جہل نے اس کی تقریر سن پائی اور اس نے کہا کہ بخدا اگر تمہارے سوا کوئی دوسرا یہ بات کہتا ہوتا تو میں اسے دانت سے چبا جاتا۔ دشمن کا رعب تمہارے دل و جگر پر چھا گیا ہے۔ عتبہ نے کہا اے زرد سرین لگانے والے! آج تجھے معلوم ہو جائے گا

کر دیا جب [illegible] ہے۔ [illegible] کا [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] [illegible] الحارث [illegible] اور [illegible] ہے۔

عباس بن عبد المطلب عم النبی کی گرفتاری

ایک پستہ قامت انصاری عباس بن عبد المطلب کو گرفتار کر کے لایا۔ عباس نے کہا بخدا اس شخص نے مجھے اسیر نہیں کیا ہے بلکہ ایک شخص نے جس کے بال دونوں طرف [illegible] تھے اور نہایت خوبصورت تھا اور وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھا اب مجھے وہ اس تمام جماعت میں کہیں نظر نہیں آتا۔ انصاری نے کہا جناب والا میں نے ان کو اسیر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاموش رہو اللہ نے ایک شریف فرشتے سے تمہاری امداد کی ہے۔ اسی جنگ میں عباس بن عبد المطلب عقیل اور نوفل بن حارث اسیر کیے گئے۔

دوسری روایت میں [illegible] مروی ہے کہ [illegible] جب سب قید ہو گئے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے [illegible] آپ سے [illegible] اور ہم [illegible] آپ [illegible] کے قریب [illegible]

رسول اللہ ﷺ کی شب بیداری

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ہم میں سوائے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے اور کوئی سوار نہ تھا۔ سوائے رسول اللہ ﷺ کے سب ہی سو رہے تھے۔ صرف آپ ساری رات درخت کے قریب کھڑے ہوئے صبح تک نماز اور دعا میں مصروف رہے۔

محمد بن اسحاق کی روایت

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ابو سفیان قریش کے ایک بڑے تجارتی قافلے کے ساتھ جس میں ان کا بہت سا روپیہ اور تجارتی سامان ہے شام سے آ رہا ہے اس میں تیس یا چالیس قریش کے آدمی تھے جن میں مخرمہ بن نوفل بن [illegible] اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بن سعید بن سہم بھی تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جنگ بدر کے متعلق بھی مختلف طریقوں سے روایت منقول ہے ان میں ایک یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ابو سفیان شام سے آ رہا ہے تو آپ نے مسلمانوں کو ان کے مقابلے کے لیے بلایا اور فرمایا یہ قریش کا قافلہ آ رہا ہے جس میں ان کا مال ہے [illegible] شاید اللہ تعالیٰ [illegible] کے لیے [illegible] گراں گزرا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ابو سفیان نے [illegible] حجاز کے قریب [illegible] کے خیال سے [illegible] سوار [illegible] ضمضم بن عمرو الغفاری کو [illegible] مکہ [illegible]

ہوا اور ہدایت کی کہ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ کر ان کو خود اپنے ساتھ لائیں ... خدمت کے لیے روانہ ہوا اور ... کہ آپ ﷺ مع اپنے اصحاب کے ... قافلہ کو روکنے کے لیے نکلے ہیں۔ ضمضم بن عمرو الغفاری تیزی سے مکہ روانہ ہوا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

روایت ہے کہ ضمضم کے مکہ آنے سے تین راتیں قبل عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا اس سے وہ بہت خوفزدہ ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلایا ان سے کہا کہ میں نے آج رات ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھے وحشت میں ڈال دیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس خواب کے باعث تمہاری قوم پر کوئی مصیبت آئے گی تم جو میں بیان کروں اسے کسی اور سے نہ کہنا۔ عباس نے پوچھا کیا خواب دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا اور اس نے ابطح میں ٹھہر کر نہایت بلند آواز سے پکارا کہ اے آل غدر تین دن کے اندر اپنے مقتلوں کو دوڑو۔ پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے وہ مسجد کے اندر آیا تمام لوگ اس کے ساتھ آئے جب لوگ اس کے گرد جمع تھے اس کا اونٹ اسے کعبہ کی چھت پر لے گیا اور وہاں اس نے بہ نہایت بلند آواز سے کہا کہ او غدارو تین دن کے اندر اپنے مقتلوں پر پہنچو اس کے بعد اس کا اونٹ اسے جبل ابو قبیس کی چوٹی پر لے گیا اور وہاں سے پکار کر ویسی ہی آواز لگائی پھر اس نے ایک پتھر اٹھا کر اسے پہاڑ سے لڑھکا دیا وہ پہاڑ کے نیچے آتے آتے ریزہ ریزہ ہو گیا اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں اس کے ٹکڑے نہ گئے ہوں۔ عباس نے کہا اس خواب کو تم اپنے تک رکھو اور کسی سے بیان نہ کرنا۔

حضرت عباس اور ابوجہل

عباس ان کے پاس سے باہر آئے ولید بن عتبہ سے ملے جس سے ان کی دوستی تھی ملاقات ہوئی۔ عباس نے وہ خواب اس سے بیان کیا اور خواہش کی کہ کسی سے بیان نہ کرنا مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے بیان کر دیا اس طرح یہ خبر مشہور ہو گئی یہاں تک کہ تمام قریش میں اس کا چرچا ہونے لگا۔ عباس کہتے ہیں کہ دوسرے دن صبح کو میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا ابوجہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا وہ سب عاتکہ کے خواب کا چرچا کر رہے تھے ابوجہل کی نظر مجھ پر پڑی اس نے کہا اے ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر یہاں آنا۔ چنانچہ میں طواف کر کے ان کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے کہا اے بنو عبدالمطلب یہ نبیہ تم میں کب سے پیدا ہوئی۔ میں نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا عاتکہ کا خواب۔ میں نے کہا کیسا؟ اس نے کہا کیا خواب دیکھا۔ ابوجہل کہنے لگا اے بنو عبدالمطلب تم نے اس پر اکتفا نہیں کی کہ تمہارے مرد نبی ہوں اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کی دعویٰ ہو گئیں۔ عاتکہ نے اپنے خواب میں کہا ہے کہ تین دن کے اندر تم چلے جاؤ خیر ہم تین دن تک انتظار کرتے ہیں اگر اس کی بات سچ ہوئی تو یہ ہو کر رہے گا اور اگر تین دن گزر گئے اور کچھ نہ ہوا تو ہم تمہارے متعلق یہ لکھ دیں گے کہ تم عرب میں سب سے زیادہ جھوٹے گھرانے والے ہو۔ میں نے اس پر اس سے زیادہ بحث و کلام نہیں کی البتہ میں نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ اس نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے۔ اس کے بعد ہم سب متفرق ہو گئے۔

مستورات بنی عبدالمطلب کا احتجاج

شام ہوئی تو بنو عبدالمطلب کی تمام عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے کہا کہ تم نے صرف اپنے مردوں کے متعلق اس خبیث فاسق کی زیادہ گوئی کو برداشت کیا اور اب اس کی جرأت یہاں تک ہو گئی کہ اس نے ہماری عورتوں پر زبان درازی

[illegible]

ضمضم بن عمرو کی فریاد

[illegible]

اہل مکہ کی جنگ کے لیے تیاری

[illegible]

امیہ بن خلف:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرار دیا ہے۔

اصحاب بدر کی تعداد:

امام بخاری کہتے ہیں کہ [illegible] نے بیان کیا [illegible] براء سے روایت کی ہے کہ مجھے اور ابن عمر کو بدر کے روز کم سن سمجھا گیا [illegible] اور مہاجرین [illegible] ساٹھ سے کچھ زیادہ تھے اور انصار دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھے۔

حضرت براء بن عازب کی روایت:

براء بن عازب سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ہم اتنے ہی آدمی تھے جتنے طالوت کے ساتھ تھے جنہوں نے دریا کو عبور کیا تھا یعنی تین سو تیرہ۔ ابن جریر نے براء سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں [illegible] مہاجر تھے اور [illegible] انصاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا علی بن ابی طالب کے پاس تھا اور انصار کا سعد بن عبادہ کے پاس تھا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو [illegible] تھے جو خود جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ بعض نے تین سو [illegible] اور بعض نے تین سو [illegible] بیان کی ہے۔ [illegible] کا بیان ہے کہ ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس کے متعلق براء بن عازب سے مروی ہے کہ ہم اصحاب محمد ﷺ آپس میں بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد طالوت کے ان اصحاب کے مساوی تھی جنہوں نے ان کے ہمراہ دریا عبور کیا تھا اور جو مومن تھے صرف انہی نے ان کے ہمراہ دریا عبور کیا تھا ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اسی بیان کا [illegible] بخاری کی روایت براء بن عازب سے یہی مضمون کی منقول ہے۔ [illegible] سے مروی ہے کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واقعہ بدر [illegible] سے [illegible] تین سو [illegible] طالوت کے متعلق [illegible] طالوت کے اصحاب کی تعداد [illegible] واقعہ کی تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ سدی سے مروی ہے کہ طالوت نے تین سو [illegible] کے ساتھ دریا عبور کیا تھا اور یہی تعداد اصحاب بدر کی بیان کی گئی۔ [illegible] سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ واقعہ بدر میں تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہ تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے [illegible] کے ساتھ رمضان کی [illegible] راتیں [illegible] آپ نے [illegible] [illegible] آپ نے [illegible] [illegible] بن [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ نے [illegible] [illegible] آپ نے [illegible]

آنحضرت ﷺ کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ:

آپ کو اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلہ کی مدافعت کے لیے آ رہے ہیں تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا۔ سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ نے کھڑے ہو کر نہایت اعلیٰ جاں نثاری کا وعدہ کیا، پھر عمر بن الخطابؓ نے اسی قسم کی تقریر کی۔ ان کے بعد مقداد بن عمروؓ کھڑے ہوئے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ جو حکم اللہ نے آپ کو دیا ہے اسی پر عمل کیجیے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم آپ سے وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جاؤ اور دونوں لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا رب ساتھ ہیں اور ہم دونوں کے ساتھ ہو کر لڑیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد (حبشہ) تک لے چلیں تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ آپ اس مقام پر پہنچ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان خیالات پر ان کی تعریف کی اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

انصار کا جوش جہاد:

عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ مقداد کا ایک واقعہ ایسا ہے کہ اگر وہ میرے حصہ میں آتا تو مجھے ان تمام دنیا کی چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہوتا۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ کو غصہ آتا تو دونوں رخسار سرخ ہو جاتے۔ مقداد ایسے ہی موقع پر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ کو بشارت ہو، خدا کی قسم ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیا تھا کہ تم اور تمہارا رب جاؤ اور دونوں لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، ہم آپ کے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں جانب لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو فتح عطا فرمائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ:

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! مجھے مشورہ دو۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ انصار کی رائے معلوم کی جائے کیونکہ سب سے زیادہ وہی اس موقع پر آپ کے ساتھ تھے، اور اس سبب سے بھی کہ جب انصار نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ جب تک آپ ہمارے یہاں نہ آ جائیں ہم آپ کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں، ہاں جب آپ ہمارے یہاں آ جائیں گے اس وقت ہم اپنی جان سے آپ کی حفاظت اور حمایت کریں گے جس طرح ہم خود اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ شاید انصار مدینہ سے باہر کسی دشمن کے مقابلہ میں آپ کی نصرت کو ضروری نہ خیال کرتے ہوں اور سمجھتے ہوں کہ آپ کے ساتھ مل کر کسی بیرونی دشمن کے مقابلہ میں جانا [illegible] ان پر فرض نہیں ہے، اس لیے جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تو سعد بن معاذؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! غالباً آپ کا خطاب ہم ہی لوگوں سے ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا ہم آپ پر ایمان لائے، ہم نے آپ کی تصدیق کی اور ہم نے آپ کی اطاعت اور فرماں برداری کے لیے آپ سے عہد و پیمان کیے، اس لیے اب تو آپ جو ارادہ ہو اس کو کر گزریئے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں لے کر اس سمندر کے سامنے جائیں گے اور اس میں گھس پڑیں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں گھس پڑیں گے اور ہم میں ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہم اس سے برا نہیں مانتے کہ کل آپ ہمارے ساتھ دشمن سے مقابلہ کریں، ہم جنگ میں ثابت قدم رہتے ہیں اور مقابلہ میں پوری طرح ساتھ دیتے ہیں، شاید اللہ تعالیٰ ہماری وجہ سے آپ کو

[illegible]

مسلمانوں کی روانگی بدر

[illegible]

عرب کے ایک شیخ سے ملاقات:

[illegible]

دو غلام مخبروں کی گرفتاری:

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے پاس واپس آ گئے۔ شام ہوئی تو آپ نے علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص [illegible]

ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی بن نوفل، نضر بن حارث، زمعہ بن الاسود، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، نبیہ و منبہ فرزندان حجاج، سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود ہیں۔ یہ سن کر آپ نے لوگوں سے فرمایا: دیکھو مکہ نے اپنے جگر پارے تمہارے سامنے ڈال دیئے ہیں۔

دو مسلمان مخبر:

راوی کہتے ہیں کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء آگے بڑھ کر بدر پہنچے انہوں نے اپنے اونٹوں کو پانی کے قریب ایک ٹیلے کے پاس بٹھا دیا اور خود پانی کی مشکیں بھرنے کے لئے گئے مجدی بن عمرو الجہنی پانی پر موجود تھا عدی اور بسبس نے دو قبیلہ کی جوان لڑکیوں کو باتیں کرتے ہوئے سنا، دونوں ایک دوسرے سے جھگڑ رہی تھیں اور جو پیچھے تھی اپنی ساتھی سے مطالبہ کر رہی تھی کہ قافلہ کل یا پرسوں یہاں آ جائے گا تو ان کی خدمت کر کے میں تمہارا حق ادا کر دوں گی۔ مجدی نے کہا تو سچ کہتی ہے اور پھر اس نے ان دونوں کو علیحدہ کر دیا۔ یہ بات عدی اور بسبس نے سن پائی یہ اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور جو بات سنی تھی وہ آپ سے بیان کر دی۔

ابوسفیان کی روانگی

ابوسفیان قافلے کے لوٹ جانے کے خوف سے اس کے آگے چلا اور پانی پر آیا مجدی بن عمرو سے پوچھا کیا کسی دشمن کی آہٹ تو نہیں پائی اس نے کہا میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو مجھے مشتبہ نظر آیا ہو البتہ دو شتر سوار اس ٹیلے کے پاس آ کر اترے تھے انہوں نے ایک چھاگل میں پانی بھرا اور چلے گئے۔ ابوسفیان اس جگہ آیا جہاں ان کے اونٹ بیٹھے تھے اس نے ان کی مینگنیاں اٹھائیں ان کو توڑا تو اس میں کھجور کی گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کہنے لگا خدا کی قسم یہ مدینہ کا چارہ ہے وہ سرعت کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے پاس پلٹ گیا اور فوراً اس نے اپنے قافلہ کی راہ بدل دی بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر ساحل کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور اب اس نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی۔

جہیم بن الصلت کا خواب

قریش بڑھتے ہوئے جحفہ پہنچے یہاں جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا یا کہا اس وقت بیداری اور خواب کی بین بین حالت مجھ پر طاری تھی میں نے دیکھا کہ ایک اسپ سوار آیا ہے اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ ہے اور اس نے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام، امیہ بن خلف اور فلاں فلاں اشخاص قتل کر دیے گئے۔ اس نے قریش کے ان تمام اشراف کے نام لیے جو بدر کے دن قتل ہوئے تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینہ کو نیزہ سے زخمی کیا اور پھر اسے لشکر گاہ میں ہانک دیا جس سے اس کا کوئی خیمہ ایسا نہیں بچا کہ اس کا خون نہ لگا ہو جب ابو جہل کو اس خواب کی اطلاع ہوئی کہنے لگا یہ بنو عبدالمطلب میں ایک دوسرا نبی پیدا ہوا ہے جب کل مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائے گا کون قتل ہوتا ہے۔

ابوجہل کا بدر میں قیام پر اصرار:

دوسری طرف ابوسفیان نے جب اپنے قافلہ کو خطرے سے بچا لیا تو اس نے قریش کو پیغام بھیجا کہ تم اپنے قافلہ، آدمیوں اور مال کی حفاظت کے لیے آئے تھے سو اللہ نے اسے بچا لیا ہے اب واپس چلے جاؤ مگر ابوجہل نے یہ مشورہ نہ مانا اور کہنے لگا کہ جب تک

ہم بدر پر قیام کر لیں گے پھر لوٹ کر واپس جائیں گے۔ عرب میں تمہارا چرچا ہو جائے گا۔ بدر کا مقام ایسا تھا کہ یہاں سالانہ بازار لگتا تھا۔ ابوجہل نے یہ بھی کہا کہ ہم تین دن اس مقام پر قیام کریں گے جانور ذبح کریں گے دعوتیں کریں گے شراب پئیں گے ڈومنیوں کے ناچ گانے سنیں گے جب عرب یہ سنیں گے۔ اس لشکر کشی کی خبر دور دور تک پھیل جائے گی تو ہمیشہ کے لیے ہم سے مرعوب ہو جائیں گے لہٰذا آگے بڑھو۔ اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی جو بنو زہرہ کے حلیف تھے کہنے لگے یہ سب جھوٹ ہے بنو زہرہ سے کہا اللہ نے تمہارے مال کو بچا لیا اور تمہارے ساتھی مخرمہ بن نوفل کو دشمن کی گرفت سے نجات دے دی تم لوگ صرف اس کی مدافعت کے لیے نکلے تھے یہ دونوں کام ہو چکے ہیں اب تم لوگ آگے جانے کی ضرورت نہیں ابوجہل جو کہتا ہے اس پر اعتبار نہ کرو یہ فضول بات ہے اپنے گھر واپس چلو اور بزدلی کا الزام مجھ پر ڈال دو۔ لہٰذا اس مشورہ پر عمل کیا۔ چونکہ اخنس ان کے سردار تھے وہ واپس ہو گئے ان کا ایک آدمی بھی بدر نہیں آیا اس کے علاوہ بنو عدی بن کعب کا بھی ایک آدمی وہاں نہیں آیا۔ باقی قریش کے ہر خاندان کے آدمی آئے تھے ان سب کے سب بدر پہنچے تھے بنو زہرہ اخنس بن شریق کے ہمراہ لوٹ گئے ان دونوں قبیلوں میں سے ایک شخص بھی بدر نہیں آیا اس کے بعد قریش کی جماعت بدر پہنچی۔

طالب بن ابی طالب

طالب بن ابی طالب بھی قریش کے ساتھ تھا اس کا کسی قریشی سے مکالمہ ہوا۔ قریشی نے کہا بنو ہاشم ہم خوب جانتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ آئے ہو مگر تمہارے دل محمد ﷺ کے ساتھ ہیں اس وجہ سے طالب بھی دوسروں کے ہمراہ مکہ واپس چلا گیا۔ اس کے متعلق ابن الکلبی کہتے ہیں کہ طالب بن ابی طالب جبراً مشرکین کے ساتھ بدر آیا تھا مگر نہ قیدیوں میں اس کا پتہ چلا اور نہ مقتولین میں ملا اور اپنے گھر بھی واپس نہیں پہنچا یہ شاعر بھی تھا۔

جنگ بدر

قریش بدر آئے اور وادی کے دوسرے کنارے عقنقل ٹیلے کے پیچھے فروکش ہوئے بطن وادی یلیل ہے یہ بدر اور عقنقل ٹیلے کے درمیان ہے اس کے پیچھے قریش فروکش ہوئے تھے اور بدر کے کنوئیں بطن یلیل سے مدینہ کی سمت والے کنارے کے قریب تھے۔ اللہ نے پانی برسایا یہ وادی بہت نرم اور دھنسنے والی تھی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی فرودگاہ میں صرف اتنی بارش ہوئی کہ خاک دب گئی زمین سخت ہو گئی چلنے پھرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی اس کے برخلاف قریش کی فرودگاہ میں اس قدر شدید بارش ہوئی کہ کیچڑ کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ پر اس وقت اپنے مقام سے نہ نکل سکے جب کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مقام سے چلے چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان سے پہلے پانی پر پہنچ جانے کے لیے چلے اور بدر سے قریب ترین کنوئیں کے پاس آ کر ٹھہر گئے۔

حباب بن المنذر کی رائے

حباب بن المنذر بن الجموح نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا اس مقام پر آپ اللہ کے حکم سے فروکش ہوئے ہیں تو اس کے متعلق کسی قسم کی چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے اس سے نہ آگے بڑھنا چاہیے اور نہ پیچھے ہٹنا چاہیے یا صرف یہ ایک رائے آپ کی ذاتی ہے اور آپ نے جنگ میں تدبیر کرنے کے خیال سے یہ چال چلی ہے تو اور بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس میں وحی کو دخل نہیں ہے یہ ایک جنگی چال ہے۔ حباب نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ جگہ آپ کے پڑاؤ کے لیے مناسب نہیں ہے آپ سب لوگوں کو یہاں سے اٹھا کر لے چلیں اور ان کنوؤں پر جو دشمن کے قریب ترین واقع ہیں جا کر منزل کریں اور پھر ان کے پیچھے جتنے کنوئیں ہیں ان سب کو

بے کار کردیں اور اس ایک کنویں پر جہاں آپ ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں اس کے بعد جب آپ ان سے معرکہ آرا ہوں تو ہم جتنا چاہیں پینے کے لیے پانی میسر رہے گا اور دشمن پانی سے محروم ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا تمہاری رائے مناسب ہے۔ چنانچہ آپ اپنے تمام آدمیوں کو لے کر اس مقام سے آگے بڑھے اور جب آپ اس کنویں پر آئے جو قریش کے قریب ترین تھا تو وہیں پڑاؤ ڈالا اور آپ کے حکم سے بقیہ تمام کنویں بند کر دیے گئے۔ آپ نے اپنے کنویں پر ایک حوض بنوا کر اسے پانی سے بھر دیا اور پھر پینے کے لیے اس میں برتن ڈال دیے۔

عریشِ رسول

سعد بن معاذ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم آپ کے لیے کھجور کی شاخوں کی ایک جھونپڑی بنائے دیتے ہیں تاکہ آپ اس میں تشریف فرما رہیں۔ پھر ہم اپنی سواریوں کو آپ کے پاس ہی تیار رکھے دیتے ہیں پھر ہم دشمن سے لڑتے ہیں اگر اللہ نے ہم کو دشمن پر غلبہ و فتح عطا کی فبہا مراد اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو اس وقت آپ جناب والا سواری پر سوار ہو کر ہمارے ان قوم والوں کے پاس جو یہاں آپ کے ساتھ نہیں آئے اور مدینے میں رہ گئے جا سکتے ہیں اور وہ آپ سے ایسی ہی جاں نثاری رکھتے ہیں جیسے کہ ہم ہیں ہم ان سے کسی طرح زیادہ محبت نہیں رکھتے ان کو اگر اس بات کا یقین ہوتا کہ آپ کو جنگ پیش آئے گی تو وہ کبھی آپ کی معیت سے پیچھے نہ رہتے۔ اللہ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت کرے گا اور آپ کے ساتھ اخلاص برتیں گے اور آپ کے ہمراہ اپنی جانیں نثار کریں گے۔ اس تقریر کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی اور ان کو دعائے خیر دی۔ پھر آپ کے لیے ایک جھونپڑی بنا دی گئی آپ نے اس میں اقامت اختیار کی۔

دوسری طرف صبح کو قریش اپنے مقام سے بڑھے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو عقنقل سے اس ریت کے تودے کی طرف جس سے وادی میں آتے تھے بڑھتا دیکھا آپ نے اللہ سے التجا کی کہ اے خداوند یہ قریش غرور و نخوت کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول کو جھٹلانے آگئے ہیں تو نے جو مجھ سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے پورا کر اور آج ہی ان کا خاتمہ کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کو اپنے سرخ اونٹ پر سوار دشمن میں پھرتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ اگر دشمن کی تمام جماعت میں کسی میں بھلائی نظر آتی ہے تو اس سرخ اونٹ سوار میں معلوم ہوتی ہے اگر ان لوگوں نے اس کی نصیحت مان لی تو وہ ہلاکت سے بچ جائیں گے۔

خفاف بن ایماء کی قریش کو پیشکش:

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضہ الغفاری کے پاس سے گزرے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضہ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ کچھ جانور ذبح کرنے کے لیے ان کو بھیجے تھے اور کہلا بھیجا کہ اگر تم چاہو تو ہم ہتھیار اور سپاہ سے بھی مدد دیں مگر قریش نے اس کے بیٹے کے ذریعے کہلا بھیجا کہ بہر حال تم نے عزیز داری کے حقوق کا جو تقاضا تھا وہ تم نے پورا کر دیا اگر ہمارا مقابلہ انسانوں سے ہے تو ہم کسی طرح ان کے مقابلے میں کمزور نہیں ہیں اور اگر محمد ﷺ کے ادعا کے مطابق ہم خدا سے لڑنے جا رہے ہیں تو اللہ کے مقابلہ میں کسی کی بھی کچھ نہیں چل سکتی۔

حکیم بن حزام

جب سب لوگ ٹھہر گئے قریش کے چند آدمی جن میں حکیم بن حزام بھی اپنے گھوڑے پر سوار تھا حوض رسول اللہ ﷺ کے سامنے حوض پر آئے آپ نے فرمایا ان کی مزاحمت نہ کرو آنے دو چنانچہ جس کسی نے اس حوض کا پانی پیا وہ مارا گیا البتہ صرف حکیم بن

[illegible]

جماعت کو آج اپنے ابن عم کے مقابلے سے ہٹا دو۔ میں ابوجہل کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ وہ خیمہ میں پڑا ہوا ہے اور ابن الحضرمی اس کے سرہانے کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنا رشتہ عبد شمس سے فسخ کر دیا اور اب مخزوم سے اپنا تعلق قائم کیا ہے۔ میں نے ابوجہل سے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ نے تم سے کہا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ آج تم اپنے ساتھیوں کو لے کر اپنے ابن عم کے مقابلے سے ہٹ جاؤ۔ ابوجہل نے کہا اسے تمہارے سوا کوئی اور قاصد اس پیام رسانی کے لیے نہیں ملا۔ میں نے کہا کہ ہاں اور میں بھی اس کے سوا اور کسی کا قاصد نہیں بن سکتا تھا۔ میں وہاں سے باہر نکل کر دوڑتا ہوا عتبہ کے پاس چلا آیا تاکہ کوئی خبر مجھ سے پہلے اس کو نہ پہنچ جائے۔ عتبہ ایماء بن رحضہ غفاری کے جس نے مشرکین کو کھانے کے لیے دس جانور ہدیۃً بھیجے تھے سہارے کھڑا ہوا تھا اتنے میں ابوجہل جس کے چہرے پر بڑی شادمانی تھی وہاں آیا۔ اس نے عتبہ سے کہا تیری ہوا نکل گئی ہے۔ عتبہ نے کہا بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ابوجہل نے اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور عتبہ کے گھوڑے کی کمر پر ضرب لگائی ایماء بن رحضہ نے کہا یہ بہت برا شگون ہوا اسی وقت جنگ شروع ہو گئی۔

عتبہ کی جنگ کے خلاف تقریر

ابن اسحاق کے سلسلہ بیان کے مطابق عتبہ بن ربیعہ نے کھڑے ہو کر اپنی قوم میں تقریر کی اور کہا اے گروہ قریش محمد اور ان کے ساتھیوں سے لڑ کر تم کو کیا حاصل ہوگا اگر تم نے ان کو مار بھی لیا تو ہمیشہ تمہارا ایک شخص دوسرے کو اس لیے نظر کراہت سے دیکھے گا کہ اس نے چچا کے بیٹے یا ماموں کے بیٹے یا عزیز قریب کو قتل کیا ہوگا تم واپس چلو اور محمد اور تمام عرب کو نمٹنے کے لیے چھوڑ دو اگر انہوں نے اسے مار لیا تو تمہاری مراد ہوئی اور اگر اس کے خلاف ہوا تو اس کا الزام تم کو نہیں ہوگا اس لیے اب تم خود ان کے مقابلہ پر جلدی نہ کرو۔ حکیم کہتا ہے کہ میں ابوجہل کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی زرہ تھیلی سے نکال کر تیار کر رکھی ہے اور وہ جنگ کے لیے آمادہ ہو رہا ہے۔ میں نے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے اس پیام کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے میں نے وہ پیام بیان کر دیا۔ ابوجہل کہنے لگا محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی اس کی تو ہوا نکل گئی ہے بخدا اب ہم اس وقت تک کہ اللہ ہمارے اور محمد اور اس کے ساتھیوں کے درمیان آخری فیصلہ نہ کر دے ہم یہاں سے ٹلنے والے نہیں اور عتبہ نے جو کچھ کہا بھیجا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کو یقین ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی بھیڑ بکریوں کی طرح تہ تیغ کر دیے جائیں گے۔ چونکہ ان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی ہے اس لیے وہ تم کو ان کے مقابلہ پر خوف زدہ کر رہا ہے۔

ابوجہل کا عتبہ کو طعنہ:

ابوجہل نے عامر بن الحضرمی کو بلا بھیجا اور اس سے کہا یہ دیکھو تمہارا حلیف سب کو واپس لے جانا چاہتا ہے حالانکہ تمہارے بھائی کے انتقام لینے کا موقع تمہارے سامنے ہے تم کھڑے ہو اور اپنے حق کی حفاظت اور بھائی کے قتل کو یاد دلاؤ۔ عامر بن الحضرمی اٹھا اور صف سے نکل کر اس نے واعمراہ! واعمراہ! کا نعرہ لگایا جنگ چھڑ گئی بات بگڑ گئی۔ سب کے سب انتہائی جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے اور عتبہ بن ربیعہ نے لوگوں کو جو مشورہ دیا تھا اس کو برباد کر دیا گیا۔ جب عتبہ بن ربیعہ کو ابوجہل کا یہ قول کہ اس کی ہوا نکل گئی ہے معلوم ہوا اس نے کہا جنگ میں اس چوتڑ رنگنے والے کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس کی ہوا نکلی ہے میری یا اس کی۔ اس نے پہننے کے لیے خود مانگا چونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا تمام فوج میں کوئی خود ایسا نہ مل سکا جو اس کے سر پر آتا اس نے خود کی بجائے اپنی چادر سر پر لپیٹ لی۔

اسود بن عبد الاسد کا قتل:

اسود بن عبد الاسد مخزومی جو ایک تند خو بدخو تھا فوج سے برآمد ہوا اور کہنے لگا کہ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان کے

[illegible]

[illegible] آپ [illegible] تھے [illegible] آپ نے ان سے بیعت کی [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اللہ نے آپ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] گا۔

آیات قرآنی کا نزول:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین [illegible] ان کی تعداد ایک ہزار تھی [illegible] اپنے صحابہ کی تعداد [illegible] تھے۔ آپ نے قبلہ رو ہو کر اپنے ہاتھ پھیلا دیے [illegible] آپ نے [illegible] اللہ [illegible] مسلمانوں کی یہ جماعت [illegible] زمین میں تیری عبادت [illegible] آپ کی چادر [illegible] ابوبکر رضی اللہ عنہ نے [illegible] آپ کے پیچھے سے [illegible] اے اللہ کے نبی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] وعدہ [illegible] اس پر [illegible] نازل ہوا۔

﴿إذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم أني ممدكم بألف من الملائكة مردفين﴾

"جب تم نے اپنے رب سے فریاد کی [illegible] تمہاری فریاد [illegible] کہ میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ [illegible] تمہاری مدد [illegible] ہیں۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ اپنے قبہ میں بیٹھے ہوئے تھے [illegible] دعا کر رہے تھے [illegible] اے اللہ [illegible] تیرے عہد اور وعدہ [illegible] اے اللہ [illegible] آج کے بعد کوئی تیری عبادت [illegible] ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے نبی [illegible] آپ نے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

﴿سيهزم الجمع ويولون الدبر بل الساعة موعدهم والساعة أدهى وأمر﴾

"عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی [illegible] قیامت [illegible] ہے۔"

[illegible]

[illegible]

عوف بن الحارث

[illegible]

[illegible]

حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ

[illegible]

لوگوں میں سے بھی بعض لوگ بادل نخواستہ ہمارے مقابلہ پر کھینچ لائے گئے ہیں۔ وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے تھے لہٰذا اگر بنو ہاشم کا کوئی شخص تمہارے سامنے آ جائے اسے قتل نہ کرنا۔ نیز ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد کو بھی نہ مارنا اور اگر عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے چچا ملیں تو ان کو بھی قتل نہ کرنا کیونکہ وہ بادل نخواستہ اس جنگ میں شریک کیے گئے ہیں۔ یہ سن کر ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا: کیا یہ ٹھیک ہے کہ ہم تو اپنے باپ بیٹے بھائی اور خاندان والوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔ بخدا اگر میں نے اسے پا لیا تو میں تلوار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ تک ان کے اس قول کی اطلاع پہنچی۔ آپ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوحفص! ابوحذیفہ کا قول سنا وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اجازت ہو میں ابھی اس کا کام تمام کر دیتا ہوں۔ بخدا یہ منافق ہے۔ عمر کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کنیت سے پکارا۔

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس روز جو میں نے کہا اس سے میں ہمیشہ خائف تھا کہ نہ معلوم اس کا کیا وبال مجھ پر ہو اور خیال کرتا تھا کہ صرف اللہ کی راہ میں شہادت ہی اس کا کفارہ ہو سکتی ہے چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔

ابوالبختری کے قتل نہ کرنے کا حکم

ابوالبختری کے قتل سے رسول اللہ ﷺ نے اس لیے منع فرمایا تھا کہ اس نے آپ کے قیام مکہ کے زمانے میں کبھی آپ سے کوئی بدسلوکی نہیں کی، کبھی ایذا نہیں دی اور نہ کوئی ایسی بات کہی جو رسول اللہ ﷺ کو ناگوار خاطر ہوئی ہو اس کے علاوہ یہ بھی منجملہ ان لوگوں کے تھا جنہوں نے قریش کے اس معاہدہ کو جو انہوں نے عدم تعاون اور ترک تعلقات کا بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے خلاف مرتب کر کے بیت اللہ میں آویزاں کیا تھا ختم کر دیا۔ جنگ کے دوران مجذر بن زیاد البلوی انصار کے حلیف کی اس سے مڈ بھیڑ ہوئی۔ مجذر بن زیاد نے ابوالبختری سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے اس کا رفیق جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بھی اس کے ساتھ تھا، مکہ سے اس کے ہمراہ چلا تھا اور بنی لیث سے تعلق رکھتا تھا۔

ابوالبختری کا قتل:

ابوالبختری کا اصلی نام عاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا اس وقت رفیق کے حق سے مجذر بن زیاد کے خیال سے اس نے مجذر سے کہا اور میرے ساتھی کے متعلق کیا حکم ہے۔ انہوں نے کہا بخدا ہم تمہارے ساتھی کو نہیں چھوڑیں گے رسول اللہ ﷺ نے صرف تمہارے لیے حکم دیا ہے کہ قتل نہ کیے جاؤ۔ ابوالبختری نے کہا اگر یہ ہے تو میں اور وہ دونوں ساتھ جان دیں گے میں نہیں چاہتا کہ اہل مکہ کی قریشی عورتیں میرے متعلق بعد میں کہیں کہ میں نے اپنی جان بچانے کی غرض سے اپنے رفیق کو قربان کر دیا۔ اس موقع پر جب مجذر نے اسے ہتھیار رکھ دینے کا مطالبہ کیا اور اس نے بغیر لڑے اپنی گرفتاری سے انکار کیا اس نے یہ رجزیہ شعر پڑھا:

لن یسلم ابن حرۃ زمیلہ — حتی یموت او یری سبیلہ

ترجمہ: "ایک شریف زادہ کبھی اپنے رفیق کو دشمن کے حوالے نہیں کر سکتا اب چاہے وہ مر جائے یا کامیاب ہو۔"

اس کے بعد دونوں لڑ پڑے مجذر بن زیاد نے اسے قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے میں نے بہت کوشش صرف کی کہ میں اسے قید کر کے جناب کی خدمت میں لے آؤں مگر اس نے لڑائی کے سوا میری بات نہ مانی۔ میں مجبوراً اس سے لڑا اور میں نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور امیہ بن خلف:

عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ مکہ میں امیہ بن خلف میرا دوست تھا۔ میرا نام عبد عمرو تھا۔ مگر جب میں اسلام لایا تو میرا نام عبدالرحمن رکھا گیا۔ اس کے بعد وہ مکہ میں جب کبھی مجھ سے ملتا تو کہتا عبد عمرو! کیا تم نے اپنے باپ کا رکھا ہوا نام ترک کر دیا؟ میں کہتا ہاں۔ اس پر وہ کہتا کہ میں رحمن کو نہیں جانتا۔ تو کوئی ایسا نام تجویز کرو جس سے میں تم کو پکارا کروں۔ تم اپنے پہلے نام سے میری پکار کا جواب نہیں دیتے اور میں ایسے نام سے جس کو میں نہیں جانتا تم کو نہیں پکاروں گا۔ جب وہ مجھے عبد عمرو کہہ کر پکارتا تو میں جواب نہیں دیتا۔ میں نے کہا اے ابو علی اس کے متعلق تم جو چاہو تجویز کر دو۔ اس نے کہا اچھا تمہارا نام عبدالالٰہ تجویز ہوا۔ میں نے کہا اچھا۔ چنانچہ اس کے بعد جب میں اس کے پاس سے گزرتا وہ مجھے عبدالالٰہ کہہ کر پکارتا میں اسے جواب دیتا اور اس سے گفتگو کرتا۔ بدر کے دن جب میں اس کے پاس سے گزرا وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔ میرے ساتھ کچھ زرہیں تھیں جن کو میں نے مال غنیمت میں سے لیا تھا اور ان کو لیے جا رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی اے عبد عمرو۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب اس نے کہا اے عبدالالٰہ۔ میں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کیا تم ہمیں لے لو گے ان زرہوں سے جو تمہارے پاس ہیں ہم زیادہ بہتر ہیں۔ میں نے کہا بے شک بخدا۔ تو پھر میں نے زرہیں پھینک دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر لے چلا۔ امیہ کہنے لگا آج جیسا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا تمہیں دودھ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان دونوں کو لیے چلا۔ میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا رہا تھا امیہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم میں وہ کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کے پر کا نشان ہے؟ میں نے کہا وہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔ اس نے کہا ہماری یہ درگت اسی نے بنائی ہے۔

حضرت بلالؓ کا امیہ کے قتل پر اصرار:

عبدالرحمن کہتے ہیں کہ بخدا میں ان دونوں کو لیے جا رہا تھا کہ بلال نے اسے میرے ساتھ دیکھ لیا۔ یہی امیہ مکہ میں بلال کو طرح طرح کی اذیتیں دیا کرتا تھا کہ وہ اسلام ترک کر دیں۔ وہ ان کو مکہ میں سنگلاخ زمین پر جب وہ دھوپ سے خوب تپ جاتی لے جاتا اور پیٹھ کے بل لٹا کر ان کے سینے پر ایک بڑا پتھر رکھ دیتا اور کہتا کہ جب تک تم محمد ﷺ کے دین کو ترک نہ کرو گے تم یونہی پڑے رہو گے۔ بلال اس حالت میں اس عذاب کے باوجود یہی کہتے "احد احد" (وہ ایک ہے وہ ایک ہے) اسی لیے اب جب ان کی نظر اس پر پڑی وہ کہنے لگے کہ امیہ بن خلف کفر کا سرغنہ یہ ہے میں نہ بچوں اگر یہ بچ جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ میرا قیدی ہے تم اس کے درپے ہو رہے ہو۔ بلال نے پھر کہا میں نہ بچوں اگر یہ بچ جائے۔ میں نے کہا اے حبشی زادے سنتے ہو؟ بلالؓ نے کہا میں بچ نہ پاؤں اگر یہ بچ گیا۔

امیہ بن خلف کا قتل:

پھر انہوں نے نہایت بلند آواز سے کہا اے اللہ کے انصار! دیکھو یہ کفر کا سرغنہ امیہ بن خلف موجود ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ گیا۔ ان کی اس آواز پر ہر سمت سے لوگوں نے ہم کو ہر طرف سے آ گھیرا اور حلقہ میں لے لیا۔ میں اسے بچا رہا تھا کہ ایک شخص نے تلوار کھینچ کر ماری وہ اس کے بیٹے پر پڑی۔ اس وقت امیہ نے ایسی زور سے چیخ ماری کہ میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ میں نے کہا کہ اب تم بھاگ جاؤ مگر بھاگ کر بھی نجات ممکن نہیں میں تم کو کسی طرح بچا نہیں سکتا۔ اتنے میں مسلمانوں نے تلواروں سے ایک ایک ضرب سے ان کا کام تمام کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد عبدالرحمن کہا کرتے تھے اللہ بلالؓ پر رحم کرے میری زرہیں بھی جاتی رہیں اور میرے قیدیوں کو بھی انہوں نے زبردستی مجھ سے چھڑا لیا۔

جنگ بدر میں ملائکہ کی شرکت

وہب بن جریر کہتے ہیں کہ مجھ سے بنو غفار کے ایک شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں بدر کی لڑائی میں موجود تھا میں اور میرا ایک چچا زاد بھائی دونوں وہاں آئے تھے اور ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ کر جہاں سے میدان کا نظارہ ہو سکتا تھا چھپ کر بیٹھ گئے اور دیکھ رہے تھے کہ کس کو شکست ہوتی ہے تاکہ پھر دوسرے لوٹنے والوں کے ساتھ ہم بھی غنیمت میں حصہ پائیں۔ ہم دونوں اس وقت تک مشرک تھے۔ ہم اس پہاڑ پر تھے کہ ایک بدلی ہمارے قریب آئی جس میں ہم نے گھوڑوں کی آواز سنی اور کہنے والے کو کہتے سنا اقدم حیزوم۔ اس آواز سے میرے چچا زاد بھائی پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ اس کے قلب کا پردہ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا میں بھی قریب المرگ ہو گیا تھا مگر پھر سنبھل گیا۔

ابو داؤد مازنی سے جو بدر میں شریک تھے مروی ہے کہ بدر میں میرے سامنے یہ گزری کہ میں مشرک کا تعاقب کر رہا تھا کہ میں نے اس پر وار کرنا چاہا اس سے قبل ہی اس کا سر تن سے جدا ہو کر دور جا گرا اور میں نے محسوس کیا کہ کسی اور نے اسے قتل کیا۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بدر میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم میں سے اگر کوئی اپنی تلوار سے مشرک کی طرف اشارہ کرتا تو اس وقت قبل اس کے کہ تلوار اس تک پہنچنے پائے اس کا سر تن سے جدا ہو کر گر پڑتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ملائکہ کی شناخت یہ تھی کہ انہوں نے سفید عمامے باندھے ہوئے تھے جن کے شملے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور جنگ حنین میں انہوں نے سرخ عمامے باندھے تھے مگر بدر کے سوا اور کہیں ملائکہ نے خود لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ دوسرے مواقع پر وہ صرف مدد اور کمک کے طور پر موجود رہے مگر انہوں نے تلوار نہیں چلائی۔

ابوجہل کی لاش کی تلاش:

معاذ بن عمرو بن الجموح بنو سلمہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ دشمن سے فارغ ہو گئے تو آپ نے حکم دیا کہ ابوجہل کو مقتولین میں تلاش کیا جائے اور آپ نے یہ بھی دعا مانگی کہ خداوندا اسے تو میری گرفت سے نکلنے نہ دے۔

ابوجہل کا قتل:

سب سے پہلے معاذ بن عمرو بن الجموح ابوجہل کے پاس پہنچے تھے اس کے متعلق انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے کفار اور ابوجہل کو ایک جھاڑی کی طرح گھنی جگہ میں باتیں کرتے سنا وہ دوسرے لوگ کہہ رہے تھے کہ ابوالحکم تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی میں نے اس سے یہ بات سنتے ہی ارادہ کر لیا کہ ضرور اس پر حملہ کروں گا چنانچہ اس پر جھپٹ پڑا اور موقع پاتے ہی میں نے اس پر حملہ کیا اور تلوار کی ایک ضرب سے نصف ساق سے اس کا پاؤں قطع کر دیا وہ پاؤں اس طرح اڑ گیا جس طرح کہ گٹھلی کسی سے کوٹنے کے مارنے کے ساتھ نکل کر علیحدہ ہو کر جا پڑتی ہے۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے شانے پر وار کیا اور میرا ہاتھ اڑا دیا صرف جلد کے سہارے وہ میرے جسم میں اٹکا رہ گیا مگر اس زخم کی وجہ سے میں ابوجہل سے زیادہ نہ لڑ سکا۔ تمام دن میں لڑا مگر میرا یہ کٹا ہوا ہاتھ میرے پیچھے جھولتا رہا جب اس کی تکلیف زیادہ ہونے لگی تو میں نے اس پر پاؤں رکھ کر جسم سے جدا کر کے علیحدہ پھینک دیا۔ اس واقعہ کے بعد معاذ رضی اللہ عنہ زندہ رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوجہل کا غرور:

جب ابوجہل زخمی پڑا ہوا تھا معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے انہوں نے ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور مردہ سمجھ کر چھوڑ کے گئے حالانکہ ابھی اس میں جان باقی تھی معوذ لڑتے رہے اور شہید ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا

بھی [illegible] حضرت عثمانؓ کے زمانے تک زندہ رہے۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ کے حکم سے [illegible] مقتولین میں تلاش [illegible] اور آپ نے فرمایا تھا کہ اگر [illegible] مقتولین میں [illegible] تو اس کے گھٹنے پر زخم کا نشان [illegible] ہم دونوں عبداللہ بن جدعان کی دعوت میں [illegible] ہم دونوں لڑکے تھے [illegible] میں نے اسے دھکا دیا تو وہ گھٹنوں کے بل گر پڑا [illegible] زخم کا نشان [illegible] عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ [illegible] میں نے اسے پہچان لیا [illegible] گردن پر پیر رکھ دیا [illegible] مکہ میں [illegible] اے دشمن خدا اللہ نے تجھے ذلیل کر دیا؟ اس نے کہا مجھے کس بات سے ذلیل کیا؟ [illegible] اس شخص سے [illegible] جسے تم نے قتل کیا [illegible] آج کس کی [illegible] ہوئی؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی۔ اس سلسلہ میں ابن مسعود [illegible] بنی مخزوم [illegible] کہتے ہیں کہ ابو جہل نے مجھ سے یہ بھی کہا اے بکریاں چرانے والے تو بہت اونچی جگہ چڑھ گیا ہے۔ پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ دشمن خدا ابو جہل کا سر ہے۔ آپ نے فرمایا کیا قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اسی کا سر ہے؟ رسول اللہ ﷺ یہی قسم کھایا کرتے تھے۔ میں نے کہا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اب میں نے اس کے سر کو آپ کے سامنے ڈال دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی تعریف کی۔

حضرت محمد ﷺ کا مقتولین سے خطاب

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مقتولین کو کنویں میں ڈال دیا جائے چنانچہ وہ ڈال دیے گئے البتہ امیہ بن خلف [illegible] اپنی زرہ میں پھول گیا تھا جب لوگ اسے ہلانے کے لیے اٹھانے گئے تو اس کی لاش اس میں سے نکل پڑی [illegible] اس لیے اسے وہیں رکھا گیا اور اس پر مٹی اور پتھر ڈال دیے۔ جب مقتولین کو کنویں میں ڈال دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ وہاں آئے اور آپ نے فرمایا اے کنویں والو! کیا تم نے اس وعدے کو جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا ٹھیک پایا؟ بے شک مجھ سے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا وہ ٹھیک ہوا۔ صحابہ نے آپ سے پوچھا کیا آپ مردوں سے کلام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ان کو معلوم ہو گیا کہ جو وعدہ ان کے رب نے ان سے کیا تھا وہ سچا ہے۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان مردوں نے آپ کی بات سنی حالانکہ [illegible] بلکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ ان کو معلوم ہو گیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ صحابہ نے [illegible] شب میں رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا: "اے کنویں والو! اے عتبہ بن ربیعہ اے شیبہ بن ربیعہ اے امیہ بن خلف اے ابو جہل بن ہشام" [illegible] آپ نے ان تمام مقتولین کے نام لیے جو اس کنویں میں ڈالے گئے تھے اور پھر فرمایا کیا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا اسے تم نے ٹھیک پایا؟ بے شک جو وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا تھا اسے میں نے سچا پایا۔ صحابہ نے آپ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ! آپ ایسے مردوں کو پکار رہے ہیں جو گل سڑ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو البتہ ان میں اب یہ [illegible] نہیں کہ وہ جواب دیں۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ گفتگو کی آپ نے فرمایا اے کنویں والو! تم اپنے نبی کے لیے کتنے بدترین خاندان والے تھے تم نے میری تکذیب کی حالانکہ دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے مجھے گھر سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی تم نے مجھ سے جنگ کی اور دوسروں نے میری مدد کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا کیا اسے تم نے سچ پایا میں نے تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا۔

ابو حذیفہ کا ملال:

جب رسول اللہ ﷺ نے مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دینے کا حکم دیا اور ان کی نعش کو گھسیٹتے ہوئے کنوئیں کو لے چلے رسول اللہ ﷺ کی نظر ابو حذیفہ بن عتبہ کے چہرے پر پڑی وہ بہت ہی غمگین اور متغیر تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے باپ کی اس حالت سے تم متاثر ہو۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ مگر ہاں یہ بات ہے کہ میں اپنے باپ کے کفر اور قتل سے اس وقت بہت ملول ہوں کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرا باپ صاحب رائے دانش مند حلیم اور متقی آدمی تھا تو مجھے یہ توقع تھی کہ یہ خوبیاں اس کو اسلام کی طرف رہبری کریں گی مگر جب میں نے دیکھا کہ وہ مارا گیا اور اس توقع کے بعد وہ کفر کی حالت میں مر گیا اس بات نے مجھے ملول کر دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی اور دعائے خیر دی۔

مال غنیمت جمع کرنے کا حکم:

اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ لشکر کی فرودگاہ میں جو کچھ لوگوں نے لوٹ کر اٹھا لیا ہے اسے جمع کیا جائے۔ اس کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا جنہوں نے جمع کیا تھا وہ مدعی ہوئے کہ خود ہی سب لیں کیونکہ پہلے ہی رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کے متعلق فرما دیا تھا کہ جو شخص جس چیز پر قبضہ کرے وہ اسی کا ہے مگر اس پر ان لوگوں نے جو دشمن سے لڑ رہے تھے اور اسے تلاش کر کے قید کر رہے تھے کہا کہ اگر ہم نہ ہوتے تو یہ مال تمہارے قبضہ میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ ہم نے دشمن کو اپنے سے معروف پیکار کر کے تم کو یہ موقع دیا ہے کہ تم نے غنیمت حاصل کی۔ پھر ان لوگوں نے جو دشمن کی یورش کے خوف سے اس اثنا میں رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کر رہے تھے کہا کہ اس مال کا ہمارے مقابلہ میں تم میں سے کوئی زیادہ مستحق نہیں ہے جب اللہ نے ہم کو فتح دی اور انہوں نے ہماری طرف پشت پھیر دی یہ بات ہمارے امکان میں تھی کہ چونکہ کوئی اس کا بچانے والا نہ رہا تھا ہم آسانی سے اس سب پر قبضہ کر لیتے مگر اس اندیشے سے کہ کہیں دشمن رسول اللہ ﷺ پر نہ پلٹ پڑے ہم آپ کی حفاظت کے لیے آپ کے پاس ٹھہرے رہے اس لیے تم میں کوئی ہم سے زیادہ اس مال کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

سورۂ انفال کی تفسیر:

ابو امامہ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے عبادہ بن الصامت سے "انفال" کی تفسیر پوچھی انہوں نے کہا یہ آیت ہم اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی۔ جب غنیمت کے متعلق ہم میں سخت اختلاف ہو گیا اور نوبت بداخلاقی تک پہنچی تو اللہ نے اسے ہم سے چھین کر رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا اور اس میں اللہ کا تقویٰ اس کے رسول کی فرماں برداری اور آپس کے تعلقات کی اصلاح تھی۔

حضرت رقیہ ؓ کی تدفین:

فتح کے بعد آپ نے عبداللہ بن رواحہ ؓ کو اس فتح کی بشارت دینے کے لیے اہل العالیہ کے پاس اور زید بن حارثہ ؓ کو اہل سافلہ کے پاس روانہ کیا۔ اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ ہم کو اس فتح کی خبر اس وقت ملی جب کہ ہم رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو دفن کر رہے تھے یہ عثمان بن عفان کے نکاح میں تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو عثمان ؓ کے ساتھ ان کے لیے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ جب زید بن حارثہ ؓ مدینہ آئے میں ان کے پاس گیا وہ عیدگاہ میں کھڑے ہوئے تھے۔ بہت سے آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ مارا گیا۔ شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود، ابو البختری بن ہشام، امیہ بن خلف اور حجاج

[illegible]

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ

[illegible]

مقتولین و اسیرانِ بدر کی تعداد:

[illegible]

حضرت ابوالعاصؓ

[illegible]

حضرت عمیرؓ بن وہب کا اسلام

[illegible]

[illegible]

اسیرانِ بدر کا قصہ:

نبیہ بن وہب کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم کر دیا اور فرمایا ان سے اچھا سلوک کرو۔ ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم بھی جو مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی تھا قیدیوں میں تھا۔ ابوعزیز کہتا ہے مصعب میرے پاس سے گزرے ایک انصاری مجھے قید کر رہا تھا انہوں نے کہا اسے خوب کس کر باندھو اس کی ماں دولت مند ہے وہ فدیہ دے کر اسے چھڑا لے گی۔ بدر سے واپسی کے وقت میں چند انصار کے ساتھ تھا جب وہ صبح و شام کا کھانا کھاتے تو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کی وجہ سے مجھے روٹی کھلا دیتے اور خود کھجوریں کھاتے۔ جب ان میں سے کسی کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا آتا وہ مجھے دے دیتا میں شرمندہ ہو کر اسے واپس کر دیتا وہ بغیر ہاتھ لگائے مجھے واپس کر دیتا۔

مکہ میں شکست کی خبر:

محمد بن اسحاق کے بیان کے مطابق سب سے پہلے حیسمان بن عبداللہ الخزاعی نے مکہ آ کر قریش کی ہزیمت اور شکست کی اطلاع دی۔ لوگوں نے پوچھا کیا خبر ہے؟ اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام، امیہ بن خلف اور زمعہ بن الاسود قتل کر دیے گئے۔ جب اس نے اشراف قریش کے نام گنانے شروع کیے تو صفوان بن امیہ نے جو حطیم میں بیٹھا ہوا تھا لوگوں سے کہا یہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے ذرا اس سے میرے متعلق پوچھو۔ لوگوں نے اس سے پوچھا صفوان بن امیہ کا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ تو حطیم میں بیٹھا ہے۔ بخدا اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوتے میں نے خود دیکھا ہے۔

ابو رافع کی روایت:

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابو رافع سے مروی ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا اور ہم اہل بیت میں اسلام داخل ہو چکا تھا۔ عباس اور ام الفضل مسلمان ہو گئی تھیں میں بھی اسلام لے آیا تھا لیکن عباس چونکہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور ان کی مخالفت سے بچتے تھے اس لیے وہ اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے ان کا بہت سا روپیہ لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اللہ کا دشمن ابولہب خود بدر میں نہیں گیا تھا بلکہ اس نے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو اپنی جگہ بھیج دیا تھا۔ جب قریش کی شکست کی خبر آئی اور لوگوں نے جنگ کا حال سنا تو ابولہب کو بڑا صدمہ ہوا۔ اس کی رسوائی اور ذلت ہوئی اور ہم نے اپنے دلوں میں قوت اور عزت محسوس کی۔ میں ایک کمزور آدمی تھا۔ میں زمزم کے حجرے میں بیٹھ کر تیر بنایا کرتا تھا۔ میں بیٹھا ہوا تیر بنا رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں ہم اس خبر سے بڑے مسرور ہو رہے تھے کہ اتنے میں ابولہب پیر گھسیٹتا ہوا آیا اور حجرے کی طناب کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا یہ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آ گیا۔ ابولہب نے کہا اے بھتیجے میرے پاس آؤ تمہارے پاس کچھ خبر ہے۔ وہ ان کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ ان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ابولہب نے پوچھا اے بھتیجے بتاؤ لوگوں کا کیا حال ہوا؟ اس نے کہا کچھ نہیں۔ خدا کی قسم جوں ہی ہمارا ان سے مقابلہ ہوا ہم نے اپنے کندھے ان کے سپرد کر دیے وہ جس طرح چاہتے ہمیں قتل کرتے اور جس طرح چاہتے قید کرتے۔ اور خدا کی قسم میں لوگوں کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ ہم نے آسمان و زمین کے درمیان ابلق گھوڑوں پر سفید پوش لوگوں کو دیکھا خدا کی قسم وہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے سامنے نہیں ٹھہرتی تھی۔ ابو رافع کہتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے حجرے کی طناب اٹھائی اور کہا خدا کی قسم یہ فرشتے تھے۔ ابولہب نے ہاتھ اٹھایا

اور میرے سر پر زور دار تھپڑ مارا جب میں ان پر چڑھا تو انہوں نے مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا پھر مجھ پر بیٹھ کر مارنے لگے۔ میں کمزور آدمی تھا۔ پھر ام الفضل خیمے کے ستون کے پیچھے کھڑی ہوئی تھیں انہوں نے اسے پکڑ کر ایک چوٹ لگائی جس نے اس کے سر میں گہرا زخم کر دیا۔ ام الفضل نے کہا تو اسے کمزور سمجھتا ہے کیونکہ اس کا آقا نہیں ہے۔ پھر وہ ذلت سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ پھر وہ سات ہی راتیں زندہ رہا کہ اللہ نے اسے عدسہ کی بیماری میں مبتلا کر دیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے دونوں بیٹوں نے اسے بے دفن کیے دو تین راتیں پڑا رہنے دیا یہاں تک کہ بو پیدا ہو گئی اور قریش عدسہ سے اس طرح بچتے تھے۔ پھر ایک قریشی نے ان سے کہا تم پر افسوس ہے کیا تم اس بات سے شرم نہیں کرتے کہ تمہارے والد اپنے گھر میں گل سڑ رہے ہیں تم انہیں دفن نہیں کرتے۔ تو انہوں نے کہا ہم اس پھوڑے سے ڈرتے ہیں۔ اس نے کہا تم چلو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر انہوں نے اس پر دور سے پانی بہا دیا اور اسے اٹھا کر اونچی جگہ اور مکہ کے بالائی حصہ میں ایک دیوار کے پاس ڈال دیا اور اس پر پتھر ڈال کر چھپا دیا۔ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ قیدی بدر والی شب بندھے ہوئے تھے حضور اس رات جاگتے رہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے آپ سوتے نہیں آپ نے فرمایا میں نے عباس کی کراہ سنی ہے بندش کی تکلیف سے کراہ رہے ہیں تو صحابہ ان کے پاس گئے اور بندش کھول دی پھر حضور سو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جس نے عباس کو قید کیا تھا وہ ابو الیسر کعب بن عمرو بنی سلمہ کا بھائی تھا۔ ابو الیسر کمزور جسم تھے اور عباس بھاری جسم کے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ابو الیسر تم نے عباس کو کیسے پکڑا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ایک ایسے شخص نے میری مدد کی جسے نہ پہلے دیکھا تھا اور نہ اب دیکھتا ہوں اس کی صورت ایسی تھی۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے ایک بزرگ فرشتے نے اس کام میں تمہاری اعانت کی ہے

عباد سے مروی ہے کہ بدر کے بعد قریش نے اپنے مقتولوں کا ماتم کیا پھر کہنے لگے یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر اس کی خبر محمد اور ان کے اصحاب کو پہنچی تو وہ ہم سے خوش ہوں گے تم صبر کرو اور ابھی اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ بھی نہ بھیجنا چاہیے تاکہ محمد اور ان کے اصحاب فدیہ میں زیادتی نہ کریں۔

اس لڑائی میں اسود بن عبد یغوث کے تین بیٹے زمعہ بن اسود، عقیل بن اسود اور حارث بن زمعہ مارے گئے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ دل کھول کر اپنے بیٹوں پر روئے اسی حالت میں اس نے رات کے وقت کسی رونے والی کی آواز سنی اس کی بصارت جاتی رہی تھی اس نے اپنے غلام سے کہا دیکھو تو کیا رونے کی اجازت ہو گئی اور قریش اپنے مقتولوں پر رو رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے ابو حکیمہ یعنی زمعہ پر خوب روؤں کیونکہ اس کے غم سے میرا سینہ کھول رہا ہے۔ غلام نے واپس آ کر کہا یہ تو ایک عورت کی آواز ہے جس کا اونٹ گم ہو گیا ہے وہ اس پر رو رہی ہے اس پر اس نے چند شعر کہے اس میں اپنے بیٹوں کا درد تھا اور اس طرح اپنے دل کا غبار نکال لیا۔

ابو وداعہ کا زرِ فدیہ:

قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرہ السہمی بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا بیٹا بہت ہوشیار اور مالدار تاجر ہے مجھے یقین ہے کہ وہ اس کا زرِ فدیہ لے کر آئے گا۔

جب قریش نے دوسرے لوگوں سے کہا کہ تم ابھی اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر رہا کرانے میں جلدی مت کرو تاکہ محمد اور ان کے اصحاب زرِ فدیہ بہت زیادہ نہ طلب کریں۔ مطلب بن ابی وداعہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ قول میں پیش نظر تھا کہا تم ٹھیک کہتے ہو جب تک

تم کو اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجنے میں جلدی نہ کرنا چاہیے کہ تم پر بقیہ اضافہ نہ ہو۔ ان کے بیٹے نے رات کے وقت مکہ سے مخفی طور پر مدینہ آیا اور چار ہزار درہم دے کر اس نے اپنے باپ کو رہا کرا لیا اور اسے لے کر چلا گیا۔ اس کے بعد قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے رقم بھیجا۔ مکرز بن حفص بن الاخیف سہیل بن عمرو کے فدیے کے لیے آیا تھا۔ سہیل کو مالک بن دخشم بنو سالم بن عوف نے گرفتار کیا تھا۔ سہیل بن عمرو کا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔

سہیل بن عمرو:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ سہیل بن عمرو کے سامنے کے دو دانت تڑوا دیں تا کہ اس کی زبان نکل پڑے اور یہ کبھی کسی جگہ آپ کی مخالفت میں تقریر نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر میں اس کے دانت تڑوا دوں تو اللہ تعالیٰ مجھے بھی سزا دے گا اگرچہ میں نبی ہوں۔ اس سلسلہ روایت میں یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ آپ نے عمر سے فرمایا ممکن ہے کہ کبھی وہ ایسی تقریر کرے کہ جس پر تم کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

جب مکرز نے سہیل کے بارے میں مسلمانوں سے گفتگو کر کے ان کو راضی کر لیا انہوں نے کہا فدیہ لاؤ۔ اس نے کہا تم اسے رہا کر دو اور اس کے زر فدیہ کے پہنچنے تک مجھے اس کی جگہ قید رکھو۔ مسلمانوں نے اس کی یہ درخواست مان لی۔

عباس بن عبدالمطلب کا زر فدیہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عباس مدینہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا چونکہ تم دولت مند ہو تم اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب، نوفل بن الحارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن جحدم جو بنو الحارث بن فہر کا تھا زر فدیہ ادا کرو۔ عباس نے کہا اے رسول اللہ میں مسلمان تھا مگر میری قوم نے بالجبر اس جنگ میں شریک کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے اسلام سے اللہ زیادہ واقف ہے اگر تمہارا بیان سچ ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزائے خیر دے گا۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ تم ہمارے خلاف آئے تھے۔ لہٰذا اپنا فدیہ ادا کرو۔ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ عباس سے بیس اوقیہ سونا لے چکے تھے۔ عباس نے کہا آپ اس سونے کو زر فدیہ میں محسوب کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے کیا تعلق وہ تو اللہ نے ہم کو بطور غنیمت دیا ہے۔ عباس نے کہا میرے پاس روپیہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا مکہ سے چلتے وقت تم نے جو مال ام الفضل بنت الحارث کے پاس رکھوایا تھا اور اس وقت کوئی تیسرا آدمی تمہارے پاس نہ تھا اور تم نے اسے وصیت کی تھی کہ اگر اس جنگ میں کام آ جاؤں تو اس میں سے فضل کو اتنا دے دینا۔ عبداللہ کو اتنا اور عبید اللہ کو اتنا اور قثم کو اتنا وہ مال کیا ہوا۔ عباس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے اس بات سے سوائے میرے اور میری بیوی ام الفضل کے کوئی واقف نہیں تھا۔ میں جان گیا کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ عباس نے اپنا، اپنے بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

سعد بن النعمان کی گرفتاری اور رہائی:

عمرو بن ابی سفیان بن حرب جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کے بطن سے تھا وہ بھی بدر کے اور قیدیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے یہاں قید تھا۔ ابوسفیان سے لوگوں نے کہا کہ عمرو کا فدیہ دے کر چھڑا لو اس نے کہا کیا میری دولت اور جانوں دونوں کو لیے جاتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے حنظلہ کو قتل کر دیا اور اب میں عمرو کا فدیہ دوں اسے ان کے ہاتھوں میں رہنے دو جب تک جی چاہے ان کے ساتھ رہے۔ یہ ابھی رسول اللہ ﷺ کے پاس قید تھا اسی اثناء میں سعد بن النعمان بن اکال جو عمرو بن عوف کے خاندان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوالعاص بن الربیع

[illegible] کرتے تھے۔

ابوالعاص کی گرفتاری

[illegible]

طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمہاری شادی کیے دیتے ہیں اس نے کہا اچھا اگر تم ابان بن سعید بن العاص کی بیٹی سے میری شادی کر دو تو میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے سعید بن العاص کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی۔ اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو طلاق دے دی ابھی تک اس نے ان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا اللہ نے ان کو بے عزتی سے بچایا اور اس کی ذلت اس کے حصہ میں آئی۔ ان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی کر دی۔ چونکہ آپ مکہ میں [illegible] کچھ نہیں کر سکتے تھے اور حرام و حلال کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے اس لیے اسلام لانے کے باوجود زینب اپنے شوہر کے پاس رہیں تھی۔ مگر رسول اللہ ﷺ ان میں تفریق نہیں کر سکتے تھے۔ [illegible] رہیں اور ہجرت کے بعد قریش بدر گئے تو ان میں ابو العاص بن الربیع بھی تھا بدر میں قید ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے شوہر کے فدیہ کے لیے کچھ مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ابو العاص سے ان کی شادی کے وقت جہیز میں ان کو دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر سخت رقت طاری ہو گئی اور آپ نے صحابہ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو زینب رضی اللہ عنہا کی خاطر اس کے اسیر شوہر کو رہا کر دو اور ان کی یہ چیزیں واپس دے دو سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بخوشی اس کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ ابو العاص کو چھوڑ دیا گیا اور زینب کا مال ان کو واپس دے دیا گیا۔ مگر اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابو العاص سے یہ شرط کر لی یا خود انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ زینب کو آپ کے پاس بھیج دے گا۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے اس وقت اس کا اظہار کیا تھا۔ مگر جب ابو العاص مکہ روانہ ہو گئے آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے انصاری کو بھیجا کہ تم دونوں بطن یاجج جا کر ٹھہرو جب زینب تمہارے پاس سے گزریں تم ان کے ہمراہ ہو جانا اور ان کو ساتھ لے کر میرے پاس آ جانا۔ چنانچہ ارشاد نبوی کے مطابق یہ دونوں اپنے مقام کو چلے گئے یہ واقعہ بدر کے بعد ایک ماہ یا اس سے کچھ کم کا ہے۔ جب ابو العاص مکہ آئے انہوں نے زینب سے کہا کہ تم اپنے باپ کے پاس چلی جاؤ۔ وہ سفر کی تیاری کرنے لگیں۔

ہند بنت عتبہ کی پیشکش:

زینب سے مروی ہے کہ میں مکہ میں اپنے باپ کے پاس جانے کی تیاری میں مصروف تھی کہ ہند بنت عتبہ میرے پاس آئی اور اس نے کہا اے محمد کی بیٹی مجھے خبر ملی ہے کہ تم اپنے باپ کے پاس جا رہی ہو میں نے کہا نہیں یہ ارادہ نہیں ہے اس نے کہا اے میری بہن اگر تمہارا ارادہ ہو تو مجھ سے نہ چھپاؤ اگر تم کو سفر کے لیے کسی سامان یا کسی چیز کی ضرورت ہو جو اپنے باپ کے پاس پہنچنے کے لیے ضروری ہے تو مجھ سے کہو میں تمہاری حاجت پوری کر دوں گی مجھ سے تکلف اور شرم نہ کرو۔ عورتوں کے آپس کے تعلقات دوسرے ہیں اور مردوں کے اور ہیں۔ مجھے اس کے کہنے پر یقین تھا کہ وہ جو کہہ رہی ہے کر دکھائے گی مگر پھر بھی مجھے اس سے اندیشہ ہوا اور میں نے انکار کر دیا اور خاموشی سے اپنے سفر کی تیاری کرنے لگی۔

حضرت زینب بنت نبی ﷺ کی روانگی مدینہ:

غرض جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سفر کی تیاری کر چکیں ان کے دیور کنانہ بن الربیع نے اونٹ آگے کیا وہ اس پر سوار ہو گئیں کنانہ نے اپنی کمان اور ترکش لیا اور دن کے وقت ان کے اونٹ کی مہار آگے سے پکڑے ہوئے جب کہ وہ اپنے ہودے میں بیٹھی تھیں مدینہ چلا۔ مگر قریش میں اس کی خبر پھیل گئی وہ فوراً ان کے تعاقب میں چلے اور ذی طویٰ میں ان کو آ لیا۔ سب سے پہلے ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ اور نافع بن عبد القیس الفہری ان کے پاس پہنچے وہ اپنے ہودے میں تھیں۔ ہبار نے اپنے نیزے سے ان کو ڈرایا دھمکی دی (راویوں کے بیان کے مطابق) وہ اس وقت حاملہ تھیں جب گرا دی گئیں ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ ان کا دیور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس نے تیر نکالے اور کہا کہ میرے قریب نہ آؤ ورنہ میں اس کے جسم میں تیر پیوست کر دوں گا۔ اس کی اس دھمکی سے کوئی اس کے پاس نہ آیا۔ سب الگ رہے پھر ابوسفیان اجلہ قریش کے ہمراہ اس کے پاس آیا اور اس نے کہا ذرا اپنے تیر الگ رکھو اور بات کرو۔ اس نے روک لئے۔ ابوسفیان اس کے قریب جا پہنچا اور اس سے کہا کہ تم نے کوئی دانائی کی بات نہیں کی کہ تم اس عورت کو تمام لوگوں کے سروں سے علانیہ لئے جا رہے ہو تم تو ہماری مصیبت اور نکبت سے واقف ہو اور جو تحقیر محمد کی وجہ سے ہماری ہو رہی ہے جب تم اس طرح ہمارے سروں پر اس کی بیٹی کو روز روشن میں علانیہ لے جاؤ گے تو تمام لوگ یہ سمجھیں گے کہ اس مصیبت اور نکبت کی وجہ سے جو ہمیں بدر میں ہوئی ہے اب ہم اس ذلت و خواری کو پہنچ گئے ہیں کہ کچھ بھی نہیں کر سکتے کہ تم کو روک دیں اور ہم اب اس قدر کمزور اور پست حوصلہ ہو گئے ہیں کہ یہ نوبت آ گئی ہے بخدا ہم اسے اس کے باپ کے پاس جانے سے نہیں روکتے اور نہ اس کی روک میں ہماری کوئی غرض ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم اس وقت تو اس کو واپس لے چلو پھر جب لوگ اس بات کو بھول جائیں اور یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہم اس کو واپس لے آئے اس وقت تم چپکے سے نکال جاؤ اور اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دینا کنانہ نے یہ بات مان لی اور جب دن کا کچھ حصہ گزر گیا اور رات کے وقت ان کو لے کر چل دیا اور ان کو لا کر زید بن حارثہ اور ان کے رفیق کے سپرد کر دیا۔ یہ دونوں زینب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

ابوالعاص کا قبول اسلام:

اب ابوالعاص مکہ میں رہنے لگا اور زینب مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنے لگیں۔ کیونکہ اسلام نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی تھی فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ابوالعاص تجارت کے لیے شام گیا چونکہ اس کی دیانت مسلم تھی۔ اس لیے اس سفر میں علاوہ خود اس کے مال کے قریش کے اور لوگوں نے بھی تجارت کے لیے اپنا مال اس کے ساتھ کیا تھا۔ تجارت سے فارغ ہو کر جب وہ مکہ واپس آ رہا تھا رسول اللہ ﷺ کی ایک سواری فوج نے اسے آ گھیرا اور اس کے تمام مال کو لوٹ لیا البتہ خود وہ بھاگ گیا وہ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ جب دستہ یہ مال غنیمت لے کر مدینہ آ گیا ابوالعاص رات کے وقت مدینہ آیا اور زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے پاس آیا۔ اس نے زینب سے پناہ مانگی انہوں نے پناہ دے دی۔ وہ اپنے مال کو واپس لینے آیا تھا۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے برآمد ہوئے آپ نے تکبیر کہی۔ آپ کے ساتھ صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔ زینب نے عورتوں کی صف سے چلا کر کہا اے صحابہ! میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے۔ نماز کا سلام پھیر کر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے کہا صحابہ! تم نے سنا جو میں نے سنا؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس وقت سے پہلے مجھے اس واقعہ کا قطعی علم نہ تھا کہ ان کا ایک ادنیٰ فرد بھی تمام مسلمانوں کی طرف سے پناہ دیتا ہے۔

آپ نماز سے فارغ ہوئے تو [illegible] ابوالعاص کے پاس آئے [illegible] فرمایا [illegible] اپنے پاس [illegible] اس کے بعد آپ نے ان لوگوں سے جنہوں نے ابوالعاص کا مال اپنے قبضہ میں کر لیا تھا فرمایا یہ شخص ہم میں سے ہے جیسا کہ تم جانتے ہو تم نے اس کا مال لے لیا ہے اگر تم احسان کر کے اس کا مال [illegible] دو تو بہتر ہے اور اگر تم انکار کرو تو وہ اللہ کی غنیمت ہے جو اس نے تم کو دی ہے اور تم ہی اس کے زیادہ حق دار ہو۔ ان سب نے کہا یا رسول اللہ ہم اس کا مال واپس کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کا تمام مال اسے واپس کر دیا [illegible] جیسے [illegible] یہاں تک کہ اس کا کل مال ادا کر دیا۔ پھر وہ مکہ آیا اور قریش میں سے جس جس نے اس کو اپنا مال تجارت کے لیے دیا تھا ان سب کو اس نے ادا کیا [illegible] اے گروہ قریش کیا تم میں سے کسی کا مال میرے پاس رہ گیا ہے جو اس نے اب تک وصول نہ کیا ہو؟ انہوں نے کہا نہیں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا مال باقی رہ گیا ہو اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے ہم نے تم کو نہایت معتبر اور شریف پایا۔ ابوالعاص نے کہا اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله قسم ہے کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا تو ایمان لانے سے مجھ کو صرف اس ڈر نے روکا کہ تم یہ بدگمانی کرو گے کہ اس طرح میں نے تمہارے مال کھانے کی ترکیب کی ہے۔ جب اللہ نے اسے تم کو پہنچا دیا اور میں امانات سے فارغ ہو گیا تو مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ مکہ سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ان کے آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زینب کو پہلے نکاح کے تحت ابوالعاص کے حوالے کر دیا اس کے بعد چھ سال تک ان دونوں کا کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔

عمیر اور صفوان میں معاہدہ

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ واقعہ بدر کی شکست اور ذلت کے تھوڑے ہی دن بعد ایک دن عمیر بن وہب الجمحی صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھا تھا۔ یہ عمیر بن وہب قریش کے شیاطین میں تھا جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو مکہ میں تکلیف دیتے تھے اور آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بہت ستاتا تھا۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا [illegible] کنوئیں والوں اور ان کے انجام کی یاد دہرائی تو صفوان نے کہا ان کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں۔ عمیر نے کہا تم سچ کہتے ہو اللہ کی قسم اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کا کوئی سامان میرے پاس نہیں اور بچے نہ ہوتے جن کے ضائع ہونے کا مجھے ڈر ہے تو میں سوار ہو کر محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور ان کو قتل کر دیتا کیونکہ میرے لیے ان کے پاس جانے کا بہانہ بھی ہے وہ یہ کہ میرا بیٹا ان کے پاس قید ہے۔ صفوان بن امیہ نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور کہا کہ تمہارا قرض میرے ذمہ ہے میں اسے ادا کروں گا اور تمہارے بچے میرے بچوں کے ساتھ رہیں گے جب تک وہ زندہ ہیں میں اسی طرح ان کی خبر گیری کروں گا۔ ان سے کسی قسم کی [illegible] نہ ہو گی۔ عمیر نے کہا اچھا تو یہ بات میرے اور تمہارے درمیان راز رہے۔ صفوان نے کہا بہتر ہے۔

عمیر کی مدینہ آمد

عمیر نے اپنی تلوار تیز کروائی اور زہر میں بجھایا اور روانہ ہو کر مدینہ آیا۔ اس وقت عمر بن الخطاب چند مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور جنگ بدر کے واقعات بیان کر رہے تھے [illegible] اللہ نے ان کو [illegible] عزت دی تھی

عمرؓ اقوال ہوا اور ان کی بدر کی ذلت و خواری کی اسی وقت ان کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی جس نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا تھا اور وہ تلوار لیے ہوئے تھا۔ عمرؓ نے فرمایا خبردار یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب ہے یہ ضرور کسی برائی اور شرارت کی نیت سے یہاں آیا ہے اسی نے بدر کے دن ہمارے درمیان جنگ کرائی اور اسی نے قوم کے لیے ہماری تعداد کا تخمینہ کیا تھا۔ عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی یہ دشمن خدا عمیر بن وہب ہتھیار لیے ہوئے آیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ عمرؓ آ گئے اور انہوں نے عمیر کی تلوار کے پرتلے سے اس کی گردن میں لپیٹ دیا اور اپنے ساتھی انصاریوں سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ جاؤ اور اس خبیث کا خیال رکھو کہ آپ پر حملہ نہ کرے کیونکہ میں اس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔

عمیر کا قبول اسلام

اس کے بعد عمرؓ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر جب اس پر پڑی عمرؓ اس کے پرتلے کو تھامے ہوئے تھے آپ نے فرمایا عمرؓ اسے چھوڑ دو اور عمیر قریب آؤ۔ وہ آپ کے قریب پہنچا اور اس نے جاہلیت کا سلام صبح بخیر آپ کو کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے سلام سے بہتر اللہ نے ہمیں ایک سلام دیا ہے وہ اہل جنت کا سلام ہے۔ اس نے کہا کہ واللہ ابھی حال ہی میں آپ کو بتایا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا اس قیدی کی خاطر جو آپ کے ہاتھ میں اسیر ہے آپ اسے رہا کر کے مجھ پر احسان کریں۔ آپ نے پوچھا اس تلوار کا کیا مقصد ہے اس نے کہا خدا ان کا برا کرے ان سے کچھ کیا نہ گیا آپ نے فرمایا سچ سچ بتاؤ تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے اس نے کہا صرف اسی غرض سے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں واقعہ یہ ہے کہ تم اور صفوان بن امیہ حجر میں بیٹھے ہوئے قریش کے ان لوگوں کا جو بدر میں مارے گئے اور کنویں میں ڈال دیے گئے ذکر کر رہے تھے اور پھر تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور مجھے اپنے عیال کی فکر نہ ہوتی تو میں جاتا اور محمد کو قتل کر کے آتا۔ اس پر صفوان نے تمہارے قرض کی ادائیگی اور تمہارے اہل و عیال کی پرورش اس شرط پر اپنے ذمے لی کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کر دو حالانکہ تم اس بات سے ناواقف ہو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے تم کسی طرح اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

عمیر: نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ہم سے جو خبریں آسمان کی بیان کرتے تھے اور جو نازل شدہ وحی کو ہم سے بیان کرتے تھے ہم اس کی تکذیب کرتے تھے مگر یہ بات ایسی ہے کہ جو میرے اور صفوان کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہ تھی بخدا اب میں جانتا ہوں کہ یہ بات اللہ نے آپ کو بتائی ہے۔ لہٰذا سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی۔ اور یہ مجھے اس غرض سے یہاں لایا۔ اس کے بعد اس نے باقاعدہ کلمہ شہادت پڑھا رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اپنے اس بھائی کو دین کی تعلیم دو اسے قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو اس کی خاطر رہا کر دو۔

حضرت عمیرؓ کی مراجعت مکہ

صحابہ نے اس ارشاد کی بجا آوری کی۔ عمیرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ میں اللہ کے نور کو بجھانے میں اپنی پوری کوشش صرف کر رہا ہوں میں نے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور وہاں لوگوں کو اللہ اور اسلام کی دعوت دوں شاید اللہ ان کو راہ راست پر لے آئے۔ اور اگر وہ راستے پر نہ آئیں تو میں چاہتا ہوں کہ اب ان کو اسی طرح ستاؤں جس طرح میں پہلے مسلمانوں کو ستایا کرتا تھا آپ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی وہ مکہ آ گئے۔

عمیر بن وہب کے مدینہ روانہ ہو جانے کے بعد صفوان قریش سے کہا کرتا تھا تم کو بشارت ہو کہ عنقریب چند روز میں ایک

خوشخبری ملنے والی ہے کہ غزوہ بدر کے واقعہ کو بیان کیا کہ جو شخص حاضر ہوا وہ بیان کرتا ہے اور روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اس سے بیان کیا کہ وہ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں، صفوان نے غصہ میں کہا اس سے بات نہ کرو ان کا اور کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جاوے۔

عمیر مکہ آ کر قیام پذیر ہو گئے اور آپ اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ جو ان کی مخالفت کرتا اسے بہت سخت سزا دیتے۔ ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔

بدر کے واقعہ کے ختم ہو جانے پر اللہ عزوجل نے اس کے بیان میں قرآن مجید کی پوری سورہ انفال نازل فرمائی۔

اسیران بدر کے متعلق صحابہ کی رائے:

عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن قریش کا مقابلہ ہوا اللہ نے مشرکین کو شکست دی ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر اسیر کر لیے گئے۔ پھر اسی روز رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ، علیؓ اور مجھ سے مشورہ کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی یہ آپ کے چچا زاد خاندان والے اور عزیز ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں تاکہ زر فدیہ سے ہماری قوت بڑھے اور پھر شاید اللہ ایسا بھی کرے کہ ان کو اسلام لے آنے کی توفیق دے دے اور پھر ان کی مدد ہمارے قوت بازو بن جائیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے کہا ابن الخطاب تمہاری کیا رائے ہے۔ میں نے کہا جناب والا! میری ہرگز وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی رائے ہے میری رائے یہ ہے کہ آپ فلاں شخص کو میرے سپرد کر دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حمزہؓ کے بھائی ان کے سپرد ہوں تاکہ وہ ان کو قتل کر دیں۔ عقیل کو علیؓ کے حوالے کیجیے وہ اس کا کام تمام کر دیں تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے قلوب میں کفار کی محبت کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہی ان کے بڑے سردار سرغنے اور پیشوا ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ کا مشورہ مانا اور میری بات نہ مانی اور فدیہ قبول کیا۔

زر فدیہ قبول کرنے پر پشیمانی:

دوسرے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول مجھے تو بتائیے کہ آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں اگر رونے کی بات ہے تو میں بھی رونے لگوں گا اور اگر کوئی ایسی بات نہ ہوئی تو بھی آپ دونوں صاحبوں کے رونے کی خاطر خواہ مخواہ رونے لگوں گا۔ آپ نے فرمایا فدیہ قبول کرنے کی وجہ سے مجھے بتایا گیا ہے کہ تم سب پر بہت ہی قریب عذاب نازل ہوگا اور وہ اس قدر قریب ہے جیسے کہ یہ درخت۔ آپ نے اشارے سے ایک درخت کو بتایا جو بالکل قریب تھا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں: ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض۔ اپنے قول فیما اخذتم عذاب عظیم۔ اس کے بعد اللہ نے مال غنیمت کو مسلمانوں کے لیے حلال کیا ہے چنانچہ دوسرے ہی سال احد میں ان کو اپنے کیے کی سزا مل گئی۔ ستر صحابہ شہید اور ستر اسیر ہوئے۔ دشمن نے آپ کی جھونپڑی کو توڑ پھوڑ ڈالا اور آپ کے سر کے خود کو چور چور کر دیا کہ آپ کے چہرے پر خون بہنے لگا۔ نبی ﷺ کے صحابہ میدان سے فرار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت: اولما اصابتکم مصیبة قد اصبتم مثلیها قلتم انی هذا۔ اپنے قول ان الله علی کل شیء قدیر تک نازل فرمائی نیز یہ دوسری آیت: اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخراکم۔ اپنے قول من بعد الغم امنة تک نازل فرمائی۔

حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی رائے:

عبداللہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن جب قیدی آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ ان کے

[illegible]

حضرت عمر ﷺ کا [illegible]

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا [illegible]

[illegible]

خیبریوں کی تعداد

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی شہادت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہودیوں کا حسد

[illegible]

* * *

باب ۱

سنہ ۲ ھ

غزوۂ بنو قینقاع:

محمد بن اسحاق سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے بنی قینقاع کو ان کے بازار میں جمع کر کے کہا: اے یہود! اللہ عزوجل سے ڈرو کہ کہیں وہ تم پر بھی ایسی ہی مصیبت نہ نازل کرے جیسی کہ اس نے قریش پر نازل کی ہے۔ تم اسلام لاؤ۔ تم جانتے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں جس کا ذکر خود تمہاری کتابوں میں اور اس میثاق میں ہے جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔ یہود نے کہا: اے محمد! تم ہم کو بھی اپنی قوم جیسا سمجھتے ہو؟ ایسے لوگوں کے مقابلہ میں جو لڑائی سے بالکل ناواقف تھے تم نے موقع پا کر ان کو زیر کر لیا اور اسی کامیابی سے تم کو گھمنڈ ہو گیا۔ بخدا اگر تم ہم سے لڑے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مردان میدان ہیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مذکور ہے کہ بنی قینقاع پہلے یہودی شخص تھے جنہوں نے اس معاہدہ کو جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تھا توڑا، خلاف ورزی کی اور ان کی آپ سے بدر اور احد کے درمیان جنگ ہوئی۔

بنو قینقاع کا محاصرہ:

زہری کہتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال سنہ ۲ھ میں ہوا۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ آیت: وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ۔ "اور اگر تم کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو تم بھی ان کے معاہدے کو رد کر دو" رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے بنی قینقاع سے اس بات کا اندیشہ ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اسی آیت کی بنا پر رسول اللہ ﷺ ان کی طرف چلے۔ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ آپ نے پندرہ شب ان کا محاصرہ کیا۔ اس مدت میں ان کا کوئی آدمی مقابلہ پر نہ آیا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ہتھیار رکھ دیے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ ان سب کی مشکیں باندھ دی گئیں۔ آپ ان سب کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر عبداللہ بن ابی نے آپ سے ان کی سفارش کی۔

عبداللہ بن ابی کی سفارش

عاصم بن عمر بن قتادہ کے پہلے سلسلہ بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے آپ کو آپ کے فیصلہ پر حوالے کر دیا۔ عبداللہ بن ابی سلول نے جب وہ آپ کے قبضہ میں آ گئے آپ سے کہا: اے محمد! آپ ان حلیفوں پر احسان کریں۔ یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے۔ جب دیر تک رسول اللہ ﷺ نے اس کو کچھ جواب نہیں دیا تو اس نے پھر کہا: اے محمد! آپ میرے حلیفوں پر احسان کریں۔ اس پر آپ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپ کا گریبان پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا: ارے چھوڑ دو۔ اور اس کی اس حرکت پر آپ کو اس قدر غصہ آ گیا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور دوبارہ آپ نے فرمایا کہ میرا گریبان چھوڑ دے۔ مگر اس نے کہا بخدا! میں ہرگز اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپ میرے حلیفوں پر احسان نہ کریں گے اور ان کی جان بخشی نہ فرمائیں گے۔ ان کی چار سو بے زرہ اور تین سو زرہ پوش جمعیت ہیں اور ان لوگوں نے سرخ و سیاہ سے مجھے بچایا ہے۔ آپ ان کو ایک وقت میں فنا کیے ڈالتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ زمانہ آپ پر حملہ آور نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا! میں نے ان کو تمہارے

[illegible]

بنو قینقاع کی جلا وطنی

[illegible]

مال غنیمت کا پہلا خمس

[illegible]

پہلی قربانی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن اسحاق کی روایت

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بدر سے فارغ ہو کر آپ آخر رمضان یا ابتدائے شوال میں مدینہ آئے صرف سات راتیں آپ نے مدینہ میں بسر کیں پھر آپ خود بنو سلیم سے لڑنے چلے۔ آپ ان کے ایک چشمہ آب کدر پر آئے یہاں آپ نے تین شب قیام کیا اور بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے مدینہ واپس آ گئے۔ بقیہ شوال اور ذوالقعدہ آپ نے مدینہ میں اطمینان سے بسر کیے اسی اثناء میں آپ نے قریش کے بیشتر قیدیوں کو زرِ فدیہ لے کر رہا کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۂ کدر کے لیے آپ محرم ۳ھ میں تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر علی بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے اور آپ نے ابن ام مکتوم معیصی کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

یہ بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ غزوۂ کدر سے مدینہ آئے اور اپنے ساتھ جو مویشی ہنکا لائے اس غزوہ میں کوئی مقابلہ اور جدال نہیں ہوا۔ آپ ۱۰ شوال کو مدینہ واپس آئے۔ ۱۱ شوال کو آپ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو ایک سپاہی دستہ کے ساتھ بنو سلیم اور غطفان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس جماعت نے ان کے بہت سے آدمی قتل کیے اور ان کے اونٹ پکڑ لائے۔ یہ لوگ مال غنیمت کے ساتھ ہفتہ کے دن جب کہ شوال کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں، مدینہ آ گئے۔ اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ ذوالحجہ تک رسول اللہ ﷺ مدینہ میں قیام فرما رہے پھر آپ اتوار کے دن جب کہ ذوالحجہ کے ختم ہونے میں سات راتیں رہ گئی تھیں غزوۂ السویق کے لیے روانہ ہوئے۔

غزوۃ السویق

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ غزوۂ کدر سے مدینہ واپس آ کر آپ نے بقیہ شوال اور ذوالقعدہ مدینہ میں بسر فرمایا اور ذوالحجہ میں آپ غزوۃ السویق کے لیے ابوسفیان کے مقابلہ پر مدینہ سے چلے۔ اس سال مشرکین کے زیر اہتمام حج ہوا۔

ابوسفیان کی نذر

عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار کے سب سے بڑے عالم تھے مروی ہے کہ جب ابوسفیان مکہ واپس آیا اور قریش کی شکست خوردہ جماعت بدر سے مکہ پہنچی اس نے نذر مانی کہ جب تک میں محمد سے نہ لڑوں گا کبھی غسل جنابت تک نہیں کروں گا۔ وہ اپنی اس قسم کو پورا کرنے قریش کے دو سو شہسواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھا اس نے نجدیہ راہ اختیار کی۔ وہ قناۃ کی چڑھائی پر واقع تیب پر جو مدینہ سے ایک منزل یا اس کے قریب مسافت پر واقع ہے آ کر فروکش ہوا اور پھر رات میں وہاں سے نکل کر رات ہی میں بنو نضیر کے یہاں آیا۔ پہلے حیی بن اخطب کے گھر پر گیا دستک دی مگر اس نے دروازہ نہ کھولا اور ڈرا کہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے۔ وہ وہاں سے پلٹ کر سلام بن مشکم کے گھر گیا یہ اس عہد میں بنو نضیر کا رئیس اور ان کا خزانچی تھا۔ ابوسفیان نے اس سے ملنے کی اجازت مانگی اس نے اسے بلا لیا، کھانا کھلایا، شراب پلائی، ابوسفیان نے اس سے اپنے آنے کا مقصد بھی بیان کیا اور پھر آخر شب میں وہاں سے پلٹ کر اپنے آدمیوں کے پاس آیا۔

ابوسفیان کا حملہ اور فرار

اب اس نے قریش کے چند آدمی مدینہ کی سمت روانہ کیے وہ اس کی ایک سمت میں جسے عریض کہتے ہیں آئے اور وہاں کے کھجور کے پودوں میں آگ لگا دی پھر ایک انصاری اور ایک ان کا حلیف جو اپنی کاشت میں موجود تھے وہاں ان کے ہاتھ چڑھ گئے

انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پھر پلٹ گئے۔ یہ تمام لوگ یہاں سے چلے گئے اور لوگوں کو خبر پہنچی۔ رسول اللہ ﷺ فوراً ان کے تعاقب میں مدینہ سے نکل کر قرقرۃ الکدر تک آئے مگر ابوسفیان اور اس کی جماعت آپ کی دسترس سے نکل گئی۔ آپ نے راستہ میں دیکھا کہ ان لوگوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اپنے زادراہ میں سے بہت سے ستو کی بوریاں پھینک دی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو لے کر پلٹے تو انہوں نے آپ سے کہا کیا آپ اسے بھی ہمارے لیے غزوہ قرار دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

ابوسفیان کے اشعار:

جب ابوسفیان مکہ سے مدینہ پر چڑھائی کرنے کی تیاری کر رہا تھا تو اس نے یہ چند شعر قریش کو جنگ پر ابھارنے کے لیے کہے تھے

كروا على يثرب وجمعهم فإن ما جمعوا لكم نفل

ترجمہ: ”یثرب اور مسلمانوں کی جماعت پر حملہ کرو کیونکہ جو مال انہوں نے جمع کیا ہے وہ تم کو مل جائے۔“

ان يك يوم القليب كان لهم فإن ما بعده لكم دول

ترجمہ: ”اگر بدر میں ان کو کامیابی ہوئی تو اب آئندہ تم کو کامیابی ہوگی۔“

آليت ان لا اقرب النساء ولا يمس راسي وجلدي الغسل

ترجمہ: ”میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ میں عورتوں کے پاس جاؤں گا اور نہ نہاؤں گا۔“

حتى تبيروا قبائل الاوس والخزرج ان الفؤاد مشتعل

ترجمہ: ”جب تک کہ تم قبائل اوس اور خزرج کو فنا کر دو گے اور میرا دل آتش انتقام سے شعلہ زن ہے۔“

حضرت کعب بن مالک کے اشعار:

اس کے جواب میں کعب بن مالکؓ نے یہ شعر کہے:

تلهف ام المسبحين على جيش ابن حرب بالحرة الفشل
اذ يطرحون الرجال من سنم الظهر ترقى في قنة الجبل
جاءوا بجمع لو قيس مبركه ما كان الا كمفحص الدول
عار من النصر والثراء ومن ابطال اهل البطحاء والاسل

ترجمہ: ”مسبحین کی ماں ابن حرب کے لشکر پر حسرت کرتی ہے جو میدان میں بزدلی سے بھاگ گیا جب کہ وہ وہاں مقتول پڑے تھے اور ان کے سردار خود پہلے پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ رہے تھے اگر چہ وہ اتنی بڑی جماعت کے ساتھ آئے تھے کہ ان کے اونٹوں انسانوں اور چوپایوں کی کثرت سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ ٹڈی دل آ گئی ہو۔ مگر یہ جماعت نصرت اور ثروت سے محروم تھی اور اس میں بطحاء کے دلاور بھی نہ تھے۔“

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۃ السویق ذی الحجہ ۲ ہجری میں ہوا اور رسول اللہ ﷺ دو سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ اس مہم پر گئے تھے۔ اس کے بعد واقدی نے ابوسفیان کا وہی واقعہ بیان کیا ہے جو ابن اسحاق نے بیان کیا ہے جیسا انہوں نے پہلے بیان کیا ہے۔

تو ابوسفیان اپنے ایک اجیر ساتھی معبد بن عمرو کے ساتھ عریض آیا اور اس نے ان دونوں مسلمانوں کو قتل کر کے وہاں جو کچھ گھر تھے ان کو اور فصل کو آگ لگا دی اور اس نے خیال کیا کہ اس کی قسم پوری ہو گئی اس کی اطلاع فوراً رسول اللہ ﷺ کو ہوئی آپ نے اور اصحاب نے ان کے تعاقب میں دوڑے مگر وہ آپ کی دسترس سے نکل گیا اور ہاتھ نہ آ سکا۔ چونکہ اپنا بوجھ کم کرنے کے لیے ابوسفیان اور اس کی جماعت آٹے کے تھیلے پھینکتی جاتی تھی اور یہی ان کا اصل زاد راہ تھا اس وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق ہوا۔

اس موقع پر واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش:

اس سال یعنی ۲ ہجری کے ذوالحجہ میں عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا رسول اللہ ﷺ نے ان کو بقیع میں دفن کیا اور ان کے سرہانے علامت کے لیے ایک پتھر نصب کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال حسن بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے مگر واقدی نے اس کے متعلق جو روایت ابوجعفر سے نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بائیسویں ماہ علی رضی اللہ عنہ کی فاطمہ سے شادی ہوئی ہے۔ اس لیے ابوجعفر الطبری کہتے ہیں کہ اگر یہ بیان درست ہے تو پہلا بیان غلط ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال رسول اللہ ﷺ نے خون بہا لکھے اور یہ تحریر آپ کی تلوار میں لگی ہوئی تھی۔

* * *

باب ۔

جنگ اُحد ۳ھ

[illegible]

[illegible]

کعب بن اشرف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو نائلہ ابن اشرف کے پاس پہنچا انہوں نے تھوڑی دیر اس سے باتیں کیں۔ اشعار سنائے [illegible] ابو نائلہ شعر کہتے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو اپنے شعر سنائے پھر ابو نائلہ نے کہا اے ابن اشرف میں تمہارے پاس ایک ضرورت سے آیا ہوں تم اسے کسی سے بیان نہ کرو۔ اس نے کہا [illegible] اس شخص کا آنا ہمارے لیے مصیبت ثابت ہوا تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور [illegible] راستے بند ہو گئے ہیں [illegible] اہل و عیال سخت مصیبت میں ہیں [illegible] اب ہم سب بھوکوں مر رہے ہیں۔ کعب نے کہا میں ابن الاشرف ہوں [illegible] میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ ہونے والا ہے جو میں کہتا ہوں۔ سلکان نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ہاتھ غلہ فروخت کر دو اور ہم تمہارے پاس رہن رکھنے کے لیے [illegible] اگر تم ہمارے ساتھ احسان کرو۔ ابن اشرف نے کہا تم اپنے بیٹے رہن رکھ دو [illegible] دوستوں نے کہا تم مجھے ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہو میرے ساتھ میرے دوست بھی اسی غرض سے آئے ہیں میرا ارادہ ہے کہ ان کو بھی اپنے ساتھ تمہارے پاس لے آؤں اور تم ان کے ہاتھ بھی غلہ فروخت کرو ہم تمہارے پاس [illegible] تمہارے پاس رہن رکھ دیں گے جو اس معاملہ کی ضمانت کے لیے کافی ہے۔ انہوں نے [illegible] ہتھیار [illegible] اس وقت [illegible] یہ بہت وفادار ہے۔

اس گفتگو کے بعد سلکان اپنے دوستوں کے پاس آئے [illegible] اسلحہ لے کر [illegible] کے پاس آئے پھر سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے۔

کعب بن الاشرف کا قتل

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس جماعت کی مشایعت کے لیے بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے وہاں آپ نے ان کو رخصت کیا اور کہا اللہ کا نام لے کر جاؤ اور فرمایا اے اللہ تو ان کی اعانت کر۔ ان کو رخصت کر کے رسول اللہ ﷺ اپنے مکان تشریف لے آئے۔ چاندنی رات تھی [illegible] یہ لوگ اس کے قلعہ تک پہنچے۔ ابو نائلہ نے اسے آواز دی چونکہ اس کی ابھی نئی شادی ہوئی تھی وہ لحاف اوڑھے ہوئے [illegible] اس کی بیوی نے لحاف کا کونا پکڑ لیا اور کہا تم جنگجو مرد ہو [illegible] ایسے وقت اترنا نہ چاہیے اس نے کہا یہ ابو نائلہ ہے اگر مجھے سوتا ہوا پاتا تو بھی نہ جگاتا اس کی عورت نے کہا کہ مجھے اس کی آواز سے شر معلوم ہوتا ہے۔ کعب نے کہا کہ جوانمرد کو اگر نیزہ زنی کے لیے بھی بلایا جائے تو جانا ہی پڑتا ہے۔ چنانچہ وہ نیچے آیا تھوڑی دیر تک یہ اس سے باتیں کرتے رہے وہ ان سے باتیں کرتا رہا پھر انہوں نے کہا اے ابن الاشرف اگر تم رضامند ہو تو شعب العجوز تک ہمارے ساتھ چہل قدمی کر لو ہم سب آج کی رات باتیں کریں۔ اس نے کہا [illegible] سب قلعہ سے نکل کر تھوڑی دیر چلتے رہے پھر ابو نائلہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر کے بالوں میں ڈالا پھر اس نے ہاتھ سونگھا اور کہا آج کی جیسی [illegible] رات میں نے کبھی نہیں دیکھی [illegible] تھوڑی دیر اور چلنے کے بعد ابو نائلہ نے پھر وہی حرکت کی [illegible] کے ساتھ کی۔ اب کہ اطمینان ہو گیا پھر تھوڑی دور چلنے کے بعد انہوں نے وہی کیا اور اس کی چوٹی پکڑ لی اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب دشمن خدا کا کام تمام کر دو [illegible] محمد بن مسلمہ نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہماری تلواریں بے کار ثابت ہو رہی ہیں تو مجھے یاد آیا کہ میری تلوار میں ایک کدال لگا ہوا ہے۔ میں نے [illegible] اس کے پیٹ [illegible] ہاتھ سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرات بن حیان کا قبولِ اسلام:

واقدی کہتے ہیں کہ قریش یہ کہنے لگے کہ محمد ﷺ نے ہماری تجارت بند کر دی ہے اور ہمارے راستے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابوسفیان اور صفوان بن امیہ نے کہا کہ اگر ہم گھر میں بیٹھے رہے تو ہم تو یہیں ساری پونجی ختم کر دیں گے۔ اس پر اسود بن المطلب نے کہا کہ تم عراق کی راہ کیوں نہیں اختیار کرتے، محمد ﷺ اور ان کے ساتھی اس راہ سے واقف نہیں۔ تم عراق کی راہ لو۔ صفوان نے پوچھا وہ کون ہے جو ہمیں اس راستہ پر لے جائے گا۔ اسود نے کہا چونکہ آج کل جاڑے کا موسم ہے انہیں پانی کی ضرورت نہ ہو گی۔ رہنمائی کے لیے فرات بن حیان۔ ابوسفیان اور صفوان نے ان سے بات کر کے راہبری کے لیے ساتھ لیا، سردی کے موسم میں انجمن سے عراق کی راہ سے چل دیے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس قافلہ اور اس کی تجارت اور اس چاندی کے سامان کی اطلاع ہوئی جسے صفوان بن امیہ نے تجارت کے لیے ساتھ لیا تھا۔ زید بن حارثہ اس پر قبضہ کرنے چلے اور انہوں نے اسے راستے میں جا کر اس پر قبضہ کر لیا جتنا سامان تھا وہ لے لیا وہ سب بھاگ گئے۔ اس غنیمت کا خمس بیس ہزار درہم کا تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے لے لیا باقی چار حصے لشکر کے لوگوں پر تقسیم کر دیے۔

فرات بن حیان العجلی گرفتار کر کے آپ کے پاس لایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اگر تم اسلام لے آئے تو رسول اللہ ﷺ تجھے قتل نہ کریں گے۔ چنانچہ جب خود آپ نے ان کو دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

ابورافع یہودی:

اس سال ابورافع یہودی قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے برخلاف کعب بن اشرف کی مدد کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سال کے نصف جمادی الاخری میں عبداللہ بن عتیک کو اس کے قتل کے لیے روانہ فرمایا۔ براء سے مروی ہے کہ آپ نے ابورافع کے لیے جو حجاز کے علاقے میں رہتا تھا۔ چند انصاری بھیجے ان پر عبداللہ بن عتیک یا عبداللہ بن عتبہ کو امیر بنایا۔ رسول اللہ ﷺ کو ابورافع بہت اذیت دیتا تھا اور آپ کے خلاف شرارت کرتا رہتا تھا۔ یہ حجاز میں اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا۔ جب یہ جماعت اس کے قلعہ کے قریب پہنچی اس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے ریوڑ لے کر گھر واپس آ گئے تھے۔ عبداللہ بن عتیک یا عبداللہ بن عتبہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہیں بیٹھو میں جاتا ہوں اور دربان کو پھسلاتا ہوں شاید میں قلعہ میں چلا جاؤں۔ دروازے کے قریب آ کر انہوں نے قضائے حاجت کے طور پر اپنی چادر ڈال لی اور تمام لوگ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی اے عبد اللہ اگر اندر آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں اندر چلا گیا۔ اور گدھوں کے اصطبل کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے دربان نے دروازہ بند کر کے کنجیاں ایک کھونٹی پر لٹکا دیں۔ میں نے جا کر کنجیاں لیں اور دروازہ کھول دیا۔

ابورافع کا قتل:

رات کو لوگ ابورافع کے کوٹھے پر آ کر قصے کہانیاں بیان کرتے تھے۔ جب وہ لوگ واپس آ گئے میں چڑھ کر اس کے پاس جانے لگا۔ جس دروازے کو کھولتا اسے اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر لوگوں کو میرا پتہ بھی چل گیا تو بھی جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں گا وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ میں اس کے قریب آ گیا وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایک تاریک کمرے میں موجود تھا کمرہ اندھیرے کی وجہ سے مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے اس لیے میں نے نام لے کر ابورافع کہہ کر آواز دی۔ اس نے کہا کون ہے۔ میں نے اس کی آواز پر لپک کر ساری قوت سے تلوار ماری مگر چونکہ میں ہڑبڑا گیا تھا اس لیے میرے وار کا کچھ اثر نہیں ہوا وہ چیخا میں اس کے کمرے سے نکل آیا

[illegible]

[illegible] ایک شخص نے [illegible] رسول اللہ ﷺ کے پاس [illegible] آپ نے اس پر دست مبارک پھیرا اس سے مجھے محسوس ہوا کہ گویا مجھے کوئی شکایت ہی نہ تھی۔

واقدی کے بیان کے مطابق آپ نے [illegible] ہجری میں ذی الحجہ میں ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے [illegible] اس مہم [illegible] عبداللہ بن عتیک [illegible] عبداللہ بن انیس [illegible] اسود [illegible] تھے۔

اس واقعہ کے متعلق ابن اسحاق سے روایت ہے کہ سلام بن ابی الحقیق [illegible] ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف [illegible] جمع کی تھیں [illegible] اوس نے کعب بن الاشرف کو [illegible] رسول اللہ ﷺ کی دشمنی اور ان کے خلاف ترغیب [illegible] قتل کر دیا تھا اب خزرج نے سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے جو خیبر میں مقیم تھا آپ سے اجازت طلب کی اور آپ نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔

انصار کی جاں نثاری:

یہ اللہ کی مہربانی تھی [illegible] کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج دو سانڈوں کی طرح آپس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے اگر اوس رسول اللہ ﷺ کی خاطر کوئی خدمت انجام دیتے تو خزرج کہتے [illegible] رسول اللہ ﷺ کی جناب میں ہم پر [illegible] اس خدمت انجام [illegible] چین سے نہ بیٹھتے۔ [illegible] چنانچہ جب اوس نے کعب بن الاشرف کو رسول اللہ ﷺ سے عداوت کی وجہ سے قتل کر دیا تو خزرج نے کہا [illegible] اس فضیلت [illegible] ہم پر [illegible] انہوں نے پوچھا [illegible] رسول اللہ ﷺ کا [illegible] سلام بن ابی الحقیق کا جو خیبر میں تھا [illegible] انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی، آپ نے [illegible] اجازت دے دی۔ [illegible] عبداللہ بن عتیک [illegible] رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ کسی بچے یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

ترجمہ: "[illegible] ابن ابی الحقیق [illegible]"

[illegible]

ترجمہ: "[illegible]"

[illegible]

ترجمہ: "انہوں نے تمہارے [illegible]"

[illegible]

ترجمہ: "پھر جب انہوں نے [illegible] اور اس کے لیے انہوں نے [illegible]"

عبداللہ بن انیس کا بیان

عبداللہ بن انیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی الحقیق کے قتل کے لیے جو جماعت بھیجی تھی اس میں عبداللہ بن عتیک بھی تھے۔ [illegible] ان کا حلیف اور ایک انصاری تھے ہم سب رات کو خیبر آئے۔ ہم نے شہر کے دروازوں کو [illegible] بند کیا اور ان کی کنجیاں اپنے قبضہ میں لے لیں [illegible] جہاں ابن ابی الحقیق تھا ہم اور عبداللہ بن عتیک کوٹھے پر چڑھ گئے ہمارے اور ساتھی مکان کے احاطہ میں بیٹھ گئے عبداللہ بن عتیک نے اس کے پاس جانے کی اجازت چاہی اس کی بیوی نے کہا کہ یہ عبداللہ بن عتیک کی آواز ہے۔ ابن الحقیق نے کہا [illegible] وہ تو یثرب میں ہے اس وقت یہاں کہاں! دروازہ کھول دو ایسے وقت میں کسی شریف کے دروازے سے سائل کو واپس نہیں کیا کرتے۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں اور عبداللہ بن عتیک اندر آئے اور انہوں نے اس کی بیوی کے متعلق مجھ سے کہا کہ اسے ختم کر دو۔ میں تلوار اٹھا کے اس کو مارنے چلا مگر مجھے یاد آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت فرما دی ہے۔ اس خیال سے میں رک گیا۔ عبداللہ بن عتیک ابن ابی الحقیق کے پاس آئے عبداللہ بن عتیک نے بیان کیا کہ اندھیرا تھا مگر میری نظر اس کی [illegible] سے اس پر پڑ گئی جب اس نے مجھے تلوار لیے ہوئے دیکھا اس نے تکیہ اٹھایا اور اس سے اپنا بچاؤ کرنے لگا۔ میں [illegible] چاہا مگر [illegible] اس لیے میں نے تلوار اس کے جسم میں بھونک دی اور [illegible] پھر میں نے عبداللہ بن انیس سے آ کر کہا تم جا کر اس کا کام تمام کر دو انہوں نے اس کے پاس جا کر اس کو خاتمہ کر دیا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں کہ [illegible] میں عبداللہ بن عتیک کے پاس آیا اور ہم دونوں اس کے پاس سے نکلے اس کی بیوی نے شور مچا دیا۔ عبداللہ بن عتیک زینہ سے [illegible] گر پڑے [illegible] ان کا پاؤں ٹوٹ گیا [illegible] میں ان کو اٹھا لایا اور نیچے زمین پر [illegible] پھر میں نے ان سے کہا [illegible] ہم دونوں [illegible] اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور پھر سب وہاں سے چل دیے۔ مجھے یاد آیا کہ [illegible] چھوڑ آیا ہوں میں اسے لینے چلا وہاں جا [illegible] تمام یہود [illegible] ہیں اور ایک کی زبان پر یہی ہے کہ کس نے ابن ابی الحقیق کو [illegible] کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا۔ میں نے بھی یہی کہنا شروع کیا [illegible] اس نے مجھے [illegible] سمجھا [illegible] کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا [illegible] منت سے وہ لوگ [illegible] تھے [illegible] میں نے اپنی کمان اٹھائی اور [illegible] سے نکل آیا [illegible]

[illegible]

حضرت حمزہؓ کا قاتل

[illegible]

جنگ احد

[illegible]

جنگ کی تیاری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ماہر تھا۔ کم ہی کبھی اس کا نشانہ خطا ہوتا تھا بلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ اگر تم نے محمد کے چچا کو میرے چچا طعیمہ کے عوض قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

قریش پوری طرح تیار ہو کر دل جمعی اور سامان کے ساتھ جوش و خروش سے اور اپنے تابع قبائل کو لے کر چلے۔ اپنی عورتوں کو بھی اس نیت سے کہ ان کی موجودگی کی وجہ سے غیرت رہے اور وہ میدان سے نہ بھاگیں گے ساتھ لیا۔ ابو سفیان بن حرب امیر جماعت نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کو، عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ نے ام حکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ کو، حارث بن ہشام بن المغیرہ نے فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ کو، صفوان بن امیہ بن خلف نے برزہ یا برہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ کو جو عبداللہ بن صفوان کی ماں تھیں، عمرو بن العاص نے ریطہ بنت منبہ بن الحجاج کو جو عبداللہ بن عمرو بن عاص کی ماں تھیں، طلحہ بن ابی طلحہ و ابو طلحہ عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار نے سلافہ بنت سعد بن شہید کو جو طلحہ کے بیٹوں مسافع، جلاس اور کلاب کی ماں تھیں ساتھ لیا۔ یہ سب اور ان کا باپ اس جنگ میں مارے گئے۔ خناس بنت مالک بن مضرب بنو مالک بن حسل کی عورت تھی۔ اپنے بیٹے ابو عزیز بن عمیر کے ساتھ اس جنگ کے لیے نکلی یہ مصعب بن عمیر کی ماں ہے۔ عمرہ بنت علقمہ جو الحارث بن عبد مناة بن کنانہ خاندان کی تھی لڑائی میں گئی۔

ہند بنت عتبہ اور وحشی غلام

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گزرتی یا وہ اس کے پاس سے گزرتا تو کہتی اے ابو دسمہ یہ وحشی کی کنیت تھی۔ تم میرا بدلہ لو اور خود بھی شفا پاؤ۔ قریش چلتے ہوئے وادی قناة کے مدینہ سے متصل کنارے پر بطن سبخہ کے پہاڑ کے مقام عینین پر آ کر فروکش ہوئے۔

حضرت محمد ﷺ کا خواب

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں تو آپ نے مسلمانوں سے کہا کہ میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے اس کی تعبیر اچھی ہے میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپایا ہے جس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے مناسب ہے کہ تم مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آ کر اترے ہیں پڑا رہنے دو اگر وہ پڑاؤ ہی پر قیام کریں گے تو وہ بہت بری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھ کر مدینہ آئیں گے تو ہم ان سے یہیں لڑیں گے۔

مسلمانوں کا بیرون مدینہ مدافعت پر اصرار

قریش بدھ کے دن احد میں پہنچے اور اترے تھے یہ اس دن جمعرات اور جمعہ وہیں ٹھہرے رہے نماز جمعہ پڑھ کر رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلہ پر بڑھے صبح کو آپ نے احد کی گھاٹی میں قیام کیا اور سنیچر کے دن نصف شوال میں جنگ ہوئی۔ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کی رائے اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جانا چاہیے مگر کئی مسلمانوں نے جن کو اللہ نے اس جنگ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا اور ان کے علاوہ ان لوگوں نے جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ آپ ہم کو لے کر ہمارے دشمنوں کے مقابلے پر چلیں تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم ان کے مقابلہ سے ڈر گئے اور کمزور ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیے ان کے مقابلہ پر نہ جائیے کیونکہ جب بھی ہم

قصد نہ کیا تھا اور یہی بات کہی ہے، یہ بات غلط ہے جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے۔

ابن اسحاق کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور شوط پہنچے تو ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اس نے ہم سے آپ کی مخالفت کی، آپ نے بچوں کا کہا مانا اور ہماری بات نہ مانی، اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ ہم کیوں اپنی جانیں ضائع کریں، پھر آپ نے فرمایا، پھر وہ لوگ واپس لوٹ گئے اور عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہا، اے قوم! میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں، عبداللہ بن ابی بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپ کو چھوڑ کر چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی بات مانی، عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان سے کہا اے لوگو! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی قوم اور اپنے نبی کا ساتھ نہ چھوڑو، انہوں نے کہا اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ تم جنگ کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ چھوڑتے، مگر ہمارا خیال ہے کہ جنگ نہیں ہوگی۔ دشمن کے مقابلہ میں تم اپنے نبی اور اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہو، انہوں نے کہا اگر ہمیں علم ہوتا کہ تم لڑو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ چھوڑتے، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جنگ نہیں ہوگی۔ جب انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا تو انہوں نے کہا اے دشمنان خدا! اللہ تم کو ہلاک کرے، تمہارے مقابلہ میں اللہ اپنے نبی کے لیے کافی ہے۔

مسلمانوں اور کفار کی تعداد:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام شیخین سے عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے، مشرکین تین ہزار تھے، ان میں دو سو گھوڑے اور پندرہ عورتیں تھیں، ان میں سات سو زرہ پوش تھے، ان کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے، اور ان کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے، ایک رسول اللہ ﷺ کا اور ایک ابو بردہ بن نیار الحارثی کا تھا۔

مسلمانوں کی شیخین سے روانگی

رسول اللہ ﷺ نے شیخین سے روانہ ہونے سے پہلے جو دو ٹیلے تھے جہاں ایک بوڑھا اور ایک بوڑھی عورت رہتے تھے، لوگوں نے ان کے متعلق کے واقعات بیان کیے تھے، اسی وجہ سے اس کا نام شیخین ہو گیا۔ یہ جگہ مدینہ کے اطراف میں ہے، مغرب کے بعد آپ نے یہاں اپنی جماعت کو دیکھا، جب آپ نے ان میں سے بعض کو جنگ میں شرکت کی اجازت دی اور بعض کو واپس کر دیا، ان میں زید بن ثابت، ابن عمر، اسامہ بن زید، براء بن عازب اور عرابہ بن اوس تھے۔ نیز آپ نے ابو سعید خدری کو واپس کر دیا اور سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو ساتھ جانے کی اجازت دی۔ پہلے تو آپ نے رافع کو بھی کم سن سمجھ کر واپس کرنا چاہا تھا مگر رافع اپنا قد بلند دکھانے کے لیے پنجوں کے بل اپنی انگلیوں پر کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو دیکھا تو ان کو چلنے کی اجازت دے دی۔

سمرہ اور رافع کی کشتی:

کہتے ہیں کہ یہ مروی ہے کہ سمرہ بن جندب کی ماں ابو سعید کی بیوی تھیں جو ان کے سوتیلے باپ تھے، وہ ان کی کفالت کرتی تھیں، اسی طرح مرہ بن سنان کے سوتیلے باپ تھے، جب رسول اللہ ﷺ احد کے لیے تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے ساتھیوں کا معائنہ کیا تو آپ نے سمرہ کو کم سن ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا اور رافع بن خدیج کو جنگ میں شرکت کی اجازت دے دی۔ سمرہ نے اپنے سوتیلے باپ مرہ بن سنان سے کہا۔ اے ابا جان! رسول اللہ ﷺ نے رافع بن خدیج کو اجازت دے دی اور مجھے واپس کر دیا حالانکہ میں اسے

مشکل میں پھنس جاتا ہوں۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ سے کہا [illegible] آپ نے مجھے [illegible] دیا [illegible] اجازت دی کہ [illegible] اپنا [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] کی [illegible] لڑنے والے [illegible] جاتا ہے [illegible] مسلمانوں [illegible] ابو دجانہ انصاری اس لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

مربع بن قیظی کی منافقت:

12

ابن اسحاق نے [illegible] بیان [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] بنو حارثہ [illegible] جو نابینا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] بھی معاف نہیں [illegible] آپ نے [illegible] کے پاس [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ان کے کھیتوں میں سے آیا اور [illegible] مٹی [illegible] رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی جانب [illegible] ان کے چہروں پر [illegible] پھینکنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر تم اللہ کے رسول ہو تو [illegible] قرار نہیں دیتا کہ تم میرے [illegible] اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ مٹی صرف تمہارے ہی منہ پر پڑے گی تو [illegible] مسلمان اس کو قتل کرنے کے لیے بڑھے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ [illegible] اندھا [illegible] اس ممانعت سے پہلے ہی [illegible] بنو عبد الاشہل کے سعد بن زید نے ایک کمان اس کے سر پر ماری [illegible] رسول اللہ ﷺ اپنا راستہ چلے گئے اور احد [illegible] کے کنارے [illegible] آپ نے اپنی پشت [illegible] احد کی پہاڑی کی طرف کر [illegible] اور فرمایا کہ جب تک میں لڑائی کا حکم نہ دوں کوئی نہ لڑے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں تیر اندازوں کا دستہ

قریش نے اپنی سواری کے جانور اور دوسرے مویشیوں کو چرنے کے لیے [illegible] مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے [illegible] لڑائی کی ممانعت کر دی تو ایک انصاری نے کہا کہ بنو قیلہ کے [illegible] چرائے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تیاری شروع کی۔ آپ کے ساتھ سات سو مسلمان تھے قریش نے بھی جنگ کے لیے صف بندی کی [illegible] ان کی تعداد تین ہزار تھی ان کے ساتھ دو سو [illegible] گھوڑے تھے جن کو انہوں نے [illegible] خالد بن ولید کی قیادت میں اپنے میمنہ پر متعین کیا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل ان کے میسرہ پر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے [illegible] تیر اندازوں پر جو [illegible] عمرو بن عوف کے عبداللہ بن جبیر [illegible] سفید کپڑوں کی وجہ سے نمایاں تھے مقرر کیا ان کی تعداد پچاس تھی اور فرمایا [illegible] ہمارے [illegible] حملے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] تھے۔

حضرت محمد ﷺ کا عبداللہ بن جبیر کو حکم:

[illegible] سے روایت ہے کہ جنگ احد میں جب رسول اللہ ﷺ کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا تو آپ نے عبداللہ بن جبیر کی امارت میں پچاس [illegible]

[illegible]

خیال کرتے ہو کہ۔ جو کوئی ہم میں سے مارا جائے بے شک اللہ ہماری تلوار سے اسے جلد جنت میں پہنچا دیتا ہے۔ تو کیا تم میں کوئی ہے جو اپنی تلوار سے مجھے جلد دوزخ میں پہنچا دے۔ تو علی بن ابی طالب نکلے اور کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں اس وقت تک تجھ سے جدا نہ ہوں گا جب تک اپنی تلوار سے تجھے جلد دوزخ میں نہ پہنچا دوں یا تو اپنی تلوار سے مجھے جنت میں نہ پہنچا دے۔ علی نے تلوار سے ایسی ضرب ماری کہ اس کا پاؤں کٹ گیا وہ زمین پر گر پڑا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ اس نے کہا اے بھائی میں تمہیں اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتا ہوں۔ علی اسے چھوڑ کر ہٹ گئے اور علی نے اسے چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی۔ آپ کے ساتھیوں نے علی سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس کا خاتمہ نہیں کر دیا۔ کہنے لگے کہ میرے چچا کے بیٹے نے جب اس کی شرمگاہ کھل گئی مجھے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا مجھے شرم آ گئی۔ پھر زبیر بن العوام اور مقداد بن اسود نے مشرکین پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے حملہ کیا اور ابو سفیان کو بھگا دیا۔

تیر انداز دستے پر خالد بن ولید کا حملہ

خالد بن الولید مشرکین کے افسر رسالہ تھے۔ انہوں نے تین مرتبہ حملہ کیا مگر ہر مرتبہ تیر اندازوں نے تیروں سے ان کی پیش قدمی سے روک دیا۔ مگر اس کے بعد جب تیر اندازوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو مشرکین کے پڑاؤ کے عین وسط میں مال غنیمت کی لوٹ میں مشغول دیکھا تو وہ بھی اس مال کے لوٹنے کے لیے دوڑے۔ تیر اندازوں میں سے بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اور یہیں ٹھہرتے ہیں مگر دوسرے لوٹ کے لیے اصل لوٹ میں جا ملے۔ خالد نے جب دیکھا کہ اب بہت کم تیر انداز رہ گئے ہیں انہوں نے پھر حملہ کر کے تیر اندازوں کو قتل کر دیا اور ان سے فارغ ہو کر نبی ﷺ کے صحابہ پر حملہ کیا۔ مشرکین نے جب دیکھا کہ ان کا رسالہ جنگ میں مصروف ہے انہوں نے جنگ کے لیے ایک دوسرے کو للکارا اب سب نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دی اور بے دریغ قتل کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی تلوار اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ ایک تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے اسے بلند کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے۔ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مستحق ہوں۔ آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر فرمایا کون اس تلوار کو اس کے حق کے لیے لیتا ہے۔ میں نے پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مستحق ہوں آپ نے پھر منہ پھیر لیا۔ پھر فرمایا کون اس تلوار کا مستحق ہے۔ اس مرتبہ ابو دجانہ سماک بن خرشہ آگے بڑھے اور کہا میں اس کا حق ادا کروں گا اور وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ تم اس سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرو اور کسی کافر کے مقابلے سے بھاگ کر نہ جاؤ۔ پھر آپ نے وہ تلوار ان کو دے دی۔ ابو دجانہ جب لڑنے نکلتے تو اپنی علامت کے لیے ایک کپڑا باندھ لیتے تھے۔ میں نے دل میں کہا دیکھوں آج یہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جو سامنے آتا تلوار سے اسے کاٹ کر رکھ دیتے یہاں تک کہ پہاڑ کے دامن میں مشرکین کی عورتوں کے پاس پہنچے ان کے پاس دف تھے اور ایک عورت کہہ رہی تھی

نحن بنات طارق　　ان تقبلوا نعانق　　و نبسط النمارق　　او تدبروا نفارق

فراق غیر وامق

ترجمہ: ہم تو طارق کی بیٹیاں ہیں آگے بڑھو گے تو گلے ملیں گی اور فرش بچھائیں گی اور اگر پیٹھ پھیرو گے تو الگ ہو جائیں گی
اور ایسا کہ جس میں محبت نہ ہو گی

[illegible] کیا کہ اس سے مراد [illegible]

حضرت ابودجانہ [illegible]

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] آپ نے [illegible] آپ نے [illegible] وہ ان کو دے دی [illegible] اکڑ کر چلتے تھے اور جب وہ سرخ رومال باندھ لیتے [illegible] لوگ سمجھ جاتے کہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ [illegible] انہوں نے [illegible] سرخ رومال سر پر باندھا اور دونوں صفوں کے بیچ میں اکڑتے ہوئے چلنے لگے۔

[illegible] کے ایک انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابودجانہ کو اس طرح اکڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ وہ چال ہے جس سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہے، مگر اس موقع پر نہیں۔

ابوسفیان کا پیام:

ابوسفیان نے اوس اور خزرج کے پاس ایک پیامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ تم [illegible] کے اس پیام کو حقارت سے رد کر دیا۔

ابوعامر فاسق اور انصار

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ [illegible] ابوعامر [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] مکہ چلا گیا تھا اس کے ساتھ اوس کے پچاس نوجوان [illegible] قریش سے کہتا تھا کہ [illegible] جب مقابلہ شروع ہوا [illegible] آکر آواز دی [illegible] انہوں نے جواب دیا [illegible] رسول اللہ ﷺ نے اس کا [illegible] جب اس نے اپنے قبیلہ کا یہ جواب سنا تو کہا [illegible] پھر اس نے ان سے شدید جنگ کی اور ان پر پتھر پھینکے۔ ابوسفیان نے اپنے علمبرداروں [illegible] کہا [illegible] ہماری قوم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عمرؓ کے متعلق ارشاد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت علی مرتضیٰ کی شجاعت

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔

مسلمانوں پر عقب سے حملہ

ابوجعفر نے لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کو ان کے عقب سے آ گھیرا گیا تو شکست ہوئی [illegible] اس مصیبت کی وجہ سے مسلمانوں کے تین حصے ہو گئے تھے ایک مارا گیا ایک زخمی ہوا اور ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ خود رسول اللہ ﷺ جنگ کی وجہ سے اس قدر تھک گئے تھے کہ ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں۔ پتھر سے آپ کے سامنے کے نیچے کے دانت ٹوٹ گئے اور آپ کا ہونٹ زخمی ہو گیا۔ رخسار اور پیشانی پر [illegible] کے پتھر سے پیشانی زخمی ہوئی۔ ابن قمیہ نے آپ کے سر کے بائیں حصہ پر تلوار ماری۔ آپ کو عتبہ بن ابی وقاص نے زخمی کیا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ احد میں آپ کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے اور آپ کے چہرے پر زخم لگا۔ خون آپ کے منہ سے بہہ رہا تھا۔ آپ اسے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس قوم نے اپنے نبی کا چہرہ اس کے خون سے رنگین کیا وہ کیونکر فلاح پا سکتی ہے مگر اس حال میں بھی آپ ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اللہ عزوجل نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی: لیس لک من الامر شیء ” اس معاملہ میں تمہارا کوئی دخل نہیں “۔

رسول اللہ ﷺ پر مسلمانوں کی جاں نثاری:

ابوجعفر نے لکھا ہے کہ جب دشمن نے آپ کو گھیر لیا تو آپ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے لیے اپنی جان بیچ ڈالے۔ اس کے متعلق محمود بن عمرو بن یزید بن السکن سے مروی ہے کہ زیاد بن السکن پانچ انصاریوں کے ساتھ اور بعض راویوں کے بیان کے مطابق عمارہ بن یزید بن السکن اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کے لیے آگے بڑھ کر لڑنے لگے ایک کے بعد ایک قتل ہوتے چلے گئے آخر میں آخری آدمی زیاد یا عمارہ بن السکن تھے۔ وہ لڑتے رہے آخر کار زخموں سے چکنا چور ہو کر بے کار ہو گئے۔ اتنے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ آئی اور انہوں نے دشمن کو آپ کے سامنے سے دفع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زیاد کو میرے قریب لاؤ۔ لوگ ان کو قریب لے آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدم پر اپنا سر رکھ دیا اور اسی حالت میں کہ ان کا گال آپ کے قدم پر رکھا ہوا تھا انہوں نے جان دے دی۔ ابودجانہ نے اپنے جسم کو دشمن کی جانب کر کے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لیے ڈھال بنا دیا۔ تیر ان کی پیٹھ میں لگ رہے تھے اور وہ آپ پر جھکے ہوئے آپ کو دشمن سے بچا رہے تھے یہاں تک کہ بے شمار تیر ان کے آ کر لگے۔ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر دشمن پر تیر چلانے لگے۔ خود سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر اٹھا کر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ فدا تیر چلاؤ۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ نے ایسا تیر دیا کہ اس میں پیکان بھی نہ تھی مگر آپ نے یہی فرمایا اسے بھی چلاؤ۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس روز خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی کمان سے تیر چلائے مگر اس کا چلہ ٹوٹ گیا اسے قتادہ بن النعمان نے لے لیا۔ یہ ان کے پاس رہی۔ اس روز ان کی آنکھ پر تیر آ کر لگا اور وہ نکل کر رخسار پر آ پڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے پھر اس کے حلقہ میں رکھ دیا تو اب وہ دوسری آنکھ کے مقابلہ میں زیادہ اچھی اور طاقتور ہو گئی۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مصعب بن عمیر آپ کے علمبردار لڑتے رہے اور مارے گئے ان کو ابن قمیہ

[illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]
قتل کر دیا۔

حضرت حمزہ ؓ کی شجاعت:

مصعب کی شہادت کے بعد آپ ﷺ نے علم علی بن ابی طالب کو دیا۔ علی بن ابی طالب اور مسلمانوں نے جنگ کی۔ حمزہ بن عبدالمطلب نے ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو جو قریش کے علمبرداروں میں تھا قتل کر دیا۔ پھر ابو نیار سباع بن عبدالعزیٰ غبشانی ان کے پاس سے گزرا تو حمزہ ؓ نے مخاطب ہو کر یوں کہا کہ اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے میری طرف آ۔ اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی باندی تھی اور مکہ میں ختنہ کیا کرتی تھی۔ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ حمزہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہ ؓ کی شہادت:

جبیر بن مطعم کا غلام وحشی بیان کرتا ہے کہ میں حمزہ کی صورت پر اپنی نظر لگائے ہوئے تھا۔ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کے پرزے پرزے کر رہے تھے اور خاکی رنگ کے اونٹ کی طرح جو ہر سمت آتے جاتے روندتے آتے تھے۔ اتنے میں سباع بن عبدالعزیٰ مجھ سے پہلے ان کے سامنے جو گیا۔ حمزہ نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے سامنے آ۔ حمزہ نے اس پر تلوار کا وار کیا جو اس سے خطا نہ گیا۔ میں نے اپنا بھالا ان پر پھینکنے کے لیے ہاتھ میں لے کر تولا اور جب میں بالکل قریب ہو گیا اور مطمئن ہو گیا تو میں نے اسے تاک کر پھینکا۔ وہ ان کی ناف کے نیچے لگا اور دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے نکل گیا۔ وہ میری طرف بڑھے مگر زمین پر گر پڑے۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ ان کا دم نکل جائے۔ جب وہ مر گئے میں نے جا کر ان کے جسم سے اپنا بھالا لیا۔ اب مجھے لڑائی سے کوئی غرض نہ تھی۔ لشکر گاہ میں چلا گیا کیونکہ سوائے ان کے اور کوئی میرا مقصد نہ تھا۔

عاصم بن ثابت:

بنو عبدالدار بن قصی کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے مسافع بن طلحہ اور اس کے بھائی کلاب بن طلحہ دونوں کو قتل کر دیا۔ مسافع کو جب تیر لگا تو وہ اپنی ماں سلافہ کے پاس آیا اور اس کی گود میں اس نے اپنا سر رکھا۔ سلافہ نے پوچھا اے بیٹے کس نے تجھے مارا ہے؟ اس نے کہا میں نے اس شخص کو جب اس نے مجھے تیر مارا یہ کہتے سنا کہ لے اسے سنبھال میں ابن الاقلح ہوں۔ سلافہ نے کہا اقلحی ہے۔ پھر اس نے یہ نذر مانی کہ اگر عاصم کا سر مل گیا تو وہ اس کے کاسہ سر میں شراب پیئے گی۔ خود عاصم نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب وہ کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ خود اپنے کو ہاتھ لگانے دیں گے۔

انس بن النضر کی جاں نثاری:

قاسم بن عبدالرحمٰن بن رافع سے مروی ہے کہ انس بن مالک کے چچا انس بن النضر عمر بن الخطاب اور طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آئے جو چند مہاجرین کے ساتھ ہاتھ چھوڑے بیٹھے تھے۔ انس نے کہا تم اس طرح کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ مارے گئے۔ انس نے کہا تو پھر ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ اٹھو اور اس بات پر جس پر رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا ہے اپنی جان دے دو۔ یہ کہہ کر وہ دشمن کے سامنے آئے اور لڑ کر مارے گئے۔ انہیں کے نام پر انس بن مالک کا نام انس رکھا گیا۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ اس روز انس بن النضر پر ستر زخم [illegible] تھے صرف ان کی بہن ان کو [illegible]

انگلیوں کی پوریں ان کی شل ہو گئیں۔

اُبی ابن خلف کا رسول اللہ ﷺ پر حملہ

ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے جس شخص نے آپ کو پہچانا وہ کعب بن مالک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آپ کی آنکھوں کو خود کے نیچے سے چمکتے دیکھ کر پہچانا پھر اپنی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا کہ اے مسلمانو! بشارت ہو رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ آپ نے مجھے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا تو وہ آپ کے پاس آ گئے تو آپ ان سب کو لے کر درے کی طرف چلے آپ کے ہمراہ علی بن ابی طالب، ابوبکر بن ابی قحافہ، عمر بن الخطاب، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن العوام اور حارث بن الصمہ ملا کر ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے۔ جب آپ درے میں ہو گئے تو ابی بن خلف پہنچا اور کہنے لگا کہ محمد کہاں ہیں اگر وہ بچ جائیں تو؟ آپ کے پاس آیا۔ صحابہ نے کہا اب آپ فرمائیں تو ہم میں سے کوئی آپ کی حفاظت کے لیے آگے ہو لے۔ مگر آپ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اسے آنے دو جب وہ قریب آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن الصمہ کا بھالا اٹھایا۔

ابن ابی خلف کا خاتمہ

راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی مجھ تک پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بھالا اٹھایا ایک جھرجھری کی کہ ہم اس طرح بکھر گئے جس طرح کہ اونٹ جب جھرجھری لیتا ہے تو اس کے رونگٹے جھڑ جاتے ہیں پھر آپ نے اس کے سامنے جا کر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے سے لڑھک گیا۔ عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ ابی واقعہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں کہا کرتا تھا کہ میں اپنے گھوڑے کو روزانہ دانہ کھلاتا ہوں تاکہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ فرماتے بلکہ ان شاء اللہ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش دی تھی اس سے خون بہہ رہا تھا اس نے کہا محمد نے مجھے مار ڈالا۔ قریش کہنے لگے کہ خوف سے تیرا دل بیٹھ گیا ہے۔ ورنہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے۔ اس نے کہا جب وہ مکہ میں تھے انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا اس لیے اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو مجھے ہلاک کر دیتے۔ قریش اسے اٹھا کر لے جا رہے تھے کہ اس حالت میں وہ سرف کے مقام پر مر گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا پانی پینے سے انکار

جب رسول اللہ ﷺ درے کے منہ پر آ گئے علی بن ابی طالب وہاں سے گئے انہوں نے اپنی چمڑے کی ڈھال کو چٹان کے حوض میں جو پانی بھرا ہوا تھا اس سے بھر لائے اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تاکہ آپ پئیں مگر آپ کو اس میں کچھ بو معلوم ہوئی اس لیے آپ نے ناپسند کیا اور نہ پیا البتہ خون اپنے منہ پر سے دھو ڈالا اور سر پر بھی پانی بہایا۔ اس موقع پر آپ یہ کہہ رہے تھے اس شخص پر جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کر دیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کا خون آلود چہرہ

سعد بن وقاص کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کے قتل پر میں کبھی اس قدر حریص نہ تھا جتنا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا حریص

[illegible] بہت خوش ہوا اور [illegible] رسول اللہ ﷺ کے [illegible] میں نے اللہ کے رسول کے چہرے کو [illegible] خاموش رہو۔

ابی کا قتل:

بعض لوگوں سے مروی ہے ۔ جو [illegible] ابی بن خلف [illegible] رسول اللہ ﷺ کے قریب آیا تو آپ [illegible] آپ کے [illegible] آپ نے [illegible] صحابہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اللہ کے [illegible] آگے چلے گئے مگر [illegible] سہل بن حنیف کے علاوہ کوئی آپ کے قریب نہ [illegible] نے عقب سے آ کر آپ پر [illegible] تھوڑی [illegible] ہو گیا۔ ابی بن خلف بھی آپ کے سامنے آیا اس نے قسم کھائی کہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اس نے [illegible] آپ کہاں بھاگ کر جاتے ہیں اور اس نے آپ پر حملہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کی زرہ کے گریبان میں نیزہ مارا جس سے وہ معمولی سا زخمی ہو گیا اور اپنے گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور بیل کی طرح ڈکرانے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھا لیا اور تسکین دی کہ تم کو کوئی ایسا زخم نہیں آیا جس سے تم گھبرا جاؤ۔ کہنے لگا کیا محمد نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ مجھ کو اگر تمام ربیعہ اور مضر کو لگ جاتا تو وہ ضرور ان سب کو قتل کر دیتا۔ وہ اس کے بعد ایک یا چند ہی روز زندہ رہا اور اسی زخم سے ہلاک ہو گیا۔ تمام مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ اس پر چند [illegible] کہ کاش کوئی شخص مل جاتا تو ہماری طرف سے عبداللہ بن ابی سے جا کر کہتا کہ وہ ہمارے لیے ابوسفیان سے امان لے لے۔ [illegible] محمد مارے گئے اب [illegible] قبل اس کے کہ وہ آ کر تم پر حملہ کریں سب کو قتل کر ڈالیں۔ انس بن نضر نے کہا اے میری قوم! اگر محمد مارے گئے تو کیا ہوا محمد کا رب تو زندہ ہے [illegible] جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اسی کی حمایت میں تم [illegible] پھر انہوں نے کہا کہ [illegible] میں تیری جناب میں معافی چاہتا ہوں اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے تلوار سونت لی اور دشمن پر حملہ کیا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ کا اجتماع:

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی طرف چلے چلتے چلتے آپ گھاٹی والوں کے پاس پہنچے [illegible] ان میں سے ایک نے تیر کمان میں لگایا اور [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو زندہ پایا تو بہت خوش ہوئے اور خود آپ بھی یہ دیکھ کر کہ اب بھی آپ کے صحابہ میں ایسے لوگ ہیں جو آپ کی حفاظت کرنے کے لیے آمادہ ہیں خوش ہوئے۔ بہت سے صحابہ جمع ہو گئے اور ان میں خود رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے [illegible] اب وہ [illegible] اور موقع کے ہاتھ سے نکل جانے اور اپنے مقتول رفیقوں پر افسوس کرنے لگے۔ [illegible] ان لوگوں کے لیے جنہوں نے یہ کہا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ مارے گئے [illegible] اپنے گھروں کو چلو، اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت و غسل ملائکہ

حنظلہ بن ابی عامر [illegible] اور ابوسفیان کا مقابلہ ہوا جب انہوں نے ابوسفیان پر قابو پا لیا تو شداد بن اسود [illegible] نے ان کو دیکھا [illegible] اور ان کو قتل کر دیا [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] ان کی بیوی [illegible] فرشتے غسل دے رہے ہیں [illegible] سے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا ہے۔

شداد بن الاسود

شداد بن الاسود نے حنظلہ کو قتل کیا اور ابوسفیان بن حرب نے [illegible] کے مقابلہ میں [illegible] کے بیان میں [illegible] جانے دیا تھا مسلمان اپنے گھروں میں [illegible]۔

شہدائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مثلہ

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد ہند بنت عتبہ اور اس کی سہیلیوں نے مسلمان شہیدوں [illegible] کے اعضاء [illegible] کاٹے یہاں تک کہ ہند نے ان کے [illegible] کے ہار [illegible] حضرت حمزہ [illegible] کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چبایا [illegible] ایک بلند چٹان پر چڑھ کر [illegible] اپنی جماعت کی فتح اور اصحاب رسول ﷺ [illegible] عمر بن الخطاب [illegible] انہوں نے حسان بن ثابت سے کہا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] حمزہ کے ساتھ [illegible] دیکھ [illegible] بنا [illegible] کی [illegible]۔

ابوسفیان کی لن ترانی

[illegible] ابوسفیان [illegible] پوچھا کیا تم میں محمد ﷺ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے [illegible] پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے [illegible] عمر بن الخطاب [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [illegible] ابوسفیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا [illegible] عمر رضی اللہ عنہ [illegible] خدا کی قسم [illegible] ابوسفیان [illegible] اعل ہبل [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو [illegible] آپ نے فرمایا کہو اللہ اعلیٰ و اجل [illegible] ابوسفیان کہنے لگا عزیٰ ہمارا ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو [illegible]

[illegible]

حضرت عمرؓ کی ابوسفیان سے [illegible]

ابن اسحاق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ [illegible]

ابوسفیان کے تعاقب کا حکم:

[illegible]

[illegible]

حضرت سعد بن الربیعؓ کی شہادت:

ابن اسحاق [illegible]

اسحاق نے جنگ میں سعد بن الربیع پر کیا گزری تھی؟ آیا وہ زندہ ہیں یا مر گئے؟ ایک انصاری نے کہا رسول اللہ ﷺ میں دیکھ کر آتا ہوں۔ وہ ان کو ڈھونڈنے مقتولوں میں گئے ان کو دیکھا کہ سخت زخمی ہیں اور صرف سانس باقی ہے۔ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے سعد سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ میں دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مر گئے۔ سعد نے کہا میرا کام تمام ہو چکا ہے تم رسول اللہ ﷺ سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن الربیع آپ سے عرض کرتا ہے کہ اللہ آپ کو ہماری طرف سے وہ جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اپنی امت کی خدمت کے عوض میں دی ہو۔ اور اپنی قوم کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ سعد بن الربیع نے کہا ہے کہ اگر تمہاری موجودگی میں دشمن کسی طرح بھی رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا کیونکہ تمہارے پاس دیکھنے کے لیے آنکھیں ہیں۔ ان کے مرنے تک میں وہیں ٹھہرا رہا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ان کا واقعہ بیان کیا۔ آپ حمزہ بن عبدالمطلب کو تلاش کرنے چلے۔ آپ نے ان کو وادی کے قعر میں مقتول پایا ان کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ ان کے جسم کو قطع کر دیا گیا تھا اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔

محمد بن جعفر کی روایت:

محمد بن جعفر بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حمزہؓ کو اس حالت میں مقتول دیکھا آپ نے فرمایا اگر صفیہ کو رنج نہ ہوتا اور میرے بعد یہ بات سنت نہ ہو جاتی تو میں ان کو بغیر دفن کیے اسی طرح یہاں چھوڑ دیتا کہ درندے اور پرندے ان سے شکم پری کر لیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی مجھے قریش پر فتح عطا کی تو میں ان کے تیس مقتولوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ آپ کو آپ کے چچا کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا اس پر اس قدر رنج اور غصہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں ابدالآباد تک کسی دن ان مشرکین پر فتح حاصل ہوئی تو ہم ان کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے کہ آج تک کسی عرب نے کسی کے ساتھ نہ کیا ہو۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد اور پھر صحابہؓ کے اس قول کے متعلق اللہ عزوجل نے قرآن میں یہ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين. آخر سورۃ تک نازل فرمایا: "اور اگر تم بدلہ لو تو ایسا ہی جیسا تمہارے ساتھ کیا گیا۔ اور البتہ اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے"۔ اس وحی کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو معاف کر دیا۔ خود صبر کیا اور مقتول کے جسم کو قطع و برید کرنے کی ممانعت کر دی۔

حضرت صفیہ کا صبر وایثار:

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب اپنے حقیقی بھائی حمزہؓ کو دیکھنے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے زبیر بن العوام سے کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور ان کو واپس کر دو کہ جو ان کے بھائی کے ساتھ ہوا ہے وہ اسے نہ دیکھنے پائیں۔ زبیرؓ ان کے پاس گئے اور کہا اماں جان رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے اعضاء کو قطع کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے مگر اس وجہ سے کہ مجھے ممانعت کی گئی ہے تو میں اس سے خوش نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ میں صبر و تحمل سے کام لوں گی۔ زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ان کا قول بیان کیا۔ آپ نے کہا اچھا ان کو جانے دو۔ وہ حمزہؓ کے پاس آئیں۔ ان کو دیکھا ان پر رحمت کی دعا کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور ان کے لیے طلب مغفرت کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ دفن کر دیے گئے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

واقعی اللہ کے رسول ہیں۔

مخیریق یہودی:

جنگ احد میں مخیریق یہودی مارا گیا۔ یہ بنو ثعلبہ بن الفطیون سے تھا۔ جنگ احد کے دن اس نے یہودیوں سے کہا کہ محمد کی نصرت تم پر فرض ہے۔ یہودی کہنے لگے کہ آج تو سنیچر ہے۔ اس نے کہا تمہیں سنیچر کی کچھ پروا نہیں کرنا۔ اس نے تلوار سنبھالی دوسری ضروریات جنگ ساتھ لیں اور کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال محمد کے لیے ہے وہ جس طرح چاہیں اسے کام میں لائیں۔ ان انتظامات سے فارغ ہو کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ کے ساتھ قریش سے لڑا اور مارا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاں تک معلوم ہوا ہے فرمایا کہ مخیریق یہود میں سب سے بہتر ہے۔

شہداء کی احد میں تدفین:

مسلمانوں نے اپنے بعض مقتولین کو مدینہ لا کر دفن کر دیا مگر پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی ممانعت کر دی اور کہا جہاں وہ گرے ہیں وہیں ان کو دفن کر دو۔

عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو کی تدفین:

بنو سلمہ کے بعض شیوخ سے مروی ہے کہ اس روز جب آپ نے شہداء کے دفن کا حکم دیا فرمایا کہ عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو تلاش کرو وہ دنیا میں ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے اس لیے دونوں کو ایک ہی قبر میں رکھو۔ عرصے کے بعد جب معاویہ نے نہر کھدوائی تو ان دونوں کی لاشیں برآمد ہوئیں ان میں کچھ بھی تبدیلی نہ تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل دفن کیے گئے ہیں۔

حمنہ بنت جحش:

آپ احد سے مدینہ واپس ہوئے حمنہ بنت جحش آپ کے پاس آئیں ان سے کہا گیا تھا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن جحش مارے گئے۔ انہوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ان کے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب کے قتل کی اطلاع دی گئی۔ اس پر بھی انہوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ان کے شوہر مصعب بن عمیر کے قتل کی اطلاع دی گئی تو وہ چیخ اٹھیں اور رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کے قلب میں شوہر کی بڑی جگہ ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی اور ماموں پر صبر کیا مگر شوہر کی موت پر چیخ اٹھیں۔

رسول اللہ ﷺ بنو عبدالاشہل اور ظفر انصاریوں کے ایک گھر سے گزرے آپ نے رونے اور نوحہ کی آواز سنی جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے تو آپ کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اور آپ رو دیے پھر فرمایا لیکن حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو عبدالاشہل کے خاندان میں گھر آئے انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے چچا پر نوحہ کرو۔

عمرو بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو دینار کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا شوہر بھائی اور باپ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ احد میں مارے گئے تھے جب اس کو ان سب کی شہادت کی اطلاع دی گئی اس نے پوچھا بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا اے ام فلاں وہ بالکل اچھے اور خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا مجھے بتاؤ کہ میں بھی تو خود ان کو دیکھوں۔ لوگوں نے اشارے سے آپ کو بتایا جب اس نے آپ کو دیکھا کہا آپ کی موجودگی میں ہر مصیبت بے حقیقت ہے۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابو دجانہؓ کی تعریف

[illegible]

حضرت علیؓ کے اشعار

یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی [illegible]

أفاطم هاء السيف غير ذميم ◦ فلست برعديد ولا بلئيم

ترجمہ: [illegible]

لعمري لقد قاتلت في حب أحمد ◦ وطاعة رب بالعباد رحيم

ترجمہ: [illegible]

وسيفي بكفي كالشهاب أهزه ◦ أجذ به من عاتق وصميم

ترجمہ: [illegible]

فما زلت حتى فض ربي جموعهم ◦ وحتى شفينا نفس كل حليم

ترجمہ: [illegible]

شمشیر رسول کا احترام

[illegible]

جابرؓ بن عبداللہ کی معذرت

[illegible]

ان عورتوں کو تنہا نہیں چھوڑنا ہے ورنہ میں تم کو اپنے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لیے ترجیح نہ دیتا۔ اب تم اپنی بہنوں کے پاس رہو۔ اس لیے میں رک گیا۔ ان کے پاس میں ٹھہر گیا۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے ہمراہ چلنے کی اجازت دے دی۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت دشمن کے تعاقب میں اسے مرعوب کرنے کے لیے برآمد ہوئے تھے آپ کا مقصد یہ تھا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم ان کے تعاقب میں آ رہے ہیں اور ہم میں ابھی قوت موجود ہے اور جو نقصان جنگ میں ہم کو ہوا ہے اس سے ہم دشمن کے مقابلے سے عاجز اور کمزور نہیں ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ

عائشہ بنت عثمان کے مولیٰ ابو السائب سے مروی ہے کہ بنو عبد الاشہل کے ایک شخص نے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ احد میں شریک ہوا تھا۔ بیان کیا کہ میں اور میرا ایک بھائی دونوں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ احد میں شریک تھے۔ ہم دونوں زخمی ہو کر میدان کارزار سے آپ کے پاس آ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے منادی نے دشمن کے تعاقب میں چلنے کا اعلان عام کیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دیکھو، کیا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سے کوئی غزوہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ترک ہو جائے گا؟ بخدا ہمارے پاس سواری بھی نہیں ہے اور ہم دونوں سخت زخمی بھی ہیں مگر باوجود اس کے ہم تو چلے۔ میں بہ نسبت اپنے بھائی کے مقابلہ میں کم زخمی تھا اس لیے جب چلتے چلتے وہ رہ جاتا میں اس کو تھوڑی دور اٹھا کر لے جاتا اور کچھ دور وہ خود اپنے پاؤں سے چلتا۔ اسی طرح چلتے ہوئے ہم دونوں بھی اس مقام تک جا پہنچے جہاں اور مسلمان پہنچے تھے۔ رسول اللہ ﷺ احد سے نکل کر حمراء الاسد تک آئے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے۔ یہاں آپ نے تین رات دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہارشنبہ کو قیام فرمایا۔ پھر آپ مدینہ چلے آئے۔

معبد الخزاعی

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ اسی مقام پر قیام کے اثناء میں معبد الخزاعی آپ کے پاس آیا۔ اس وقت تک خزاعہ کے مسلمان اور مشرک دونوں رسول اللہ ﷺ کے خاص ہمراز تھے۔ تہامہ میں ان کا آپ سے معاہدہ تھا اور حلیف تھے۔ اس بنا پر کوئی بات وہاں آپ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ معبد اب تک مشرک تھا اس نے آپ سے کہا کہ محمد بخدا جو صدمہ آپ کو ہوا اور جس قدر آپ کے ساتھی زخمی ہوئے اس سے ہمیں سخت رنج ہے اور یہ بات ہم پر شاق ہے ہم دل سے چاہتے تھے کہ اللہ آپ کو ان پر غلبہ دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے حمراء الاسد سے چلا گیا اور روحاء میں ابوسفیان بن حرب سے ملا۔ قریش رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی طرف پلٹ آنے کے لیے تیار ہو چکے تھے ان کا خیال تھا کہ اگرچہ ہم نے مسلمانوں کے سرداروں اور اشراف کو قتل کر دیا مگر قتل اس لیے کیا کہ ہم ان کا جڑ سے استیصال کر دیں وہ تو شکست سے بھاگ گئے۔ لہٰذا ہم اب ان پر دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور ان کا بالکل خاتمہ کر دیتے ہیں۔

معبد الخزاعی اور ابوسفیان:

ابوسفیان نے معبد کو دیکھ کر پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا محمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے ہیں زبردست جمعیت ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھی تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں وہ غیظ و غضب سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو لوگ تمہاری لڑائی میں ان کے ساتھ شریک جنگ نہ ہو سکے تھے اب وہ سب ان کے ساتھ ہو گئے ہیں ان کو اپنی اس کوتاہی پر سخت ندامت ہے اور تمہارے خلاف ان میں انتہائی شدید عداوت اور انتقام کے جذبات موجزن ہیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ ابوسفیان نے کہا کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا میں سچ

ہوں کہ تم یہاں سے کوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ تم ان کے گھوڑوں کی پیشانیاں دیکھ لو گے۔ ابوسفیان نے کہا مگر ہم تو قطعی ارادہ کر چکے ہیں کہ ہم ان پر پلٹ کر حملہ کریں اور ان کی بقیہ جماعت کا بالکل استیصال کر دیں۔ معبد نے کہا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ واللہ میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس نے مجھ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ میں نے اس کے متعلق چند شعر کہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا وہ کیا شعر ہیں؟ معبد نے یہ اشعار سنائے۔ ان اشعار نے ابوسفیان اور اس کی جماعت کے ارادے کو پھیر دیا۔

ابوسفیان کا پیغام:

ان کے پاس سے عبدالقیس کا ایک قافلہ گزرا۔ ابوسفیان نے پوچھا تم لوگ کہاں کا قصد رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا مدینہ جا رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کیا تم محمد کو ایک پیغام میری طرف سے پہنچا دو گے میں اس کے معاوضہ میں جب تم عکاظ کے بازار میں آؤ گے تمہارے ان اونٹوں کو کشمش سے لدوا دوں گا۔ انہوں نے کہا اچھا۔ ابوسفیان نے کہا جب تم محمد کے پاس پہنچو تو کہہ دینا کہ ہم تمہارے بقیہ کا استیصال کرنے کے لیے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے مقابلے پر آنے کے لیے تیار ہو چکے ہیں۔ جب یہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جناب حمراء الاسد میں مقیم تھے۔ انہوں نے آپ سے ابوسفیان کا قول بیان کیا۔ آپ نے اور مسلمانوں نے کہا ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

معاویہ بن المغیرہ اور ابوعزہ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ تیسرے دن کے بعد آپ مدینہ واپس چلے گئے۔ بعض مورخوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس مرتبہ آپ حمراء الاسد جا رہے تھے اثنائے راہ میں معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص اور ابوعزہ الجمحی آپ کے ہاتھ لگے۔ حمراء الاسد جاتے ہوئے آپ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس سنہ ہجری کے نصف رمضان میں حسن بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ اسی سال ذوالحجہ میں حسین کا حمل ٹھہرا۔ بیان کیا گیا ہے کہ حسن کی ولادت اور حسین کے استقرار حمل میں صرف پچاس راتوں کا وقفہ تھا۔ اسی سال ماہ شوال میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کے بطن سے عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کا استقرار حمل ہوا۔

* * *

[illegible]

حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کی گرفتاری

[illegible]

حضرت خبیبؓ کا کردار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کر رہے تھے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی اور بے نیل مرام واپس چلے گئے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جب خبیب کو حرم سے باہر قتل کرنے لے چلے انہوں نے کہا ذرا مجھے مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے ان کو اجازت دی۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اسی وقت سے یہ طریقہ جاری ہو گیا۔ جس کسی کو مجبور کر کے قتل کیا جاتا وہ دو رکعت نماز پڑھتا۔ نماز کے بعد خبیب کہنے لگے اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ کفار یہی کہیں گے کہ یہ قتل سے مضطرب ہے تو میں نماز میں اور زیادہ وقت گزارتا۔ میں اللہ کے لیے قتل کیا جا رہا ہوں مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ کس جانب گرایا جاؤں پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا

وذلک فی ذات الالٰہ وان یشاء   یبارک علی اوصال شلو ممزع

ترجمہ: "یہ اللہ کے لیے ہے اور اگر وہ چاہے تو وہ میرے کٹے ہوئے اعضاء کے جسم پر اپنی برکت نازل فرمائے"

اللّٰھم احصھم عددا   واقتلھم بددا

ترجمہ: اے اللہ تو ان سب کو ہلاک کر ایک ایک کو گن کر مار اور پارہ پارہ کر دے"۔

اس کے بعد ابو سروعہ عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف ان کی طرف بڑھے اور انہوں نے تلوار سے ان کو شہید کر ڈالا۔

عمرو بن امیہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بطور جاسوس قریش کے یہاں بھیجا۔ میں خبیب کی لکڑی کے پاس آیا مجھے پاسبانوں کا بھی خوف تھا مگر میں نے اس پر چڑھ کر خبیب کو کھول دیا ان کی لاش زمین پر گر پڑی میں فوراً ہی اتر آیا مگر جب میں نے دیکھا تو وہاں اب کوئی نشان تک بھی موجود نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کھا گئی۔ چنانچہ آج تک ان کی لاش کا پتہ نہیں ہے۔

حضرت زید بن الدثنہ کی شہادت:

ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ زید بن الدثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے معاوضہ میں خرید لیا اور قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر نکالا۔ بہت سے قریش تماشہ کے لیے ان کے پاس جمع ہو گئے ان میں ابو سفیان بن حرب بھی تھا۔ جب زید کو قتل کرنے کے لیے آگے لایا گیا ابو سفیان نے ان سے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس وقت یہاں ہمارے قبضہ میں محمد ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے گھر پر اپنے بچوں میں ہوتے۔ زید نے کہا خدا کی قسم ہے کہ میں ہرگز اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ جہاں اب وہ ہیں وہاں بھی ان کو کوئی کانٹا چبھے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔ اس جواب کو سن کر ابو سفیان کہنے لگا میں نے آج تک لوگوں میں باہم کسی کی ایسی محبت نہیں دیکھی جو محمد کے رفقاء کو ان سے ہے۔ اس کے بعد نسطاس نے ان کو شہید کر دیا۔

حضرت عمرو بن امیہ الضمری:

رسول اللہ ﷺ نے ان کو ابو سفیان کے قتل کے لیے بھیجا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب ان صحابہ کی شہادت کی خبر جب رسول اللہ ﷺ نے اہل الرجیع کے مقام قتل اور جو کچھ ہوا تھا آپ کو ملی۔ آپ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ایک انصاری کے ساتھ ابو سفیان کے قتل کرنے کے لیے مکہ بھیجا۔ خود عمرو بن امیہ الضمری کہتے ہیں کہ خبیب اور ان کے رفیقوں کے قتل کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے ساتھ ایک انصاری کو مکہ بھیجا اور کہا کہ تم ابو سفیان کو جا کر قتل کر دو۔ میں اور میرے ساتھی اس کام کے لیے چلے میرے ساتھ میرا ایک اونٹ تھا میرے رفیق کے پاس کوئی اونٹ نہ تھا اس کے علاوہ ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی میں نے

شیبان کا اپنا ایک اونٹ تھا۔ میرا پیر زخمی تھا۔ جس وقت ہم مکے پہنچے ہم نے اپنا اونٹ باندھ دیا اور رات کو ہم دونوں مکے کے اندر گئے۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ میں سیدھا ابوسفیان کے گھر جاتا ہوں میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہاں کوئی شور بلند ہو یا تم کو کوئی خطرہ نظر آئے تو تم فوراً اپنے اونٹ کے پاس پہنچ جانا اور اس پر سوار ہو کر مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے سارا قصہ بیان کر دینا اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا۔ میں اس مقصد کے لیے ایک طرف چلا۔ وقت ہو چکا تھا کہ میری کمر پر ایک خنجر تھا جو ہے اب ہم کو کچھ نہ کچھ کرنا ہے میرے پاس ایک نہایت تیز خنجر تھا جس کو میں نے اس کے لیے پہلے سے تیار کر رکھا تھا کہ اگر کوئی مجھ سے لپٹا ہوا تو میں اسے اپنے خنجر سے قتل کر دوں گا۔ میرے رفیق نے مجھ سے کہا کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ پہلے ہم سات مرتبہ کعبہ کا طواف کریں اور وہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا مکہ والوں کو تم سے زیادہ میں جانتا ہوں اہل مکہ کا دستور ہے کہ تاریکی ہوتے ہی وہ اپنے صحنوں میں فرش بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور میں اس بات کو خوب جانتا ہوں۔ مگر یہ باتیں کرتے ہوئے ہم خانہ کعبہ آئے سات مرتبہ ہم نے اس کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر وہاں سے نکل کر ہم ابھی ذرا ہی چلے تھے کہ ایک شخص نے مجھے شناخت کر لیا اور پھر اس نے چلا کر کہا کہ یہ عمرو بن امیہ ہے۔ اب ہر طرف سے اہل مکہ ہماری طرف لپکے اور کہنے لگے کہ عمرو کسی نیک خیال سے یہاں نہیں آیا ہے قسم ہے اس کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے یہ ضرور کسی بری نیت سے آیا ہے (یہ عمرو زمانہ جاہلیت میں شیطان اور قاتل تھے) اب وہ سب مجھے اور میرے رفیق کو پکڑنے اٹھے۔ میں نے اس سے کہا تم تو بھاگ جاؤ مجھے اسی کا ڈر تھا جس کا ہم کو خطرہ تھا اب اس پر قابو پانے کا کوئی موقع نہیں تم اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ۔ ہم دونوں تیز دوڑتے ہوئے بھاگے پہاڑ پر چڑھ کر ایک غار میں گھس گئے۔ رات ہم نے وہیں بسر کی۔ جب ہم ان کے ہاتھ نہ آئے تو وہ واپس چلے گئے۔

ابن مالک کا قتل:

میں نے غار میں داخل ہو کر اپنے آگے پتھروں کی ایک دیوار بنا دی اور اپنے ساتھی سے کہا کہ ذرا توقف کرو ان کو ہماری تلاش سے وحشت ہو رہی ہے وہ آج ساری رات اور کل سارا دن شام تک ہماری تلاش کریں گے۔ میں غار میں تھا کہ عثمان بن مالک بن عبیداللہ تیمی اپنے گھوڑے کے لیے گھاس کاٹنے آیا اور گھاس کاٹتے ہوئے وہ ہمارے سامنے غار کے منہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ خدا کی قسم اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا تو یہ اہل مکہ کو ضرور خبر کر دے گا۔ میں نے غار سے نکل کر اس کی چھاتی کے نیچے خنجر بھونک دیا۔ اس نے ایسی چیخ ماری کہ مکہ والوں نے اسے سن لیا وہ اس آواز کی سمت لپکے میں پھر غار کے اندر چلا آیا اور میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اہل مکہ اس آواز کی سمت تیز دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے ابھی اس میں جان باقی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کو کس نے زخمی کیا۔ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے۔ اتنا کہتے ہی اس کی جان نکل گئی اور وہ ہمارا پتہ ان کو نہ دے سکا۔ تب اسے کھینچ کر لے گئے کہنے لگے ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عمرو ضرور کسی بری نیت سے آیا ہے بجائے اس کے کہ وہ ہمیں تلاش کرتے وہ اپنے آدمی کو اٹھا کر لے گئے۔

حضرت خبیبؓ کی لاش حاصل کرنے کی کوشش

ہم دو دن غار میں چھپے رہے جب ہماری تلاش ختم ہو گئی تو ہم تنعیم گئے وہاں ہمیں خبیبؓ کی سولی نظر آئی۔ میرے ساتھ میرے رفیق نے کہا کہو تو خبیب کو سولی سے اتار لاؤں میں نے پوچھا وہ کہاں ہے انہوں نے کہا یہ جو سامنے ہے۔ میں نے کہا اچھا تم ذرا ٹھہرو دور ہٹ کر چلے جاؤ سولی کے گرد پہرہ دینے والے تھے میں نے اپنے رفیق انصاری سے کہا اگر تم کو خطرہ نظر آئے تو فوراً اپنے

[illegible]

ملاقات نہ ہو سکی تھی۔

چالیس مبلغین صحابہؓ

۴ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے صفر کے مہینے میں احد کے چار ماہ بعد بیر معونہ والوں کو بھیجا۔ احد کے بعد سے واپس آ کر آپ نے بقیہ ماہ شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم (مدینہ میں) بسر کیے۔ اس سال حج مشرکین کی نگرانی میں ہوا تھا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر جو ملاعب الاسنہ کے لقب سے مشہور تھا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا اور تحفہ پیش کیا جو وہ آپ کے لیے لایا تھا۔ مگر آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اگر چاہتے ہو کہ میں تمہارا ہدیہ قبول کروں تو اسلام لے آؤ۔ پھر آپ نے اسلام کے اصول و ارکان اس کو بتائے اور جو اسلام میں اس کے لیے ہے وہ بتایا، جو اللہ نے مومنوں سے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اسے قرآن پڑھ کر سنایا۔ وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس سے دوری ظاہر کی، اس نے کہا یہ اچھی بات ہے، بہتر ہے اگر آپ اپنے اصحاب میں سے چند اہل نجد کے پاس بھیجیں کہ وہ ان کو آپ کے دین کی دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ اسے قبول کر لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجد ان کو قتل کر دیں گے۔ ابو براء نے کہا میں ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں، آپ ان کو ضرور بھیجیے کہ وہ لوگوں کو آپ کے دین کی دعوت دیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے بنو ساعدہ کے منذر بن عمرو کو اپنے صحابہ میں سے چالیس بہترین مسلمانوں کے ساتھ تبلیغ کے لیے بھیجا۔ ان میں حارث بن الصمہ، حرام بن ملحان، عروہ بن اسماء بن الصلت السلمی، نافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی اور عامر بن فہیرہ ابوبکرؓ کے مولیٰ اور بہترین مسلمانوں کے ساتھ تھے۔

بیر معونہ کا واقعہ

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عمرو کو ستر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ مدینہ سے چل کر معونہ آئے جو بنو عامر کے علاقے اور بنو سلیم کے پتھریلے علاقے کے درمیان دونوں کے قریب تھی لیکن بنو سلیم کے پتھریلے علاقے سے قریب تر واقع ہے۔ آ کر وہاں فروکش ہوئے۔ مسلمانوں نے حرام بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کے خط کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا۔ جب یہ اس کے پاس پہنچے اس نے خط کو دیکھنے سے قبل ان کو قتل کر دیا اور پھر تمام باقی مسلمانوں کے خلاف بنو عامر کو بلایا مگر انہوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ ابو براء نے ان کو پناہ دی ہے ہم عہد شکنی کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ ہم ابو براء کے عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے۔ اس سے مایوس ہو کر اس نے بنو سلیم کے قبائل عصیہ، رعل اور ذکوان سے مسلمانوں کے خلاف مدد مانگی۔ وہ آ گئے اور انہوں نے مسلمانوں کی فرودگاہ پر یورش کر کے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے بھی ہتھیار سنبھالے اور لڑے اور سب شہید ہو گئے۔ صرف کعب بن زید بنو دینار کے بچ گئے۔ کعب کو کفار نے ابھی مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ ان میں صرف سانس باقی تھی۔ پھر یہ مقتولین میں سے اٹھا لیے گئے اور بچ گئے۔ اس کے بعد خندق کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے۔

عمرو بن امیہ کی گرفتاری و رہائی

عمرو بن امیہ الضمری اور ان کے ساتھی انصاری جو بنو عمرو بن عوف سے تھے اس وقت اس قبیلے کے مویشی چرا رہے تھے۔ عمرو بن امیہ کو اپنے مسلمان بھائیوں کی اس مصیبت کا علم نہ تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ پرندے مسلمانوں کی قتل گاہ پر منڈلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا

[illegible]

بنوعامر کے دو افراد کا قتل:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عامر بن الطفیل پر قاتلانہ حملہ

[illegible]

[illegible] نیزہ مار [illegible] عامر [illegible] جان بچانے کے لیے [illegible] گھیرا ڈال دیا تھا۔

ابن ملحان کا [illegible]

[illegible]

شہداء کے متعلق آیات قرآنی:

انس نے [illegible] کہ ان کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا تھا [illegible] عنا ورضينا عنه. "ہماری طرف سے ہماری قوم کو اطلاع کر دو [illegible]" [illegible] پھر اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله [illegible] "جو لوگ اللہ کی راہ میں [illegible] اپنے رب کے یہاں [illegible]

✻

بنو نضیر کی جلاوطنی

[illegible]

بنو نضیر کی بد عہدی

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازش

[illegible]

اس سے اتفاق کیا مگر یہودیوں نے اس کی نصیحت نہ مانی۔ عمرو بن جحاش اوپر چڑھا تاکہ پتھر گرائے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع آسمان سے دی۔ آپ قضائے حاجت کے بہانے اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ صحابہ نے دیر تک آپ کا انتظار کیا مگر آپ واپس نہ آئے۔ یہودی کہنے لگے کہ ابوالقاسم نے دیر لگائی۔ آپ کے صحابہ دیر تک انتظار کرنے کے بعد مدینہ روانہ ہوئے۔ کنانہ بن صویرا نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے ارادے کی خبر ان کو ہو گئی۔

صحابہ کرام بھی مدینہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔ آپ اس وقت مسجد میں بیٹھے تھے۔ صحابہ نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کا انتظار کرتے رہے اور آپ چلے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودیوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے منصوبے کی اطلاع کر دی۔ محمد بن مسلمہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے کہا کہ تم یہودیوں کے پاس جا کر کہو کہ چونکہ تم نے میرے ساتھ بدعہدی کرنی چاہی تھی اس لیے اب تم میرے علاقوں سے نکل جاؤ اور میرے قریب نہ رہو۔

بنو نضیر کو ترک وطن کا حکم

محمد بن مسلمہ نے جا کر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہودیوں سے کہا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں سے ترک سکونت کر کے چلے جاؤ۔ یہودی کہنے لگے اے محمد بن مسلمہ ہمیں کبھی امید نہ تھی کہ قبیلہ اوس کا کوئی شخص ہم سے یہ بات کہے گا۔ انہوں نے کہا قلوب بدل گئے ہیں اور اسلام نے تمام سابقہ معاہدوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہودیوں نے کہا ہم ابھی اس کا انتظام کرتے ہیں اور تیاری کرتے ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے دیار سے نہ جانا میرے ساتھ دو ہزار عرب اور میری قوم والے ہیں۔ یہ جمعیت تمہارے ساتھ ہے اس کے علاوہ بنو قریظہ بھی تمہاری امداد کریں گے۔ کعب بن اسد قرظی نے بنو قریظہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے جو معاہدہ کیا تھا اب جب اس کی اطلاع پائی تو اس نے کہا جب تک میں زندہ ہوں بنو قریظہ میں سے کوئی شخص اس معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ پھر سلام بن مشکم نے حیی بن اخطب سے کہا کہ تم نے جو کام کیا ہے اس کا انجام [illegible] تکلیف دہ ہے [illegible] برداشت کرنا پڑے گا۔ حیی نے پوچھا وہ کیا؟ سلام نے کہا کہ اس کا انجام یہ ہوگا کہ تمہارا تمام مال ضبط کر لیا جائے گا، بیوی بچے لونڈی غلام بنا لیے جائیں گے اور جنگ جو مرد قتل کر دیے جائیں گے۔ مگر حیی نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نہ مانا۔ اس نے جدی بن اخطب کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم اپنے وطن سے نہیں نکلتے آپ جو چاہیں کریں۔

یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور فرمایا کہ یہودیوں نے لڑائی منظور کی ہے۔

بنو نضیر کا محاصرہ

جدی مدد کے لیے ابن ابی کے پاس آیا۔ جدی کا بیان ہے کہ میں اس کے پاس پہنچا وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اسی وقت رسول اللہ ﷺ کا نقیب لوگوں کو تیار ہونے کا حکم دے رہا تھا۔ اسی وقت اس کا بیٹا عبداللہ بن ابی بھی سامنے سے اپنے باپ کے پاس آیا اور اس نے ہتھیار سنبھالے اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر میں عبداللہ بن ابی کی مدد سے مایوس ہو گیا۔ حیی نے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر پر چڑھائی کر کے ان کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد انہوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ [illegible] البتہ ان کو تمام مال اور سونے

لے جائیں۔

بنو نضیر کی جلا وطنی:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کا پندرہ دن تک محاصرہ کیا اور اس زمانے میں ان کو بالکل بے بس و مجبور کر دیا تو مجبوراً انہوں نے آپ کے مطالبہ کو منظور کیا اور اس شرط پر صلح کی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا مگر ان کے وطن اور مسکن سے ان کو بے دخل کر دیا جائے گا اور ان کو شام کے پاس قرن میں جلا وطن کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہر تین شخصوں کو ایک اونٹ اور ایک مشک پانی کی دی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قبیلے سے جنگ کی اور جلا وطنی کی شرط پر ان سے صلح کی۔ لہٰذا آپ نے ان کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا اور اجازت دے دی کہ حلقہ کے علاوہ جتنا بار اونٹ اٹھا سکیں وہ لے جائیں۔

بنو نضیر کی تیاری و روانگی:

ابن اسحاق کے ساتھ سلسلہ بیان کے مطابق بنو عوف بن الخزرج میں سے عبد اللہ بن ابی بن سلول، ودیعہ، مالک بن ابی قوقل، سوید اور داعس ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے بنو نضیر سے کہلا بھیجا تھا کہ تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مقابلہ کرو، ہم کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اگر تم سے کوئی لڑے گا ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور اگر تم جلا وطن کیے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے لہٰذا ابھی تم انتظار کرو مگر انہوں نے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ اللہ نے ان کے دلوں پر ایسا رعب بٹھا دیا کہ خود انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں قتل نہ کریں جلا وطن کر دیں اس شرط پر کہ اسلحہ کے علاوہ جس قدر سامان اونٹ اٹھا سکیں وہ ہم ساتھ لے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ درخواست منظور کی۔ انہوں نے اپنا تمام وہ سامان جو اونٹوں پر لادا جا سکا ساتھ لے لیا چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر بار کر کے لے گئے۔ یہ خیبر گئے اور پھر وہاں سے شام چلے گئے۔ ان کے شرفاء میں جو خیبر آئے وہ سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور حیی بن اخطب تھے جب یہ آئے وہاں کے اہل خیبر نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن ام مکتوم کی نیابت:

عبد اللہ بن ابی بکر کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بنو نضیر اپنے بیوی بچوں اور اسباب و سامان کو لاد کر لے گئے ان کے ساتھ دف، ستار اور گانے والیاں تھیں جو ان کے پیچھے گا بجا رہی تھیں۔ اسی روز ان میں ام عمرو، عروہ بن الورد العبسی کی داشتہ بھی تھی جسے انہوں نے اس سے خرید لیا تھا۔ یہ بنو غفار کی ایک عورت تھی جو اس زمانے میں حسن و جمال اور ثروت میں یکتائے روزگار تھی۔ اپنی تمام املاک کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا وہ اس طرح خالص آپ کی ملکیت میں آ گئیں کہ جس طرح آپ چاہیں اسے خرچ کریں چنانچہ آپ نے انصار کو چھوڑ کر اسے صرف پہلے مہاجرین میں تقسیم کر دیا۔ انصار میں سے سہل بن حنیف اور ابو دجانہ سماک بن خرشہ نے اپنی غربت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں بھی کچھ عطا فرمائیے تو آپ نے ان کو بھی اس میں سے دیا۔ بنو نضیر میں سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب، عمرو بن جحاش کے چچیرے بھائی اور ابو سعد بن وہب اس شرط پر اسلام لے آئے کہ ان کی املاک انہی کے پاس رہیں گی چنانچہ وہ ان پر قابض رہے اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینے پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اور اس غزوہ میں علی بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے۔

[illegible]

[illegible]

ابن عباس سے دوسرا قول

[illegible]

جابر بن عبد اللہ کی روایت

[illegible]

کے آ کر لگا انہوں نے اسے اپنے جسم سے نکال کر زمین پر ڈال دیا اور پھر اسی طرح کھڑے نماز پڑھتے رہے۔ اس شخص نے ان کے دوسرا تیر مارا وہ بھی ان کو آ کر لگا انہوں نے اسے بھی اپنے جسم سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا پھر کھڑے رہے۔ پھر اس نے تیسرا تیر مارا اسے بھی نکالا اور رکوع سجدہ کیا اور اپنے ساتھی کو جگایا اور کہا بیٹھ جاؤ مجھے تیر لگا ہے وہ ہوشیار ہو کر بیٹھے جب اس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ لوگ ہوشیار ہو گئے ہیں اور بھاگ گیا۔ مہاجری نے انصاری کو دیکھا کہ ان کے جسم سے خون جاری ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ نے مجھے کیوں نہ جگایا جب پہلا تیر آپ کے لگا تھا آپ نے مجھے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں نماز میں ایک سورت تلاوت کر رہا تھا مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اسے پورا کیے بغیر چھوڑ دوں مگر جب متواتر مجھے تیر لگنے لگے تو میں نے رکوع کیا اور تم کو اطلاع دی اور یہ بھی اس لیے کہ میں نے سوچا کہ اس سورت کو ختم کرنے اور سجدہ کرنے سے پہلے مجھے قتل کر دے گا اور اس طرح جس مقام کی نگرانی رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے وہ بھی غیر محفوظ ہو جائے گا مجھے قتل سے بچنا پڑا۔

جیش السویق:

اس وعدے کے مطابق جو ابوسفیان سے ہوا تھا یہ نبی ﷺ کا بدر کا دوسرا غزوہ ہے جو اسی نام سے موسوم ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ حصہ جمادی الاخریٰ اور رجب مدینہ میں بسر فرمائے۔ شعبان میں آپ اس قرارداد کے مطابق جو ابوسفیان سے جنگ احد میں ہوئی تھی بدر کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ابوسفیان کے انتظار میں آپ نے آٹھ راتیں قیام فرمایا۔ ابوسفیان اہل مکہ کے ساتھ مر الظہران کے نواح میں پہنچا بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے عسفان تک کیا اس کے بعد اس نے مراجعت مناسب سمجھی اور قریش سے کہا جب زرخیزی ہو وہ سال تمہارے جنگ کے لیے بہتر ہوتا ہے تاکہ جانور چر سکیں اور تم ان کا دودھ پی سکو۔ چونکہ یہ سال خشک سالی کا ہے میں واپس جاتا ہوں تم بھی واپس چلو۔ چنانچہ وہ واپس ہوا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے اہل مکہ اس لشکر کو جیش السویق کہتے تھے۔ کیونکہ وہ ستو پی کر چلے گئے تھے۔

مخشی بن عمرو الضمری:

رسول اللہ ﷺ جب قرارداد ابوسفیان کے انتظار میں بدر میں مقیم تھے۔ مخشی بن عمرو الضمری جس نے غزوہ ودان میں بنو ضمرہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کی تھی آپ کے پاس اس قیام کے زمانہ میں آیا اس نے پوچھا کیا آپ قریش کے مقابلے کے لیے اس پانی پر ٹھہرے ہوئے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہم ان کے انتظار میں ٹھہرے ہیں۔ مگر ہاں اگر تم چاہو تو ہم اس معاہدے کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے فسخ کر دیں اور پھر تم سے لڑیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ کے ذریعے فیصلہ کر دے۔ اس نے کہا اے محمد! بخدا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہم اسے چاہتے ہیں۔ اسی قیام میں معبد بن ابی معبد الخزاعی اپنی ناقہ پر سوار ہوا آپ کے پاس سے گزرا۔

نعیم بن مسعود الاشجعی کی ریشہ دوانی:

واقدی کہتے ہیں کہ اس قرارداد کے بموجب جو ابوسفیان سے ہوئی تھی ایک سال کے بعد ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو جہاد میں چلنے کی دعوت دی۔ نعیم بن مسعود الاشجعی عمرہ کی نیت سے مکہ آیا اور قریش سے ملا۔ انہوں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ اس نے کہا یثرب سے۔ قریش نے پوچھا کیا تم نے محمد کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا۔ نعیم نے اس سے کہا ہاں وہ تم سے لڑنے کے لیے بالکل تیار ہو چکے تھے اس وقت یہ صاحب اسلام نہیں لائے تھے۔ ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اس مرتبہ خشک سالی ہے۔

لیے وہی سال مفید ہو سکتا ہے جس میں کافی بارش ہوئی ہو تاکہ چارہ اور دودھ میسر آ سکے اور جنگ کا مقررہ وقت قریب آ گیا ہے تم مدینہ جا کر ان کو کسی حیلے سے ہمارے مقابلہ پر آنے سے روکو اور کہو کہ قریش کے ساتھ اس قدر زبردست جمعیت ہے کہ تم کسی طرح ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وعدہ خلافی ان کی طرف سے ہو ہماری طرف سے نہ ہونے پائے۔ اس خدمت کے صلہ میں تم ہم سے بیس اونٹ لے لینا اور سہیل بن عمرو اس کا ضامن ہوتا ہے۔ نعیم سہیل کے پاس آیا۔ نعیم نے اس سے پوچھا اے ابو یزید کیا تم اس قوم کی ضمانت کرتے ہو تاکہ میں محمدؐ کے پاس جا کر ان کو مقابلہ پر آنے سے روکوں۔ اس نے کہا ہاں میں ضامن ہوں۔ نعیم مکہ سے مدینہ آیا۔ اس نے مسلمانوں کو جنگ کی تیاری میں مصروف پایا اب اس نے مختلف طریقہ پر مسلمانوں سے کہنا شروع کیا کہ میں تو اس وقت کے مقابلے کو کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا۔ دیکھو کیا احد میں خود محمدؐ مجروح نہیں ہوئے اور ان کے ساتھی قتل نہیں کیے گئے۔ اس کے پروپیگنڈے سے مسلمان جنگ میں جانے سے رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے ہمراہ کوئی نہ جائے گا میں خود تنہا جاؤں گا چنانچہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی آنکھوں کو بصیرت عطا فرمایا۔ وہ تجارت کا سامان لے کر بدر کے لیے چلے اللہ نے ان کو تجارت دی کہ ایک درہم کے عوض انہوں نے دو کمائے اور دشمن سے بھی مقابلہ نہیں ہوا یہی دوسری مہم ہے جو ابو سفیان کی قرار داد کے مطابق بدر میں ہوئی۔ اس جگہ عہد جاہلیت میں ہر سال آٹھ روز تک بازار لگتا تھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہؓ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ کا نکاح:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی ماہ شوال میں رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ سے نکاح کیا اور آپؐ ان کے پاس رہے اسی سال آپؐ نے زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ تم توراۃ پڑھنا سیکھو۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ میری کتاب میں تحریف کر دیں گے۔ اس سال مشرکین کے ساتھ بدر میں مڈبھیڑ ہوئی۔

* * *

اللہ ﷺ سے قرابت تھی اس لیے وہ تم پر فخر کرتی تھی۔ بہرحال کچھ بھی ہو آپ کی خادمات نے یہ کہیں اور ان کو اس سے [illegible] کیا اب نے بھی ان ہجرت کے سلسلہ میں ایک چیز بیان ہوا ہے۔

حضرت زینبؓ کے متعلق واقدی کی روایت:

ابن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کی شادی اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش سے کی تھی۔ ایک دن آپ زید سے ملنے کے لیے ان کے گھر گئے۔ دروازے پر بالوں کا پردہ پڑا تھا ہوا سے وہ پردہ ہٹ گیا۔ زینب اپنے گھر میں بے حجاب تھیں اسی حالت میں آپ کے سامنے ہو گئیں۔ اس سے ان کی محبت رسول اللہ ﷺ کے دل میں سما گئی۔ اس کے بعد آخر تک وہ قدرت کی طرف سے گویا مجبور کر دی گئیں۔ زید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔ آپ نے پوچھا کیوں کیا ان کی طرف سے کوئی بات ہوئی ہے؟ زید نے کہا کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے سوائے خیر کے اور کوئی بات ان کے متعلق نہ دیکھی ہے نہ سنی۔ آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو اور اللہ سے ڈرو۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل فرماتا ہے: واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ۔ (یعنی تم اپنے دل میں اس بات کے آرزومند تھے کہ جب زید ان کو طلاق دے دیں تو میں ان کے ساتھ شادی کر لوں)

غزوۂ دومۃ الجندل:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال ربیع الاول میں آپ غزوۂ دومۃ الجندل کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو اطلاع ملی کہ اس مقام پر ایک جماعت کثیر جمع ہوئی ہے اور وہ آپ کے نواح میں پہنچے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلے کے لیے برآمد ہوئے اور دومۃ الجندل پہنچ کر کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے سباع بن عرفطہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

عیینہ بن حصن سے معاہدہ:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اسی سال رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن سے اس شرط پر مصالحت کی کہ وہ تغلمین اور اس کے نواح میں اپنے ریوڑ چرائے۔

ابراہیم بن جعفر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس معاہدہ کی ضرورت یوں پیش آئی کہ عیینہ کے دیار میں قحط سالی ہو گئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس اجازت پر صلح کا معاہدہ کیا کہ وہ تغلمین میں مراض تک اپنے جانور چرائے گا۔ یہ علاقہ ایک مقامی بارش کی وجہ سے سرسبز ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس درخواست کو قبول کر کے مصالحت کر لی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال سعد بن عبادہ کی ماں نے انتقال کیا۔ سعد اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دومۃ الجندل گئے ہوئے تھے۔

یہودیوں کی شرارت:

اسی سال شوال میں یہ غزوۂ احزاب ہوا۔ ابن اسحاق کے بیان کے مطابق اس کا باعث رسول اللہ ﷺ کا بنو نضیر کو ان کے گھروں سے جلا وطن کرنا ہوا۔ جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ عروہ سے مروی ہے کہ اس غزوہ کا اصل واقعہ یہ ہوا کہ چند یہودیوں نے جن میں سلام بن ابی الحقیق

النضری، حیی بن اخطب النضری، کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق النضری، ہوذہ بن قیس الوائلی اور ابو عمار الوائلی وغیرہ وہ لوگ تھے جو بنو وائل کے وفد میں شامل تھے جنہوں نے قبائل کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارا۔ یہ قریش کے پاس مکہ آئے اور ان کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم ان کے مقابلہ پر تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں تاکہ ہم ان کا استیصال کر دیں۔ قریش نے ان سے کہا کہ تم اگلی کتاب والے ہو اور مذہب کا علم رکھتے ہو پہلے اس کو طے کر دو کہ مذہب کے متعلق ہمارا اور محمد کا جو اختلاف ہے اس میں کون حق پر ہے ہمارا دین اچھا ہے یا ان کا۔ یہودیوں نے کہا کہ تمہارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور تم ہی ان سے زیادہ حق پر ہو۔ انہیں کے بارے میں اللہ نے یہ کلام نازل فرمایا ہے۔ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدی من الذین آمنوا سبیلا۔ (کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب الٰہی کا ایک حصہ ملا ہے مگر وہ باطل اور جادوگر پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ کفار سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان رکھنے والوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں) یہ قول وکفی بجھنم سعیرا تک (اور جہنم کا شعلہ کافی ہے)

یہود کا قبیلہ غطفان سے معاہدہ:

یہودیوں کے اس قول سے قریش بہت خوش ہوئے اور انہوں نے جو ان کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اس سے وہ اور زیادہ جوش میں آ گئے چنانچہ سب نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا۔ یہودی وہاں سے چل کر قیس عیلان کے قبیلہ غطفان کے پاس آئے اور ان کو بھی رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔ نیز قریش بھی اس منصوبے میں بالکل ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں اور وہ جنگ کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں چنانچہ غطفان نے ان کی دعوت قبول کی اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔

قریش کا مختلف قبائل سے معاہدہ:

قریش ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے روانہ ہوئے اور غطفان عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی قیادت میں جن کے ساتھ بنو فزارہ بھی تھے نکلے۔ حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری بنو مرہ کے ساتھ اور مسعر بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان اپنی قوم اشجع کو لے کر چلے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب ان تمام کارروائیوں کی اطلاع ہوئی اور ان کی اصلی غرض و غایت معلوم ہوئی آپ نے مدینہ کے سامنے خندق تیار کی۔

حضرت سلمانؓ فارسی کا مشورہ:

محمد بن عمر کے قول کے مطابق سلمانؓ نے آپ کو خندق بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ یہ پہلی جنگ ہے جس میں وہ آزاد کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ ہم ایران میں تھے اور جب کبھی گھر جاتے تھے تو اپنے گرد خندق بنا لیتے تھے۔

خندق کی کھدائی:

ابن اسحاق کے سلسلہ بیان کے مطابق مسلمانوں کو ثواب کی ترغیب دینے کے لیے خود رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے میں شرکت کی۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی اس کام کو کیا اور سب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے اس میں کام کیا البتہ منافقین نے مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کا اس کام میں ساتھ نہیں دیا۔ یہ کمزوری کا حیلہ کر کے شریک نہیں ہوتے اور کھسک جاتے تھے کہ بغیر

آپ ﷺ کے علم اور اجازت کے اپنے گھر والوں کو چلے جاتے تھے۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے اگر کسی کو کوئی بہت ضروری کام پیش آ جاتا تو وہ آپ ﷺ سے اجازت لے کر اس ضرورت کو پورا کرنے جاتا تھا آپ اسے اجازت مرحمت کرتے وہ اپنی ضرورت کو پورا کر کے پھر اپنے کام پر واپس آ جاتا تھا کیونکہ کام میں شرکت کرنے میں اس کو ثواب کی رغبت تھی۔ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: انما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله واذا كانوا معه على امر جامع لم يذهبوا حتى يستاذنوه الى قوله غفور رحيم

ترجمہ: "وہ مومن جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں وہ جب ان کے ساتھ کسی مشترکہ کام میں گئے ہوں تو بغیر ان سے اجازت لئے نہیں جاتے تم ان کے لیے خدا سے طلب مغفرت کرو بے شک اللہ سب سے زیادہ معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔" یہ کلام انہیں مسلمانوں کی شان میں نازل ہوا ہے جو اس کار خیر کو بہت خوشی اور مستعدی سے انجام دے رہے تھے اور شریک تھے کیا اس میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے تھے اور ثواب کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لیے جو رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر کام سے کھسک جاتے تھے فرمایا ہے: لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا الى قوله قد يعلم ما انتم عليه ترجمہ: "تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ تم میں سے کوئی کسی کو بلاتا ہے بے شک وہ جانتا ہے جو تمہارا عمل ظاہر ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ تم میں سے صداقت کس میں ہے اور کذب کس میں ہے۔

مسلمان خندق کھودتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے خوب مضبوط بنا لیا۔ اس کام میں انہوں نے جعیل نامی ایک مسلمان کی مدد کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عمرو رکھا تب انہوں نے یہ شعر پڑھا:

سماه من بعد جعيل عمرا وكان للبائس يوما ظهرا

ترجمہ: "محمد ﷺ نے جعیل کے بعد اس کا نام عمرو رکھ دیا یہ غریبوں کا پشت پناہ تھا۔ جب وہ عمرو کے پاس آتے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے عمرا اور جب وہ ظہرا کہتے (پشت) تو آپ فرماتے ظہرا یعنی مددگار۔"

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت:

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ: احزاب میں رسول اللہ ﷺ نے خندق کا خط اجم الشیخین سے بنو حارثہ کی طرف مذاد تک کھینچا اور ہر چالیس گز خندق کے لیے دس آدمی مقرر کیے۔ سلمان فارسی چونکہ بہت قوی آدمی تھے اس لیے مہاجرین نے کہا سلمان ہم میں سے ہیں ان کو ہمیں دے دیا جائے انصار نے کہا ان کو ہمیں دیا جائے مہاجرین نے کہا یہ مہاجر ہیں انصار نے کہا یہ انصاری ہیں۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ عمرو بن عوف کہتے ہیں کہ میں، سلمان، حذیفہ بن الیمان، نعمان بن مقرن مزنی اور چھ انصاری چالیس گز کے ایک حصے میں کام کر رہے تھے ہم نے ذوباب کے زیریں حصہ میں خندق کھودی جس سے ایک چٹان نکل آئی اللہ عزوجل نے خندق کے اندر ایک سفید سخت چٹان نکال دی جس سے ہمارے اوزار ٹوٹ گئے اور ہم اس کے توڑنے سے تنگ ہو گئے۔ ہم نے کہا سلمان تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان کو اس کی اطلاع کر دو یا تو وہ ہمیں اس پتھر سے ہٹ جانے کی اجازت دیں کیونکہ اس سے بہت ہی کم فرق پڑے گا اور یا وہ اس کے متعلق جو حکم دیں ہم ویسا کریں کیونکہ ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ آپ کے خط سے تجاوز کریں۔

پتھر توڑنے کا واقعہ:

سلمان خندق کے اندر سے چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ اس وقت ترکی خیمہ میں بیٹھے تھے سلمان نے کہا:

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آپ پر قربان خندق میں ایک بہت بڑا سفید سخت اور ٹیڑھا پتھر نکل آیا ہے جس سے ہمارے اوزار ٹوٹ گئے ہیں اور اس کے توڑنے سے عاجز ہو گئے ہیں اس پر کدال نہیں چلتی اب جیسا ارشاد عالی ہو ہم آپ کے حکم سے سرمو تجاوز کرنا نہیں چاہتے۔ رسول اللہ ﷺ سلمان ؓ کے ساتھ خندق میں اترے۔ آپ کے آتے ہی ہم نو آدمی خندق کے اوپر آ گئے رسول اللہ ﷺ نے سلمان ؓ کے ہاتھ سے کدال لی اور اس سے اس پتھر پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ ٹوٹ گیا اور اس میں سے بجلی کی مانند چمک نکلی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا وہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اندھیری کوٹھری میں روشن چراغ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر فتح کہی پھر مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی۔ دوسری مرتبہ آپ نے اس پر ضرب لگائی جس سے اس میں اور شگاف پڑ گیا اور اسی بجلی کی تیز روشنی ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اندھیری کوٹھری میں چراغ روشن ہے آپ نے تکبیر فتح کہی تمام مسلمانوں نے تکبیر کہی اب تیسری مرتبہ آپ نے دست مبارک سے اس پر ضرب لگائی اور اس مرتبہ اسے بالکل توڑ ڈالا تو پھر اس میں سے حسب سابق بجلی کی چمک ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تاریک کوٹھری میں چراغ روشن ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر فتح کہی پھر سلمان ؓ کا ہاتھ پکڑ کر خندق کے اوپر چڑھ آئے۔

حضرت محمد ﷺ کی بشارت:

سلمان ؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے آج ایسی بات دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نظر سے نہیں گزری۔ آپ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کیا تم نے بھی وہ بات دیکھی ہے جو سلمان کہہ رہے ہیں ہم سب نے کہا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بے شک ہم نے دیکھا کہ جب آپ پتھر پر ضرب لگاتے تھے اس سے موج کی طرح بجلی نکلتی تھی۔ آپ نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی اس کے سوا کچھ اور ہم نے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو بے شک جب میں نے پہلی ضرب ماری اور اس سے وہ بجلی کوندی جسے تم نے دیکھا ہے اس کی ضو میں حیرہ کے قصر اور کسریٰ کے شہر کتوں کے دانتوں کی طرح مسلسل مجھے نظر آئے۔ جبرائیل نے مجھے اطلاع دی کہ میری امت ان پر فتحیاب ہو گی۔ پھر میں نے دوسری ضرب ماری اور پھر وہ روشنی ہوئی جو تم دیکھ چکے ہو۔ اس مرتبہ اس کی ضو میں مجھے روم کے سرخ قصر کتوں کے دانتوں کی طرح نظر آئے۔ جبرائیل نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری امت فتحیاب ہو گی پھر میں نے تیسری ضرب ماری اس سے پھر روشنی ہوئی جسے تم دیکھ چکے ہو اس کی ضو میں صنعاء کے قصر کتوں کے دانتوں کی طرح میں نے دیکھے۔ جبرائیل نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری امت فتحیاب ہو گی۔ تب آپ نے تین مرتبہ فرمایا تم کو بشارت ہو کہ یہ خدائی نصرت ضرور حاصل ہو گی۔ اس سے تمام مسلمانوں نے بشارت لی اور انہوں نے کہا تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو سچا اور پکا وعدہ کرنے والا ہے اس نے ہمارے محصور ہونے کے بعد ہم سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اب کفار کے لشکر نمودار ہوئے مسلمان کہنے لگے کہ یہی ہے وہ بات جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ اور اس کا رسول سچا ثابت ہوا۔ اس واقعہ سے ان کے ایمان اور اطاعت میں اور اضافہ ہو گیا۔

منافقین کے متعلق آیت قرآنی:

اس کے برعکس منافق کہنے لگے کہ تم کو اس بات پر کوئی تعجب نہیں ہوتا کہ وہ تم سے خرافات کہتے ہیں غلط امیدیں دلاتے ہیں اور جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ تم سے کہتے ہیں کہ وہ یثرب میں بیٹھے ہوئے حیرہ کے قصر اور کسریٰ کے شہر دیکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سب کو تم فتح کرو گے اور یہاں دوسری طرف تمہاری یہ حالت ہے کہ خندق کھود رہے ہو اتنی بھی طاقت تم میں نہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] ہو گیا۔

قریشیوں کی تعداد

[illegible] تین ہزار تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ خندق کی تیاری سے فارغ ہو چکے تو قریش مدینہ کے سامنے آئے اور [illegible] کی تعداد [illegible] تھی [illegible] کے ساتھ [illegible] پھر غطفان [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] مسلمانوں نے [illegible] مقابلہ پر آمادہ [illegible] آپ نے [illegible] اپنی پشت پر [illegible] اور عورتوں کے متعلق آپ نے حکم دیا [illegible] قلعوں [illegible] حفاظت کے لیے [illegible]

حیی بن اخطب اور کعب بن اسد

[illegible] حیی بن اخطب [illegible] کعب بن اسد القرظی کے پاس [illegible] بنو قریظہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے [illegible]

[illegible]

بنو قریظہ کی عہد شکنی

[illegible]

سے ڈر گئے ہیں یہی بات ہے تو تم جب دیکھو کیونکہ انہوں نے اب تک معاہدہ دوستی کی پوری طرح پابندی کی ہے اور مجھے کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ مگر حیی برابر ان کی خوشامد و چاپلوسی کرتا رہا اسے نیک و بد اور نفع نقصان سمجھاتا رہا آخر کار وہ اس کی باتوں میں آ گیا اور حیی نے کعب سے اللہ کو شاہد بنا کر یہ پختہ عہد و پیمان کیا کہ اگر قریش اور غطفان محمد کے مقابلہ میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے تو میں تمہارے ساتھ تمہارے قلعہ میں چلا آؤں گا اور جو تمہارا حشر ہوگا وہی میرا ہوگا۔ اس طرح کعب بن اسد نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور جو معاہدہ ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تھا اس سے بری الذمہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے سعد بن معاذ بن النعمان بن امرؤ القیس متعلقہ بنو عبدالاشہل جو اس وقت قبیلہ اوس کے رئیس تھے اور سعد بن عبادہ بن دلیم متعلقہ بنو ساعدہ بن کعب بن الخزرج کو جو اس وقت خزرج کے رئیس تھے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن رواحہ متعلقہ بنو الحارث بن الخزرج کے بھائی اور عمرو بن عوف کے خوات بن جبیر کو اس خبر کی تصدیق کے لیے بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر یہ اطلاع ٹھیک ہے وہ بدعہدی ثابت ہو تو تم لوگ چپکے سے مجھ سے کہہ دینا علانیہ نہ کہنا کہ مبادا اس سے ہمارے لوگوں کے حوصلے پست ہو جائیں اور اگر وہ بدستور اپنے ساتھ معاہدہ دوستی پر قائم ہوں تو بے تکلف اس کا تم سب لوگوں میں اعلان کر دینا۔

بنو قریظہ کی خباثت:

یہ جماعت تصدیق کے لیے کعب کے یہاں گئی۔ یہاں انہوں نے دیکھ کر جو اطلاع ان کو ملی تھی اس کی رفاقت کی مسلمانوں کو جو توقع تھی اس سے کہیں زیادہ خباثت اور شرارت پائی۔ وہ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کیے اور صاف کہہ دیا کہ ہم میں اور محمد میں کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔ سعد بن معاذ ذرا تیز مزاج آدمی تھے انہوں نے ان کو گالیاں دیں۔ سعد بن عبادہ نے ان سے کہا کہ گالیاں دینا چھوڑو اب جو صورت حال پیدا ہوئی اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

منافقین کی بیہودگی:

وہ دونوں سعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سلام کر کے ایک ضرب المثل میں یہ بات بتا دی کہ بے شک انہوں نے معاہدہ دوستی کو توڑ دیا ہے اور وہ آمادہ پیکار ہیں۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو رجیع نے خبیب بن عدی کے ساتھ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور فرمایا اے مسلمانو! بشارت ہو۔ اس وقت مسلمانوں کی مصیبت بہت زیادہ ہو گئی اور وہ بہت خوف زدہ ہو گئے دشمن نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے یہاں تک کہ مومنین کے دلوں میں ہر قسم کے برے خیالات آنے لگے۔ بعض منافقین کا اس وقت نفاق بھی کھل گیا۔ چنانچہ بنو عمرو بن عوف کا معتب بن قشیر کہنے لگا کہ محمد ہم سے وعدے کرتے تھے کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اپنے تصرف میں لائیں گے مگر یہ حال ہے کہ اب یہ نوبت آ گئی ہے کہ ہم قضائے حاجت کو باہر نہیں جا سکتے۔ بنو حارثہ بن الحارث کے اوس بن قیظی نے کہا یا رسول اللہ ہمارے گھر دشمن کی زد میں ہیں۔ یہ بات اس نے اپنی قوم کی ایک جماعت کی جانب سے کہی تھی آپ ہمیں اجازت دیں کہ اپنے گھروں کو چلے جائیں کیونکہ وہ شہر مدینہ کے بیرون میں واقع ہیں۔

دو سرداران غطفان سے مصالحت کی کوشش:

رسول اللہ ﷺ اور ان کے مقابلہ پر مشرکین ایک ماہ کے قریب قریب ایک دوسرے کے مقابلہ پر ٹھہرے رہے مگر تیر بازی اور محاصرہ کے علاوہ دست بدست لڑائی نہیں ہوئی۔ جب مسلمانوں کو محاصرہ کی تکلیف بہت زیادہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے

عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری کو جو دونوں غطفان کے رئیس تھے پیام بھیجا کہ اگر تم ہمارے مقابلے سے اپنی تمام جمعیت کے ساتھ واپس ہو جاؤ تو میں مدینہ کی فصل کا ایک ثلث تم کو دینے کے لیے آمادہ ہوں۔ چنانچہ ان شرائط پر صلح کی گفتگو ہونے لگی اور ان کے لیے معاہدہ بھی لکھ دیا گیا تھا مگر ابھی تک اس پر شہادت کی نوبت نہ آئی تھی اور نہ پوری طرح صلح کا تصفیہ ہوا تھا صرف ان کو رضامند کرنے کی کارروائی ہونے پائی تھی جسے ان دونوں نے منظور کر لیا تھا۔ گفتگوئے صلح کے طے ہو جانے کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ صلح کا ارادہ کر لیا آپ نے سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ کو بلا کر اس کا ذکر کیا اور مشورہ چاہا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر اس میں آپ کی خوشی ہے تو بھی ہم تیار ہیں اور اگر اس کے لیے کوئی حکم خدا صادر ہوا ہے تو اس کی بجا آوری کے بغیر تو چارہ ہی نہیں۔ اگر اس کے علاوہ آپ نے اس میں کوئی ہماری بھلائی سوچی ہے تو وہ اور بات ہے آپ نے فرمایا میری ذاتی خواہش کو اس میں مطلقاً دخل نہیں ہے یہ جو کچھ سوچا گیا ہے تم لوگوں کی بھلائی کے لیے سوچا گیا ہے اور صرف اس لیے ہے کہ میں نے دیکھا کہ تمام عرب یک جان ہو کر تمہارے استیصال کے لیے تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہر طرف سے تم کو آ گھیرا ہے تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ان دونوں کو ان سے توڑ کر تھوڑی دیر کے لیے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا جائے۔

سعد بن معاذؓ کی مخالفت:

سعدؓ بن معاذ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم اور یہ سب کے سب اس سے قبل اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرتے تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور نہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور نہ اسے جانتے تھے اور یہ لوگ ہمیشہ اس بات کی تاک میں لگے رہتے تھے کہ وہ ہمارے کھجوریں مفت کھا لیں یا ہم ان کو بیچ ڈالیں۔ اب جب کہ اللہ نے اسلام سے ہم کو معزز بنا دیا، اس کی طرف ہمیں ہدایت کی اور آپ کی ذات ستودہ صفات سے ہم کو طاقت ور اور غالب کر دیا ہے تو اب ہم ان کو اپنے مال کیسے دے دیں۔ ہم کو ان شرائط کی قطعی ضرورت نہیں ہم اس کے جواب میں تلوار پیش کرتے ہیں تا آنکہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تم جو چاہو یہ معاہدہ لے لو۔ سعدؓ نے وہ خط لے کر اس کی تحریر مٹا ڈالی اور پھر کہا وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم پر حکومت اور سختی کریں۔

عمرو بن عبدود:

رسول اللہ ﷺ اور مسلمان اسی طرح خندق میں مقیم رہے دشمن نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ البتہ قریش کے چند نامور شہسوار جن میں بنو عامر بن لوی کا عمرو بن عبدود بن ابی قیس، عکرمہ بن ابی جہل المخزومی، ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی، نوفل بن عبداللہ اور بنو محارب بن فہر کا ضرار بن الخطاب بن مرداس تھے۔ لڑائی کے لیے زرہ بکتر پہن کر اپنے گھوڑوں پر میدان جنگ میں بڑھ کر بنو کنانہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ تم کو آج معلوم ہو جائے گا کہ کون بہادر ہے۔ یہ خندق کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ کر ٹھہر گئے۔ خندق کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اس میں ضرور کوئی حیلہ اور چال ہے کیونکہ عرب تو اس قسم کی چالیں نہیں چلا کرتے پھر انہوں نے خندق کا ایک تنگ مقام دیکھ کر اپنے گھوڑے اس پر سے کدا دیے اور خندق کے ادھر آ کر خندق اور سلع کے درمیان جولانی کرنے لگے۔

حضرت علیؓ اور عمرو بن عبدود کا مقابلہ:

علیؓ بن ابی طالب چند مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ پر نکلے اور انہوں نے خندق کا وہ حصہ جہاں سے یہ لوگ گزر آئے تھے اپنے قبضہ

[illegible]

[illegible]

حضرت سعد بن معاذ کا جوش جہاد

[illegible]

لبث قلیلا یشهد الهیجا حمل لا بأس بالموت اذا حان الاجل

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت سعد بن معاذ کا رجز

[illegible]

لبث قليلا يشهد الهيجا حمل   ما احسن الموت اذا حان الاجل

ترجمہ: "تھوڑا انتظار کرو کہ جنگ میں حمل شریک ہو جائے، جب اجل کا وقت آ پہنچے تو موت بہت ہی اچھی ہے"۔

[illegible]

حضرت سعد بن معاذ کا زخمی ہونا

[illegible]

[illegible]

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی دلیری

[illegible]

اندر بیٹھی ہوئی تھیں اور مسلمان دشمن کے مقابلہ پر لگے ہوئے تھے اس لیے ہم پر اگر کوئی حملہ کر دیتا تو ان میں سے کوئی بھی ہماری مدد کے لیے نہیں آ سکتا تھا۔ میں نے حسان سے کہا دیکھتے ہو یہ یہودی قلعہ کا چکر کاٹ رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہماری کوئی پوشیدہ کمزوری اور کھلی ہوئی جگہ دیکھ رہا ہے تاکہ اپنے ہم قبیلہ دوسرے یہودیوں کو جا کر خبر کرے۔ رسول اللہ ﷺ ہم سے مصروفیت کی وجہ سے ہماری خبر گیری نہیں لے سکتے۔ تم نیچے جا کر اسے قتل کر دو۔ حسان نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی اللہ تم کو معاف کرے میں اس کام کا آدمی نہیں ہوں۔ جب میں نے خود کمر باندھی اور ڈنڈا لے کر قلعہ سے اتر کر اس کے پاس گئی اور ڈنڈے سے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اسے قتل کر کے میں پھر قلعہ میں آ گئی اور میں نے حسان سے کہا جاؤ اب جا کر اس کا لباس اور اسلحہ اتار لاؤ۔ وہ مرد تھا اس وجہ سے میں نے اس کا لباس نہیں اتارا۔ حسان نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی مجھے اس کے سامان کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت نعیم بن مسعود کا قبول اسلام:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح دشمن کے مقابلہ پر جمے ہوئے تھے اور انہوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر رکھا تھا اور چونکہ دشمن بہت تھے اس لیے آپ سخت خوف اور تکلیف کی حالت میں تھے۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان آپ کے پاس آئے اور کہا کہ میں اسلام لے آیا ہوں مگر میری قوم ابھی اس سے واقف نہیں ہے آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں میں اس پر عمل کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہم میں اکیلے ہو اگر ہو سکے تو ہمارے سامنے سے دشمن کو علیحدہ کر دو اور لڑائی چال سے ہوتی ہے۔ کوئی تدبیر نکالو۔

حضرت نعیم بن مسعود کی حکمت عملی:

نعیم بن مسعود آپ کے پاس سے چلے گئے اور بنو قریظہ کے پاس پہنچے۔ یہ لوگ عہد جاہلیت میں ان کے ندیم رہ چکے تھے۔ نعیم نے ان سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا دوست ہوں اور میرے تم سے خاص تعلقات ہیں انہوں نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو ہم کو تم پر شبہ نہیں ہے۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان محمد سے لڑنے آئے ہیں تم نے محمد کے خلاف ان کی مدد کی ہے مگر ان کا معاملہ اور ہے اور تمہارا اور۔ یہ علاقہ تمہارا ہے یہیں تمہارا مال اولاد بیوی بچے ہیں اسے تم چھوڑ کر کسی دوسرے مقام کو منتقل نہیں ہو سکتے۔ اس کے مقابلہ میں قریش اور غطفان کا مال اور بیوی بچے اور وطن دوسری جگہ ہے اس لیے ان کی حالت تمہاری سی نہیں ہے۔ اگر ان کو کامیابی ہوئی اور موقع مل گیا اور غنیمت ملی تو وہ اس سے مستفید ہوں گے اور اگر اس کے علاوہ کوئی ناکامی کی صورت پیش آئی تو وہ فوراً اپنے وطن چلے جائیں گے اور تم کو تمہارے علاقہ میں محمد سے نبٹنے کے لیے چھوڑ جائیں گے اس وقت تنہا تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے مارے جاؤ گے اس لیے بہتر یہ ہے کہ جب تک تم قریش اور غطفان سے ان کے اشراف کو ضمانت میں یرغمال نہ لے لو تاکہ پھر تم کو ان کی جانب سے اطمینان ہو جائے کہ وہ تمہارے ساتھ محمد سے آخر تک لڑیں گے تم ان کے ساتھ ہو کر نہ لڑو۔ بنو قریظہ نے کہا تمہاری رائے بالکل درست اور مخلصانہ ہے۔

حضرت نعیم بن مسعود اور قریش:

بنو قریظہ سے مل کر نعیم قریش کے پاس آئے اور ابو سفیان اور اس کے ہمراہی اور دوسرے قریش سے کہا تم جانتے ہو کہ میں تمہارا خاص دوست ہوں محمد سے بالکل علیحدہ ہوں مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس کی تم کو اطلاع کر

دوں۔ آپ میرا اور آپ کا تعلق تو جانتے ہی ہیں لہٰذا اسے تم کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ قریش نے کہا ہم کسی سے نہ کہیں گے۔ نعیم نے کہا تو سنو تم جانو کہ یہودی اپنے اور محمد کے باہمی تعلقات کے ٹوٹنے پر نادم ہیں انہوں نے محمد سے کہلا بھیجا ہے کہ ہم اپنے فعل پر نادم ہیں تو کیا تم اس بات سے خوش ہو جاؤ گے کہ ہم ان دونوں قبیلے قریش اور غطفان کے اعیان واکابر کو اپنے قبضہ میں کر کے تمہارے حوالے کر دیں تاکہ تم ان کو قتل کر دو اور پھر ان قبیلوں کے جو لوگ باقی رہیں گے ان کے مقابلے کے لیے ہم بالکل تمہارا ساتھ دیں گے۔ اس کے جواب میں محمد نے ان کو کہلا بھیجا ہے کہ ہاں ان کارروائی سے ہم راضی ہیں لہٰذا اب اگر یہودی تم سے بطور یرغمال آدمی طلب کریں تم ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا۔

حضرت نعیم بن مسعود اور غطفان:

قریش سے مل کر اب نعیم غطفان کے پاس آئے اور ان سے کہا اے جماعت غطفان تم میری اصل اور خاندان ہو اور میں تم کو بالکل سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ تم مجھ پر کوئی تہمت نہیں رکھتے۔ انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے ہم تم پر پورا اعتبار کرتے ہیں۔ نعیم نے کہا تو تم میری اس بات کو پوشیدہ رکھنا اسے کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ انہوں نے کہا بہت مناسب ہے کہ ہم کسی سے نہ کہیں گے تو اس کے بعد انہوں نے ان سے اسی طرح کہی جو قریش سے کہی تھی اور وہی ہدایت کر دی جو قریش کو کی تھی۔

بنو قریظہ کا قریش سے مطالبہ یرغمال:

شوال ۵ ہجری کی رات کو خدائی مشیت کے مطابق ابوسفیان اور غطفان کے سرداروں نے عکرمہ بن ابی جہل کو چند اور قریش اور غطفانیوں کے ساتھ بنو قریظہ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جس جگہ ہم فروکش ہیں یہ ہمارے قیام کے لئے کسی طرح مناسب مقام نہیں ہے۔ ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے اب ہم زیادہ دن نہیں ٹھہر سکتے۔ لہٰذا کل صبح تم لڑائی کے لئے تیار ہو کر باہر آؤ تا کہ ہم تم محمد پر حملہ کر کے ان سے آخری فیصلہ کر لیں۔ بنو قریظہ نے جواب دیا کہ کل تو ہفتہ کا دن ہے ہم اس میں کوئی کام نہیں کیا کرتے۔ چنانچہ تم کو معلوم ہے کہ ہم میں سے ایک نے اس روز کی بے حرمتی کی تو ان کو کس قدر عبرت ناک سزا ملی۔ علاوہ بریں جب تک تم بطور ضمانت اپنے یرغمال نہ دو گے ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم محمد سے جنگ نہیں کرتے ہم کو اس بات کا خوف ہے کہ اگر جنگ نے تم کو بری طرح دبا لیا اور تم شکست سے مارے جانے لگے تو تم فوراً اپنے دیار کو چلے جاؤ گے اور ہمیں اپنے علاقہ میں اس شخص کے مقابلے کے لئے تنہا چھوڑ دو گے اور اس صورت میں ہم میں یہ استطاعت نہیں کہ ہم تنہا محمد ﷺ کا مقابلہ کر سکیں۔

قریش اور بنو قریظہ میں نفاق:

جب قریش اور غطفان کے پاس بنو قریظہ کا یہ پیام آیا تو ان دونوں نے کہا کہ بخدا نعیم بن مسعود نے ہم سے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل سچ ہے۔ انہوں نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ہم ایک آدمی بھی تمہارے حوالے نہیں کریں گے اگر تم لڑنا چاہتے ہو تو آ جاؤ اور لڑو۔ جب قریش اور غطفان کا یہ پیام بنو قریظہ کو پہنچا انہوں نے کہا کہ نعیم بن مسعود نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ بالکل ٹھیک ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا ارادہ یہ ہے کہ لڑیں اور اگر موقع درست ہو جائے تو اس سے فائدہ اٹھا لیں اور اگر کوئی اور صورت پیش ہو تو اپنے وطن کو چلے جائیں اور ہم کو تنہا اپنے علاقے میں اس شخص کے مقابلہ پر چھوڑ جائیں چنانچہ اسی اندیشے سے بنو قریظہ نے پھر قریش غطفان کو کہلا بھیجا کہ بخدا ہم اس وقت تک تمہارے ساتھ ہو کر نہیں لڑیں گے جب تک کہ تم اپنے یرغمال ہمارے حوالے نہ کر دو۔

انہوں نے ان کے بیٹے سے مطالبہ قطعاً انکار کر دیا۔ اور اس طرح اللہ نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور ان کے ایک دوسرے پر بدگمانی کی بات میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر سخت سردی کی رات آندھی چلائی کہ ان کی ہانڈیاں الٹ گئیں اور خیمے اکھڑ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ان لوگوں میں پھوٹ پڑ گئی ہے تو آپ نے رات کے وقت حذیفہ بن الیمان کو بلایا اور ان کو بھیجا کہ جا کر ان کی خبر لے آئیں۔

حضرت حذیفہ ؓ بن الیمان

اس واقعہ کے متعلق محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ کوفہ کے ایک شخص نے حذیفہ بن الیمان سے پوچھا اے ابو عبداللہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں اس نے کہا تم کس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیش آتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم ان کی اطاعت کی پوری کوشش کرتے تھے۔ اس شخص نے کہا بخدا اگر ہم نے آپ ﷺ کا عہد پایا ہوتا تو ہم آپ ﷺ کو زمین پر نہ چلنے دیتے۔ بلکہ اپنی گردنوں پر بٹھاتے۔ حذیفہ نے کہا اے میرے بھتیجے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق میں موجود تھا آپ نے کچھ رات گئے تک نماز پڑھی اور پھر ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کوئی ایسا ہے جو دشمن کی فوج میں جا کر ان کی خبر کی تصدیق کر کے آئے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ یہ شرط کرتے ہیں کہ جب وہ اللہ کے یہاں جائے گا تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ کوئی شخص بھی اس کے لئے تیار نہ ہوا۔ آپ ﷺ نے پھر کچھ رات گئے تک نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر وہی فرمایا جو پہلے کہا تھا۔ مگر اس مرتبہ بھی ہم میں سے کوئی اس کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ پھر آپ ﷺ اندر چلے گئے اور بعد فراغت ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو دشمن کے یہاں جا کر ان کی خبر کی تصدیق کر کے آئے۔ رسول اللہ ﷺ واپسی کے لئے یہ شرط کرتے ہیں کہ جب وہ مرے گا تو میں اللہ سے درخواست کروں گا کہ وہ جنت میں میرا رفیق بنایا جائے۔ مگر اس وقت بھی چونکہ خوف بہت زیادہ تھا اور بھوکے تھے اور سردی بھی بہت شدید تھی کسی نے حامی نہ بھری۔ جب کوئی بھی اس کام کے لئے کھڑا نہیں ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی۔ اب تو مجھے مجبوراً اٹھنا ہی پڑا کیونکہ آپ ﷺ نے خود مجھے آواز دی تھی۔ میں آپ کے پاس گیا۔ فرمایا حذیفہ! تم دشمن کے یہاں جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔

آندھی کی تباہی

میں حسب ارشاد دشمن کی چھاؤنی میں آیا اس وقت ہوا اور اللہ کی فوجیں جو ان کا حشر کر رہی تھیں وہ ظاہر تھا کوئی ہانڈی چولہے پر نہ ٹھہرتی تھی، آگ جلتی نہ تھی اور کوئی مکان اپنی جگہ برقرار نہ تھا۔ ابو سفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر کہا اے گروہ قریش ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ کون اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑ لیا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ ابو سفیان نے تقریر شروع کی اور کہا اے گروہ قریش بخدا اب تمہارے لئے یہاں ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے جو تم کو حاصل تھی۔ ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو گئے۔ بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی۔ ہمیں ان کی طرف سے تکلیف پہنچی اور اس ہوا سے جو مصیبت ہم پر پڑی وہ تم پر ظاہر ہے ہمارا کوئی چولہا اور ہانڈی اپنی جگہ نہیں ٹھہر سکتی آگ جلتی نہیں اور کوئی مکان نہیں ٹھہرتا۔ لہٰذا تم بھی واپس چلے جاؤ میں تو اب چلا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا جو بندھا ہوا تھا، اس پر سوار ہو گیا

[illegible] بیت اللہ [illegible] اپنے اپنے وطن واپس ہو گئے۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب [illegible] مسلمان [illegible] انہوں نے [illegible] دیئے۔

* * *

باب ۲۱

غزوۂ بنو قریظہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ظہر کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ استبرق کا عمامہ باندھے تھے ایک مادیان خچر پر سوار تھے جس پر زین کسی تھی اور اس پر دیباج کا چار جامہ پڑا ہوا تھا۔ جبرئیل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کیا آپ نے ہتھیار اتار دیے۔ آپ نے فرمایا ہاں! جبرئیل نے کہا مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔ اور میں اس وقت دشمن ہی کے تعاقب سے آ رہا ہوں۔ اے محمد اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اسی وقت بنو قریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی انہیں کی طرف جا رہا ہوں۔

بنی قریظہ کی جانب پیش قدمی:

رسول اللہ ﷺ نے فوراً اپنے نقیب کو حکم دیا کہ وہ تمام مدینہ میں کوچ کا اعلان کر دے چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع اور فرماں بردار ہو وہ بنو قریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو اپنا علم دے کر بنو قریظہ کی طرف دستے سے پہلے روانہ فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی ان کی طرف لپکے۔ علی مدینہ سے چل کر ان کے کسی قلعہ کے پاس پہنچے وہاں سے علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی شان میں نہایت برے الفاظ سنائی دیے۔ وہ وہاں سے پلٹے انہوں نے راستے ہی میں رسول اللہ ﷺ کو پا لیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہرگز ان خبیثوں کے نزدیک نہ جائیں۔ آپ نے پوچھا کیوں معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ان کی زبان سے میری برائی اور مذمت سنی ہے۔ علی نے کہا بے شک یہی بات ہے۔ آپ نے فرمایا اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو وہ کبھی اس قسم کے نا شائستہ الفاظ زبان سے نہ نکالتے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے قلعوں کے پاس پہنچ کر ان کو مخاطب کر کے کہا اے بندروں کے ساتھیو کیا اب تک اللہ نے تم کو رسوا نہیں کیا اور سزا نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم تم تو ناواقف نہیں ہو۔

بنو قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ اسی سفر میں صورین میں اپنے صحابہ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کوئی صاحب تمہارے پاس سے گزرے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں دحیہ بن خلیفہ الکلبی ایک سفید مادیان خچر پر سوار جس پر زین کسی تھی اور اس پر دیباج کا چار جامہ پڑا ہوا تھا ہمارے پاس سے گزرے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے ان کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ وہ ان کے قلعوں کو متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں میں ہمارا رعب بٹھا دیں۔

مسلمانوں کا انا پر قیام:

بنو قریظہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ ان کے ایک کنویں انا پر جو ان کے کھیتوں کے کنارے واقع تھا فروکش ہو گئے یہاں سب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے بعض صحابہ عشاء کے وقت پہنچے جنہوں نے اب تک رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بموجب کہ سب بنو قریظہ پہنچ کر عصر کی نماز پڑھیں، عصر کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی ان لوگوں نے نہایت ضروری کاموں کی وجہ سے جنگ کے لیے روانہ

ہوئے ہیں اگر ان لوگوں کی تعداد ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق [illegible] کے ساتھ ہیں اور مسلمانوں کا لشکر [illegible] مقابلے میں آ گئے۔ [illegible] مسلمانوں سے [illegible] ان نے اس شخص کو اللہ نے اپنی کتاب میں [illegible] قرآن نے اس [illegible] بروایت معبد بن کعب بن مالک انصاری کا بیان ہے۔

بنو قریظہ کا محاصرہ:

جب خندق سے مراجعت ہوئی تو حضرت سعدؓ مجروح ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ان کے لیے ایک خیمہ نصب کرایا اور ہتھیار کھول دیے۔ [illegible] مسلمانوں نے بھی ہتھیار کھول دیے۔ جبریل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیے؟ فرشتوں نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔ آپ دشمن کے مقابلے پر جائیے اور ان سے لڑیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ منگوا کر پہنی پھر آپ روانہ ہوئے اور تمام مسلمان بھی روانہ ہو گئے۔ آپ بنو غنم کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان سے پوچھا کوئی یہاں آیا تھا۔ انہوں نے کہا دحیہ کلبی یہاں آئے تھے۔ یہ اپنی وضع داڑھی اور صورت میں جبریل کے مشابہ تھے۔ یہاں سے بڑھ کر آپ بنو قریظہ کے سامنے فروکش ہو گئے۔ اس وقت سعدؓ اسی خیمہ میں مقیم تھے جو مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے نصب کرایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بیس یا پچیس دن تک قریظہ کا محاصرہ رکھا جب محاصرہ کی شدت سے پریشان ہو گئے ان سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ہتھیار رکھ دو مگر ابو لبابہ بن عبد المنذر نے حلق پر ہاتھ رکھ کر اشارہ سے بتایا کہ اگر ایسا کرو گے تو سب ذبح کر دیے جاؤ گے۔ اس وجہ سے اب انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر ہتھیار رکھ دیتے ہیں کہ سعد بن معاذؓ ہمارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا اچھا انہی کے حکم پر سہی۔ انہوں نے ہتھیار رکھ دیے۔ آپ نے سعدؓ کے لانے کے لیے ایک گدھا بھیجا۔ اس گدھے پر کھجور کے چھال کا پالان تھا۔ سعدؓ کو اس پر سوار کرایا گیا۔ اس وقت تک ان کا زخم مندمل ہو کر خوب صاف ہو گیا تھا۔

ابن اسحاق کے ساتھ سلسلہ بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے پچیس راتیں ان کا محاصرہ رکھا۔ وہ محاصرہ کے مصائب سے تنگ آ گئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

کعب بن اسد کی تجاویز:

قریش اور غطفان کی مراجعت کے بعد حیی بن اخطب اس عہد کے مطابق جو اس نے کعب بن اسد سے آخر تک رفاقت کا کیا تھا، بنو قریظہ کے پاس ان کے قلعے میں چلا آیا تھا۔ جب ان کو اس بات کا یقین آ گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب تک ان سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑ لیں گے واپس نہ ہوں گے، کعب بن اسد نے اپنے لوگوں سے کہا اے گروہ یہود جو مصیبت تم پر نازل ہوئی ہے وہ سامنے ہے۔ میں تمہارے سامنے تین تجویزیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو قبول کر لو۔ انہوں نے کہا بتاؤ وہ کیا ہیں؟ کعب نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس شخص کی پیروی کریں اس پر ایمان لے آئیں کیونکہ بخدا یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں جن کا ذکر تم اپنی کتاب میں پاتے ہو۔ اس طرح تمہاری جان، مال، اہل و عیال سب محفوظ ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے کہا ہم کبھی تورات کے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے اور نہ اس کے بجائے کسی اور کتاب کو قبول کریں گے۔ کعب نے کہا اگر تم یہ بات نہیں مانتے تو آؤ ہم اپنے بیوی بچوں کو پہلے قتل کر دیں اور پھر تلواریں لے کر قلعے سے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کے

سکتا ہے پھر ہم کو بچوں اور عورتوں کا خیال نہ رہے گا اور ہم بے فکری سے لڑ سکیں گے یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ کر دے اگر ہم سب مارے گئے تو ہم اپنے پیچھے کوئی ایسی نسل نہیں چھوڑ جائیں گے جس کے متعلق ہمیں اندیشہ ہو اور اگر غالب ہوئے تو عورتیں اور بچے سب پھر مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا کیا ہم ان مسکینوں کو قتل کر دیں ان کے بعد زندگی کا کیا مزہ رہے گا۔ کعب نے کہا اگر تم یہ دوسری بات بھی نہیں مانتے تو آج سبت کی رات ہے ممکن ہے محمد ﷺ اور ان کے ساتھی اس شب میں ہماری جانب سے بے خطر ہوں لہٰذا تم قلعہ سے اتر پڑو شاید ہم محمد اور ان کے اصحاب پر غفلت میں حملہ کر کے کامیاب ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کیا ہم اپنے سبت کو خراب کریں اور اس میں وہ بات کریں جو ہم سے پہلے کسی نے نہیں کی سوائے ان کے جن کے متعلق تم کو معلوم ہے کہ ہمارے اگلوں نے کیا تھا اور مسخ کر دیے گئے۔ اس پر کعب نے کہا پیدائش سے لے کر آج تک تم میں سے کسی نے ایک رات بھی عزم و استقلال سے بسر نہیں کی۔

حضرت ابولبابہ ؓ کی پشیمانی

اس کے بعد بنو قریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہلا بھیجا کہ بنی عمرو بن عوف کے ابولبابہ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجیے یہ بنو قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے تاکہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنو قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب انہوں نے ان کو دیکھا تو سب کے سب ان کے استقبال کے لیے اٹھے، ان کی عورتیں اور بچے روتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ اس منظر سے ابولبابہ کا دل پسیج گیا۔ بنو قریظہ نے ان سے کہا کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ کے فیصلے پر قلعہ سے اتریں؟ انہوں نے کہا ہاں، مگر اپنے حلق پر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم سب قتل کر دیے جاؤ گے۔ ابولبابہ کہتے ہیں کہ ابھی میں نے یہ بات کہی ہی تھی اور میرے قدم وہاں سے ہٹے بھی نہ تھے کہ مجھے محسوس ہو گیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی۔ ابولبابہ وہاں سے چلے مگر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بجائے سیدھے مسجد میں آئے اور انہوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا اور اللہ سے عہد کیا کہ جب تک اس خیانت کو خدا معاف نہ کرے گا میں اس جگہ سے نہ ہٹوں گا اور پھر کبھی بنو قریظہ کی زمین پر قدم نہ رکھوں گا اور اللہ مجھے کبھی اس علاقہ میں نہ دیکھے جہاں میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔ جب ان کے اس طرح کرنے کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی جو ان کا انتظار کر رہے تھے، جب آپ کو ان کا حال معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آ جاتا تو میں اللہ سے اس کی معافی کی درخواست کرتا مگر اب جبکہ وہ خود یہ کر بیٹھا ہے اب تو جب تک خدا اس کی توبہ قبول نہ کرے گا میں اس کو وہاں سے نہیں کھولوں گا۔

حضرت ابولبابہ کی معافی

یزید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ابولبابہ کی معافی کی بشارت سحر کے وقت آپ پر نازل ہوئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپ نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ میں نے کہا کیا میں ان کو یہ خوشخبری سنا دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں اگر تم چاہو۔

ام سلمہ نے آپ کی اجازت کے بعد اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی یہ واقعہ پردہ کے حکم سے پہلے کا ہے یا تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فرمایا تھا۔ جو زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور انہوں نے زخمی مسلمانوں کی خدمت کے لیے اپنے کو وقف کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب جنگ خندق میں سعد کے تیر لگا تو آپ نے ان کی قوم سے کہا کہ ان کو رفیدہ کے خیمہ میں ٹھہرا دو تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کر سکوں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کا فیصلہ ان کے سپرد کیا تو ان کی قوم والے آئے۔ انہوں نے ان کو ایک گدھے پر سوار کیا جس پر انہوں نے چمڑے کا گدا بچھا دیا تھا۔ یہ بہت جسیم اور خوبصورت آدمی تھے۔ وہ ان کو لے کر آئے تاکہ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جائیں۔ یہ لوگ راستہ میں سعد سے کہتے جاتے اے ابو عمرو! اپنے حلیفوں کے متعلق نیکی کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے فیصلے کا تم کو حکم اسی وجہ سے بنایا ہے کہ تم ان کے بارے میں حسن سلوک کرو۔ جب ان کی قوم والوں نے بار بار یہی بات کہی سعد نے جواب دیا: اب سعد کے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہ ہو۔ یہ سن کر ان کی قوم کے بعض لوگ وہاں سے بنو عبد الاشہل کے محلہ میں چلے گئے۔ پیشتر اس کے کہ سعد بنو قریظہ کے بارے میں کچھ کہیں انہوں نے سعد کے فقرے کی وجہ سے بنو قریظہ کے قتل کی اطلاع دے دی۔

حضرت سعد بن معاذ کا استقبال:

جب سعد رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے تو آپ نے صحابہ سے فرمایا: اپنے سردار اپنے سب سے بہتر شخص کے استقبال کو اٹھو اور ان کو سواری سے اتارو۔ جب وہ آ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: بنو قریظہ کا فیصلہ کرو۔ انہوں نے کہا: میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے جو لوگ جنگ آزمائی کے قابل ہیں ان کو قتل کر دیا جائے۔ عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنائے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا: سعد تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کے مطابق حکم دیا۔

حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ:

ابن اسحاق کے سلسلہ بیان کے مطابق جب سعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ نے صحابہ سے فرمایا اپنے سردار کے استقبال کو اٹھو۔ صحابہ نے حسب الحکم کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور ان سے کہا: اے ابو عمرو! رسول اللہ ﷺ نے تمہارے حلیفوں کے بارے میں تم کو حکم بنایا ہے۔ انہوں نے کہا: کیا تم اللہ کے سامنے اس بات کا عہد و پیمان کرتے ہو کہ جو فیصلہ میں کروں گا وہ تم کو قبول ہو گا۔ سب نے کہا: ہاں۔ پھر سعد نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے خیال سے اس سمت سے جدھر آپ تشریف فرما تھے منہ پھیرے ہوئے تھے اس سمت کی طرف اشارہ کر کے کہا: جو لوگ اس سمت میں ہیں ان کو بھی میرے فیصلے کو قبول کرنا ہو گا۔ اس پر خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ تب سعد نے کہا: اچھا تو میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی املاک تقسیم کر دی جائیں اور بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سعد تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

بنو قریظہ کا انجام

بنو قریظہ قلعے سے اتارے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنی نجار کی ایک عورت کے گھر میں جو حارث کی اولاد میں تھی قید کر دیا اور پھر آپ اس مقام پر گئے جہاں اب مدینہ کا بازار ہے اور وہاں آپ نے خندقیں کھدوائیں اور پھر بنو قریظہ کو بلوا کر یہاں ان کی

[illegible]

[illegible]

حیی بن اخطب کا قتل

[illegible]

بنو قریظہ کی ایک عورت کا قتل

[illegible]

حضرت ثابت اور زبیر بن باطا القرظی

[illegible]

حضرت ثابت بن قیس کی سفارش

[illegible]

اسے تمہاری خاطر معاف کر دیا۔ ثابت نے زبیر سے آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری خاطر تم کو معاف کر دیا ہے۔ اس نے کہا ایک پیر فانی: جس کے اب نہ بیوی ہے نہ بچے رہے اور نہ گھر بار وہ جی کے کیا کرے گا؟ ثابت پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اور اس کے بیوی بچوں کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمہاری خاطر معاف کیا۔ ثابت زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری خاطر تمہاری بیوی اور اولاد کو بھی تم کو دے دیا ہے۔ اس نے کہا کوئی خاندان جس کے پاس مال نہ ہو حجاز میں زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ البتہ اس فانی جان کو بچانے سے کیا ہوتا ہے؟ ثابت حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اس کے مال کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمہاری خاطر معاف کیا۔ ثابت زبیر کے پاس آئے اور کہا رسول اللہ ﷺ نے تمہارا مال بھی عطا فرمایا ہے اور اب وہ تمہارا ہے۔

زبیر بن باطا القرظی کا خاتمہ:

زبیر نے کہا ثابت اس کا کیا ہوا جس کا چہرہ چینی آئینے کی طرح چمکتا تھا اور جو تمام قبیلے کی کنواری عورتوں کا محبوب تھا یعنی کعب بن اسد۔ ثابت نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا تمام شہریوں اور دیہاتیوں کے سردار حیی بن اخطب کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا ہمارے اس جوان مرد کا کیا ہوا کہ جب ہم حملہ کرتے وہ ہم سب سے آگے ہوتا اور اگر ہم پسپا ہوتے تو وہ ہماری حفاظت کے لیے سب سے پیچھے رہتا یعنی عزال بن شمویل۔ ثابت نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا دونوں جماعتوں یعنی بنو کعب بن قریظہ اور بنو عمرو بن قریظہ کا کیا ہوا؟ ثابت نے کہا وہ سب قتل کر دیے گئے۔ زبیر نے کہا تو میں اس احسان کا واسطہ دے کر جو میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی ابھی اپنے دوستوں سے ملا دو۔ ان لوگوں کے مرنے کے بعد زندگی کا کیا مزہ رہا۔ میں ذرا سی تاخیر بھی پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہوں کہ اپنے احباب سے جا ملوں۔ ثابت نے زبیر کو آگے کر کے اس کی گردن اڑا دی۔ جب ابوبکر ؓ کو زبیر کا یہ قول معلوم ہوا انہوں نے کہا ہاں بخدا وہ آتش دوزخ میں اپنے احباب سے ملے گا اور وہاں ہمیشہ کے لیے جلتا رہے گا۔ ثابت نے اس واقعے کے متعلق چند شعر بھی کہے ہیں۔

رفاعہ بن شمویل القرظی کی جاں بخشی:

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ بنو قریظہ میں سے جو بالغ ہو گئے ہوں قتل کر دیے جائیں۔ سلمیٰ بنت قیس ام المنذر سلیط بن قیس کی بہن نے جو رشتے میں رسول اللہ ﷺ کی خالہ ہوتی تھیں اور جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور عورتوں کی بیعت میں آپ کی بیعت کی تھی رفاعہ بن شمویل القرظی کو آپ ﷺ سے مانگا۔ یہ بالغ ہو چکا تھا اور چونکہ وہ سلمیٰ کے خاندان سے پہلے سے تعارف رکھتا تھا اس لیے کہ اس نے ان کے یہاں پناہ لی تھی۔ سلمیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں آپ رفاعہ بن شمویل کو مجھے دے دیجیے کیونکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سلمیٰ کو دے دیا اور اس طرح سلمیٰ نے اس کی جان بچائی۔

بنو قریظہ کا مال غنیمت:

رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کی املاک، عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور آج آپ نے سواروں اور پیدلوں کے

حصوں میں تقسیم کر دی نیز آپ ﷺ نے اس میں سے خمس نکال لیا۔ سوار کے تین حصے دو گھوڑے کے اور ایک خود سوار کا مقرر کیے اور پیدل کا ایک حصہ مقرر فرمایا۔ اس واقعے میں مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے۔ یہ پہلا مال غنیمت ہے جس میں سے حصے، خمس وغیرہ دیے گئے اور اس سے خمس نکالا گیا جو آج تک جاری ہے۔ اس سے پہلے مغازی میں یہ دستور تھا کہ جب پیدل کے ساتھ سوار بھی شریک ہوتا تو دو گھوڑوں کا ایک حصہ دیا جاتا۔

ریحانہ بنت عمرو کا قبول اسلام:

اس کے بعد بنو عبد الاشہل کے سعد بن زید انصاری کو رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے لونڈی غلاموں کو دے کر نجد بھیجا تاکہ وہ ان کو بیچ کر اس کی قیمت سے گھوڑے اور اسلحہ خرید لائیں۔ ان کی عورتوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ جو عمرو بن قریظہ کی ایک عورت تھیں کو خود اپنے لیے انتخاب فرمایا۔ آپ کی وفات تک آپ ﷺ کے پاس رہیں اور اس وقت تک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا تھا کہ میں تم سے نکاح کر لیتا ہوں اور پردے میں بٹھاتا ہوں مگر انہوں نے یہی کہا کہ آپ مجھے اپنی ملک ہی میں رہنے دیں میرے اور آپ ﷺ دونوں کے لیے اسی بات میں دشواری کم ہے۔ ان کی اس خواہش کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسی حالت میں رکھا۔ جب آپ ﷺ نے ان کو لونڈی بنایا تو انہوں نے اسلام لانے سے انکار اور یہودیت پر اصرار کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے علیحدگی اختیار کی مگر ان کے اس انکار اور اصرار کی کھٹک آپ ﷺ کے دل میں برابر باقی تھی۔ ایک روز آپ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنی پشت پر جوتے اتارنے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثعلبہ بن سعیہ ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دینے آئے تھے۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے سامنے حاضر ہو کر کہا اے رسول اللہ (ﷺ) ریحانہ اسلام لے آئیں۔ اس بات کو سن کر آپ ﷺ خوش ہو گئے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی دعا

بنو قریظہ کے قضیے سے فراغت کے بعد سعدؓ بن معاذ کے زخم پھر تازہ ہو گئے اور اسی کے لیے خود انہوں نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی تھی اور التجا کی تھی کہ بار الٰہ۔ تجھے معلوم ہے کہ مجھے سب سے زیادہ ان لوگوں سے لڑنے کا ولولہ ہوتا ہے۔ جنہوں نے تیرے رسول کی تکذیب کی ہے لہٰذا اگر ابھی قریش سے کچھ اور جنگ باقی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ اور اگر تو نے رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان اب لڑائی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ ان کی دعا قبول ہوئی ان کا زخم پھر ہرا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پھر اسی خیمے میں جو آپ ﷺ نے ان کے لیے اپنی مسجد میں لگوا دیا تھا منتقل کر دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کو ان کے پاس گئے تھے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی گئے تھے میں اپنے حجرے میں تھی کہ میں نے عمرؓ کو روتے ہوئے سنا اور پھر ان کے رونے سے ابو بکرؓ کے رونے کی آواز کو پہچانتی تھی۔ یہ وقت ان پر ایسی بے قراری کا تھا کہ سب رشتہ دار و قرابت دار وہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی رحیم اور شفیق تھے اس بیان کے ایک ناقل علقمہ نے عائشہؓ سے پوچھا اماں جان خود رسول اللہ ﷺ کی کیا کیفیت ہوتی تھی انہوں نے کہا کسی کی موت پر آپ ﷺ کے آنسو نہیں نکلتے تھے البتہ جب کبھی کسی کی موت کا آپ کو سخت صدمہ ہوتا یا آپ کسی وجہ سے سخت پریشان ہوتے تو اپنی داڑھی ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے۔

جنگ خندق کے شہداء:

ابن اسحاق کے قول کے مطابق خندق کی لڑائی میں مسلمانوں میں سے صرف چھ آدمی شہید ہوئے اور مشرکین میں سے تین قتل کیے گئے اور بنو قریظہ کی جنگ میں خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن بنی الحارث الخزرجی شہید ہوئے۔ ان پر ایک چکی پھینکی گئی تھی جس سے وہ پاش پاش ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کا محاصرہ کر رکھا تھا ابو سنان بن محصن بن حرثان مر گئے اور وہ بنو قریظہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ خندق سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اب آئندہ بھی قریش کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ ہم پر چڑھائی کا حوصلہ کر سکیں اب ہم ان کے خلاف جارحانہ کارروائی کیا کریں گے۔ چنانچہ فتح مکہ تک کبھی بھی پھر قریش کو آپ پر پیش قدمی کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

بنانہ کے قتل کی وجہ:

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق بنو قریظہ کی فتح ذوالقعدہ یا ابتدائے ذوالحجہ میں ہوئی۔ البتہ واقدی کا خیال ہے کہ ماہ ذوالقعدہ کے ختم ہونے میں ابھی چند راتیں باقی تھیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی اور پھر آپ نے ان کے لیے گہری نالیاں کھدوائیں اور آپ بیٹھ گئے۔ علی اور زبیر آپ کے سامنے ان کو قتل کرتے تھے۔ جس عورت کو آپ نے اس دن قتل کیا تھا اس کا نام بنانہ تھا یہ حکم القرظی کی بیوی تھی اور اس نے خلاد بن سوید کو ان پر چکی پھینک کر قتل کیا تھا۔ آپ نے اس کو طلب کر کے خلاد کے عوض میں قتل کر دیا۔

غزوۃ المریسیع:

رسول اللہ ﷺ کے غزوہ بنی مصطلق کے وقت میں اختلاف ہے اسے غزوہ المریسیع بھی کہتے ہیں۔ یہ خزاعہ کے ایک چشمہ کا نام ہے جو نواح قدید میں ساحل بحر کی طرف واقع ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ شعبان ۵ھ میں رسول اللہ ﷺ نے یہ جہاد فرمایا ہے اور غزوہ خندق اور غزوہ بنو قریظہ دونوں اس کے بعد ہوئے ہیں۔ اس غزوے میں آپ خزاعہ کے خاندان بنو مصطلق سے لڑنے گئے تھے۔ آخر ذوالقعدہ یا ابتدائے ذوالحجہ میں بنو قریظہ کے غزوے سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینے واپس تشریف لے آئے۔ ذوالحجہ محرم صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی آپ نے مدینے میں بسر فرمائے۔ اس سال ۵ ہجری میں مشرکین کی امارت میں حج ہوا۔

* * *

[illegible]

ہے۔ میں نے رباح سے کہا تم یہ گھوڑا لو اور اسے طلحہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع کر دو۔ پھر میں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ یا صباحاہ کہا۔ پھر ان کے پیچھے ہو لیا اور ان پر تیر برسانے لگا اور اس وقت میں یہ شعر پڑھتا تھا

انا ابن الاکوع   والیوم یوم الرضع

ترجمہ: میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔

کفار کا تعاقب

میں ان لوگوں پر تیر چلاتا رہا اور ان کے گھوڑوں کو زخمی کرتا رہا اگر ان کا کوئی سوار میری طرف پلٹ کر آتا تو میں کسی درخت کے پاس آکر اس کی جڑ میں بیٹھ کر اس پر تیر چلاتا اور اسے زخمی کر دیتا اور جہاں کہیں تنگ درہ آتا اور وہ اس میں داخل ہو جاتے تو اس کے اوپر کے حصے میں پہنچ جاتا اور میں پہاڑ پر چڑھ جاتا اور اوپر سے پتھروں سے ان کو ہلاک کر دیتا۔ یہی عمل کرتے کرتے رسول اللہ ﷺ کا ایک اونٹ بھی ایسا نہ رہا جسے میں نے ان سے چھڑا کر اپنے پیچھے نہ کر دیا ہو اور دشمن نے میرے اور ان اونٹوں کے درمیان راہ چھوڑ دی تھی انہوں نے اپنا بار کم کرنے کی غرض سے تیس سے زیادہ نیزے اور چادریں پھینک دیں۔ جو چیز بھی وہ پھینک دیتے تھے میں اس پر پتھر رکھ دیتا تھا تاکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ان کو شناخت کر سکیں۔ یہاں تک کہ جب وہ ایک گھاٹی کے تنگ مقام پر پہنچے تو عیینہ بن حصن ان کی مدد کو آ پہنچا۔ یہ لوگ دن چڑھے کا کھانا کھانے کے لیے بیٹھ گئے میں ان کے اوپر پہاڑ کی ایک بلندی پر جا بیٹھا۔ عیینہ نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں اس کے ہاتھوں سخت مصیبت اٹھانا پڑی ہے۔ آج صبح اندھیرے سے یہ ہمارے پیچھے ہے اور برابر ہم پر تیر اندازی کر رہا ہے۔ اس نے ہمارے ہاتھ سے تمام چیزیں چھین لیں۔ عیینہ نے کہا پھر تم میں سے چار آدمی اس پر چڑھ جائیں۔ جب وہ میرے پاس اس قدر قریب آ گئے کہ میری بات سن سکتے تھے میں نے کہا مجھے جانتے ہو؟ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں ابن الاکوع ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو عزت دی ہے۔ تم میں سے جس کا پیچھا کروں گا اسے پکڑ لوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں پکڑ سکتا۔ انہوں نے کہا ہاں ہم بھی یہی سمجھتے ہیں۔

اخرم الاسدیؓ کا جذبہ جہاد

وہ چلے گئے میں اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ اب مجھے رسول اللہ ﷺ کے سوار درختوں میں سے بڑھتے نظر آئے۔ سب کے آگے اخرم الاسدی تھے اور ان کے پیچھے ابوقتادہ انصاری۔ ان کے بعد مقداد بن الاسود کندی تھے۔ میں نے اپنی جگہ سے بڑھ کر اخرم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ غارت گر جماعت اب تک بہت قریب ہے تم ذرا ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گھیر کر ہلاک کر دیں جب تک خود رسول اللہ ﷺ نہ آ جائیں تم نہ بڑھو۔ انہوں نے کہا سلمہ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور اس بات کو جانتے ہو کہ جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل مت ہو۔

اخرم الاسدی بن نضلہ کی شہادت

ان کے اس قول پر میں نے ان کو چھوڑ دیا اب ان کا عبدالرحمن بن عیینہ سے مقابلہ ہوا۔ اخرم نے اس کے گھوڑے کو زخمی کر دیا مگر اس نے نیزے سے ان کو قتل کر دیا اور چونکہ عبدالرحمن کا گھوڑا ہلاک ہو گیا تھا اس لیے وہ اخرم کے گھوڑے پر

مارا جاتا ہے۔ اس وقت تک [illegible] [illegible] [illegible] حتیٰ کہ جب [illegible] نے [illegible] [illegible] پیادہ دوڑتے ہوئے دشمن کا تعاقب [illegible] [illegible] تک [illegible] تھے اور ان کو [illegible] آفتاب سے پہلے [illegible] تھے ایک [illegible] [illegible] جس کا نام ذو قرد تھا۔ جب انہوں نے مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا آتا دیکھا [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] بھاگ نکلے۔ [illegible] [illegible] چلے۔ ان میں سے ایک [illegible] [illegible] [illegible] تیر [illegible] [illegible] ان کے شانے کے [illegible] پیوست ہو گیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس [illegible] کیا [illegible] [illegible]۔

حضرت سلمہ بن الاکوع کی تعریف:

سلمہ کہتے ہیں [illegible] گھوڑے [illegible] [illegible] اپنی [illegible] رسول اللہ ﷺ کے پاس [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بچا۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نے ذبح کیا [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا آپ اس وقت ذی قرد [illegible] [illegible] [illegible] تھے اور [illegible] نے [illegible] کے [illegible] [illegible] آپ نے قبضہ کیا تھا اور ان [illegible] میں سے ایک اونٹنی [illegible] اور [illegible] اس کی کلیجی [illegible] رسول اللہ ﷺ کے لیے بھون رہے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] ان [illegible] کا تعاقب کروں [illegible] ان کا نشان [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے [illegible] نظر آنے لگے۔ آپ نے فرمایا کیا تم واقعی یہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] اس وقت غطفان [illegible] [illegible] [illegible] ایک شخص [illegible] ان کے لیے اونٹ ذبح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بھاگ گئے۔ صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابو قتادہ ہیں اور پیادوں میں سلمہ بن الاکوع ہیں۔ پھر آپ نے مجھے اپنے پیچھے اپنی اونٹنی عضباء پر بٹھا لیا۔ ہم مدینہ چلے جا رہے تھے [illegible] ایک انصاری [illegible] جس سے کوئی شخص دوڑ میں آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اس نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] تب میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا [illegible] آپ نے فرمایا اگر تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] درمیان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس سے پہلے [illegible] [illegible] مدینہ پہنچ گیا [illegible] [illegible] چلے۔

[illegible] فرار

[illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

خطرے کا اعلان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حبیب بن عیینہ کا قتل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غزوہ بنو المصطلق

[illegible]

عبداللہ بن ابی بن سلول کی ریشہ دوانی

[illegible]

ایک انصاری کے چوتڑ پر ہلکی سی مار دی۔ انصاری [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] کے [illegible] تھے کہ [illegible] کے [illegible] قریش کے [illegible] آئے۔ [illegible] سعید الغفاری جو عمر بن خطاب ؓ کا ملازم [illegible] پانی لانے گیا۔ وہاں [illegible] سنان بن وبر الجہنی سے [illegible] ایک وقت پانی پر [illegible] جھگڑا [illegible] پکارا اور قریش نے [illegible] آواز [illegible] عبداللہ بن ابی بن سلول [illegible] وقت اس کی قوم کے [illegible] لوگ [illegible] زید بن ارقم بھی [illegible] تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے [illegible] یہ سب [illegible] ہم سے [illegible] کرتے ہیں [illegible] اور [illegible] ہم [illegible] عزت والے ذلیل کو [illegible] اپنے [illegible] وطن میں [illegible] تو [illegible] نکال باہر کرے گا۔

روانگی کا حکم

زید بن ارقم ؓ نے اسے جا کر رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ اس وقت تک آپ [illegible] چکے تھے۔ [illegible] نے جب یہ بات آپ سے کہی تو [illegible] عمر بن الخطاب آپ کے پاس تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ [illegible] کو حکم دیں کہ وہ عبداللہ بن ابی [illegible] کو قتل کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عمر! [illegible] جب لوگوں میں یہ بات [illegible] کہ محمد ﷺ خود اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں [illegible] کوچ کا اعلان کر دو۔" [illegible] یہاں سے ایسے وقت کوچ کا اعلان کرا دیا [illegible] وقت ایسا تھا کہ عموماً رسول اللہ ﷺ اس وقت کوچ نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ کے اعلان کی وجہ سے سب [illegible] روانہ ہو گئے۔

حضرت زید بن ارقم

عبداللہ بن ابی بن سلول کو جب معلوم ہوا کہ زید بن ارقم نے اس کی بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی ہے تو آپ کے پاس آیا اور اس نے حلف اٹھا کر کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ چونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول اپنی قوم میں بڑی قدر و منزلت کا مالک تھا اس لیے جو انصار [illegible] اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے [illegible] کہا [illegible] غلط فہمی ہوئی ہو اور پوری بات [illegible]

حضرت اسید بن حضیر

جب آپ ﷺ وہاں سے کوچ کر کے روانہ ہوئے تو اسید بن حضیر آپ کے پاس آئے اور آپ کو سلام کیا اور عرض کیا آپ ایسے وقت میں سفر کے لیے چلے ہیں کہ آپ معمول کے مطابق اس وقت میں نہیں چلا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اپنے آدمی کی بات کا علم نہیں ہوا؟ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا عبداللہ بن ابی۔ انہوں نے پوچھا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ مدینہ جا کر عزت والا ذلیل کو نکال دے گا۔ اسید نے کہا [illegible] آپ چاہیں تو [illegible] اللہ کی قسم [illegible] آپ [illegible] عزت والے ہیں [illegible] یا رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ [illegible]

اب اسے آپ نے قبضے میں دے دیا ہے اس کی قوم والوں کے لیے کوئی اس کا تاوان جاری ہے خواہ آپ آزاد کر دیں وہ دیکھ لے گا کہ ان میں حکومت کس طرح آپ سے حاصل ہوتی ہے۔

مسلمانوں کا مسلسل سفر:

اس روز تمام دن آپ سب لوگوں کو لے کر سفر کرتے رہے اس کے بعد رات بھی آپ نے مسلسل سفر کیا۔ صبح ہوئی اور اب دن کا ابتدائی حصہ بھی بہت سا گزر گیا یہاں تک کہ جب تمازت آفتاب سے مسلمانوں کو تکلیف ہوئی آپ نے منزل کی۔ زمین پر اترتے ہی تمام مسلمان گہری نیند سو گئے۔ ایسے وقت میں آپ نے سفر کی یہ ترکیب اس لیے کی تھی کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے فتنہ انگیز قول سے لوگ خالی الذہن ہو جائیں۔ اب پھر آپ سب کو لے کر چلے اور اس مرتبہ آپ نے حجاز کی راہ اختیار کی۔ چلتے چلتے آپ حجاز کے ایک چشمہ نقعاء پر جو نقیع سے کچھ اوپر واقع ہے آئے۔ جب یہاں سے آپ چلے ایک نہایت تیز و تند آندھی نے آپ کو آ لیا جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہونے لگی اور وہ ڈر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈرو مت یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کی اطلاع دیتی ہے۔ چنانچہ مدینہ آ کر معلوم ہوا کہ ایک بڑا سردار یہودی رفاعہ بن زید بن التابوت کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ یہ منافقوں کا راز دار اور محسن تھا اسی دن مرا تھا اور اسی دن عبداللہ بن ابی اور اس جیسے دوسرے منافقوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی اذا جاءک المنافقون "جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں" اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زید بن ارقم کے کان پکڑ کر کہا کہ یہ وہ ہے کہ جس نے اپنے کانوں کے ذریعے اللہ کی وفاداری کی ہے۔

زید بن ارقم کی اطلاع کی تصدیق:

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ ایک غزوے میں گیا تھا میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے لوگوں سے کہتے سنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر کچھ مت خرچ کرو اور جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو جو سب سے معزز ہے وہ مدینہ سے ذلیل تر کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے یہ بات اپنے چچا سے کہی انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ نے مجھے بلایا میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے دوستوں سے بلا کر اس کی تصدیق چاہی انہوں نے قسم کھا کر اس سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھٹلایا اور ان کی تصدیق کی اس سے مجھے نہایت سخت رنج ہوا میں اپنے گھر بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے مجھ سے کہا کہ تم نے ایسی بات ہی کیوں کہی کہ جس کی رسول اللہ ﷺ نے تکذیب کی اور وہ تم سے ناراض ہو گئے۔ میری یہی حالت تھی کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت اذا جاءک المنافقون نازل فرمائی۔ آپ نے مجھے بلا بھیجا آیت پڑھی اور فرمایا اللہ نے تمہاری تصدیق کی۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی:

ابن اسحاق کے سلسلۂ بیان کے مطابق جب عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے باپ کی اس حرکت کا علم ہوا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اس شکایت کی بنا پر جو آپ کو اس کی پہنچی ہے میں نے سنا ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ خود مجھے اس کا حکم دیں میں ابھی اس کا سر آپ کے پاس لا دوں اور قسم ہے خزرج اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ان کے قبیلے میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا مطیع اور نیک نہیں ہے۔ مجھے اب یہ اندیشہ ہے کہ —

[illegible]

[illegible]

[illegible] کو قتل کرنے کی اجازت

[illegible]

مقیس بن صبابہ کا فریب

مقیس بن صبابہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] عرض کیا [illegible] مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں [illegible] ایک انصاری کے ہاتھ سے مارا گیا [illegible] رسول اللہ ﷺ نے اس کے بھائی [illegible] اپنے بھائی کے قاتل [illegible] فتح مکہ کے بیان میں آئے گا۔

حضرت جویریہ بنت الحارث

[illegible] بنی مصطلق [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]

حضرت جویریہ بنت حارث کا نکاح

[illegible]

[illegible]

ہیجان کا واقعہ

[illegible]

قافلہ کی روانگی

جب رسول اللہ ﷺ [illegible]

پھیلتی رہی مگر کسی نے اس سے مجھ کو مطلع نہیں کیا۔ تب میں اپنی ماں کے پاس آئی اور کہا اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے مجھے نہ بتایا کہ لوگ میرے متعلق یہ شہرت دے رہے ہیں اور آپ نے اس کا مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ انہوں نے کہا بیٹی تم اس بات کا کچھ خیال نہ کرو۔ بخدا یہ عموماً ہوتا ہے کہ جب کوئی خوبصورت عورت کسی کی بیوی ہو جس کو وہ چاہتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں وہ اور دوسرے لوگ ضرور اس طرح کی باتیں بنا کر اس کی شکایتیں کرتے ہیں۔

اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ میں تقریر بھی فرمائی مگر مجھے اس کی کوئی اطلاع نہ ہوئی۔ اس تقریر میں آپ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میری بیویوں کے متعلق مجھ کو ایذا دیتے ہیں اور ان پر بہتان لگاتے ہیں۔ بخدا میں نے ان میں سوائے بھلائی کے کوئی برائی نہیں پائی۔ یہ لوگ یہ اتہام ایسے شخص کے متعلق لگا رہے ہیں کہ بخدا سوائے بھلائی کے میں نے کبھی برائی نہیں دیکھی اور وہ جب کبھی میرے کسی حجرے میں گیا ہے ہمیشہ میرے ساتھ گیا ہے۔

بہتان لگانے کی وجہ:

اصل میں اس تمام افسانے کو شہرت دینے والے عبداللہ بن ابی سلول بنو خزرج، مسطح اور حمنہ بنت جحش (زینب بنت جحش کی بہن) زینب بنت جحش رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں) تھے۔ حمنہ نے اس واقعے کو اس لیے شہرت دی کہ اپنی بہن کی خاطر یہ چاہتی تھیں کہ میں بدنام ہو جاؤں اور رسول اللہ ﷺ کی نظر سے اتر جاؤں اس خیال سے مجھے سخت رنج ہوا۔

بنو اوس و بنو خزرج میں جھگڑا:

رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ بالا بیان پر بنو عبدالاشہل کے اسید بن حضیرؓ نے کہا کہ اس بات کے شہرت دینے والے اگر قبیلہ اوس کے ہیں تو ہم ابھی ان سے نمٹ لیتے ہیں اور اگر خود ہمارے بھائی خزرج میں ہیں تو آپ جو چاہیں حکم دیں بخدا وہ لوگ اس قابل ہیں کہ ان کی گردن ماری جائے۔ سعد بن عبادہؓ نے کھڑے ہو کر کہا حالانکہ یہ پہلے بہت نیک آدمی تھے تم جھوٹ کہتے ہو بخدا ان کی گردن نہ ماری جائے گی اور یہ بات تم نے صرف اس لیے کہی ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ اس بہتان کے لگانے والے قبیلہ خزرج کے ہیں اگر وہ تمہاری قوم والے ہوتے تو تم ہرگز ایسا مشورہ نہ دیتے۔ اس پر اسیدؓ نے کہا تم خود جھوٹے ہو اور منافق ہو منافقوں کی جانب سے لڑتے ہو۔ اب کیا تھا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور قریب تھا کہ ان دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں تلوار چل جائے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ کی گواہی:

رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر کر میرے پاس آئے آپ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا اور اس بارے میں مشورہ کیا۔ اسامہؓ نے تو میری تعریف کی اور کہا کہ یہ بہتان محض جھوٹ اور افترا ہے۔ ہم آپ کے اہل کو اچھا ہی جانتے ہیں ان کی کوئی برائی نہیں جانتے۔ علیؓ نے کہا کہ عورتیں بہت ہیں آپ ان کی بجائے دوسری کر سکتے ہیں اور آپ باندی سے بھی پوچھ لیجیے وہ ضرور آپ سے سچی بات بیان کر دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو بلایا اور آپ اس سے پوچھنے لگے۔ علی بن ابی طالب نے اسے پہلے خوب مارا اور کہا کہ بالکل سچی بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کرنا۔ اس نے کہا میں ان کے متعلق سوائے بھلائی کے کوئی بات نہیں جانتی ہوں اور میں نے عائشہ میں کوئی عیب کبھی نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ میں آٹا گوندھ کر ان سے کہہ جاتی ہوں کہ وہ اسے دیکھتی رہیں وہ سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے۔

حضرت محمد ﷺ کا استفسار:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ اس وقت میرے والدین میرے پاس موجود تھے اور ایک انصاری عورت بھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی میں رو رہی تھی اور وہ عورت میرے ساتھ رو رہی تھی۔ آپؐ بیٹھ گئے۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ عائشہ! تمہارے متعلق لوگ جو کچھ کہتے ہیں تم کو اس کی اطلاع ہو گئی ہے اگر واقعی تم سے کوئی برائی سرزد ہو گئی ہے جیسا کہ لوگ کہہ رہے ہیں تم اللہ سے توبہ کرو، اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس جملے کے ختم کرنے سے پہلے میرا یہ عالم ہوا کہ اشکوں کی لڑی بند ہو گئی جس کی وجہ سے مجھے کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ میں نے انتظار کیا کہ میرے والدین رسول اللہ ﷺ کو اس کا جواب دیں گے۔ مگر انہوں نے کچھ گفتگو نہیں کی۔ بخدا میں اپنے کو اس سے کہیں زیادہ بے وقعت سمجھتی تھی کہ میری برات اور شان میں قرآن نازل ہو جو مساجد میں پڑھا جائے اور نماز میں تلاوت کیا جائے۔ البتہ مجھے یہ امید ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ عالم خواب میں کوئی ایسی بات دیکھیں گے جس سے لوگوں کے بہتان کی تکذیب ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ اس بات سے خوب واقف تھا کہ میں اس الزام سے بالکل بری ہوں یا یہ امید تھی کہ آپؐ کو بذریعہ القاء اطلاع ہو جائے گی۔ لیکن قرآن میرے بارے میں نازل ہو گا۔ مجھے اس کا کبھی خیال بھی نہ تھا۔

جب میں نے دیکھا کہ میرے والدین کچھ نہیں کہتے میں نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ وہ کہنے لگے بخدا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دیں۔ اس زمانے میں ابوبکرؓ کے گھر پر جو مصیبت تھی بخدا مجھے معلوم نہیں کہ کسی اور خاندان پر ایسی مصیبت نازل ہوئی ہو۔ جب میرے والدین چپ رہے مجھ پر اور زیادہ گریہ طاری ہوا اور اب میں نے آواز سے رونا شروع کیا اور کہا بخدا آپؐ نے جو کچھ کہا ہے میں ہرگز اس کے لیے اللہ کے سامنے توبہ نہیں کروں گی۔ اگر لوگوں کے بہتان کا میں اقرار کر لوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل بری ہوں تو آپؐ میری بات کو باور کر لیں گے کہ یہ اقرار بالکل خلاف واقعہ ہو گا اور اگر میں ان کے بہتان سے انکار کروں تو اسے آپؐ نہ مانیں گے۔ اس کے بعد میں یعقوب کا نام یاد کرنے لگی۔ مگر اس حالت میں ان کا نام یاد نہیں آیا تو میں نے کہا کہ میں اس کے جواب میں وہی کہتی ہوں جو یوسف کے باپ نے کہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ صبر ہی بہتر ہے اور جو تم کہہ رہے ہو اس پر میں اللہ سے اعانت کا خواست گار ہوں۔

بہتان کے متعلق وحی کا نزول:

آپؐ ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وحی کے لیے آپؐ پر غشی طاری ہوئی۔ آپؐ اپنی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور آپؐ کے سرہانے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا۔ جب میں نے آپؐ کی یہ حالت دیکھی تو اس سے میں ذرا بھی نہ گھبرائی اور نہ پریشان ہوئی کیونکہ میں اس الزام سے بالکل بری تھی اور جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں کرے گا۔ اس خوف سے کہ مبادا اللہ تعالیٰ لوگوں کے بیان کی تصدیق کر دے جب تک آپؐ کو ہوش آئے میرے والدین کی ایسی بری حالت تھی کہ میں ڈرتی تھی کہ ان کی جان نکل جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کو ہوش آیا آپؐ اٹھ بیٹھے باوجود سردی کے موتیوں کی طرح سے پسینہ آپؐ کے چہرے سے جاری تھا۔ آپؐ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا عائشہ! تم کو بشارت ہو اللہ نے بذریعہ وحی تم کو اس الزام سے بری کر دیا۔ میں نے کہا میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں۔ یہ سعادت آپؐ کی وجہ سے نصیب ہوئی۔ اس کے بعد آپؐ باہر تشریف لے گئے اور آپؐ نے

لوگوں کے ساتھ ... اور ... سے متعلق اللہ نے جو قرآن نازل فرمایا وہ سب پڑھ کر سنایا جیسا کہ آپ نے مسطح بن اثاثہ حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش پر حد قذف جاری کی ... جنہوں نے ... تہمت لگائی۔

ابوایوبؓ خالد بن زید:

... کے بعض لوگوں سے مروی ہے کہ ابوایوب خالد بن زید سے ان کی بیوی ام ایوب نے کہا کہ ابو ایوب ... عائشہ کے متعلق ... کہتے ہیں ... ابوایوبؓ نے کہا ہاں یہ بالکل جھوٹ ہے کیا تم ایسا کرسکتی ہو ... ام ایوب نے کہا اللہ کی قسم نہیں۔ ابوایوب نے کہا تو عائشہ بخدا تم سے بہتر ہیں۔

یہ آیت ان الذین جاءو بالافک عصبۃ منکم۔ ''جنہوں نے بہتان لگایا ہے وہ تمہاری ہی ایک جماعت ہے''۔ اس معاملے کے متعلق نازل ہوئی۔ اس سے مراد حسان بن ثابت وغیرہ ہیں جنہوں نے اس افترا کی اشاعت کی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسہم خیرا۔ (آخر آیت تک) ''جب تم نے یہ بات سنی تو ایمان والوں اور ایمان والیوں نے خود اپنی ذات کے متعلق نیک گمان کیوں نہ کیا'' یعنی جیسا کہ ابوایوبؓ اور ان کی بیوی نے کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ تلقونہ بالسنتکم (آخر آیت تک) ''جب تم (اسے سنا تو!) ... کہہ رہے تھے''۔

جب ... مسطح کی ... آیت نازل ہوئی اور بہتان لگانے والوں کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں تو ابوبکرؓ جو مسطح سے اپنی قرابت اور ان کی احتیاج کی وجہ سے ان کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے کہنے لگے کہ اب میں آئندہ کبھی ایک حبہ بھی ان پر خرچ نہیں کروں گا۔ کیونکہ ... بہتان لگا کر انہوں نے میرا دل دکھایا ہے۔ اس کی وجہ سے اب میری ذات سے ان کو کوئی نفع نہ پہنچے گا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی (آخر آیت تک) ''اور تم میں جو صاحب فضل اور فراخ حال ہیں ان کو اپنے قرابت داروں سے سلوک کرنے کی قسم نہیں کھانا چاہیے'' ... کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے اور اب پھر وہ حسب سابق مسطح کی کفالت کرنے لگے اور کہا کہ ... کبھی اس طرح کا سلوک ختم نہیں کروں گا۔

حسان بن ثابت پر صفوان کا حملہ

حسان بن ثابتؓ نے اس موقع پر جو شعر کہے تھے ان میں صفوان بن معطل اور قبیلہ مضر کے ان عربوں پر جو مسلمان ہو گئے تھے تعریض کی تھی۔ صفوان بن معطل کو جب ان اشعار کی خبر ہوئی وہ تلوار لے کر حسانؓ کے پاس آئے اور ان پر وار کیا۔ ثابت بن قیس بن شماس نے ... صفوان کو پکڑا اور ان کے دونوں ہاتھ ان کی گردن پر باندھ کر ان کو بنی الحارث بن الخزرج کے محلے میں لے گئے۔ راستے میں عبداللہ بن رواحہ ملے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ثابت نے کہا ... حسان پر تلوار ... قتل کر دیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کو اس کی کچھ خبر ہے انہوں نے کہا نہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا تم نے ... ان کو چھوڑ دو۔ ثابت نے صفوان کو چھوڑ دیا۔ پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے ... رسول اللہ ﷺ نے حسان سے کہا ... کہ اللہ نے ... ہدایت کی تم ان پر ... ان سے درگزر کرو ... حسان نے ... آپ کی خاطر سے معاف کیا۔

[illegible]

واقعے کے بعد [illegible] وفات ہو گئی۔

[illegible]

صلح حدیبیہ

[illegible] سے مروی ہے کہ نبی ﷺ [illegible] ذوالقعدہ [illegible] [illegible]

[illegible]

حضرت محمد ﷺ کا عمرہ کا ارادہ

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ذوالقعدہ میں نبی ﷺ عمرہ کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ اس موقع پر آپ کی نیت قطعاً جنگ کی نہ تھی۔ [illegible]

مسلمانوں کی تعداد

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] زیارت کے لیے نکلے۔ آپ کا قصد [illegible] جنگ کا نہ تھا۔ آپ نے ستر اونٹ قربانی کے لیے ساتھ لے لیے۔ آپ کے ساتھ سات سو آدمی تھے۔ [illegible]

جابر سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت خالد بن ولید کو سیف اللہ کا لقب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اختیار ہے۔ ورنہ وہ ہم سے لڑیں گے ان میں قوت و طاقت ہوگی۔ قریش کیا سمجھتے ہیں۔ بخدا میں اس بات پر جس کے لیے اللہ نے مجھے بھیجا ہے جان سے لڑوں گا یہاں تک کہ اللہ مجھے ان پر غلبہ دے یا میری گردن الگ ہو جائے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کون ایسا شخص ہے جو ہمیں اس راستہ کے علاوہ جس پر قریش ہیں کسی دوسرے راستے سے لے چلے۔ بنو اسلم کے ایک شخص نے کہا میں آپ کو لے چلتا ہوں۔ چنانچہ وہ آپ کو لے کر گھاٹیوں کے درمیان سے نہایت سخت اور دشوار گزار راستہ سے لے چلا جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ بہرحال جب وہ اس مشکل راستے سے نکل کر وادی کے خاتمہ پر ہموار زمین پر پہنچ گئے رسول اللہ ﷺ نے سب سے کہا کہو ہم اللہ سے مغفرت چاہتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سب نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی وہ بات ہے جو بنی اسرائیل سے کہی گئی تھی۔ انہوں نے نہ مانا اور نہ زبان سے اس کا اقرار کیا۔

حدیبیہ میں قیام:

ابن شہاب الزہری کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب کو حکم دیا کہ داہنی جانب حمض کے درمیان ثنیۃ المرار کے درمیان ہو کر اس راستے چلو جو مکہ کے زیریں حصے میں حدیبیہ کی طرف اترتا ہے۔ لشکر اسی راہ چلا۔ جب قریش کے رسالے نے لشکر اسلام کے غبار کو دیکھا اور ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی راہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے وہ اپنے مقام سے ایڑ لگا کر تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قریش کے پاس پلٹ گئے جب وہاں سے نکل کر رسول اللہ ﷺ ثنیۃ المرار سے گزر رہے تھے آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ اڑ گئی ہے آپ نے فرمایا یہ نہیں اڑی ہے اور نہ اس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے اسی نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو مکہ سے روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کی جو درخواست بھی مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کروں گا پھر آپ نے سب لوگوں کو اترنے کا حکم دیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اس وادی میں جہاں ہم اترے ہوئے ہیں کچھ پانی نہیں۔ آپ نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اسے ایک صاحب کو دیا وہ اس کو لے کر وادی میں جو گڑھے پڑے ہوئے تھے ان میں سے ایک میں اترے اور انہوں نے اس تیر کو گڑھے کی تہ میں گاڑ دیا وہاں سے فوراً پانی کی کثرت سے جوش مارنے لگا۔ آخر کار لوگوں کو تسکین میں ڈال کر اسے روک دیا گیا۔

حضرت محمد ﷺ کا تیر

بنو اسلم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ناجیہ بن جندب بن عمیر بن یعمر بن دارم رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے اونٹوں کے ہانکنے والے آپ کا تیر لے کر اس وادی کے گڑھے میں اترے تھے مگر اس کے متعلق ایک عالم نے یہ کہا ہے کہ براء بن عازب کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا تیر لے کر اترا تھا۔

بنو اسلم نے یہ اشعار ذکر کیے ہیں جن کو ناجیہ نے کہا تھا اور ان کو یقین تھا کہ وہی رسول اللہ ﷺ کا تیر لے کر گڑھے میں اترے تھے اسی سلسلے میں وہ کہتے تھے کہ انصار کی ایک جاریہ اپنا ڈول لئے ہوئے اس گڑھے کے پاس آئی۔ یہ اس وقت گڑھے میں کھڑے ہو کر لوگوں کو پانی دے رہے تھے۔ جاریہ نے اس موقع پر یہ شعر پڑھے

یا ایہا المائح دلوی دونکا　　انی رأیت الناس یحمدونکا
یثنون خیرا و یمجدونکا

ترجمہ: "اے پانی دینے والے میرا ڈول تیرے پاس آتا ہے میں نے دیکھا کہ لوگ تمہاری خوب تعریف و توصیف کر رہے ہیں"۔

اس کے جواب میں ناجیہ نے گڑھے کے اندر سے لوگوں کو پانی دیتے ہوئے یہ شعر پڑھے:

قد علمت جارية يمانيه — اني انا المائح واسمي ناجيه
وطعنة ذات رشاش واهيه — طعنتها تحت صدور العاديه

ترجمہ: "یمانی لڑکی جانتی ہے کہ میں پانی بھر کر دیتا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے اور کئی لوگوں بلکہ اکثر مواقع ایسے ہیں کہ میں نے دشمنوں کے سینوں میں نیزے کے ایسے کاری وار کیے ہیں جس سے فوارے کی طرح خون بہنے لگا"۔

بدیل بن ورقاء الخزاعی:

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے انتہائی سرے پر اس کے ایک ایسے حوض پر جہاں بہت ہی کم پانی تھا فروکش ہو گئے لوگوں نے اپنے چلوؤں سے اس میں سے پانی لینا شروع کیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ جگہ بالکل خشک ہو گئی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پانی کی سخت ضرورت بیان کی۔ آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور حکم دیا کہ اسے اس گڑھے میں گاڑ دو۔ اس کے گاڑتے ہی نہایت افراط سے پانی ابلنے لگا لوگ اس سے اچھی طرح سیراب ہو گئے۔ یہیں اس وقت بدیل بن ورقاء الخزاعی اپنے چند اور ہم قوموں کے ساتھ جو تہامہ والوں میں سے تھے دلی طور پر رسول اللہ ﷺ کے دوست اور بہی خواہ تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ میں خود دیکھ کر آ رہا ہوں کہ کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی اپنی حدیبیہ کے پانیوں پر فروکش ہیں۔ ان کے ہمراہ ایک کثیر جماعت آوارہ و بدمعاشوں کی ہے وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مگر ہم تو کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں اور لڑائی نے پہلے ہی قریش کا کس بل نکال کر ان کو کمزور کر دیا ہے۔ اگر پسند کریں تو ہم ایک مدت تک کے لیے ان سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں اور وہ دوسروں کے مقابلے میں میری مزاحمت سے باز آ جائیں اور مجھے اوروں سے نپٹ لینے دیں اگر مجھے کامیابی ہو تو پھر اگر ان کا جی چاہے وہ بھی اوروں کی طرح ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں ورنہ اگر یہ چاہیں تو اس اثناء میں ان کو ذرا دم لینے کا موقع تو مل جائے گا اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر وہ ان باتوں کو نہ مانیں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنے اسی مقصد کے لیے ان سے آخر دم تک لڑوں گا یہاں تک کہ میری جان چلی جائے یا اللہ اپنے کام کو نافذ کر دے۔ بدیل نے کہا جو آپ کہتے ہیں میں قریش کو یہ بات پہنچائے دیتا ہوں۔ وہ آپ کے پاس سے چل کر قریش کے پاس آیا اور ان سے کہا میں اس شخص سے مل کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ میں نے ان کو جو کچھ کہتے سنا ہے اگر تم چاہو تو بیان کروں قریش کے نادان کہنے لگے کہ ہمیں اس کی کسی بات کے سننے کی ضرورت نہیں مگر جو ان کے دور اندیش اور اہل الرائے تھے انہوں نے کہا اچھا تم بیان کرو کیا تم نے سنا۔ بدیل نے کہا میں نے ان کو یہ کہتے سنا ہے اور اب اس نے رسول اللہ ﷺ کا سارا قول نقل کیا۔

عروہ بن مسعود:

عروہ بن مسعود ثقفی نے کھڑے ہو کر کہا: اے میری قوم کیا تم میرے باپ کی جگہ نہیں ہو انہوں نے کہا ہاں ہیں۔ اس نے کہا

تو میں تم پر بھی کسی بات میں تہمت نہیں لگاتا۔ انہوں نے کہا تم نے ٹھیک کہا، ہم تم پر کوئی بدگمانی نہیں کرتے۔ پھر اس نے کہا تم اس بات کو جانتے ہو کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے لیے بلایا اور جب انہوں نے انکار کیا تو میں اپنے سب گھر والوں اور متعلقین کے ساتھ تمہارے پاس آیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا اس شخص نے تمہارے سامنے ایک اچھی بات پیش کی ہے قبول کر لو۔ مجھے اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ انہوں نے کہا اچھا جاؤ۔

حضرت ابوبکرؓ اور عروہ میں تلخ کلامی

عروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا۔ آپ نے اس سے وہی بات کہی جو بدیل سے کہی تھی۔ عروہ نے کہا مجھے اس بات کا جواب دیجیے کہ اگر آپ نے اپنی قوم کا استیصال کر دیا تو کیا آپ سے پہلے کسی عرب نے ایسا کیا ہے؟ اور اگر دوسری حالت ہوئی اور دوسری شکل ہوئی تو میں بخدا دیکھ رہا ہوں لوگوں کے چہرے جو اس لائق ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر مختلف صورتیں تمہارے ساتھ نظر آتی ہیں ان کا ایسا ہی رنگ ڈھنگ ہے کہ یہ بھاگ جائیں اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں۔ اس بات پر ابوبکرؓ نے کہا تو لات کی شرمگاہ کو چوس (یہ لات ثقیف کی ایک دیوی تھی جس پر یہ حملہ کر رہے تھے) کیا ہم بھاگ جائیں گے اور ان کو چھوڑ دیں گے؟ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا یہ ابوبکرؓ ہیں۔ اس نے کہا اگر تمہارا ایک ایسا احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ میں نے ابھی تک نہیں دیا ہے تو میں اس کا جواب دیتا۔ عروہ رسول اللہ ﷺ سے باتیں کرنے لگا اور جب بات کرتا آپ کی داڑھی پکڑ لیتا۔ مغیرہ بن شعبہؓ تلوار لیے خود پہنے آپ کے سرہانے کھڑے تھے۔ جب عروہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو مغیرہؓ تلوار کی نوک سے اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ آپ کی داڑھی سے ہاتھ ہٹا لو۔ عروہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مغیرہؓ ہیں۔ اس نے کہا اے غدار کیا کل ہی میں تیری غداری کو نہیں دھو رہا تھا؟ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جاہلیت میں مغیرہؓ بعض لوگوں کے ساتھ سفر میں گئے تھے اور پھر ان سب کو قتل کر دیا اور ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے۔ آپ نے فرمایا تمہارے اسلام کو ہم قبول کرتے ہیں۔ مگر اس مال کی ہمیں ضرورت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا احترام

اس ملاقات کے بعد عروہ بن مسعود نے صحابہ کے رویہ کو دیکھا جو ان کا آپ کے ساتھ تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ تھوکتے تو فوراً صحابہ بڑھ کر اس تھوک کو ہاتھ پر لے کر منہ اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ آپ اگر ان کو کسی بات کا حکم دیتے تو وہ اس کی تعمیل کو دوڑتے۔ جب آپ وضو کرتے تو آپ کے وضو کے پانی کے لیے وہ باہم لڑنے لگتے۔ جب وہ آپ کے پاس بات کرتے تو نہایت آہستہ بات کرتے اور کبھی آپ کو نظر بھر کر نہ دیکھتے۔

عروہ بن مسعود کی واپسی:

عروہ نے واپس آ کر اپنے دوستوں سے کہا کہ میں بادشاہوں کے دربار میں سفارت کے لیے گیا ہوں، میں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے یہاں گیا ہوں۔ بخدا میں نے کسی بادشاہ کی ایسی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جیسی محمد (ﷺ) کے ساتھی محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔ اگر وہ تھوکتے ہیں تو ان کے تھوک کو ہاتھوں پر لے کر اپنے منہ اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ اگر وہ ان کو کسی بات کے

چونکہ اب یہ لوگ اپنی بدعہدی سے شرمندہ ہیں اور جنگ سے باز رہے ہیں اور اب ہم سے صلح کی درخواست کریں گے تم قربانی کے جانور ان کے سامنے لے جاؤ اور بلند آواز سے تلبیہ کا ورد بلند کرو شاید اس سے ان کے دل نرم پڑ جائیں۔ آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق تمام مسلمانوں نے قربانی کے جانوروں کی موجودگی میں بلند آواز سے تلبیہ کا ورد بلند کیا جس سے تمام فضا گونج اٹھی۔ اب اہل مکہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے صلح کی درخواست کی۔ صلح ہونے لگی۔ مسلمانوں کے پاس کچھ مشرک تھے اور مشرکوں کے پاس بعض مسلمان تھے۔ اسی اثناء میں ابوسفیان نے اچانک رسول اللہ ﷺ پر یورش کر دی۔ تمام وادی آدمیوں اور اسلحے سے بھر گئی۔ تاہم چند مشرکوں کو جو گشت کر رہے تھے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ ﷺ نے نشان کا لحاظ کیا اور اسلحہ والے اور ان کو قتل نہ کیا بلکہ معاف کر کے چھوڑ دیا۔

مشرکین کی گرفتاری:

ایک دوسرے سلسلے سے سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ جب ہم نے اور اہل مکہ نے باہم مصالحت کر لی میں ایک جھاڑ کے نیچے گیا۔ اس کے کانٹے صاف کر کے اس کے سائے میں لیٹ گیا۔ وہاں مکہ کے چار مشرک آئے اور وہ آپس میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگے مجھے ان کی یہ بات ناگوار گزری اور میں اس جھاڑ کو چھوڑ کر دوسرے جھاڑ کے نیچے چلا گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار درخت پر لٹکا دیے اور پھر لیٹ گئے۔ اسی اثناء میں وادی کے نشیب سے کسی نے پکار کر کہا کون مہاجرین کا مددگار ہے۔ ابن زنیم رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے۔ میں نے فوراً اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ان چاروں مشرکوں پر جو کہ سو رہے تھے حملہ کیا۔ پہلے تو میں نے ان کے ہتھیار پر قبضہ کر کے ان کو اپنی مٹھی میں لے لیا اور پھر ان سے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو عزت بخشی ہے اگر تم میں سے کسی نے سر اٹھایا میں فوراً اسے قتل کر دوں گا۔ اب میں ان کو قیدیوں کی طرح پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلا اتنے میں میرے چچا عامر سلمات کے ایک شخص مکرز کو جو فوجی زرہ پہنے تھا اسی طرح قید کر کے لا رہے تھے۔ اب ہم مشرکین کو لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سامنے پہنچے آپ ﷺ نے فرمایا چونکہ بدعہدی کی ابتداء ان سے ہوئی ہے اس کا وبال ان پر ہوگا لہٰذا تم ان کو چھوڑ دو۔ آپ ﷺ نے سب کو معاف کر دیا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ "اللہ وہ ہے جس نے مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے۔"

عبداللہ کی روایت کے مطابق حضرت سے مروی ہے کہ ہم نے حملہ کر کے ان تمام مسلمانوں کو جو مشرکین کے قبضے میں تھے چھڑا لیا اسی طرح مشرکین نے اپنے آدمی ہمارے قبضے سے چھڑا لیے اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو اور حویطب کو صلح کے لیے اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ ﷺ نے علی کو اپنی جانب سے نمائندہ مقرر کیا۔

حضرت زنیم کی شہادت:

قتادہ سے مروی ہے کہ اسی اثناء میں ہمیں اطلاع ملی کہ ایک صحابی زنیم رضی اللہ عنہ کو جو وادی حدیبیہ کے بلند ٹیلے پر چڑھ کر کفار کے سامنے نمودار ہوئے تھے کفار نے تیر کا نشانہ بنا کر ہلاک کر ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے رسالہ بھیجا وہ بارہ مشرکین شہسواروں کو گرفتار کر کے آپ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے تم سے کوئی عہد کیا ہے جس کا تمہیں الزام ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن نازل فرمایا۔ وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ

[illegible] ہو گئے۔

ان لوگوں [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible]

[illegible]

حضرت خراش بن امیہ

اس سے پہلے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] قریش [illegible] ﷺ [illegible] آپ [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ کی [illegible] بیٹھے تھے۔

حضرت عثمان ؓ کی سفارت

اس واقعہ کے بعد آپ نے [illegible] قریش [illegible] کوئی [illegible] جو [illegible] قریش [illegible] آپ کو ایک ایسا شخص [illegible] عثمان بن عفان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا اور [illegible] ابو سفیان اور اشراف قریش [illegible] آئے ہیں۔ [illegible] ان کی ملاقات [illegible] عثمان [illegible] رسول اللہ ﷺ کے [illegible] ابو سفیان اور قریش کے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] قریش نے [illegible] جب تک رسول اللہ ﷺ [illegible] قریش نے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ نے [illegible] بیعت رضوان [illegible] درخت کے نیچے [illegible]

بیعت رضوان

[illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] بیعت [illegible] آپ [illegible]

[illegible]

جد بن قیس الانصاری

[illegible]

حضرت سلمہ بن الاکوع کی بیعت

[illegible]

[illegible]

سہیل بن عمرو کی سفارت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صلح نامہ حدیبیہ

[illegible]

صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط

[illegible]

کے پاس پہنچے

مسلمانوں میں غم و غصہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح کا یقین تھا اور وہ آپ کے ساتھ عمرہ کرنے کے ارادے سے نکلے تھے مگر اب جب انہوں نے دیکھا کہ ابھی صلح ہو رہی ہے اور ہم بے نیل مرام واپس جا رہے ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ نے قریش کی بہت سی ان کی شرائط منظور کر کے صلح کی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں اس کا اس قدر صدمہ ہوا کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔

حضرت ابو جندلؓ بن سہیل کی آمد

سہیل نے جب ابو جندل کو دیکھا اس نے ان کے منہ پر تھپڑ مارا اور گردن تھام لی اور پھر رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ محمد اس کے آنے سے پہلے میرے اور تمہارے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا سچ ہے۔ سہیل اس کا گریبان پکڑ کر اسے گھسیٹنے لگا اور کھینچتا ہوا قریش کی طرف لے چلا اور ابو جندل نے انتہائی بلند آواز سے چلانا شروع کیا۔ اے مسلمانو! مجھے مشرکین کے پاس واپس دیا جا رہا ہے میرے ایمان کی وجہ سے مجھے اس مصیبت میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر اور نمک پاشی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو جندلؓ سے کہا اے ابو جندل صبر کرو اور خدا سے ثواب کی امید رکھو اللہ تمہارے لیے اور دوسرے مجبور لوگوں کے لیے جلد اس مصیبت سے نکلنے کی کوئی سبیل کرنے والا ہے چونکہ ہم نے اہل مکہ سے صلح کر کے معاہدہ کر لیا ہے اور اس کے ایفاء کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اس لیے اب ہم ان کے ساتھ بے وفائی نہیں کرتے۔ عمرؓ اٹھے اور ابو جندلؓ کے پاس جا کر ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اور ان سے کہنے لگے تم صبر کرو یہ قریش تو مشرک ہیں ان کی جان کتے کے برابر ہے اور ساتھ ہی اپنی تلوار کا قبضہ ان کے قریب کرتے رہے۔ خود عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ وہ تلوار لے لیں اور اس سے اپنے باپ کا خاتمہ کر دیں مگر انہوں نے اسے گوارا نہیں کیا کہ اپنے باپ کو خود ماریں۔

صلح نامہ حدیبیہ کے گواہ:

جب صلح نامہ کی تکمیل ہو گئی بعض مسلمان اور بعض مشرک اس پر شاہد ہوئے گواہوں میں ابو بکرؓ، عمرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، عبداللہ بن سہیل بن عمرو، سعد بن ابی وقاصؓ، محمود بن مسلمہ جو مسلمان ہو چکے تھے، مکرز بن حفص جو اب تک مشرک تھا اور علی بن ابی طالبؓ تھے۔ علیؓ نے اس عہد نامہ کو لکھا تھا۔

صلح نامہ کی تکمیل:

براء سے مروی ہے کہ ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لئے آئے مگر اہل مکہ نے پہلے تو آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر اس بات پر تصفیہ کیا کہ آپ صرف تین دن وہاں قیام کر لیا کریں گے۔ جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو آپ کے لکھنے والے نے یہ لکھا یہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے تصفیہ کیا ہے۔ قریش نے کہا کہ اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو کیوں روکتے؟ آپ تو محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ آپ نے علیؓ سے کہا کہ رسول اللہ مٹا دو۔ علیؓ نے کہا نہیں بخدا میں اسے ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ تب خود رسول اللہ ﷺ نے اس عہد نامہ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ

کے حوالے [illegible] نے تو طے [illegible] اور [illegible] ان کے باپ [illegible] آپ کے [illegible] اور آپ [illegible] کے ساتھ [illegible] آپ نے [illegible] صاحب [illegible] کر [illegible] چلا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ [illegible] کر کے [illegible] گئے۔

جانوروں کی قربانی

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم صلح حدیبیہ کے واقعے کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ [illegible] کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اٹھو قربانی کرو اور پھر سر منڈاؤ۔ مگر کوئی شخص اس کے لیے نہ اٹھا۔ آپ نے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا مگر کوئی نہ اٹھا۔ آپ ام سلمہ کے پاس تشریف لے گئے اور صحابہ کے اس طرز عمل کی شکایت کی۔ ام سلمہ نے کہا اے اللہ کے نبی! اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو آپ باہر تشریف لے جائیے اور کسی سے کوئی بات نہ کیجیے بلکہ اپنے جانور کی قربانی کیجیے اور اپنے حجام کو بلا کر سر منڈا لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ آپ باہر تشریف لائے کسی سے بات نہیں کی اپنی قربانی ذبح کی اور حجام کو بلا کر سر منڈوایا۔ صحابہ نے جب یہ دیکھا تو سب اٹھے انہوں نے اپنی قربانیاں ذبح کیں اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے اور ان کا یہ حال ہوا کہ ان کے غم و غصہ کی وجہ سے قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ [illegible] نے اس روز رسول اللہ ﷺ کی [illegible] روایت کی۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ اس روز بعض نے سر منڈوایا اور بعض نے بال کتروائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور بال کتروانے والوں پر؟ آپ نے پھر فرمایا اللہ سر منڈانے والوں پر رحم کرے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور بال کتروانے والوں پر؟ آپ نے فرمایا اور بال کتروانے والوں پر بھی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے سر منڈوانے والوں کے لیے [illegible] اور بال کتروانے والوں کو [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ انہوں نے میری بات میں شک نہیں کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اس [illegible] میں ابو جہل کا [illegible] ایک اونٹ بھی لے گئے تھے جس کے سر میں چاندی کا حلقہ تھا تاکہ مشرکین اس کو دیکھ کر جلیں۔

حضرت محمد ﷺ کی مراجعت مدینہ

زہری کے بیان کے مطابق پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے گئے۔ زہری کہا کرتے تھے کہ [illegible] اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح اس سے بڑی نہیں ہوئی۔ جب [illegible] مقابلہ ہوتا [illegible] جنگ ہوتی اور جب صلح ہو گئی [illegible] لوگ ایک دوسرے سے بے خوف ہو کر ملنے [illegible] تو جس شخص [illegible] اسلام [illegible] ان دو سالوں میں اتنے لوگ مسلمان

ہوئے جتنے کہ اس سے قبل تمام مدت میں اسلام لائے تھے۔

ابو بصیر عتبہ بن اسید رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کے مدینہ واپس آنے کے بعد ابو بصیر عتبہ بن اسید بن جاریہ جو مسلمان تھے اور مکہ میں قید تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ بھاگ کر آ گئے۔ ازہر بن عبد عوف اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو لکھا اور اپنی جانب سے بنو عامر بن لوی کے ایک شخص کو بیٹے ایک غلام کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا یہ دونوں ازہر اور اخنس کا خط لے کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ کو دیا۔ آپ نے ابو بصیرؓ سے کہا کہ ہم نے قریش سے جو معاہدہ کیا ہے اس سے تم واقف ہو ہم وعدہ خلافی نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے مذہب کے منافی ہے اللہ تمہارے اور تمہارے ساتھ دوسرے کمزور اور مجبور مسلمان ہیں ان کے لیے ضرور کشائش اور سبیل پیدا کرے گا۔

ابو بصیر کی فوری ذوالمروہ کو روانگی

ابو بصیر ان کے ہمراہ ہو گئے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر وہ ایک دیوار کے سہارے بیٹھے ان کے دونوں ساتھی بھی بیٹھ گئے ابو بصیر نے بنو عامر کے ایک شخص سے کہا کیا تمہاری تلوار تیز ہے اس نے کہا ہاں ابو بصیرؓ نے کہا ذرا میں دیکھوں اس نے کہا دیکھو۔ ابو بصیرؓ نے تلوار نیام سے نکالی اور ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ دوسرا شخص جو غلام تھا جان بچا کر تیزی سے بھاگا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے اسے دیکھ کر آپ نے کہا ضرور یہ شخص خائف ہو کر بھاگا آ رہا ہے۔ جب وہ آپ کے قریب پہنچا آپ نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا آپ کے آدمی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا۔ اتنے میں ابو بصیر بھی تلوار لیے آ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے با ادب کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنا عہد پورا کر دیا۔ آپ نے مجھے اپنی حمایت سے نکال کر ان کے حوالے کر دیا تھا مگر اللہ نے مجھے ان سے بچا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ماں کا برا ہو اگر اس کے ساتھ چند اور لوگ ہو گئے تو یہ ضرور جنگ برپا کر دے گا۔ اس جملے کو سن کر ابو بصیر سمجھ گئے کہ آپ ان کو پھر مشرکین کے سپرد کر دیں گے وہ مدینہ سے چل کر اس علاقہ میں جو سمندر کے کنارے ہے۔ یہ مقام ذوالمروہ میں قریش کے شام جانے کے راستے پر واقع ہے جا پہنچے۔

مکہ کے مجبور مسلمان:

ان مسلمانوں کو جو مکہ میں قید تھے جب رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی اطلاع پہنچی جو آپ نے ابو بصیرؓ سے کہا تھا کہ اگر اس کے ساتھ چند اور لوگ ہو گئے تو یہ ضرور جنگی کارروائیاں کرے گا تو وہ لوگ مکہ سے نکل کر ابو بصیر کے پاس اس علاقہ میں آ گئے ابو جندل بن سہیل بن عمرو بھی ان کے پاس جا پہنچے۔ اس طرح رفتہ رفتہ تقریباً ستر آدمی ان کے ساتھ ہو گئے اور اب انہوں نے قریش کا راستہ تنگ کر دیا۔ جب ان کو خبر ملتی کہ قریش کا تجارتی قافلہ شام جا رہا ہے یا وہاں سے نکل آیا ہے وہ اسے روک کر قتل کرتے اور غارت گری کرتے۔ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ آپ ان کو بلا بھیجیں جو آپ کے پاس آ جائے گا وہ مامون ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو بلا لیا اور وہ آپ کے پاس مدینہ آ گئے۔

سہیل بن عمرو کو جب معلوم ہوا کہ ابو بصیر نے عامری کو قتل کر دیا وہ کعبہ سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا تاوقتیکہ اس مقتول کی دیت نہ ادا کی جائے میں یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ ابو سفیان نے اس سے کہا یہ بالکل حماقت ہے بخدا یہ دیت ہرگز نہیں دی جائے گی۔

مومن عورتوں کے حکم:

کچھ مسلمان عورتیں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گئیں۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُہٰجِرٰتٍ (اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آ جائیں) اپنے قول بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ تک نازل فرمائی۔ اس آیت کے نازل ہونے کے ساتھ عمرؓ نے اپنی دو مشرک بیویوں کو طلاق دے دی۔ اس آیت سے اللہ نے ممانعت فرما دی کہ مومن عورتیں اپنے مشرک شوہروں کو واپس کی جائیں البتہ ان عورتوں کو یہ حکم دیا کہ جو مہر ان کو ملا تھا وہ واپس کر دیں۔ اس کے متعلق کسی شخص نے زہری سے پوچھا کیا یہ دائمی حلت فرج کے لیے ہے۔ انہوں نے کہا ہاں جن دو عورتوں کو عمرؓ نے طلاق دی تھی ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ:

اسی سلسلے میں ابن اسحاق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئیں۔ ان کے بھائی عمارہ اور ولید مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے تاکہ آپ سے درخواست کریں کہ آپ ام کلثوم کو معاہدۂ حدیبیہ کے مطابق ان کے حوالے کر دیں مگر آپ نے اس سے انکار کر دیا کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کی ممانعت کر دی تھی۔ عمرؓ نے جن دو بیویوں کو طلاق دی تھی ان میں سے ایک قریبہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ تھیں جس کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی۔ یہ دونوں اس وقت مشرک تھے اور دوسری ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیہ عبیداللہ بن عمرؓ کی ماں تھیں جس کے ساتھ ان کے ہم قوم ابوجہم بن حذافہ بن غانم نے شادی کر لی۔ یہ دونوں بھی اس وقت مشرک تھے۔

غمر کی مہم:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ساتھ غمر بھیجا۔ اس جماعت میں ثابت بن اقرم اور شجاع بن وہب بھی تھے۔ یہ بہت تیزی سے اپنی منزل مقصود کی طرف چلے مگر دشمن کو ان کی پیش قدمی کی اطلاع ہو گئی اور وہ اپنی بستی سے بھاگ کر اپنے مختلف پانی کے چشموں پر جا رہے۔ عکاشہ نے غمر مرزوق پر پڑاؤ ڈالا۔ ان کو دشمن کا ایک نگران ہاتھ لگ گیا۔ اس نے ان کے کچھ مویشیوں کا پتہ دیا۔ مسلمانوں کو دو سو اونٹ ملے اور وہ ان کو مدینہ ہنکا لائے۔

اسی سال ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلے پر بھیجا تھا مگر پہلے تو وہ کہیں چھپ گئے اور جب محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی سو گئے کفار نے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ سوائے محمد بن مسلمہ کے جو زخمی ہو کر بھاگ گئے ان کے اور تمام ساتھی شہید کر دیے گئے۔

ذوالقصہ کی مہم:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو ربیع الآخر میں چالیس آدمیوں کے ساتھ ذوالقصہ بھیجا۔ تمام رات پیدل چل کر صبح صادق کے ساتھ ان تک پہنچے اور انہوں نے ان پر غارت گری کی مگر بستی والے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ ان کے کچھ مویشی تو مسلمانوں کو ملے اور دوسرا مال لوٹ میں ملا اور صرف ایک آدمی ہاتھ آیا جو مسلمان ہو گیا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔

جموم کی مہم:

اس سال زید بن حارثہ ؓ مہم لے کر جموم گئے وہاں مزینہ کی ایک عورت حلیمہ ان کے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے بنو سلیم کی ایک فرودگاہ کا پتہ بتا دیا۔ وہیں ان کو بہت سے اونٹ بکریاں اور قیدی ہاتھ آئے۔ ان میں خود حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب یہ مال غنیمت لے کر مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حلیمہ اور اس کے شوہر کی رہائی کا حکم فرمایا۔ نیز اسی سال جمادی الاولیٰ میں زید بن حارثہ نے مہم عیص کی اور وہاں اس مال پر جو ابو العاص بن الربیع کے ساتھ تھا قبضہ کر لیا گیا۔ ابو العاص نے زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے یہاں پناہ لی اور انہوں نے ابو العاص کو پناہ دے کر اپنے پاس ٹھہرایا۔

بنو ثعلبہ پر یورش:

اسی سال جمادی الاخریٰ میں زید بن حارثہ نے پندرہ آدمیوں کے ساتھ بنو ثعلبہ پر یورش کی۔ بدوی اس ڈر سے کہ اس جماعت میں خود رسول اللہ ﷺ ہوں گے بغیر مقابلے کے بھاگ گئے۔ ان کے بیس اونٹ زید کو ملے۔ اس موقع پر یہ صرف چار شب مدینے سے غائب رہے تھے۔ اسی ماہ میں زید بن حارثہ حسمیٰ گئے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ دحیہ الکلبی قیصر روم سے مل کر آ رہے تھے قیصر نے ان کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا تھا۔ یہ جب آتے ہوئے حسمیٰ پہنچے تو جذام کے کچھ لوگوں نے راستے ہی میں ان کو لوٹ لیا کوئی چیز ان کے پاس نہ چھوڑی۔ اپنے گھر جانے سے پہلے یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس واقعے کی اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔

مہمات وادی القریٰ و دومۃ الجندل:

اس سال عمرؓ نے عاصم بن ثابت کی بہن جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح سے نکاح کیا۔ ان کے بطن سے عاصم بن عمر پیدا ہوئے مگر پھر عمرؓ نے اپنی اس بیوی کو طلاق دے دی اور پھر یزید بن جاریہ نے ان سے عقد کیا اور عبدالرحمٰن بن یزید ان کے بطن سے پیدا ہوا۔ اس طرح عبدالرحمٰن اور عاصم بن عمر اخیافی بھائی تھے۔ اس سال رجب میں زید بن حارثہ کی مہم وادی القریٰ کو گئی۔ اس سال ماہ شعبان میں عبدالرحمٰن بن عوف کی مہم دومۃ الجندل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ تمہاری اطاعت قبول کر لیں تو ان کے رئیس کی بیٹی سے شادی کر لینا۔ اس بستی کے تمام لوگ اسلام لے آئے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے تماضر بنت الاصبغ ان کے رئیس اور فرمانروا کی بیٹی سے شادی کی۔ اس سال امساک باراں سے نہایت شدید قحط پڑا۔ رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ استسقاء کی نماز پڑھی۔

فدک کی مہم:

اس سال ماہ شعبان میں علی بن ابی طالب کی مہم فدک گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ بنو سعد بن بکر کے ایک قبیلے کی ایک جماعت خیبر کے یہودیوں کی آپ کے خلاف مدد کرنا چاہتی ہے اس لیے آپ نے علیؓ کو ان کے مقابلے پر بھیجا۔ علیؓ سو آدمیوں کے ساتھ فدک روانہ ہوئے۔ یہ رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں چھپ رہتے۔ ان کو ان کا ایک جاسوس ہاتھ آ گیا اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس قبیلے نے مجھے خیبر بھیجا ہے کہ میں خیبر والوں سے کہوں کہ اگر تم خیبر کے پھلوں کی فصل ہمیں دے دو تو ہم تمہاری مدد کرنے کے لیے آتے ہیں۔

ام قرفہ کی مہم:

اس سال ماہ رمضان میں زید بن حارثہؓ کی مہم ام قرفہ کے مقابلے پر گئی اور اس میں ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر بہت ہی بے دردی سے ماری گئی۔ پہلے اس کے دونوں پاؤں میں رسی باندھی گئی اور پھر اسے دو اونٹوں کے درمیان باندھ کر ان اونٹوں کو ہانکا گیا۔ جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ ایک بہت بوڑھی عورت تھی۔

وادی القریٰ کا معرکہ:

اس واقعہ کے متعلق عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہؓ کو وادی القریٰ بھیجا۔ یہاں بنو فزارہ سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ ان کے بہت سے ساتھی شہید ہوئے اور زید زخمی ہو کر مقتولین کے درمیان سے اٹھائے گئے۔ اس واقعہ میں بنو بدر کے ایک شخص کے ہاتھ سے جو سعد بن ہذیم کا تھا ورد بن عمرو مارے گئے تھے۔ زید نے قسم کھائی کہ تاوقتیکہ وہ بنو فزارہ پر چڑھائی نہ کر لیں گے جنابت کا غسل بھی نہ کریں گے۔ جب وہ اپنے زخموں سے صحت یاب ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک فوج کے ساتھ بنو فزارہ سے لڑنے بھیجا۔ وادی القریٰ میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ زید نے ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے۔ قیس بن المحسر الیعمری نے مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کر دیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر کو جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیوی تھی گرفتار کر لیا۔ یہ ایک بہت بوڑھی عورت تھی۔ اس کے ہمراہ اس کی ایک بیٹی اور عبداللہ بن مسعدہ بھی گرفتار ہوئے۔ زید کے حکم سے ام قرفہ کو نہایت بے دردی کے ساتھ اس طرح قتل کر دیا گیا کہ اس کے دونوں پیروں میں رسیاں باندھی گئیں اور پھر اسے دو اونٹوں کے درمیان لٹکا کر ان اونٹوں کو ہانکا گیا جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

اس کے بعد زید ام قرفہ کی بیٹی اور عبداللہ بن مسعدہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ام قرفہ کی بیٹی جو کہ سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے گرفتار کی تھی وہ انہیں کے پاس تھی۔ ام قرفہ اپنی قوم میں نہایت معزز اور محترم خاتون تھیں عرب مثال میں کہا کرتے تھے ''اگر تم ام قرفہ سے بھی زیادہ معزز ہو گے پھر بھی'' رسول اللہ ﷺ نے سلمہ سے اس کی بیٹی کو مانگا۔ سلمہ نے وہ آپ کی نذر کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مکہ اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کے پاس بھیج دیا اور انہی کے بطن سے عبدالرحمن بن حزن پیدا ہوئے۔

بنت ام قرفہ:

اس مہم کے متعلق سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ اس مہم کے سردار ابو بکر بن ابی قحافہؓ تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہمارا امیر مقرر کیا تھا۔ ہم نے بنو فزارہ کی ایک جماعت پر جو پانی کے قریب تھی حملہ کیا۔ ابو بکرؓ نے رات بھر رکے رہنے کا حکم دیا۔ جب صبح کی نماز ہو گئی ابو بکرؓ نے ہمیں حملہ کا حکم دیا۔ ہم نے ان پر غارت گری کی۔ ہم پانی پر آئے اور بہت سے آدمیوں کو ہم نے قتل کر دیا۔ مجھے کچھ لوگ دوڑتے ہوئے نظر آئے جن میں عورتیں اور بچے تھے یہ پہاڑ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ میں نے ان کے درمیان ایک تیر پھینکا جو ان کے اور پہاڑ کے درمیان جا گرا اس سے وہ رک گئے۔ میں ان کو پکڑ کر ابو بکرؓ کے پاس لے آیا۔ ان میں بنو فزارہ کی ایک عورت بھی تھی جو پوستین پہنے ہوئے تھی اور اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی جو تمام عرب میں حسین ترین عورت تھی۔ ابو بکرؓ نے وہ بیٹی مجھے عطا کر دی۔ میں مدینہ آیا اور ابھی میں نے اس کو ہاتھ بھی نہ لگایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ملے انہوں نے فرمایا سلمہ یہ عورت مجھے دے دو۔ میں

نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ اب تک میں نے اس کا لباس نہیں کھولا مگر اس نے اپنے جمال سے مجھے اپنا فریفتہ بنا لیا ہے۔ دوسرے دن پھر بازار میں رسول اللہ ﷺ ملے اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو مجھے دے دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اب تک میں نے اسے عریاں نہیں کیا ہے اور وہ آپ کی نذر ہے۔ آپ نے اسے مکہ بھیج دیا جس کے عوض میں ان مسلمانوں کو جو مشرکین کے ہاتھ میں قید تھے رہائی ملی۔

عرنیین کا مقابلہ:

اسی سال کرز بن جابر فہری کی امارت میں ان عرنیین کے مقابلے پر جنہوں نے شوال ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا تھا اور وہ آپ کے اونٹ ہانک لے گئے تھے شہسواروں کی مہم بھیجی گئی۔

* * *

باب ۱۲

سلاطین کو دعوت اسلام ۶ھ

اس سال ذوالحجہ میں رسول اللہ ﷺ نے چھ شخصوں کو جن میں تین صحابی تھے اپنے قاصد کی حیثیت سے مختلف فرمانرواؤں کے دربار میں بھیجا۔ آپ نے لخم کے حاطب بن ابی بلتعہ کو جو اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے مقوقس کے پاس بھیجا۔ بنو اسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب کو جو حرب بن امیہ کے حلیف اور جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا اور دحیہ بن خلیفہ الکلبی کو قیصر کے پاس۔ عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو العامری کو ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس عبداللہ بن حذافہ السہمی کو کسریٰ کے پاس اور عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔

ابن حمید کے بیان کے مطابق سلمہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان کسی وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی صحابہ کو شاہان عرب اور عجم کے پاس اللہ عزوجل کی طرف دعوت دینے بھیجا۔

یزید بن ابی حبیب المصری سے مروی ہے کہ ان کو ایک ایسی تحریر ملی جس میں ان اصحاب کے نام تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم فرمانرواؤں کے پاس بھیجا تھا اور وہ پیام درج تھا جو آپ نے ان کے ذریعے ان کو بھیجا تھا انہوں نے وہ تحریر اپنے شہر کے بعض ثقہ لوگوں کے ہاتھ ابن شہاب الزہری کے پاس بھیجی۔ زہری نے اسے شناخت کر کے تسلیم کیا۔ اس تحریر میں درج تھا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت اپنے صحابہ کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ میں تمام عالم کے لیے باعث رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔ تم میری دعوت کو تمام عالم میں پہنچاؤ اور میرے بارے میں ایسا اختلاف نہ کرو جیسا کہ حواریوں نے عیسیٰ بن مریم کے متعلق کیا تھا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے کیا اختلاف کیا؟ آپ نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو وہی دعوت دی تھی جو میں نے تم کو دی ہے جو ان کے قریب تھے انہوں نے اس دعوت کو پسند کر کے اسے قبول کر لیا اور جو دور تھے انہوں نے اس دعوت کو ناپسند کر کے مسترد کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے اس کی شکایت کی۔ اس کی سزا ان کو یہ ملی کہ اس رات سے ان میں ہر شخص صرف وہ زبان بولنے لگا جس کے پاس وہ اشاعت دین کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اس پر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اب تو اللہ کا یہ فیصلہ تمہارے متعلق ہو گیا ہے اس پر عمل کرو۔

شاہ مصر کے تحفے

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے بنی عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود کو یمامہ کے رئیس ہوذہ بن علی کے پاس بھیجا۔ علاء بن الحضرمی کو بحرین کے رئیس بنو عبدالقیس کے منذر بن ساوی کے پاس بھیجا۔ عمرو بن العاص کو عمان کے دو سرداروں ازد کے جیفر بن جلندی اور عباد بن جلندی کے پاس بھیجا۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا۔ حاطب نے رسول اللہ ﷺ کا خط اسے جا کر دیا۔ مقوقس نے چار باندیاں آپ کو تحفہ بھیجیں ان میں ماریہ بھی تھیں جو ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی ماں بنی تھیں۔

ہرقل قیصر روم کو دعوت اسلام

رسول اللہ ﷺ نے [illegible] ہرقل [illegible] پاس [illegible] آپ ﷺ [illegible] [illegible]

ہے: [illegible] پہنچا دیں۔

[illegible] ہرقل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ابو سفیان [illegible] [illegible] [illegible] شام [illegible] [illegible] ہرقل نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایمان [illegible]

ہرقل کا جواب:

ایک روز وہ بہت ہی متفکر [illegible] تھا اس کے درباری امراء نے پوچھا آج جناب والا پریشان نظر آتے ہیں [illegible] نے کہا کہ میں نے آج شب خواب دیکھا ہے کہ مختونوں کا ملک سب پر غالب آنے والا ہے امراء نے کہا یہود کے علاوہ اور کوئی قوم ایسی نہیں معلوم جو ختنہ کراتی ہو اور وہ تو آپ کے قبضے میں اور آپ کی رعیت ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] ہرقل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہرقل نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہرقل نے کہا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ابوسفیان کی طلبی

ہرقل نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

میرے ساتھ بادشاہ کے دربار میں چلو۔ ہم اس کے ساتھ ہو لیے اور جب ہرقل کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کہ تم اس شخص کے قبیلے سے ہو۔ ہم نے کہا ہاں! اس نے پوچھا تم میں اس کا قریبی رشتہ دار کون ہے۔ میں نے کہا میں ہوں۔ میں نے اس دن ہرقل سے زیادہ بدصورت آدمی نہیں دیکھا تھا۔ بہرحال اس نے مجھے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا پھر اس نے کہا میں اس سے سوالات کروں گا اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کرنا۔ حالانکہ اگر میں جھوٹ بولتا تب بھی میرے ساتھی میری تکذیب نہ کرتے مگر میں تو خود ایک بڑا معزز آدمی تھا اور جھوٹ بولنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا اور اس بات سے واقف تھا کہ اگر میں اس وقت جھوٹ بولوں گا تو میرے ساتھی یہ بات یاد رکھیں گے اور اس بات کو روایت کریں گے اور مجھ پر یا مجھ میں عیب لگائیں گے اس لیے میں نے کوئی بات اس سے جھوٹ نہیں کہی۔

ہرقل کا استفسار:

ہرقل نے پوچھا جو شخص تم میں نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے اس کا حال بیان کرو۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں محمد ﷺ کی شان اور بات کو اس کے دل میں اہمیت نہ دوں اس لیے میں نے اس سے کہا آپ اس کی وجہ سے کیوں پریشان ہیں جو بات آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی ہے اس سے اس کی شان بہت کم تر ہے مگر میں نے دیکھا کہ میرے اس جواب کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اور اس نے کوئی التفات اس پر نہیں کیا۔ پھر ہرقل نے کہا مجھے صرف ان باتوں کا جواب دو جو میں ان کے متعلق دریافت کروں۔ میں نے کہا پوچھیے۔ اس نے کہا ان کا نسب کیا ہے۔ میں نے کہا وہ نجیب الطرفین ہم میں شریف ترین ہیں۔ اس نے پوچھا کیا ان کے خاندان میں سے کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے جس کی نقل میں انہوں نے دعویٰ کیا ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم سے حکومت حاصل تھی اور پھر تم نے اسے چھین لیا اور اب وہ پھر حکومت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا جو اس کے پیرو کون ہیں۔ میں نے کہا کمزور اور غریب نوجوان بچے اور عورتیں مگر اس کی قوم کے معزز اور اشراف میں سے ایک نے بھی اس کی اتباع نہیں کی ہے۔ پھر اس نے پوچھا اچھا تو جو اس کے تبع ہیں کیا وہ اس کو دل سے چاہتے ہیں اور وفادار ہیں یا پھر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا آج تک ان کے متبعین میں سے ایک نے بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اس نے پوچھا اب تمہاری اور ان کی لڑائی کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب آتے ہیں اور کبھی ہم ان پر۔ اس نے کہا تو کیا وہ بدعہد ہے تمام سوالوں میں یہ سوال ایسا تھا کہ مجھے اس کے جواب میں کچھ بات بنانے کا موقع تھا۔ میں نے کہا نہیں اب ہمارے اور ان کے درمیان صلح ہے مگر ان کی بدعہدی سے ہم بالکل مطمئن نہیں ہیں۔

ہرقل کا جواب

اس جواب پر اس نے کوئی التفات نہیں کیا بلکہ وہی پہلا سوال اس نے دہرایا اور کہا کہ میں نے تم سے نبی کا نسب پوچھا تھا تم نے کہا کہ وہ تم میں نہایت ہی شریف اور نجیب الطرفین ہیں اور اللہ کا بھی دستور ہے کہ جب وہ کسی کو نبوت عطا کرتا ہے وہ شخص اپنی قوم میں ہمیشہ نسب کے لحاظ سے شریف ترین ہوتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان کی قوم میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے جس کی نقل میں انہوں نے ایسا دعویٰ کیا ہو تم نے کہا نہیں۔ میں نے پوچھا تھا کیا تمہاری حکومت ان سے حاصل کی اور پھر تم نے اسے چھین لیا اور اب اس کے دوبارہ حاصل کرنے کے لیے انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے تم نے کہا نہیں ایسا نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ ان کے [illegible]

تھی تم نے بیان کیا کہ وہ کبھی ہم پر غالب ہوتے ہیں اور کبھی ہم ان پر۔ انبیاء کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے دین سے کوئی لوٹ جاتا ہے؟ اور کیا لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں؟ تم نے کہا ایسا نہیں ہوتا۔ یہی بات ہے کیونکہ ایمان کی حلاوت جب ایک مرتبہ دل میں اتر جاتی ہے تو پھر نہیں نکلتی۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا نہیں۔ چنانچہ اگر تم نے ان کا سچا حال مجھ سے بیان کیا ہے تو وہ ضرور میری اس سلطنت پر جو میرے ان قدموں کے نیچے ہے قابض ہو جائیں گے۔ کاش میں ان کی خدمت میں ہوتا اور ان کے پاؤں دھوتا۔ اچھا اب جاؤ۔ میں کھڑا ہو گیا اور ان کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے اللہ کے بندو دیکھو ابن ابی کبشہ کا معاملہ کتنا بڑھ گیا ہے کہ بنی الاصفر کے بادشاہ بھی شام میں بیٹھے ہوئے ان سے خوف زدہ ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کا خط:

دحیہ بن خلیفہ الکلبی کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کا حسب ذیل خط قیصر روم کو بھیجا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل قیصر روم کے نام بھیجا جاتا ہے جس نے راہ راست اختیار کی وہ سلامت رہا۔ اما بعد مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے اسلام لے آؤ تو اللہ تم کو اس کا دوہرا اجر دے گا اور اگر تم اس دعوت سے اعراض کرو گے تو تمہاری اس قوم اور رعایا کی گمراہی کا وبال بھی تم پر ہوگا۔

اس واقعے کے متعلق ایک دوسری روایت میں اس قدر زائد ہے کہ پھر قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے خط کو اپنی دونوں رانوں اور کمر کے درمیان رکھ لیا۔

ہرقل کا امراء سے مشورہ:

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں نصاریٰ کے ایک بڑے اسقف سے میری ملاقات ہوئی یہ اس وقت موجود تھا جب رسول اللہ ﷺ کا خط ہرقل کے پاس آیا اس نے بیان کیا کہ دحیہ بن خلیفہ الکلبی نے وہ خط ہرقل کو دیا اس نے اسے اپنی دونوں رانوں اور کمر کے نیچے رکھ لیا اور پھر روم کے پوپ کو اس واقعے کی اطلاع دی۔ یہ پوپ عبرانی انجیل کو پڑھا کرتا تھا۔ ہرقل نے اسے رسول اللہ ﷺ کا سارا واقعہ لکھا۔ پوپ نے جواب میں لکھا کہ بے شک وہ شخص وہی نبی برحق ہیں جن کے ہم منتظر تھے ان کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں تم ان کی اتباع کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ ہرقل نے اپنے تمام امراء کو دربار میں طلب کیا۔ ایک قصر میں دربار منعقد کیا گیا۔ سب کے جمع ہونے کے بعد دروازے بند کر دیے گئے چونکہ قیصر کو ان کی جانب سے اپنی جان کا خوف تھا اس لیے سامنے ایک بالاخانے پر آ کھڑا ہوا اور ان سے کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک نیک بات کے لیے بلایا ہے میرے پاس اس شخص کا خط آیا ہے جس میں اس نے مجھے اپنے دین کی دعوت دی ہے اور وہ بے شک وہی نبی برحق ہے جس کا ہم کو انتظار تھا اور جس کی پیشین گوئی ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے لہٰذا آؤ ہم سب اس کی اتباع کریں اور اس پر ایمان لائیں تاکہ ہماری دنیا و آخرت بچ رہے۔

امراء کی برہمی:

اس تحریر پر تمام حاضرین نے انکار کے لیے یک زبان ہو کر شور کیا اور کمرے سے باہر جانے کے لیے دروازوں کی

طرف سے نیچے گئے۔ وہ پہلے سے بند تھے پھر ان کو قیصر نے مخاطب کیا کیونکہ اسے اپنی جان کا ان کی جانب سے خطرہ تھا اس لیے اب اس نے یہ تقریر کی کہ میں نے یہ جو گفتگو کی تھی تو اس سے میرا مطلب صرف یہ امتحان تھا کہ آزمائش کی بات کر کے اپنے دین پر کس مضبوطی سے قائم ہو اور اس امتحان کی اس وجہ سے ضرورت تھی کہ مجھے خبر ہوئی تھی اب مجھے آپ کے راسخ ایمان کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ اس بات کے سننے کے بعد تمام اہل دربار اس بادشاہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے اب قصر کے دروازے کھول دیے گئے اور وہ سب چلے گئے۔

ضغاطر اسقف کا قتل:

دوسری روایت ہے کہ خط موصول ہونے کے بعد ہرقل نے دحیہ سے یہ کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے نبی برحق نبی ہیں یہ وہی ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور جن کا ذکر ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے مگر مجھے رومیوں سے اپنی جان کا خوف ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی اتباع کر لیتا۔ اب مناسب یہ ہے کہ تم ضغاطر اسقف کے پاس جاؤ اور اس سے اپنے نبی کا حال بیان کرو تمام رومیوں میں اس کی شان اور عزت مجھ سے زیادہ ہے اور اس کی بات کا سب پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر ہے۔ دیکھو وہ اس معاملے میں کیا کہتا ہے۔ دحیہ ضغاطر کے پاس آئے رسول اللہ ﷺ نے جس غرض سے اور جس دعوت کے لیے ان کو ہرقل کے پاس بھیجا تھا وہ اس سے بیان کی۔ ضغاطر نے کہا بے شک تمہارے نبی برحق نبی ہیں ہم ان کی تعریف سے پہچان گئے ان کا نام ہماری کتابوں میں ہے۔ اس کے بعد ضغاطر اندر گیا وہاں اس نے اپنا سیاہ لباس جو پہنے تھا اتار کر سفید کپڑے پہنے اور پھر اپنا عصا ہاتھ میں لے کر رومیوں کے سامنے جو گرجا میں جمع تھے آیا اور ان سے کہا کہ ہمارے پاس احمد کا خط آیا جس میں انہوں نے ہمیں اللہ عزوجل کی دعوت دی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ و ان احمد عبدہ و رسولہ۔ اسے سنتے ہی تمام رومی یک جان ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے اور ہو گئے اور وہیں ضغاطر کو شہید کر دیا۔ اس واقعے کے بعد دحیہ ہرقل کے پاس آئے اور یہ قصہ بیان کیا۔ ہرقل نے کہا میں نے پہلے ہی تم سے یہ بات کہہ دی تھی کہ مجھے ان کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ضغاطر کا اثر ان پر مجھ سے کہیں زیادہ تھا اور وہ اس کی مجھ سے زیادہ تعظیم کرتے تھے مگر تم نے دیکھ لیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔

ہرقل کی شام سے روانگی:

اس واقعے کے متعلق یہ اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے بعد جب ہرقل شام سے قسطنطنیہ واپس ہونے لگا اس نے تمام رومیوں کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں چند باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ان پر غور کرو اور ان سے کیا بیان تھے۔ ہرقل نے کہا تم خوب جانتے ہو کہ یہ شخص نبی مرسل ہے جس کا ذکر خود ہماری کتابوں میں موجود ہے اور جو صفت اس کی بیان کی گئی ہے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہی وہ نبی موعود ہے آؤ ہم سب ان کی اتباع کریں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ رہے۔ انہوں نے کہا اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں حالانکہ دنیا میں سب سے بڑی سلطنت ہماری ہے اور سب سے بڑی قوم ہم ہیں اور ہمارا ملک سب سے بہتر ہے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو اس بات کو قبول کرو کہ ہم ہر سال ان کو جزیہ دیا کریں تاکہ پھر ہمیں ان کی قوت کا کوئی اندیشہ نہ رہے اور ان سے لڑنا نہ پڑے۔ حاضرین نے کہا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عربوں کے مقابلے میں یہ ذلت گوارا کریں کہ وہ ہم سے خراج وصول کیا کریں۔ ہماری قوم دنیا میں سب سے بڑی بادشاہی سلطنت رکھتی ہے اور سب سے بڑی اور

سے اعلیٰ ملک رکھتے ہیں ہم کیونکر ان کو جزیہ دیں۔ ہرقل نے کہا اچھا تو پھر یہ ہے کہ ہم ان سے صلح کر لیں اور تمام ملک شام ہمارے قبضے میں رہے۔ یہ رومی فلسطین اردن حمص اور دمشق کے علاقے کو جو درب کے اس طرف واقع تھا سوریا کہتے تھے اور درب کے اس طرف روم سے متصل علاقے کو شام کہتے تھے (اس تجویز پر بھی حاضرین ناراض ہوئے اور کہنے لگے) آپ چاہتے ہیں کہ سوریا شام کے لیے بطور باڑ کے ہے ہم اس کو ان کے لیے چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس طرح جب رومیوں نے ہرقل کی ہر بات رد کر دی اس نے کہا کہ اب تم دیکھو گے کہ تم ان کے مقابلے میں محفوظ نہ ہو گے اور خود اپنے دار سلطنت میں تم کو محصور ہو کر مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یہ کہہ کر وہ خچر پر سوار ہو کر چل دیا اور جب درب پر پہنچ گیا اسے شام کا ملک نظر آیا اس نے کہا اے سوریا اب ہمیشہ کے لیے تجھے خیر باد کہتا ہوں اور سیدھا قسطنطنیہ چلا گیا۔

رئیس دمشق کو پیغام:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو منذر بن الحارث بن ابی شمر غسانی دمشق کے رئیس کے پاس بھیجا۔ واقدی کے بیان کے مطابق آپ نے یہ خط شجاع کے ذریعے اسے ارسال کیا تھا۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست کی اتباع کی اور اسے تسلیم کیا۔ میں تم کو اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں تمہاری ریاست تمہارے قبضہ میں رہے گی۔ شجاع یہ خط منذر کے پاس لائے اور پڑھ کر سنایا۔ اس نے کہا وہ کون ہے جو میری ریاست مجھ سے چھین سکتا ہے میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ جواب سن کر فرمایا: "اس کی ریاست برباد ہوئی"۔

شاہ حبشہ کو دعوت اسلام:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو جعفر بن ابی طالب کی امارت میں اپنے صحابہ کے ساتھ نجاشی کے پاس اپنا یہ خط دے کر بھیجا تھا: "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی الاصحم کے نام ارسال کیا جاتا ہے تم محفوظ ہو میں تمہارے سامنے اللہ کی جو تمام کائنات کا حاکم ہے، پاک ہے، امان ہے اور امان دینے والا، محافظ ہے تعریف کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ تھے جس کو اس نے نیک پاک اور عفیفہ مریم کے بطن میں ڈالا اور عیسیٰ بطن مریم میں منتقل ہو کر حمل قرار پائے اور بعد میں اللہ نے ان کو اپنی روح اور دم سے اسی طرح پیدا کیا جس طرح اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اس میں جان پھونکی۔ میں تم کو اس اللہ کی جو صرف ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں دعوت دیتا ہوں کہ اس پر ایمان لاؤ اس کی فرماں برداری میں میرا ساتھ دو۔ میری پیروی کرو اور میری رسالت کو مانو کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے اپنے چچا زاد بھائی جعفر کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تم ان کی تواضع کرنا اور تکبر و نخوت کو ترک کر دینا۔ میں تم کو اور تمہاری رعایا کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے اللہ کا پیغام خلوص کے ساتھ تم کو پہنچا دیا ہے تم میری اس نصیحت کو قبول کرو۔ اس پر سلامتی رہے جس نے راہ راست کی اتباع کی"۔

شاہ نجاشی کا قبول اسلام:

اس کے جواب میں نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا: "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ عریضہ نجاشی الاصحم بن ابجر کی جانب سے محمد رسول اللہ ﷺ کے نام ارسال ہے۔ اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اس اللہ کی جو بابرکت ایک ہے اور جس نے مجھے اسلام کی

[illegible]

[illegible]

حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ سے نکاح کر لیا ہے اس نے کہا کہ یہ وہ نر ہے کہ جس کی ناک میں نکیل نہیں ڈالی جا سکتی۔

نامۂ رسول شاہ فارس کے نام:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ السہمی کے ہاتھ یہ خط کسریٰ کے نام ارسال کیا: "بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے۔ سلامتی ہو اس پر جس نے راہ راست کی اتباع کی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس بات کی شہادت دی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں جو تمام اہل عالم کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں تاکہ جو زندہ ہیں ان کو آخرت سے ڈرائیں۔ اسلام لے آؤ تو محفوظ رہو گے اور اگر اس سے انکار کرو گے تمام مجوسیوں کا وبال تم پر ہوگا"۔

کسریٰ نے رسول اللہ ﷺ کا خط پارہ پارہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس کا ملک بھی پارہ پارہ کر دیا جائے گا۔

شاہ فارس کا گستاخانہ رویہ:

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کو فارس کے بادشاہ کسریٰ بن ہرمز کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا: "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فارس کے فرمانروا کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست کی اتباع کی۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور جس نے اس بات کی شہادت دی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ میں تم کو اللہ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور اس کے لیے دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام اہل عالم کے لیے تاکہ جو زندہ ہیں ان کو متنبہ کر دوں اور جو اس سے انکار کریں ان کے خلاف حجت قائم ہو جائے۔ اسلام قبول کرو بچ جاؤ گے اگر تم نے نہ مانا تو پھر تمہاری تمام قوم مجوس کا وبال تمہارے ذمے ہوگا"۔

خط پڑھ کر کسریٰ نے اسے پارہ پارہ کر دیا اور کہا کہ وہ میری رعایا ہے۔ مجھے یہ خط لکھتا ہے۔ عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رسول اللہ ﷺ کے خط کو لے کر کسریٰ کے پاس گئے۔ کسریٰ نے خط پڑھ کر اسے پارہ پارہ کر دیا جب آپ کو اس کی اس حرکت کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا: "اسی طرح اس کی حکومت کے پرزے ہو جائیں گے"۔

کسریٰ کا والی یمن کو حکم:

یزید بن ابی حبیب کی روایت کے مطابق اس کے بعد کسریٰ نے اپنے والی یمن باذان کو لکھا کہ تم دو طاقتور آدمی حجاز بھیجو کہ وہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے حسب الحکم اپنے داروغہ بابویہ کو جو کاتب اور ایرانی طریقہ حساب کا ماہر تھا اور اس کے ساتھ ایک دوسرے ایرانی خرخسرہ کو اس غرض سے مدینہ بھیجا اور ان کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کو یہ خط لکھا کہ تم ان کے ساتھ کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ باذان نے بابویہ سے زبانی یہ کہا کہ تم اس شخص کے شہر میں جاؤ اس سے گفتگو کرو اور پھر اس کا تمام حال مجھ سے آ کر بیان کرو۔ یہ دونوں ایرانی یمن سے چل کر طائف آئے اس کے مقام نخب میں ان کو چند قریشی ملے۔ انہوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کا پتہ پوچھا انہوں نے کہا وہ مدینے میں ہیں۔ وہ قریشی ان ایرانیوں کو دیکھ کر اور ان کے آنے کی

قہرمان [illegible] کے [illegible] انہوں نے [illegible] غالب [illegible]
تا کہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے [illegible]
بابویہ [illegible] اور [illegible] ان کے پاس [illegible] آپ کے [illegible]
[illegible] آپ [illegible]
معاف [illegible] آپ [illegible]
رہنے دے گا اور آپ کے ملک پر بادشاہ رہے گا

خسرو ایران کا قتل

یہ دونوں آپ کی خدمت میں اسی حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی داڑھی صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں تو آپ نے کراہت سے پہلے تو ان کی طرف نظر ہی نہیں کی مگر پھر آپ نے پوچھا تمہارا ناس ہو یہ کس نے اس کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے رب [illegible] نے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر میرے رب نے مجھے داڑھی چھوڑنے اور مونچھیں کتروانے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے کہا جاؤ کل پھر آنا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ کو [illegible] آسمان سے خبر آئی کہ اللہ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے فلاں [illegible] اپنے باپ کسریٰ کو فلاں رات قتل کر دیا ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ شیرویہ نے اپنے باپ کو [illegible] جمادی الاولیٰ [illegible] کی [illegible] شب [illegible] رات گئے قتل کر دیا۔

شیرویہ کی حکومت

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو بلایا اور ان کو اس [illegible] کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کیا آپ [illegible] ہیں [illegible] آپ کے متعلق [illegible] آپ کی اس [illegible] بادشاہ [illegible] بات آپ کی طرف سے [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ بات میری طرف سے [illegible] اور [illegible] میرا دین اور میری حکومت بہت جلد کسریٰ کی تمام سلطنت میں پہنچ جائے گی اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اونٹ اور گھوڑے جاتے ہیں [illegible] تو جو ملک تمہارے [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] پر [illegible] اس کے بعد آپ نے خرخسرہ کو ایک کمر بند عطا فرمایا جس میں سونا چاندی [illegible] تھا [illegible] آپ سے رخصت ہو کر [illegible] باذان کے پاس آئے اور [illegible] اس نے کہا [illegible] بادشاہ [illegible] میں [illegible] جیسا کہ ان کے بیان سے [illegible] یہ بات [illegible] تو [illegible] اور اگر یہ بات [illegible] نہیں [illegible] تو ہم [illegible] کے [illegible] باذان [illegible] شیرویہ کا خط [illegible] کہ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور [illegible] اپنے [illegible] اشراف [illegible] کو [illegible] جب تم کو میرا یہ خط ملے تو تم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

⁂

باب ۱۴

غزوۂ خیبر ۷ھ

حضرت محمد ﷺ کی خیبر کی جانب پیش قدمی

سنہ ۷ ہجری غزوۂ خیبر: بقیہ ماہ محرم میں رسول اللہ ﷺ خیبر روانہ ہوئے۔ اس موقعے پر آپ نے سباع بن عرفطہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ آپ اپنی فوج کے ساتھ رجیع نامی وادی میں خیبر اور غطفان کے درمیان آ کر اترے تاکہ وہ اہل خیبر کی مدد نہ کر سکیں کیونکہ وہ آپ کے مقابلے میں اہل خیبر کے یار و مددگار تھے۔ اہل غطفان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی ہے وہ جمع ہو کر آپ کے برخلاف یہودیوں کی مدد کے لیے چلے اور ابھی ایک ہی منزل گئے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے اپنے املاک اور اہل و عیال میں سے کچھ حس سنی۔ ان کو خیال ہوا کہ دشمن ادھر بڑھ گیا ہے وہ الٹے پاؤں پلٹ گئے اور اپنے اہل و عیال اور املاک میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور خیبر کے درمیان میدان صاف کر دیا۔ آپ نے ان کے اموال پر قبضہ کرنے سے ابتدا کی ایک ایک باغ اور املاک لیتے تھے اور گڑھیوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ سب سے پہلے حصن ناعم فتح ہوا۔ اسی پر محمود بن مسلمہ پر ایک قلعے سے جو گرے تھے ان پر چکی کا پاٹ پھینکا گیا جس سے وہ شہید ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے قموص اور ابن ابی الحقیق کے گڑھی فتح کیے۔ ان میں آپ کو بہت سے لونڈی غلام ملے جن میں صفیہ بنت حیی بن اخطب کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی بیوی بھی اپنی دو چچازاد بہنوں کے ساتھ ہاتھ آئی۔ آپ نے اسے اپنے لیے مخصوص فرما لیا۔ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ نے ان کو مانگا تھا مگر جب آپ نے ان کو اپنے لیے منتخب فرما لیا تو ان کی دونوں چچیری بہنیں دحیہ کو عطا کر دیں۔ خیبر کے بقیہ تمام لونڈی غلام مسلمانوں میں تقسیم کر دیے گئے۔

قلعہ صعب بن معاذ کی فتح

ایک اسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس قبیلے کے بنو اسلم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہماری معاشی حالت خستہ ہو گئی ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں رہا۔ مگر اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا کہ آپ ان کو عطا کرتے۔ آپ نے ان کے لیے دعا کی کہ اے اللہ تو ان کی حالت سے واقف ہے ان میں کوئی سکت نہیں رہی اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ میں ان کو دوں تو ان کے ہاتھ پر یہودیوں کے سب سے بڑے اور مالدار قلعے کو فتح کرا دے۔ دوسرے دن صبح کو اللہ نے صعب بن معاذ کا قلعہ جس سے زیادہ مالدار اور خوراک والا اور کوئی قلعہ نہ تھا ان کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تمام قلعے فتح کر لیے یہودیوں نے سمٹ کر اپنے قلعے وطیح اور سلالم میں پناہ لی تھی۔ سب سے آخر میں یہی قلعہ فتح ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے دس تیرہ راتیں یہاں ان کو محصور رکھا۔

مرحب کا رجز

جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ مرحب یہودی ہتھیار سجائے ان قلعوں سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا:

قد علمت خیبر انی مرحب　　شاکی السلاح بطل مجرب

أطعن أحیاناً وحیناً أضرب إذا اللیوث أقبلت تحرب

کان حماي للحمی لا یقرب

ترجمہ: ''اہل خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مسلح، بہادر، تجربہ کار ہوں۔ کبھی نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار سے وار کرتا ہوں جب شیر جنگ کے لیے سامنے آتے ہیں۔ میری چراگاہ کے قریب آنے کی کسی کو ہمت نہیں ہوتی۔''

اس نے کہا کوئی ہے جو مقابلے پر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون اس سے مقابلے پر جاتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا میں، کیونکہ یہودیوں نے کل ہی میرے بھائی کو قتل کیا ہے جس کی وجہ سے میں انتقام سے مضطرب ہوں، میں اس کے مقابلے پر جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اللہ اس کے مقابلے میں تمہاری امداد کرے۔ جب یہ دونوں قریب آئے تو ایک پرانا درخت ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ دونوں اپنے حریف سے اس کی آڑ لینے لگے۔ جو اس کی آڑ لیتا دوسرا اپنی تلوار سے جھپٹ مارتا اور اس کی شاخیں قطع کر دیتا یہاں تک کہ پورا درخت دونوں کے درمیان انسان کی طرح ٹھنڈ کھڑا رہ گیا۔ کوئی شاخ اس پر نہ رہی۔ مرحب نے محمد پر تلوار ماری۔ انہوں نے اسے اپنی ڈھال پر روکا۔ تلوار اس میں پیوست ہو گئی اور اس میں دندانے پڑ گئے۔ اس سے مرحب زخمی ہو گیا۔ محمد نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ مرحب کے بعد اس کا بھائی یاسر رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قد علمت خیبر أنی یاسر شاکی السلاح بطل مغاور

إذا اللیوث أقبلت تبادر وأحجمت عن صولتی المغاور

إن حماي فیه موت حاضر

ترجمہ: ''قوم خیبر جانتی ہے کہ میں یاسر ہوں مسلح، بہادر اور حملہ آور ہوں۔ جب شیر لڑائی میں جلدی کرتے ہوئے آتے ہیں اور مجھ پر حملہ کرنے سے بہادر بھی رک جاتے ہیں۔ میرے میدان میں موت حاضر ہے جو آئے گا مارا جائے گا۔''

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا حملہ:

زبیر بن العوام اس کے مقابلے پر چلے۔ ان کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا بیٹا مارا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تمہارا بیٹا اسے قتل کرے گا۔ زبیر یہ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے

قد علمت خیبر أنی زبار قرم لقوم غیر نکس فرار

ابن حماة المجد وابن الأخیار یاسر لا یغررك جمع الكفار

فجمعهم مثل السراب الجرار

ترجمہ: ''اہل خیبر جانتا ہے کہ میں زبار ہوں، قوم کا سردار ہوں، نہ کمزور ہوں نہ بھاگنے والا، میں شرفاء و بزرگوں کی اولاد ہوں۔ یاسر! تجھے کافروں کی جمعیت دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ ان کی مثال بہت جلد غائب ہو جانے والے سراب کی ہے۔''

اس کے بعد دونوں مقابل ہوئے تو زبیر نے اسے قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا علم:

بریدۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ اہل خیبر کے قلعے کے مقابل اترنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا علم عمر بن الخطاب کو دیا۔ کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو گئے۔ قلعے پر حملہ ہوا۔ مرحب اور اہل خیبر نے ان کا مقابلہ کیا۔ عمر اور ان کے ساتھی پسپا ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ آئے۔ عمر کے ہمراہی ان کو اور عمر ان کو بزدلی کا الزام دینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور جو خدا اور اس کے رسول کا محبوب ہے۔ دوسرے دن ابوبکر اور عمر نے جھنڈا لینے کے لیے ہاتھ پھیلایا۔ آپ نے علی کو بلوایا۔ ان کو آشوب چشم تھا۔ آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب لگایا اور یہ جھنڈا ان کو دیا۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہونے کے لیے چلے۔ اہل خیبر سے ملے تو آگے اس وقت مرحب یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب
اطعن احیانا و حینا اضرب اذا اللیوث اقبلت تلہب

ترجمہ: "خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار بند ہوں، آزمودہ بہادر ہوں۔ کبھی نیزہ بازی کرتا ہوں اور کبھی شمشیر زنی کرتا ہوں جب کہ مردان لڑائی میں غصہ سے بھرے ہوئے بڑھے آتے ہیں۔"

علی نے اور اس نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ علی نے اس کے سر پر ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی داڑھوں تک اتر گئی اور اس کی ضرب کی آواز مسلمانوں کی فرودگاہ والوں نے سنی۔ ابھی تمام آدمی بھی ان کے پاس نہ پہنچ پائے تھے کہ اللہ نے علی اور ان کے ساتھیوں کو فتح عطا کی۔

حضرت علیؓ اور مرحب کا مقابلہ:

دوسرے طریقے سے بریدہ سے مروی ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کو درد سر ہو جاتا تھا اس کی وجہ سے وہ ایک دن اور کبھی دو دن تک باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ چنانچہ خیبر آ کر آپ کے سر میں درد ہو گیا اور آپ برآمد نہ ہوئے۔ ابوبکر نے آپ کے جھنڈے کو لے کر حملہ کیا اور نہایت شدید لڑائی کے بعد پلٹ آئے۔ پھر عمر نے جھنڈا لیا، حملہ کیا اور اس مرتبہ پہلی مرتبہ سے بہت زیادہ شدید لڑائی ہوئی مگر وہ بھی بغیر فتح حاصل کیے پلٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اسے چاہتے ہیں۔ وہ بزور شمشیر قلعہ فتح کرے گا۔ علیؓ اس وقت وہاں موجود نہ تھے اس وجہ سے قریش کے ہر فرد کی یہ امید تھی کہ شاید اس کو علم دیا جائے۔ دوسرے دن صبح علیؓ اپنے اونٹ پر سوار رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ میں آئے اور آپ کے خیمے کے قریب آ کر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا۔ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ قطری کپڑے کی پٹی آنکھوں پر باندھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب آؤ۔ علیؓ آپ کے قریب آئے۔ آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب لگا دیا جس سے درد جاتا رہا اور اسی وقت چلے گئے۔ پھر آپ نے ان کو اپنا علم دیا۔ ان کے ساتھ بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہو لیے۔ علی نے اس وقت ایک ارغوانی رنگ کا حلہ پہن رکھا تھا جس کے حواشی کو انہوں نے بل کر رکھا تھا۔ خیبر کے شہر آنے پر مرحب نکلا۔ اس کے سر پر یمانی زرد رنگ کا خود تھا جس پر انڈے کے برابر ایک پتھر ترشا ہوا تھا جسے اس نے اپنی خود کے سر پر جڑا ہوا تھا، میدان میں نکلا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

ترجمہ: "خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیار بند بہادر اور تجربہ کار ہوں۔"

علیؓ نے اس کے جواب میں کہا

انا الذی سمتنی امی حیدرہ : اکیلکم بالسیف کیل السندرہ

لیث غابات شدید قسورہ

ترجمہ: "میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے میں کلہاڑے سے تمہارا اس طرح قتل عام کروں گا جس طرح آب باد مخالف کو دبا دیتا ہے میں نہایت تند خو اور بہادر شیر نیستاں ہوں۔"

دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے۔ علیؓ کا وار پہلے ہوا۔ جس سے کہ ان کی تلوار خود اور سر کو کاٹتی ہوئی مرحب کی داڑھوں تک اتر گئی اور شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔

ابو رافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو اپنا علم دے کر لڑنے بھیجا ہم بھی ان کے ساتھ گئے۔ جب وہ قلعہ کے قریب پہنچے اہل قلعہ مقابلے کے لیے برآمد ہوئے علیؓ ان سے لڑنے لگے۔ ایک یہودی نے ان پر تلوار ماری جس سے ان کی ڈھال ہاتھ سے گر پڑی علیؓ نے قلعے کے پاس کے ایک دروازہ کو اکھاڑ لیا اور اس سے ڈھال کا کام لیتے رہے وہ اسے اٹھائے ہوئے لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی تب انہوں نے اسے ڈال دیا۔ لڑائی سے فارغ ہو کر ہم آٹھ آدمیوں نے جن میں میں بھی شامل تھا اس دروازے کے لیے اپنا پورا زور صرف کر دیا کہ اسے پلٹیں مگر ہم ایسا نہ کر سکے۔

حضرت صفیہؓ بنت حیی

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب ابن ابی الحقیق کے قلعہ قموص کو رسول اللہ ﷺ نے فتح کر لیا صفیہ بنت حیی بن اخطب ایک دوسری عورت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گرفتار کر کے لائی گئی۔ ان کے لانے والے بلالؓ انہیں یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے لے کر گزرے ان کو دیکھ کر صفیہ کی ساتھی نے ایک چیخ ماری اپنا منہ پیٹا اور سر پر خاک ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے ہٹا دو۔ صفیہ کے متعلق آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو حفاظت میں لے لیا جائے۔ ان پر چادر ڈال دی جس سے صحابہؓ کو معلوم ہو گیا کہ ان کو آپ ﷺ نے اپنے لیے انتخاب فرمایا ہے جب اس یہودیہ کے واقعے کو آپ نے بلالؓ سے فرمایا کیا تم سے سب رحم جاتا رہا کہ تم ان دونوں عورتوں کو ان کے مقتول مردوں کے پاس سے لے کر گزرے۔

حضرت صفیہؓ کا خواب

اس سے پہلے صفیہؓ نے جب کہ وہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں خواب میں دیکھا تھا کہ چاند ان کی گود میں آ گیا ہے اس نے تعبیر کے لیے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے دل میں شاہ حجاز (محمد ﷺ) کی تمنا رکھتی ہے۔ اس نے اس زور سے ان کے منہ پر طمانچہ مارا کہ آنکھ سرخ ہو گئی۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی گئیں اس وقت بھی اس طمانچے کا اثر آنکھ میں موجود تھا آپ نے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے یہ واقعہ سنایا۔

کنانہ بن الربیع کا انجام

کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ اس کے پاس بنو نضیر کا خزانہ تھا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے انکار کیا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ ایک یہودی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے کنانہ کو ہر روز صبح اس ویرانے کے گرد چکر لگاتے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر ہم نے وہ خزانہ تمہارے پاس سے نکال لیا تو کیا ہم تجھے قتل کر دیں؟ اس نے کہا ہاں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس ویرانے کی کھدائی کا حکم دیا تو اس میں سے خزانے کا کچھ حصہ برآمد ہوا۔ آپ نے باقی کے متعلق اس سے پوچھا تو اس نے بتانے سے انکار کیا۔ آپ نے زبیر بن العوام کو حکم دیا کہ اس پر سختی کرو یہاں تک کہ وہ بتا دے۔ زبیر نے اس کے سینے پر چقماق سے آگ جلائی یہاں تک کہ جب وہ قریب المرگ ہو گیا تو آپ نے اسے محمد بن مسلمہ کے حوالے کر دیا اور انہوں نے اپنے مقتول بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلے میں اس کی گردن مار دی۔

اہل خیبر کی صلح کی درخواست

رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کو ان کے قلعوں وطیح اور سلالم میں محصور کر لیا جب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہماری جان بخشی کریں اور ہمیں یہاں سے جلاوطن کر دیں۔ آپ نے اس پر عمل کیا۔ اس سے پہلے آپ نے ان کے اموال شق، نطاۃ، کتیبہ اور ان دو قلعوں کے علاوہ تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب اہل فدک کو اہل خیبر کی اس درخواست کی اطلاع ہوئی انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی درخواست کی کہ آپ ان کی جان بخشی فرما کر ان کو جلاوطن کر دیں اور ہم اپنا تمام مال آپ کے لیے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ آپ نے اسے منظور کر کے صلح کر لیا۔

اہل فدک کی اطاعت

ان معاملات کے لیے جب اہل خیبر نے ان شرائط پر اطاعت قبول کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان جائیدادوں کی نصف پیداوار پر ہم سے معاملہ کر لیں کیونکہ ہم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان سے زیادہ واقف ہیں اور ان کو اچھی طرح آباد رکھ سکتے ہیں۔ آپ نے منظور فرما لیا اور شرط یہ رکھی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو ان سے بے دخل کر دیں گے۔ اہل فدک نے بھی اسی شرط پر صلح کی۔ اس طرح خیبر تمام مسلمانوں کی غنیمت ہوا اور فدک خاص رسول اللہ ﷺ کا ہو گیا کیونکہ اس پر مسلمانوں نے لشکر کشی نہیں کی۔

زینب یہودیہ کا تحفہ بھنا ہوا مسموم گوشت

لڑائی سے فارغ ہو کر جب رسول اللہ ﷺ مطمئن ہو گئے تو سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ کو بھنی ہوئی بکری کا گوشت ہدیہ بھیجا۔ اس نے آپ سے دریافت کرایا تھا کہ بکری کا کون سا عضو آپ کو زیادہ مرغوب ہے۔ بتایا گیا کہ دستی۔ اس نے دست میں زیادہ زہر ملا دیا اور باقی تمام بکری کو بھی زہر آلود کر کے آپ کے پاس لے آئی۔ جب وہ آپ کے دسترخوان پر رکھی گئی آپ نے دست اٹھا لیا اور اس میں سے ایک ٹکڑا منہ میں رکھ کر چبایا لیکن نگلا نہیں۔ آپ کے ساتھ بشر بن براء بن معرور بھی تھے انہوں نے بھی آپ کی طرح ایک ٹکڑا لیا تھا انہوں نے اسے نگل لیا مگر آپ نے تھوک دیا اور فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتاتی ہے کہ یہ مسموم ہے۔ آپ نے زینب کو بلوایا اور پوچھا تو اس نے اقرار کیا۔ آپ نے پوچھا کہ تجھے اس پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا

[illegible]

عمرو بن سعدی القرظی

[illegible]

[illegible]

حجاج بن علاط السلمی

[illegible]

[illegible] سے یہ بات [illegible] رسول اللہ ﷺ کے [illegible] آپ نے فرمایا [illegible]۔

حجاج بن علاط کی [illegible]

[illegible] حجاج بن علاط السلمی ثم البہزی [illegible] خیبر کی فتح میں شریک تھے۔ [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

[illegible] ہو گئے۔

حجاج کے مال مطالبہ کی وصولیابی

میں نے ان سے کہا [illegible] جن جن کے ذمے میرا مال مطالبہ ہے وہ وصول کرا دو [illegible] [illegible] خیبر [illegible] اس کے [illegible] [illegible] سب اس بات کے لیے [illegible] [illegible] آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس [illegible] [illegible] اور [illegible] سے پہلے [illegible]۔

حضرت عباس اور حجاج بن علاط

عباس بن عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

ان کے متعلق یہی حقیقت ہے۔ عباس نے کہا واللہ کیا خبر ہے۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی آپ کے بیان تک میں خود اسلام لا چکا تھا اور یہاں میں صرف اپنا روپیہ لینے آیا تھا کہ وہ اس پر قبضہ نہ کر لیں۔ جب تین دن گزر جائیں آپ اس خبر کا اعلان کر دیں۔ بخدا واقعہ یہی ہے جو میں نے بیان کیا اور جو آپ چاہتے ہیں۔

مکہ میں فتح خیبر کا اعلان:

تیسرے دن عباس نے اپنا حلہ پہنا خوشبو لگائی اپنا عصا لیا اور مکہ آئے اور طواف کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر قریش نے ان سے کہا اے ابوالفضل کیا ایسی مصیبت پیش آئی ہے اس کے بعد بھی تم طواف کر رہے ہو انہوں نے کہا ہرگز کوئی مصیبت نہیں اس کعبہ کی قسم ہے محمد نے خیبر فتح کر لیا۔ خیبر کی شہزادی ان کے قبضے میں ہے۔ انہوں نے خیبر کے تمام خزانے اور مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے جو اب انہی کی اور ان کے اصحاب کی ملک ہے۔ قریش نے پوچھا یہ خبر تمہیں کس نے بتائی انہوں نے کہا اسی شخص نے جس نے تم کو خبر دی تھی وہ مسلمان ہو کر یہاں آیا تھا اور اپنا مال و اسباب لے کے چلا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کے پاس چلا جائے۔ یہ سن کر قریش نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے۔ بخدا اگر ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم اسے جانے نہ دیتے۔ تھوڑے عرصے کے بعد دوسرے ذرائع سے ان کو اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔

غزوۂ خیبر کا مال غنیمت:

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ خیبر کے مواضعات میں سے شق اور نطاۃ عام مسلمانوں کے حصے میں آئے اور کتیبہ اللہ عزوجل کے خمس رسول اللہ کے حصہ ذوالقربیٰ یتامیٰ غرباء مساکین اور ازواج رسول اللہ ﷺ کی معاش اور ان لوگوں کے اخراجات کے لیے جن کی سعی سے اہل فدک اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح ہوئی تھی دیا گیا۔ ان ساعیوں میں محیصہ بن مسعود بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے غلہ میں سے تیس وسق یا تیس وسق کھجور ان کو دیے۔ آپ نے خیبر کے ثمرات جس طرح چاہے وہ خیبر کے دو قلعوں شق و نطاۃ سے تھے گو رسول اللہ ﷺ نے اوروں کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا تو خدا نے اہل فدک کے دل میں اہل خیبر پر نازل شدہ آفت سے ایسا رعب ڈالا کہ انہوں نے خود اپنی نصف پیداوار کی ادائیگی پر رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کی درخواست کی ان کے وفود فدک سے خیبر آئے اور آپ کے مدینہ آ جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ اس طرح فدک پر چونکہ مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی تھی یہ صرف آپ کی ذات کے لیے خالص ہوا۔

مسلمانوں کا عدل

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ اس فتح کے بعد عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ پیداوار کے لیے خیبر جاتے تھے اور وہاں کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے جب اہل خیبر ان سے اس کی شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا وہ کہتے کہ تم کو اختیار ہے چاہے اندازے کا نصف ہمیں دو یا ہم سے لو دونوں میں سے جو مقدار چاہو لے لو۔ یہودی کہتے کہ اسی عدل پر آسمان اور زمین برقرار ہیں۔ اپنی مدت العمر عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ کرتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد جبار بن صخر بن خنساء اس کام پر متعین ہوئے۔ تمام یہودی اسی معاہدہ پر قائم رہے مسلمانوں کو ان سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ البتہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد ہی میں

[illegible]

جو وہاں کے ایک رہنما کو لے کر چلے رات کو چلتے اور دن میں چھپ رہتے مگر ہوازن کو ان کی پیش قدمی کا علم ہو گیا وہ بھاگ گئے۔ عمر بن الخطابؓ کو ان پر حملہ کرنے کا موقع نہ ملا اور وہ واپس آ گئے۔ نیز اس سال شعبان میں ابوبکر صدیقؓ کی امارت میں ایک مہم نجد گئی اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

مہم بنو مرہ:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال شعبان میں بشیر بن سعدؓ کی امارت میں تیس آدمیوں کی ایک مہم بنو مرہ کے مقابلہ پر فدک گئی ان کے تمام ساتھی لڑائی میں کام آ گئے وہ خود زخمی مقتولین میں اٹھائے گئے اور پھر مدینہ چلے آئے۔

میفعہ کی مہم:

اسی سال رمضان میں غالب بن عبداللہ کی امارت میں ایک مہم میفعہ گئی۔ عبداللہ بن ابی حدردؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو بنو مرہ کے علاقے میں بھیجا وہاں انہوں نے جہینہ کے خاندان حرقہ کے مرداس بن نہیک کو جو بنو مرہ کا حلیف تھا قتل کر دیا اسے اسامہ بن زیدؓ اور ایک انصاری نے قتل کیا تھا اسامہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس پر حملہ کیا اس نے کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ کہا مگر ہم نے نہ مانا اور اسے قتل ہی کر دیا۔ مدینہ آ کر ہم نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا اسامہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے بعد اب کون تمہارا کفیل ہو سکتا ہے۔

مہم بنو عبد بن ثعلبہ:

واقدی کہتے ہیں کہ اسی سال غالبؓ بن عبداللہ کی مہم بنو عبد بن ثعلبہ کو بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ یسار نامی نے آپؐ سے کہا کہ میں بنو عبد بن ثعلبہ پر ان کی بے خبری میں حملہ کرنے کے موقع سے واقف ہوں آپؐ نے غالب بن عبداللہ کو ایک سو تیس آدمیوں کے ساتھ اس کے ہمراہ بھیج دیا۔ انہوں نے ان پر غارت گری کی اور ان کے مویشی لوٹ کر مدینہ لے آئے۔

مہمات یمن و جبار:

اسی سال ماہ شوال میں بشیر بن سعد کی مہم یمن اور جبار بھیجی گئی۔ اس مہم کے ارسال کی وجہ یہ ہوئی کہ حسیل بن نویرہ الاشجعی جو خیبر کی چڑھائی میں رسول اللہ ﷺ کا راہنما تھا آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا غطفان کی ایک جمعیت جبار میں موجود ہے۔ عیینہ بن حصن نے ان سے کہلا کر بھیجا ہے کہ وہ آپ کی طرف بڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد کو حسیل کے ساتھ اس جماعت کی طرف بھیجا۔ اس مہم نے ان کے مویشی لوٹ لیے عیینہ بن حصن کا ایک غلام گرفتار کیا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ان کا مقابلہ خود عیینہ کی جماعت سے ہوا وہ پسپا ہوا اس پسپائی میں حارث بن عوف کی اس سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے عیینہ سے کہا اب تمہارا یہ حال ہو گیا کہ تم اپنے سامنے والی جماعت کے مقابلہ سے بھاگتے ہو۔

مسلمانوں کی مکہ کو روانگی:

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق خیبر سے مدینہ واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان اور شوال وہیں اقامت فرمائی اس اثناء میں آپؐ نے دوسروں کی امارت میں متعدد مہمیں بھیجیں۔

[illegible] آپ [illegible] کے لیے [illegible] ہوئے [illegible] تھے [illegible] سے [illegible] آپ [illegible] بیٹھے تھے اور [illegible] آ [illegible] نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں کا رمل

ابن عباس سے مروی ہے کہ قریش [illegible] رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہی مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے [illegible] کھڑے ہو گئے [illegible] آپ نے اپنی چادر [illegible] تھی [illegible] کیا [illegible] آپ نے [illegible] رمل [illegible] طواف کرنے لگے [illegible] آپ [illegible] تھے [illegible] اس طرح [illegible] طواف [illegible] عبداللہ [illegible] مسلمانوں [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] وقت [illegible] مسلمان [illegible] رسول اللہ ﷺ نے اس طرح [illegible] طواف [illegible] اس وقت سے [illegible] سنت [illegible] ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ [illegible] جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اس وقت عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

خلوا بني الكفار عن سبيله ‏ اليوم نضربكم على تنزيله
خلوا فكل الخير في رسوله ‏ يا رب اني مؤمن بقيله
اعرف حق الله في قبوله ‏ نحن قتلناكم على تأويله
كما قتلناكم على تنزيله ‏ ضربا يزيل الهام عن مقيله
ويذهل الخليل عن خليله

ترجمہ: ”اے کافروں کی اولاد [illegible] راستہ [illegible] اللہ [illegible] رسول [illegible] ہم نے [illegible] تم کو [illegible] طرح [illegible] سے [illegible] ہو [illegible]۔“

حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح

ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے اس [illegible] احرام [illegible] بنت حارث سے نکاح کیا [illegible]

باب ۱۴

غزوہ موتہ ۸ھ

بنو الملوح کی مہم

اسی سال رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب نے انتقال کیا۔ اس سال ماہ صفر میں آپ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو بنو الملوح سے لڑنے کے لیے قدید روانہ فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جندب بن مکیث الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ الکلبی (کلب لیث) کو بنو الملوح کے مقابلہ پر جو قدید میں تھے روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ ان پر غارت گری کریں۔ یہ سب مہم پر روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہم رکاب تھا جب ہم قدید پہنچے وہاں ہم کو حارث بن مالک جو ابن برصاء اللیثی تھا مل گیا۔ ہم نے اسے گرفتار کر لیا اس نے کہا کہ میں تو مسلمان ہونے کے لیے آیا ہوں۔ غالب بن عبداللہ نے اس سے کہا اگر تم واقعی اسلام لانے آئے ہو تو ایک دن رات کی نظر بندی تمہارے لیے کوئی چیز نہیں اور اگر کوئی اور مطلب ہے تو تمہاری قید سے ہمیں تمہاری طرف سے اطمینان ہو جائے گا۔ غالب نے اسے باندھ کے ایک پستہ قامت حبشی کو نگرانی کی غرض پر چھوڑا اور اس حبشی کو حکم دیا کہ ہماری واپسی تک تم اسے قید رکھو اور اگر یہ جھگڑا کرے تو فوراً اس کا سر جدا کر لینا۔ ہم آگے بڑھے اور بطن کدید کے قریب پہنچے عصر کے بعد شام ہونے سے پہلے ہی ہم وہاں اتر پڑے۔ میرے دوستوں نے مجھے دشمن کی اطلاع کے لیے متعین کیا میں ایک ایسے ٹیلے پر چڑھا جہاں سے مجھے بستی جو وہاں تھی نظر آ رہی تھی۔ میں اس ٹیلے پر اوندھا لیٹ گیا۔ یہ مغرب سے کچھ پہلے کا وقت تھا ایک شخص نکلا اس نے مجھے ٹیلے پر لیٹے ہوئے دیکھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ٹیلے پر مجھے ایک سیاہ چیز نظر آ رہی ہے جو دن میں نظر نہیں آئی تھی۔ دیکھو کہیں کتے تمہارے برتن اٹھا کر نہ لے گئے ہوں۔ اس کی عورت نے دیکھ کر کہا میری تو سب چیزیں موجود ہیں۔ اس نے کہا اچھا میری کمان اور دو تیر ترکش سے نکال کر دو۔ اس کی عورت نے تیر کمان اسے دی اس نے ایک تیر مجھے مارا جو میرے پہلو میں آ کر لگا میں نے اسے کھینچ کر نکالا اور حرکت نہ کی اس نے پھر دیکھا۔ اس نے دوسرا تیر مارا جو میرے شانے کے بالائی حصے پر آ کر لگا میں نے اسے بھی کھینچ کر نکالا اور اپنے پاس رکھ دیا اور کوئی حرکت نہیں کی اس نے عورت سے کہا میں نے دو تیر جو اسے مارے تھے لگ گئے اگر یہ کوئی جاسوس ہوتا تو ضرور حرکت کرتا صبح کو تم جا کر یہ تیر اٹھا لانا کہ کتے انہیں چبا نہ لیں۔

کفار کا تعاقب:

جب رات کو ہم نے ان کو مہلت دی تاکہ جب ان کے تمام مویشی شام کو چرا کر ان کے مقام پر واپس آ جائیں انہوں نے ان کو دوہا اور باڑے میں بند کر دیا۔ رات ہو گئی اور آرام سے سو گئے جب رات زیادہ ہو گئی ہم نے ان پر غارت گری کی۔ ان میں سے بہت سے لوگ قتل ہوئے اور ان کے اونٹ ہانک لائے اب ہم اپنی منزل مقصود کی طرف چلے اور دشمن کا قبیلہ اپنے اپنے قبائل کی طرف مدد طلب کرنے روانہ ہوا ہم تیزی سے جا رہے تھے حارث بن مالک بن البرصاء اور اس کے نگہبان کے پاس سے گزرے ہم نے اسے اپنے ساتھ لے لیا اب ہمیں دشمن کے مددگاروں نے جو ان کی امداد کے لیے آئے تھے آن لیا

[illegible] سے ساتھ آیا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] وادی [illegible] سیلاب آ گیا [illegible] ہم لوگ [illegible] رسول اللہ ﷺ کے پاس [illegible] چلے آئے [illegible]

اس مہم میں ہمارا شعار امت امت تھا۔

منذر بن ساویٰ سے مصالحت:

اسی سال رسول اللہ ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساویٰ العبدی کے پاس بحرین ایک خط کے ساتھ بھیجا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبی رسول اللہ کی جانب سے منذر بن ساویٰ کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلامتی ہو تم پر، میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد تمہارا خط اور تمہارے قاصد میرے پاس آئے جو ہماری نماز پڑھے ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور وہی ذمہ داریاں اور جو ان باتوں سے انکار کرے اس سے جزیہ لیا جائے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں کو لکھا کہ ان سے جزیہ لیا جائے مگر ان کا ذبیحہ نہ کھایا جائے اور ان کی عورتوں سے نکاح نہ کیا جائے۔

جیفر اور عباد کا قبول اسلام:

اسی سال رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو جلندی کے بیٹے جیفر اور عباد کے پاس عمان بھیجا ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ عمرو بن العاص نے ان کے امراء سے صدقہ وصول کیا اور مجوسیوں سے جزیہ لیا۔

بنو عامر پر حملہ

اسی سال ربیع الاول میں شجاع بن وہب [illegible] بنی عامر کی طرف [illegible] آدمیوں کے ساتھ [illegible] ان پر چھاپہ مارا اور ان کی بکریاں پکڑ لائے۔ اس مہم میں [illegible] پندرہ پندرہ اونٹ ملے تھے۔

ذات اطلاح میں مسلمانوں کی شہادت

اسی سال کعب بن عمیر غفاری پندرہ آدمیوں کے ساتھ ذات اطلاح گئے وہاں ان کو ایک بڑی جماعت ملی انہوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر ان لوگوں نے [illegible] تیر [illegible] شہید کر دیا [illegible] مدینہ پہنچے۔ واقدی کہتے ہیں [illegible] ذات اطلاح شام کی طرف ہے [illegible] ایک شخص [illegible] زخمی تھے۔

عمرو بن العاص [illegible]

[illegible]

عمرو بن العاص [illegible]

[illegible]

عمرو بن العاص [illegible] قبول اسلام

[illegible]

اس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا کیا آپ مجھ سے اسلام پر ان کی طرف سے بیعت لے لیں گے؟ اس نے کہا ہاں۔ اس نے ہاتھ بڑھا دیا میں نے اس کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر لی اور وہاں سے اپنے رفیقوں کے پاس چلا آیا مگر میری رائے اب بالکل بدل چکی تھی۔ میں نے اپنے اسلام کو اپنے ساتھیوں سے چھپایا۔

عمرو بن العاص اور خالد بن ولید کا قبول اسلام:

پھر میں وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے ارادے سے روانہ ہوا کہ ان کے ہاتھ پر اسلام لاؤں۔ راستے میں خالد بن ولید سے ملا یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے وہ مکہ سے آ رہے تھے میں نے پوچھا ابو سلیمان کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا بات ثابت ہو چکی یہ شخص واقعی نبی ہے۔ میں ان کی خدمت میں اسلام لانے جا رہا ہوں کب تک محروم رہوں۔ میں نے کہا میں بھی اسی غرض سے آیا ہوں۔ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے خالد مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں باریاب ہوئے اسلام لائے اور بیعت کی پھر میں آپ کے پاس گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ میرے پچھلے گناہ معاف فرما دیں آئندہ کے گناہوں کا میں ذکر نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو بیعت کرو اسلام اور ہجرت ما قبل زمانے کو قطع کر دیتے ہیں۔ میں نے بیعت کی اور چلا آیا۔ عثمان بن ابی طلحہ بھی ان دونوں صاحبوں کے ہمراہ تھے وہ بھی انہی کے ساتھ اسلام لائے۔

ذات السلاسل کی مہم:

اس سال جمادی الآخری میں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو تین سو صحابہ کے ساتھ قضاعہ کے مقام سلاسل کو بھیجا۔ اس مہم کی وجہ یہ ہوئی کہ ام العاص بنت وائل قبیلہ قضاعہ کی تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ اس طرح آپ قضاعہ کی تالیف قلوب کریں۔ آپ نے عمرو بن العاص کو اشراف مہاجرین و انصار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ پھر عمرو بن العاص نے آپ سے مدد طلب کی۔ آپ نے دو سو مہاجرین اور انصار جن میں ابوبکر اور عمر بھی تھے ابو عبیدہ بن الجراح کی امارت میں ان کی مدد کو بھیجا اس طرح اس جمعیت کی تعداد پانچ سو ہو گئی۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو قبیلہ بلی اور عذرہ بھیجا تاکہ وہ عربوں کو شام پر یورش کرنے کے لیے آمادہ کریں۔ چونکہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تعلق رکھتی تھی اس وجہ سے ان کی تالیف قلوب کے لیے آپ نے عمرو بن العاص کو ان کی طرف بھیجا۔ عمرو بن العاص جذام کے علاقے میں ایک چشمہ سلاسل پر آئے اس کے نام کی وجہ سے یہ غزوہ ذات السلاسل کہلاتا ہے۔ انہیں وہاں اپنی جمعیت کے متعلق خوف پیدا ہوا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کی۔ آپ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو سابقین مہاجرین کے ساتھ جس میں ابوبکر اور عمر بھی تھے عمرو بن العاص کی مدد کے لیے روانہ کیا اور بھیجتے وقت ابو عبیدہ سے کہا کہ تم دونوں ایک دوسرے کے خلاف نہ ہونا۔ ابو عبیدہ عمرو بن العاص کے پاس پہنچے۔ عمرو بن العاص نے ان سے کہا تم میری مدد کے لیے آئے ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا عمرو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان اختلاف نہ ہو۔ تم میری بات نہ مانو گے تب بھی میں اطاعت کروں گا۔ عمرو بن العاص نے کہا میں تمہارا امیر ہوں اور تم میرے مددگار۔ ابو عبیدہ نے کہا یہی سہی چنانچہ عمرو بن العاص نے نماز میں امامت کی۔

غزوۂ خبط:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال (۸ھ) میں ابوعبیدہ بن الجراح کو نبی کریم ﷺ نے ماہ رجب میں تین سو جوانوں کے ہمراہ جن میں مہاجرین اور انصار دونوں تھے جہینہ کی سمت بھیجا۔ ان کو زادراہ کی کمی سے بھوک کی سخت تکلیف دہ فاقہ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ایک شخص کو ایک ایک کھجور دی گئی۔

عبداللہ بن جابر ؓ سے مروی ہے کہ ہم تین سو سوار تھے ہمارے امیر ابوعبیدہ بن الجراح ؓ کی امارت میں بھیجے گئے۔ سامان خوراک کی قلت سے ہمیں بھوک کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی یہاں تک کہ ہم نے پتے کھائے پھر ہم کو ایک جانور سمندر کے ساحل پر پڑا ہوا ملا جس کا ہم نے گوشت کھایا۔ ایک انصاری نے تین تین اونٹ ذبح کرائے۔ دوسرے دن بھی انہوں نے یہی عمل کیا مگر ابوعبیدہ ؓ نے ان کو منع کر دیا اور وہ باز آ گئے۔ ذکوان ابوصالح سے مروی ہے کہ یہ انصاری قیس بن سعد ؓ تھے۔

ایک دوسرے سلسلے سے جابر بن عبداللہ سے نقل ہوا کہ وہی بیان کی ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اس مہم کو سامان خوراک کی عدم دستیابی کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی اور سعد بن قیس ؓ جو ان کے امیر تھے انہوں نے نو اونٹ مسلمانوں کے لیے ذبح کیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مہم کو سمندر کے کنارے بھیجا تھا۔ سمندر نے ایک جانور کنارے پر ڈال دیا تھا۔ تین دن تک مسلمانوں نے اس کا گوشت کھایا اس کے ٹکڑے کر کے کاٹ کاٹ کر رکھ لیے اور اس کی چربی کو پگھلا کر جمع کر لیا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اور اس طرح قیس بن سعد کی اس فیاضی کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ سخاوت اس خاندان کا شیوہ ہے۔ مچھلی کے بارے میں روایت ہے کہ اگر ہم جانتے کہ گوشت خراب ہونے سے پہلے ہم آپ کے پاس پہنچ جائیں گے تو ہم اسے اپنے ساتھ آپ کے لیے لے آتے۔ اس کے علاوہ اس بیان میں پتوں وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں۔

دوسرے سلسلے سے جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک چھوٹی سی فوج میں روانہ کیا اور ہم میں سے ابوعبیدہ تو ان میں سے ایک ایک کھجور دیتے تھے ایک ایک کھجور دیتے تھے ہم اسے چوس کر پانی پی لیتے تھے اور شام تک اس پر بسر کرتے تھے اب یہ بھی ختم ہو گئیں نوبت یہاں تک پہنچی اور ہم کو بھوک کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ اللہ نے ایک مردہ مچھلی سمندر کے ساحل پر پھینک دی۔ ابوعبیدہ نے کہا چونکہ ہم بھوکے ہیں اس کو کھاؤ۔ چنانچہ ہم نے اس کو کھایا وہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اس کی پسلیوں کو ابوعبیدہ نے کھڑا کیا تو اس کے نیچے سے اونٹ سوار گزر گیا اور کئی آدمی اس مچھلی کی آنکھ کے حلقے میں سما بیٹھ جاتے تھے۔ ہم نے خوب اس کا گوشت کھایا اور اس کی چربی ملتے رہے جس کی وجہ سے ہمارے بدن چربیلے ہو گئے اور ہماری طاقت اور تندرستی بحال ہو گئی۔ جب مدینہ آئے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا یہ رزق تھا جو اللہ نے تمہارے لیے نکالا تھا۔ کیا اس کا گوشت تمہارے ساتھ ہے ہمارے پاس تھا ہم میں سے کسی صاحب نے اسے پیش کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ واقعہ اس سبب سے غزوۂ خبط کہلاتا ہے کہ اس میں مسلمانوں نے پتے کھائے تھے بھوک کی وجہ سے ان کے جبڑے درختوں اور جھاڑیوں کے پتے کھانے سے زخمی ہو گئے۔

سریہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ:

اسی سال شعبان میں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ ابوقتادہؓ کی قیادت میں روانہ فرمایا عبداللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی اور دو سو درہم اس کا مہر مقرر کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اس رقم کی ادائیگی کے لیے آپؐ سے مدد لوں۔ آپؐ نے پوچھا کتنا مہر ہے میں نے کہا دو سو درہم۔ آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ بخدا اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے کہ تم کو دوں۔ چند روز میں خاموش رہا۔ اب بنو جشم بن معاویہ کا ایک شخص رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ بنو جشم کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ غابہ میں اپنی قوم اور دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ اس نیت سے کہ وہ بنو قیس کو رسول اللہ ﷺ سے لڑائی پر ابھارے آ کر فروکش ہوا۔ یہ شخص اپنے قبیلے میں بڑا معزز تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور دو مسلمانوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم جاؤ اور اسے میرے پاس اٹھا لاؤ اور یا کم از کم اس کی اطلاع لے کر آؤ۔ ہماری سواری کے لیے آپؐ نے ایک دبلی پتلی اونٹنی دی۔ ہم میں سے ایک شخص اس پر سوار ہو گیا مگر کمزوری کی وجہ سے وہ زمین سے نہ اٹھ سکی یہاں تک کہ لوگوں کو اسے پیچھے سے سہارا دے کر اٹھانا پڑا اب وہ بمشکل کھڑی ہو سکی۔ آپؐ نے فرمایا اسی پر چلے جاؤ اور اس کے پیچھے جاؤ"۔

رفاعہ بن قیس کا قتل:

آپؐ سے رخصت ہو کر ہم چلے ہمارے ساتھ اسلحہ میں تیر اور تلواریں تھیں ہم غروب آفتاب کے ساتھ جب پہنچے کہ دشمن کی فرودگاہ کے قریب آ گئے تھے میں ایک سمت چھپ کر گھات میں بیٹھ گیا اور میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو دوسری جگہ گھات میں بٹھا دیا اور سمجھا دیا کہ جب میں دشمن کے اوپر حملہ کروں اور تکبیر کہوں تو تم بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا۔ ہم دشمن کی تاک میں بیٹھے تھے کہ اچھی طرح رات طاری ہو گئی دشمن کا ایک چرواہا جو زیادہ رات جانے تک ان کی فرودگاہ میں اپنے گلے کے ساتھ واپس نہیں آیا تھا وہ اس کے لیے خائف تھے۔ اس کی تلاش کے لیے ان کا سردار رفاعہ بن قیس اٹھا اس نے تلوار سنبھالی اسے گلے میں ڈالا اور اس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے چرواہے کو ضرور کوئی گزند پہنچا ہے میں اس کی تلاش میں جاتا ہوں اس کے ساتھیوں نے اسے اس ارادے سے روکا اور کہا کہ تم نہ جاؤ ہم جاتے ہیں مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں خود ہی جاؤں گا۔ تب اس کے ساتھیوں نے کہا تو اچھا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ اس نے کہا ہرگز کسی کے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں میں تنہا جاؤں گا۔ یہ اپنے مقام سے چل کر میرے قریب آیا جب وہ میرے نشانے پر آ گیا میں نے تیر اس کے دل میں پیوست کر دیا اور وہ وہیں خاموش ٹھنڈا ہو گیا۔ میں نے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اب دشمن کی فرودگاہ پر حملہ کیا اور تکبیر کی میری آواز پر میرے دونوں ساتھی بھی تکبیر کہتے ہوئے اپنی کمین گاہوں سے نکلے اور سامنے آئے اور ہمارے اس حملے کا دشمن پر یہ رعب ہوا کہ ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ اپنے اہل و عیال اور اموال میں سے جو آسانی سے وہ لے جا سکتے تھے لے کر وہ بھاگ نکلے ہم کو بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں غنیمت میں دستیاب ہوئیں۔ ہم ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور رفاعہ کا سر بھی ہم اٹھائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ان اونٹوں میں سے تیرہ اونٹ مجھے عطا فرمائے۔ اور ان سے میں نے اپنی بیوی کا مہر ادا کیا اور اسے رخصت کرا کر اپنے گھر لایا۔

مال غنیمت کی تقسیم:

واقدی کہتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ بن ابی حثمہ نے اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سریہ میں ابوقتادہ کے ساتھ ابن ابی حدرد کو بھی بھیجا تھا اس کے ساتھ سولہ آدمی تھے۔ یہ لوگ پندرہ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔ ہر شخص کو بارہ اونٹ حصے میں ملے تھے۔ ایک اونٹ دس بکریوں کے مساوی قرار دیا گیا تھا۔ مال غنیمت میں چار نوجوان لڑکیاں تھیں ان میں سے ایک جوان خوبصورت تھی۔ یہ ابوقتادہ کے حصہ میں آئی۔ محمیہ بن الجزء نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے ابوقتادہ سے اسے مانگا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے غنیمت میں خرید لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اسے مجھے دے دو۔ ابوقتادہ نے وہ عورت رسول اللہ ﷺ کو دے دی۔ آپ نے اسے محمیہ بن الجزء الزبیدی کو دے دیا۔

بطن اضم کی مہم:

اس سال آپ ﷺ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو بطن اضم کی مہم کے ساتھ روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بطن اضم بھیجا۔ میں چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس اللیثی بھی تھے مدینہ سے روانہ ہو کر بطن اضم آیا۔ یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ عامر بن الاضبط الاشجعی اس مقام پر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اس کے ساتھ سامان معیشت اور دودھ کی ایک چھاگل بھی تھی۔ جب وہ ہمارے قریب آیا اس نے ہمیں اسلامی طریقہ پر سلام کیا۔ لہٰذا ہم نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا البتہ محلم بن جثامہ اللیثی نے کسی عداوت کی وجہ سے اسے قتل کر دیا اور اس کے اونٹ اور اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہم نے اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دی تو ان کے متعلق کلام پاک کی یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا۔ (اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو) واقدی کے قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کو جاتے رمضان میں یہ سریہ بھیجا تھا اس میں آٹھ آدمی تھے۔

* * *

[illegible]

نے یہ شعر پڑھا۔

خلف السلام علی امرئ ودعته فی النخل خیر مشیع وخلیل

ترجمہ: ''پیچھے رہ جانے والوں میں سلامتی ہو اس شخص پر جس کو میں نے نخلستان میں رخصت کیا وہ بہترین رخصت کرنے والا اور بہترین دوست ہے۔''

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا جذبۂ جہاد:

یہ لوگ چلتے چلتے ملک شام کی سرزمین معان پہنچے۔ یہاں ان کو معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ بلقاء میں مقام مآب پر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے اور اس فوج کے علاوہ ایک لاکھ [illegible] لخم، جذام، بلقین، بہراء اور بلی کے قبائل [illegible] کے ایک شخص مالک بن زافلہ کی قیادت میں ان کے ساتھ ہیں۔ [illegible] مسلمان دو دن تک معان میں [illegible] اپنی حالت پر غور کرتے رہے [illegible] بعضوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کو اپنے دشمن کی تعداد اور اپنی حالت لکھ بھیجتے ہیں، پھر یا تو وہ مزید امداد بھیجیں گے یا جو حکم دیں اس پر عمل کریں گے۔ عبداللہ بن رواحہ نے تمام مسلمانوں کو غیرت دلائی اور کہا اے مسلمانو! اللہ کی قسم! جس بات سے تم [illegible] رہے ہو اسی کے لیے تو نکلے ہو، وہ شہادت ہی تو ہے۔ ہم تعداد، قوت اور کثرت کے بل پر لوگوں سے نہیں لڑتے، ہم تو اس دین کے لیے لڑتے ہیں جس سے اللہ نے ہم کو عزت دی ہے۔ آگے بڑھو، دو خوبیوں میں سے ایک ہم کو حاصل ہو کر رہے گی یا فتح یا شہادت۔ اس پر تمام مسلمان کہنے لگے بخدا ابن رواحہ نے ٹھیک بات کہی ہے اور سب آگے بڑھے۔

زید بن ارقم کی روایت:

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ میں یتیم تھا اور عبداللہ بن رواحہ کے زیر پرورش تھا جب وہ اس سفر پر روانہ ہوئے تو مجھے اپنی اونٹنی کے کجاوے پر پیچھے بٹھا لیا۔ بخدا ایک رات میں نے سنا وہ اپنے اشعار پڑھ رہے تھے جن میں یہ بھی تھا کہ یہ ان کا آخری سفر ہے اور وہ شوق شہادت سے سرشار ہیں۔ جب میں نے یہ سنا تو رونے لگا انہوں نے [illegible] مجھے [illegible] اور کہا کم بخت کیوں روتے ہو اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے تو اس سے تمہارا کیا نقصان ہے تم [illegible] پالان کی پچھلی لکڑی پر بیٹھ کر چلے جانا۔

حضرت زید و حضرت جعفر کی شہادت:

جب یہ لوگ تخوم بلقاء میں پہنچے تو ہرقل کی فوج جس میں رومی اور عرب تھے بلقاء کے ایک گاؤں مشارف میں ان سے مقابل آگئی۔ جب دشمن قریب آیا تو مسلمان موتہ میں [illegible] یہیں لڑائی شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے اپنی فوج کی ترتیب قائم کی میمنہ پر بنو عذرہ کے قطبہ بن قتادہ کو اور میسرہ پر عبایہ بن مالک انصاری کو [illegible] پھر جنگ ہوئی۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا علم لیے ہوئے لڑے یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں سے شہید ہوگئے۔ پھر جعفر بن ابی طالب نے علم لے لیا اور لڑنے لگے [illegible] ہر طرف سے [illegible] گھوڑے سے اتر کر [illegible] کونچیں کاٹ دیں اور پھر دشمن سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ جعفر مسلمانوں میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھوڑے کو [illegible] اسلام میں [illegible] کیا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت:

یحییٰ بن عباد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے ان کے اس باپ نے جو بنی مرہ بن عوف سے تھے کہا کہ

پیروی کرتے تھے اور ہم دین کی خاطر لڑتے تھے۔ ورنہ اب تو صرف جنت کی خوشخبری ہے۔ بیان کیا کہ جعفر کا ایک ہاتھ جو گھوڑے سے کٹ کر الگ ہو پھرا ہے۔ پھر ان کے دشمن سے لڑ کر شہید ہوا اس وقت تک میری نظر کے سامنے ہے۔ ان کی شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ کے علم کو عبداللہ بن رواحہ نے اٹھایا اور اسے لے کر اپنے گھوڑے سے نیچے اترے اور اپنے نفس کو جنگ میں شرکت کے لیے آمادہ کر رہے تھے اور کچھ متردد تھے۔ اس موقع پر انہوں نے نفس کو مخاطب کر کے بہت سے اشعار پڑھے۔ پھر گھوڑے سے اتر پڑے تھے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی گوشت لگی ہڈی ان کے پاس لایا اور کہا کہ اسے کھا لو اور مضبوط ہو کر جنگ کرو کیونکہ ان دنوں آپ کو تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے گوشت کا ایک ٹکڑا اس میں سے لیا اسے کھانے کے لیے منہ کی طرف لے جا رہے تھے کہ فوج کی ایک سمت سے نہایت شدید لڑائی کا شور سنائی دیا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ جنگ کی یہ حالت ہے اور میں اب تک زندہ ہوں۔ اس خیال کے ساتھ ہی انہوں نے وہ گوشت ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار اٹھا کر آگے بڑھے اور لڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے علم کو بنو عجلان کے ثابت بن اقرم نے اٹھایا اور مسلمانوں سے کہا اب تم کسی ایک کو امیر بنا لو۔ سب نے کہا کہ تم ہی اس کے اہل ہو۔ انہوں نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں۔ تب سب نے خالد بن ولیدؓ کو امیر بنایا۔ خالدؓ نے علم لے کر دشمن کی مدافعت کی اور اب ان پر جو ہجوم تھا حملہ کیا اور پھر واپس آ گئے اس واپسی کا یہ اثر ہوا کہ ہر فریق دوسرے سے الگ ہو گیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کا لقب:

ابوقتادہ رسول اللہ ﷺ کے مشہور شہسوار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امراء کا لشکر روانہ فرمایا اور کہا زید بن حارثہ تمہارے امیر ہیں اگر وہ کام آ جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب امیر ہوں گے اگر وہ کام آ جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ امیر ہوں۔ اس پر جعفرؓ کھڑے ہوئے اور کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ زید میرے امیر ہوں گے مجھے ایسا خیال نہ تھا۔ آپ نے فرمایا میرے حکم کی اطاعت کرو تم نہیں جانتے کہ کون بہتر ہے۔ یہ لشکر چلا گیا اور جتنی مدت گزرنی تھی گزر گئی اس کے بعد آپ ایک دن منبر پر چڑھے اور اذان کا حکم دیا جب سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا باب خیر، باب خیر، باب خیر۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو اس مجاہد کی حالت بیان کروں۔ یہ لوگ یہاں سے گئے اور دشمن سے مقابلہ ہوا۔ زید مارے گئے اور شہید ہو گئے ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ پھر جھنڈے کو جعفرؓ نے لیا انہوں نے دشمن پر حملہ کیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کا شاہد ہوں اور ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھایا وہ ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے۔ میں ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ ان کے بعد خالد بن ولیدؓ نے جھنڈا اٹھایا وہ میرے مقرر کردہ امراء میں نہ تھے بلکہ وہ خود امیر بن گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے خداوند! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد کر۔ اس روز سے خالد کا لقب "سیف اللہ" ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ لوگو! اپنے بھائیوں کی امداد کے لیے تیار ہو کر جاؤ اور کوئی پیچھے نہ رہ جائے۔ چنانچہ تمام صحابہ پیدل اور سوار آپ کے فرمانے پر دوڑ پڑے حالانکہ یہ شدید گرمی کا زمانہ تھا۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو جعفرؓ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ جعفرؓ چند ملائکہ کے ساتھ جا رہے تھے وہ ان کے دو بازو تھے جن کا اگلا حصہ خون سے رنگین تھا اور وہ بیشہ جا رہے تھے جو یمن میں واقع ہے۔

قطبہ بن قتادہ عذری نے جو مسلمانوں کے میمنہ کے امیر تھے۔ مالک بن رافلہ پر جو مستعربہ کے قائد تھے حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

حدس کی ایک کاہنہ کی پیشگوئی:

حدس کی ایک کاہنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے اس لشکر کی پیش قدمی کی خبر سنی تو اس نے اپنی قوم حدس سے کہا (قوم ان کا خاندان بنی غنم تھا) ایک شریر قوم سے میں تم کو ڈراتی ہوں جن کی آنکھیں نیلی ہیں اور جو ترچھی نگاہوں سے دیکھتے ہیں جو گھوڑوں کو پے در پے لاتے ہیں اور خون کے دریا بہا دیں گے۔ اس قوم نے اس کاہنہ کی بات مانی اور یہ لوگ لخم سے علیحدہ ہو کر ایک طرف ہٹ گئے۔ چنانچہ اس کے بعد حدس ایک مدت تک مالدار اور خوشحال رہے۔ ان کے برخلاف اس قبیلے کی ایک شاخ بنی ثعلبہ نے جنگ میں شرکت کی اور اس کے بعد ان کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی۔ [illegible] کے مقابلہ سے واقدی نے [illegible] پیدا [illegible] ہو گئے۔

اسلامی فوج کا استقبال:

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب یہ فوج مدینہ کے قریب پہنچی، رسول اللہ ﷺ اور دوسرے مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا، نیز بچے بھی دوڑتے ہوئے ان کے استقبال کو گئے۔ خود رسول اللہ ﷺ اس فوج کے ساتھ گھوڑے پر سوار آ رہے تھے آپ نے بچوں کو پیادہ دیکھ کر فرمایا کہ ان کو اٹھا لو اور جعفر کا لڑکا مجھے دے دو۔ عبداللہ بن جعفر آپ کے پاس لائے گئے۔ آپ نے ان کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا۔ دوسرے لوگوں نے اس فوج پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا کہ اے بھاگنے والو تم اللہ کی راہ سے بھاگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں بلکہ انشاء اللہ دشمن کے مقابلہ پر پلٹ جانے والے ہیں۔

حارث بن ہشام کی اولاد میں سے ایک صاحب سے مروی ہے کہ ام سلمہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن ہشام کی بیوی سے پوچھا کہ کیا بات ہے سلمہ بن ہشام بن مغیرہ کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے نہیں دیکھتی۔ اس بی بی نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ گھر سے نکلتے ہیں تو لوگ یہ کہہ کر ان کو چھیڑتے ہیں کہ تم نے اللہ کی راہ میں بھاگ کر اس وجہ سے وہ گھر بیٹھ رہے ہیں اور نہیں نکلتے اس حال میں رسول اللہ ﷺ نے [illegible]۔

* * *

باب ۵

فتح مکہ

بنو بکر اور بنو خزاعہ کی مخاصمت:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ موتہ کی مہم روانہ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ جمادی الاخریٰ اور رجب مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ اس کے بعد بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ نے خزاعہ پر [illegible] وتیر پر حملہ کیا جو مکہ کے نشیب میں [illegible] اور اس جھگڑے کی بنیاد یہ ہوئی کہ بنو حضرمی کا ایک شخص مالک بن عباد تھا، اس زمانے میں حضرمی کا حلیف اسود بن رزن تھا۔ یہ تجارت کے لیے باہر نکلا، جب وہ خزاعہ کے علاقے کے بیچ میں پہنچا تو خزاعہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔ اس کے انتقام میں بنو بکر نے خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا، پھر اسلام سے تھوڑی دیر پہلے خزاعہ نے اسود بن رزن کے بیٹوں سلمیٰ، کلثوم اور ذؤیب کو عرفہ میں انصاب حرم کے پاس [illegible] قتل کر دیا تھا، یہ تینوں بنو کنانہ کے سردار اور ان کے اشراف تھے۔

خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے حلیف:

بنو دیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ عہد جاہلیت میں اسود بن رزن کی اولاد کو ان کی فضیلت کی وجہ سے دو دو دیتیں دی جاتی تھیں اور ہم صرف ایک دیت دیتے تھے۔ [illegible] یہ جھگڑا جاری تھا کہ اسلام ظاہر ہوا اور تمام عرب اسلام میں مشغول ہو گئے۔ صلح حدیبیہ میں جو رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان ہوئی تھی یہ شرط بھی تھی کہ جو چاہے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو چاہے قریش کے عہد میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ بنو بکر قریش کے ساتھ ہو گئے اور خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں داخل ہو گئے۔ جب صلح ہو گئی تو بنو بکر کے بنو دیل نے اپنے ان لوگوں کا جو اسود بن رزن کی اولاد تھے خزاعہ سے انتقام لینے کا [illegible] سمجھا اور بنو بکر سے نوفل بن معاویہ الدیلی بنو دیل کے ساتھ نکلا جو ان دنوں ان کا سردار تھا، لیکن تمام بنو بکر نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ اس نے خزاعہ پر شب خون مارا جب کہ وہ وتیر پر تھے [illegible] ان میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ خزاعہ [illegible] قریش نے ہتھیاروں سے [illegible] قریش کے بعض لوگ بھی رات کے وقت [illegible] بنو بکر کے ساتھ شریک ہوئے اور خزاعہ [illegible] واقدی کے بیان کے مطابق صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل [illegible] اور [illegible] غلاموں کے ساتھ [illegible] بدل کر اس شب خون میں شریک تھے۔

[illegible]:

جب خزاعہ حرم میں پہنچے تو بنو بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا [illegible] اب ہم حرم میں داخل ہو گئے ہیں، اپنے خدا سے ڈرو [illegible] اس نے [illegible] کہا [illegible] آج کوئی خدا نہیں [illegible] اے بنو بکر [illegible] بدلہ لے لو [illegible]

بنو بکر کا بنو خزاعہ پر شب خون:

بنو بکر نے خزاعہ پر پڑاؤ کی جگہ پر شب خون مارا تو انہوں نے منبہ نامی ایک ضعیف القلب شخص کو قتل کر دیا تھا اور ان کا ہم قوم ایک اور شخص تمیم بن اسد وہاں سے بھاگ نکلا۔ منبہ نے تمیم سے کہا: تمیم! بھاگ کر جان بچاؤ۔ میں تو ہر حال میں مرجانا ہی ہے وہ مجھے قتل کریں یا چھوڑ دیں کیونکہ میرا دل ختم ہو چکا ہے۔ تمیم بھاگ گیا اور انہوں نے منبہ کو جا لیا اور قتل کر دیا۔ مکہ میں پہنچ کر خزاعہ نے بدیل بن ورقاء الخزاعی اور اپنے موالی رافع کے گھر پناہ لی۔

عمرو بن سالم خزاعی کی رسول اللہ ﷺ سے فریاد:

اس طرح جب قریش نے خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی مدد کی اور ان کے آدمی قتل کر دیے حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے عہد و پیمان میں داخل تھے انہوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہوا تھا کھلی خلاف ورزی کی۔ تو عمرو بن سالم الخزاعی نے اس معاملے کی شکایت کی اور فریادرسی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچے۔ آپ اس وقت تمام صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آپ ﷺ کے سامنے یہ اشعار سنائے جو عربی ادب کی فصیح ترین نظم کا عمدہ باب

لاهم إني ناشد محمدا حلف أبينا وأبيه الأتلدا

ترجمہ: "اے میرے اللہ! میں محمد کو اپنے باپ اور ان کے باپ کی قدیم دوستی یاد دلا رہا ہوں جو ان کا وعدہ تھا۔

والدا كنا وكنتم ولدا ثمت أسلمنا فلم ننزع يدا

ترجمہ: پہلے ہم تمہارے لیے بمنزلہ والد کے تھے اور تم ہمارے لیے بمنزلہ اولاد کے۔ پھر ہم اسلام لے آئے اور ہم اس سے دست بردار نہیں ہوئے۔

فانصر رسول الله نصرا عتدا وادع عباد الله يأتوا مددا

ترجمہ: پس اے رسول اللہ! آپ ہماری پوری مدد کیجیے اور اللہ کے بندوں کو ہماری مدد کے لیے بلائیے۔

فيهم رسول الله قد تجردا أبيض مثل الشمس يسمو صعدا

ترجمہ: ان اللہ کے بندوں میں اللہ کے رسول ہیں جو اپنی روایت میں چمکتے ہوئے بدر کی مثل ہیں۔

ان سيم خسفا وجهه تربدا في فيلق كالبحر يجري مزبدا

ترجمہ: اگر کبھی ان پر ظلم ہو تو ان کا چہرہ سمندر کے ایک لشکر جرار کے غبار سے غبار آلود ہو جاتا ہے۔

ان قريشا اخلفوك الموعدا ونقضوا ميثاقك المؤكدا

ترجمہ: بے شک قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی اور آپ کے مضبوط عہد کو توڑ ڈالا ہے۔

وجعلوا لي في كداء رصدا وزعموا ان لست ادعو احدا

ترجمہ: اور انہوں نے کدا مقام میں میری تاک میں لوگوں کو بٹھا رکھا ہے اور ان کا خیال ہے کہ میں کسی کو بھی اپنی مدد کے لیے نہیں بلا سکتا۔

وهم اذل واقل عددا هم بيتونا بالوتير هجدا

ترجمہ: وہ تو بیعت کی ذمہ داری اور معاہدہ کو توڑ چکے ہیں۔ انہوں نے وتیر میں حالت نماز میں ہم پر شب خون مارا

وقتلونا رکعاً و سجداً

ترجمہ: اور اسی طرح حالت رکوع اور سجود میں ہم کو قتل کیا ہے"۔

بدیل بن ورقاء:

یا رسول اللہ ﷺ ہم اسلام لا چکے تھے اور انہوں نے ہم کو قتل کیا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمرو بن سالم اطمینان رکھو ہم تمہاری مدد کے لیے تیار ہیں۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ کو آسمان پر بادل نظر آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بادل بنی کعب کی مدد میں برسے گا۔ یہ فال نیک ہے۔ پھر بدیل بن ورقاء خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مکہ سے چل کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے اس شب خون کا پورا واقعہ بیان کیا اور اپنی مصیبت بیان کی اور قریش نے اس موقع پر جو بنو بکر کو مدد دی تھی اس کی خبر دی۔ یہ جماعت عرض حال کر کے مدینہ سے مکہ واپس ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب ابوسفیان تمہارے پاس اس معاہدۂ صلح کی تجدید اور اضافہ مدت کے لیے آنے والا ہے۔

بدیل بن ورقاء اور ابوسفیان:

بدیل بن ورقاء اور ان کے رفیق واپس ہوئے اور عسفان میں ابوسفیان سے ان کی ملاقات ہوئی جسے قریش نے اپنی اس حرکت کے نتائج کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس سابقہ معاہدۂ صلح کی توثیق اور اضافہ مدت کے لیے گفتگو کرنے بھیجا تھا۔ ابوسفیان نے بدیل سے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ ابوسفیان کو یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہ ﷺ سے مل کر آ رہا ہے۔ بدیل نے کہا میں اپنی قوم کے پاس جو ساحل پر اور اس وادی کے نشیب میں ہے گیا تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا محمدؐ کے پاس نہیں گئے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر جب بدیل مکہ کی سمت روانہ ہو گیا ابوسفیان نے کہا اگر بدیل مدینہ گیا ہے تو وہاں ضرور اس کی اونٹنی نے کھجور کی گٹھلی کھائی ہو گی۔ اس خیال سے وہ اس کی اونٹنی کی نشست گاہ پر گیا اور اس کی مینگنی اٹھا کر توڑا اس میں کھجور کی گٹھلی نظر آئی۔ ابوسفیان نے کہا میں حلف کرتا ہوں کہ بدیل ضرور محمدؐ کے پاس گیا ہے۔

ابوسفیان کی تجدید معاہدہ کی کوشش:

یہاں سے چل کر ابوسفیان مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کے پاس پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا مگر ام حبیبہؓ نے اس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم نے اس بستر کو میرے شایان شان نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے قابل نہ سمجھا کیا بات ہے۔ ام حبیبہؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے تم مشرک نجس ہو میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھو اس لیے میں نے اسے اٹھا دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی بخدا مجھ سے علیحدگی کے بعد تم میں برائی آ گئی۔ وہاں سے اٹھ کر ابوسفیان خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور معاملہ پر گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب وہ ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کریں۔ مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب وہ عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا۔ انہوں نے کہا بھلا میں تمہاری سفارش رسول اللہ ﷺ سے کروں۔ بخدا اگر مجھے باجرے کے دانے دستیاب ہوں تو میں انہی سے تم سے جہاد کروں۔ وہاں سے نکل کر اب وہ علیؓ بن ابی طالب کے پاس آیا۔ اس وقت ان کے

پاس فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں اور ان کے صاحبزادے حسن بن علی جو کمسن بچے تھے اور گھٹنوں چلتے تھے موجود تھے ابوسفیان نے کہا اے علی تم ان تمام لوگوں میں میرے ساتھ بہت خوش خلق ہو اور قرابت میں بھی سب سے قریب ہو میں ایک ضرورت سے آیا ہوں جس طرح ناکام آیا ہوں اسی طرح ناکام واپس نہ جاؤں تم رسول اللہ ﷺ سے ہماری سفارش کر دو۔ علی نے کہا ابوسفیان تم پر افسوس ہے رسول اللہ ﷺ ایک بات کا ارادہ کر چکے ہیں ہم ان سے اس کے متعلق ان سے گفتگو نہیں کر سکتے۔ ابوسفیان فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا اے محمد کی بیٹی کیا تم یہ نہیں کر سکتیں کہ اپنے اس بیٹے سے کہو کہ وہ سب کے درمیان مجھے پناہ دیدے اور اس طرح ہمیشہ کے لیے عرب کا سردار ہو جائے۔ فاطمہ نے کہا بخدا ابھی میرا بیٹا اس عمر کو نہیں پہنچا ہے کہ وہ سب لوگوں میں کسی کو پناہ دے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف مرضی تو کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔

حضرت علیؓ کا ابوسفیان کو مشورہ

ابوسفیان نے علی سے کہا ابوالحسن میں دیکھتا ہوں کہ حالات نے نازک صورت اختیار کر لی ہے تم خدا کے لیے مجھے مخلصانہ مشورہ دو میں کیا کروں۔ علی نے کہا بخدا میں کوئی تدبیر ایسی نہیں جانتا جو تمہارے لیے مفید ہو۔ البتہ چونکہ تم بنو کنانہ کے سردار ہو اس لیے تم خود مسجد میں کھڑے ہو کر اپنے کو سب کی حفاظت میں دے دو اور پھر اپنے وطن چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا تمہاری رائے میں یہ مشورہ میرے لیے کچھ مفید ہوگا علی نے کہا بخدا میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس سے تم کو کوئی فائدہ ہوگا مگر اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت نہیں ہے چنانچہ ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر سب کے سامنے کہا کہ لوگو! میں اپنے آپ کو سب کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا جب وہ قریش کے پاس آیا انہوں نے کہا کیا کر آئے ہو؟ اس نے کہا میں نے محمد سے ملاقات کی اور ان سے بات چیت کی مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکر سے ملا وہاں بھی کوئی مفید مطلب بات حاصل نہ ہوئی پھر عمر سے ملا ان کو میں نے سب سے زیادہ اپنا دشمن پایا۔ پھر میں علی کے پاس گیا ان کو میں نے سب سے زیادہ نرم طبع پایا انہوں نے مجھے ایک مشورہ دیا اس پر میں نے عمل کیا لیکن بخدا میں نہیں جانتا آیا وہ ہمارے لیے مفید ہوگا یا نہیں۔ قریش نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ ابوسفیان نے کہا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمام لوگوں کی پناہ میں اپنے آپ کو دے دوں میں نے یہی کیا۔ قریش نے پوچھا کیا محمد نے اس کو تسلیم کیا اور اجازت دی؟ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا تم پر افسوس ہے۔ بخدا علی نے تو تمہارے ساتھ تمسخر کیا ہے اس سے تم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ابوسفیان نے کہا واللہ اس کے سوا میں اور کچھ نہیں کر سکتا۔

حضرت محمد ﷺ کا مکہ جانے کا فیصلہ

رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا آپ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرا سامان سفر درست کر دو۔ ابوبکر اپنی بیٹی عائشہ کے پاس آئے دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامان سفر درست کر رہی ہیں پوچھا بیٹی! کیا رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! ابوبکر نے پوچھا تم کو معلوم ہے کہ ان کا ارادہ کہاں جانے کا ہے۔ عائشہ نے کہا بخدا میں بالکل نہیں جانتی اس کے بعد خود رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ میں مکہ جا رہا ہوں اور حکم دیا کہ سب لوگ فوراً انتظام کر کے تیار ہو جائیں اور فرمایا اے خداوندا تو ایسا کر کہ ہم قریش کو ان کے علاقہ میں جا پکڑیں مگر قریش کو ہماری نقل و حرکت کی کوئی خبر ان کے جاسوسوں کے ذریعہ اطلاع نہ ہو سکے اب تمام مسلمانوں نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ اس موقع پر حسان بن ثابت نے جہاد کی ترغیب اور قریش کے لیے مسلمانوں کی غیرت

[illegible]

حضرت حاطب بدری کا خط

جب رسول اللہ ﷺ [illegible] حاطب [illegible] نے ایک خط قریش کو لکھا [illegible] [illegible]

حضرت محمد ﷺ کی روانگی

[illegible]

ابوسفیان کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی درخواست

ابوسفیان بن عبدالمطلب نے راستہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی کوشش کی تھی۔ نیق العقاب میں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بھی آپ سے ملے۔ ان دونوں نے آپ کے پاس پہنچنے کی کوشش کی۔ ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آپ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ کے چچا زاد بھائی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر آپ سے ملنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ان میں سے میرے چچا زاد بھائی نے میری آبرو ریزی کی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر نے مکہ میں جو کچھ کہا سب جانتے ہیں۔ جب ان کو اطلاع ملی اس وقت ابوسفیان کے ساتھ اس کا کمسن بچہ بھی تھا اس نے کہا بخدا یا تو وہ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیں ورنہ میں اپنے بچے کو لے کر زمین میں غائب ہو جاؤں گا اور بھوک و پیاس سے اپنی جان کو ہلاک کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی آپ کو ترس آیا اور آپ نے دونوں کو بلا لیا۔ دونوں آپ کے پاس آئے اور اسلام لے آئے۔ ابوسفیان نے اپنے وہ اشعار پڑھے جن میں اسلام اور اپنی سابقہ روش سے اعتذار کیا گیا تھا آپ کے سامنے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان اشعار میں جب ابوسفیان نے یہ مصرعہ پڑھا ونالنی مع اللہ من طردت کل مطرد۔ "اور خدا نے مجھے راہ پائی اس شخص سے جس کو میں نے ہر جگہ سے نکالا تھا" رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم نے مجھے ہر جگہ دھتکارا اور میری مخالفت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

قبائل عرب کو شرکت کی دعوت

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کسی نے کہا آپ قریش کے مقابلہ پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپ ہوازن پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپ ثقیف کے مقابلے پر جا رہے ہیں۔ آپ نے قبائل عرب کو اس مہم میں شرکت کے لیے بلایا مگر وہ نہ آئے آپ نے ان کو چھوڑ دیا اور روانگی کا حکم دیا۔ آپ قدید آئے یہاں بنو سلیم گھوڑوں پر سوار ہو کر اطراف سے نکل کر آپ کے ساتھ شریک ہونے کے لیے آئے۔ عیینہ بن حصن اپنے چند آدمیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں آگئے تھے اور اقرع بن حابس بھی آپ سے آ ملے۔ عیینہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ نہ میں جنگ کا سامان دیکھتا ہوں اور نہ احرام کی تیاری یا رسول اللہ ﷺ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں خدا چاہے گا پھر آپ نے اللہ سے دعا مانگی کہ قریش کو ہماری خبر نہ ہونے پائے آپ مرالظہران کی طرف چلے۔ ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام مکہ سے نکلے۔

حضرت عباسؓ اور ابوسفیان کی ملاقات

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے چل کر مرالظہران آئے تو عباس بن عبدالمطلب نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ ﷺ مکہ کے قریب پہنچ گئے اب قریش کی خیر نہیں بخدا اگر رسول اللہ ﷺ ان کے علاقے میں آئے اور مکہ میں بزور شمشیر داخل ہوئے تو ہمیشہ کے لیے قریش برباد اور تباہ ہو جائیں گے وہ رسول اللہ ﷺ کی سفید خچر پر سوار ہوئے اور کہا کہ میں اراک جاتا ہوں شاید وہاں مجھے کوئی لکڑہارا یا کوئی دودھ والا یا کوئی اور شخص مل جائے اور وہ قریش سے جا کر ان کو اس مقام پر آنے کی اطلاع دے تاکہ قریش رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر امان طلب کریں۔ عباسؓ نے بیان کیا کہ اس نیت سے میں چلا جا رہا تھا کہ وہاں اسی تلاش میں پھر رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی۔ یہ لوگ

رسول اللہ ﷺ کی خبر معلوم کرنے کے لیے نکلے تھے میں نے ابو سفیان کو کہتے سنا کہ میں نے آج تک آگ کے ایسے الاؤ جو نظر آ رہے ہیں پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ بدیل نے جواب دیا خزاعہ کے الاؤ ہیں جو لڑائی کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ ابو سفیان نے کہا کہ خزاعہ تعداد میں ان سے کہیں کم اور ذلیل ہیں بھلا کہاں وہ اتنے بڑے الاؤ جلا سکتے ہیں۔ جب میں نے ابو سفیان کی آواز شناخت کی تو آواز دی ابو حنظلہ! انہوں نے کہا ابو الفضل ہیں۔ میں نے کہا ہاں! ابو سفیان نے کہا خوب ہوا کہ تم سے ملاقات ہو گئی میرے ماں باپ تم پر نثار کہو کیا خبر ہے۔ میں نے کہا یہ آگ رسول اللہ ﷺ کی فوج کی روشنی ہے۔ اگر زبردستی مکہ فتح کر کے یہ داخل ہوئے تو قریش پر بڑی خرابی آئے گی۔ تم ان کے مقابلے کی طاقت نہیں لا سکتے بہتر یہ ہے کہ مسلمان ہو جاؤ۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ابو سفیان کو مشورہ:

ابو سفیان نے کہا تو پھر کیا مشورہ دیتے ہو۔ میں نے کہا تم میری اس خچر کے پیچھے بیٹھ جاؤ تاکہ میں تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان لے لوں کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر تم ان کے قابو میں آ گئے تو وہ تمہاری گردن مار دیں گے۔ ابو سفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا میں نے رسول اللہ ﷺ کی خچر کو ایڑ لگائی وہ تیزی سے آپ کی سمت چلا۔ جب میں مسلمانوں کے کسی الاؤ کے پاس سے گزرتا وہ کہتے یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا رسول اللہ ﷺ کی خچر پر سوار جا رہے ہیں۔ جب ہم عمر بن الخطاب کے الاؤ کے پاس آئے وہ دیکھتے ہی کہنے لگے ابو سفیان اللہ کا دشمن ہے خدا کا شکر ہے کہ اس نے بغیر کسی عہد و پیمان کے اسے ہمارے قابو میں دے دیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ تیزی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑے۔ میں نے بھی اپنی خچر کو ایڑ دی۔ ابو سفیان کو میں نے اپنے پیچھے بٹھا لیا تھا تو میں جھپٹ کر رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کے دروازے پر آیا اور جس طرح کہ ایک سست جانور تیز رو شخص سے سبقت کرتا ہے میں بھی عمر سے پہلے وہاں پہنچ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت

عمر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ خدا نے دشمن خدا ابو سفیان کو بغیر کسی عہد و پیمان کے ہمارے قابو میں کر دیا ہے آپ مجھے اجازت دیں کہ اسے قتل کر دوں۔ تب میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے پناہ دے دی ہے اور اب میں ان کے بالکل پاس جا بیٹھا اور آپ کا سر مبارک پکڑ کر میں نے کہا قسم ہے کہ آج رات میرے سوا کوئی ان سے سرگوشی نہ کرنے پائے گا۔ جب عمر ابو سفیان کی مخالفت میں بہت بڑھ گئے میں نے ان سے کہا بس عمر! تم ایسا اس لیے کر رہے ہو کہ یہ عبد مناف کی نسل سے ہے اگر یہ بنی عدی بن کعب میں سے ہوتا تو تم اس کے متعلق ایسا نہ کہتے۔ عمر نے کہا عباس! خاموش رہو۔ بخدا جس روز تم مسلمان ہوئے مجھے تمہارے مسلمان ہونے سے کہیں زیادہ خوشی ہوئی تھی کہ مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے (اگر وہ اسلام لے آتے) ہوتی اور یہ صرف اس لیے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے اسلام لانے سے خطاب کے اسلام لانے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خوش ہوں گے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے عباس سے فرمایا تم جاؤ ہم نے اسے پناہ دی کل صبح اسے لے کر آنا۔ عباس اسے اپنے مقام پر واپس لے گئے۔

ابو سفیان کا قبول اسلام:

دوسرے دن صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسے لے آئے اور ابو سفیان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا ابو سفیان تم کو کیا ہو —

کیا اب بھی یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی کہ سوائے خدا کے کوئی اور معبود نہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ سے بڑھ کر کوئی شخص قرابت کا لحاظ کرنے والا، بردبار اور شریف نہیں۔ مجھے اب یقین ہو گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو وہ ضرور میرے کام آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے ابوسفیان کیا اب بھی تمہاری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابوسفیانؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والا حلیم اور شریف دوسرا نہیں مگر اس بات میں مجھے اب بھی شک ہے۔ عباسؓ نے ابوسفیانؓ سے کہا کہ قبل اس کے کہ تم مارے جاؤ بہتر ہے کہ کلمہ شہادت حق کا اعلان کرو اور مسلمان ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے کلمہ شہادت ادا کیا۔

ابوسفیانؓ سے امتیازی سلوک

عباسؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیانؓ کے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم جا کر وادی کے تنگ راستے میں پہاڑی کی چوٹی پر اپنے ساتھ ٹھہراؤ کہ وہ اللہ کی فوج کو جب وہاں سے گزرے دیکھ لیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیانؓ ایسے شخص ہیں کہ وہ فخر کو پسند کرتے ہیں آپ ان کو ان کا کوئی امتیازی مقام عطا فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو گا وہ مامون ہے جو مسجد میں چلا جائے گا وہ مامون ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔

ابوسفیانؓ اور لشکر اسلام

میں آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے ابوسفیانؓ کو وادی کے تنگ راستے میں پہاڑی کی چوٹی پر اپنے ساتھ ٹھہرا لیا تمام قبائل اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ گزرنے لگے جب کوئی قبیلہ آتا وہ مجھ سے پوچھتے یہ کون ہیں میں نے کہا یہ بنو سلیم ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد دوسرا قبیلہ آیا انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ مزینہ ہیں ابوسفیانؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر جو قبیلہ آتا انہوں نے دریافت کیا یہ کون ہیں میں نے بتایا یہ فلاں ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اب خود رسول اللہ ﷺ اپنی سبز رنگ کی فوج کے ساتھ جس میں مہاجرین اور انصار تھے اور لوہے میں غرق ہونے کی وجہ سے صرف آنکھوں کے حلقے نظر آتے تھے آئے۔ ابوسفیانؓ نے پوچھا ابوالفضل یہ کون ہیں میں نے کہا یہ خود رسول اللہ ﷺ ہیں جو مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا اے ابوالفضل بخدا اب تو تمہارے بھتیجے کی طاقت اور حکومت بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے کہا یہ بادشاہی و حکومت نہیں بلکہ یہ نبوت ہے ابوسفیان۔ انہوں نے کہا اچھا اب میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب تم فوراً اپنی قوم کے پاس پہنچو اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی آمد سے خبردار کر دو۔ چنانچہ وہ تیزی سے چل کر آئے اور ان کے مجمع میں پہنچ کر بآواز بلند کہا اے گروہ قریش محمد ایک ایسی زبردست فوج کے ساتھ آئے ہیں کہ تم مقابلہ نہیں کر سکتے تم آ گئے ہو۔ قریش نے کہا تو پھر کیا کریں۔ ابوسفیانؓ نے کہا جو میرے گھر آ جائے گا وہ مامون ہے۔ قریش نے کہا بھلا تمہارا گھر ہمیں کیا کفایت کر سکتا ہے تب ابوسفیانؓ نے کہا اور جو شخص مسجد میں آ جائے وہ مامون ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔ عروہ نے فتح مکہ کے متعلق عبدالملک کے استفسار پر حسب ذیل جواب انہیں لکھا تھا۔

آپ نے مجھ سے فتح مکہ کے موقع پر خالد بن ولید کا طرز عمل دریافت کیا ہے تو [illegible] انہوں نے [illegible] اور [illegible] کے ساتھ

[illegible]

قریش نے آ کے ان سے قتال شروع کر دیا [illegible] ان سے [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے

[illegible] الا اللہ [illegible]۔

کرز بن جابر اور ابن الاشعر کی شہادت

ابن اسحاق اور واقدی [illegible] کرز بن جابر [illegible] دونوں خالد بن ولید کے ساتھ تھے کہ دوسری سمت سے آئے [illegible] رسول اللہ ﷺ سے [illegible] کے [illegible] قریش کے ایک دستے سے مقابل ہوئے اور دونوں شہید ہو گئے [illegible] بالائی حصے [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے بیعت کی اور [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] عکرمہ [illegible] آپ کے مقابلے پر نکلے اور انھوں نے خندمہ میں پڑاؤ ڈالا۔

حضرت سعد بن عبادہ ؓ

ابن اسحاق ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ اس [illegible] رسول اللہ ﷺ نے اپنی فوج کو مکہ کے لیے مختلف حصوں میں تقسیم کیا تو آپ نے زبیر بن عوام کو حکم دیا کہ وہ کچھ لوگوں کو لے کر [illegible] سمت سے مکہ میں داخل ہوں۔ [illegible] آپ کے میسرہ پر تھے اور انھوں نے سعد بن عبادہ کو اس سمت سے بڑھنے کا حکم دیا۔ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ جب سعد مکہ میں داخل ہونے کے لیے چلے انھوں نے کہا کہ آج کا دن جنگ کا دن ہے آج حرمت والی چیز حلال کر دی جائے گی۔ ان کے اس جملے کو مہاجرین میں سے کسی صاحب نے سن لیا انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ذرا سنیے کیا کہہ رہے ہیں اور ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ قریش پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ تم فوراً سعد کے پاس پہنچو اور جھنڈا ان سے لے لو اور تم خود جھنڈا لے کر مکہ میں داخل ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا مکہ کے بالائی حصہ میں قیام

اسی روایت میں انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو مکہ میں داخل ہونے کے لیے زیریں سمت سے بھیجا۔ خالد [illegible] کے زیریں مقام سے [illegible] کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے جو میمنہ میں تھے۔ ان میں بنی اسلم غفار مزینہ جہینہ اور دوسرے عرب قبائل تھے۔ ابو عبیدہ بن الجراح مسلمانوں کی ایک جماعت لے کر بڑھے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کے مقیم ہو جائیں۔ خود رسول اللہ ﷺ اذاخر سے مکہ میں داخل ہوئے اور آپ مکہ کے بالائی حصہ میں فروکش ہوئے وہیں آپ کا خیمہ نصب کر دیا گیا۔

حماس بن قیس بن خالد

عبداللہ بن ابی نجیح اور عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے بہت سے لوگوں کو لڑنے کے لیے خندمہ میں جمع کر لیا تھا۔ [illegible] حماس بن قیس [illegible] رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخلے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور ان کے ساتھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

حماس کا فرار:

[illegible]

عبداللہ ابن حذافہ [illegible]

[illegible]

عبداللہ بن خطل کا قتل

[illegible]

حویرث و مقیس کا قتل

[illegible]

عکرمہ بن ابی جہل

[illegible]

عکرمہ کا قبول اسلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہند بنت عتبہ کی بیعت

[illegible]

عورتوں کی بیعت کا طریقہ

[illegible]

بیعت ہوگئی۔

خراش بن امیہ

واقدی کہتا ہے کہ بنو خزاعہ کی طرف سے خراش بن امیہ کعبی نے جنیدب بن ادلع ہذلی کو جو اس خیال کے مطابق ابن اثوع ہذلی ہے جاہلیت کے کسی مقتول کے عوض قتل کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خراش کے اس فعل پر فرمایا کہ خراش قاتل ہے خراش قاتل ہے اور پھر آپ نے بنو خزاعہ کو حکم دیا کہ وہ اس کی دیت ادا کریں۔

صفوان بن امیہ کا امان

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ صفوان بن امیہ جدہ جانے کے ارادہ سے نکلا تاکہ وہاں سے کشتی کے ذریعہ یمن چلا جائے۔ عمیر بن وہب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا نبی اللہ! صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ وہ آپ کے ڈر سے بھاگ گیا ہے تاکہ سمندر میں کود پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے امان دی فرمایا وہ امن میں ہے۔ عمیر نے کہا اسے کوئی نشانی دیجئے تاکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ آپ نے اسے امان دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا وہ عمامہ جسے باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا۔ عمیر اسے لے کر صفوان کی تلاش میں چلے اور جدہ میں اسے جا لیا۔ وہ چاہتا تھا کہ سمندر میں سوار ہو۔ عمیر نے اس سے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی جان ہلاک نہ کرو۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی امان ہے جو میں تمہارے لیے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا کمبخت دور ہو میرے سامنے سے چلا جا مجھ سے بات نہ کر۔ عمیر نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمہارے چچا کے بیٹے بہت نیک اور شریف، نہایت حلیم اور نیک آدمی ہیں ان کی عزت تمہاری عزت ہے ان کا شرف تمہارا شرف ہے ان کی حکومت تمہاری حکومت ہے۔ صفوان نے کہا مجھے ان سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ عمیر نے کہا ان کی شرافت اور حلم اس سے بالاتر ہے کہ وہ تم کو نقصان پہنچائیں۔ اس اطمینان دہانی پر صفوان عمیر کے ساتھ واپس آگیا۔ عمیر اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ صفوان نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے امان دی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ سچ ہے۔ صفوان نے کہا آپ مجھے اپنے معاملہ پر غور کرنے کے لیے دو ماہ کی مہلت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو چار ماہ کی مہلت ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ ام حکیم بنت الحارث بن ہشام اور فاختہ بنت الولید جو مسلمان ہو گئی تھیں فاختہ صفوان کی بیوی اور ام حکیم عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی۔ جب یہ مسلمان ہو گئیں ام حکیم نے عکرمہ بن ابی جہل کے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان کی درخواست کی۔ آپ نے اسے امان دے دی۔ ام حکیم یمن میں اپنے شوہر کے پاس گئی اور اسے واپس لے آئی۔ جب عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی بیویاں پہلے ہی نکاح کے مطابق انہی کے پاس رہنے دیں۔

ہبیرہ بن ابی وہب

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی اور عبداللہ بن الزبعری

[illegible] ۔

[illegible] ۔

[illegible] ۔

فتح مکہ کے وقت مسلمانوں کی تعداد

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ میں دس ہزار مسلمان شریک تھے [illegible] بنو غفار کے چار سو [illegible] سلیم کے سات سو [illegible] ان کے علاوہ قریش انصار اور ان کے حلیف اور بنو تمیم قیس اور اسد کے دیگر قبائل عرب تھے۔

ملیکہ بنت داود

واقدی کے قول کے مطابق اسی سال رسول اللہ ﷺ نے ملیکہ بنت داود اللیثیہ سے نکاح کیا پھر رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی نے اس کے پاس جا کر اسے غیرت دلائی کہ تجھے شرم نہیں آتی [illegible] جس نے تیرے باپ کو قتل کیا [illegible] آپ سے پناہ مانگی وہ خوبصورت اور جوان عورت تھی رسول اللہ ﷺ نے اسے علیحدہ کر دیا۔ آپ نے ان کے باپ کو فتح مکہ [illegible] قتل کرایا تھا۔

عزیٰ بت کا انہدام

اسی سال ماہ رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ خالد بن ولید نے نخلہ میں عزیٰ [illegible] [illegible] عبدالعزیٰ کے حلیف تھے [illegible] خالد [illegible] رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] اس کے پجاری نے [illegible] خالد نے اسے قتل کر دیا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اطلاع [illegible] آپ نے فرمایا یہ عزیٰ تھی اب کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی۔

عزیٰ کا پجاری

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو عزیٰ کے بت کے گرانے کے لیے بھیجا [illegible] قریش کا قبیلہ [illegible] [illegible] ان کے [illegible] پجاری [illegible] خالد [illegible] [illegible] ۔

سواع بت کے پجاری کا قبول اسلام

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اسی مہم میں سواع کو ڈھایا گیا یہ ہذیل کا بت تھا اور رہاط میں واقع تھا۔ عمرو بن العاص نے توڑا۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو اس کے پجاری نے پوچھا کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا اسے توڑنے آئے ہیں۔ پجاری نے کہا تم اسے نہیں توڑ سکتے۔ عمرو بن العاص نے کہا تو اب تک اس باطل میں ہے کیا یہ سنتا اور دیکھتا ہے پھر اسے توڑ دیا۔ اس کے خزانے میں کچھ نہ ملا۔ انہوں نے پجاری سے پوچھا کہو اب کیا خیال ہے اس نے کہا میں اللہ کا مطیع اور مسلمان ہو گیا۔

اسی مہم میں مناۃ کو جو مشلل میں تھا توڑ دیا گیا یہ اوس اور خزرج کا بت تھا۔ اسے سعد بن زید الاشہلی نے توڑا۔

مبلغین کی روانگی:

اسی زمانے میں خالد بن ولید بنو جذیمہ سے لڑے۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ قیام مکہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سی جماعتیں اطراف مکہ میں دعوت و اشاعت اسلام کے لیے روانہ کیں۔ ان میں سے کسی کو آپ نے جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ ایک جماعت خالد بن ولید کی ماتحتی میں گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے زیریں تہامہ کی طرف داعی کی حیثیت سے بھیجا تھا لڑنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے بنو جذیمہ پر حملہ کر کے ان کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور بنو جذیمہ

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے وقت رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو داعی اسلام مقرر کر کے اطراف مکہ میں بھیجا تھا۔ ان کو لڑائی کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا۔ ان کے ساتھ عرب کے بہت سے قبائل سلیم اور مدلج وغیرہ تھے۔ یہ غمیصا نامی ایک چشمہ پر جو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا تھا جذیمہ کے مقابل آ کر فروکش ہوئے۔ بنو جذیمہ نے ایام جاہلیت میں عوف بن عبد عوف ابو عبدالرحمٰن بن عوف کو اور فاکہ بن المغیرہ کو جو دونوں یمن سے تجارت کا سامان لیے ہوئے آ رہے تھے یہاں قتل کر دیا تھا اور ان کے مال کو لوٹ لیا تھا۔ اب جب اسلام آیا جب رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو داعی مقرر کر کے بھیجا وہ اس چشمہ پر آئے تو بنو جذیمہ ہتھیار لے کر نکلے۔ خالد نے بنو جذیمہ سے کہا ہتھیار رکھ دو کیونکہ سب لوگ اسلام لا چکے۔

ہتھیار ڈالنے پر اصرار:

بنو جذیمہ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار رکھ دینے کا حکم دیا ہم میں سے ایک شخص جحدم نے کہا اے بنو جذیمہ تم کو کیا ہوا ہے یہ خالد ہے بخدا ہتھیار رکھ دینے کے بعد سب قید کر لیے جاؤ گے اور سب مار ڈالے جاؤ گے میں تو ہرگز کبھی ہتھیار نہ رکھوں گا۔ مگر اس کی قوم کے لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا جحدم کیا کرتے ہو کیا تم ہم سب کا خون بہانا چاہتے ہو سب لوگ اسلام لا چکے ہیں لڑائی ختم ہو چکی ہے اور سب کو امن مل گیا ہے۔ یہ برابر اس سے اصرار کرتے رہے مگر اس نے انکار کیا مگر ان لوگوں نے اس سے اصرار کیا اور اس نے ہتھیار رکھ دیا۔ پھر قوم نے خالد کے کہنے پر ہتھیار رکھ دیئے ان کے ہتھیار رکھ دینے کے بعد خالد نے ان کی مشکیں کسوا دیں اور پھر بہت سوں کو قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کے

اور کہا اے قوم خدا کی قسم خالد [illegible]

بنو جذیمہ کی دیت:

اس کے بعد آپ نے علی بن ابی طالب کو بلا کر فرمایا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو خالد نے قتل کیا ہے اور ان کا فیصلہ کرو، جاہلیت کے خیالات کو اپنے پیروں تلے روند ڈالو۔ چنانچہ علی وہاں پہنچے ان کے ساتھ وہ روپیہ بھی تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا۔ علی نے اس روپیہ سے ان کی جانوں کا خون بہا ادا کیا اور ان کے اموال کا تاوان یہاں تک کہ کتے کے پینے کے برتن کی بھی دیت دی۔ جب تمام معاملے سے فارغ ہو چکے اور کچھ روپیہ بچ گیا تو علی نے ان سے پوچھا اب تو تمہارا کوئی مطالبہ باقی نہیں انہوں نے کہا نہیں۔ علی نے کہا تو میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو کوئی بھول چوک کی گئی ہو اس کی ذمہ داری آپ کی لاعلمی تک میں آپ پر باقی نہ رہ جائے یہ بقیہ مال بھی احتیاطاً تم سب کو دیئے دیتا ہوں اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا اور بہت اچھا سلوک ان لوگوں سے کیا۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کیے کہ آپ کی بغلیں نظر آنے لگیں اور ان کی طرف اٹھائے اور تین مرتبہ آپ نے کہا اے خداوندا! میں خالد بن ولید کے فعل سے تیرے سامنے اپنے کو بری الذمہ قرار دیتا ہوں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جو لوگ خالد کی طرف سے عذر پیش کرتے ہیں وہ اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خالد نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان کو صرف عبداللہ بن حذافہ السہمی کے کہنے پر قتل کیا تھا انہوں نے مجھ سے کہا کہ چونکہ یہ اسلام نہیں لائے ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے تم کو ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔

جب بنو جذیمہ نے ہتھیار رکھ دیئے اور خالد ان کو قتل کرنے لگے جحدم نے اس وقت کہا اے بنو جذیمہ مقابلہ کا موقع جاتا رہا۔ میں نے پہلے ہی اس مصیبت سے تم کو [illegible] کر دیا تھا۔

حضرت خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف میں تلخ کلامی

عبداللہ بن [illegible] سے مروی ہے کہ اسی واقعہ کے متعلق ایک دن خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف میں بحث ہو گئی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا تم نے جاہلیت کے دستور پر عمل کیا۔ خالد نے کہا میں نے تمہارے باپ کا بدلہ لیا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم نے جھوٹ کہا میں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا تھا البتہ تم نے اپنے چچا فاکہ بن المغیرہ کے خون کا بدلہ لیا ہے۔ اس تکرار کی نوبت سخت کلامی تک پہنچی رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خالد سے کہا خالد ٹھہرو! میرے صحابہ کو برا نہ کہو اگر احد کے برابر تمہارا سونا ہو اور تم وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تب بھی تم میرے صحابہ میں سے کسی ایک کی بھی صبح یا شام کی عبادت کی برابری نہیں کر سکتے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کی روایت:

عبداللہ بن ابی حدرد سے مروی ہے کہ اس دن میں خود بھی خالد کے رسالہ میں موجود تھا۔ بنو جذیمہ کے ایک نوجوان نے

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۱۹

غزوہ حنین ۸ھ

بنو ہوازن کی پیش قدمی:

عروہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صرف نصف، دو ہفتے ہی قیام فرمایا تھا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ ہوازن اور ثقیف آپ سے لڑنے کے لیے حنین میں فروکش ہیں جو ذوالمجاز کے پہلو میں ایک وادی تھی۔ اس سے قبل جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدینے سے روانگی کی اطلاع پائی تو وہ اس اندیشے سے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلہ پر آ رہے ہیں اپنے مقامات پر جمع ہو گئے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ آپ مکہ میں ہیں وہ آپ سے لڑنے کے لیے خود بڑھے۔ وہ اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب اور مواشی بھی اپنے ساتھ لائے تھے بنو نصر کا مالک بن عوف اس وقت ہوازن کا رئیس تھا ثقیف بھی ان کے ہمراہ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں معلوم ہوا کہ یہ لوگ آپ سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ مالک بن عوف اپنے رفقا کی قیادت میں حنین تک بڑھ آئے تھے آپ خود مکہ سے ان سے حنین میں مقابلہ کرنے کے لیے بڑھے۔ اللہ نے ہوازن اور ثقیف کو شکست دی جس کا ذکر کلام اللہ میں آیا ہے۔ جس قدر بچے عورتیں اور مواشی تھے وہ سب اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں مل گئے آپ نے ان کو ان قریش میں جو اسلام میں نئے تھے تقسیم کر دیا۔

درید بن الصمہ:

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب ہوازن کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں اور آپ نے مکہ فتح کر لیا ہے۔ مالک بن عوف النصری نے تمام ہوازن کو آپ سے لڑنے کے لیے جمع کیا۔ ان کے ساتھ تمام بنو ثقیف بھی جمع ہو گئے۔ اسی طرح ان کے قبائل نصر، جشم کل، سعد بن بکر اور بنو ہلال میں سے تھوڑے سے لوگ بھی تھے گو کم، جنگ کے لیے موجود تھے۔ قیس عیلان میں سے صرف بنو ہلال شریک ہوئے اور کوئی قبیلہ شریک نہیں ہوا۔ اسی طرح ہوازن میں سے کعب اور کلاب کوئی شریک نہیں ہوئے اور نہ ان کا کوئی نامور آدمی شریک ہوا۔ بنو جشم میں سے درید بن الصمہ ایک بہت بوڑھا شیخ موجود تھا اس میں دانائی اور تجربہ کی بات بھی تھی مگر وہ چونکہ بہت ہی سن رسیدہ ہو گیا تھا مگر چونکہ تجربہ کار اور جنگ آزمودہ تھا وہ رائے اور مشورے کے لیے ساتھ آیا تھا۔ البتہ ثقیف کے دو سردار آئے تھے احلاف کا قارب بن الاسود بن مسعود اور بنو مالک ذوالخمار کا سبیع بن الحارث اور اس کا بھائی احمر بن الحارث۔ بنو ہلال کا سردار آیا تھا مگر ان سب کا امیر اور سپہ سالار مالک بن عوف النصری تھا۔

درید بن الصمہ اور مالک بن عوف:

جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی جانب پیش قدمی شروع کی تو اپنے لوگوں کے ساتھ تمام مال اور اہل و عیال کو بھی ساتھ لے چلا۔ جب یہ اوطاس پہنچا تو دوسرے قبائل اس کے پاس جمع ہو گئے۔ ان میں درید بن الصمہ بھی تھا جو پیچھے لگے ہوئے ہودے میں سوار تھا جس کی ڈوری سامنے سے کھینچی جاتی تھی۔ اس نے اس مقام پر پوچھا کہ اس وادی کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا اوطاس اس نے کہا یہ لڑائی کے لیے اچھی جگہ ہے۔ یہاں گھوڑے آسانی سے قدم جما سکتے ہیں کیونکہ یہ نہ بہت زیادہ پتھریلی ہے اور نہ

یہاں پر گھوڑوں کی جولانگاہ ہے مگر کیا بات ہے کہ میں اونٹوں کا بلبلانا، گدھوں کا رینکنا، بکریوں کی آواز اور بچوں کے رونے کی آواز سن رہا ہوں؟ لوگوں نے بتایا کہ مالک سب لوگوں کو ساتھ لایا ہے۔ اس نے پوچھا مالک کہاں ہیں؟ لوگوں نے ان کو بلا لیا وہ آ گیا۔ درید نے اس سے کہا: مالک تم اپنی قوم کے سردار ہو اور آج کا دن بہت اہم ہے، اگر آج کامیابی ہوئی تو آئندہ ہمیشہ کے لیے عزت ہے ورنہ معاملہ ختم ہے۔ یہ اونٹوں، گدھوں، بچوں اور بکریوں کی آوازیں کیسی ہیں؟ مالک نے کہا میں ان سب کو ساتھ لایا ہوں۔ درید نے پوچھا کیوں؟ مالک نے کہا تاکہ ہر شخص کے عقب میں اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب ہوں اور وہ ان کی مدافعت میں لڑے۔ درید نے کہا یہ تو بھیڑ چرانے والے کی سی بات ہے، کیا شکست خوردہ جماعت کو کوئی شے میدان میں واپس لا سکتی ہے۔ یہ لڑائی کا فیصلہ اگر تمہارے حق میں ہوا تو سوائے مرد کی تلوار اور نیزے کے اور کوئی چیز کام نہ آئے گی اور اگر تمہارے خلاف ہوا تو تم اپنے اہل و عیال اور مال پر رسوا ہو گے۔ پھر پوچھا کعب اور کلاب کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا ان میں سے کوئی نہیں آیا۔ درید نے کہا تو گویا عقل اور شجاعت غائب ہے۔ اگر آج عزت اور بلندی حاصل ہونے والی ہوتی تو کعب اور کلاب میں سے کوئی غائب نہ رہتا بلکہ سب شرکت کرتے۔ کاش تم بھی ان کی طرح لڑائی کے لیے نہ آتے۔ اچھا یہ بتاؤ تم میں سے کون کون سے لوگ آئے ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر۔

درید بن الصمہ کا مشورہ:

درید نے کہا یہ عامر کے دونوں جوان صرف دیکھنے کے ہیں کسی مصرف کے نہیں۔ اے مالک تم تمام ہوازن کو لڑائی میں لے آئے ہو پھر تم نے ان کے ساتھ کوئی اچھی بات نہیں کی۔ اب بھی تم ان کو ان کے علاقے کے محفوظ اور بلند مقام میں پہنچا دو اور پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر ان لونڈوں سے لڑو۔ اگر تم کو کامیابی ہوئی تو یہ تمہارے اہل و عیال تم سے آ ملیں گے اور اگر تم ناکام رہے تو تم ان کے پاس چلے جانا اور اسی طرح تمہارے اہل و عیال اور تمام مال محفوظ بچ رہیں گے۔ مالک نے کہا بخدا میں ایسا نہیں کروں گا۔ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں اور آپ کی عقل بھی جاتی رہی۔ اے گروہ ہوازن خدا کی قسم یا تو تم میری اطاعت کرو ورنہ میں اپنی اس تلوار پر اپنا سارا بوجھ ڈال دوں گا کہ وہ میرے جسم سے آر پار ہو جائے۔ مالک کو یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ اس واقعہ میں کسی قسم کی شہرت یا دخل درید کو حاصل ہو۔ درید نے اس پر کہا کاش آج میں اس واقعہ میں شرکت نہ کرتا اور نہ مجھ سے چھپائے جانے کا الزام عائد ہوتا۔ کاش کوئی درخت کا تنا ہوتا کہ اس میں چھپ کر دیکھتا۔ درید بن الصمہ بنی جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن سے تھا۔ یہاں ان کا سردار اور سب سے زیادہ شریف آدمی تھا۔

مالک بن عوف کے جاسوس:

مالک نے اپنی فوج سے کہا کہ جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو تم اپنی تلواروں کے نیام توڑ دینا اور ان پر یک جان ہو کر ٹوٹ پڑنا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس نے اپنے بعض آدمیوں کو جاسوس بنا کر مسلمانوں کی خبر معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ یہ خوف سے کانپتے ہوئے بدحواس اس کے پاس واپس آئے۔ مالک نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نہایت ہی خوب صورت نورانی اشخاص کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا۔ بخدا ان کو دیکھ کر ہم پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ ہم بدحواس ہو گئے اور تمہارے سامنے ہیں۔ مگر اس بات کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔

عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب ہوازن کی آمد کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو حکم دیا کہ تم جا کر ان لوگوں میں جا کر بیٹھو اور ان کی باتیں سنو اور ان کے حالات سے ہم کو اطلاع دو۔ چنانچہ عبداللہ گئے اور ان کے ساتھ مقیم ہو گئے اور جب ان کی گفتگو سن لی اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے متعلق ان کا سب ارادہ اور ان کے حالات اور ارادہ پورا حال معلوم ہو گیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ساری کیفیت بیان کی۔ آپ نے عمر بن الخطاب کو بلا کر ابن ابی حدرد کی اطلاع بیان کی۔ حضرت عمر نے کہا ابن ابی حدرد نے جھوٹ کہا ہے۔ ابن ابی حدرد نے کہا عمر اگر تم مجھے اس وقت جھٹلاتے ہو تو یہ کوئی بات نہیں تم اس سے بہتر شخص کو جھٹلا چکے ہو۔ عمر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس کی بات سنی؟ آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے عمر تم گمراہ تھے اللہ نے تم کو ہدایت دی۔

صفوان بن امیہ کے اسلحے:

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کا ارادہ کیا تو آپ سے کسی نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس بہت سی زرہیں اور اسلحہ ہیں۔ آپ نے صفوان کو جو ابھی تک مشرک تھا بلا بھیجا اور کہا کہ تم اپنے اسلحہ ہمیں مستعار دے دو تاکہ ہم ان سے کل اپنے دشمن سے لڑیں۔ صفوان نے کہا محمد کیا تم ان کو غصب کرنا چاہتے ہو۔ آپ نے فرمایا غصب نہیں بلکہ عاریت جس کی واپسی کی ضمانت ہے۔ تب صفوان نے سو زرہیں مع ضروری سامان کے آپ کو دیں۔ بعض اہل سیر کا خیال ہے کہ آپ نے صفوان سے یہ بھی خواہش کی کہ وہ ان کو پہنچا دے چنانچہ اس نے وہ بھی کیا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اسی واقعہ سے یہ سنت جاری ہوئی کہ عاریت ادا کی جائے گی اور اس کی ضمانت لی جاتی ہے۔

مسلمانوں کی تعداد:

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہوئے اس وقت آپ کے ہمراہ وہ دس ہزار صحابہ تھے جو فتح مکہ میں شریک تھے اور دو ہزار اہل مکہ بھی ساتھ تھے۔ اس طرح آپ کی جماعت کی تعداد بارہ ہزار ہو گئی۔ آپ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو مکہ میں ان لوگوں پر جو آپ کے ساتھ نہ جا سکے امیر مقرر کیا اور خود آپ ہوازن کے مقابلہ پر چلے۔

مسلمانوں پر اچانک حملہ:

جابر سے مروی ہے کہ جب ہم وادی حنین کے سامنے آئے تو تہامہ کی وادیوں میں سے ایک نہایت گہری وادی میں اترے اندھیرا ابھی باقی تھا کہ ہم ڈھلوان پر اترنے لگے صبح ہونے کا وقت تھا۔ دشمن ہم سے پہلے اس وادی میں آ کر اس کے پیچ و خم گھاٹیوں اور موڑوں میں چھپ کر بیٹھ گیا تھا اور جنگ کے لیے پوری طرح تیار تھا اور ہم بے خبری میں اتر رہے تھے کہ اچانک دشمن کے دستوں نے کمین گاہوں سے نکل کر یک بارگی ہم پر حملہ کر دیا ہم مقابلہ نہ کر سکے سب کے سب بھاگے کسی نے کسی کو مڑ کر نہ دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ وادی کی داہنی جانب ایک سمت ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے فرمایا لوگو کہاں جاتے ہو میری طرف آؤ میں رسول اللہ ہوں میں محمد بن عبداللہ ہوں مگر کسی نے نہ سنا

اونٹ پر وقت پڑ جاتا تھا تب افراتفری تھی سب بھاگ رہے تھے آپ کے پاس چند مہاجرین اور انصار رہ گئے تھے۔ کچھ لوگ اور آپ کے اہل بیت ٹھہرے رہے۔ مہاجرین میں سے ابوبکرؓ و عمرؓ اور اہل بیت میں سے علیؓ بن ابی طالب عباسؓ بن عبدالمطلب ان کے صاحبزادے فضل بن عباس ابوسفیان بن الحارث ان کے بیٹے ربیعہ بن الحارث ایمن بن عبید یعنی ایمن بن ام ایمن اور اسامہ بن زید بن حارثہ آپ کے پاس رہے۔

ہوازن کا علمبردار:

ہوازن کا ایک شخص ایک سرخ اونٹ پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں ایک سیاہ جھنڈا تھا جو ایک طویل نیزے کے سرے سے بندھا ہوا تھا۔ یہ ان سب کے آگے تھا اور ہوازن اس کے پیچھے تھے جب کسی مسلمان پر اس کی دسترس ہوتی وہ اپنے نیزے سے اس پر وار کرتا اور اگر کوئی اسے نہ ملتا تو وہ اس نیزے کو اپنے پیچھے والوں کے لیے بلند کرتا اور اشارہ کرتا کہ بڑھے آؤ۔ وہ سب اس کی اتباع کرتے۔

کلدہ بن الحنبل:

جب ان سرکش اہل مکہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مسلمانوں کو اس طرح شکست کھا کر منتشر ہوتے دیکھا تو ان میں سے بعض نے اپنے باطنی خباثت کو ظاہر کر دیا۔ ابوسفیان بن حرب کہنے لگے کہ اب یہ سمندر سے ادھر نہیں رکیں گے۔ اس کے پاس ترکش میں تیر تھے۔ کلدہ بن الحنبل جو اپنے اخیافی بھائی صفوان بن امیہ بن خلف کے ساتھ تھا اب تک اس مدت کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کے اختیار کرنے کی دی تھی مشرک تھا معرکہ میں موجود تھا زور سے چلایا کیا آج جادو ختم نہیں ہو گیا۔ صفوان نے اس سے کہا چپ رہ خدا تیری زبان قطع کر دے بخدا میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ قریش کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے بجائے اس کے کہ ہوازن کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے۔

شیبہ بن عثمان:

بنو عبدالدار کے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے جس کا باپ احد میں مارا گیا تھا بیان کیا ہے کہ اس وقت میرے دل میں آئی کہ آج محمد کو قتل کر کے میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا میں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر لیا مگر کوئی شے ٹکرا گئی میرا دل بیٹھ گیا اور مجھے اس ارادہ پر قدرت نہ ہوئی۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ کی جانب سے آپ کو میری جانب سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی للکار:

عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ کی سفید خچر کی باگ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا میں بہت ہی جسیم تھا اور میری آواز بہت بلند تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھا آپ نے ان کو للکارا مگر کسی پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ آپ نے مجھ سے کہا عباس! بآواز بلند پکارو اے معشر انصار! اے اصحاب سمرہ! میں نے ان کو آواز دی اے معشر انصار! اے معشر اصحاب السمرہ! انہوں نے جواب دیا ہم آئے ہم آئے۔ مگر اس وقت یہ کیفیت تھی کہ جو شخص اپنے اونٹ کو پھیرنا چاہتا تھا تو اس سے اونٹ پلٹ نہیں سکتا تھا۔ تب انہوں نے یہ کیا کہ اپنی زرہیں اتار کر اونٹ کی گردن پر ڈال دیں اور صرف تلوار اور ڈھال لے کر اونٹ پر سے کود پڑے اور اونٹ کو چھوڑ دیا اور میری آواز پر چلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ پہنچے۔ اس طرح جب آپ کے پاس تقریباً سو آدمی جمع ہو گئے انہوں نے دشمن کا مقابلہ کیا اور بے جگری سے لڑنے لگے پہلے یہ للکار کہ کون انصار کا ہے اور کرنے کا بعد میں یہ صرف بنی حارث بن خزرج کا نام لے کر پکارا گیا۔ یہ لوگ نہایت ثابت قدمی اور بہادری سے لڑتے رہے۔ رسول

اللہ ﷺ نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر لڑائی کا مشاہدہ کیا اور جب آپ نے ان کو اس پامردی سے لڑتے دیکھا تو فرمایا ہے کہ اب لڑائی کا تنور گرم ہو رہا ہے۔

براء سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابوسفیان بن الحارث رسول اللہ ﷺ کی خچر کی باگ آگے سے تھامے ہوئے تھے آپ کو سنبھالے ہوئے تھے جب مشرکین نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا آپ خچر سے اتر پڑے اور یہ رجز پڑھتے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب (میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) اس وقت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ بہادر اور دشمن کے لیے سخت اور کوئی نہ تھا۔

ہوازن کے رئیس کا خاتمہ

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہوازن کا رئیس مسلمانوں پر چڑھا آتا تھا علی بن ابی طالب اور ایک انصاری اس کی طرف بڑھے علی نے پیچھے سے پہنچ کر اس کے اونٹ کے گھٹنوں کے اندر کی رگ کاٹ دی جس سے وہ اپنے سرین پر بیٹھ گیا اتنے میں انصاری نے فوراً اس رئیس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں نصف ساق سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا جس سے وہ اپنے کجاوے سے گر پڑا۔ اب پھر مسلمانوں نے دشمن سے نہایت دلاوری سے شمشیر زنی کی اور ابھی ہزیمت یافتہ مسلمانوں میں سے ابھی لوگ واپس بھی نہ آئے تھے کہ یہاں بہت سے مشرکین قیدیوں کی مشکیں باندھی جا چکی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو جو اس لڑائی میں بہادرانہ ثابت قدم رہے تھے اور آپ کی خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور جو اسلام لانے کے بعد مخلص مسلمان ہو گئے تھے دیکھا اور پوچھا کون ہے۔ ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا چچا زاد بھائی ہوں ابوسفیان۔

ام سلیم بنت ملحان:

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو آپ کو ام سلیم بنت ملحان نظر پڑیں یہ اپنے شوہر ابوطلحہ کے ساتھ جنگ میں شریک تھیں۔ اپنی چادر سے انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور عبداللہ بن ابی طلحہ کو لیے ہوئے تھیں۔ ان کے ساتھ ابوطلحہ کا اونٹ تھا اور اس خوف سے کہ وہ چھوٹ کر بھاگ نہ جائے انہوں نے اس کے سر کو قریب کر کے اس کی نکیل کے ساتھ اپنا ہاتھ بھی اس کی ناک میں ڈال رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آواز دی۔ ام سلیم! انہوں نے کہا جی یا رسول اللہ ﷺ آپ ان لوگوں کو جو آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں اسی طرح قتل کر دیجیے جس طرح آپ اپنے دشمن کو قتل کر رہے ہیں کیونکہ وہ بھی اسی سلوک کے مستحق ہیں۔ آپ نے فرمایا ام سلیم اللہ بس ہے۔ ام سلیم کے ہاتھ میں ایک خنجر بھی تھا۔ ابوطلحہ نے پوچھا کیوں لیے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا اس لیے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے تو اس سے میں اس کا کام تمام کر دوں۔ ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ام سلیم کا قول آپ نے سنا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابوطلحہ نے بیس مشرکوں کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کیا تھا جن کو تنہا انہوں نے قتل کیا تھا۔

جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ دشمن کی ہزیمت سے قبل جب کہ ابھی جنگ ہو رہی تھی میں نے ایک سیاہ چادر آسمان سے گرتی ہوئی دیکھی جو ہمارے اور دشمن کے درمیان گری۔ میں نے دیکھا کہ وہ بے شمار سیاہ چیونٹیاں ہیں جو تمام وادی میں پھیل گئیں مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ملائکہ ہیں اور اسی وقت دشمن کو ہزیمت نصیب ہوئی۔

عثمان بن عبداللہ کا قاتل

[illegible]

[illegible]

عثمان بن عبداللہ کا نصرانی غلام

[illegible]

ہوازن کے اتحادیوں کا علم

[illegible]

غزوۂ اوطاس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابوعامر کی شہادت:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible] کی طرف [illegible] ہے۔

[illegible] ایک جماعت [illegible]

[illegible]

[illegible] کے پاس [illegible]

[illegible]

ثمامہ بن اثال کی گرفتاری

[illegible] کے ایک صاحب [illegible] رسول اللہ ﷺ نے اپنے [illegible] آپ نے [illegible] ثمامہ بن اثال [illegible] ستون سے باندھ دیا [illegible] جب [illegible] مسلمانوں نے [illegible] ثمامہ بن اثال [illegible] رسول اللہ ﷺ کی [illegible] لے چلے [illegible] مسلمانوں نے [illegible] مسلمانوں سے [illegible] اس وقت [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔

ثمامہ بن اثال کی تعظیم و تکریم

[illegible] جب ثمامہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا [illegible] آپ نے [illegible] رسول اللہ [illegible] آپ نے پوچھا [illegible] آپ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] اگر [illegible] آپ [illegible] چنانچہ آپ نے [illegible] کا بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ثمامہ [illegible] ہے۔

جنگ حنین کے شہداء اور مال غنیمت:

جنگ حنین میں [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] شہید ہوئے۔ [illegible]

بچے اور قتل کر دیے گئے۔ انصار میں سے سراقہ بن الحارث بن عدی بن عجلان شہید ہوئے۔ اشعریوں میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

جنگ کے بعد تمام قیدی اور مال غنیمت جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ مسعود بن عمرو الغفاری مال غنیمت کے امین تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تمام قیدی اور مال جعرانہ میں محفوظ کر دیا گیا۔

جب شکست خوردہ ثقیف طائف آئے انہوں نے شہر کے اندر آ کر اپنی حفاظت کے لیے شہر کے دروازے بند کر لیے اور جنگ کے لیے تمام تدابیر اختیار کیں۔ عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ جرش میں تھے اور وہاں سے ضبر اور منجنیقوں کا فن سیکھ رہے تھے نہ حنین کی جنگ میں شریک ہوئے اور نہ طائف کے محاصرہ میں۔

طائف کا محاصرہ:

عروہ سے مروی ہے کہ حنین سے واپس ہوتے ہی فوراً رسول اللہ ﷺ طائف گئے اور وہاں آپؐ اور صحابہ نصف ماہ تک طائف سے لڑتے رہے۔ ثقیف فصیل کے پیچھے لڑتے رہے۔ اس اثناء میں ان کا ایک شخص بھی فصیل سے باہر نہ نکلا۔ طائف کے گرد جس قدر آبادی تھی وہ سب اسلام لے آئی اور ان کے وفود نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ طائف سے پلٹ آئے۔ آپؐ نے صرف نصف ماہ ان کا محاصرہ کر کے واپسی کی۔ آپؐ نے جعرانہ میں منزل کی جہاں حنین کے قیدی ٹھیرے ہوئے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہوازن کی چھ ہزار عورتیں اور بچے قید تھے۔ آپؐ کے جعرانہ واپس آنے کے بعد ہوازن کے وفد کے افراد جو سب کے سب مسلمان ہو چکے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے تمام عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا اور آپ ذوالقعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا پھر آپ مدینے میں واپس آ گئے۔ آپؐ نے ابو بکرؓ کو اہل مکہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ وہ اس سال حج کرائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور ہدایت کی ترویج کریں آنے والے کو امان مل جائے۔ اس انتظام کے بعد آپؐ مدینہ چلے آئے۔ یہاں ثقیف کے وفد آپؐ کے پاس آئے اور انہوں نے ان شرائط پر معاہدہ کیا جس کا ذکر آ چکا ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور وہ عہد نامہ جو لکھا گیا ان کے پاس موجود ہے۔

اسلام میں پہلا قصاص:

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین سے طائف جاتے ہوئے آپؐ نے نخلہ یمانیہ کا راستہ اختیار کیا وہاں سے قرن اور ملیح ہوتے ہوئے لیہ کے بحرۃ الرغاء اترے۔ یہاں آپؐ نے مسجد بنوائی اور اس میں نماز پڑھی اسی مقام بحرۃ الرغاء میں آپؐ نے ایک شخص کو قصاص میں قتل کیا۔ اسلام میں یہ پہلا قصاص تھا۔ بنو لیث کے ایک شخص نے بنی ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا آپؐ نے قاتل کو قتل کر دیا۔ آپ لیہ میں فروکش تھے آپؐ نے مالک بن عوف کے قلعہ کے انہدام کا حکم دیا اور وہ منہدم کر دیا گیا۔ یہاں سے چل کر آپؐ ضیقہ نامی ایک راستے سے چلے اس راستہ میں پہنچ کر آپؐ نے اس کا نام دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا اسے ضیقہ (تنگ اور دشوار گزار) کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ (سہل) ہے۔ اب آپ نخب آئے اور ایک بیری کے نیچے جس کا نام صادرہ تھا فروکش ہوئے۔ یہ درخت ثقیف کے ایک شخص کے کھیت کے قریب واقع تھا۔ آپؐ نے اس سے کہلا بھیجا کہ تم میرے پاس چلے آؤ ورنہ تمہاری زراعت کو برباد کر دوں گا۔ اس نے آنے سے انکار کیا آپؐ نے اس کی زراعت کو اجڑوا دیا۔

صحابہ پر تیروں کی بوچھاڑ:

یہاں سے بڑھ کر آپ طائف کی فصیل کے بالکل قریب آ گئے اور یہیں آپ نے اپنا پڑاؤ ڈالا مگر ثقیف کی فصیل کے بالکل قریب ہی بہت سے صحابہ تیروں کا نشانہ بن گئے کیونکہ مسلمان یہاں پڑاؤ کر رہے تھے اور مسلمان شہر کے دروازوں کی بندش کی وجہ سے ان تک نہیں پہنچ سکے تھے۔ جب کئی صحابہ تیروں سے شہید ہو گئے آپ نے اپنا پڑاؤ وہاں سے اٹھا کر اس مقام پر کیا جہاں اب تک طائف میں آپ کی مسجد بنی ہوئی ہے۔ آپ نے چودہ یا پندرہ دن اہل طائف کا محاصرہ رکھا۔ اس موقع پر آپ کی بیویوں میں سے دو عورتیں ام سلمہ بنت ابی امیہ اور ایک دوسری اور آپ کے ہمراہ تھیں۔ دوسری کے متعلق واقدی کا بیان ہے کہ وہ زینب بنت جحش تھیں۔ ان دونوں کے لیے دو خیمے لگائے گئے تھے۔ ان کے بیچ میں آپ نماز پڑھتے تھے اور جب تک آپ وہاں مقیم رہے اسی جگہ نماز پڑھتے رہے۔ اس وجہ سے جب ثقیف اسلام لے آئے تو ابو امیہ بن عمرو بن وہب بن معتب بن مالک نے اس جگہ مسجد بنا دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ایک ایسا ستون ہے کہ روزانہ جب آفتاب کی روشنی اس پر پڑتی ہے اس میں سے آواز نکلتی ہے۔

مسلمانوں اور بنو ثقیف میں خونریز معرکہ:

رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کا محاصرہ کر لیا اور ان سے نہایت شدید لڑائی لڑی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر تیر اندازی کی۔ شدہ شدہ ایک روز طائف کی فصیل کے نیچے ایک عام خونریز معرکہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ ایک دبابہ میں بیٹھے اور پھر اسے فصیل کی طرف دھکیلا گیا۔ ثقیف نے دہکتے ہوئے لوہے کے ٹکڑے ان پر پھینکے۔ مسلمان اس دبابہ کے نیچے سے نکل کر ہٹ گئے مگر پھر ثقیف نے تیروں سے ان کو نشانہ بنایا اور اس طرح انہوں نے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ان کے انگوروں کو قطع کرنے کا حکم دیا اور لوگ اس کام میں جٹ گئے۔ اس اثناء میں ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ طائف کے قریب پہنچے اور انہوں نے ثقیف کو آواز دی کہ ہمیں امان دو ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ثقیف نے ان کو امان دے دی۔ انہوں نے قریش اور بنو کنانہ کی بعض عورتوں کو آواز دی کہ تم ہمارے پاس چلی آؤ کیونکہ ابوسفیان اور مغیرہ کو یہ ڈر تھا کہ یہ عورتیں بھی قید ہو کر باندیاں بن جائیں گی مگر ان عورتوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ ان میں ایک آمنہ بنت ابی سفیان تھیں جو عروہ بن مسعود کی بیوی تھیں جس کے بطن سے داؤد بن عروہ پیدا ہوا تھا اور ایک دوسری عورت تھی۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ طائف کے محاصرے کو جب پندرہ دن گزر گئے رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ کیا کہ محاصرہ کو جاری رکھنے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ثقیف کی مثال اس لومڑی کی ہے جو اپنے بل میں چھپی بیٹھی ہو اگر آپ اس کے پیچھے پڑے رہیں گے اسے پکڑ لیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ آپ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

مسلمانوں کی مراجعت:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کہ آپ نے طائف میں ثقیف کا محاصرہ کر رکھا تھا ابوبکر بن ابی قحافہ سے کہا ابوبکر میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے مکھن سے بھرا ہوا ایک پیالہ ہدیۃً بھیجا گیا مگر ایک مرغے نے چونچ سے اس میں سوراخ کر دیا جس سے تمام مکھن بہہ گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں سمجھتا کہ آج آپ ان کے مقابلے میں اپنے مقصد میں

[illegible]

عیینہ بن حصن

[illegible]

[illegible]

حضرت محمد ﷺ کا جعرانہ میں قیام

[illegible]

اسیران ہوازن

[illegible]

یا محمد! ہم اصل اور خاندان والے ہیں ہم پر جو مصیبت پڑی ہے وہ آپ کی اجازت سے پڑی ہے تو ہم لوگوں کے احسان اور مہربانی کی یہ صورت ہو اور آپ پر کچھ گراں نہ ہو پھر ابو جرول نے چند شعر پڑھے جن میں سے دو شعر یہ ہیں۔

امنن علینا رسول اللہ فی کرم فاننا المرء نرجوہ و ننتظر

امنن علی بیضۃ اعتاقہا قدر ممزق شملہا فی دہرہا غیر

ترجمہ: ”یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم پر کرم کریں اور احسان کریں کیونکہ آپ ہی سے ہماری تمام توقعات وابستہ ہیں آپ اس خاندان پر احسان کریں جس کی تقدیر آپ کے دست قدرت میں ہے اور جو اس وقت پریشان حال اور مصیبت زدہ ہے۔“

اسیران حنین کی رہائی

رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا اپنے بیوی بچے تم کو زیادہ محبوب ہیں یا مال۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہماری آبرو اور حسب اور مال میں ہمیں اختیار دیا ہے آپ ہمارے اہل و عیال ہمیں واپس دے دیں وہ ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا جو میرے اور عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو دیئے دیتا ہوں اور جب میں ظہر کی نماز پڑھا چکوں تم اس وقت کہنا کہ ہم اپنے بیوی بچوں کے بارے میں تمام مسلمانوں کی خدمت میں آپ کو اور مسلمانوں کی سفارش کے طلب گار ہیں تب تم اپنا مدعا کہو گے اس وقت میں خود تمہارے حق میں اہل و عیال واپس دے دوں گا اور مسلمانوں سے تمہاری سفارش کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز ظہر جماعت سے ادا کر چکے ہوازن کے لوگوں نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے مشورے کے مطابق درخواست کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو واپس دیتا ہوں۔ مہاجرین نے کہا جو ہمارے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیے۔ انصار نے کہا جو ہمارے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیے۔ اقرع بن حابس نے کہا مگر جو میرے اور بنو تمیم کے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نہیں دیتے۔ عیینہ بن حصن نے کہا اور جو میرے اور بنو فزارہ کے حصے میں ہیں ان کو ہم نہیں دیتے۔ عباس بن مرداس نے کہا جو میرے اور بنو سلیم کے ہیں ان کو ہم بھی نہیں چھوڑتے۔ اس پر بنو سلیم نے کہا مگر جو ہمارے ہیں وہ ہم رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہیں۔ عباس نے بنو سلیم سے کہا کہ تم نے میری توہین کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان قیدیوں میں جو شخص اپنا حصہ لینا چاہتا ہے اسے ہر انسان کے عوض میں پہلے مال کے چھ اونٹ ملیں گے۔ غرض تم سب ان کے اہل و عیال ان کو واپس دے دو۔

ابو وجزہ یزید بن عبید السعدی سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے ایک جاریہ ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر علی بن ابی طالب کو دی تھی اور ایک جاریہ زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان عثمان بن عفان کو دی تھی اور ایک جاریہ عمر بن الخطاب کو دی تھی جو انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کو دے دی۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک باندی عمر بن الخطاب کو دی تھی اور انھوں نے مجھے دے دی میں نے اسے ننھیال بنی جمح میں بھیج دیا جو میرے ننھیالی رشتہ دار تھے کہ وہ میرے لیے سنوار دیں اور تیار کر دیں۔ میں بیت اللہ کا طواف کرنے گیا اور میرا ارادہ تھا کہ طواف سے فارغ ہو کر واپس آ کر اس سے ملوں۔ جب میں مسجد سے نکلا میں نے لوگوں کو دوڑتا ہوا دیکھا میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اہل و عیال ہمیں واپس دے دیے ہیں۔

علی نے کہا تمہاری ایک عورت یہاں خیمہ میں ہے تم جاؤ اور اسے لے لو۔ وہ وہاں گئے اور اس عورت کو لے آئے۔

مال غنیمت میں عیینہ بن حصن کا حصہ:

عیینہ بن حصن نے ہوازن کی بڑھیوں میں سے ایک بڑھیا کو اپنے لیے منتخب کیا اور اسے لیتے وقت کہا کہ یہ بڑھیا قوم کی ہے اسے لیا جانا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ قبیلے کے اطراف میں اس کا کوئی عزیز ہو اور اس کا فدیہ بہت زیادہ ادا ہوگا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تمام قیدی چھ اونٹوں کے عوض میں واپس دیئے جائیں۔ عیینہ نے اس کے واپس کرنے سے انکار کیا۔ زہیر ابو صرد نے ان سے کہا اسے دے دو کیونکہ واللہ اس کا منہ خراب ہے اس کے منہ میں دانت نہیں ہیں نہ پیٹ میں بچہ آ سکتا ہے نہ دودھ ہے اور نہ اس کی چھاتیاں ابھری ہوئی ہیں نہ اسے ولادت اور بچے کی رضاعت کی قابلیت ہے اور نہ اس کے خاوند کو رنج ہے۔ عیینہ نے اس قول کے بعد عیینہ نے اس عورت کو چھ حصوں کے عوض میں واپس دے دیا۔ ایک مرتبہ عیینہ کی اقرع بن حابس سے ملاقات ہوئی اقرع نے ان سے شکایت کی کہ تم نے عورت کو اس وقت نہ تو جوان پایا اور نہ ادھیڑ عمر کی کہ اس پر قبضہ کرتے۔

مالک بن عوف کا قبول اسلام:

ہوازن کے وفد سے رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوف کو دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ وہ ثقیف کے ساتھ طائف میں ہے آپ نے ان سے کہا کہ مالک سے کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آ جائے تو میں اس کے اہل و عیال کو بھی اور اس کا مال بھی واپس دے دوں گا اور سو اونٹ بھی دوں گا۔ مالک کو اس کی اطلاع ہوئی وہ طائف سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔

مالک کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر ثقیف کو رسول اللہ ﷺ کے اس وعدے کا علم ہو گیا تو وہ اسے روک لیں گے اور جانے نہ دیں گے اس لیے اس نے ایک خاص انتظام یہ کیا کہ اپنی سواری کو تیار رکھنے کا حکم دیا اور گھوڑے کو طائف میں طلب کیا۔ رات کے وقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے وہاں سے نکل آیا اور جب اس مقام پر پہنچا جہاں اس نے اپنی دوسری سواری کے تیار رکھنے کا انتظام کیا تھا اور اس پر سوار ہو کر جعرانہ آیا کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے اس کے اہل و عیال اور مال کو اسے واپس دے دیا اور سو اونٹ اور دیے وہ اسلام لے آیا اور بہت اچھا مسلمان ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کی قوم اور طائف کے نواح کے قبائل ثمالہ، سلمہ اور فہم کے ان لوگوں کا جو اسلام لے آئے تھے عامل مقرر کر دیا۔ چنانچہ وہ ان مسلمانوں کے ساتھ ثقیف سے لڑتے تھے ان کا جو گلہ باہر نکلتا تھا اس پر غارت گری کرتے تھے اس طرح انہوں نے ثقیف کو تنگ کر دیا۔ اس پر ابو محجن بن حبیب بن عمرو بن عمیر الثقفی نے اس کی بدعملی کی شکایت میں چند شعر کہے ہیں۔

مال غنیمت تقسیم کرنے پر اصرار:

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں کو ان کے اہل کو واپس کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے لوگ آپ کے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے مال غنیمت کے اونٹ اور بکریاں تو ہم میں تقسیم کر دیجئے ان کی بھیڑ نے آپ کو ایک جھاڑی کے قریب کر دیا جس سے الجھ کر آپ کی چادر جسم پر سے اتر گئی۔ آپ نے لوگوں سے کہا اے لوگو میری چادر تو مجھے دے دو بخدا اگر میرے پاس اتنے اونٹ ہوتے جتنے تہامہ میں درخت ہیں تو میں ان سب کو تم میں تقسیم کر دیتا تب بھی تم

انہوں نے کہا بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کھڑا رہا آپ اس وقت لوگوں کو عطا دے رہے تھے۔ اس نے کہا اے محمد (ﷺ) آج جو کچھ آپ نے کیا ہے میں نے اسے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا دیکھا اس نے کہا آپ نے عدل نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ گیا آپ نے فرمایا برا ہو تیرا اگر میرے پاس عدل نہیں ہے تو پھر کہاں ہوگا۔ عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اجازت ہو تو اسے قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں اسے چھوڑ دو عنقریب اس کے ساتھ اور لوگ آئیں گے اور وہ اس طرح دین میں تعمق کریں گے کہ دین سے جا نکلیں گے اور تیر کی طرح دین سے نکل جائیں گے جس کو دیکھیں پھر اس پر تیر کہ جب تیر شکار سے نکلتا ہے تو پھر وہ کچھ بتاتا نہیں کہ اس پر نشان نظر نہیں آتا۔

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے بھی یہ واقعہ اسی طرح مروی ہے کہ انہوں نے اس شخص کا نام ذوالخویصرہ ہی بیان کیا ہے ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ذوالخویصرہ نے اس مال کی تقسیم کے وقت کہی تھی جو علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں یمن سے ارسال کیا تھا۔ آپ نے اسے بہت سے لوگوں میں جن میں عیینہ بن حصن اقرع اور زید الخیل بھی تھے تقسیم کیا۔

ایک کوڑے کا معاوضہ

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے جو حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنی اونٹنی پر رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سوار چلا جا رہا تھا میرے پاؤں میں ایک بھاری اور مضبوط جوتا تھا میری اونٹنی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے ٹکرائی اور میرے جوتے کا کنارہ آپ کی پنڈلی میں لگ گیا جس سے آپ کو تکلیف ہوئی آپ نے میرے پاؤں پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی پیچھے رہو۔ میں نے اپنی اونٹنی روک لی۔ دوسرے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا میں نے دل میں کہا کہ ضرور کل کے واقعے کی وجہ سے مجھے بلایا ہے۔ میں ڈرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کل تمہارا جوتا میرے پاؤں پر پڑ گیا تھا اس سے مجھے تکلیف ہوئی میں نے تمہارے پاؤں پر کوڑا مارا اب میں نے تم کو اس لیے بلایا ہے کہ اس مار کا عوض دوں۔ چنانچہ آپ نے ایک کوڑے کے عوض میں اسی بکریاں عطا فرمائیں۔

حضرت سعد بن عبادہؓ

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور دوسرے قبائل میں وہ عطا تقسیم کی جس کا ذکر آ چکا ہے اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا تو انصار اپنے دل میں اس سے بہت ملول ہوئے اور اس پر چہ میگوئیاں کرنے لگے کسی نے یہ کہا کہ بخدا رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے مل گئے ہیں۔ سعد بن عبادہؓ آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ جماعت انصار آپ کے اس طرز عمل سے کبیدہ خاطر ہے کہ آپ نے اس مال غنیمت کو صرف اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور دوسرے قبائل عرب میں بھی بڑے بڑے عطیے تقسیم کیے مگر قبیلہ انصار کو اس میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارا اپنا خیال کیا ہے۔ سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی اپنی قوم کا ہم خیال ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی قوم کو اس احاطے میں جمع کرو۔ سعدؓ جا کر اپنی قوم کو اس احاطے میں بلا لائے تو دوسرے مہاجرین بھی وہاں آئے سعدؓ نے ان کو رہنے دیا وہ اندر چلے گئے اور لوگ آئے ان کو سعدؓ نے اندر جانے سے روک دیا۔ جب سب جمع ہو گئے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ تمام باقی قیدی بھی مدینہ آئے۔

اس سال رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے جیفر اور عمرو جلندی کے بیٹوں کے پاس عمرو بن العاص کو صدقے کی تحصیل کے لیے روانہ کیا۔ ان دونوں نے عمرو بن العاص کو صدقے کی تحصیل کی اجازت دے دی اور انہوں نے وہاں کے دولت مندوں سے زکوٰۃ لی اور اسے وہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ عمرو بن العاص نے وہاں کے مجوسیوں سے جزیہ لیا جو شہری تھے اور عرب بیرونی تھے۔

اس سال رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت الضحاک بن سفیان الکلابیہ سے نکاح کیا۔ جب اسے آخرت اور دنیا میں اختیار دیا گیا تو اس نے دنیا کو ترجیح دی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی تھی اس لیے آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ زہری سے مروی ہے کہ اس عورت سے آپ نے ذوالقعدہ ۸ھ میں نکاح کیا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کی ولادت

اس سال ذی الحجہ میں ماریہ قبطیہ سے ابراہیم پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دودھ پلانے کے لیے ام بردہ بنت المنذر بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کے حوالے کر دیا۔ ان کے شوہر براء بن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن عدی بن النجار تھے۔ اس ولادت کے موقع پر مدینہ والی سلمیٰ رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ بچے کی ولادت کے بعد وہ اپنے شوہر ابو رافع کے پاس آئیں اور لڑکے کی ولادت کی ان کو اطلاع دی۔ ابو رافع نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اس کی بشارت دی۔ آپ نے ان کو ایک غلام عطا فرمایا۔ حضرت ماریہ کو جب اللہ نے آنحضور ﷺ کی صلب سے فرزند عطا فرمایا آپ کی دوسری بیویوں کو اس پر سخت رشک اور حسد ہوا۔

* * *

باب ۱۷

غزوۂ تبوک ۹ھ

بنو اسد کا وفد:

اس سال بنو اسد کا وفد اسلام لانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھوں نے یہ بات بطور احسان جتلائی کہ آپ کی دعوت پہنچے بغیر ہم خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ﴾

"وہ تم پر اس بات کا احسان دھرتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ کہہ دو کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ"۔

اس سال ربیع الاول میں بلی کا وفد مدینہ آیا اور رویفع بن ثابت البلوی کے پاس مہمان ہوا۔ اسی ماہ بنو عذرہ کا وفد جس میں بارہ آدمی تھے مدینہ آیا۔

عروہ بن مسعود ثقفی کا قبول اسلام:

واقدی کے قول کے مطابق اسی سال عروہ بن مسعود ثقفی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس کے متعلق محمد بن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب طائف کے محاصرے سے واپس ہوئے تو عروہ بن مسعود ثقفی آپ کے پاس آنے کے لیے آپ کے پیچھے چلے۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے وہ آپ سے آ ملے، اسلام لائے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اپنی قوم کے پاس اشاعت اسلام کے لیے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم کو قتل کر دیں گے۔ آپ ان کی جماعت کی نخوت اور سرکشی سے جو انھوں نے آپ کے مقابلے میں قائم رکھی تھی خوب واقف تھے۔ عروہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ مجھے اپنی آنکھوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اور واقعی یہی بات تھی کہ وہ اپنی قوم میں بہت محبوب اور بااثر تھے سب ان کی بات مانتے تھے۔

حضرت عروہ ثقفی کی شہادت:

عروہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دینے کے لیے مدینہ سے چلے۔ ان کا خیال تھا کہ چونکہ وہ ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس لیے اس بات میں ان کی مخالفت نہ کریں گے۔ جب یہ اپنی قوم کو دعوت دینے کے لیے بالاخانے پر چڑھ کر سب کے سامنے آئے اور انھوں نے اپنے بھی مسلمان ہو جانے کا اعلان کیا تو ان کی قوم نے ہر طرف سے ان پر تیر برسائے۔ ایک تیر ان کے لگا جس سے

شہید ہوئے۔ اس کی تحقیق نہ ہو سکی۔ بنی ثقیف کہتے ہیں کہ ان کے تعلق والوں میں سے بنی مالک کے ایک شخص اوس بن عوف نے پھینکا تھا اور احلاف کہتے ہیں کہ ان کے ایک حلیف بنو عتاب بن مالک کے وہب بن جابر نے یہ تیر چلایا تھا۔ مرتے وقت عروہ سے کسی نے پوچھا آپ کے قتل کے متعلق کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا یہ میری بڑی عزت اور کرامت ہے کہ اللہ نے مجھے شہادت عطا فرمائی ہے۔ میرے ساتھ وہی کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ان شہیدوں کے ساتھ کیا ہے جو یہاں تمہارے مقابلہ میں شہید ہوئے مجھے بھی ان کے پاس دفن کرنا۔ چنانچہ وہ وہاں مسلمان شہداء کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اصحاب یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عروہ کی مثال ان کی قوم میں وہی ہے جو ان صاحب یٰسین کی جن کا ذکر سورۂ یٰسین میں آیا ہے اپنی قوم میں ہوئی۔

عمرو بن امیہ اور عبد یالیل:

اس سال رمضان میں اہل طائف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ عروہ کے قتل کے چند ماہ بعد اہل طائف نے باہم طے کیا کہ ہم میں ان تمام عربوں سے جو ہمارے گرد آباد ہیں لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ عرب پہلے سے اسلام کی بیعت کر چکے تھے اس کے لیے [illegible] عمرو بن امیہ عرب کا مشہور زیرک اور چالاک شخص جو عبد یالیل بن عمرو سے باہمی عداوت کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے ترک تعلق کر چکا تھا خود عبد یالیل بن عمرو کے پاس آیا۔ اس کے دروازے پر ٹھہرا اور پھر کسی سے کہا کہ جا کر اطلاع کر دو کہ عمرو بن امیہ ملاقات کے لیے آیا ہے باہر آؤ۔ عبد یالیل نے قاصد سے کہا کیا واقعی عمرو نے تم کو بھیجا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں اور وہ آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں عبد یالیل نے کہا کہ یہ تو ایسی بات ہے جس کا مجھے گمان بھی نہ تھا کہ عمرو جیسا خوددار اور باوقار شخص بھی خود میرے یہاں آئے گا۔ بہرحال عبد یالیل نے اسے دیکھ کر خوش آمدید کہا۔ عمرو نے کہا کہ معاملہ ایسا اہم ہو چکا ہے کہ اس کی وجہ سے قطع تعلق کو بالائے طاق رکھنا پڑا۔ محمد کی طاقت و قوت جس قدر بڑھ گئی ہے وہ ظاہر ہے تمام عرب اسلام لا چکے ہیں تم میں ان سب سے لڑنے کی طاقت نہیں اب اپنی حالت پر غور کر لو۔

بنو ثقیف کا وفد:

اس بات کا بنو ثقیف پر یہ اثر ہوا کہ وہ باہم مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ کسی نے کہا دیکھو ہماری یہ حالت ہے کہ ہمارے مویشی اور ہمارا مال ہر وقت خطرے میں ہے ہمارے جو مویشی چرنے کے لیے جاتے ہیں ان کو لوٹ لیا جاتا ہے جو شخص باہر جاتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس پر باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ عروہ کی طرح کسی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس مصالحت کے لیے بھیجا جائے۔ سب نے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر سے جو عروہ کا ہم سن تھا درخواست کی کہ تم اس کام کے لیے جاؤ۔ اس نے اس خوف سے کہ جب وہ ان کے پاس واپس آئے گا اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو عروہ کے ساتھ کیا گیا ہے اس کام پر جانے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میرے ساتھ اور لوگ بھی نہ بھیجو گے میں تنہا نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ اس کے ہمراہ احلاف کے دو شخص اور تین شخص بنو مالک کے بھیجے جائیں اس طرح اس وفد میں چھ آدمی ہو گئے۔ بنو مالک کا عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دہمان بنو مالک میں سے اوس بن عوف بنو حارث میں سے اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ۔ احلاف میں سے حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور شرحبیل بن غیلان

بن علی بن معتب عبد یالیل کے ساتھ ہو گئے جو اس جماعت کا رئیس اور سردار مقرر کیا گیا تھا۔ یہ ان سب لوگوں کو محض اس وجہ سے اپنے ساتھ لے گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی واپسی کے بعد وہی سلوک نہ ہو جو عروہ کے ساتھ ہوا تھا مگر جب ان کے ہمراہ یہ پانچ شخص اور ہوں گے تو یہ لوگ واپسی کے بعد اپنے اپنے خاندان سے بدلہ لیں گے۔

حضرت مغیرہؓ اور حضرت ابوبکرؓ:

یہ وفد مدینہ روانہ ہوا۔ اس کے قریب پہنچ کر یہ جماعت مقام قنات میں فروکش ہوئی۔ یہاں مغیرہ بن شعبہ سے جو اپنی باری میں حسب دستور صحابہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ چرا رہے تھے ان کی ملاقات ہوئی ان کو دیکھتے ہی مغیرہ فرط مسرت میں اونٹوں کو چھوڑ کر اس وفد کے آنے کی بشارت دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوڑے۔ قبل اس کے کہ مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ان کو مل گئے۔ مغیرہؓ نے ان کو اطلاع دی کہ بنو ثقیف کا ایک وفد اسلام اور بیعت کی نیت سے آیا ہے مگر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جان، زمین اور املاک کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے عہد لکھوا لیں۔ ابوبکرؓ نے مغیرہؓ سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تاوقتیکہ میں رسول اللہ ﷺ سے یہ بات بیان نہ کر دوں تم مجھ سے پہلے ان کی خدمت میں نہ جانا۔ مغیرہؓ نے یہ بات مان لی اور رک گئے۔ ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بنو ثقیف کے وفد کے آنے کی اطلاع دی۔ اس کے بعد مغیرہؓ اس وفد کے پاس چلے آئے اور شام کو اونٹ چرا کر ان کے ہمراہ مدینہ آئے۔ مغیرہؓ نے ان کو بتایا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح سلام کرنا مگر انہوں نے وہی قدیم جاہلیت کا سلام آپ کو کیا۔ آپ نے ان کے قیام کے لیے مسجد نبوی کے ایک طرف خیمہ لگوا دیا۔ خالد بن سعید بن العاص نے ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تکمیل معاہدہ کے لیے سفارت کے فرائض انجام دیے۔ معاہدہ تیار ہوا خالد بن سعید ہی نے اسے اس وفد اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اپنے قلم سے لکھا جب تک کہ معاہدہ کی تکمیل نہ ہو گئی اور وہ اسلام لا کر بیعت نہ کر چکے ان کا یہ دستور رہا کہ جو کھانا ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کے یہاں سے آتا تھا اسے وہ تاوقتیکہ خالد بن سعید نہ کھا لیں ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ اور بنو ثقیف میں معاہدہ:

اس معاہدہ میں انہوں نے ایک شرط کی بھی درخواست کی تھی کہ ان کے بت لات کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو منظور نہیں کیا انہوں نے ایک ایک سال کی مہلت کی درخواست کرنا شروع کی مگر آپ نے کسی بات کو نہیں مانا تب انہوں نے کہا کہ ہماری مراجعت کے چند ماہ تک نہ توڑا جائے اور اس میں بھی ایک ایک ماہ کی کمی کی درخواست کرتے رہے مگر رسول اللہ ﷺ نے کوئی بات نہیں مانی۔ اس درخواست کی وجہ جیسا کہ انہوں نے خود ظاہر کی یہ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ لات سے سردست کوئی تعارض نہ کیا جائے جس کی وجہ سے اپنے عیال، عورتوں اور نافہم بچوں کی طرف سے مطمئن رہیں اور جب تک اسلام ان میں رائج نہ ہو جائے لات کو منہدم کر کے ان کو متوحش کرنا نہیں چاہتے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس شرط کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو لات کو توڑنے کے لیے طائف بھیج دیا۔ اس شرط کے علاوہ بنو ثقیف نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ ان کو نماز معاف کر دی جائے اور اپنے ہاتھ سے اپنے اصنام کو توڑنے سے معاف رکھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

بتوں کے توڑنے سے ہم نے تم کو معاف کیا مگر نماز کی غرض سے معاف نہیں کی جا سکتی اس مذہب میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔ بنو ثقیف کے وفد نے کہا اگرچہ اس میں ذلت ہے مگر بہرحال ہم نماز ادا کیا کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص:

جب وہ اسلام لے آئے رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ تحریر کر دیا اور عثمان بن ابی العاص کو جو کہ ان میں سب سے کمسن تھے ان کے شوقِ اسلام اور قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے کے شوق و ذوق کی وجہ سے ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابو بکرؓ نے اس بارے میں عثمان کی سفارش کی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اس تمام جماعت میں یہ نوجوان اسلام اور قرآن کے سیکھنے کا بہت زیادہ دلدادہ اور کوشاں مجھے نظر آتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے عثمان کو امیر مقرر کیا۔

بنو ثقیف میں بت پرستی کا خاتمہ:

یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر اپنے علاقوں کو واپس ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ کو ان کے بت لات کے توڑنے کے لیے روانہ فرمایا۔ یہ دونوں بھی وفد کے ساتھ طائف روانہ ہوئے۔ طائف پہنچ کر مغیرہؓ نے ابو سفیانؓ سے کہا کہ آپ مجھ سے پہلے طائف جائیں۔ انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ تمہاری قوم ہے تم ان کے پاس جاؤ۔ خود ابو سفیان ذات الہرم میں اپنی املاک میں ٹھہر گئے۔ مغیرہؓ طائف میں آئے اور کدال سے لات کو توڑنے لگے اس پر چڑھے اس اثناء میں ان کی قوم والے بنو معتب ان کی حفاظت کے لیے کہ مبادا عروہ کی طرح کوئی انہیں بھی تیر یا نیزے کا نشانہ بنائے ان کے پاس کھڑے رہے۔ ثقیف کی عورتیں برہنہ سر لات پر روتی ہوئی گھروں سے نکل آئیں اور اس کا نوحہ پڑھ رہی تھیں وہ کہہ رہی تھیں:

> الا ابکین دفاع اسلمها الرضاع لم یحسنوا المصاع۔
>
> "ہم اپنے محافظ پر روتے ہیں جسے اس کے خادموں نے چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے اس کی حفاظت میں دادِ مردانگی نہیں دی"۔

مغیرہؓ اس پر تیشہ زنی کر رہے تھے اور کہتے جاتے تھے جب اسے توڑ کر انہوں نے اس کے خزانے اور زیور پر قبضہ کر لیا اور ابو سفیان کو بلا بھیجا۔ دونوں نے بت کا تمام مال ایک جگہ جمع کیا۔ طائف بھیجتے وقت رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان کو حکم دیا تھا کہ وہ لات کے خزانے سے مسعود کے بیٹے عروہ اور اسود کا قرض ادا کریں۔ چنانچہ ابو سفیانؓ نے حسب حکم کر دیا۔ اسی سال رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے۔

* * *

غزوہ تبوک

مسلمانوں کا امتحان

خبریں آئیں کہ رومی بڑی جماعت سے عرب پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ جب یہ خبریں آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اعلان کروا دیا کہ مسلمان [illegible] فوجی تیاری کا حکم ہے۔ اس وقت مسلمان بہت ہی عسرت کی حالت میں تھے۔ گرمی شدید تھی، قحط سالی تھی، میوے کی فصل تیار تھی، ہر شخص کی یہی خواہش تھی کہ سایہ میں بیٹھ رہنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس زمانے میں جہاد کے لیے نکلنا بہت گراں تھا کیونکہ خود ہی چاہتے تھے کہ فصل سے متمتع ہوں اور کسی راحت سے بسر کریں۔

جد بن قیس

قریباً ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب آپ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو مقام کا اظہار نہ کرتے تھے۔ جہاں حملہ مقصود ہوتا اس کے علاوہ اور کسی جگہ کا نام لیتے تھے۔ لیکن اس موقع پر آپ نے بہ سبب مسافت کی دوری اور موسم کی شدت اور دشمن کی کثرت تعداد کی وجہ سے تبوک کا نام عام طور پر ظاہر کر دیا تاکہ اس سفر کے لیے سب لوگ پوری تیاری کر لیں۔ اس خیال سے آپ نے تمام عرب کو تیاری سفر کا حکم دیا اور بتا دیا کہ ملک روم سے مقابلہ پیش ہے۔ اس لیے [illegible] منافق جو ظاہر میں مسلمان بنے ہوئے تھے اور دل سے اسلام پر قائم نہ تھے، روم کی شوکت کے مقابلے پر جہاد کے لیے جاتے ہوئے دل میں بہت ہی خوف محسوس کرتے تھے۔ وہ آپ کے حکم کی تعمیل سے پہلو تہی کرنے لگے۔ ان ہی دنوں سفر کے شروع میں ایک دن آپ نے بنو سلمہ کے جد بن قیس سے کہا کہ اس سال رومیوں سے جہاد کے لیے چلتے ہو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو معذور رکھیے، آپ مجھ کو گھر رہنے کی اجازت دے دیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں کیونکہ میری تمام قوم اس بات سے واقف ہے کہ مجھ کو عورتوں کا شوق بہت ہے اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔

جہاد سے متعلق آیت قرآنی کا نزول

رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ میں نے تم کو رہنے کی اجازت دی۔ جد بن قیس ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے: ومنهم من يقول ائذن لي ولا تفتني (ترجمۂ آیت: [illegible] فتنے میں پڑنے سے مجھ کو معاف کر دیجیے حالانکہ [illegible] حقیقت میں فتنہ [illegible] بلکہ اس قول سے وہ [illegible] اس فتنے میں جا پڑے [illegible] رسول اللہ ﷺ کی [illegible] انہوں نے [illegible] اپنی جان کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں [illegible] آیت کے [illegible] کے لیے [illegible] آپ کے [illegible] پہنچ گئے۔

منافقین کی سرگرمیاں:

22

اس موقع پر کچھ منافق لوگوں کو بہکاتے رہتے اور دین میں شک ڈالتے اور رسول اللہ ﷺ کی بات ٹالنے کے لیے ہر طرح کی باتیں کرنے لگے۔ انہیں منافقوں کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: وقالوا لا تنفروا فی الحر قل نار جہنم اشد حرا لو کانوا یفقہون (اور منافقوں نے کہا کہ گرمی میں مت نکلو، تم کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش وہ سمجھیں) اپنے قول حق ... (اور یہ ان کے اعمال کی سزا ہے) اللہ نے نازل فرمایا۔

حضرت عثمان بن عفان کی مالی امداد:

رسول اللہ ﷺ نے اب جنگ کی سفری تیاری شروع کر دی، آپ ﷺ نے صحابہ کو بھی مستعدی کے ساتھ جلد تیار ہو جانے کا حکم دیا اور آپ نے دولت مند اصحاب کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور سواری کا انتظام کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ حضرات نے آپ کے ارشاد کی پوری تعمیل کی۔ حضرت عثمان بن عفان نے اس موقع پر اس قدر رقم کثیر اللہ کی راہ میں خرچ کی جو کوئی دوسرا نہ کر سکا۔

سات مسلمان جن میں انصاری وغیرہ تھے روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، یہ غریب تھے انہوں نے آپ سے سواری کی درخواست کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سواری نہیں کہ تم کو دوں، اس لیے وہ آزردہ ہو کر روتے ہوئے آپ کے پاس سے چلے گئے کیونکہ خود ان کے پاس بھی خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ تھا۔

یامین بن عمیر اور عبداللہ بن مغفل:

یامین بن عمیر بن کعب النضری اور عبداللہ بن مغفل سے ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب کی راستے میں ملاقات ہوئی، یہ دونوں رو رہے تھے۔ ابولیلیٰ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے کہ آپ ہمیں سواری مرحمت فرمائیں مگر وہاں بھی ہمیں کوئی سواری نہیں ملی اور خود ہمارے پاس اتنا نہیں ہے کہ سواری کا بندوبست کر کے آپ کے ساتھ جہاد کے لیے جا سکیں۔ ابولیلیٰ نے ان کو ایک پانی کھینچنے والا اونٹ دے دیا، ان دونوں نے اس پر کجاوہ رکھا۔ اس کے علاوہ ابولیلیٰ نے زاد راہ کے لیے کچھ چھوارے بھی ان کو دیے اور اس طرح یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہو گئے۔

کچھ اعراب جہاد سے معذرت خواہی کے لیے آپ کے پاس آئے مگر اللہ عزوجل نے ان کی معذرت قبول نہیں کی، یہ بنو غفار کے عرب تھے ان میں خفاف بن ایماء بن رحضہ بھی تھے۔

جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والے مسلمان:

رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری مکمل کر کے روانگی کا ارادہ کر لیا، بعض مسلمانوں کی نیت آپ کے ساتھ جانے سے ڈانواں ڈول ہو گئی اور وہ پیچھے رہ گئے، گو ان کے ایمان میں کوئی شک نہ تھا وہ پکے مسلمان تھے مگر ساتھ نہ گئے۔ ان میں بنو سلمہ کے کعب بن مالک بن ابی کعب، بنو عمرو بن عوف کے مرارہ بن الربیع، بنو واقف کے ہلال بن امیہ اور بنو سالم بن عوف کے ابوخیثمہ تھے۔ یہ سچے مسلمان تھے جن کے ایمان میں کوئی شک نہ تھا۔

عبداللہ بن ابی سلول کا قصہ:

مدینہ سے نکل کر رسول اللہ ﷺ نے ثنیۃ الوداع پر پڑاؤ کیا۔ عبداللہ بن ابی سلول نے علیحدہ وداع کے نیچے ذباب میں آپ کے مقابل میں پڑاؤ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی جماعت کسی طرح رسول اللہ ﷺ کی جماعت سے کم نہ تھی۔ جب آپ اس مقام سے روانہ ہوئے عبداللہ بن ابی سلول دوسرے منافقوں کے ساتھ واپس پیچھے رہ گیا اور اس نے آپ کا ساتھ نہیں دیا۔ اس کے ساتھ بنو عوف بن الخزرج کا عبداللہ بن ابی، بنو عمرو بن عوف کا عبداللہ بن نبتل اور بنو قینقاع کا رفاعہ بن زید بن تابوت بھی تھے۔ یہ منافقوں کے سرغنہ تھے جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ فریب اور بدکاری کرتے رہتے تھے۔ ان لوگوں کے متعلق خدا عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا لک الامور (آخر آیت تک) (انہوں نے پہلے بھی فتنہ برپا کرنا چاہا تھا اور انہوں نے تمہارے معاملات کو الٹ دیا)۔

حضرت علی بن ابی طالب ؓ کی مدینہ کو مراجعت:

رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں آپ کے اہل و عیال کی خبر گیری کے لیے ٹھہر جائیں اور ساتھ نہ آئیں۔ آپ نے ان کو مدینہ کی حفاظت کے سوا اور کسی کام پر مقرر نہیں فرمایا۔ علیؓ کے قیام مدینہ پر منافقوں نے ان کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع کیں اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کو بوجھ سمجھ کر ساتھ نہیں لے گئے۔ جب علیؓ نے منافقوں کی اس بات کو سنا تو انہوں نے اپنے ہتھیار لیے اور مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے اور جرف میں جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے آپ کے پاس پہنچ گئے۔ علیؓ نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ! منافق کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے بار سمجھا اور اس طرح مجھے مدینہ میں چھوڑ کر مجھ سے اپنا پیچھا چھڑا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ میں نے تم کو صرف اپنے اہل و عیال کی خبرگیری کی خاطر مدینہ میں قیام کا حکم دیا ہے۔ تم واپس جاؤ اور میرے اور اپنے اہل و عیال میں میری نیابت کرو۔ اے علیؓ! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ تم میرے پاس ویسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ کے پاس تھے، اگرچہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں۔ علیؓ مدینہ چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنی راہ چلے گئے۔

حضرت ابو خیثمہ ؓ:

آپ کے جانے کے کئی روز بعد بنو سالم کے ابو خیثمہ ؓ ایک دن جب کہ بہت شدید گرمی پڑ رہی تھی اپنے گھر آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی دونوں بیویاں اپنے باغ میں اپنے اپنے چھپر میں بیٹھی ہوئی ہیں اور ہر ایک نے اپنا چھپر پانی چھڑک کر ٹھنڈا کیا ہے اور ٹھنڈا پانی اور کھانا اپنے شوہر کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ ابو خیثمہ اندر آ کر اپنے چھپر کے دروازے پر کھڑے ہو کر دونوں کے پاس جو کچھ تھا دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنی بیویوں کو اور ان کی تیاری کو جو انہوں نے ان کے لیے کی تھی دیکھا اور کہا رسول اللہ ﷺ تو دھوپ اور لو میں سفر کر رہے ہیں اور ابو خیثمہ ایک ٹھنڈے سایہ میں جہاں ٹھنڈا پانی اور کھانا تیار ہے اور حسین عورت موجود ہے قیام کرے، یہ تو انصاف نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اپنی بیویوں سے کہا کہ میں خدا کی قسم تم میں سے کسی کے چھپر میں نہیں آؤں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ پہنچ جاؤں، تم میرے لیے زاد راہ تیار کر دو۔ ان دونوں نے زاد راہ مہیا کر دیا۔ ابو خیثمہ نے اپنا اونٹ لیا اس پر سوار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلے

تیار اونٹ پر سوار ہو کر چل کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ تبوک میں فروکش تھے کہ ابو خیثمہ آپ کے پاس پہنچ گئے۔ اثنائے راہ میں ابو خیثمہ کو عمیر بن وہب الجمحی جو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہے تھے مل گئے اب دونوں ساتھ ہو گئے۔ تبوک کے قریب پہنچ کر ابو خیثمہ نے عمیر بن وہب سے کہا مجھ سے ایک قصور ہو گیا ہے یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم ذرا پیچھے رہو تاکہ میں پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ عمیر نے ان کی بات مان لی۔ ابو خیثمہ آگے بڑھے۔ رسول اللہ ﷺ تبوک میں فروکش تھے جب ابو خیثمہ آپ کے قریب پہنچے لوگوں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ کوئی شتر سوار آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا ابو خیثمہ ہوں گے۔ صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ واللہ ابو خیثمہ ہی ہیں۔ ابو خیثمہ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کیا خبر ہے۔ ابو خیثمہ نے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا اور آپ نے ان کو دعائے خیر دی۔

حجر میں پانی نہ پینے کا حکم:

اثنائے راہ میں جب رسول اللہ ﷺ حجر آئے۔ آپ نے منزل کی۔ اس کے کنویں سے لوگوں نے پانی لیا اور جب وہ شام کو فرودگاہ واپس آئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کنویں کا پانی نہ پیو اور نہ اس سے وضو کرو بلکہ اس کے پانی سے جو آٹا تم نے گوندھ لیا ہے اونٹوں کو کھلا دو خود اس میں سے ہرگز نہ کھاؤ اور آج شب میں تم میں سے کوئی بغیر کسی کو ساتھ لیے فرودگاہ سے باہر نہ جائے۔ تمام صحابہ نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی البتہ بنو ساعدہ کے دو شخصوں نے اس ہدایت پر عمل نہیں کیا۔ ایک صاحب تقاضائے حاجت کے لیے گئے اور ایک اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلے جو تقاضائے حاجت کے لیے گئے تھے اثنائے راہ میں ان کو مرض خناق ہو گیا اور جو اونٹ کی تلاش میں گئے تھے ان کو تیز ہوا نے اڑا کر طے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان جا پھینکا۔ آپ کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا کیا میں نے بغیر کسی کو ساتھ لیے باہر نکلنے کی ممانعت نہیں کر دی تھی۔ ان میں سے جو صاحب بیمار ہو گئے تھے ان کے لیے آپ نے دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے اور دوسرے صاحب جو طے کے پہاڑوں میں جا گرے تھے ان کو قبیلہ طے آپ کی مدینہ میں واپسی کے بعد بطور تحفہ آپ کے پاس لے آئے۔

رسول اللہ ﷺ کی بارش کے لیے دعا:

صبح کو فرودگاہ میں کسی کے پاس پانی نہ تھا۔ صحابہؓ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ آپ نے جناب باری میں دعا فرمائی اسی وقت اللہ نے ایک بادل بھیجا جس سے اتنی بارش ہوئی کہ سب سیراب ہو گئے اور انہوں نے آئندہ کے لیے بھی پانی بھر لیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے محمود بن لبید سے پوچھا کہ عہد رسالت میں بھی کیا لوگوں میں نفاق تھا اور وہ اس سے واقف تھے انہوں نے کہا ہاں بے شک تھا لوگ اپنے بھائی، باپ، چچا اور دوسرے اعزا کے نفاق سے واقف ہوتے تھے مگر اس کے باوجود ایک دوسرے کی پردہ داری کرتے تھے۔ میری قوم کے ایک شخص نے ایک مشہور منافق کا واقعہ مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ اسی غزوہ تبوک کے سفر میں آپ کے ساتھ تھا جب حجر میں پانی کا یہ واقعہ پیش آیا اور رسول اللہ ﷺ نے پانی کے لیے اللہ کی جناب میں دعا کی اور اللہ نے بادل بھیج کر اتنا پانی برسایا جس سے تمام لوگ سیراب بھی ہو گئے اور انہوں نے حسب ضرورت اپنے ساتھ

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی

[illegible]

حضرت ابوذرؓ

[illegible]

حضرت ابوذرؓ کے متعلق پیشگوئی

[illegible]

چلا اور پیدل روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل کھڑے ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی منزل پر اترے تو ایک شخص نے [illegible] پر نگاہ ڈالی تو ایک آدمی آتا ہوا دکھائی دیا، اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ راستہ میں ایک آدمی آ رہا ہے۔ مسلمانوں نے جب غور سے دیکھا تو کہا خدا کی قسم یہ تو ابو ذر ہی ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ابو ذرؓ آ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ابو ذر پر رحم کرے تنہا چلتا ہے اور تنہا ہی مرے گا اور تنہا قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

حضرت ابو ذرؓ کی تنہائی

کہا گیا ہے کہ جب ابو ذرؓ کو عثمانؓ نے ربذہ جلا وطن کر دیا اور وہاں ان کی موت آئی اس وقت ان کے پاس سوائے ان کی بیوی اور غلام کے اور کوئی نہ تھا۔ ابو ذرؓ نے مرتے وقت ان دونوں کو وصیت کی کہ مجھے غسل دے کر اور کفن پہنا کر شارع عام پر رکھ دینا پھر جو قافلہ پہلے آئے اس سے کہنا کہ یہ ابو ذرؓ صحابی رسول ﷺ کا جنازہ ہے آپ ان کے دفن کرنے میں ہماری اعانت کریں۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی بیوی اور غلام نے ان کو غسل دے کر کفن پہنایا اور جنازہ شارع عام پر رکھ دیا۔ اسی وقت عبداللہ بن مسعودؓ اہل عراق کی ایک جماعت کے ساتھ عمرہ کو جا رہے تھے وہاں آئے اور انہوں نے اچانک ایک جنازہ سر راہ رکھا ہوا پایا قریب تھا کہ اونٹ اسے کچل دیتے۔ غلام نے قافلے کے پاس آ کر ان سے کہا کہ یہ ابو ذرؓ صحابی رسول اللہ ﷺ کی نعش ہے آپ ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کیجئے۔ یہ سنتے ہی عبداللہ بن مسعودؓ رونے لگے اور انہوں نے انا للہ پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ابو ذرؓ کے متعلق بالکل سچا ہوا آپ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ تم تنہا چلتے ہو تنہا مرو گے اور اکیلے قبر سے اٹھائے جاؤ گے۔ پھر وہ اور ان کے ساتھی اترے اور انہوں نے ابو ذرؓ کو دفن کر دیا۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے سب سے ابو ذرؓ کا واقعہ بیان کیا اور جو رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے جانے میں ان کے لیے جو کچھ فرمایا تھا بیان کیا۔

ودیعہ بن ثابت اور مخشیؓ بن حمیر

منافقین کی ایک جماعت جس میں بنی عمرو بن عوف کا ودیعہ بن ثابت اور اشجع کا ایک شخص مخشی بن حمیر جو ان کا حلیف تھا شامل تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تبوک جا رہی تھی ان میں سے بعض نے دوسرے سے مسلمانوں کو خوف دلانے اور ان کو ششدر کرنے کے لیے کہا کیا تم رومیوں سے لڑنا ویسا ہی سمجھتے ہو جیسا عربوں کا آپس میں لڑنا۔ خدا کی قسم گویا کل تم کو رسیوں کے ساتھ بندھا ہوا پاؤ گے۔ مخشی بن حمیر نے کہا خدا کی قسم مجھے تو یہ منظور ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے سو سو کوڑے مارے جائیں اور ہم اس سے بچ جائیں کہ تمہاری اس بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے متعلق قرآن نازل فرمائے۔ [illegible] اور رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسرؓ سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ [illegible] ان سے پوچھو کہ تم کیا کہتے تھے اگر انکار کریں تو کہنا کہ تم نے یہ اور یہ بات کی ہے۔

مخشی بن حمیر کی معذرت

تمام منافقین معذرت کے لیے آئے [illegible] ودیعہ بن ثابت نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک یہودی لڑکا:

[illegible]

[illegible]

حضرت محمد ﷺ کا تبوک میں قیام

رسول اللہ ﷺ بارہ یا بیس دن تبوک پر قیام کرتے رہے آگے نہیں بڑھے۔ اس کے بعد آپ مدینہ واپس ہونے کے لیے چلے۔ راہ میں وادی مشقق میں پانی کا ایک چشمہ پڑتا تھا جس میں تھوڑا تھوڑا پانی جھر کر جمع ہوتا تھا۔ اس سے ایک وقت میں ایک، دو یا تین سوار سیراب ہو سکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا کہ جو لوگ ہم سے پہلے اس چشمے پر پہنچیں وہ ہمارے آنے تک اس میں سے پانی نہ لیں۔ چند منافق آپ سے پہلے اس چشمے پر پہنچ گئے اور انہوں نے جس قدر پانی اس میں تھا اسے خرچ کر لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس مقام پر آئے اور چشمے پر ٹھہرے آپ نے دیکھا کہ ذرا سا پانی اس میں نہیں ہے تو آپ نے پوچھا ہم سے پہلے یہاں کون آیا ہے۔ بتایا گیا فلاں فلاں شخص پہلے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے اس بات کی ان کو ممانعت نہیں کر دی تھی کہ تاوقتیکہ میں خود یہاں نہ آؤں کوئی اس چشمے سے سیراب نہ ہو۔ پھر آپ نے ان لوگوں پر جنہوں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی لعنت بھیجی اور ان کے لیے بددعا کی۔ پھر آپ اتر کر اس چشمے میں تشریف لے گئے اور آپ نے جھرنے کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا پانی تھوڑا تھوڑا آنا شروع ہوا۔ پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے حرکت دی اور بہت دیر تک ہاتھ لگا کر اللہ سے دعا کی۔ پانی اس کے بعد نہایت زور و شور سے ابل پڑا۔ سننے والوں کا بیان ہے کہ پانی کی روانی میں بجلی کا شور سنائی دیتا تھا۔ تمام لوگوں نے خوب جی کھول کر اسے پیا اور اسے استعمال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا جو تم میں باقی رہے گا وہ ضرور سن لے گا کہ یہ وادی جس میں تم ہو اپنے سامنے اور پیچھے دور تک شاداب ہو گئی ہے۔

مسجد ضرار کا انہدام:

اس واپسی کے سفر میں رسول اللہ ﷺ نے ذی اوان میں منزل کی۔ یہ مقام مدینہ سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے۔ جب آپ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے مسجد ضرار کے بانی آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے بیماروں کمزوروں، برسات اور سردی کے لیے اپنے یہاں ایک مسجد بنائی ہے ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے یہاں آ کر اس مسجد میں نماز پڑھیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت تو میں سفر کی تیاری میں مصروف ہوں، اس لیے نہیں آ سکتا البتہ اگر اللہ نے چاہا واپسی کے بعد میں تمہارے یہاں آؤں گا اور اس مسجد میں نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ جب آپ ذی اوان آئے تو آپ کو مسجد کی تعمیر کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے بنو سالم بن عوف کے مالک بن الدخشم اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی کو طلب فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ تم دونوں اس مسجد کو جس کے بانی ظالم ہیں جاؤ اور فوراً منہدم کر دو اور جلا دو۔ یہ دونوں تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے اس کام پر چلے اور مالک بن الدخشم کے قبیلے بنو سالم بن عوف کے پاس آئے۔ مالک نے معن سے کہا تم تھوڑی دیر یہیں ٹھہرو میں گھر سے آگ لے آؤں۔ مالک اپنے گھر میں آئے اور وہاں سے وہ کھجور کی ایک شاخ لے کر آئے جسے انہوں نے آگ لگا کر روشن کر لیا اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے مسجد کے اندر آئے اس وقت مسجد کے بانی وہاں موجود تھے ان دونوں نے مسجد میں آگ لگا دی اور اسے گرا دیا اور سارے اہل مسجد وہاں سے چلے گئے انہی کے متعلق قرآن کی یہ پوری آیت نازل ہوئی ہے: وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (اور جن لوگوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کے لیے کفر کے لیے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے)

اس کے بانی بارہ شخص تھے جو حسب ذیل ہیں:

مسجد ضرار کے بانیوں کے نام

وہ بارہ آدمی تھے خذام بن خالد جس کے گھر سے مسجد ضرار نکالی گئی تھی، ثعلبہ بن حاطب، معتب بن قشیر، ابو حبیبہ بن ازعر، عباد بن حنیف، جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع اور زید، نبتل بن حارث، بحزج، بجاد بن عثمان اور ودیعہ بن ثابت [illegible] [illegible]

[illegible] ہے۔

کعب، مرارہ اور ہلال بن امیہ سے بات کرنے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آ گئے [illegible] آپ نے کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع سے مسلمانوں کو بات کرنے سے منع فرما دیا [illegible] اللہ عزوجل نے ان کی توبہ قبول فرمائی [illegible] [illegible] رضی اللہ عنہم تک نازل فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ رمضان میں تبوک سے مدینہ واپس آئے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

طے کی مہم

۹ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو ایک مہم پر [illegible] تھا۔

اسیران طے

[illegible] حاتم [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible]

پھوپھی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر احسان کر کے آزاد کر دیا آپ کے پہلو میں ایک صاحب ہیں مجھے جو علی معلوم ہوتے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے سواری کی درخواست کرو۔ چنانچہ میں نے سواری کی درخواست کی۔ آپ نے اسے منظور فرمایا۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میری بہن میرے پاس آئیں اور مجھ سے کہا کہ تم نے ایسی حرکت کی جو تمہارے باپ نے کبھی نہ کی تھی۔ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ چاہے خوشی سے یا ڈرتے ہوئے دیکھو فلاں آپ کے پاس آیا اور آپ سے مستفید ہوا فلاں شخص آیا اور وہ بھی آپ سے مستفید ہوا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کے پاس ایک عورت اور دو بچے یا ایک بچہ موجود تھا آپ نے ان سے اپنی قرابت کا ذکر کیا اس سے مجھے اطمینان ہو گیا کہ یہ کسریٰ اور قیصر کی بادشاہی نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا عدی بن حاتم تم کیوں لا الٰہ الا اللہ کہنے سے بھاگتے ہو کیا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے اور تم تکبیر اس لیے کہنے سے بھاگتے ہو کہ اللہ سب سے بڑا ہے کیا کوئی اور شے اللہ سے بڑی ہے اس پر میں اسلام لے آیا اور میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر میرے اسلام لانے سے خوشی کے آثار نمایاں ہیں۔

عدی بن حاتم کا فرار

اسلام لانے سے پیشتر عدی بن حاتم کہا کرتے تھے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنا تو عربوں میں مجھ سے زیادہ کوئی ان کو ناپسند کرتا ہوگا میں ان کی ہجو کرتا تھا میں ایک شریف شخص تھا نصرانی تھا اپنی قوم میں نہایت ہی معزز تھا اپنا ایک خاص مسلک رکھتا تھا اور بحیثیت امیر میری قوم میری پیروی کرتی تھی اس سے میں ان کا محصول لیتا تھا اس وجہ سے جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنا تو میں نے ان سے کراہت محسوس کی میں نے اپنے غلام سے جو عرب تھا اور میرے اونٹ چرایا کرتا تھا کہا کہ میرے لیے سواری کے عمدہ موٹے تازے اونٹ میرے اونٹوں میں سے انتخاب کر کے ان کو میرے قریب لا کر باندھ دو اور جب تم سنو کہ محمد کی فوجوں نے ہمارے علاقے پر یورش کر دی ہے اور وہ اس میں داخل ہو گئی ہیں تو مجھے آ کر اطلاع کر دو میرے غلام نے حکم کی تعمیل کی ایک دن اس نے مجھ سے آ کر کہا اے عدی محمد کے رسالے کی یورش پر تم کیا کرنے والے تھے میں نے ان کے رسالوں کے پرچم بڑھتے ہوئے دیکھے اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ محمد کی سپاہ ہے اب جو کرنا ہے کرو۔ میں نے اس سے کہا میرے اونٹ لے آؤ وہ لے آیا۔ میں نے ان پر اپنے اہل و عیال کو سوار کیا اور دل میں یہ طے کیا کہ اپنے ہم مذہب لوگوں کے پاس شام چلوں۔ میں جوشیہ کے راستے روانہ ہو گیا۔

بنت حاتم کی گرفتاری

حاتم کی بیٹی کو میں آبادی میں چھوڑ آیا تھا۔ جب میں نے سکونت اختیار کر لی میری روانگی کے بعد رسول اللہ ﷺ کے رسالے نے ہماری بستی پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ حاتم کی بیٹی بھی ان کے ہاتھ اسیر ہوئی اور طے کے سب قیدیوں کے ساتھ وہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو میرے شام بھاگ جانے کی اطلاع ہو چکی تھی مسجد نبوی کے پہلو میں ایک احاطہ تھا جہاں قیدی رکھے جاتے تھے حاتم کی بیٹی بھی سب قیدیوں کے ساتھ اس احاطے میں قید کر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے حاتم کی بیٹی نے جو خوش فکر اور عقلمند تھی کھڑے ہو کر آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ مر چکا ہے میرا سرپرست بھی غائب ہو گیا ہے آپ مجھ پر احسان کریں اللہ آپ پر احسان کرے گا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارا سرپرست کون ہے اس نے کہا عدی بن حاتم آپ نے فرمایا وہی جو اللہ اور رسول سے بھاگ نکلا ہے یہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ یہ بات کہہ کر اس دن تو آپ چلے

[illegible]

[illegible]

عدی بن حاتم کا قبول اسلام

[illegible]

بنو تمیم کا وفد

[illegible]

بنی تمیم کی شاعر و خطیب سے مقابلے کی دعوت

[illegible]

عطارد بن حاجب کی تقریر

[illegible]

بنایا ہماری تعداد بہت زیادہ اور ہمارا سامان بہت ہے ہم کو مشرق میں سب سے زیادہ دولت مند بنایا کون ہے جو ہم سے اشرف اور افضل نہیں ہیں جو ہم سے مقابلہ میں اپنی بڑائی کا دعویٰ کرنا چاہے وہ اپنی خوبیاں گنوائے جو ہم نے گنوائی ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اور بہت کچھ کہہ سکتے ہیں مگر ہم اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے کہ بہت زیادہ اپنی تعریف کریں ہمارے لیے اتنا کافی ہے۔ اب جس کسی میں تاب ہو وہ ہم سے اس کا جواب دے اور اپنی فخر کی باتیں بیان کرے تو وہ ہماری فضیلت سے افضل ہو۔

حضرت ثابت بن قیس کی جوابی تقریر

اتنا کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو الحارث بن خزرج کے ثابت بن قیس بن شماس سے کہا کہ کھڑے ہو کر اس شخص کی تقریر کا جواب دو۔ ثابت نے کھڑے ہو کر کہا: "تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہیں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ان میں اپنا قانون نافذ کیا اس کا علم اس کے مقام پر حاوی ہے اس نے ہر شے کو عدم محض سے اپنے فضل سے پیدا کیا اس نے اپنی قدرت سے ہم کو فرمانروا بنایا اپنے بہترین بندے کو اس نے اپنا رسول بنایا جو نسب اور حسب کے اعتبار سے سب سے افضل اور کریم ہیں وہ سب سے بڑھ کر صادق القول ہیں اللہ نے ان پر اپنی کتاب نازل کی ان کو اپنی مخلوق کا امین مقرر کیا اور اللہ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس کام کے لیے بہترین آدمی کا انتخاب کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ سب سے پہلے ان کی قوم کے مہاجرین اور اعزہ نے جو باعتبار اہل شرافت نسبی و وجاہت ذاتی و نیک کرداری بہترین افراد عالم ہیں ان کی دعوت قبول کی اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے۔ ان کے بعد سب سے پہلے دوسرے لوگوں میں ان کی دعوت پر ہم انصار نے لبیک کہا اور ہم آپ پر ایمان لائے۔ اس طرح ہم اللہ کے انصار اور اس کے رسول کے وزیر ہیں اب ہم لوگوں سے اس لیے جنگ کرتے ہیں کہ وہ بھی اللہ پر ایمان لے آئیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے گا اس کی جان و مال محفوظ ہے اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ کے لیے اللہ کے لیے اس سے لڑتے رہیں گے اور کافر کا قتل کرنا ہمارے لیے بالکل آسان ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں اور تمام مومنوں اور مومنات کے لیے اللہ سے معافی کا خواہاں ہوں۔ والسلام علیکم"۔

زبرقان بن بدر کی نظم:

اس کے بعد بنو تمیم کے وفد نے کہا اب ہمارے شاعر کو اجازت دو وہ نظم سنائے۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ زبرقان بن بدر نے یہ قصیدہ پڑھا

نحن الكرام فلا حي يعادلنا   منا الملوك وفينا تنصب البيع

ترجمہ: "ہم شرفاء ہیں کوئی قبیلہ ہماری ہمسری نہیں کر سکتا ہم ہی میں سے بادشاہ ہوتے ہیں اور ہمارے ہاں بیعت کی جاتی ہے۔

وكم قسرنا من الأحياء كلهم   عند النهاب وفضل العز يتبع

ترجمہ: ہم نے جنگ میں تمام قبائل کو زیر کیا ہے اور غنیمت کے وقت عزت و بزرگی کی اتباع کی جاتی ہے

ونحن نطعم عند القحط مطعمنا   من الشواء إذا لم يؤنس القزع

ترجمہ: ایسے قحط میں کہ جب کہیں بادل کا نشان تک نظر نہیں آتا ہم بھنے ہوئے گوشت سے اپنے سائل کی ضیافت کرتے ہیں

بما ترى الناس تأتينا سراتهم من كل ارض هويا ثم نصطنع

ترجمہ: ہر جگہ اور ہر قبیلے کے سادات دور دور سے یہاں آتے ہیں اور ہم ان سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔

فننحر الكوم عبطا في ارومتنا للنازلين اذا ما انزلوا شبعوا

ترجمہ: ہم اپنی عزت کے لیے اپنے یہاں آنے والوں کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں کہ جب وہ ہمارے مہمان ہوں تو شکم سیر ہو کر کھائیں۔

فلا ترانا الى حي نفاخرهم الا استفادوا فكانوا الرأس يقتطع

ترجمہ: اسی لیے ہم جس قبیلے کے مقابلے پر اپنے فخر کرتے ہیں ان کے سر اس طرح ہمارے سامنے جھک جاتے ہیں کہ گویا وہ کٹ جاتے ہیں۔

انا ابينا ولا يابى لنا احد انا كذلك عند الفخر نرتفع

ترجمہ: ہم لوگوں کے مطالبات کا انکار کرتے ہیں مگر کوئی ہمارے مطالبے کا انکار نہیں کر سکتا اور یہی بات ہے کہ افتخار کے موقع پر ہم سربلند ہیں۔

فمن يقادرنا في ذاك يعرفنا فيرجع القول والاخبار تستمع

ترجمہ: لہٰذا جو شرافت و عزت میں ہم سے بڑھ کر ہو وہ آگے آئے اور اس کا جواب اور سب کو معلوم ہی ہو جائے گا"۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کے اشعار

حسان بن ثابتؓ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ تھے آپ نے ان کے بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ حسانؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا قاصد میری گلی میں آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے مجھے بنو تمیم کے شاعر کا جواب دینے کے لیے بلایا ہے میں آپ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوا اور یہ شعر کہہ رہا تھا۔

منعنا رسول الله اذ حل بيننا على كل باغ من معد و راغم

ترجمہ: "جب رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں آئے تو ہم نے عرب اور غیر عرب کے ہر باغی کے مقابلے میں آپ کی حمایت و حفاظت کی۔

منعناه لما حل بين بيوتنا باسيافنا من كل عاد و ظالم

ترجمہ: جب آپ ہمارے یہاں مقیم ہوئے تو ہم نے اپنی تلواروں سے ہر باغی و ظالم سے آپ کی حفاظت کی۔

ببيت حريد عزه و ثراؤه بجابية الجولان وسط الاعاجم

ترجمہ: ایسے شریف خاندان کے درمیان جس کی عزت اور ثروت مشہور آفاق ہے۔

هل المجد الا السؤدد العود والندى و جاه الملوك و احتمال العظائم

ترجمہ: سیادت قدیمی، سخاوت، شاہانہ وقار اور بڑے سے بڑے کاموں کی ذمہ داری ہی کا نام افتخار ہے"۔

حضرت حسان [illegible] نظم

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

ترجمہ: جب ہم کسی قوم سے جنگ کرتے ہیں تو ہم ان کی طرف اس طرح چپکے سے نہیں جاتے جس طرح کہ شکاری وحشی گائے کی طرف جاتے ہیں۔

نسمو إذا الحرب نالتنا مخالبها   إذا الزعانف من أظفارها خشعوا

ترجمہ: جب جنگ کے پنجے ہمیں آ پکڑتے ہیں تو ہم بلند ہو جاتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ اس سے عاجز ہوتے ہیں۔

لا يفخرون إذا نالوا عدوهم   وإن أصيبوا فلا خور ولا هلع

ترجمہ: اگر وہ اپنے دشمن کو زیر کر لیتے ہیں تو وہ اس پر فخر نہیں کرتے اور اگر ان کو کبھی شکست ہو جاتی ہے تو اس سے وہ کبھی خوف اور بے صبری نہیں ہوا کرتے۔

كأنهم في الوغى والموت مكتنع   أسد بحلية في أرساغها فدع

ترجمہ: وہ جنگ میں جب موت قریب کھڑی ہوتی ہے اس قدر مطمئن ہوتے ہیں جیسے حلیہ کے شیر جن کے پاؤں میں کوئی تکلیف ہو وہ اپنی کچھار میں اطمینان سے اکڑ کر چلتا ہے۔

خذ منهم ما أتوا عفوا إذا غضبوا   ولا يكن همك الأمر الذي منعوا

ترجمہ: جب وہ غصہ میں ہوں تو جو وہ دیں اسے خوشی سے قبول کر لے اور جس چیز کو وہ روک دیں اس کے لینے کا کبھی ارادہ بھی مت کرو۔

فإن في حربهم فاترك عداوتهم   شرا يخاض عليه السم والسلع

ترجمہ: ان کی دشمنی سے باز آ جا کیونکہ ان کی جنگ میں زہر قاتل ملا ہوا ہے۔

أكرم بقوم رسول الله شيعتهم   إذا تفرقت الأهواء والشيع

ترجمہ: اس قوم کی عزت کا کیا کہنا جس کے گروہ میں رسول اللہ ﷺ شریک ہیں جب کہ دوسری قوموں میں کوئی اتحاد و اتفاق باقی نہیں ہے۔

أهدى لهم مدحتي قلب يؤازره   فيما أحب لسان حائك صنع

ترجمہ: میرے قلب نے ایک ایسی کلام کی زبان کی مدد سے اس مدح کا ہدیہ ان کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔

فإنهم أفضل الأحياء كلهم   إن جد بالناس جد القول أو شمعوا

ترجمہ: یہ لوگ تمام قبائل سے ہر طرح کے افضل ہیں چاہے لوگ غور سے ان کی بات کو سنیں یا ہنسی مذاق کریں۔

بنو تمیم کا قبول اسلام:

حسان بن ثابتؓ جب اپنے اشعار پڑھ چکے تو اقرع بن حابس نے کہا قسم ہے میرے باپ کی یہ شخص بے مثل ہی ہے جن کے پاس وحی آتی ہے ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند تر ہیں۔ اس گفتگو کے بعد یہ سب اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عمدہ اور بہترین عطیات دیئے۔ عمرو بن اہتم کو سب لوگ پیچھے سواریوں کی نگرانی کے لیے چھوڑ آئے تھے قیس بن عاصم اس سے عداوت رکھتا تھا قیس نے کہا یا رسول اللہ

داخل ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے [illegible] جب [illegible] قوم [illegible] ان کے لیے بھی [illegible] فرما دیے۔ چنانچہ آپ نے [illegible] عثمان بن ابی العاص کو [illegible] ان [illegible] کے متعلق اللہ نے [illegible] [illegible] سب سے زیادہ [illegible] قرآن [illegible] میں ایک حصہ قرآن سیکھا تھا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن ابی سلول نے انتقال کیا۔ یہ شوال میں بیمار ہوا اور ذی قعدہ میں مرا۔ بیس رات تک بیمار رہا۔

اس سال رمضان میں حمیر کے رئیس حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور نعمان بن ذی رعین نے اپنے قاصد کے ہاتھ ایک خط کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی۔

رؤسائے حمیر کا قبول اسلام:

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے مدینہ واپس آئے تو آپ کے پاس شاہان حمیر حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور ذی رعین، ہمدان اور معافر کے رئیس نعمان کا ان کے قاصد کے ذریعے خط موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنے اسلام لانے کا اقرار اور اعلان کیا تھا۔ زرعہ بن ذی یزن نے مالک بن مرہ رہاوی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو ان رئیسوں اور خود اپنے خاندان کے مسلمان ہونے اور شرک کو ترک کرنے کی اطلاع دی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا رؤسائے حمیر کے نام خط:

آپ نے ان کے جواب میں ان کو یہ خط لکھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد النبی اللہ کے رسول کی جانب سے ملوک حمیر حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور ذی رعین، ہمدان اور معافر کے رئیس نعمان کے نام لکھا جاتا ہے۔ اما بعد میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے حمد کرتا ہوں اور اما بعد اطلاع دیتا ہوں کہ ہم ارض روم سے واپس آئے تو اس کے بعد تمہارا ایلچی مدینہ میں آ کر ہم سے ملا۔ اس نے تمہارا پیغام پہنچایا، تمہاری حالت بیان کی، تمہارے اسلام لانے اور مشرکین کو قتل کرنے کی اطلاع دی۔ بے شک اللہ نے تم کو اپنی ہدایت سے مشرف فرمایا بشرطیکہ تم اچھے کام کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو اور مال غنیمت میں سے اللہ اور اس کے رسول کا پانچواں حصہ اور رسول اللہ ﷺ کا چیدہ حصہ دو اور مومنین پر جو زکوٰۃ فرض ہے وہ ادا کرو۔ جو زمین چشموں یا بارش سے سیراب ہوتی ہو اس کی پیداوار کا دسواں حصہ اور جو ڈول سے سیراب کی جائے اس کا بیسواں حصہ۔ ہر چالیس اونٹوں میں ایک [illegible] اونٹنی دی جائے۔ ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری اور دس اونٹوں پر دو بکریاں دی جائیں۔ ہر چالیس گایوں میں ایک گائے اور ہر تیس گایوں میں ایک بچھڑا یا بچھیا اور ہر چالیس بکریوں میں جو چرتی ہوں ایک بکری۔ زکوٰۃ کا یہ نصاب اللہ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے۔ جو اس سے زیادہ دے وہ اس کے لیے بہتر ہے۔ جو شخص یہ مقررہ ادا کرے، اپنے اسلام کا اعلان کرے اور مشرکین کے مقابلے میں مومنین کی مدد کرے وہ مومن ہے، اس کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو ان کو حاصل ہیں اور اسی طرح مسلمانوں کی تمام ذمہ داریاں اس پر عائد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابوبکرؓ کی امارت میں حج

[illegible]

سورۂ براءۃ کا نزول

سدی سے مروی ہے کہ جب سورۂ براءۃ کی چالیس آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ابوبکرؓ کے ذریعے بھیج دیا کہ حج میں سنانے کے لیے بھیجا اور ان کو اس سال امیر حج مقرر فرمایا۔ یہ جب ذوالحلیفہ کے قریب پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ علیؓ نے وہ آیات ابوبکرؓ سے لے لیں۔ ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلے آئے اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میرے متعلق کوئی بات وحی میں نازل ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ مگر مجھ سے کہا گیا کہ ان آیات کو صرف میں پہنچاؤں یا میرا کوئی اپنا۔ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ غار میں رہے اور تم حوض کوثر پر میرے مصاحب رہو گے ابوبکرؓ نے کہا ضرور یا رسول اللہ ﷺ بے شک میں اس سے خوش ہوں۔ اس کے بعد ابوبکرؓ امیر حج کی حیثیت سے روانہ ہوئے اور علیؓ سورۂ براءۃ کی اطلاع دینے کے لیے گئے۔ انہوں نے قربانی کے دن انہوں نے اعلان کر دیا۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد الحرام کے پاس نہ جائے اور کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے جس کسی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ کیا ہے تو اس کی مدت ختم ہو جانے تک اس کو پورا کیا جائے گا اس کے بعد قتل کیا جائے گا ہر چیز نفس نے اور بچے گا ہے اور اللہ تعالیٰ جنت میں مسلمان کے سوا کسی کو داخل نہیں کرے گا۔ یہ سن کر مشرکوں نے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے ابن عم سے بری ہیں سوائے نیزوں اور تلواروں کے ہمارے تمہارے درمیان کچھ نہیں۔ جب یہ لوگ یہاں سے واپس آئے تو مشرکین نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور کہنے لگے کہ جب تمام قریش مسلمان ہو چکے ہیں اب تم کیا کر سکتے ہو چنانچہ یہ بھی اسلام لے آئے۔

مکہ سے مشرکین کے اخراج کا حکم:

محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ کو اس سال امیر حج مقرر کر کے بھیجا اور علیؓ بن ابی طالب کو سورۂ براءۃ کی تیس یا چالیس آیات دے کر بھیجا۔ علیؓ نے ان لوگوں کے سامنے پڑھ دیں جن میں یہ بیان کی گئی تھی کہ ان کو چار مہینے کی مہلت ہے کہ زمین میں چلیں پھریں۔ عرفہ کے دن یہ آیات ان کو سنا دیں اور ذوالحجہ کے بیس دن اور محرم، صفر، ربیع الاول اور دس دن ربیع الآخر کے ان کی مہلت قرار دی اور یہ اعلان ان کے گھروں میں ان کو سنا دیا گیا۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ اسی سال صدقات فرض کیے گئے اور ان کے وصول کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمال مختلف مقامات کو بھیجے۔ اسی فرض کے متعلق کلام اللہ کی یہ آیت ہے: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ (ان کے مالوں میں سے صدقہ لو کہ تم ان کو پاک کر دو) یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے واقعے کے متعلق نازل ہوئی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال:

اسی سال شعبان میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثومؓ کا انتقال ہوا۔ اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب نے ان کو غسل دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ چند انصاری عورتوں نے جن میں ام عطیہؓ بھی تھیں ان کو غسل دیا تھا۔ ابوطلحہ ان کی قبر میں اترے تھے۔

ضمام بن ثعلبہ:

اسی سال ضمام بن ثعلبہ وافد بنی سعد بن بکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ

بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا وہ مدینے آیا اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اس کے پاؤں باندھ کر وہ مسجد کے اندر آیا۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یہ ضمام بن ثعلبہ ایک بہادر اور طاقتور آدمی تھا۔ اس کے سر پر گھنے بال تھے اور دو گیسو دونوں جانب تھے۔ اس نے آپ کے قریب آ کر پوچھا تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا میں ہوں۔ اس نے کہا محمد؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام

ضمام بن ثعلبہ نے کہا اے ابن عبدالمطلب میں تم سے چند باتیں دریافت کروں گا اور ان میں سختی ہوگی اس سے تم کبیدہ خاطر نہ ہونا۔ آپ نے فرمایا نہیں بلا تکلف جو چاہو سوال کرو۔ اس نے کہا میں تم کو تمہارے اور تم سے پیشتر اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو نبی بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا میں تم کو تمہارے پیشرو اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم صرف اللہ وحدہ لا شریک کی پرستش کریں اور ان تمام دیوتاؤں سے قطع تعلق کر لیں جن کی پرستش خدا کے سوا ہمارے آباؤ اجداد کرتے چلے آئے۔ آپ نے فرمایا بالکل سچ ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا میں تم کو تم سے پہلے اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم یہ پانچ نمازیں پڑھیں۔ آپ نے فرمایا بے شک۔ اس کے بعد اس نے اسی طرح کا واسطہ دے کر تمام فرائض اسلام جیسے زکوٰۃ، روزے، حج اور دوسرے تمام احکام اسلام کے متعلق آپ سے سوالات کیے اور پھر اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ ان فرائض کو بجا لاؤں گا اور جن باتوں سے منع کرنے سے آپ نے ممانعت فرمائی ہے ان سے اجتناب کروں گا اس کے بعد نہ ان پر زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ کے پاس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اگر یہ دو گیسوؤں والا اپنے اقرار میں سچا ہے تو بے شک جنت میں جائے گا۔

بنو سعد بن بکر کا قبول اسلام:

ضمام پھر اونٹ کے پاس آیا اس نے اس کے پاؤں کھولے اور پھر سوار ہو کر مدینے سے اپنی قوم کے پاس آیا۔ وہ سب اس کے پاس جمع ہوئے۔ سب سے پہلے اس نے جو جملہ کہا وہ یہ تھا: لات اور عزیٰ کا برا ہو۔ لوگوں نے کہا ضمام زبان بند کرو برص، جذام یا جنون کا شکار ہو جاؤ گے۔ اس نے کہا افسوس تم پر یہ دونوں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر۔ اللہ نے ایک رسول مبعوث کیا ہے اس پر اس نے اپنی کتاب نازل کی ہے تاکہ تم کو ان کی ضلالت سے نجات دے دے۔ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ وحدہ لا شریک کے اور کوئی خدا نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ انہوں نے جو امر و نواہی ان کے متعلق تم کو حکم دیے ہیں وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ اس کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ رات ہونے سے قبل وہاں جتنے آدمی مرد و عورت مسلمان ہو گئے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہم نے کسی اور قوم کے قاصد کا حال نہیں سنا۔

باب ۱۸

سنۃ الوفود ۱۰ھ

ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ ۱۰ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید کو چار سو مسلمانوں کے ساتھ بنو الحارث بن کعب کے مقابلے پر بھیجا۔

حضرت خالد بن ولید کی نجران میں تبلیغ اسلام:

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ۱۰ ہجری کے ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید کو بنو الحارث بن کعب کے پاس نجران بھیجا اور حکم دیا کہ لڑنے سے قبل ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کے لیے تین دن کی مہلت دینا۔ اگر وہ اسلام لے آئیں تو ان سے اسلام کو قبول کر لینا اور ان میں قیام کر کے ان کو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور ارکان اسلام کی تعلیم دینا۔ اگر وہ اسلام سے انکار کریں تو پھر ان سے جنگ کرنا۔ خالد وہاں سے چل کر نجران آئے اور انھوں نے ہر سمت سوار دعوت اسلام کے لیے روانہ کیے جو کہتے تھے لوگو! اسلام لے آؤ تو محفوظ رہو گے۔ چنانچہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ خالد وہاں ٹھہر گئے اور ان کو اسلام، کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی تعلیم دینے لگے۔

حضرت خالد بن ولید کا خط:

اس کے متعلق خالد نے حسب ذیل خط رسول اللہ ﷺ کو لکھا: "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بنام محمد النبی رسول اللہ ﷺ از جانب خالد بن الولید کی طرف سے لکھا جاتا ہے، اے اللہ کے رسول! آپ پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکات نازل ہوں۔ میں آپ کے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد! یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے بنو الحارث بن کعب کے پاس روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں تو تین دن تک ان سے جنگ نہ کروں اور ان کو اسلام کی دعوت دوں، اگر وہ اسلام لے آئیں تو میں ان میں قیام کر کے ان کو ارکان اسلام، کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی تعلیم دوں اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان سے جنگ کروں۔ میں ان کے پاس آیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ آپ کے حکم کے مطابق تین دن تک ان کو اسلام کی دعوت دی اور سواروں کے ذریعے سے یہ پیغام پہنچایا کہ اے بنو الحارث اسلام لے آؤ تو بچ جاؤ گے۔ وہ اسلام لے آئے اور انھوں نے جنگ نہیں کی۔ اب میں یا رسول اللہ ﷺ آپ کے حکم آنے تک ان لوگوں میں مقیم ہوں اور ان کو ارکان اسلام، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تعلیم دے رہا ہوں۔ آئندہ جیسا ارشاد ہو۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔"

رسول اللہ ﷺ کا خط بنام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں لکھا: "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے خالد بن الولید کو لکھا جاتا ہے کہ تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد! تمہارا خط تمہارے قاصد کے ہاتھ ملا۔ جس میں تم نے اطلاع دی کہ بنو الحارث نے جنگ سے قبل ہی اسلام قبول کر لیا ہے اور مجھے

ہو اور تم نے اسلام کی جو دعوت ان کو دی تھی اسے انہوں نے قبول کیا ہے اور یہ شہادت دی ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ نے ان کو ہدایت دی ہے۔ لہٰذا تم ان کو بشارت دو اور ان کو ڈراؤ [illegible] اور پھر آؤ تو اپنے ساتھ ان کا ایک وفد بھی لے آؤ۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بنو الحارث بن کعب کا وفد

اس خط کے موصول ہونے پر خالد بن ولید رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔ ان کے ہمراہ بنو الحارث بن کعب کا ایک وفد بھی تھا جس میں قیس بن الحصین بن یزید بن قنان ذو الغصہ، یزید بن عبدالمدان، یزید بن المحجل، عبداللہ بن قریظ الزیادی، شداد بن عبداللہ القنانی اور عمرو بن عبداللہ الضبابی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھ کر آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ یہ تو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ بنو الحارث بن کعب ہیں۔ جب یہ آپ کے قریب آ کر ٹھہرے انہوں نے آپ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور میں بھی اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ان سے کہا تم ہی وہ لوگ ہو کہ جب تم کو ہنکایا جاتا ہے تو آگے بڑھتے ہو۔ سب خاموش رہے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے یہ بات دوبارہ تیسری مرتبہ کہی کسی نے جواب نہیں دیا۔ چوتھی مرتبہ یزید بن عبدالمدان نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ بے شک ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جب ہنکائے جاتے ہیں تو آگے بڑھتے ہیں۔ اس نے بھی یہ بات چار مرتبہ کہی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر خالد بن الولید نے مجھے یہ نہ لکھا ہوتا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور تم نے جنگ نہیں کی تو میں ابھی اسی وقت تم سب کو قتل کرا دیتا۔

عہد جاہلیت میں بنو الحارث کا عمل:

یزید بن عبدالمدان نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے یا خالد کے شکر گزار نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا پھر کس کے شکر گزار ہو۔ انہوں نے کہا ہم اس خدا کے شکر گزار ہیں جس نے آپ کی وجہ سے ہماری رہنمائی کی۔ آپ نے فرمایا تم بالکل سچ کہتے ہو۔ اچھا بتاؤ کہ عہد جاہلیت میں تم اپنے دشمن پر کس طرح غلبہ حاصل کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم کسی پر بھی غلبہ نہیں پاتے تھے۔ آپ نے فرمایا بے شک تم اپنے مدمقابل پر غلبہ پاتے تھے اس کی وجہ بتاؤ۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس وجہ سے غالب آتے تھے کہ ہم سب متحد تھے، ہم سب مل کر اس کا مقابلہ کرتے تھے اور ہم خود کسی پر ظلم میں ابتدا نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک کہتے ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے قیس بن الحصین کو بنو الحارث بن کعب کا امیر مقرر کیا۔ یہ وفد اپنی قوم کے پاس شوال یا شروع ذوالقعدہ میں چلا آیا۔ اس کی واپسی کے چار مہینے بعد رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

عمرو بن حزم الانصاری کا فرمان تقرر:

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ بنو الحارث بن کعب کے وفد کی واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف عمرو بن حزم الانصاری کو ان کا والی مقرر کیا تاکہ یہ ان کو دین سمجھائیں اور ان کو تعلیم دیں، سنت، معالم اسلام اور ارکان اسلام سے آگاہ کریں اور ان سے صدقات وصول کریں۔ ان کے متعلق آپ نے عمرو بن حزم کو ایک فرمان تحریر کر کے دیا۔ اس میں آپ نے اپنی جانب سے احکام اپنے احکام لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ بیان خدا اور اس کے رسول کی جانب سے لکھا جاتا ہے۔ اے ایمان والو اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ یہ عہد محمد النبی ﷺ کی جانب سے عمرو بن حزم کے لیے ہے جن کو یمن بھیجا جاتا ہے۔ میں نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے ہر معاملے میں اس سے ڈرتے رہیں کیونکہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور جو نیکوکار ہیں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق حق کو وصول کریں لوگوں کو نیکی کی بشارت دیں اور ان کو اسی کا حکم دیں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور دین کے مسائل سمجھائیں۔ لوگوں کو برائیوں سے روکیں اور صرف وہ شخص جو پاک ہو قرآن کو ہاتھ لگائے۔ لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کریں۔ نیکی میں لوگوں سے نرمی برتیں اور جب وہ ظلم کے مرتکب ہوں ان پر سختی کریں۔ اللہ تعالیٰ ظلم کو برا سمجھتا ہے اور اس نے اس سے منع کیا ہے کہ اس کے لیے وہ کہتا ہے خبردار ہو جاؤ کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ لوگوں کو جنت کی بشارت دیں اور اس کے اعمال سے آگاہ کریں۔ دوزخ سے ڈرائیں اور اس کے اعمال سے متنبہ کریں۔ لوگوں کے ساتھ نہایت خلوص سے پیش آئیں تاکہ وہ اسلام اور دین کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ لوگوں کو حج کے احکام بتائیں۔ ان میں جو سنت ہے اور جو فرض ہے اس کی تشریح کریں اور حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرے کے متعلق اللہ نے جو احکام دیے ہیں ان سے واقف کریں۔ وہ لوگوں کو صرف ایک چھوٹے سے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے سے روکیں۔ ہاں البتہ اگر وہ ایک کپڑا اتنا بڑا ہو کہ اس کے دونوں پہلو الٹا دیے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ لوگوں کو ایک کپڑے میں گوٹ مار کر اس طرح بیٹھنے سے کہ ان کی شرمگاہ کھل جائے ممانعت کریں۔ لوگوں کو اس بات کی بھی ممانعت کریں کہ اگر کسی کے سر کے بال لمبے ہوں تو وہ جوڑا باندھے اور اس بات کی ممانعت کریں کہ جھگڑے میں لوگ قبائل اور خاندان کا واسطہ دے کر حمایت کے لیے آواز دیں بلکہ اللہ واحد لاشریک کے لیے ایک دوسرے کی مدد کریں اور جو اللہ کی دعوت کے لیے دعوت نہ دے بلکہ شخص اپنے قبیلے اور خاندان کی حمایت کے لیے دعوت دے تو اسے تلوار سے قتل کر دینا چاہیے تاکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی دعوت قائم ہو۔ لوگوں کو وضو کا حکم دیں اس طرح کہ وہ اپنے منہ دھوئیں اور کہنیوں تک ہاتھ دھوئیں اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئیں اور اللہ کے حکم کے مطابق سر کا مسح کریں اور میں نے ان کو اوقات پر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ رکوع کو پوری طرح ادا کریں اور تمام صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھیں اور دوپہر کی نماز دوپہر ڈھلنے کے بعد پڑھیں اور عصر کی نماز اس وقت پڑھیں جب کہ آفتاب کو سمیٹتا ہوا دیکھ رہا ہو اور مغرب کی نماز رات شروع ہوتے ہی ادا کریں اس میں ستاروں کے آسمان پر نمودار ہونے کا انتظار نہ کریں رات کے اول حصے میں عشاء کی نماز پڑھیں جمعہ کی نماز کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ جب اذان ہو تو فوراً جمعہ کی نماز کے لیے چلے جائیں تاکہ نماز جمعہ کے وقت غسل کریں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس وصول کریں اور زمینوں میں سے جو عشر مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے وہ وصول کریں۔ زکوٰۃ کی یہ تعداد ان زمینوں کے متعلق ہے جو بارش یا چشمے سے سیراب ہوتی ہوں اور جو ڈول سے سیراب ہوتی ہوں ان سے نصف عشر لیا جائے۔ دس اونٹوں میں دو بکریاں لی جائیں۔ بیس اونٹوں میں چار بکریاں لی جائیں چالیس گایوں میں ایک گائے تیس گایوں میں سے ایک بچھڑا یا بچھیا اور چالیس بکریوں میں ایک بکری۔ یہ تعداد اللہ کی جانب سے مسلمانوں پر زکوٰۃ کے لیے فرض کی گئی ہے جو اس سے زیادہ دے اس میں اس کا فائدہ ہی ہے جو یہودی یا نصرانی اپنی خوشی سے خلوص دل سے مسلمان ہو جائے اور اللہ کے دین کو قبول کر لے وہ مومن ہے اس کے حقوق اور فرائض وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور جو شخص اپنے مذہب یہودیت یا نصرانیت پر قائم رہے۔ اسے اس کے مذہب کے لیے کسی

طرح بھی مجبور نہ کیا جائے۔ البتہ ان کے ہر بالغ مرد و عورت پر آزاد ہو یا غلام ایک دینار کامل جزیہ عائد کیا جائے جو معافری جنس کی شکل میں وصول کیا جائے یا نقد وصول ہو تو اس کی قیمت کا ٹیکا لیا جائے اور جو اس رقم کے دینے سے انکار کرے وہ اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کا دشمن سمجھا جائے۔

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی ہے عمرو بن حزم نجران پر آپ کے عامل تھے۔

سلامان کا وفد:

اسی سال شوال میں سلامان کا وفد جس میں سات آدمی تھے حبیب السلامی کی صدارت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی سال رمضان میں غسان کا وفد آیا نیز اسی سال رمضان میں غامد کا وفد آیا۔

بنو ازد کا وفد:

اس سال بنو ازد کا وفد جس میں دس سے زیادہ اشخاص تھے صرد بن عبداللہ کی سرکردگی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے متعلق عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی بنو ازد کے ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور بہت اچھے مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان لوگوں کا جو ان کی قوم سے اسلام لے آئے امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے قبیلے کے مسلمانوں کے ساتھ قبائل یمن کے مشرکوں سے جہاد کریں۔

اہل جرش سے جنگ:

صرد بن عبداللہ اس حکم کے مطابق فوج لے کر یمن چلے جرش آئے۔ اس زمانے میں وہ ایک قلعہ بند شہر تھا جس میں یمن کے کئی قبیلے سکونت پذیر تھے۔ خثعم بھی ان کے پاس آ گئے تھے۔ جب ان کو مسلمانوں کی پیش قدمی کا علم ہوا یہ سب شہر کے اندر آ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ایک ماہ کے قریب ان کا محاصرہ کیا مگر شہر والوں نے مسلمانوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور ان کو اندر نہ آنے دیا۔ مجبور ہو کر صرد بن عبداللہ واپس ہوئے۔ واپسی میں وہ شکر نامی ایک پہاڑی تک آئے تھے کہ اہل جرش کو یہ خیال ہوا کہ مسلمان ہمارے مقابلے سے شکست کھا کر بھاگے ہیں ان کا تعاقب کیا جائے۔ وہ مسلمانوں کے تعاقب کے لیے شہر سے باہر نکلے اور جب مسلمانوں کے قریب آ گئے صرد بن عبداللہ نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور کثیر التعداد کو قتل کر دیا۔ اس سے قبل اہل جرش نے حالات معلوم کرنے کے لیے اپنے دو آدمی مدینہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجے تھے۔ وہ دونوں تعاقب کی دریافت اور حالات دیکھنے کے لیے ابھی مدینہ میں مقیم تھے کہ ایک دن عصر کے بعد شام کو وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے پوچھا: شکر کہاں ہے؟ ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے علاقے میں البتہ ایک پہاڑ کشر نامی موجود ہے اور اہل جرش اسے اسی نام سے پکارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا نام کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں شخصوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس کے ذکر کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس وقت تمہارے اونٹ وہاں ذبح کیے جا رہے ہیں۔ وہ آپ کے مطلب کو کسی طرح نہ سمجھ سکے۔ ابوبکر یا عثمان کے پاس جا بیٹھے۔ ان میں سے کسی صاحب نے ان دونوں سے کہا تم لوگ جاؤ مجھ کو تمہاری حالت پر افسوس ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تمہاری قوم کے قتل کی تم کو اطلاع دی ہے تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور درخواست کرو کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ تمہاری قوم سے یہ مصیبت ٹل جائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہی درخواست آپ سے کی۔ آپ نے اللہ سے ان

سے لڑنے والوں کے مقابلے میں [illegible] کرتے تھے [illegible] آپ نے [illegible] آپ کی وفات [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] ان سے [illegible] عبداللہ کے پاس [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں [illegible] اور ان میں اپنے جانوروں [illegible]۔

قبیلہ ہمدان کا قبول اسلام

رمضان سنہ ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو ایک جماعت کے ساتھ یمن بھیجا۔ ان سے قبل براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو دعوت اسلام دینے کے لیے اہل یمن کے پاس بھیجا ان کے ساتھ ہم لوگ گئے تھے ان میں میں بھی تھا۔ خالد بن ولید چھ ماہ تک وہاں مقیم رہے مگر کسی نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا تب آپ نے علی بن ابی طالب کو بھیجا اور حکم دیا کہ خالد بن ولید کو واپس بھیج دیا جائے لیکن ان کے ہمراہیوں میں سے جو شخص چاہے وہ علی کے ساتھ رہ جائے۔ چنانچہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو علی کے ساتھ وہیں رہ گئے۔ جب ہم یمن کی سرحد میں داخل ہو گئے تو وہاں والوں کو سب کو خبر ہو گئی وہ سب کے سب ہمارے مقابلے کے لیے آ گئے۔ علی نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی نماز کے بعد انہوں نے ہم سب کو ایک صف میں کھڑا کیا اور ہمارے آگے بڑھ کر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا۔ ایک دن میں تمام قبیلہ ہمدان مسلمان ہو گیا۔ علی نے اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو لکھی۔ خط پڑھ کر آپ نے سجدہ شکر ادا کیا پھر بیٹھ گئے اور فرمایا ہمدان پر سلامتی ہو ہمدان پر سلامتی۔ ہمدان کے بعد تمام اہل یمن پے درپے اسلام لے آئے۔

زبید کا وفد

اسی سال زبید کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمرو بن معدیکرب بنی زبید کے چند آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس سے پہلے عمرو بن معدیکرب نے جب اس کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر معلوم ہوئی قیس بن مکشوح المرادی سے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کے سردار ہو ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قریش میں سے ایک شخص محمد نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے چلو ہم ان کے پاس چلیں تاکہ معلوم کریں کہ ان کی کیا حقیقت ہے۔ اگر وہ سچے نبی ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ بات ان سے ملاقات سے معلوم ہو جائے گی اور ہم ان کی اتباع کریں گے اور اگر ان کے خلاف بات ہو تو بھی معلوم ہو جائے گا مگر قیس بن مکشوح نے اس کی تجویز کو رد کر دیا اور اسے بیوقوف ٹھہرایا تب عمرو بن معدیکرب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ کی تصدیق کی اور اسلام لے آیا۔ یہ بات قیس کو معلوم ہوئی وہ بہت خفا ہوا اس نے عمرو کو دھمکی دی [illegible] مخالفت ہو گئی اور اس نے کہا کہ عمرو نے میری مخالفت کی اور میری بات نہیں مانی عمرو نے اس کے جواب میں اشعار کہے جن میں اپنے دل کا غبار نکالا۔ عمرو بن معدیکرب اپنی قوم بنی زبید میں مقیم رہے فروہ بن مسیک المرادی ان پر عامل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عمرو بن معدیکرب مرتد ہو گیا۔

فروہ بن مسیک المرادی:

اسی سال [illegible] عمرو بن معدیکرب سے پہلے فروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے رسول اللہ ﷺ

کے پاس آئے تھے۔ عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے اور ان کا مخالف ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اسلام سے کچھ ہی عرصے پیشتر مراد اور ہمدان میں ایک لڑائی ہوئی تھی جس میں ہمدان نے مرادیوں کو بہت ہی بری طرح قتل کر کے بے دم کر دیا تھا۔ اس لڑائی کو ردم کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں اجدع بن مالک مراد کے مقابلے میں ہمدان کا قائد تھا اور اس نے ان کو بہت بری شکست دی تھی۔ اس واقعے کے متعلق فروہ نے کچھ شعر بھی کہے اور جب وہ شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو اس نے اس کے متعلق بھی اشعار کہے۔

فروہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس سے کہا کیوں فروہ جنگ ردم میں تمہاری قوم کو جو مصیبت مقدر ہوئی اس سے تم کو رنج پہنچا یا نہیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہوگا کہ اس کی قوم کو وہ مصیبت نصیب ہو جو میری قوم کو ہوئی ہے اور پھر اسے اس کا رنج نہ ہو۔ آپ نے فرمایا مگر اس سے اسلام کے بارے میں تمہاری قوم کو نیکی ہی پہنچی ہے۔ آپ نے اسے مراد زبید اور مذحج کا عامل مقرر فرمایا اور خالد بن سعید بن العاص کو عامل صدقات مقرر کر کے اس کے ہمراہ کر دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک اس خدمت پر فروہ کے ساتھ رہے۔

فروہ بن مسیک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا ہمدان سے تمہاری جو لڑائی ہوئی تھی اس سے تم کو رنج ہوا۔ میں نے کہا بے شک خدا اس لڑائی نے میرے خاندان اور گھر کو تباہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا مگر یہ واقعہ باقی بچنے والوں کے لیے مفید ہوا۔

عبدالقیس کا وفد:

اس سال عبدالقیس کا جارود بن عمرو بن حنش بن المعلی جو نصرانی تھا عبدالقیس کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ حسن سے مروی ہے کہ جارود رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ نے اس سے گفتگو کی اسلام پیش کیا اسلام کی دعوت دی اور اس کے قبول کرنے کی ترغیب دی۔ جارود نے کہا اے محمد میں تو ایک مذہب کا پیرو تھا اور اب اپنا دین آپ کے دین کے لیے چھوڑتا ہوں تم اس بات کی ضمانت کرو کہ میرا یہ جدید مذہب حق ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! میں تمہارے لیے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ اللہ نے تم کو ایسے دین کی طرف ہدایت کی ہے جو تمہارے پچھلے دین سے بہتر ہے۔ اب وہ بھی اسلام لے آیا اور اس کے تمام ہمراہی مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے کہ میں تم کو دوں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہاں سے لے کر ہمارے علاقے تک لوگوں کے گمشدہ جانور دستیاب ہوتے ہیں کیا ہم ان پر سوار ہو کر چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا ہرگز ایسا نہ کرنا ورنہ یاد رکھو ان کا عذاب دوزخ کی آگ ہے۔

جارود بن عمرو:

جارود آپ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے۔ یہ ایک پکے مسلمان تھے اور تادم مرگ اپنے مذہب پر خلوص نیت سے قائم رہے۔ انہوں نے ارتداد کا واقعہ بھی دیکھا تھا۔ چنانچہ جب ان کی قوم کے دوسرے مسلمان اسلام سے منحرف ہو کر منذر بن النعمان بن منذر کے ہمراہ اپنے سابقہ مذہب پر عود کر گئے تو جارود برابر اسلام پر قائم رہے اور ان کو دعوت بھی دی۔ انہوں نے کہا اے لوگو! میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو یہاں نہیں ہیں ان کو بھی اس کی اطلاع دیتا ہوں۔

منذر بن ساوی العبدی

فتح مکہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے علاء الحضرمی کو منذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا تھا وہ اسلام لے آئے اور بہت مخلص مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اور اہل بحرین کے مرتد ہونے سے قبل اس کا انتقال ہو گیا۔ علاء رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بحرین کے امیر کی حیثیت سے ان کے پاس تھے۔

بنو حنیفہ کا وفد:

اس سال بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ان میں مسیلمہ بن حبیب الکذاب بھی تھا۔ یہ بنو النجار کی ایک انصاری عورت کے یہاں جو حارث کی اولاد میں تھی فروکش ہوئے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے بعض مدینہ کے علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ بنو حنیفہ مسیلمہ کو برقع چھپائے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے آپ اس وقت صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی جس کے سرے پر پتے تھے۔ جب بنو حنیفہ مسیلمہ کو برقع اڑھائے ہوئے آپؐ کے پاس پہنچے اس نے آپؐ سے باتیں کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم مجھ سے اس شاخ کو بھی جو میرے ہاتھ میں ہے مانگو تو میں اسے نہ دوں گا۔

مسیلمہ بن حبیب الکذاب:

اہل یمامہ کے بنو حنیفہ کے ایک بزرگ کی جو روایت مسیلمہ کے سابقہ واقعے کے متعلق ابن اسحاق نے بیان کی ہے وہ اس سابقہ بیان کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ بنو حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا وہ مسیلمہ کو اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے تھے جو ان کے ساتھ تھے۔ اسلام لانے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسیلمہ کا ذکر کیا کہ ہمارا ایک ساتھی اور ہے جسے ہم اپنے سامان اور سواریوں کی حفاظت کے لیے اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بھی ان جیسے عطیے کا حکم دیا جو اور اہل وفد کو دیئے تھے اور فرمایا۔ چونکہ وہ اپنے ہمراہیوں کے سامان کی نگرانی کر رہا ہے لہذا وہ تم سے کچھ برا نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا دعویٰ:

یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے گئے اور مسیلمہ کے پاس آئے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیا تھا وہ اسے لا کر دے دیا یمامہ آ کر دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو گیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے سامنے یہ جھوٹ بولا کہ میں بھی محمد کے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہوں اس کے لیے اس نے ان لوگوں سے جو وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے کہا کیا تم سے رسول اللہ ﷺ نے جب تم نے میرا ذکر کیا یہ نہیں کہا تھا کہ وہ تم سے اپنے مرتبے میں برا نہیں ہے۔ یہ بات انہوں نے اسی لیے کہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ مجھے نبوت میں ان کا شریک کیا گیا ہے اس کے بعد اس نے تک بندی شروع کی اور ان جملوں میں ایسے جملے کہنے لگا جو قرآن سے مشابہ تھے جیسے:

لقد انعم الله على الحبلى. اخرج منها نسمة تسعى، من بين صفاق وحشى.

"اللہ نے حاملہ عورت پر یہ انعام کیا کہ اس میں سے انسان کو پیدا کیا جو دوڑتا ہے اس کے ٹکڑوں اور انتڑیوں کے درمیان سے"۔

[illegible]

کندہ وفد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خولان کا وفد

[illegible]

انہیں تحریر لکھ دی۔ یہ تحریر محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لیے لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کے پاس اور ان لوگوں کے پاس جو ان میں آ کر شامل ہوں بھیجا ہے تا کہ وہ ان کو اللہ اور اس کے رسول کے لیے دعوت دیں جو شخص قبول کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں داخل ہو گا اور جو انکار کرے اسے دو ماہ کی امان دی جاتی ہے۔

اس تحریر کو لے کر جب رفاعہ اپنی قوم کے پاس آئے انہوں نے اس کو مان لیا اور قبول کیا۔ سب مسلمان ہو گئے اور حرۃ الرجلاء آ کر وہاں سکونت پذیر ہو گئے۔

رفاعہ بن زید

بنو جذام کے بعض صادق القول صاحبوں سے جو اس سے واقف تھے مروی ہے کہ رفاعہ بن زید رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آپ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تھی انہوں نے قبول کر لیا۔ اس کے تھوڑی مدت بعد دحیہ بن خلیفہ الکلبی قیصر شاہ روم کے پاس سے جہاں ان کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اپنا کچھ مال تجارت لیے ہوئے ان کی قوم کے علاقے میں آئے جب وہ اس کی شنار نامی ایک وادی میں مقیم تھے تو جذام کے خاندان ضُلیع کے ہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن الہنید نے دحیہ پر غارت گری کر کے ان کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعے کی خبر رفاعہ کی قوم بنی الضبیب کے ان لوگوں کو پہنچی جو مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے تعاقب میں دوڑے ان کا تعاقب کرنے والوں میں بنی الضبیب کا نعمان بن ابی جعال بھی تھا۔ اس جماعت نے ان دونوں کو جا پکڑا۔ ان میں جنگ ہو گئی اور اس جنگ میں قرۃ بن اشقر الضفاری الضلعی نے اپنی نسبت ظاہر کر کے کہا میں لبنیٰ کا بیٹا ہوں۔ اب اس نے نعمان بن ابی جعال کے ایک تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں جا کر لگا۔ اس پر قرہ نے پھر تیر پھینکا اور کہا یہ تیر سنبھال میں لبنیٰ کا بیٹا ہوں۔ کیونکہ اس کی ماں کا نام بھی لبنیٰ تھی۔

حضرت زید بن حارثہ کا قبیلہ لخم پر حملہ:

حسان بن ملۃ الضبیبی اس واقعہ سے قبل دحیہ بن خلیفہ الکلبی کی صحبت میں رہ چکا تھا اور اس سے سورۂ فاتحہ پڑھ چکا تھا۔ اب تعاقب کرنے والی جماعت نے ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے ہاتھ سے دحیہ کا تمام مال چھین کر اسے دحیہ کے حوالے کر دیا۔ دحیہ وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنی یہ سرگزشت بیان کی۔ وہ آپ سے ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے خون کا طالب ہوا۔ آپ نے زید بن حارثہ کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ اسی امر سے زید کی جذامی جنگ ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے زید کے ساتھ ایک بڑی فوج بھیجی اس سے پیشتر جب رفاعہ بن زید رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر آئے تھے تو غطفان نے تمام جذام، وائل، سلامان اور سعد بن ہذیم کو اپنے علاقے سے نکال دیا تھا اور یہ سب کے سب حرۃ الرجلاء میں آ گئے تھے مگر رفاعہ بن زید کراع ربہ میں مقیم تھے اور ان کو اس واقعے کی کوئی اطلاع نہ تھی۔ ان کے ہمراہ بنو الضبیب کے چند آدمی تھے ان کا بڑا قبیلہ حرہ کی سمت میں اسی وادی پر جو مشرق کی جانب سے بہتی ہے فروکش تھا۔ زید بن حارثہ اولاج کی سمت سے بڑھا اور انہوں نے حرہ کی جانب سے بڑھ کر مقام ماقص پر چھاپہ مارا جس قدر مال اور آدمی وہاں تھے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ نیز انہوں نے ہنید اور اس کے بیٹے کو بنی الاحنف کے دو آدمیوں کو اور بنو خصیب کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنو الضبیب کو اس وقت خبر ہوئی جب کہ زید بن حارثہ کا لشکر فیفاء الفحلتین میں تھا۔

حسان بن ملہ:

حسان بن ملہ سوید بن زید کے گھوڑے عجاجہ پر، انیف بن ملہ کے گھوڑے رغال پر اور ابو زید بن عمرو اپنے گھوڑے شمر پر سوار ہو کر زید بن حارثہ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئے اور جب اس کی فرودگاہ کے قریب آ گئے ابو زید نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم ذرا پیچھے رہ جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ کیونکہ ہمیں تمہاری زبان سے اندیشہ ہے۔ انیف ہٹ گیا مگر ان سے بہت دور نہیں گیا اور دونوں زیادہ دور نہیں جانے پائے تھے کہ انیف کے گھوڑے نے زمین پر پاؤں مارے، شرارت کی اور کودنے لگا۔ تب انیف نے کہا خود مجھ کو ان دونوں کے پاس جانے کے لیے اس سے زیادہ اضطراب ہے جتنا تو ان دونوں گھوڑوں کے پاس جانے کے لیے بے تاب ہو رہا ہے۔ اچھا چل۔ انیف نے اس کی باگ ڈھیلی کر دی اور اپنے رفیقوں کے پاس جا پہنچا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ اب تم آ گئے ہو مگر ہم سے عہد کرو کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھنا اور آج ہمیں رسوا نہ کرنا اور سب نے اس پر اتفاق کیا کہ سوائے حسان بن ملہ کے اور کوئی گفتگو نہیں کرے گا۔

حضرت زید بن حارثہ اور حسان بن ملہ:

عہد جاہلیت میں تمام عربوں میں ایک لفظ مستعمل اور متعارف چلا آتا تھا جو اس وقت بولا جاتا تھا جب کہ کوئی شخص اپنی تلوار سے وار کرنا چاہتا تھا وہ لفظ ثوری تھا۔ چنانچہ جب زید بن حارثہ کے لشکر کے سامنے آئے ان کے مقابلے کے لیے اس لشکر میں سے ایک جماعت آئی مگر حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ سب سے پہلے جو شخص ان کے پاس پہنچا تھا وہ ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھا نیزہ اس کے ہاتھ میں اس طرح تنا ہوا تھا کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ وہ اسے گھوڑے کے اگلے شانے کی مضبوطی سے گڑا ہوا ہے۔ اس شخص نے ان تینوں پر گھوڑا ڈالا۔ انیف نے کہا ثوری مگر حسان نے کہا چپ رہو۔ جب یہ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ زید نے کہا اچھا سورۂ فاتحہ پڑھ کر سناؤ۔ حسان نے پڑھ دی۔ تب زید نے حکم دیا کہ تمام فوج میں منادی کر دی جائے کہ اللہ نے وہ تمام علاقہ جس سے ہم آئے ہیں ہمارے لیے حرام کر دیا ہے البتہ جو دھوکا دے گا۔

جوالی بنت ملہ:

قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جوالی جو ابو وبر بن عدی بن امیہ بن الضبیب کی بیوی تھی شریک تھی۔ زید نے حسان سے کہا کہ اپنی بہن لے لو وہ اس قید کی حالت میں قیدیوں سے علیحدہ کر لی گئی۔ ام الفزر الضلعیہ نے کہا کیا خوب اپنی بیٹیوں کو لیے جاتے ہو اور ماؤں کو چھوڑے جاتے ہو۔ اس پر بنو خصیب کے کسی شخص نے کہا کہیں تم تو بنی الضبیب ہو تمام دن وہ تمہاری اسی جملے کو دہراتے رہے۔ ایک سپاہی نے اسے سنا اور زید بن حارثہ کو جا کر خبر کی۔ زید نے حسان کی بہن کی ڈوری جس سے اس کے ہاتھ پشت پر بندھے تھے کھلوا دی مگر اسے یہ حکم دیا کہ تم بھی اپنی رشتہ داروں میں جا کر بیٹھو اور پھر اللہ تمہارے بارے میں حکم دے گا اس پر عمل ہوگا۔ وہ اپنے گھروں کو چلے گئے۔ زید نے اپنی فوج کو ممانعت کر دی کہ اب کوئی اس وادی میں نہ جائے جہاں سے وہ آئے تھے چنانچہ رات تمام قیدیوں نے اپنے گھروں میں بسر کی۔

رفاعہ بن زید کی روانگی مدینہ:

صبح بنی ضبیب کو جو کچھ واقعہ پیش آیا اور جب رات کا دودھ پی چکے ابو زید بن عمرو، ابو اسماس بن عمرو، سوید بن زید، بعجہ بن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

واقعہ عامر بن [illegible]

[illegible]

سے تعبیر کرنا چاہتا تھا۔ ان سے کہیں ان کی قوم نے ان سے کہا تھا کہ سب عرب مسلمان ہو چکے ہیں اب تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں نے حلف اٹھایا تھا کہ جب تک تمام عرب میری پیروی نہ کریں میں باز نہ آؤں گا۔ کیا اب میں اس قریشی نوجوان کی پیروی کروں۔ پھر اس نے اربد سے کہا کہ جب ہم ان کے پاس پہنچیں تو میں ان کو اپنی طرف باتوں میں مشغول کر لوں گا اس وقت تم تلوار سے ان پر حملہ کر دینا۔

عامر بن الطفیل:

یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے محمد میں تم سے تنہائی میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جب تک تم اللہ وحدہ پر ایمان نہ لاؤ گے میں تمہاری خواہش منظور نہیں کروں گا۔ مگر اس نے پھر کہا اے محمد میں تم سے تخلیے میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ آپ سے باتوں میں مشغول تھا کہ اربد اس کی ہدایت پر عمل کرے مگر وہ خاموش بیٹھا رہا۔ جب عامر نے اربد کی یہ حالت دیکھی پھر رسول اللہ ﷺ سے کہا محمد میں آپ سے تخلیہ چاہتا ہوں۔ آپ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا جب تک تم اللہ وحدہ پر ایمان نہ لاؤ گے میں ہرگز تمہاری خواہش منظور نہیں کروں گا۔ جب آپ نے انکار کیا تو اس نے کہا اب میں تمہارے مقابلے کے لیے سواروں اور پیادوں کی ایک زبردست فوج لے کر آؤں گا کہ تم ان سے عاجز ہو جاؤ گے۔ اس کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ تو عامر بن الطفیل کی خبر لے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے آنے کے بعد عامر نے اربد سے پوچھا تم نے تو وہ بات نہ کی جو میں نے کہی تھی۔ خدا کی قسم روئے زمین پر میرے نزدیک تم سے زیادہ خوفناک کوئی نہ تھا اب میں کبھی تم سے مطلق خوف نہیں کروں گا۔ اربد نے کہا تم بے وقوفی نہ کرو میری بات سن لو۔ جب میں نے تمہاری ہدایت پر عمل کرنا چاہا تو تم میرے اور ان کے درمیان حائل نظر آئے۔ سوائے تمہارے مجھے دوسرا کوئی نظر نہیں آتا تھا تو کیا میں تم پر وار کرتا۔

عامر اور اربد کا انجام:

یہ دونوں اپنے علاقے واپس ہونے لگے راستے میں اللہ عزوجل نے عامر بن الطفیل کو طاعون میں مبتلا کر دیا۔ اس کی گردن میں گلٹی نکل آئی جس سے وہ بنو سلول کی ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ اس کے دوسرے ہمراہی اسے دفن کر کے اپنی قوم بنو عامر کے پاس آئے انہوں نے ان سے پوچھا کیا ہوا؟ اربد نے کہا کچھ نہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے ہمیں ایک ایسی چیز کی عبادت کی دعوت دی کہ کاش وہ میرے سامنے ہوتی تو اپنے تیروں سے میں اسے ہلاک کر دوں۔ اس بات کے کہنے کے ایک یا دو روز کے بعد وہ اپنا اونٹ بیچنے کے لیے جا رہا تھا کہ اللہ نے بجلی سے اسے اور اس کے اونٹ کو جلا کر خاک کر دیا۔ اربد بن قیس لبید بن ربیعہ کا اخیافی بھائی تھا۔

طے کا وفد:

طے کا وفد جس میں زید الخیل بھی تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے اور بہت اچھے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی عرب کی فضیلت کا ذکر مجھ سے کیا گیا اور وہ مجھ سے ملنے آیا تو میں نے اسے اس سے کم تر پایا جیسا کہ اس کی تعریف کی گئی تھی سوائے زید الخیل کے کہ ان کے متعلق جو کچھ کہا گیا تھا وہ ان کی صفات سے کم تھا۔ آپ نے ان کا نام بدل کر زید الخیر رکھ دیا اور فید کا علاقہ اور اس کے ساتھ کی اراضی ان کے لیے جاگیر

[illegible]

باب ۱۹

حجۃ الوداع ۱۰ھ

اسی سال کے ذوالقعدہ کے شروع ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ نے حج کی تیاری شروع کی اور تمام صحابہؓ کو آپ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا۔ عائشہؓ ام المومنین سے مروی ہے کہ ذوالقعدہ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے اس وقت خود آپ اور تمام صحابہ کی زبان پر صرف حج کا ذکر تھا یہاں تک کہ آپ سرف پہنچے۔ آپ نے اپنے ہمراہ حج کے لیے ہدی بھی لی تھی اور دوسرے شرفاء کے ساتھ بھی ہدی تھی۔ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جو ہدی ساتھ لائے ہیں اور لوگ عمرہ کر سکتے ہیں۔ میں اسی دن حائضہ ہو گئی۔ نبی ﷺ میرے پاس آئے میں رو رہی تھی انہوں نے پوچھا کیا ہوا شاید تم کو حیض آ گیا ہے۔ میں نے کہا ہاں! اور اچھا ہوتا کہ اس سال میں تم سب کے ساتھ حج کے لیے نہ ہوتی۔ انہوں نے کہا یہ خیال نہ کرو بلکہ یہ بات زبان سے بھی مت کہو۔ طواف کے علاوہ تم اور تمام وہی مناسک حج ادا کر سکتی ہو جو دوسرے حاجی کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ ؓ کا عمرہ:

رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخل ہونے سوائے ان حضرات کے جو ہدی لائے تھے دوسروں نے عمرہ ادا کیا آپ کی بیویوں نے بھی عمرہ کیا۔ قربانی کے دن گائے کا گوشت مجھے بھیجا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔ حصبہ (کنکریاں مارنے کا دن) کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے پاس بھیجا تا کہ میں تنعیم جا کر وہاں سے عمرے کے عوض میں جو میں نہیں کر سکی تھی عمرہ کر لوں۔

حضرت فاطمہ ؓ کا عمرہ:

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو نجران بھیجا تھا وہ مکہ میں آ کر آپ سے ملے اور احرام باندھے ہوئے تھے۔ علیؓ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے دیکھا کہ فاطمہؓ نے احرام باندھ کر عمرے کی تیاری کی ہے۔ علیؓ نے ان سے پوچھا اے رسول کی صاحبزادی کیا کر رہی ہو۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عمرے کی اجازت دی ہے اور اس کے لیے ہم نے احرام باندھا ہے۔ فاطمہؓ سے مل کر علیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اپنے واقعات سفر کو سنانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا جاؤ جا کر پہلے بیت اللہ کا طواف کرو اور پھر اپنے دوسرے اصحاب کی طرح احرام کھول دو۔ علیؓ نے کہا! رسول اللہ ﷺ میں نے تو آپ کی طرح حج کی نیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور عمرہ کر کے قیام کرو۔ علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حج کی نیت کرتے وقت میں نے اللہ سے کہا تھا کہ خدایا میں بھی اسی طرح حج کی نیت کرتا ہوں جس طرح کہ تیرے بندے اور رسولؐ نے کی ہے۔ آپ نے پوچھا تمہارے ساتھ ہدی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تب آپ نے ان کو بھی اپنی ہدی میں شامل کر لیا اور وہ بدستور اپنا احرام سابق باندھے رہے اور جب رسول اللہ ﷺ اور علیؓ دونوں حج سے فارغ ہو گئے تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں کی طرف سے ہدی کی قربانی کی

حضرت علیؓ کی یمن سے واپسی

یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے جب علیؓ مکہ آئے تو انہوں نے اپنے لشکر پر اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا۔ اس نے سب کو اس کپڑے میں سے جو علیؓ کے ساتھ تھا ایک ایک جوڑا پہنا دیا۔ جب لشکر قریب آیا تو علیؓ ان سے ملنے کے لیے باہر نکلے دیکھا کہ سب حلے پہنے ہوئے ہیں۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے ان کو پہنا دیا ہے تاکہ جب یہ لوگوں میں آئیں تو ان کی شان معلوم ہو۔ علیؓ نے کہا تیرا برا ہو قبل اس کے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچو ان سے اتار لے۔ چنانچہ اس نے سب سے حلے اتار کر پھر اس کپڑے میں رکھ دیے۔ لشکر نے علیؓ کے اس برتاؤ پر اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ لوگوں نے علیؓ کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے خطبہ دینے کھڑے ہوئے میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! تم علیؓ کی شکایت نہ کرو۔ بخدا وہ ذات اللہ کے لیے یا آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں بہت سخت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا خطبہ

عباد بن ابی صالح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے تشریف لے گئے۔ آپ نے سب کو مناسک اور سنن حج بتا دیے پھر آپ نے سب کے سامنے یہ مشہور خطبہ دیا جس میں آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں کو خطاب کیا۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو! میری بات کو غور سے سنو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد اس مقام پر پھر کبھی میری تم سے ملاقات ہو یا نہ ہو۔ لوگو! قیامت تک کے لیے تمہارا خون اور تمہارا مال اسی طرح تم پر حرام ہے جس طرح آج کے دن اور اس مہینہ کی حرمت ہے۔ تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔ میں نے اس کا پیام پہنچا دیا۔ جس شخص کے پاس کوئی امانت ہو اسے چاہیے کہ وہ امانت رکھوانے والے کو ادا کر دے۔ ہر قسم کا سود موقوف ہے البتہ اصل زر تمہارا حق ہے وہ تم کو ملنا چاہیے تاکہ نہ تم پر ظلم ہو اور نہ تم دوسرے پر ظلم کرو۔ اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اب سود قطعی موقوف ہے۔ عباس بن عبدالمطلب کا تمام سود قطعی معاف ہے۔ اسی طرح جاہلیت میں جتنے خون ہوئے ہیں وہ سب معاف ہیں ان کا بدلہ یا انتقام نہ لیا جائے اور سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ شیر خوار بچہ بنولیث کے یہاں پرورش پا رہا تھا۔ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ میں سب سے پہلے جاہلیت کے خونوں میں سے اس بچے کے خون کی معافی سے ابتدا کرتا ہوں کہ وہ معاف کیا جاتا ہے۔

اے لوگو! اب شیطان اس بات سے قطعی ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا کہ اب تمہاری سرزمین میں خدا کے سوا کسی اور کی پرستش کی جائے البتہ اس کے سوا تمہارے جو اور اعمال ہیں جن کو تم معمولی سمجھتے ہو ان کے متعلق وہ اس بات سے مطمئن ہے کہ ان میں اس کی اطاعت کی جائے گی اس لیے اپنے دین کی حفاظت کے لیے شیطان سے ڈرتے رہو۔ اے لوگو! نسئ کفر میں ایک اور اضافہ ہے اس سے صرف کافر گمراہ ہوتے ہیں ایک سال اسے حلال کر دیتے ہیں اور ایک سال اسے حرام کر دیتے ہیں تاکہ جو مہینے اللہ نے حرام قرار دیے ہیں ان کی گنتی پوری کر لی جائے۔ اس طرح جو اللہ نے حرام کیا ہے اسے حلال کرتے ہیں اور جو حلال کیا ہے

یاد رکھو اب زمانہ پھر کر اسی حالت پر آگیا ہے جس روز کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے جس روز کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے انہی میں سے اس نے اپنی کتاب میں چار ماہ حرمت کے مقرر کیے ہیں ان میں سے تین تو مسلسل ہیں اور چوتھا رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

امابعد اے لوگو! تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے اور تم پر ان کا حق ہے ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہاری مرضی کے خلاف تمہارے گھر کوئی غیر نہ آنے دیں اور ان پر یہ فرض ہے کہ وہ کوئی کھلی بے حیائی نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم ان کو ان کی خواب گاہوں میں چھوڑ دو اور ان سے کوئی واسطہ نہ رکھو اور معمولی مارو۔ مگر اس سے وہ باز آجائیں تو تم دستور کے ساتھ ان کو نان نفقہ دو اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتے رہو وہ تمہاری دست نگر ہیں۔ خود اپنے لیے کچھ نہیں کر سکتیں اور تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ اپنے نکاح میں لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ساتھ ان کی شرم گاہ کو حلال کیا ہے اے لوگو! اچھی طرح سمجھ لو اور میری بات کو غور سے سنو کیونکہ میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے اور تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی راہ راست سے نہ بھٹکو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سن لو میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کی چیز اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ وہ خوشی سے نہ دے۔ اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔ اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیام پوری طرح پہنچا دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے اس قول پر تمام مسلمانوں نے کہا بے شک آپ نے اللہ کا پیام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خداوندا تو شاہد رہ۔

حج الاکبر:

مجاہد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عرفہ پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے ربیعہ بن امیہ بن خلف آپ کے جملوں کو بلند آواز سے سب کو سنانے کے لیے دہراتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ربیعہ سے کہتے کہو اے لوگو! رسول اللہ ﷺ پوچھتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے تمام حاضرین کہتے یہ ماہ مقدس ہے تو رسول اللہ ﷺ ربیعہ سے کہتے کہو کہ اللہ نے قیامت تک کے لیے تم پر تمہاری جان اور مال کو اسی طرح حرام کر دیا جس طرح کہ یہ مہینہ حرمت ہے۔ پھر آپ نے ربیعہ سے کہا کہو کہ رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں اے لوگو! جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟ ربیعہ نے بلند آواز سے کہا اس کے جواب میں تمام حاضرین کہتے یہ شہر مقدس (بلد الحرام) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ربیعہ سے کہا کہو کہ اللہ نے تم پر تمہاری جان اور مال کو قیامت تک کے لیے اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ یہ شہر حرام ہے پھر آپ نے ربیعہ سے فرمایا کہو کہ اے لوگو! جانتے ہو کہ آج کون سا دن ہے؟ سب نے کہا آج حج اکبر کا دن ہے۔ آپ نے ربیعہ سے فرمایا کہو کہ اللہ نے تمہاری جان اور مال کو قیامت تک کے لیے تم پر اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ آج کا دن محترم اور حرام ہے۔

تعلیم حج:

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عرفہ میں قیام کر کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مقام اس پہاڑ کا جس پر میں کھڑا ہوں موقف ہے اور تمام عرفہ موقف ہے۔ اسی طرح آپ نے مزدلفہ کی صبح کو قزح پر قیام کر کے فرمایا یہ موقف ہے اور تمام مزدلفہ موقف ہے اسی

سب سے پہلے جس غزوہ میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے وہ ودان ہے جس کو ابواء بھی کہتے ہیں اور سب سے آخری غزوہ تبوک ہے اور مدینہ واپس آنے کے بعد ہجرت کے دسویں سال آپ نے حج کیا اور اس کے بعد آپ نے اپنے لشکر کو روانگی کی اجازت دی۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں قتال ہوا ان میں سے دس غزوات کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں ان کے علاوہ انھوں نے غزوہ وادی القریٰ میں قتال کیا جب آپ خیبر سے واپس آ رہے تھے اور آپ کے غلام مدعم قتل ہوئے۔ اسی طرح غابہ میں بھی آپ لڑے اور آپ نے کئی مشرکوں کو قتل کیا اور ان کے مقابلے میں محرز بن نضلہ شہید ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کی مہمات:

ان کی تعداد میں اختلاف ہے عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ مدینہ تشریف لانے کے بعد سے وفات تک رسول اللہ ﷺ نے اڑتیس سریے جہاد کے لیے روانہ فرمائے۔ آپ نے عبیدہ بن الحارث کی قیادت میں ایک مہم ثنیۃ المروہ کے نچلے ذو مروہ تک جو ایک چشمہ ہے بھیجی۔ اس کے بعد آپ نے ایک مہم حمزہ بن عبدالمطلب کی امارت میں عیص کی سمت سے ساحل سمندر کو بھیجی۔ بعض لوگ حمزہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو عبیدہ کی مہم پر مقدم کرتے ہیں۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص کی مہم خرار کے مقام خرار کو گئی۔ عبداللہ بن جحش کی مہم نخلہ کو گئی۔ زید بن حارثہ کی مہم قردہ کو گئی جو نجد کا ایک چشمہ ہے۔ مرثد بن ابی مرثد الغنوی کی مہم رجیع کو گئی۔ منذر بن عمرو کی مہم بئر معونہ کو گئی۔ ابو عبیدہ بن الجراح کی مہم ذوالقصہ کو جو عراق کے راستہ پر ہے گئی۔ عمر بن الخطاب کی مہم بنو عامر کے مقام تربہ کو گئی۔ علی بن ابی طالب کی مہم یمن کو گئی۔ لیث کے خاندان کلب کے غالب بن عبداللہ الکلبی کی مہم کدید کو گئی جہاں انھوں نے بنو الملوح کو قتل کیا۔ علی بن ابی طالب کی مہم فدک کے بنو عبداللہ بن سعد کے مقابلے پر گئی۔ ابن ابی العوجاء السلمی کی مہم سلیم کے علاقے میں گئی جہاں وہ اور ان کے تمام ساتھی شہید کر دیے گئے۔ عکاشہ بن محصن کی مہم غمر کو گئی۔ ابو سلمہ بن عبدالاسد کی مہم قطن کو گئی جو نجد کے علاقہ میں بنو اسد کا ایک چشمہ تھا۔ اس غزوہ میں مسعود بن عروہ مارے گئے۔ بنو حارثہ کے محمد بن مسلمہ کی مہم ہوازن کے مقام قرطاء کو گئی۔ بشیر بن سعد کی مہم فدک کے بنو مرہ کے مقابلے پر گئی۔ پھر بشیر بن سعد کی مہم یمن اور جبار کو جو خیبر کا ایک موضع تھا گئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یمن اور جبار خیبر کا علاقہ تھا۔ زید بن حارثہ کی مہم بنو سلیم کے مقام جموم کو گئی۔ نیز زید بن حارثہ ہی کی مہم حسمیٰ کے علاقہ میں جذام کے مقابلے پر گئی جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ نیز زید بن حارثہ کی مہم وادی القریٰ کو گئی اور عبداللہ بن رواحہ کی دو مہمیں خیبر کو ہوئیں۔

یسیر بن رزام:

عبداللہ بن رواحہ کی قیادت میں دو مرتبہ خیبر کو مہم گئی۔ ایک مہم میں یسیر بن رزام قتل کیا گیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یسیر بن رزام یہودی خیبر میں تھا۔ یہ غطفان کو رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے جمع کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو اپنے چند صحابہ کے ساتھ جن میں بنو سلمہ کے حلیف عبداللہ بن انیس بھی تھے اس کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ یسیر بن رزام کے پاس آئے، اس سے گفتگو کی، اسے ترغیب و تحریص دلائی اور کہا کہ اگر تم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو تو وہ تم کو عامل مقرر کر دیں گے اور تمہاری عزت افزائی کریں گے۔ یہ لوگ اس سے برابر کہتے رہے یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ آنے کے لیے تیار ہو گیا اور چند یہودی بھی ساتھ لے لیے اور مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ عبداللہ بن انیس نے اسے اپنے اونٹ پر بٹھایا اور خود اس کے پیچھے بیٹھے۔ جب یہ لوگ قرقرہ آئے جو خیبر سے چھ میل ہے یسیر بن رزام کو خیال پیدا ہوا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے پر نادم ہوا اور اس نے تلوار لینا چاہی۔ عبداللہ بن

نکلیں گے اور ... سے واقف ہوتے ... راستے پر ... بچھڑ گئے یہاں تک کہ ... آگے ... پہنچ گئے ... نے اسیر پر حملہ کر دیا تھی تلوار سے اس پر حملہ کر کے اس کی ٹانگ کاٹ دی اور اسیر نے شوحط کی لکڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی ان کے سر پر مارا جس سے سر میں زخم آ گیا ہو گیا اور اس واقعہ سے ... مسلمانوں نے اپنے ہمراہی یہودیوں پر حملہ کر کے سب کو قتل کر دیا صرف ایک یہودی پاپیادہ بھاگ نکلا گیا۔ پھر عبداللہ بن انیس جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان کے زخم پر لعاب دہن لگا دیا اس سے ان کی تکلیف جاتی رہی اور زخم بھی نہ پکا۔ بعد ازاں عبداللہ بن عتیک کو خیبر بھیجا جہاں انھوں نے ابو رافع کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ سے پہلے بدر اور احد کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو کعب بن الاشرف کے لیے بھیجا تھا انھوں نے اسے قتل کر دیا۔

عبداللہ بن انیسؓ

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیسؓ کو خالد بن سفیان بن نبیح الہذلی کے قتل کے لیے بھیجا جو نخلہ یا عرنہ میں رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے فوج جمع کر رہا تھا اور عبداللہ بن انیسؓ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے متعلق خود عبداللہ بن انیسؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے طلب فرمایا اور فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح الہذلی مجھ سے لڑنے کے لیے فوج جمع کر رہا ہے وہ اس وقت نخلہ یا عرنہ میں ہے تم اس کے پاس جا کر اسے قتل کر دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کا حلیہ مجھ سے بیان کر دیجیے تاکہ میں اسے شناخت کر سکوں۔ آپ نے فرمایا جب تم اسے دیکھو گے تو تمہیں شیطان یاد آ جائے گا اور جب تم اسے دیکھو گے تو تم لرزہ براندام ہو گے اس سے تم اسے شناخت کر لینا۔ میں اپنی تلوار گلے میں ڈالے ہوئے اس کے لیے نکلا اور جب اس کے قریب پہنچا تو عصر کا وقت آ گیا تھا وہ اپنی بیویوں کے ساتھ ان کے قیام کے لیے کسی جگہ کی تلاش کر رہا تھا میری نظر اس پر پڑی اور رسول اللہ ﷺ نے جو کیفیت اس کی بیان کی تھی کہ وہ لرزہ براندام ہو گا بالکل وہی حالت مجھ پر طاری ہوئی میں اس کی طرف چلا مجھے اس سے مخالفت کر لینے میں ... اس اندیشے سے کہ کہیں میرے اور اس کے درمیان کوئی مقابلہ نہ ہو جائے جو مجھے نماز سے روک دے میں نے چلتے ہوئے نماز پڑھ لی اور اپنے سر سے اشارہ کرتا جاتا تھا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا اس نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا عرب ہوں میں نے سنا کہ تم اس شخص کے مقابلے کے لیے فوج جمع کر رہے ہو اس لیے میں بھی تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا ہاں میں یہی کر رہا ہوں۔ میں اس کے ساتھ تھوڑی دور چلا اور جب مجھے موقع ملا میں نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اور وہاں سے چلا۔ میں نے دیکھا اس کی بیویاں اس کے لیے اس پر جھکی ہوئی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا عصا

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کامیاب ہو کر آئے۔ میں نے عرض کیا میں نے اسے قتل کر دیا۔ آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ آپ اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایک عصا لا کر مجھے دیا اور فرمایا عبداللہ بن انیس! یہ عصا اپنے پاس حفاظت سے رکھنا۔ میں یہ عصا لے کر لوگوں کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا یہ عصا کیسا ہے۔ میں نے کہا یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا ہے اور ہدایت کی ہے کہ میں اسے حفاظت سے رکھوں۔ لوگوں نے کہا کیا تم واپس جا کر آپ سے اس کی وجہ دریافت نہیں کرو گے۔ میں آپ کے پاس آیا اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے یہ عصا مجھے کیوں عطا فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہو گا اس دن بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جن کے پاس عصا ہو گا۔

عبداللہ بن انیس نے جس عصا کو اپنی کمر کے ساتھ باندھ رکھا تھا وہ مرتے دم تک اسی طرح ان کے پاس رہا۔ مرنے کے بعد ان کی وصیت کے مطابق اسے ان کے کفن میں رکھ دیا گیا اور وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد ایک مہم علاقہ شام میں مقام موتہ کو زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کی معیت میں گئی۔ اس کے بعد شام کے علاقے کی سمت ذات اطلاح کو ایک مہم کعب بن عمیر الغفاری کی قیادت میں گئی وہ وہاں وہ اور ان کے ساتھی شہید کر دیے گئے۔

اسیران بنو العنبر:

بنو تمیم کے بنو العنبر کے مقابلے پر عیینہ بن حصن کی مہم گئی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن کو بنو العنبر کے مقابلے پر بھیجا عیینہ نے ان پر غارت گری کر کے چند آدمیوں کو قتل کر دیا اور چند قیدی گرفتار کیے۔ اس سلسلے میں عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ میں نے بنو اسماعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کا عہد کیا تھا وہ اب تک میرے ہاتھ نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو العنبر کے قیدی ابھی آنے والے ہیں ان میں سے ایک تم کو دے دوں گا تم آزاد کر دینا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب یہ قیدی آپ کے پاس آئے بنو تمیم کا ایک وفد جس میں ربیعہ بن رفیع، سبرہ بن عمرو، القعقاع بن معبد، وردان بن محرز، قیس بن عاصم، مالک بن عمرو، اقرع بن حابس، حنظلہ بن دارم اور فراس بن حابس تھے ان قیدیوں کی رہائی کے لیے آپ کی خدمت میں آیا۔ اس واقعہ میں بنو تمیم کی عورتوں میں سے اسماء بنت مالک، کاس بنت اری، نجوہ بنت نہد، جمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر گرفتار ہو کر آئی تھیں۔

بنو مرہ کی مہم:

کلب لیث کے غالب بن عبداللہ الکلبی بنو مرہ پر مہم لے کر گئے اور اس واقعے میں اسامہ بن زید اور ایک دوسرے انصاری نے بنو مرہ کے حلیف مرداس بن نہیک کو جو جہینہ کے خاندان حرقہ سے تھا قتل کر دیا اور اسی واقعے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے اسامہ سے کہا تھا کہ لا الہ الا اللہ کے اعلان کے بعد جو تم نے مرداس کو قتل کر دیا اب تمہارا کفیل کون ہو سکتا ہے۔

مہم ذات السلاسل:

عمرو بن العاص کی مہم ذات السلاسل گئی۔ ابن ابی حدرد اور ان کے ساتھیوں کی مہم بطن اضم گئی۔ پھر ابن ابی حدرد الاسلمی کی مہم غابہ گئی۔ عبدالرحمن بن عوف کی مہم گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ بن الجراح کی قیادت میں ایک مہم ساحل سمندر کو بھیجی اور یہی غزوہ الخبط ہے۔

محمد بن عمر رحمۃ اللہ کی روایت:

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مہمات کی تعداد اڑتالیس ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ اسی سال رمضان میں جریر بن عبداللہ البجلی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کو ذی الخلصہ بھیجا جریر نے اسے منہدم کر دیا۔

اسی سال وبر بن یحنس یمن کی ابناء کی جماعت کے پاس ان کو اسلام کی دعوت دینے گئے۔ یہ نعمان بن بزرج کی لڑکیوں کے پاس مہمان ہوئے وہ اسلام لے آئیں۔ پھر وبر نے فیروز دیلمی کو اسلام کی دعوت بھیجی اور وہ اسلام لے آئے نیز

انھوں نے [illegible] کے لیے [illegible] سب سے پہلے [illegible]
[illegible] قرآن [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible]۔

ابوجعفر کی روایت:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ [illegible] دوسرے [illegible] کے بیان کے مطابق۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تعداد چھبیس ہے۔ ابو اسحاق زید بن ارقم سے [illegible] کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوے کیے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا یعنی حجۃ الوداع۔ [illegible] نے آپ کے اس حج کا بھی ذکر کیا ہے جو آپ نے مکہ کے قیام میں ادا کیا تھا۔

ابو اسحاق کی روایت:

ابو اسحاق کہتے ہیں میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم نے کتنی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ انھوں نے کہا سترہ مرتبہ۔

دوسرے سلسلے سے ابو اسحاق سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن یزید الانصاری نماز استسقاء کے لیے باہر گئے انھوں نے دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر بارش کی دعا مانگی۔ اس روز زید بن ارقم سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی مرتبہ جہاد کیا؟ انھوں نے کہا انیس مرتبہ۔ میں نے پوچھا اور تم نے کتنی مرتبہ آپ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی؟ انھوں نے کہا سترہ مرتبہ۔ میں نے پوچھا سب سے پہلے تم کس غزوے میں شریک ہوئے؟ انھوں نے کہا ذات العسیر یا العشیر میں۔ مگر واقدی کا قول ہے کہ یہ بیان ہمارے اصحاب کے نزدیک غلط ہے۔

ایک اور سلسلے سے ابو اسحاق الہمدانی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تم نے کتنے غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی؟ انھوں نے کہا سترہ میں۔ میں نے پوچھا اور خود رسول اللہ ﷺ کے غزوات کتنے ہوئے؟ انھوں نے کہا انیس۔

واقدی سے مروی ہے کہ میں نے اس حدیث کو عبداللہ بن جعفر سے بیان کیا انھوں نے کہا یہ سند بھی عراقی ہے اور یہ بھی کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے غزوۂ المریسیع میں جب وہ بالکل کمسن بچے تھے زید بن ارقم نے شرکت کی ہے۔ اس کے بعد موتہ میں عبداللہ بن رواحہ کے ردیف کی حیثیت سے شریک ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف تین یا چار غزوات میں شرکت کی ہے۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات کل اٹھارہ ہیں ان میں سے صرف آٹھ غزوات میں آپ کو لڑنا پڑا ہے۔ ان میں اول بدر پھر احد پھر احزاب اور قریظہ واقدی کہتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں زید بن ارقم اور مکحول کی بالکل غلط ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے حج

زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کیے دو ہجرت سے قبل اور ایک ہجرت کے بعد جس کے ساتھ آپ نے عمرہ بھی کیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر نے یہ بات بیان کی کہ حج سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کیے۔ یہ بات عائشہ کو بھی معلوم ہوئی انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں ان میں ایک عمرہ حج کے ساتھ کیا۔ عبداللہ بن عمر ان سے بخوبی واقف تھے۔

دوسرے طریقے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے یہ بات عائشہؓ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا ابن عمر جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے ان میں ایک وہ بھی ہے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا ہے۔

دوسرے طریقے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں اور عروہ بن الزبیر مسجد نبوی میں آئے۔ ابن عمرؓ عائشہؓ کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے ہم نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے تھے انہوں نے کہا چار عمرے، ان میں ایک عمرہ آپ نے رجب میں کیا تو ہم نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ ان کی تکذیب و تردید کریں۔ ہم نے حجرے سے مسواک کرنے کی آواز سنی عروہ بن الزبیر نے کہا اماں جان! ام المومنین! آپ نے ابو عبدالرحمن کا قول سنا؟ انہوں نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں؟ عروہ نے کہا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے ان میں ایک آپ نے رجب میں کیا تھا۔ عائشہؓ نے کہا اللہ ابو عبدالرحمن پر رحم کرے رسول اللہ ﷺ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ شریک نہ رہے ہوں اور آپ ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

ان میں سے بعض رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہیں بعض کو آپ نے طلاق دے دی اور باقی آپ سے علیحدگی کے وجوہ اور بعض آپ کی حیات میں انتقال کر گئیں۔

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد:

ہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چودہ عورتوں سے نکاح کیا تیرہ کے ساتھ تو آپ نے مباشرت کی ایک وقت میں آپ کے پاس نو جمع رہیں اور دو کو چھوڑ کر آپ کی وفات ہوئی۔ اسلام سے قبل آپ کی عمر بیس سال سے زائد تھی کہ آپ نے خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ سے نکاح کیا۔ سب سے پہلے آپ نے انہی سے نکاح کیا آپ سے قبل یہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیوی تھیں ان کی ماں فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن لوی تھیں۔ عتیق کے صلب سے خدیجہ بنت خویلد کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اس کے بعد عتیق کا انتقال ہو گیا اس کے بعد ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش بن زرارہ بن حبیب بن سلامہ بن غدی بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم نے جو بنو عبدالدار بن قصی کے حلیف تھے خدیجہؓ سے شادی کی۔ اس کے صلب سے خدیجہؓ کے بطن سے ہند بن ابی ہالہ پیدا ہوئے۔ ابو ہالہ مر گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خدیجہؓ سے نکاح کیا۔ اس وقت ہند بن ابی ہالہ خدیجہؓ کے آغوش تربیت میں تھے۔ خدیجہ کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کے آٹھ بچے قاسم، طیب، طاہر، عبداللہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

خدیجہؓ کی حیات میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی اور نکاح نہیں کیا ان کے مرنے کے بعد سب سے پہلے آپ نے کس بیوی سے نکاح کیا اس میں اختلاف ہے بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے آپ نے عائشہؓ بنت ابوبکر سے نکاح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ خدیجہؓ کے بعد آپ نے سب سے پہلے سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر سے نکاح کیا ہے۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے نکاح کیا وہ کمسن تھیں مباشرت کے قابل نہ تھیں البتہ سودہؓ بیوی تھیں رسول اللہ ﷺ سے قبل وہ سکران بن عمرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں وہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا وہاں عیسائی ہو گیا اور وہیں اس کا انتقال

پیام دوں۔ اس نے کہا یہ مناسب ہے۔ وہ شریف کفو ہیں مگر سودہ کیا کہتی ہے۔ میں نے کہا وہ اس نسبت کو پسند کرتی ہیں۔ اس نے کہا اچھا اسے بلاؤ۔ میں سودہ کو بلا لائی ان کے باپ نے ان سے کہا کہ یہ عورت تمہارے لیے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا پیام لائی ہے اور یہ شخص شریف کفو ہیں کیا تم ان سے نکاح پسند کرتی ہو۔ سودہ نے کہا ہاں۔ ان کے باپ نے مجھ سے کہا کہ تم ان کو بلا لاؤ۔ میں رسول اللہ ﷺ کو لے آئی۔ سودہ کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے سودہ کا نکاح کر دیا۔ جب سودہ کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے فارغ ہو کر گھر آیا اور اسے اس واقعہ کی خبر ہوئی اس نے اظہار افسوس میں اپنے سر پر خاک ڈالی۔

اسلام لانے کے بعد وہ ہمیشہ اپنی اس حرکت پر اظہار ندامت کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نکاح کے بعد جب ہم مدینہ آئے تو ہم سنح میں خزرج کے خاندان بنو حارث کے یہاں فروکش ہوئے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر آئے کچھ مرد اور کچھ عورتیں آپ کے پاس آ گئیں۔ میری ماں میرے پاس آئیں میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی۔ انہوں نے مجھے جھولے سے اتارا۔ بالوں میں کنگھی کی میرا منہ دھلایا اور پھر مجھے اپنے ساتھ لے چلیں اور گھر کے دروازے پر پہنچ کر وہ ٹھہر گئیں۔ میں ہانپ رہی تھی۔ میری ماں نے مجھے اندر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ گھر کے ایک پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ میری ماں نے مجھے آپ کی گود میں بٹھا دیا اور کہا یہ تمہارے گھر والے ہیں اللہ تم کو ان کے لیے اور ان کو تمہارے لیے موجب خیر و برکت کرے۔ اس کے بعد تمام لوگ گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں میرے ساتھ خلوت فرمائی۔ مگر اس خوشی میں نہ قربانیاں کی گئیں اور نہ بکری میرے لیے ذبح کی گئی اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔ پھر سعد بن عبادہ کے یہاں سے حسب معمول رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا آیا۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

عروہ نے خدیجہ بنت خویلد کی تاریخ وفات وغیرہ کے متعلق عبدالملک کو اس کے استفسار کے جواب میں لکھا تھا کہ ہجرت سے تقریباً تین سال قبل خدیجہ کا انتقال ہوا ان کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عائشہ سے نکاح کیا۔ آپ نے دو مرتبہ عائشہ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں نکاح کے وقت عائشہ کی عمر چھ سال کی تھی۔ مدینہ آ کر آپ نے ان سے مباشرت کی اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال کی۔

حضرت ہشام بن محمد کی روایت

ہشام بن محمد کے سلسلہ بیان کے مطابق خدیجہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عائشہ بنت ابوبکر سے نکاح کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن ابی قحافہ ہے اور ابو قحافہ کا نام عثمان ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو قحافہ کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے ہجرت سے تین سال پہلے رسول اللہ ﷺ نے عائشہ سے نکاح کیا اس وقت عائشہ کی عمر سات سال کی تھی۔ مدینہ آ کر آپ نے عائشہ سے مباشرت کی اس وقت ان کی عمر نو سال کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال تھی سوائے ان کے رسول اللہ ﷺ نے کسی اور کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

حضرت حفصہ بنت عمر:

اس کے بعد آپ نے حفصہ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن کعب سے نکاح کیا۔

[illegible]

حضرت [illegible]

[illegible]

حضرت جویریہ بنت الحارث

ان کے بعد آپ نے [illegible]

حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان

ان کے بعد آپ نے [illegible]

سنا بنت عمرو الظفاریہ:

اس کے بعد آپ نے سنا بنت عمرو الظفاریہ سے نکاح کیا۔ یہ قبیلہ بنی جو قریظہ کا حلیف تھا۔ بعض اہل سیر نے کہا ہے کہ یہ عورت خود قریظہ کی تھی جو قریظہ کی ہلاکت کی وجہ سے اس کا نسب معلوم نہ ہوسکا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ ناپاک تھی جب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے وہ حائضہ ہوگئی۔ انھیں ایام میں آپ کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہوگیا۔ اس نے کہا کہ اگر محمد نبی برحق ہوتے تو ان کا محبوب ترین فرزند نہ مرجاتا۔ یہ سن کر آپ نے اسے یہاں سے نکال دیا۔

غزیہؓ بنت جابر:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے غزیہ بنت جابر متعلق، جن کا آپ سے ذکر کیا گیا آپ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ خوبصورت اور وجیہ ہے تو آپ نے ابواسید الانصاری الساعدی کو پیام کے لیے بھیجا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اس کو پیام دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی چونکہ کفر سے اسلام لائے اسے بہت ہی تھوڑا زمانہ گزرا تھا اس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنے دل سے مشورہ نہیں کیا ہے اور میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی پناہ لی وہ محفوظ ہے۔ آپ نے اسے اس کے گھر واپس بھیج دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بنو کندہ سے تھی۔

اسماءؓ بنت النعمان:

اس کے بعد آپ نے اسماء بنت النعمان بن الاسود بن شراحیل بن الجون بن حجر بن معاویہ الکندی سے نکاح کیا۔ جب آپ اس کے پاس گئے آپ نے دیکھا کہ وہ مبروص ہے اس لیے آپ نے اس سے متاع بخشش کی اور مہر دے کر سامان سفر مہیا کردیا اور اسے اس کے گھر واپس بھیج دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود نعمان نے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا۔ جب وہ آپ کے پاس آئی اور آپ اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تو آپ نے اس کے باپ کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا وہ تمہاری بیٹی نہیں ہے اس نے کہا بے شک وہ میری بیٹی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تم نعمان کی بیٹی نہیں ہو اس نے کہا میں ہوں۔ نعمان نے اس کی طویل تعریف کے بعد کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اسے اپنے تصرف میں لائیں اس کو کبھی پیٹ درد کا تعب نہیں ہوا ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو آپ نے عامریہ کے ساتھ کیا تھا اب یہ معلوم نہیں آیا اس کے قول سے آپ نے اسے چھوڑ دیا یا اس کے باپ کے اس قول کی بنا پر کہ اس نے کبھی پیٹ درد کا شکوہ نہیں کیا ہے آپ نے اسے جدا کردیا۔

حضرت ریحانہؓ بنت زید اور حضرت ماریہؓ قبطیہ:

اس کے علاوہ بنو قریظہ کی ریحانہ بنت زید کو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ نے ماریہ قبطیہ کو ہدیۃً رسول اللہ ﷺ کو بھیجا جن کے بطن سے آپ کے صاحبزادے ابراہیم بن رسول اللہ پیدا ہوئے تھے۔ یہ مذکورۂ بالا رسول اللہ ﷺ کی ازواج ہیں ان میں چھ قریشی تھیں۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ:

مذکورۂ بالا بیان ہشام کا ہے ان کے علاوہ جو روایت منقول ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ازواج کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔ یہی ام المساکین تھیں جو بنو عامر بن صعصعہ سے تھیں ان کا پورا نام زینب بنت خزیمہ بن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جن عورتوں کو نکاح کا پیغام دیا

ام ہانی بنت ابی طالب

ان عورتوں میں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح نہیں کیا ام ہانی بنت ابی طالب ہیں ان کا نام ہند ہے جب آپ نے ان سے پھر اس وجہ سے نکاح نہیں کیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ وہ صاحب اولاد ہیں۔

ضباعہ بنت عامر:

ان کے علاوہ آپ نے ضباعہ بنت عامر بن قرط بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے جو ان کے بیٹے سلمہ بن ہشام بن المغیرہ کو پیام دیا انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماں سے پوچھ کر اس کا جواب دوں گا اور جا کر اپنی ماں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے پیام دیا ہے۔ انہوں نے پوچھا پھر تم نے اس کے جواب میں کیا کہا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیا ہے کہ میں اپنی ماں سے دریافت کر کے جواب دوں گا تو ماں نے کہا کیا نبی ﷺ کے متعلق بھی کسی مشورے کی ضرورت ہے جاؤ اور ان کے نکاح میں دے دو۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مگر آپ نے اس معاملے کے متعلق بالکل سکوت اختیار کیا کیونکہ آپ کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ ضباعہ بہت بوڑھی ہو چکی ہیں۔

صفیہ بنت بشامہ:

ان کے علاوہ آپ نے صفیہ بنت بشامہ بن نضلہ العنبری کو جو جنگ میں اسیر ہو کر آئی تھیں نکاح کا پیام دیا۔ مگر ان کو اختیار دے دیا کہ چاہے وہ آپ کو پسند کرے اور چاہے اپنے خاوند کو۔ انہوں نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہوں آپ نے ان کو ان کے شوہر کے پاس بھیج دیا۔

ام حبیبہ بنت العباس:

ان کے علاوہ آپ نے ام حبیبہ بنت العباس بن عبدالمطلب سے نکاح کا پیام دیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ آپ اور عباس دودھ شریک بھائی ہیں کیونکہ دونوں نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔

جمرہ بنت الحارث:

ان کے علاوہ آپ نے جمرہ بنت الحارث بن ابی حارثہ سے نکاح کا پیام دیا ان کے باپ نے بیٹی کے لیے کہا کہ اس میں خرابی ہے حالانکہ ایسا نہ تھا مگر جب وہ گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی لڑکی اس وقت برص میں مبتلا ہو گئی۔

لیلیٰ بنت الخطیم اور ام شریک غزیہ بنت جابر کے متعلق بھی بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] سے بھی ان دونوں کا تفصیلی ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے موالی:

[illegible]

حضرت ثوبانؓ

ثوبان رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے، آپ نے آزاد کر دیا تھا، آپ کی وفات تک آپ کے ساتھ رہے، پھر [illegible] سے شام [illegible] حمص میں [illegible] ان کا ایک مکان [illegible] امیر معاویہ کی خلافت میں ۵۴ھ میں [illegible] بھی [illegible] حضرت امیر معاویہ کی خلافت [illegible] انتقال ہوا۔

شقران

شقران حبشہ کے باشندے تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ان کا نام صالح [illegible] ہے [illegible] اتفاق ہے۔ [illegible] سے مذکور ہے کہ شقران رسول اللہ ﷺ کو اپنے باپ کے ورثے میں ملے تھے [illegible] آپ نے [illegible] آزاد کر دیا۔ [illegible] نسب [illegible] صالح [illegible] ان کا [illegible] بدر [illegible] [illegible] ان کے متعلق [illegible] کہا گیا ہے کہ [illegible] تھے۔

مصعب الزبیری نے کہا کہ شقران عبدالرحمن بن عوف کے غلام تھے جنھوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔ انھوں نے اولاد چھوڑی تھی ان میں کا آخری شخص [illegible] مدینے میں تھا [illegible] بصرے میں ان کی اولاد باقی تھی۔

حضرت ابو رافعؓ

رافع اور کہا گیا ہے ابو رافع رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کا نام اسلم تھا، بعض نے ابراہیم بیان کیا ہے۔ ان کے حالات میں اختلاف ہے۔ بعض صاحبوں کا بیان ہے کہ یہ عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا تھا۔ آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔ دوسرے صاحب [illegible] کا بیان ہے کہ یہ ابو احیحہ سعید بن العاص الاکبر کے غلام تھے جو ان کے بیٹوں کو ورثے میں ملے۔ ان میں سے تین نے اپنے حصے کے [illegible] آزاد کر دیے اور وہ سب کے سب جنگ بدر میں مارے گئے اور [illegible] ان کے [illegible] بدر میں شریک تھے۔ خالد بن سعید نے اپنا حصہ رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ آپ نے ان کو آزاد فرما دیا۔ [illegible] رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے [illegible] کا نام رافع [illegible] ان کے [illegible] آزاد کر دیا [illegible] جب عمرو بن سعید مدینے کے والی تھے تو انھوں نے [illegible] بلا کر پوچھا کہ تم کس کے آزاد کردہ غلام ہو؟ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کا۔ عمرو بن سعید نے اس کے سو کوڑے لگوائے اور پھر پوچھا تم کس کے آزاد کردہ غلام ہو؟ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کا۔ عمرو بن سعید نے پھر سو کوڑے اس کے لگوائے اور پھر [illegible] سوال کیا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا۔ اس طرح ایک وقت میں پانچ سو کوڑے لگے۔ پھر اس سے [illegible] سوال کیا تب اس نے کہا [illegible] کہ میں آپ کا [illegible] ہوں تو اس [illegible] عبدالملک نے جب [illegible] [illegible] بھی [illegible] نے [illegible] شعر کہے۔

حضرت سلمان الفارسیؓ

سلمان الفارسی۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ اصبہان کے ایک گاؤں کے باشندے تھے [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔ [illegible] بنی قریظہ کے [illegible] ہو گئے۔ [illegible] کی بیوی نے ان کو خرید لیا [illegible] [illegible] کے لئے [illegible] رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے [illegible] ادا کی [illegible] ان کی [illegible]

اور وہ اس طرح آزاد ہو گئے تھے۔ ابان بن ابی عیاش سے ایک صاحب نے ان کا نسب یہ بیان کیا ہے۔ سلمان ماہ بود کے پرگنے کے باشندے تھے ان کا نام ماہبہ بن بوذخشان بن بہوذیہ تھا۔

حضرت سفینہؓ:

سفینہ مولی رسول اللہ ﷺ ام سلمہؓ کے غلام تھے انہوں نے ان کو اس شرط پر آزاد کیا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مدت العمر خدمت کریں گے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ عجمی تھے ان کے اصل نام میں بھی اختلاف ہے بعضوں نے مہران بیان کیا ہے۔ دوسروں نے رباح بیان کیا ہے۔ بعض ارباب سیر نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی نسل تھے اور ان کا اصل نام سبنہ بن مارقبہ ہے۔

حضرت انجشہ ابو ماریہؓ:

انجشہ ان کی کنیت ابو ماریہ تھی۔ ابو ماریہ ان کی بیوی کی کنیت ہے یہ عراق کے مولدین میں سے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی مہم میں مشغول ہوتے تو یہ لوگوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ یہ بدر و احد و تمام ان غزوات میں جن میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی آپ کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی تھے ان کی ماں حبشی اور باپ پارسی تھے۔ جن کا فارسی میں نام گرد کیا ہوا ہے یہی ان کا اصل نام ہے جو مکہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت ابو کبشہؓ:

ابو کبشہ ان کا نام سلیم ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ مکہ کے مولدین میں تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ دوس کے علاقے کے مولد تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید لیا اور پھر آزاد کر دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے اور عمر بن الخطاب کی خلافت کے پہلے دن ۱۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت ابو مویہبہؓ:

ابو مویہبہؓ بیان کیا گیا ہے کہ یہ مزینہ کے مولدین میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید لیا تھا اور پھر آزاد کر دیا۔

حضرت رباح الاسودؓ:

رباح الاسودؓ یہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

حضرت فضالہؓ:

فضالہ مولی رسول اللہ ﷺ ہیں کہ بیان کیا گیا ہے انہوں نے بعد میں شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

حضرت مدعمؓ:

مدعم مولی رسول اللہ ﷺ یہ رفاعہ بن زید الجذامی کے غلام تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نذر دیا تھا۔ یہ وادی القریٰ میں ایک بے نشانہ تیر سے اسی روز جب کہ رسول اللہ ﷺ یہاں آ کر کفار کے مقابل فروکش ہونے تھے مارے گئے۔

حضرت ابو ضمیرہؓ:

ابو ضمیرہ بعض ایرانی نسابوں نے کہا ہے کہ یہ وشتاسپ کی اولاد میں سے تھے اور ان کا نام واح بن شیرزاد بن بیروفس بن بہراسب بن جاماس ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ یہ کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئے تھے۔

پھر آپ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان کے لیے ایک تحریر لکھ دی تھی۔ یہ ابوالحسین بن عبداللہ بن ضمیرہ بن ابی ضمیرہ کے دادا تھے۔ یہ تحریر ان کی اولاد اور خاندان والوں کے پاس تھی۔ یہ حسین بن عبداللہ مہدی کے پاس آئے، تحریر ان کو رسول اللہ ﷺ کی دکھائی تو مہدی نے اسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور ان کو تین سو دینار دیے۔

حضرت یسارؓ:

یسار نوبہ کے باشندے تھے جنگ میں گرفتار ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئے تھے آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔ یہ ان عرینیوں کے ہاتھ سے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر غارت گری کی تھی اسی سال شہید ہو گئے۔

حضرت مہرانؓ:

مہران نے بھی رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کی ہے۔

مابور:

ان کے علاوہ ایک خصی غلام بھی تھا جو آپ کے پاس مقوقس نے ان دو باندیوں کے ساتھ بھیجا تھا جن میں ایک کا نام ماریہ تھا جو آپ کی سریہ تھیں اور دوسری کا نام سیرین تھا جن کو آپ نے صفوان بن المعطل کی حرکت کی وجہ سے حسان بن ثابت کو دے دیا تھا اور جن کے بطن سے حسان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔ آپ کو جو تحفہ مقوقس نے بھیجا تھا اس میں یہ بھی تھے انہیں مقوقس نے ماریہ کو تحفتاً رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچانے کے لیے مصر سے بھیجا تھا۔ ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ ماریہ سے ان کا ناجائز تعلق ہے اور یہ بدنام کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کو بھیجا کہ وہ ان کو قتل کر دیں۔ جب انہوں نے علیؓ کو دیکھا اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ کس لیے آئے ہیں تو انہوں نے تہبند کھول دیا تو علیؓ نے دیکھا کہ وہ مجبوب ہیں ان کے آلہ تناسل نہیں ہے اس لیے علیؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔

حضرت ابوبکرہؓ

جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کر رکھا تھا ان کے چار غلام طائف سے اتر کر آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔ ان میں کے ایک ابوبکرہ ہیں۔

کاتبین رسول:

بیان کیا گیا ہے کہ کبھی عثمان بن عفان اور کبھی علی بن ابی طالب، خالد بن سعید اور ابان بن سعید اور علاء بن الحضرمی آپ کے لیے کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے۔ یہ بھی مذکور ہے کہ سب سے پہلے ابی بن کعب نے یہ خدمت انجام دی ہے۔ جب وہ نہ ہوتے تو زید بن ثابت یہ خدمت انجام دیتے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھی یہ خدمت انجام دی ہے۔ پھر یہ مرتد ہو گئے اور پھر دوبارہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ ان کے علاوہ معاویہ بن ابی سفیان اور حنظلہ الاسیدی نے بھی یہ خدمت انجام دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام:

سب سے پہلے آپ نے مدینہ میں بنی فزارہ کے ایک اعرابی سے گھوڑا دس اوقیہ چاندی میں خریدا۔ اس اعرابی نے اس کا نام ضرس رکھا تھا آپ نے اس کا نام سکب رکھا۔ سب سے پہلے آپ نے احد میں اسی پر سواری کی۔ اس روز سوائے اس گھوڑے اور ابوبردہ بن نیار کے گھوڑے ملاوح کے اور کوئی گھوڑا مسلمانوں کے پاس نہ تھا۔

مرتجز سے مروی ہے کہ یہ اسی اعرابی سے خریدا گیا تھا جس پر خزیمہ بن ثابت گواہ تھے اور جس اعرابی سے آپ نے یہ گھوڑا خریدا تھا وہ بنی مرہ سے تھا۔

ابی بن عباس بن سہل اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تین گھوڑے تھے لزاز ظرب اور لحیف۔ لزاز آپ کو مقوقس نے تحفتاً بھیجا تھا۔ لحیف ربیعہ بن ابی البراء نے آپ کو بطور ہدیہ دیا تھا اس کے عوض میں رسول اللہ ﷺ نے بنی کلاب کے اونٹوں میں سے چند دیئے تھے۔ ظرب آپ کو فروہ بن عمرو الجذامی نے بھیجا تھا۔ تمیم الداری نے آپ کو ایک گھوڑا ورد نامی بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ عمر کو دے دیا انہوں نے اسے جہاد کے لیے کسی کو دے دیا مگر بعد میں انہوں نے دیکھا کہ وہ بک رہا ہے۔ بلکہ ارباب سیر کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا گھوڑوں کے علاوہ ایک گھوڑا یعسوب نامی بھی آپ کے پاس تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے خچروں کے نام

رسول اللہ ﷺ کی مادہ خچر دلدل مقوقس نے ایک دراز گوش عفیر کے ساتھ آپ کو ہدیہ بھیجا تھا۔ اسلام میں سب سے پہلے خچر یہی تھی جو آپ کے بعد ایک عرصے تک زندہ رہی یہاں تک کہ معاویہ کے عہد حکومت تک زندہ رہی۔

اس کے متعلق زہری سے مروی ہے کہ دلدل خچر کو فروہ بن عمرو الجذامی نے آپ کے لیے بھیجا تھا۔ ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو نے فضہ نامی ایک سفید خچر رسول اللہ ﷺ کو بھیجی وہ آپ نے ابوبکر کو دے دی۔ اور ایک گدھا یعفور نامی بھیجا تھا آپ کی حجۃ الوداع سے واپسی میں اثنائے راہ میں مر گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کے نام:

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی قصواء بنو الحریش کے اونٹوں میں سے تھی۔ جس کو اس کے ساتھ ایک دوسری اونٹنی ابوبکر نے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے چار سو درہم میں قصواء کو ابوبکر سے خرید لیا پھر مرنے تک آپ ہی کے پاس رہی۔ اسی پر سوار ہو کر آپ نے ہجرت فرمائی۔ جب آپ مدینہ آئے یہ چار برس کی تھی۔ قصواء، جدعاء اور عضباء اس کے نام تھے۔ ابن المسیب سے مروی ہے کہ اس اونٹنی کا نام عضباء تھا اور اس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں:

آپ کے پاس بیس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں جن پر آپ کے گھر والے بسر اوقات کرتے تھے انہیں چرنے کے واسطے غابہ کے کنارے چراگاہ مقرر کی گئی تھی۔ ہر رات ان کا تمام دودھ جمع ہو کر آپ کے گھروں میں لایا جاتا تھا ان میں حناء، سمراء، عریس، سعدیہ، بغوم، یسیرہ اور ریا تھیں ان کے نام حناء، سمراء، عریس، سعدیہ، بغوم، یسیرہ اور ریا تھے۔ ام سلمہ کے مولیٰ نبہان سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں صرف دودھ پر ہماری بسر اوقات تھی۔ ام سلمہ نے بیان کیا کہ زیادہ تر دودھ ہی ہماری غذا ہوتی تھی۔ غابہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں اور وہ آپ نے اپنی بیویوں میں تقسیم کر دی تھیں۔ ان میں ایک اونٹنی کا نام عریس تھا ہم کو حسب ضرورت اس کا دودھ ملتا تھا۔ عائشہ کی اونٹنی کا نام سمراء تھا وہ بہت دودھ دیتی تھی۔ میری اونٹنی جیسی کوئی دوسری نہ تھی [illegible] کی سمت کی چراگاہ میں چرواہا ان کو چرانے لے جاتا تھا۔ یہ شام کو چر کر ہمارے گھر آتی تھیں اور ان کا دودھ دوہا جاتا تھا۔ خود رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ہم ان دونوں کی اونٹنیوں سے بہت زیادہ دودھ دیتی تھی کہ اس ایک کا دودھ دونوں اونٹنیوں کے دودھ کے برابر ہوتا تھا۔

بنا ہوا تھا۔

عبدالعزیز بن عمران اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زرہوں میں سے دو زرہیں ذات الفضول اور فضہ بھی تھیں جو [illegible] ملی تھیں ان کا [illegible] تھا۔ آپ کی ایک زرہ کا نام ذات الوشاح تھا جو [illegible] کے ہاتھوں میں سے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] ذات الحواشی [illegible] ذات الفضول وہی زرہ تھی جسے آپ نے [illegible] کے بعد [illegible] تھیں [illegible] جس کا نام [illegible] تھا جو آپ نے [illegible] ابوالشحم یہودی کے پاس جو کے بدلے رہن رکھ دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی بکریاں

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ مدینہ کے اطراف اور عوالی میں آپ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں جن کو ام ایمن چرایا کرتی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تلواریں

مروان بن ابی سعید بن معلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بنو قینقاع کے اسلحہ میں سے تین تلواریں ملی تھیں: قلعی، بتار اور حتف۔ اس کے بعد سے آپ کے پاس مخذم اور رسوب دو تلواریں اور تھیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو آپ کے پاس دو تلواریں تھیں ان میں ایک کا نام عضب تھا جس سے آپ بدر میں لڑے اور آپ کی تلوار ذوالفقار منبہ بن الحجاج کی تھی جو آپ کو بدر میں غنیمت میں ملی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی کمانیں اور ترکش

مروان بن ابی سعید بن معلیٰ سے مروی ہے کہ بنو قینقاع کے اسلحہ میں سے تین کمانیں اور ترکش ملا تھا، آپ کی کمانیں تھیں ایک روحاء تھی، ایک شوحط کی جس کا نام بیضاء تھا اور ایک نبع کی جس کا نام صفراء تھا اور یہ زرد رنگ کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی زرہیں

مروان بن ابی سعید بن معلیٰ سے مروی ہے کہ بنو قینقاع کے اسلحہ میں سے رسول اللہ ﷺ کو دو زرہیں سعدیہ اور فضہ ملی تھیں۔ محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ احد کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ پر دو زرہیں ذات الفضول اور فضہ دیکھیں اور حنین میں آپ ﷺ پر دو زرہیں ذات الفضول اور سعدیہ دیکھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ڈھالیں

بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کے سر کی تصویر تھی تو آپ کو یہ تصویر ناگوار ہوئی، صبح ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ اللہ نے اس کو مٹا دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے زرہ رہن رکھی

ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ ابوالشحم یہودی کے پاس جو بنی ظفر کا تھا [illegible] صاع جو کے بدلے رہن رکھی تھی۔

جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا۔ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں احمد ہوں عاقب اور ماحی ہوں۔ زہری کہتے ہیں کہ عاقب کے معنی یہ ہیں کہ جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو اور ماحی وہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے۔

جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں محمد، احمد، ماحی، عاقب اور حاشر ہوں۔ حاشر وہ ہے جس کے نشان قدم پر لوگ جمع ہوں گے اور عاقب کے معنی آخر الانبیاء کے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک:

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ دراز قامت تھے اور نہ پستہ قامت۔ سر اور چہرہ بڑا تھا ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں۔ ہڈیاں موٹی تھیں۔ سرخ رنگ تھا۔ دراز قدم تھے۔ آہستہ آہستہ چلتے تھے معلوم ہوتا کہ اوپر سے اتر رہے ہیں۔ آپ کے قبل یا بعد آپ جیسا کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

علی ؓ کوفہ کی مسجد میں اپنی تلوار کے پرتلے سے کمر باندھے بیٹھے تھے۔ انصاریوں میں سے ایک شخص نے علی سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مجھ سے بیان کیجیے۔ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کا رنگ گورا تھا جس میں سرخی نمایاں تھی۔ نہایت سیاہ آنکھیں تھیں بال نرم تھے قدم جوڑ کر چلتے تھے نرم رخسار رکھتے تھے داڑھی بہت ہی گھنی تھی۔ گردن چاندی کی صراحی معلوم ہوتی تھی ہنسلی سے لے کر ناف تک بال تھے جو اس قدر موزوں تھے جیسے بانس کا درخت ہوتا ہے۔ بغل یا سینے پر اور بال نہ تھے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں جب آپ چلتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اوپر سے اتر رہے ہیں اور چال میں ایسی استقامت تھی کہ گویا چٹان چل رہی ہے جب آپ مڑتے تھے تو سارے جسم سے مڑ جاتے تھے نہ آپ کوتاہ قامت تھے اور نہ دراز قامت نہ بخیل تھے اور نہ تنگ ظرف۔ آپ کے چہرے پر پسینے کے قطرات موتی معلوم ہوتے تھے اور آپ کے پسینے میں مشک سے بہتر خوشبو تھی۔ آپ سے پہلے یا بعد میں نے کسی کو آپ جیسا نہیں دیکھا۔

انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر ہونے پر آپ کی بعثت ہوئی۔ دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں آپ نے قیام فرمایا۔ ساٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ آپ نہ بہت دراز قامت تھے اور نہ بالکل کوتاہ قامت نہ بالکل گورے تھے نہ بہت سیاہ۔ نہ آپ کے بال بہت گھنگروالے تھے اور نہ سیدھے۔

جریری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ابوالطفیل کے ساتھ کعبے کا طواف کر رہا تھا۔ انھوں نے کہا اب میرے سوا اور کوئی شخص زندہ نہیں ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو۔ میں نے پوچھا کیا آپ نے ان کو خود دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا ہاں! میں نے کہا اچھا بتائیے آپ کا حلیہ کیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ آپ سپید فام ملاحت کے ساتھ گورے تھے۔

مہر نبوت:

ابو زید ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا ابو زید میرے قریب آؤ اور میری پیٹھ پر ہاتھ لگاؤ۔ اور پھر آپ نے اپنی پیٹھ کھول دی۔ میں نے اپنی انگلیوں سے مہر نبوت کو دبا کر دیکھا۔ ابو زید سے پوچھا گیا کہ مہر نبوت کیا تھی؟ انھوں نے کہا بالوں کا ایک گچھا جو آپ کے دونوں شانوں پر تھا۔

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کی شجاعت و قوت

[illegible]

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کے بال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عثمان بن عبد اللہ [illegible] سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ کے [illegible]

[illegible] کیے ہیں۔

[illegible] سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ [illegible] کے [illegible]

[illegible] آتے تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ [illegible] آپ کی [illegible] تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی علالت

اس علالت میں آپ کی رحلت ہوئی اور خود آپ نے اپنی وفات کی خبر سنا دی تھی۔ ابو جعفر کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا

”جب اللہ کی نصرت اور فتح آ چکی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تو اب تم اپنے رب کی حمد کرو اور اس سے طلب مغفرت کرو بے شک وہ سب سے بڑھ کر توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

ہم اس تعلیم کو پہلے بیان کر چکے ہیں جو حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دی۔ اس حج کو حجۃ الوداع، حجۃ الاسلام اور حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں۔ اس موقع پر آپ نے تمام [illegible] آپ نے اس موقع پر [illegible] اس میں وصیت کی۔ ابھی ذوالحجہ کا مہینہ باقی تھا کہ اس حج سے فارغ ہو کر آپ مدینے آ گئے اور بقیہ ذوالحجہ، محرم اور صفر آپ مدینے میں مقیم رہے۔

* * *

باب ۲۰

حضرت محمد ﷺ کی وفات ۱۱ھ

جیش اسامہ ۱۱ھ

[illegible]

[illegible] آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ کی امارت پر اعتراض

[illegible]

اسود اور مسیلمہ کی بغاوت

[illegible]

[illegible] آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

[illegible]

اسود کا خروج:

واقدی کا بیان ہے کہ صفر ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ قیس کہتے ہیں فیروز بن الدیلمی کے باپ سے روایت ہے کہ فتنۂ ارتداد سب سے پہلے یمن میں خود رسول اللہ ﷺ کے عہد میں شروع ہوا اس کا بانی ذوالخمار عبہلہ بن کعب تھا جو اسود مشہور ہے۔ حجۃ الوداع کے بعد اس نے خروج کیا تھا۔ مذحج نے آکر فوراً اس کے ہمراہ ہو گئے تھے۔

اسود کا نجران پر قبضہ:

یہ اسود ایک کاہن شعبدہ باز تھا جو عجیب و غریب شعبدے دکھاتا تھا اور اپنی شیریں بیانی سے دلوں کو مسخر کر لیتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے مرز بوم کہف خبان سے خروج کیا۔ قبیلہ مذحج نے اس سے معاہدہ کر کے نجران میں ملنے کا وعدہ کیا اور پھر نجران آکر اس پر اچانک حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن العاص کو نجران سے نکال باہر کیا اور اب ان کے مکان میں اسود کو اتارا۔ اسی طرح قیس بن عبد یغوث نے فروہ بن مسیک پر جو مراد کے عامل تھے اچانک حملہ کر کے ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا اور خود ان کے مکان میں اقامت پذیر ہو گیا۔ عبہلہ نے نجران میں زیادہ دیر تک توقف نہیں کیا اور بیس ہی روز میں وہ نجران سے صنعا چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس قسم کے واقعے کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجی گئی۔ واقعات کی سب سے پہلی اطلاع جو رسول اللہ ﷺ کو پہنچی وہ فروہ بن مسیک کی جانب سے تھی۔ مذحج کے جو لوگ اسلام پر قائم رہے وہ فروہ کے پاس احسیہ میں چلے آئے۔ چونکہ اب اسود بلا کسی مزاحمت کے پورے یمن کا مالک ہو گیا تھا۔ مرتدوں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی واسطہ نہیں رکھا۔

قبر کی پرستش کی ممانعت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہؓ کی مہم کی تیاری کا حکم دیا مگر چونکہ آپ ﷺ کی علالت اور اسود اور مسیلمہ نے ارتداد کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی۔ منافقین نے اسامہ بن زیدؓ کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی ان چہ میگوئیوں اور ایک خواب کی وجہ سے جو آپ ﷺ نے شدت مرض میں دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ پریشان ہو کر درد کی وجہ سے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر آمد ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے بازو پر سونے کے دو کنگن ہیں میں نے کراہت کی وجہ سے ان کو پھونک دیا اور وہ اڑ گئے۔ اس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ اس کا مطلب ان دونوں جھوٹے مدعیوں یمن اور یمامہ والوں کی طرف ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ اسامہ کی امارت سے ناراض ہیں۔ تو اگر آج اس کے متعلق ان کو اعتراض ہے تو کیا نئی بات ہے اس سے پہلے وہ اس کے باپ کی امارت کے بارے میں یہی کہہ چکے ہیں حالانکہ اس کا باپ اس امارت کا قطعی اہل تھا اور یہ بھی اس امارت کے لیے اسی طرح اہل ہے۔ تم جلد جیش تیار کرو۔ لوگ اسامہؓ کے لشکر میں جمع ہو گئے تھے لیکن یہ روانہ نہ ہو سکے تھے۔ اسی موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے اللہ نے لعنت کی ہے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ پہلے سے چل کر جرف آ گئے۔ یہاں بھی ان لوگوں نے باتیں بنائیں۔ ادھر طلیحہ نے بھی سر اٹھایا۔ اس کی وجہ سے یہ لوگ تردد میں پڑ گئے۔ خود رسول اللہ ﷺ پر مرض کی شدت ہو گئی جس کی وجہ سے یہ کام پورا نہ ہو سکا۔ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ اسی اثناء میں اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو دنیا سے اٹھا لیا۔

طلیحہ کا نبوت کا دعویٰ

حضرت ابن عمر الاسدی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی علالت کی اطلاع ہوئی اس کے بعد معلوم ہوا کہ مسیلمہ نے یمامہ پر اور اسود نے یمن پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی یہ خبر معلوم ہوئی کہ طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس نے سمیرا میں اپنا مستقر بنایا ہے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس کی بات بڑھ گئی ہے۔ اس نے اپنے بھتیجے حبال کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ وہ آپ ﷺ کو مصالحت کی دعوت دے اور اپنی قوت سے اطلاع دے۔ حبال نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ میں ذی النون ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو فرشتے کا نام ہے تب اس نے کہا میں حبال ابن خویلد ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تجھے ہلاک کرے اور شہادت سے محروم کرے۔

اسود عنسی کا قتل:

حریث بن المعلی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سنان بن ابی سنان بنو مالک کے عامل نے طلیحہ کے خروج کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو دی تھی اور اس وقت قضاعی بن عمرو بنو الحارث کے عامل تھے۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بجائے فوج بھیجنے کے ان فتنوں کے مقابلے کے لیے اپنے پیامبر مختلف اشخاص کے پاس بھیجے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ابناء کے بعض لوگوں کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور ان کو لکھا کہ وہ بنو تمیم اور قیس کے فلاں فلاں اشخاص کی اس فتنے کے مقابلے میں امداد کریں اور دوسری طرف آپ ﷺ نے بنو تمیم اور قیس کے سچے لوگوں کو لکھا کہ وہ اس معاملے میں ابناء کی مدد کریں۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی تحریر پر عمل کیا اس طرح مرتدین کے تمام راستے منقطع ہو گئے ان کو ہر طرح کا نقصان اٹھانا پڑا انہوں نے ان کو عاجز کر دیا اور سب خود اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اسود رسول اللہ ﷺ کی حیات ہی میں آپ ﷺ کی وفات سے ایک دن یا ایک شب قبل مارا گیا۔ طلیحہ، مسیلمہ اور ان جیسے دوسرے فتنہ پرداز رسول اللہ ﷺ کے قاصدوں کی کارروائیوں کی مدافعت میں الجھ گئے۔

مبلغین کی روانگی:

باوجود علالت کے رسول اللہ ﷺ اللہ کے کام اور اس کے دین کی مدافعت سے غافل نہیں رہے۔ آپ ﷺ نے وبر بن یحنس کو فیروز، جشیش الدیلمی اور داذویہ الاصطخری کے پاس بھیجا۔ جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع اور ذی ظلیم کے پاس بھیجا۔ اقرع بن عبداللہ الحمیری کو ذی زود اور ذی مران کے پاس بھیجا۔ فرات بن حیان العجلی کو ثمامہ بن اثال کے پاس بھیجا۔ زیاد بن حنظلہ التمیمی العمری کو قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر کے پاس بھیجا۔ صلصل بن شرحبیل کو سبرۃ العنبری، وکیع الدارمی، عمرو بن المحجوب العامری اور بنو عامر کے عمرو بن الخفاجی کے پاس بھیجا۔ ضرار بن الازور الاسدی کو بنو الصیداء کے عوف الزرقانی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کے سر پر [illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ ﷺ منبر پر بیٹھے اور پھر فرمایا کہ [illegible] میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی [illegible]
ہوں گے۔

اصحاب احد کے لیے دعائے مغفرت

ایوب بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گئے۔ سب سے پہلی بات جو آپ نے کی وہ یہ تھی کہ اصحاب احد کے لیے دعا کی۔ ان کے لیے مغفرت طلب کی اور بہت دیر تک ان کے لیے دعا کرتے رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے تاثرات:

پھر آپ نے فرمایا اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ دنیا اور اپنے پاس کی نعمتوں میں سے ایک کو اختیار کرے۔ اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتوں کو پسند کیا۔ ابوبکرؓ نے اس بات کو سمجھ لیا کہ اس سے مراد آپ کی ذات ہے وہ رو دیے اور عرض کیا کہ آپ کے بدلے میں ہم اپنی اور اپنی اولاد کی جانیں فدا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ ٹھہرو۔ مسجد کی طرف کھلنے والے ان دروازوں کو دیکھو سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے سب بند کر دو کیونکہ میں اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہیں جانتا جو احسانات میں مجھ پر ان سے بڑھ کر ہو۔

اسی سلسلہ کلام میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اللہ کے بندوں میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اب جب تک کہ اللہ ہم دونوں کو یکجا کرے اس وقت تک صحبت اور دینی بھائی چارہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمات:

ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا اس بندے کو اللہ نے اختیار دیا تھا کہ وہ دنیا کی رونق اور زیبائش اور اس کے پاس کی نعمتوں میں سے ایک کو اختیار کر لے۔ اس نے یہاں کی نعمتوں کو اختیار کیا۔ اس پر ابوبکرؓ رونے لگے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ ابوبکرؓ کی اس بات سے ہم سب کو تعجب ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ اس شخص کو دیکھو رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کا ذکر فرماتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں اپنی رفاقت اور مال کے خرچ کرنے میں سب سے زیادہ ابوبکرؓ مجھ پر محسن ہیں۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اب اخوت اسلام ہے۔ ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا مسجد کی طرف کھلنے والے سب دروازے بند کر دیے جائیں۔

حضرت محمد ﷺ کی صحابہؓ کے لیے دعا

عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہمارے نبی اور ہمارے حبیب نے مرنے سے ایک مہینہ پہلے اپنے وصال کی ہمیں اطلاع دے دی تھی۔ جب آپ کی مفارقت کا وقت قریب آیا ہم سب عائشہؓ کے گھر میں جمع ہوئے۔ آپ نے ہمیں دیکھا اور پھر غور سے دیکھا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا آؤ مرحبا اللہ تمہیں زندہ رکھے [illegible] اللہ تمہاری حفاظت کرے

تمہارا مددگار ہے جس سے تم کو ڈراتا ہوں۔ تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ سے تمہارے لیے وصیت کرتا ہوں اور تم کو اس کے حوالے کرتا ہوں۔ میں تم کو اس سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ میری وصیت یہ ہے کہ تم اللہ کے مقابلے میں اس کے بندوں اور اس کے ملک میں تکبر نہ کرنا کیونکہ اللہ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے: تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین (یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے بنائیں گے جو زمین میں بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد اور انجام متقیوں کے لیے ہے) اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: الیس فی جهنم مثوی للمتکبرین (کیا متکبروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟) ہم نے پوچھا آپ کا وقت کب ہے؟ تو آپ نے فرمایا فراق قریب ہے اور میں اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جانے والا ہوں۔

تجہیز و تکفین کے لیے ہدایت

ہم نے پوچھا یا نبی اللہ! آپ کو غسل کون دے؟ آپ نے فرمایا میرے اہل بیت میں سے سب سے زیادہ قریب کے عزیز۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کو کفن کس چیز کا دیا جائے؟ آپ نے فرمایا اگر چاہو تو میرے انہی کپڑوں میں اور چاہو تو مصر کا سفید جوڑا یا حلہ یمنی کا کفن دینا۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کی نماز جنازہ کون پڑھے؟ آپ نے فرمایا ٹھہرو، اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے اور تم کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے۔ ہم سب رو پڑے اور خود حضور ﷺ بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ جب تم مجھے غسل دے دو اور کفن پہنا دو تو مجھے میری قبر کے کنارے اس چارپائی پر میرے اس گھر میں رکھ دینا اور تھوڑی دیر کے لیے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرے جلیس اور دوست جبرئیل میری نماز جنازہ پڑھیں گے اس کے بعد میکائیل، پھر اسرافیل اور پھر ملک الموت تمام ملائکہ کے لشکر کے ساتھ میری نماز جنازہ پڑھیں گے اس کے بعد تم سب ٹکڑیوں میں جماعت کر کے میری نماز جنازہ پڑھنا اور درود اور سلام پڑھنا اور آہ و بکا اور نوحہ و زاری کر کے مجھے ایذا نہ دینا۔ سب سے پہلے میرے خاندان والے میری نماز پڑھیں پھر ان کی عورتیں اس کے بعد تم سب۔ میں تم سب پر سلامتی بھیجتا ہوں اور تم اس بات پر شاہد رہنا کہ میں ان تمام لوگوں پر جو غائب ہیں میرے سلام پہنچا دینا جو آج سے لے کر قیامت تک میرے دین میں میرے ساتھی بنیں گے۔ ہم نے پوچھا آپ کو قبر میں کون اتارے؟ آپ نے فرمایا میرے گھر والے اور ان کے ساتھ بہت سے فرشتے ہوں گے جو تم کو دیکھیں گے مگر تم ان کو نہ دیکھ پاؤ گے۔

رسول اللہ ﷺ کا تحریر لکھنے کا ارادہ:

ابن عباس نے کہا ایک دن جمعرات کو رسول اللہ ﷺ پر مرض کی شدت ہوئی آپ نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ بعد میں تم گمراہ نہ ہو۔ اس پر کچھ بحث و تکرار ہوئی حالانکہ اللہ کے نبی کے پاس کسی کا جھگڑنا مناسب نہیں ہے۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے اور آپ بے ہوشی کی حالت میں ہیں۔ دریافت کرو کہ اس سے آپ کا کیا منشا ہے۔ صحابہ نے دوبارہ یہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو، میں جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو۔ پھر آپ نے تین باتوں کی وصیت کی۔ ایک یہ کہ مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے

کہ پیدا ہوا ہے وہ مرض جو ... آپ ﷺ ... دوا ... ذات الجنب ... سب نے ... ملا ...
پر عمل شروع کر دیا گیا۔

عورتوں کی تجویز الفاظ ... ابن عباسؓ ... ایک دوسرے طریقے سے یہی
حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جمعرات کے دن کے واقعہ کو یاد کر کے وہ روتے تھے کہ اسی دن آپ کی طبیعت زیادہ
ناساز ہوئی پھر وہ روئے اس قدر کہ ان کے آنسوؤں کی لڑی ... جس طرح ... ہوتی ہے ... رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا میرے پاس کاغذ اور دوات لے آؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کہ جس کے بعد تم کبھی گمراہ
نہ بھٹکو گے اس پر لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہذیان ہو گیا۔

حضرت عباسؓ کی حضرت علیؓ سے جانشینی کے متعلق گفتگو

ابن عباسؓ نے یہ بات بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اسی علالت کے اثناء میں ایک دن علیؓ بن ابی طالب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر گئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ ابوالحسن! رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں۔ انہوں نے کہا آج آپ کی طبیعت ماشاء اللہ اچھی ہے۔ عباسؓ بن عبدالمطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا بخدا یاد رکھو کہ تم تین دن کے بعد دوسرے کے محکوم ہو جاؤ گے میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اسی مرض سے وفات پا جائیں گے کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ عبدالمطلب کی اولاد کے چہرے مرتے وقت کیسے ہو جاتے ہیں یہی کیفیت اب رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی ہے۔ لہذا تم ان کے پاس چلو اور پوچھو کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا کہ اگر امارت ہم کو ملتی ہے تو ہم کو بھی معلوم ہو جائے اور اگر دوسروں کو ملنا ہے تو آپ ان سے کہہ دیں کہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ علیؓ نے کہا بخدا میں ہرگز یہ بات رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے ہم کو اس سے محروم کر دیا تو پھر کبھی لوگ ہم کو امارت نہ دیں گے۔

دوسرے طریقے سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے اس کے بعد تمام ماسبق بیان نقل ہے۔ اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ عباسؓ نے کہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ موت رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر نمایاں ہے کیونکہ تمام بنو عبدالمطلب کے آخری وقت کے چہروں سے میں بخوبی واقف ہوں لہذا اب تم بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور پوچھو اگر یہ حکومت ہم کو ملنے والی ہے تو معلوم ہو جائے اور اگر کسی اور کو دینا چاہتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے اور ہمارے متعلق لوگوں کو حسن سلوک کی وصیت کر دیں۔ مگر اسی دن جب دوپہر ہو گئی آپ نے وفات پائی۔

انصار کے بارے میں وصیت:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسی علالت کے اثناء میں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مختلف کنوؤں سے سات مشکیں میرے سر پر ڈالو کہ مجھے کچھ افاقہ ہو اور میں باہر جا کر کچھ بیان کروں۔ ہم نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اور اس سے آپ کو افاقہ ہوا۔ آپ باہر تشریف لائے۔ سب سے پہلے آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حمد و ثنا کے بعد سب سے پہلے اصحاب احد کے لیے دعائے مغفرت کی پھر انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی اور فرمایا اے گروہ مہاجرین تم تو روز بروز بڑھتے جاتے ہو اور انصار اپنی اسی حالت پر ہیں

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنا کرتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے بغیر اختیار دیے کسی نبی کی روح قبض نہیں فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم

ارقم بن شرحبیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آیا کسی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی۔ انھوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر یہ کیونکر۔ بات مشہور ہے۔ انھوں نے کہا واقعہ یہ ہوا کہ آپ نے فرمایا علیؓ کو میرے پاس بلا دو۔ اس پر عائشہؓ نے کہا آپ ابوبکرؓ کو بلوا لیجیے۔ حفصہؓ نے کہا آپ عمرؓ کو بلوا لیجیے۔ اسی طرح سب آ گئے۔ تو آپ نے فرمایا اب جاؤ اگر آئندہ ضرورت ہوئی تو تم کو بلاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا نماز کا وقت آ گیا ہے۔ کہا گیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا اچھا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز میں امامت کریں۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں آپ اس کے لیے عمرؓ کو حکم دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا عمرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ مگر خود عمرؓ نے کہا کہ میں ابوبکرؓ کی موجودگی میں تقدیم نہیں کرتا۔ اب ابوبکرؓ ہی امامت کے لیے آگے بڑھے اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کی تکلیف ذرا کم ہوئی آپ خود نماز کے لیے برآمد ہوئے۔ ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ سن لی وہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ آئے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کا دامن کھینچ کر ان کو پھر امام کی جگہ کھڑا کر دیا اور آپ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جہاں سے کلام اللہ کی قرأت ابوبکرؓ نے چھوڑی تھی اسی مقام سے آپ نے آگے قرأت کی۔

حضرت ابوبکرؓ کی امامت پر رسول اللہ ﷺ کا اصرار:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مرض الموت میں بیمار پڑے آپ سے نماز کے لیے اجازت مانگی گئی۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا وہ بہت رقیق القلب ہیں جب آپ کی جگہ امامت کے لیے کھڑے ہوں گے تو ان سے قرأت ادا ہونے کا کم یارا ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے پھر ان کے متعلق یہی کہا۔ آپ برہم ہو گئے اور فرمایا تم تو یوسف والیاں ہو اور پھر یہی حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔ اس کے بعد خود آپ بھی نماز کے لیے آہستہ آہستہ اور لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آ گئے۔ ابوبکرؓ کے قریب پہنچے۔ ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ نے اشارے سے ان کو اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اور خود آپ نے ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اس طرح ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کی اور لوگوں نے نماز میں ابوبکرؓ کی اقتدا کی۔

سترہ نمازوں کی امامت

واقدی کہتے ہیں کہ میں نے ابی سبرہ سے پوچھا کہ ابوبکرؓ نے کتنی نمازیں پڑھائیں۔ انھوں نے ایک صحابی کے حوالے سے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے سترہ نمازیں پڑھائی تھیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے تین ہی نمازیں پڑھائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موت کا وقت جب قریب آیا میں نے دیکھا کہ آپ کے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا ہے۔ آپ اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتے ہیں اور پھر چہرے پر مسح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے بارالٰہ موت کی تکلیف میں

تو بہتر یہی ہو گا کہ ایک دوسرے سے ملتے رہیں یہ بات عکرمہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں تشریف آوری

انس بن مالک سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن جس روز رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ صبح کے وقت مسجد میں تشریف لائے لوگ نماز پڑھ رہے تھے آپ نے چہرے سے پردہ اٹھایا اور دیکھا اور عائشہ کے گھر کے دروازے سے باہر آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اس طرح نشست دیکھی تو آپ کے برآمد ہونے سے مسلمانوں کا خوشی کی وجہ سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ وہ نماز چھوڑ دیں مگر آپ نے اشارے سے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں اور مسلمانوں کو نماز میں اس قدر مشغول اور خوش دیکھ کر آپ فرحت سے مسکرانے لگے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر آپ اندر چلے گئے اور تمام لوگ اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور چونکہ اب سب کو یقین تھا کہ آپ بالکل اچھے ہیں ابوبکر بھی اپنے اہل و عیال کے پاس سنح چلے گئے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن صبح کو رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے مسجد میں تشریف لائے ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ کے برآمد ہونے سے سب لوگ بہت خوش ہوئے ابوبکر سمجھ گئے کہ یہ صورت رسول اللہ ﷺ کے قدوم کی وجہ سے ہے وہ اپنی جگہ سے ہٹنے لگے مگر آپ نے ان کی پشت پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم ہی نماز پڑھاؤ اور خود آپ ابوبکر کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اس قدر بلند آواز سے کہ وہ بیرون مسجد تک سنائی دی تھی۔ مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا اے لوگو! دوزخ کی آگ روشن کر دی گئی ہے اور رات کی تاریکی کی طرح فتنے چلے آ رہے ہیں۔ بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کسی بات کی ذمہ داری مجھ پر عائد کرو۔ کیونکہ میں نے تمہارے لیے وہی حلال کیا ہے جو قرآن نے حلال کیا ہے اور وہی حرام کیا ہے جو قرآن نے حرام کیا ہے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے آپ سے کہا یا نبی اللہ! آپ کی حیثیت اللہ کے فضل و کرم سے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے دل کی تمنا ہے۔ آج میرا خارجہ کی بیٹی کے یہاں جانے کا دن ہے میں اس کے پاس جاتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اندر چلے گئے اور ابوبکرؓ اپنی بیوی کے پاس سنح چلے گئے۔

وفات

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مسجد سے آپ گھر میں آئے اور میری گود میں لیٹ گئے اس وقت ابوبکرؓ کے ایک عزیز میرے پاس آئے ان کے ہاتھ میں ایک سبز مسواک تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ کی طرف غور سے دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک لینا چاہتے ہیں۔ میں نے اسے ان کے ہاتھ سے لے کر پہلے چبا کر نرم کیا اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو دیا۔ آپ نے اس سے بہت دیر تک خوب اپنے منہ کو صاف کیا اور پھر رکھ دیا۔ اب میں نے دیکھا کہ میری گود میں آپ بوجھل ہو رہے ہیں۔ میں نے آپ کے چہرے کو غور سے دیکھا تو رنگ متغیر ہو چکا تھا اور آپ فرما رہے تھے بل الرفیق الاعلیٰ من الجنۃ "اب میں اپنے اعلیٰ رفیق کے پاس جنت میں جاتا ہوں" میں نے کہا آپ کو اللہ نے اختیار دیا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ نے اللہ کو اختیار کیا۔ اب آپ کی روح قبض کر لی گئی۔ آپ نے میری گود میں اور میرے گھر میں وفات پائی۔ اس معاملے میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا تھا۔ مگر میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپ نے میرے حجرے کو پسند کیا اور میرے حجرے —

[illegible]

موجود تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چل کر بیعت کرو ورنہ میں اس گھر میں آگ لگا دوں گا اور تم سب کو جلا دوں گا۔ زبیرؓ تلوار نکال کر بڑھے تو فرش میں پاؤں الجھ جانے کی وجہ سے گر گئے اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی تب دوسرے لوگوں نے فوراً ان پر ٹوٹ پڑ کر ان کو قابو میں کر لیا۔

حمید بن عبدالرحمن الحمیری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ مدینہ کی کسی بستی میں تھے۔ وہ مدینہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا منہ کھولا اور بوسہ دیا اور کہا میرے والدین آپ پر نثار ہوں آپ کی زندگی اور موت دونوں کس قدر پاک ہیں۔ رب کعبہ کی قسم حضور مر گئے۔ پھر وہ مسجد میں منبر پر آئے انہوں نے دیکھا کہ عمرؓ کھڑے لوگوں کو دھمکا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں ہرگز نہیں مرے اور وہ بہت جلد واپس آئیں گے اور آپ کی موت کی خبر بیان کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے۔ ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی تو عمرؓ سے کہا چپ رہو مگر انہوں نے نہ مانا۔ ابوبکرؓ نے اپنی تقریر میں لوگوں سے کہا کہ اللہ نے خود اپنے نبی سے کہا ہے کہ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ "بے شک تم مرو گے اور سب مر جائیں گے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے" اور اس کے بعد ابوبکرؓ نے یہ پوری آیت وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ پڑھی اور کہا جو محمدؐ کے پرستار تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا معبود مر گیا اور جو اللہ وحدہ لاشریک کے پرستار ہیں ان کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں"۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انصار کو خطاب:

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب تک ابوبکرؓ نے ان دونوں آیتوں کو اس موقع پر تلاوت نہیں کیا تھا ہمیں ان کے نازل ہونے کا علم ہی نہ تھا۔ اسی تقریر کے اثناء میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ دیکھو انصار بنو ساعدہ کی چوپال میں جمع ہو کر سب ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ایک امیر ہو اور قریش میں سے ایک امیر ہو۔ اس اطلاع پر ابوبکرؓ اور عمرؓ سب سے پہلے وہاں پہنچے۔ عمرؓ نے چاہا کہ وہ تقریر کریں مگر ابوبکرؓ نے انہیں روک دیا۔ عمرؓ نے کہا مجھے یہ نہیں چاہتا کہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کی دن میں دو مرتبہ نافرمانی کروں۔ ابوبکرؓ نے انصار کو خطاب کیا اور جو ان کے فضائل قرآن سے اور رسول اللہ ﷺ کی زبانی معلوم تھے سب بیان کیے اور کہا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک تمہارے متعلق کہا ہے کہ اگر تمام دوسرے لوگ ایک راہ اختیار کریں اور انصار دوسری تو میں انصار کی راہ اختیار کروں گا۔ اے سعدؓ! تم خود جانتے ہو کہ تم موجود تھے اور تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ خلافت کے وارث قریش ہیں نیک بختوں کی اقتدا کریں گے اور بدکار بدوں کی اقتدا کریں گے۔ سعدؓ نے کہا بے شک آپ سچ کہتے ہیں لہٰذا اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امیر ہوں۔ عمرؓ نے کہا ابوبکرؓ ہاتھ لاؤ میں تمہاری بیعت کروں۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ نہیں بلکہ تم ہاتھ لاؤ کیونکہ تم میں اس منصب کے اٹھانے کی مجھ سے زیادہ قوت ہے کیونکہ ان دونوں میں عمرؓ بہت قوی تھے مگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے دونوں ہی ایک دوسرے کا ہاتھ کھول رہے تھے۔ آخر کار عمرؓ نے

ابو بکرؓ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ قبول کرو میری قوت بھی تمہاری قوت کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد سب لوگوں نے بیعت کی اور ان سب کو بیعت کے لیے گھیر لایا گیا۔ علیؓ اور زبیرؓ بیعت نہ کرتے تھے۔ زبیرؓ نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور کہا تاوقتیکہ علیؓ کی بیعت نہ کی جائے میں تلوار نیام میں نہیں رکھوں گا۔ اس کی اطلاع ابو بکرؓ اور عمرؓ کو ہوئی۔ عمرؓ نے کہا زبیرؓ سے تلوار چھین کر پتھر پر دے مارو اور پھر عمرؓ ان کے پاس گئے اور ان سے تلوار زبردستی لے کر آئے اور کہا کہ بیعت کرنا پڑے گی چاہے خوشی سے کرو چاہے بادل ناخواستہ۔ تب ان دونوں نے بیعت کی۔

بیعت کے متعلق ابن عباسؓ کی روایت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف کو قرآن سناتا تھا۔ عمرؓ نے حج کیا ہم نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ میں منیٰ میں تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف میرے پاس آئے اور کہا کہ آج میں امیر المومنین کے پاس تھا ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر یہ امیر المومنین مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ اس پر امیر المومنین نے فرمایا کہ آج شام کو میں لوگوں کے سامنے تقریر کروں گا اور ان میں اس جماعت سے جو خلافت مسلمانوں سے غصب کرنا چاہتی ہے سب کو خبردار کروں گا۔ مگر میں نے امیر المومنین سے کہا کہ حج میں تمام عوام اور غیر ذمہ دار اشخاص جمع ہوتے ہیں اور آپ کی مجلس میں زیادہ انہیں کی تعداد ہوتی ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ آج آپ جو تقریر کریں گے اسے وہ اچھی طرح ذہن نشین کر کے یاد نہ رکھیں گے اور اس کے اصلی مفہوم کو نقل نہ کریں گے اور اس سے طرح طرح کی باتیں پیدا کر کے ان کو شائع کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ مدینہ پہنچنے تک آپ اس ارادے کو ملتوی کر دیں البتہ مدینہ پہنچ کر جو دار الہجرت و دار السنت ہے اور جہاں صحابہ رسولؐ میں سے مہاجرین اور انصار موجود ہیں آپ وہاں سے اطمینان کے ساتھ جو کہنا چاہتے ہیں کہیں اور بے شک وہ لوگ آپ کی بات کو پوری طرح ذہن نشین کر کے اسے اصلی مفہوم میں بیان کریں گے۔ امیر المومنین نے کہا اچھا مدینہ پہنچ کر سب سے پہلی تقریر میں اسی موضوع پر کروں گا۔

جانشینی کے متعلق حضرت عمرؓ کی تقریر:

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مدینہ پہنچ کر جمعہ کا دن آیا۔ عبدالرحمٰن کے اس بیان کی وجہ سے میں امیر المومنین کی تقریر سننے کے لیے دوپہر ہوتے ہی مسجد پہنچا۔ سعید بن زید مجھ سے بھی پہلے آ چکے تھے۔ میں منبر کے قریب ہی ان کے پہلو میں زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ زوال آفتاب کے بعد عمرؓ نماز کے لیے آئے جب وہ سامنے آئے میں نے سعید سے کہا آج اس منبر پر امیر المومنین ایسی بات بیان کریں گے جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں بیان کی۔ سعید نے برہم ہو کر کہا وہ کون سی نئی بات ہے جو اب تک انہوں نے نہیں کہی۔ عمرؓ منبر پر بیٹھ گئے مؤذن نے اذان دی اذان کے بعد عمرؓ کھڑے ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے کہا کہ میں ایک بات بیان کرنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میرے لیے مقدر تھا جو اسے پوری طرح سمجھ کر یاد کر لے اسے چاہیے کہ جہاں جہاں وہ جائے اسے بیان کرے اور جو اسے پوری طرح ذہن نشین نہ کر سکے تو اس کے لیے میں ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ غلط بات میری طرف منسوب کر کے بیان کریں۔ بے شک اللہ عز و جل نے محمد ﷺ کو رسول برحق مبعوث فرمایا۔ اس نے ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔

اس کتاب میں اس نے سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے لیے آیت نازل کی۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو سنگسار کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ کہیں گے کہ ہم سنگسار کرنے کے حکم کی آیت نہیں قرآن میں نہیں پاتے۔ اس طرح وہ اللہ کے نازل کردہ فریضے کے ترک کی وجہ سے گمراہی میں پڑ جائیں گے۔ ہم کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! اپنے باپ دادا سے انحراف نہ کرو کیونکہ ایسا کرنا کفر ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ اگر امیر المومنین مر جائیں تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ کوئی شخص اس دھوکے میں نہ رہے کہ وہ کہے کہ ابوبکر ﷺ کی بیعت بے سوچے سمجھے فوری کارروائی تھی مگر اللہ نے اس کے نتائج بد سے مسلمانوں کو بچایا۔ ایسا نہیں ہے جو حضرت ابوبکرؓ کی طرح تم میں سے کسی ایک کو آ ملا سکیں ہو۔

سقیفہ بنو ساعدہ کا واقعہ:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ علیؓ اور زبیرؓ اور ان کے بعض اور ساتھی فاطمہؓ کے گھر میں جمع ہیں اور وہ بیعت کے وقت ہمارے پاس نہیں آئے تھے۔ اسی طرح تمام انصار نے ہم سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع تھے میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم ہم کو ہمارے ان انصار بھائیوں کے پاس لے چلو۔ ہم ان کے ارادے سے چلے راستے میں ہم کو دو اچھے آدمی جو بدر میں شریک ہو چکے تھے ملے اور انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا پلٹ جاؤ اور اپنے معاملہ کا اپنے درمیان فیصلہ کر لو۔ ہم نے کہا ہم تو ضرور وہاں جا کر رہیں گے۔ ہم چلے گئے یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنو ساعدہ میں آئے وہ سب جمع تھے اور ان کے بیچ میں ایک شخص چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ انصار نے کہا کہ یہ سعد بن عبادہ ہیں۔ میں نے پوچھا انہیں کیا ہوا۔ انہوں نے کہا یہ بیمار ہیں۔ اب ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثناء کے بعد کہا ہم انصار ہیں ہم اللہ کی فوج ہیں اور اے گروہ مہاجرین تم ہمارے نبی کی قوم والے ہو اور تمہاری فوج کی فوج ہم پر بڑھی چلی آ رہی ہے۔ میں سمجھا کہ یہ ہم سے علیحدہ ہو کر حکومت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں اس موقع کے لیے ایک تقریر سوچ رکھی تھی کہ ابوبکرؓ سے پہلے میں اسے کہہ دوں۔ چونکہ ایک حد تک میں ان کی عزت کرتا تھا۔ اور وہ مجھ سے زیادہ باوقار اور متین بھی تھے۔ میں نے چاہا کہ تقریر شروع کروں ابوبکرؓ نے مجھے روک دیا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی حکم عدولی کروں اس لیے خاموش رہا۔

قریش کی امارت:

اب ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی۔ حمد و ثناء کے بعد انہوں نے اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو کہ اس موقع کے لیے اپنے دل میں میں نے سوچی تھی بلکہ انہوں نے اس سے زیادہ خوبی کے ساتھ کہہ ڈالا جو میں کہتا۔ انہوں نے کہا اے گروہ انصار، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو فضیلت تم بیان کرو گے اس کے تم اہل ہو مگر حکومت کا معاملہ ایسا ہے کہ سوائے قریش کے اور کسی کی حکومت کو عرب ہرگز گوارا نہیں کریں گے کیونکہ قریش اپنے خاندان اور نسب کے اعتبار سے عرب میں شریف ترین ہیں۔ اس لیے میں ان دو شخصوں میں سے کسی ایک کو اس منصب کے لیے تم سب کے لیے پسند کرتا ہوں ان میں سے جس کے ہاتھ پر

تا بعد بیعت کر لو میں یہ نہیں مانتا۔ ابو بکرؓ نے یہ کہہ کر میرا اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ابو بکرؓ کی ساری تقریر میں صرف اس کا یہ آخری حصہ مجھے ناگوار گزرا کیونکہ خدا کی قسم مجھے یہ زیادہ پسند تھا کہ اس منصب کے لیے آگے لایا جاؤں اور پھر میری گردن مار دی جائے علاوہ اس کے کہ میں اس بات کو گناہ سمجھتا تھا کہ ایسی قوم کا جس میں ابو بکرؓ ہوں امیر بنوں۔

ایک انصاری کی تجویز

ابو بکرؓ کی تقریر کے بعد انصار میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں معتمد ہوں اور میں ان کا بہت اچھا تدبیر کرنے والا ہوں ہم میں سے ایک شخص امیر ہو اور ایک شخص تم میں سے امیر ہو۔ اس تجویز پر ایک شور و غوغا بلند ہوا جتنے منہ اتنی باتیں۔ مجھے تو ہم میں افتراق کا اندیشہ ہوا۔ میں نے ابو بکرؓ سے کہا ہاتھ لاؤ میں تمہاری بیعت کروں۔ ابو بکرؓ نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی اور پھر تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ اس کے بعد ہم سعد پر چڑھ بیٹھے۔ کسی نے کہا تم نے سعد کو مار ڈالا۔ میں نے کہا اللہ سعد کو ہلاک کرے۔ بخدا وہ وقت ایسا تھا کہ ابو بکرؓ کی بیعت کا معاملہ سب سے زیادہ اہم تھا۔ ہمیں خوف یہ تھا کہ اگر ہم ابو بکرؓ کی بیعت نہ کر لیتے اور انصار کو چھوڑ دیتے تو وہ ہماری عدم موجودگی میں کسی دوسرے کی بیعت کر لیتے اور پھر یا تو ہمیں اپنی مرضی کے خلاف ان کی بیعت کرنا پڑتی اور یا اختلاف کرنا پڑتا جس سے سخت فساد ہو جاتا۔

عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی کا بیان:

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جو دو انصاری مہاجرین کو سقیفہ جاتے ہوئے راستے میں ملے تھے ان میں سے ایک عویم بن ساعدہ اور دوسرے بنو عجلان کے حلیف معن بن عدی تھے۔ عویم وہی ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔ ”ان میں ایسے لوگ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ پاک ہوں اور اللہ پاک بننے والوں کو پسند کرتا ہے“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کیسے اچھے لوگ ہیں! ان کی یہ شان ہے اور ان ہی میں عویم بن ساعدہ ہیں۔ معن بن عدی کے متعلق ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات پر لوگوں نے گریہ و بکا کیا اور وہ کہنے لگے کہ کاش ہم آپ سے پہلے مر جاتے کیونکہ آپ کے بعد فتنوں میں مبتلا ہو گئے۔ معن بن عدی نے کہا مگر میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ آپ سے پہلے مر جاؤں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ کی حیات میں میں نے آپ کی تصدیق کی ہے اسی طرح آپ کے مرنے کے بعد آپ کی تصدیق کروں۔ یہ ابو بکرؓ کی خلافت میں مسیلمۂ کذاب کے مقابلے پر یمامہ کی لڑائی میں اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمرو بن حریث نے سعید بن زید سے پوچھا کیا تم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مدینہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا ابو بکرؓ کی بیعت کب ہوئی؟ سعیدؓ نے کہا اسی دن جس روز کہ آپ کا انتقال ہوا کیونکہ مسلمانوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ ایک دن کا کچھ حصہ بھی بغیر جماعت رہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس بیعت میں کسی نے ابو بکرؓ کی مخالفت کی؟ سعیدؓ نے کہا سوائے ان چند لوگوں کے جو مرتد ہو چکے تھے یا ہونے والے تھے کسی نے نہیں کی البتہ اللہ نے انصار کے فتنے سے مسلمانوں کو بچا لیا۔ اس نے پوچھا کیا مہاجرین میں سے کوئی ایسا تھا جس نے ابو بکرؓ کی بیعت فوراً نہ کی ہو۔ سعیدؓ نے کہا نہیں تمام مہاجرین نے اسی وقت بغیر اس بات کے کہ ان کو بلایا جائے خود آ کر ابو بکرؓ کی بیعت کر لی۔

حبیب بن ابی ثابت کی روایت:

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علی اپنے گھر میں تھے کسی نے آ کر کہا کہ ابوبکرؓ بیعت کے لیے مسجد میں بیٹھے ہیں وہ فوراً صرف قمیص پہنے بغیر چادر اور ازار کے اس خوف سے کہ ان کو بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے گھر سے نکل آئے بیعت کی اور پھر ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اور اب کسی کو بھیج کر انھوں نے اپنے گھر سے اور کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔

رسول اللہ کی میراث:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ فاطمہؓ اور عباسؓ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی میراث کا مطالبہ کیا اور کہا کہ فدک اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کا جو حصہ ہے وہ ہمیں دے دیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہوتی کہ ہمارے املاک میں وراثت نہیں جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے تو ضرور یہ املاک آل محمد کو مل جاتیں ہاں ان کی آمدنی میں سے آپ کو بھی ملے گا۔ بخدا میں ہر بات پر عمل کروں گا جس پر رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا ہے۔

عروہ نے بیان کیا ہے کہ اس واقعے کی وجہ سے فاطمہؓ نے مرتے دم تک اس معاملے کے متعلق ابوبکرؓ سے ایک بات نہیں کی اور قطع تعلق کر لیا تو فاطمہ کا انتقال ہوا۔ علیؓ نے رات میں ان کو دفن کر دیا۔ ابوبکرؓ کو نہ ان کے مرنے کی اطلاع کی اور نہ تدفین میں شرکت کی دعوت دی۔ فاطمہ کی وفات کے بعد اب لوگوں کا خیال علی کی طرف سے پلٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ ماہ فاطمہ زندہ رہیں اور پھر انھوں نے وفات پائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت:

معمر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے زہری سے پوچھا کہ کیا علیؓ نے چھ مہینے تک ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی۔ انھوں نے کہا نہیں کی اور جب تک انھوں نے نہیں کی کسی بنو ہاشم نے نہیں کی مگر فاطمہؓ کی وفات کے بعد جب علیؓ نے دیکھا کہ اب لوگوں میں ان کا وہ خیال باقی نہیں رہا جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں تھا وہ ابوبکرؓ سے مصالحت کے لیے جھکے اور انھوں نے ابوبکرؓ سے کہلا بھیجا کہ آپ مجھ سے تنہا آ کر ملیں کوئی اور ساتھ نہ ہو۔ چونکہ عمرؓ بہت سخت طبیعت کے آدمی تھے علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ وہ بھی ابوبکرؓ کے ساتھ آئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تنہا بنو ہاشم کے پاس نہ جائیں۔ ابوبکرؓ نے کہا نہیں میں تنہا جاؤں گا مجھے اس کی توقع نہیں کہ میرے ساتھ کوئی بدسلوکی کی جائے گی۔ ابوبکر علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تمام بنو ہاشم جمع تھے۔ علیؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آج تک ہم نے تمہارے ہاتھ پر جو بیعت نہیں کی اس کی وجہ تمہاری کسی فضیلت سے انکار یا اللہ نے جو بھلائی تم کو دی ہے اس پر رشک نہ تھا بلکہ ہم اس خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے مگر تم نے زبردستی اسے ہم سے لے لیا۔ اس کے بعد علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت اور اپنے حق کو بیان کیا۔ علیؓ نے ان باتوں کو تفصیل سے بیان کیا یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ علیؓ جب خاموش ہوئے ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی۔ کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ کے شایان شان حمد و ثنا کے بعد انھوں نے کہا بخدا رسول اللہ ﷺ کے اقربا مجھے اپنے رشتہ داروں کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہیں۔ میں نے ان املاک کے متعلق جو میرے اور تمہارے درمیان ما بہ النزاع تھے صرف وہی کی ہے۔ نیز میں نے رسول

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہمارے مال کی وراثت نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے ہاں اس کی آمدنی میں سے آل محمد ﷺ کو ملتا رہے گا اور میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ کسی بات کا ذکر کروں جو رسول اللہ ﷺ نے کی ہو اور خود اس پر عمل نہ کروں۔ علیؓ نے کہا: آج شام ہم تمہاری بیعت کریں گے۔ ظہر کی نماز کے بعد ابوبکرؓ نے سب کے سامنے منبر پر تقریر کی اور بعض باتوں کی علیؓ سے معذرت کی۔ پھر علیؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ابوبکرؓ کے حق کی عظمت اور ان کی فضیلت اور اسلام میں پہلے شرکت کا اعتراف کیا اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کی بیعت کی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بیعت کے بعد سب نے علیؓ سے کہا کہ تم نے بہت اچھا کیا اور اب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد تمام لوگوں کے دل میں علی رضی اللہ عنہ کی محبت ہو گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی اہمیت:

ابن ابجر سے مروی ہے کہ ابوسفیان نے علیؓ سے کہا کہ یہ کیا ہوا کہ حکومت قریش کے سب سے کم تعداد قبیلے میں چلی گئی؟ بخدا اگر تم چاہو تو میں ایک زبردست فوج سے اس حکومت کو ابوبکرؓ سے چھین لوں۔ علیؓ نے کہا اے ابوسفیان تم ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے مگر تمہاری دشمنی سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکومت کا اہل سمجھ کر ان کی بیعت کی ہے۔

ثابت سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے ابوسفیان نے کہا ہمیں ان سے کیا سروکار، یہ تو عبد مناف کا حق ہے۔ کسی نے جب ان سے کہا کہ ابوبکرؓ نے تمہارے بیٹے کو ولایت دی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں اس صورت میں قرابت کا لحاظ کیا۔

ابوسفیان کی کارروائی:

عوانہ سے مروی ہے کہ جب سب لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے تیار ہو گئے ابوسفیان سب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یقین ہے کہ اس کارروائی سے ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا جس میں خونریزی ہو کر رہے گی۔ اے آل عبد مناف ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تمہارے معاملات میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے۔ وہ دونوں کہاں ہیں جن کو کمزور اور حقیر سمجھا گیا ہے یعنی علیؓ اور عباسؓ۔ اے ابوالحسنؓ ہاتھ لاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ مگر علیؓ نے اس کی بات نہ مانی۔ ابوسفیان نے اس وقت کی مثال میں متلمس کے یہ شعر پڑھے:

ولن مقيم على خسف يراد به الا الاذلان عير الحي و الوتد
هذا على الخسف معكوس برمته و ذا يشج فلا يبكي له احد

ترجمہ: ''سوائے ان دو ذلیلوں قبیلے کے گدھے اور خیمے کی میخ کے اور کوئی ظلم کو برداشت نہیں کرتا۔ میخ پر جب ضرب لگائی جاتی ہے اس کا سر دبتا چلا جاتا ہے اور گدھا بے چارہ روتا ہے کراہتا ہے مگر کوئی اس پر رحم نہیں کرتا۔''

علیؓ نے ابوسفیان کو ڈانٹا اور کہا کہ اس تجویز سے تیرا مقصد صرف فتنہ و فساد برپا کرنے کا ہے تو نے ہمیشہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے ہمیں تیری اس نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔

ابو محمد القرشی نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد ابوسفیان نے علیؓ اور عباسؓ سے کہا کہ تم دونوں تو ذلیل ہو گئے

موقع پر پانی موجود ہو اور یہ شعر ان موقعوں کی مثال میں پڑھتے:

إن الهوان حمار الأهل يعرفه   والحر ينكره والرسلة الأجد

ترجمہ: ذلت کو صرف گھر کا گدھا برداشت کرتا ہے مگر شریف اور تیز رو اونٹ اسے برداشت نہیں کرتے۔

ولا يقيم على ضيم يراد به   إلا الأذلان عير الحي والوتد

ترجمہ: اور سوائے بستی کے گدھے اور میخ کے کوئی ظلم و ناانصافی سے برداشت نہیں کرتا۔

هذا على الخسف معكوس برمته   وذا يشج فلا يبكي له أحد

ترجمہ: میخ پر جب ضرب پڑتی ہے اس کا سر پھٹ جاتا ہے اور گدھا بھی رسی کی وجہ سے کسا جاتا ہے مگر کوئی اس پر رحم نہیں کرتا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عام:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو گئی۔ اس کے دوسرے دن ابو بکر مسجد میں منبر پر بیٹھے۔ ابو بکر سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے کہا: اے لوگو! کل میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا وہ محض میرا ذاتی خیال تھا، اس کے متعلق کتاب اللہ میں کوئی حکم ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کوئی ہدایت کی تھی۔ میرا اپنا خیال یہ تھا کہ ہمارے آخری وقت تک رسول اللہ ﷺ ہمارے معاملات کے سربراہ رہیں گے۔ مگر اب بھی اللہ نے اپنی اس کتاب کو جس کے ذریعے اس نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت فرمائی تم میں باقی رکھا ہے، اگر تم اس پر عمل کرو گے تو اللہ تم کو بھی اسی طرح ہدایت عطا فرمائے گا جس طرح اس نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت فرمائی۔ اب اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ تم میں جو سب سے بہتر شخص ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صاحب اور یار غار ہیں، ثانی اثنین ہیں، تم سب اب ان کی بیعت کرو۔ چنانچہ اب تمام لوگوں نے سقیفہ کی بیعت کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عام طور پر کی۔ اس کے بعد ابو بکر نے تقریر کی اور حمد و ثنا کے بعد کہا: اے لوگو! مجھے تمہارا حاکم بنایا گیا ہے۔ حالانکہ میں تمہارا بہترین فرد نہیں ہوں، اگر میں نیکی کروں تو تم میری اعانت کرنا اور اگر میں برائی کروں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔ صداقت امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے تا آنکہ میں اس کا حق اسے دلوا دوں ان شاء اللہ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے تا آنکہ میں اس سے حق وصول کر لوں ان شاء اللہ۔ تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک نہ کرے کیونکہ جو قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اللہ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کروں تو تم پر میری اطاعت ضروری نہیں۔ اچھا اب نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اپنے عہد خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ کسی اپنی ضرورت سے جا رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور اس وقت ان کے ساتھ میرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا، وہ اپنے جی میں کچھ باتیں کرتے جاتے تھے اور درے سے اپنے پاؤں کو مارتے جاتے تھے۔ دفعتہ وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا:

> '' سے ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ کعبؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کی یہ بات پوچھی کہ آپ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے [illegible] [illegible] ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ بات کہی تھی''۔

ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد لوگ رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے متعلق بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ وفات کے دوسرے دن منگل کو آپ کی تجہیز کی گئی اور بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات کے تین دن بعد تجہیز ہوئی۔ اس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا غسل:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، فضل بن العباس، قثم بن العباس، اسامہ بن زید اور شقران مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا۔ جب اوس بن خولی نے جو بنی عوف بن الخزرج میں سے تھے علی بن ابی طالب سے کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے غسل کا شرف حاصل ہو تو علیؓ نے ان سے کہا کہ چلے آؤ۔ وہ آئے اور غسل میں شریک ہوئے۔ غسل کے وقت علی بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔ عباسؓ، فضلؓ اور قثمؓ آپ کی کروٹ بدلتے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران دونوں آپ کے جسم پر پانی ڈالتے تھے اور علیؓ آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے۔ آپ کا قمیص رسول اللہ ﷺ کے جسم پر تھا۔ اسی طرح وہ قمیص کے اوپر ہی سے آپ کے جسم کو مل رہے تھے اور ان کا ہاتھ آپ کے جسم کو نہیں چھوتا تھا۔ غسل دیتے وقت علی بن ابی طالب کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کس قدر پاک و صاف ہیں۔ غسل کے وقت میت کے جسم سے عام طور پر جو بات نمایاں ہوتی ہے ان میں سے کوئی بات آپ کے جسم سے نمایاں نہیں ہوئی۔

لباس سمیت غسل:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا اس بات میں اختلاف رائے ہوا کہ آیا کپڑے اتار کر آپ کو غسل دیا جائے جیسا کہ ہم اپنے مردوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں یا ان سب کپڑوں سمیت آپ کو غسل دیا جائے۔ اس معاملے میں جب اختلاف ہوا تو سب پر اللہ نے نیند کی حالت طاری کر دی اور سب سو گئے۔ یہاں تک کہ ہر ایک کی ٹھوڑی اس کے سینے پر آ گئی۔ پھر ایک نامعلوم شخص نے گھر کے ایک کونے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو۔ سب ہوشیار ہو گئے اور سب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کپڑوں کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا۔ قمیص آپ کے جسم پر تھی۔ اس پر پانی ڈالا جاتا تھا اور اس کے اوپر ہی سے آپ کے جسم کو ملتے تھے۔

عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ اگر مجھے اس وقت یہ بات سوجھ جاتی جو بعد میں سوجھی تو رسول اللہ ﷺ کو صرف آپ کی

جو یہاں قریب رہتے ہیں۔

علی بن الحسین سے مروی ہے کہ غسل کے بعد رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں دو صحاری تھے اور ایک منقش چادر تھی جس میں آپ کو اچھی طرح لپیٹا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ:

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ قبر کے متعلق یہ ہوا کہ ابوعبیدہ بن الجراح مکہ والوں کے رواج کے مطابق قبر کھودا کرتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے رواج کے مطابق قبر کھودتے تھے اور اس میں لحد بناتے تھے۔ عباس نے دو شخصوں کو بلایا ایک سے کہا کہ ابوعبیدہ کے پاس جاؤ اور دوسرے سے کہا کہ ابوطلحہ کے پاس جاؤ اور پھر دعا کی کہ اے اللہ تو اپنے رسول کے لیے قبر کھودنے والے کو منتخب کر دے چنانچہ جو شخص ابوطلحہ کے پاس گیا تھا ان کو ابوطلحہ مل گئے اور ان کو وہ لے آئے۔ ابوطلحہ نے آپ کی قبر کھودی اور اس میں لحد بنائی۔ منگل کے دن جب آپ کا جنازہ تیار ہو گیا اس بارے میں اختلاف ہوا کہ کہاں آپ کو دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا ہم آپ کو مسجد میں دفن کریں گے کسی نے کہا مناسب ہے کہ آپ کے جہاں اور صحابہ دفن ہیں وہیں آپ کو دفن کیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ ہر نبی جہاں اس کی موت واقع ہوئی وہیں دفن کیا گیا ہے چنانچہ جب آپ کا وہ بستر جس پر آپ نے وفات پائی اٹھایا گیا اور وہیں آپ کے لیے قبر کھودی گئی۔ اب تمام لوگوں نے ترتیب وار رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھی۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی ان کے بعد بچوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھی ان نمازوں میں کسی نے امامت نہیں کی۔ اس کے بعد بدھ کی شب میں آدھی رات کو آپ ﷺ سپرد خاک کر دیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی تدفین:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بدھ کی شب میں آدھی رات کو ہمیں پھاوڑوں کی آواز سے معلوم ہوا کہ اب رسول اللہ ﷺ دفن کیے گئے

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب، فضل بن العباس، قثم بن العباس اور آپ کے مولیٰ شقران قبر میں اترے اوس بن خولی نے علی بن ابی طالب سے درخواست کی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری کا ہمیں بھی حق ملنا چاہیے۔ علی نے ان سے کہا اچھا تم بھی اترو اور وہ بھی قبر میں اترے۔ جب آپ کو قبر میں رکھ دیا گیا اور اسے پاٹ دیا شقران آپ کے غلام تھا اس نے جو مخمل کی چادر لی تھی جسے رسول اللہ ﷺ اوڑھا کرتے تھے اور بچھایا کرتے تھے۔ شقران نے یہ کہہ کر کہ اب آپ کے بعد کوئی اسے استعمال نہ کرے گا اسے بھی آپ کے ساتھ قبر میں رکھ دیا اور اس طرح وہ بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا۔

مغیرہ بن شعبہ کا دعویٰ:

مغیرہ بن شعبہ کہتے تھے کہ سب سے آخر میں وہ رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوئے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں ڈال دی اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے آخر میں ملنا چاہتا تھا میں نے اپنی انگوٹھی اس لیے قبر میں پھینک دی تھی تاکہ جب سب لوگ چلے جائیں تو میں کہوں کہ میری انگوٹھی قبر میں رہ گئی۔

بڑی بے جان و عالم میں قبر میں اتارا گیا۔ پھر نکال لایا۔ اس طرح سب کے آخر میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا۔

مغیرہ بن شعبہ کے دعوے کی تردید:

عبد اللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ عمر یا عثمان کے زمانۂ خلافت میں میں نے علی بن ابی طالب کے ساتھ عمرہ کیا۔ وہ اپنی بہن ام ہانی بنت ابی طالب کے پاس ٹھہرے۔ عمرے سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے ان کے غسل کے لیے پانی تیار کیا۔ جب وہ غسل کر چکے تو چند اعرابی ان کے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے ابو الحسن ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آپ ہمیں بتائیں۔ علی نے کہا شاید مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ وہ سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں یہی بات ہے جس کو ہم آپ سے دریافت کرنے آئے ہیں۔ علی نے کہا وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ قثم بن عباس سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ ہوئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ شدت مرض میں رسول اللہ ﷺ ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے کبھی اس سے اپنا چہرہ ڈھانک لیتے تھے اور کبھی اسے چہرے سے ہٹا دیتے تھے۔ اسی حالت میں آپ نے فرمایا اللہ اس قوم کو ہلاک کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ آپ کو اپنی امت سے اسی بات کا ڈر تھا۔

عرب میں دو دین نہ رہنے کا حکم:

دوسری روایت سے عائشہؓ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے جو بات کی وہ یہ تھی کہ آپ نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب میں دو دین نہ رہیں۔

۱۲ ربیع الاول دوشنبہ اسی روز جس روز آپ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تھے آپ نے وفات پائی۔ اس طرح آپ نے پورے دس سال ہجرت میں زندگی بسر کی۔

رسول اللہ ﷺ کی عمر:

بعض صحابیوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر تریسٹھ سال ہوئی۔ اس کے متعلق ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دس سال تک مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی رہی اور دس سال تک مدینے میں۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

ابی جعفر کے باپ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تریسٹھ سال زندہ رہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ تینتالیس سال کی عمر میں آپ پر قرآن نازل ہوا۔ دس سال آپ مکہ میں رہے اور دس سال آپ مدینہ میں رہے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت عطا ہوئی۔ تیرہ سال آپ نے مکہ میں بسر کیے اور دس سال مدینے میں اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

بعض صحابیوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال ہوئی۔ اس کے متعلق ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن حنظلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی

ہشام بن عروہ نے بھی یہی بات بیان کی ہے کہ آپ نے باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ عائشہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ تریسٹھ سال عمر تھی آپ پر مکہ میں دس برس وحی نازل ہوتی رہی اور دس سال مدینہ میں وحی آتی رہی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا مہینہ

ابن عمر سے مروی ہے کہ ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا ابوبکر نے تمام مسلمانوں کو مناسک حج بتائے۔ دوسرے سال ۱۰ ہجری میں خود رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا۔ مدینہ واپس آئے اور ربیع الاول میں آپ نے وفات پائی۔

دوشنبہ کی اہمیت

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے، دوشنبہ ہی کو آپ کو نبوت ملی، دوشنبہ کو آپ نے حجر اسود اٹھایا، دوشنبہ کو آپ نے ہجرت کی، دوشنبہ کو آپ مدینہ پہنچے اور دوشنبہ کے دن آپ نے وفات پائی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دن

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے باپ سے مروی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور بدھ کے دن آپ دفن کیے گئے۔ اس سلسلے میں عائشہ سے مروی ہے کہ بدھ کی شب میں آپ کو دفن کیا گیا اور ہمیں پھاوڑوں کی آواز سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اب آپ کو دفن کیا جا رہا ہے۔

* * *

تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

خلافت راشدہ حصہ دوم (۱۱ھ تا ۱۶ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی ● و سید رشید احمد ارشد ایم اے

جس میں عہد صدیقی کا مکمل دور خلافت اور عہد فاروقی کے ابتدائی دور ۱۶ھ کے مفصل حالات معہ تذکرہ فتنہ ارتداد کا قلع قمع، جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی، مرتدوں سے جنگ، فتوحات عراق و شام اور جنگ یرموک کے مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے عدل و انصاف اور نظام سلطنت کے حالات نہایت دلکش انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

حسب ذیل ترتیب سے ہم تاریخ طبری کو چھ حصوں میں پیش کر رہے ہیں

تاریخ طبری (حصہ اول) سیرت النبی ﷺ، ولادت رسول ﷺ سے وفات رسول ﷺ تک

ترجمہ: سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ دوم) خلافت راشدہ (حصہ اول ۱۱ھ تا ۲۳ ہجری)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ سوم) خلافت راشدہ (حصہ دوم ۲۴ھ تا ۳۵ ہجری)

ترجمہ: مولانا رشید احمد ارشد ایم اے۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ سوم کا دوم) خلافت علی ؓ (۳۵ھ تا ۴۰ ہجری)

ترجمہ: مولانا حبیب الرحمن صدیقی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ چہارم) امیر معاویہ ؓ سے شہادت حسین ؓ تک (۴۰ھ تا ۶۱ھ)

ترجمہ: سید [illegible] علی ملتانوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ پنجم) اموی دور حکومت (۶۱ ہجری تا ۹۹ ہجری)

ترجمہ: محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ششم) حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ سے مروان ثانی (۹۹ ہجری تا ۱۳۲ ہجری)

ترجمہ: محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ پنجم) اموی دور حکومت (۴۴ھ تا ۱۰۰ھ)

ترجمہ ☆ محمد ابراہیم ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ششم) ہارون رشید اور اس کے جانشین (۱۷۰ھ تا ۲۳۲ھ)

ترجمہ ☆ سید محمد ابراہیم ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ہفتم) خلافت بغداد کا دور انحطاط (حصہ اول)

ترجمہ ☆ علامہ عبداللہ العمادی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ہفتم) خلافت بغداد کا دور انحطاط (حصہ دوم)

ترجمہ ☆ علامہ عبداللہ العمادی۔

◆◆◆

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ طبری کا یہ حصہ دور خلافت راشدہ کے نام سے پیش خدمت ہے۔ زیر نظر حصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکمل دور خلافت اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عہد بڑا ہی ہنگامہ خیز دور تھا۔ آپ کی خلافت کے شروع ہی میں جب فتنۂ ارتداد نے سر اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس کے ساتھ ہی منکرین زکوٰۃ نے بھی ملک بھر میں انتشار پھیلا دیا۔ اسی زمانے میں جھوٹے مدعیان نبوت نے بھی اپنی اپنی نبوت بڑے کروفر سے پیش کی اور عجیب و غریب الہامات کی بھرمار کر دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف دو سال کی قلیل مدت میں سب فتنوں پر قابو پایا اور ملک میں امن و امان بحال کر کے فتوحات کا آغاز کیا۔ عہد صدیقی سے ہی اسلامی فتوحات کے سنہری دور کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق میں مشغول جہاد تھے کہ انہیں شام کے محاذ پر جانے کا حکم ملا۔ یہ شام کا سفر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زندگی کا غیر معمولی واقعہ ہے یہ ایک طویل صحرائی سفر ہے اور آپ کے قدموں نے اسے پار کر لیا۔ علامہ طبری نے کتاب میں تفصیل سے اس کا زریں انداز سے تحریر کیا ہے کہ پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم بھی شریک سفر تھے۔ علامہ طبری نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آغاز خلافت سے وفات تک کے تمام واقعات بڑی ترتیب سے خوب صورت انداز میں تحریر کئے ہیں جن کا مطالعہ تشنہ لوگوں کی پیاس بجھاتا ہے۔ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی تحریر کیا گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور بہت مختصر ہے مگر اس مختصر دور میں بہت سے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن میں سے سب سے بڑا کارنامہ منکرین زکوٰۃ کا قلع قمع کرنا اور قرآن حکیم کی تدوین ہے ان دونوں کارناموں نے اسلام کو ہمیشہ کے لیے مضبوط بنیادوں پر قائم کر دیا ہے۔

علامہ طبری بہت بڑے محدث اور مفسر ہیں۔ آپ نے تاریخ نگاری کے ساتھ ساتھ ان کا ذہن ایک غیر جانبدار مورخ کا آئینہ دار ہے جو ایک مورخ کے لیے ضروری ہے۔ علامہ نے روایات کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ان پر جرح اور تعدیل کا کام دوسرے اصحاب علم کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ یہ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ تاریخ طبری سے بڑا اسلامی تاریخ کا ماخذ کسی زبان میں بھی موجود نہیں۔ بعض لوگ علامہ طبری کو شیعہ کہتے ہیں۔ علامہ طبری ہرگز شیعہ نہیں تھے۔ پہلے وہ تقلید کے لحاظ سے شافعی تھے۔ بعد میں وہ خود اہل سنت والجماعت کے مجتہد عالم ہوئے اور فرقہ جریریہ کی بنیاد ڈالی۔ جو کچھ مدت تک فرقہ جریریہ کے نام سے رائج رہا اور اس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد کے عین مطابق تھے۔

تاریخ طبری اسلام کے ابتدائی دور کی نہایت مفصل اور مستند تاریخ ہے۔

اس عظیم کتاب کی طباعت و اشاعت کا کام کرنا وہ بھی اس زمانے میں جب کہ کاغذ نہ صرف گراں تر ہو رہا ہے بلکہ نایاب بھی ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ہمارے ادارے کے معاونین و دینی علم تاجران کتب کی حوصلہ افزائی کا مرہون منت ہے۔

مجھے یقین ہے کہ تاریخ کے قدردانوں کا تعاون مجھے ہمیشہ حاصل رہے گا۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ تاریخ کے قدیم نایاب ماخذ یکے بعد دیگرے اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہوں گا۔

وما توفیقی الا باللہ

* * *

فہرست مضامین

مضمون | صفحہ
باب ۱
حضرت ابوبکر صدیقؓ [illegible] ۳۱
[illegible] ۳۱
حضرت عمرؓ [illegible] کی تقریر ۳۱
[illegible] ۳۲
حضرت عمرؓ [illegible]
[illegible] ۳۳
حضرت ابوبکرؓ [illegible] کی تقریر ۳۴
انصار [illegible] ۳۳
حضرت [illegible] کی تقریر ۳۳
[illegible] ۳۴
حضرت [illegible] ۳۳
[illegible] ۳۵
حضرت [illegible]
[illegible] ۳۵
[illegible] روایت ۳۶
حضرت [illegible] ۳۶
[illegible] ۳۷
[illegible] ۳۸
حضرت ابوبکرؓ [illegible]
[illegible] ۳۸
حضرت ابوبکرؓ [illegible]
[illegible] ۳۸
حضرت [illegible] کی بیعت ۳۹
حضرت علیؓ [illegible] ۳۹
باب ۲
[illegible] ۴۰
[illegible] اسلام ۴۰
[illegible] ۴۰
[illegible] ۴۰
[illegible] کا خروج ۴۱
[illegible] ۴۱
قیس بن [illegible] ۴۱
[illegible] قیس بن عبد یغوث [illegible] ۴۲
قیس بن عبد یغوث [illegible] ۴۲
قیس بن [illegible]
[illegible] ۴۲
[illegible] ۴۳
قیس بن عبد یغوث [illegible]
[illegible] ۴۳
قیس بن عبد یغوث کی معافی ۴۴
[illegible] ۴۴
[illegible] ۴۵
[illegible] ۴۵
[illegible] کا اعلان ۴۶
[illegible] ۴۶
[illegible] ۴۷
[illegible] کے متعلق [illegible] کا بیان ۴۷
[illegible] ۴۸
[illegible] ۴۸
[illegible] ۴۸
[illegible] ۴۸
[illegible] ۴۹
[illegible] ۴۹
[illegible] ۵۰
[illegible] ۵۰
[illegible] ۵۰
[illegible] ۵۰
[illegible] ۵۰
حضرت [illegible] ۵۰
[illegible] ۵۱
حضرت [illegible]
[illegible] ۵۰
حضرت [illegible] ۵۱
باب ۳
[illegible] ۵۲
[illegible] ۵۲
[illegible] ۵۲
[illegible] ۵۲

قبیلہ کلب بنی جدیلہ	٥٣	حضرت خالد بن ولید کی روانگی طے		حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط	٦٨
بنو قضاعہ پر اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کشی	٥٣	معرکہ بزاخہ	٦٢	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضرت خالد	
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا زکوۃ کی		بنو طے کا طلیحہ سے جنگ کرنے پر		کے نام خط	٦٩
وصولی پر اصرار	٥٣	اصرار	٦٢	[illegible]	٦٩
مدینے پر حملے کا خطرہ	٥٤	طلیحہ سے جنگ کا آغاز	٦٣	ام زمل سلمیٰ بنت مالک	٦٩
مرتدین کا مدینے پر حملہ	٥٤	بنو فزارہ کا میدان جنگ سے فرار	٦٣	ام زمل کا خروج	٦٩
مسلمانوں کی پسپائی	٥٤	طلیحہ کا فرار	٦٣	ام زمل کا قتل	٧٠
مرتدین پر مسلمانوں کا حملہ	٥٤	مرتد قبائل کا قبول اسلام	٦٣	فجاءۃ ایاس بن عبد یالیل کا فریب	٧٠
مرتدین کا تعاقب	٥٥	عہد رسالت میں طلیحہ پر حضرت ضرار		فجاءۃ ایاس کی عبرتناک سزا	٧٠
[illegible]	٥٥	رضی اللہ عنہ کی فوج کشی	٦٣	ابو شجرہ بن عبد العزیٰ	٧١
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی ذو		طلیحہ کے ہمراہیوں میں اضافہ	٦٤	باب ۳	
القصہ	٥٥	بنو غطفان کی طلیحہ کی اطاعت	٦٤	مدعیان نبوت سجاح و مسیلمہ کذاب	
اہل ربذہ پر حملہ	٥٦	[illegible] مراجعت	٦٥	سجاح	٧٢
ابرق پر قبضہ	٥٦	بنو عامر کا تذبذب	٦٥	بنو تمیم کے عاملوں کا تقرر	٧٢
عبس اور ذبیان کی شکست	٥٦	فتنہ ارتداد کی وبا اور مسلمانوں کی		زبرقان بن بدر کی وفاداری	٧٣
اسلامی فوجی دستوں کی روانگی	٥٧	پریشانی	٦٥	سجاح بنت الحارث بن سوید	٧٣
مرتدین کے نام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ		بنو عامر کا مطالبہ	٦٦	سجاح کا اعلان نبوت	٧٣
کے خطوط	٥٨	عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کی		وکیع اور مالک کی اطاعت	٧٣
امرائے عساکر کے نام حضرت		گرفتاری	٦٦	سجاح کی پیش قدمی	٧٣
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فرمان	٥٩	قرہ بن ہبیرہ کی آزادی	٦٦	[illegible]	٧٣
حضرت عمرو بن العاص اور قرہ	٦٠	ابو یعقوب سعید بن عبید کی روایت	٦٧	[illegible] کی گرفتاری	٧٣
طے کی اطاعت	٦٠	بنو اسد اور بنی تمیم کا قبول اسلام	٦٧	سجاح کی یمامہ پر فوج کشی	٧٣
بنو عامر کی بیعت	٦١	طلیحہ کا قبول اسلام	٦٧	سجاح نے مسیلمہ سے تعاون	٧٥
حضرت خالد بن ولید کی روانگی	٦١	علقمہ بن علاثہ	٦٧	سجاح کا مسیلمہ سے خطاب	٧٥
عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم		علقمہ بن علاثہ کا فرار اور اطاعت	٦٨	سجاح کی مسیلمہ سے خیمہ میں ملاقات	٧٥
دونوں کی شہادت	٦١	اہل بزاخہ کی اطاعت	٦٨	سجاح اور مسیلمہ کی شادی	٧٦
حضرت عدی بن حاتم کی قوم کی	٦٢	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں		سجاح کا مہر	٧٦

سجاح کی مراجعت جزیرہ ۷۶
سجاح کا قبول اسلام ۷۷
زبرقان اور اقرع ۷۷
وکیع اور سماعہ کی اطاعت ۷۷
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بطاح کی جانب پیش قدمی ۷۸
انصار کا تعاون ۷۸
مالک بن نویرہ کا سجاح کو مشورہ ۷۸
مالک بن نویرہ کی گرفتاری ۷۹
مالک اور اس کے ساتھیوں کا قتل ۷۹
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اجتہادی غلطی ۷۹
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی برطرفی کا مطالبہ ۸۰
سوید کی روایت ۸۰
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوجیوں کو ہدایت ۸۰
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کی شکست ۸۲
مسیلمہ کذاب اور شرحبیل کی لڑائی ۸۲
بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی شکست ۸۳
نہار الرجال بن عنفوہ ۸۳
نہار الرجال کا بنو حنیفہ پر اثر ۸۳
یمامہ میں مسیلمہ کا حرم ۸۳
اہل یمامہ کی بنو اسد کے خلاف شکایت ۸۳
مسیلمہ کذاب کا الہامی انداز ۸۴
اہل یمامہ اور مسیلمہ کذاب ۸۴
بنی حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کی دعا ۸۵
مسیلمہ کی وجہ سے باغ کی تباہی ۸۵
طلحہ النمری اور مسیلمہ کذاب ۸۶
مجاعہ بن مرارہ ۷۶
مجاعہ اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری ۷۶
مجاعہ کے ہمراہیوں کا قتل ۸۶
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا رجال کے متعلق بیان ۸۷
مجاعہ بن مرارہ کی جان بخشی ۸۷
جنگ عقرباء ۸۷
رجال بن عنفوہ کی زیر قیادت ۸۸
مقدمۃ الجیش ۸۸
رجال بن عنفوہ کا قصہ ۸۸
رجال بن عنفوہ کا قاتل ۸۸
حضرت ثابت بن قیس کی شہادت ۸۹
براء بن مالک کی شجاعت ۸۹
مرتدین پر مسلمانوں کی یورش ۸۹
حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت ۹۰
حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا خطبہ ۹۰
حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ۹۰
حضرت سالم بن عبداللہ علمبردار ۹۱
حضرت زیدؓ بن الخطاب کی شہادت ۹۱
اسلامی فوج کی قبیلہ وار صف بندی ۹۱
محکم کا قتل ۹۲
حضرت خالدؓ بن ولید کا رجز ۹۲
مسیلمہ کذاب کے بارے میں روایت
آنحضرت ﷺ کا ارشاد ۹۲
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا مسیلمہ پر حملہ ۹۳
حدیقۃ الموت ۹۳
حدیقۃ الموت کا محاصرہ ۹۳
مسیلمہ کذاب کا قتل ۹۳
مجاعہ بن مرارہ کی مصالحت کی پیشکش ۹۳
اغلب بن عامر بن حنیفہ کا فرار ۹۳
قلعوں کے محاصرہ کا اعلان ۹۵
مجاعہ بن مرارہ کی حکمت عملی ۹۵
جنگ یمامہ کے شہدائے کرام ۹۵
حضرت خالدؓ بن ولید اور مجاعہ کی مصالحت ۹۶
سلمہ بن عمیر الحنفی کی صلح نامہ سے مخالفت ۹۶
صلح نامہ ۹۶
بنو حنیفہ کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم ۹۷
سلمہ بن عمیر ۹۷
سلمہ بن عمیر کی خودکشی ۹۷
[illegible] کی مال غنیمت ۹۸
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بنت مجاعہ سے نکاح ۹۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بنو حنیفہ کا وفد ۹۸

باب ۵

مرتدین بحرین وفات نبوی ﷺ کے بعد ۹۹
حضرت علاءؓ بن الحضرمی کی روانگی بحرین ۹۹

جارود بن المعلیٰ	۹۹	حضرت ثمامہ بن اثال کی شہادت	۱۰۷	اہل نجران کا واقعہ	۱۱۵
بنو عبدالقیس کا قبول اسلام	۹۹	ہجری راہب کے قبول اسلام کی وجہ	۱۰۷	اہل نجران کی تجدید معاہدہ کی	
منذر بن ساوی کی وفات	۱۰۰	چشمہ جاری ہونے کا معجزہ	۱۰۷	درخواست	۱۱۵
وراثت کا مسئلہ	۱۰۰	بنو شیبان بن ثعلبہ سے جنگ	۱۰۸	جریر بن عبداللہ کو جہاد کا حکم	۱۱۵
بحرین میں ارتداد کی وباء	۱۰۰	[illegible] میں اختلاف	۱۰۸	جریر کی مراجعت نجران	۱۱۵
منذر بن نعمان بن منذر کی امارت	۱۰۰	اہل عمان کا ارتداد	۱۰۹	جریر بجلی کو حکم	۱۱۶
جواثا کا محاصرہ	۱۰۱	لقیط بن مالک الازدی	۱۰۹	حضرت ابوبکرؓ کا خطاب بنی اسود کے	
[illegible] اولین	۱۰۱	حذیفہ اور عرفجہ کی عمان پر فوج کشی	۱۰۹	نام فرمان	۱۱۶
عکرمہ کی روانگی مہرہ	۱۰۱	عکرمہ کو عمان پر فوج کشی کا حکم	۱۰۹	اہل یمن کا دوسری مرتبہ ارتداد	۱۱۷
[illegible] پر فوج کشی	۱۰۱	لقیط سے سرداروں کی علیحدگی	۱۰۹	قیس بن عبد یغوث کا ارتداد	۱۱۷
حطم اور قبائل کی بغاوت	۱۰۱	دبا کا معرکہ	۱۱۰	ذی الکلاع کو ورغلانے کی کوشش	۱۱۷
قیس بن عاصم کی اطاعت	۱۰۲	عمان میں بحالی امن	۱۱۰	قیس اور اس کی جماعت	۱۱۷
اونٹوں کی گمشدگی	۱۰۲	اہل مہرہ و نجد کا ارتداد	۱۱۱	سازش کا انکشاف	۱۱۸
پانی کا چشمہ	۱۰۲	عکرمہ بن ابی جہل کی مہرہ پر فوج کشی	۱۱۱	فیروز کا فرار	۱۱۸
اونٹوں کی واپسی	۱۰۳	معرکہ نجد	۱۱۱	حضرت ابوبکرؓ کو بغاوت صنعاء	
حضرت علاء الحضرمی کی حطم پر فوج		مال غنیمت اور خمس کی روانگی مدینہ	۱۱۱	کی اطلاع	۱۱۸
کشی	۱۰۳	مرتدین یمن	۱۱۲	ابناء کی جلاوطنی	۱۱۸
عبداللہ بن حذف کی گرفتاری و رہائی	۱۰۳	یمن کے عمال	۱۱۲	ابناء کی اعانت	۱۱۹
مسلمانوں کا حطم پر حملہ	۱۰۳	یمن کے عاملوں کے خلاف بغاوت	۱۱۲	فیروز کی بنو عقیل اور قبیلہ عک سے مدد	
حطم کا خاتمہ	۱۰۴	عمرو بن حزم اور خالد بن سعید کی		کی درخواست	۱۱۹
ابجر پر قیس بن عاصم کا حملہ	۱۰۵	مراجعت مدینہ	۱۱۲	قیس کی شکست و فرار	۱۱۹
غرور بن سوید کا قبول اسلام	۱۰۵	حضرت ابوبکرؓ کی روانگی کی ہدایت	۱۱۳	یمن کا ارتداد	۱۱۹
مال غنیمت کی تقسیم	۱۰۵	اہل تہامہ کی سرکوبی	۱۱۳	فروہ کا دوبارہ تقرر	۱۲۰
مرتدین کا دارین میں اجتماع	۱۰۵	شنوءہ پر فوج کشی	۱۱۳	عمرو بن معدی کا ارتداد	۱۲۰
دارین پر فوج کشی	۱۰۶	اخابث تک	۱۱۳	عکرمہ کی ابین میں آمد	۰
دارین پر حملہ	۱۰۶	قبیلہ عک کی بغاوت اور سرکوبی	۱۱۳	قیس بن عبد یغوث اور عمرو بن	
منافقین کی افواہیں	۱۰۶	قبیلہ عک کے اخابث	۱۱۳	معدی کرب کی گرفتاری	۱۲۰

قیس اور عمرو کو بھجوا دیا جانے کا حکم ۱۲۰
عمرو بن معدیکرب اور قیس کی باہمی لڑائی ۱۲۱
قیس اور عمرو بن معدیکرب کی گرفتاری ۱۲۱
مفرور باغیوں کی تلاش ۱۲۲
قیس بن عبد یغوث کی معافی ۱۲۲
عمرو بن معدیکرب کی رہائی ۱۲۲
مفرور سرکشوں کی سرکوبی ۱۲۲

باب ۶

مرتدین حضر موت اور کندہ ۱۲۳
زیاد بن لبید عامل حضرموت ۱۲۳
مہاجر بن امیہ کا امارت کندہ پر تقرر ۱۲۳
اہل کندہ کا ارتداد ۱۲۳
حضرمیوں کا صدقات دینے سے انکار ۱۲۳
مہاجر بن امیہ کی روانگی حضرموت ۱۲۳
صدقہ کی اونٹنی پر جھگڑا ۱۲۳
بنو ربیعہ اور زیاد کی مخالفت ۱۲۵
بنی ربیعہ کی جنگ کی تیاری ۱۲۵
زیاد کا بنی ربیعہ پر حملہ ۱۲۵
اہل ریاض کی یورش ۱۲۵
شرحبیل بن السمط کی مخالفت ۱۲۶
شرحبیل بن السمط کا شب خون مارنے کا مشورہ ۱۲۶
زیاد بن لبید کا مرتدین پر شب خون ۱۲۶
مہاجر بن امیہ کی کندہ پر فوج کشی ۱۲۷
کندہ کی بستیوں پر مسلمانوں کی یورش ۱۲۷
مہاجر اور اہل کندہ کی جنگ ۱۲۷
نجیر میں پناہ گزینی ۱۲۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اہل کندہ کے متعلق فرمان ۱۲۸
اشعث کی عکرمہ سے امان طلبی ۱۲۸
اشعث کی اطاعت ۱۲۹
نجیر کے محصورین کا انجام ۱۲۹
اشعث کی گرفتاری ۱۲۹
اشعث کی جاں بخشی کی درخواست ۱۳۰
اشعث کی جاں بخشی ۱۳۰
اشعث کی ام فروہ بنت ابی قحافہ سے شادی ۱۳۰
عرب سرداروں کی رہائی ۱۳۰
بنت نعمان کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ۱۳۱
بنت نعمان بن جون ۱۳۱
عرب قیدیوں کا زر فدیہ ۱۳۱
امارت یمن پر مہاجر بن امیہ کا تقرر ۱۳۱
رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا ۱۳۲
اسلام کے تفریقی واقعات ۱۳۲

باب ۷

فتوحات عراق ۱۳۳
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عراق جانے کا حکم ۱۳۳
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ابن صلوبا کو امان نامہ ۱۳۳
قبیصہ بن ایاس کی جزیہ پر مصالحت ۱۳۳
عراق کا پہلا معرکہ ۱۳۳
مثنیٰ بن حارثہ ۱۳۳
مثنیٰ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا حکم ۱۳۴
ہرمز اور مثنیٰ کی لڑائی ۱۳۴
حضرت خالد رضی اللہ عنہ و عیاض رضی اللہ عنہ کی تقرر ۱۳۴
اہل حیرہ کی جزیہ پر مصالحت ۱۳۵
اہل مدائن کے نام حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط ۱۳۵
عجمیوں کی مداہنت ۱۳۵
جہاد میں مرتدین کی شمولیت کی ممانعت ۱۳۶
بانقیا میں اسلامی فوج کا اجتماع ۱۳۶
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا روانگی پر حکم ۱۳۶
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ہرمز کے نام خط ۱۳۷
ہرمز کی پیش قدمی ۱۳۷
جنگ سلاسل ۱۳۷
ایرانیوں کا ہاتھی پر حملہ ۱۳
حضرت خالد اور ہرمز کا مقابلہ ۱۳۸
دشمن کی فوج کا فرار ۱۳۸
ایرانیوں کی شکست اور فرار ۱۳۸
مدینہ میں ہاتھیوں کی نمائش ۱۳۸
مثنیٰ کا بھاگنے والوں کا تعاقب ۱۳۹

[illegible] کے تاوان کا معاملہ	۱۲۶	[illegible]	۱۳۵	اہل حیرہ سے معاہدہ	۱۵۲
کاشتکاروں کی امان	۱۲۹	[illegible] سے فرار	۱۳۶	انبار کی فتح	۱۵۲
جنگ مذار	۱۳۰	[illegible]	۱۳۶	انبار کا محاصرہ	۱۵۲
[illegible]	۱۳۰	امغیشیا کی تباہی	۱۳۶	[illegible]	۱۵۳
شکست خوردہ سپاہ کا ثنی میں اجتماع	۱۳۰	جنگ الیس کا انجام	۱۳۶	[illegible]	۱۵۳
جنگ مذار	۱۳۰	ایرانی مقتولین کی تعداد	۱۳۶	[illegible]	۱۵۳
ایرانی مقتولین کی تعداد	۱۳۱	[illegible] کی فتح	۱۳۷	حضرت خالد کی [illegible]	۱۵۳
جنگ مذار میں مسلمانوں کے حصہ میں		[illegible] پر قبضہ	۱۳۷	حضرت خالد کی [illegible]	۱۵۳
[illegible]	۱۳۱	حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تقریر	۱۳۶	[illegible]	
کاشتکاروں کو دعوت اسلام	۱۳۱	جنگ مقر [illegible]	۱۳۸	[illegible]	۱۵۳
جنگ ولجہ	۱۳۲	آزادبہ کی جنگی تیاری	۱۳۸	[illegible]	۱۵۳
[illegible] (اندرزغر) کی فوج کشی	۱۳۲	معرکہ مقر	۱۳۹	حیرہ کے [illegible]	۱۵۳
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ولجہ کی جانب		آزادبہ کا فرار	۱۳۸	[illegible] کی شکایات	
پیش قدمی	۱۳۲	حیرہ کی فتح	۱۳۹	[illegible]	۱۵۵
جنگ ولجہ	۱۳۲	حیرہ کا محاصرہ	۱۳۹	[illegible] کا تقرر	۱۵۵
فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تقریر	۱۳۲	اہل حیرہ کا آپس میں [illegible]	۱۳۹	حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا [illegible]	۱۵۵
کاشتکاروں سے حسن سلوک	۱۳۲	قصر ابیض پر حملہ	۱۴۹	حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا [illegible]	
بکر بن وائل کے عیسائیوں کا قتل	۱۳۲	حیرہ کے [illegible]	۱۳۹	[illegible]	۱۵۶
جنگ الیس	۱۳۳	عمرو بن عبدالمسیح	۱۵۰	حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا [illegible]	
عرب نصرانیوں کا ایرانیوں سے اتحاد	۱۳۳	عدی کا [illegible]	۱۵۰	مرزبانان فارس	۱۵۶
[illegible]	۱۳۳	[illegible] مصالحت	۱۵۰	خراج کی وصولی	۱۵۶
جابان کی روانگی	۱۳۳	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں		اہل فارس میں اختلاف	۱۵۶
عرب نصرانیوں کا الیس میں اجتماع	۱۳۳	تحائف	۱۵۰	[illegible] کی وصولی [illegible]	۱۵۶
جابان کے ساتھیوں کی شکست	۱۳۳	عمرو بن عبدالمسیح کی بات	۱۵۰	اہل حیرہ سے معاہدہ کی تحریر	۱۵۷
[illegible] کا خاتمہ	۱۳۵	حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زہر خوری کا		ایران کے [illegible]	۱۵۷
[illegible] کا عہد	۱۳۵	واقعہ	۱۵۱	حضرت عیاض بن غنم کی حالت	۱۵۷
جنگ الیس	۱۳۵	[illegible]	۱۵۱	حضرت خالد اور حضرت عیاض کو	

خالد بن سعید کی پیش قدمی	۱۷۴	حضرت خالد کی تلوار سے متعلق سوال	۱۸۰	واقعہ شام کی تکمیل	۱۸۸
باہان کا محاصرہ	۱۷۵	سیف اللہ کا لقب	۱۸۱	مرج الصفر کا واقعہ	۱۸۸
شرحبیل کی مدینہ میں آمد	۱۷۵	جرجہ کو دعوت اسلام	۱۸۱	حضرت خالد بن ولید کی فتوحات	۱۸۸
جہاد شام کے لیے مختلف فوجی دستے	۱۷۵	جرجہ کے اسلام سے متعلق سوالات	۱۸۲	حضرت خالد کے نام تحریری فرمان	۱۸۹
خالد بن سعید کو معافی	۱۷۵	جرجہ کا قبول اسلام	۱۸۲	عراق کی فتوحات کی اہمیت	۱۸۹
ہرقل کی غیر معمولی جنگی تیاری	۱۷۶	جرجہ کی شہادت	۱۸۲	عمرو بن خالد بن سعید کی شہادت	۱۸۹
یرموک میں جمع ہونے کا فیصلہ	۱۷۶	رومیوں کی پسپائی	۱۸۲	رومی شہروں کا استیصال	۱۸۹
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت	۱۷۶	واقوصہ کی گھاٹی	۱۸۳	حضرت خالد کا رومیوں کے تعاقب	
رومیوں کا واقوصہ میں اجتماع	۱۷۶	رومی سرداروں کا قتل	۱۸۳	کمک بھیجنے کا فیصلہ	۱۹۰
حضرت خالد کی جہاد شام میں شرکت	۱۷۷	چار سو مسلمانوں کی شہادت پر بیعت	۱۸۳	حضرت خالد کا مجاہدین سے خطاب	۱۹۰
حضرت خالد اور باہان کی جنگ	۱۷۷	عکرمہ بن ابی جہل کی شہادت	۱۸۳	مجاہدین کی عراق روانگی	۱۹۰
رومی سپاہ کی تعداد	۱۷۷	جنگ یرموک میں مسلم خواتین کی		پانی کی تلاش	۱۹۱
جنگ یرموک	۱۷۸	شرکت	۱۸۳	مسلمانوں کا سوی پر حملہ	۱۹۱
حضرت خالد کا امرائے اسلام کو مشورہ	۱۷۸	اشتر کے متعلق ابو وائل کی روایت	۱۸۳	سوی پر فوج کشی	۱۹۱
نو مقرر مسلم امراء	۱۷۸	زخمی مسلمانوں اور شہیدوں کی تعداد	۱۸۳	مثنیٰ بن حارثہ کی جنگی	۱۹۱
رومیوں کی کمک	۱۷۸	حضرت ابوبکر کی وفات کا اعلان	۱۸۳	جہاد شام کے لیے صحابہ کا انتخاب	۱۹۲
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا امراء سے		ہرقل کا مشورہ	۱۸۳	عراقی جنگوں پر تجربہ کار مجاہدین کا	
خطاب	۱۷۸	ہرقل کا جنگ نہ کرنے پر اصرار	۱۸۵	تقرر	۱۹۲
حضرت خالد بن ولید کی رائے	۱۷۹	اہل دربار کی مخالفت	۱۸۵	بہمن جاذویہ کی پیش قدمی	۱۹۲
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی رائے سے		مسلمانوں اور رومیوں کے سپہ سالار	۱۸۵	شہر براز کا غرور	۱۹۲
اتفاق	۱۷۹	تذارق کی گرفتاری کی تجویز	۱۸۵	مثنیٰ کا شہر براز کو جواب	۱۹۳
اسلامی سپاہ کی نئی ترتیب	۱۷۹	ابو عبیدہ بن جراح کی طلایہ گردی کی مہم	۱۸۶	جنگ بابل	۱۹۳
ایک ہزار صحابہ کی شرکت	۱۸۰	قباث کا اپنے اشعار کے متعلق بیان	۱۸۶	ہرمز کی شکست	۱۹۳
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا زخمی گھوڑا	۱۸۰	قباث کی اسحار سے ملاقات	۱۸۷	آزرمیدخت کی جانشینی	۱۹۳
جنگ کا آغاز	۱۸۰	مروان بن حکم کا قباث سے استفسار	۱۸۷	مثنیٰ کی روانگی مدینہ	۱۹۳
عکرمہ کا حملہ	۱۸۱	یزید بن ابی سفیان کی روانگی کی تجویز	۱۸۷	حضرت ابوبکر کی وصیت	۱۹۳
حضرت خالد اور جرجہ	۱۸۲	شرحبیل بن حسنہ کی روانگی	۱۸۸	وصیت کی تعمیل	۱۹۳

[illegible]	۱۹۴	[illegible]	۲۰۳	[illegible]	۸
[illegible]	۱۹۵	[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۱۹۵	[illegible]	۲۰۳	[illegible]	۲۰۸
[illegible]	۱۹۶	[illegible]	۲۰۳	[illegible]	۲۰۸
[illegible]	۱۹۶	[illegible]	۲۰۳	فتح دمشق	۲۰۹
[illegible]	۱۹۶	[illegible]		[illegible] امارت کا	
[illegible]	۱۹۷	[illegible]	۲۰۳	اقرار	۲۰۹
[illegible]	۱۹۷	[illegible]		[illegible]	۲۰۹
[illegible]	۱۹۷	[illegible]	۲۰۳	سیف کی روایت کے مطابق	۲۱۰
[illegible]	۱۹۷	[illegible]		[illegible] کا واقعہ	۲۱۰
[illegible]	۱۹۸	[illegible]	۲۰۳	[illegible]	۲۱۰
[illegible]	۱۹۸	[illegible]	۲۰۳	[illegible]	۲۱۰
[illegible]	۱۹۸	[illegible]	۲۰۳	[illegible]	۲۱۰
[illegible]	۱۹۸	[illegible]	۲۰۴	[illegible]	۲۱۰
[illegible]	۱۹۹	[illegible]	۲۰۵	[illegible]	۲۱۱
[illegible]	۲۰۰	[illegible]	۲۰۵	[illegible]	۲۱۱
[illegible]	۲۰۰	[illegible]		[illegible]	۲۱۲
[illegible]	۲۰۰	[illegible]	۲۰۵	[illegible]	۲۱۲
[illegible]	۲۰۰	[illegible]	۲۰۶	[illegible]	۲۱۳
[illegible]	۲۰۰	[illegible]	۲۰۶	[illegible]	۲۱۳
[illegible]	۲۰۰	[illegible]	۲۰۶	[illegible]	۲۱۳
[illegible]	۲۰۱	[illegible]	۲۰۶	[illegible]	۲۱۳
[illegible]	۲۰۱	[illegible]	۲۰۷	[illegible]	۲۱۳
[illegible]	۲۰۱	[illegible]	۲۰۷	[illegible]	۲۱۳
[illegible]	۲۰۱	باب		[illegible]	۲۱۳
[illegible]	۲۰۲	[illegible]	۲۰۸	[illegible]	۲۱۳
[illegible]	۲۰۲	[illegible]	۲۰۸	[illegible]	۲۱۳

[illegible] کا واقعہ ۲۱۳
مثنیٰ کے حق میں اشارات ۲۱۳
ابو عبید ثقفی ۲۱۴
سیف کی روایت کے مطابق قتل کے واقعات ۲۱۵
قتل کی ابتداء ۲۱۵
کسکر کا محاصرہ ۲۱۵
رستم اور نرسی ۲۱۵
[illegible] فرات کا اسلامی سپاہ پر [illegible] کا حملہ ۲۱۵
ایرانیوں کا فرار اور قتل ۲۱۶
حضرت خالد ؓ کی مراجعت شام ۲۱۶
عمرو جیسان ۲۱۶
اہل باروسما کی اطاعت ۲۰۹
جنگ فارس کے لیے بیعت ۲۱۷
مثنیٰ بن حارثہ کی تقریر ۲۱۷
حضرت عمر ؓ کا عوام کو خطاب ۲۱۷
ابو عبیدہ ثقفی کی امارت ۲۱۸
سلیط بن قیس کو امیر نہ بنانے کی وجہ ۲۱۸
ابو عبیدہ ثقفی کی کارروائی کرنے کی خواہش ۲۱۸
[illegible] کی روانگی ۲۱۹
نمارق کا واقعہ ۲۲۰
بوران (پوران دخت) کی تخت نشینی ۲۲۰
آزرمی دخت کی معزولی ۲۲۰
رستم کا سپہ سالاری پر تقرر ۲۲۰
ترتیب سپاہ ۲۲۱
مسلمانوں کی پہلی فتح ۲۲۱
مثنیٰ وغیرہ کی پسپائی ۲۲۱
جابان کی روانگی ۲۲۲
جابان کا نمارق میں قیام ۲۲۲
جنگ نمارق ۲۲۲
جابان کی گرفتاری و رہائی ۲۲۲
رستم کا [illegible] ۲۲۲
جابان کا فرار ۲۲۳
ابو عبید ثقفی کی پیش قدمی ۲۲۳
نرسی کا باغ نرسیان ۲۲۳
نرسی کو فوج کشی کا حکم ۲۲۳
جنگ کسکر ۲۲۳
کسکر کا بازار ۲۲۳
باروسما، الزوابی اور نہر جوبر پر فوج کشی ۲۲۳
اہل باروسما اور نہر جوبر سے مصالحت ۲۲۳
جالینوس کی روانگی ۲۲۵
ایرانیوں کی دعوت کی پیشکش ۲۲۵
ایرانیوں کی دعوت کے متعلق اہم [illegible] کی روایت ۲۲۵
جالینوس کی شکست و فرار ۲۲۵
اسیروں کی دعوت ۲۲۶
ابو عبید کو اہل فارس کی دعوت ۲۲۶
حضرت عمر ؓ کی ابو عبید ؓ کو نصیحت ۲۲۶
بہمن جاذویہ کو فوج کشی کا حکم ۲۲۶
درفش کاویانی کا علم ۲۲۷
جنگ جسر ۲۲۷
ابو عبیدہ ثقفی کی شہادت ۲۲۷
مثنیٰ کی مدافعت ۲۲۷
اہل مدائن کا رستم سے فسخ معاہدہ ۲۲۸
جنگ جسر کی مدینہ میں اطلاع ۲۲۸
بہمن جاذویہ کے [illegible] ۲۲۸
سلیط کی فرات عبور کرنے کی مخالفت ۲۲۸
اہل فارس کا بزدلی کا طعنہ ۲۲۸
اسلامی سپاہ کا عبور فرات ۲۲۹
دومہ زوجہ ابو عبید کا خواب ۲۲۹
ہاتھیوں کا حملہ ۲۲۹
ابو عبید ثقفی کا سفید ہاتھی پر حملہ ۲۲۹
سات مسلمان علمبرداروں کی شہادت ۲۲۹
مثنیٰ کی علمبرداری ۲۳۰
عبداللہ بن مرثد کی حماقت پر جرح ۲۳۰
شکستہ پل کی تعمیر ۲۳۰
شہدائے جسر کی تعداد ۲۳۰
مجاہدین جنگ جسر کی روپوشی ۲۳۰
ابو عبید ثقفی کے شہید ہونے کی بشارت ۲۳۱
مثنیٰ کا الیس میں قیام ۲۳۱
قصہ عبداللہ بن زید ۲۳۱
مجاہدین جسر کی انتہائی ندامت ۲۳۱
الیس صغریٰ کے واقعات ۲۳۲
جابان اور مردان شاہ کی گرفتاری اور قتل ۲۳۲
جریر بن عبداللہ کی حضرت عمر ؓ سے درخواست ۲۳۲
جریر کو عراق پہنچنے کا حکم ۲۳۲

یزدگرد کی روانگی حلوان	۲۳۳	ایرانیوں کا قتل	۲۳۹	[illegible] پر [illegible] حملہ	۲۴۳
عرب کے [illegible] قوت	۲۳۳	ایرانیوں کا [illegible]	۲۳۸	[illegible] میں [illegible] کی	۲۴۳
ایک ہی [illegible]	۲۳۳	شہر [illegible] کی [illegible]	۲۳۳	[illegible] کی [illegible]	۲۴۳
یزدگرد کی [illegible]	۲۳۳	[illegible] اور [illegible] بن [illegible] کی	۲۳۳	[illegible] پر ایک [illegible] کی	
ایوان کسریٰ میں قیام	۲۳۳	[illegible]	۲۳۳	[illegible]	۲۳۹
[illegible] سے [illegible]	۲۳۳	[illegible] کا قتل	۲۳۳	[illegible] کا [illegible]	۲۳۹
ایک [illegible] کی بے تابی	۲۳۳	[illegible] کے [illegible] میں [illegible] کی	۲۳۳	[illegible] کی [illegible]	
بنو بجیلہ کے مال [illegible] سے خمس کی		[illegible]		[illegible] کی [illegible]	۲۴۰
چوتھائی کا اضافہ	۲۳۵	[illegible] کے [illegible] سے	۲۳۵	[illegible] کا [illegible] خطاب	
قبیلہ بجیلہ [illegible]	۲۳۵	[illegible]	۲۳۵	[illegible] کا [illegible] میں استقبال	۲۴۰
قبیلہ بجیلہ کا عراق کی قیادت قبول		[illegible] کا [illegible]		[illegible] کا [illegible]	۲۴۰
کرنے سے انکار	۲۳۵	[illegible]	۲۳۵	[illegible] کا [illegible]	۲۴۰
قبیلہ بجیلہ کی جریر کی قیادت میں		[illegible] اور [illegible] اور [illegible]		[illegible]	
روانگی		[illegible]	۲۳۵	[illegible] پر [illegible] حملہ	۲۴۱
بنو بجیلہ کا [illegible] اجتماع		[illegible] کی [illegible]	۲۳۵	معرکۂ تکریت	۲۴۱
حضرت عمر کی مجاہدین کو عراق		[illegible] اور [illegible] کا		اہل [illegible] کا انجام	
جانے کی ہدایت		تعاقب	۲۳۶	[illegible] کی [illegible]	۲۴۱
جناب [illegible] اور [illegible] کی		[illegible]		جلولاء کی جنگ کے اسباب	۲۴۱
روانگی		[illegible]	۲۳۶	[illegible] کے [illegible]	۲۴۲
[illegible] کے لیے [illegible]		[illegible] کا [illegible]	۲۳۶	[illegible] کی [illegible]	۲۴۲
[illegible] کا فیصلہ		[illegible] کے [illegible] کی	۲۳۶	[illegible]	
[illegible] کی [illegible]		روایت		[illegible] کا [illegible]	۲۴۳
[illegible]		[illegible] کا [illegible]	۲۳۷	[illegible] سے [illegible]	۲۴۳
[illegible]		[illegible] کا [illegible]	۲۳۷	[illegible]	۲۴۳
[illegible]		حضرت سعد بن ابی وقاص کی [illegible]	۲۳۷	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۲۳۷	[illegible] فرش بہار	۲۴۳
[illegible]		[illegible]	۲۳۸	[illegible]	۲۴۳

حضرت عمرؓ کے اقوال ۲۵۰

باب ۱۰

قادسیہ کا معرکہ ۲۵۱
حضرت عمرؓ کا صرار کے چشمے پر قیام ۲۵۱
حضرت عمرؓ کا جہاد میں شرکت کا ارادہ ۲۵۱
صحابہ کرام کی مخالفت ۲۵۱
حضرت عمرؓ کا خطبہ ۲۵۱
حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی مخالفت ۲۵۲
حضرت سعدؓ کا حضرت عمرؓ کے نام خط ۲۵۲
دشمن کی منتشر حالت ۲۵۲
اہل ایران کا جوش و خروش ۲۵۳
مجاہدین کے لیے حضرت عمرؓ کا فرمان ۲۵۳
سپہ سالاری کے لیے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا انتخاب ۲۵۳
حضرت سعدؓ کو حضرت عمرؓ کی نصیحت ۲۵۳
روانگی سے قبل حضرت سعدؓ کو ہدایات ۲۵۳
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روانگی و مراحل ۲۵۳
جماعت نخع کو عراق جانے کی ترغیب ۲۵۳
حضرت عمرؓ کا مجاہدین سے خطاب ۲۵۵
حملہ یمن خوشی اور ایرانیوں سے حضرت عمرؓ کا اظہار نفرت ۲۵۵
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے لیے مزید کمک ۲۵۶
اسلامی افواج ۲۵۶
بشیر بن خصاصیہ کی جانشینی ۲۵۶
قادسیہ کی فوج کے متعلق مختلف روایات ۲۵۶
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو پیش قدمی کا حکم ۲۵۶
حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روانگی ۲۵۷
مجاہدین کی صف بندی ۲۵۷
اسلامی فوج کے افسر ۲۵۸
قبائل بنی تمیم و بنی اسد کا تذکرہ ۲۵۸
مثنیٰ بن حارثہ کی وصیت ۲۵۹
درباب اشعار ۲۵۹
حضرت سعدؓ کے نام فرمان فاروقی ۲۵۹
حضرت سعدؓ کو تفصیلی حالات لکھنے کا حکم ۲۶۰
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا جواب ۲۶۰
حضرت عمرؓ کی مجاہدین کے لیے دعا ۲۶۰
حضرت سعدؓ کی عذیب سے روانگی ۲۶۱
پابندی عہد کی ہدایت ۲۶۱
ایرانی جاسوس کا قتل ۲۶۱
خفان جانے والا ایرانی رسالہ ۲۶۱
دشمن کی ایک برات پر حملہ ۲۶۲
مال غنیمت کے مال اور خمس کی تقسیم ۲۶۲
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا قادسیہ میں قیام ۲۶۲
یوم الاباقر ۲۶۳
اسلامی سفارت بھیجنے کا حکم ۲۶۳
اسلامی سفارت کی روانگی ۲۶۳
اسلامی سفیروں کے [illegible] ۲۶۳
مجاہدین کی قادسیہ میں آمد ۲۶۳
مغیرہ بن شعبہ کی سفارت ۲۶۴
سفارت کی ناکامی ۲۶۵
کافروں کا قیس سے جھگڑا ۲۶۵
مشرکین کا فوجی چوکی پر حملہ ۲۶۵
یزدگرد کا وزراء سے مشورہ ۲۶۵
اسلامی وفد کی فوری دعوت ۲۶۶
اسلامی سفارت یزدگرد کے دربار میں ۲۶۶
امیر وفد نعمان اور یزدگرد کی گفتگو ۲۶۶
یزدگرد کی دھمکی ۲۶۶
نعمان بن مقرن کا ایوان دربار میں تقریر ۲۶۷
یزدگرد کی دولت کی پیش کش ۲۶۷
مغیرہ بن زرارہ کی ولولہ انگیز تقریر ۲۶۷
یزدگرد کا ذلت آمیز سلوک ۲۶۸
عاصم بن عمرو اور مٹی کا ٹوکرا ۲۶۸
یزدگرد اور رستم کی گفتگو ۲۶۹
رستم کی برہمی ۲۶۹
یوم الحیتان ۲۶۹
یوم اللحم ۲۷۰

اردشیر بن شیرویہ کا قتل	۲۷۰	خبر رسانی	۲۷۸	مسلمانوں کا قاصد	۲۸۶
باب ۱۱		دشمن سے مقابلہ	۲۷۸	اس کی کسمپرسی کی حالت	۲۸۷
رستم کی قیادت	۲۷۱	حضرت سعد کا خواب	۲۷۹	آمد کا مقصد	۲۸۷
عرب کی شکایت	۲۷۲	حضرت طلیحہ کے کارنامے	۲۷۹	تین باتوں کی مہلت	۲۸۷
رستم کی معذرت	۲۷۲	ایک اور ایرانی کا ارادہ	۲۸۰	ایک جزو کا انتخاب	۲۸۸
بادشاہ کا عزم مصمم	۲۷۲	خبر رسانی کا ارادہ	۲۸۰	مسلمانوں کی خصوصیات	۲۸۸
جنگ کی تیاری	۲۷۲	عمرو اور طلیحہ	۲۸۰	ربعی کی بے ادبی	۲۸۸
رستم کا خواب	۲۷۳	دشمن کے کیمپ میں	۲۸۱	دوسرا قاصد	۲۸۹
قسمت کا اندیشہ	۲۷۳	ایرانی شہسواروں سے مقابلہ	۲۸۱	حضرت حذیفہ کی گفتگو	۲۸۹
نجومی سے سوال	۲۷۴	تن تنہا مقابلہ	۲۸۱	رستم کا تعجب	۲۸۹
رستم کا گھبرانا	۲۷۴	ایرانی شہسواروں کی گرفتاری	۲۸۲	تیسرا قاصد	۲۸۹
نجومیوں کا اختلاف	۲۷۴	طلیحہ کی تعریف	۲۸۲	ایرانی و عرب کا تجزیہ	۲۹۰
زوال کی پیشین گوئی	۲۷۴	خبر رسانی کی مہم	۲۸۲	رستم کا جواب	۲۹۰
جالینوس کا مقدمہ	۲۷۵	[illegible]	۲۸۳	رستم کی تقریر	۲۹۰
رستم کی روانگی	۲۷۵	حضرت سعد کی نصیحت	۲۸۳	حضرت مغیرہ کا جواب	۲۹۱
ایک مسلمان کی گرفتاری	۲۷۵	رستم کی پیش قدمی	۲۸۳	عربوں کی تعریف	۲۹۲
مسلمان کی گفتگو	۲۷۵	اسلامی لشکر کے سردار	۲۸۳	رستم کی پیشین گوئی	۲۹۲
رعایا سے بدسلوکی	۲۷۶	رستم کی صف آرائی	۲۸۳	معجزہ	۲۹۲
رستم کی تقریر	۲۷۶	زہرہ کے لشکر کی آمد	۲۸۳	عجوبہ	۲۹۲
اہل حیرہ کو تنبیہ	۲۷۶	برے خواب	۲۸۳	آخری الفاظ	۲۹۳
ابن بقیلہ کا جواب	۲۷۶	دشمن کے ہاتھیوں کی تعداد	۲۸۳	رستم سے مکالمہ	۲۹۳
رستم کا خواب	۲۷۷	گفت و شنید کا پیغام	۲۸۳	آخری نصیحت	۲۹۳
جنگ سے گریز	۲۷۷	مصالحت کی کوشش	۲۸۳	رستم کی تمثیلات	۲۹۳
دوبارہ خواب	۲۷۷	حضرت زہرہ کا جواب	۲۸۵	لومڑی کی مثال	۲۹۳
خونی جنگ کی تیاری	۲۷۷	اسلامی تعلیمات	۲۸۵	چوہے کی مثال	۲۹۳
ایرانی فوج کے سردار	۲۷۸	اسلام کی طرف میلان	۲۸۶	مکھی کی مثال	۲۹۵
حضرت سعدؓ کے انتظامات	۲۷۸	دوبارہ اسلام کے متعلق پیغام	۲۸۶	انگور کے باغ کی مثال	۲۹۵

مسلمانوں کا جواب	۲۹۶	حضرت سعد کی ہدایت	۳۰۳	[illegible]	۳۱۲
[illegible] کی تقریر	۲۹۶	سعد بن [illegible] کی امارت	۳۰۴	[illegible] جنگ	۳۱۲
کسانوں کی شکایت	۲۹۷	نعرۂ تکبیر	۳۰۴	تیس حملے	۳۱۲
محاصرہ	۲۹۷	جنگ کا آغاز	۳۰۴	آدھی رات تک جنگ	۳۱۲
باب ۱۲		سواروں کی جنگ	۳۰۵	خوشی کی رات	۳۱۳
یوم ارماث	۲۹۸	عمرو بن معدی کرب کا کارنامہ	۳۰۵	ابو محجن کا واقعہ	۳۱۳
سعد کی تنبیہ	۲۹۸	قبیلہ بجیلہ سے جنگ	۳۰۵	ابو محجن کے اشعار	۳۱۳
پہلا حملہ	۲۹۸	ہاتھیوں کے ذریعے جنگ	۳۰۵	ابو محجن کے کارنامے	۳۱۳
رستم کی صف آرائی	۲۹۹	حضرت طلیحہ کی تقریر	۳۰۶	حضرت سعد کی حیرانی	۳۱۴
لشکر اسلام کا انتظام	۲۹۹	قبیلہ اسد کا مقابلہ	۳۰۶	ابو محجن کی واپسی	۳۱۴
اعلان جہاد	۲۹۹	حضرت اشعث کے کارنامے	۳۰۶	دو اشعار	۳۱۴
حضرت سعد کی معذوری	۲۹۹	شدید جنگ	۳۰۶	ابو محجن کا عزم	۳۱۴
لوگوں میں اختلاف	۲۹۹	ہاتھی والوں کا مقابلہ	۳۰۷	ابو محجن کی رہائی	۳۱۵
حضرت سعد کا خطبہ	۳۰۰	ہاتھیوں کی تباہی	۳۰۷	باب ۱۴	
حضرت عاصم کی تقریر	۳۰۰	قبیلہ اسد کی شاندار کامیابی	۳۰۷	یوم عماس	۳۱۶
تکبیر کا پیغام	۳۰۰	اسدی لشکر کے شہداء	۳۰۷	شہداء کی تجہیز و تکفین	۳۱۶
دو حریفوں کی ملاقات	۳۰۱	باب ۱۳		حضرت قعقاع کی ہدایت	۳۱۶
نماز سے مغالطہ	۳۰۱	یوم اغواث	۳۰۹	میدان میں شرکت کا قصہ	۳۱۶
ترغیب جہاد	۳۰۲	زخمیوں اور شہداء کا انتظام	۳۰۹	حضرت قعقاع کی تدبیر	۳۱۷
قیس کی تقریر	۳۰۲	شام کی امدادی فوج	۳۰۹	حضرت ہاشم کی آمد	۳۱۷
غالب کا خطاب	۳۰۲	شامی لشکر کی ترتیب	۳۱۰	تیر اندازی کا کمال	۳۱۷
ابن ہذیل کی تقریر	۳۰۲	[illegible]	۳۱۰	ہاتھیوں کی دوبارہ شرکت	۳۱۷
بسر بن ابی رہم کا خطاب	۳۰۲	ایرانی سرداروں کا قتل	۳۱۰	گھمسان کا رن	۳۱۷
معرکہ کا آغاز	۳۰۲	چار بھائیوں کی جنگ	۳۱۱	ہاشم کی کارگزاری	۳۱۸
رستم کا قول	۳۰۳	حضرت قعقاع کی کارگزاریاں	۳۱۱	شدید ترین جنگ	۳۱۸
رستم کی ہدایت	۳۰۳	ایرانی ہاتھیوں کا انجام	۳۱۱	قیس کی تقریر	۳۱۸
اہل فارس کی قوت	۳۰۳	جنگ کا نیا طریقہ	۳۱۱	حضرت عمرو بن معدی کرب کی	

شمشیر زنی ۳۱۸
شبیر بن علقمہ کا کارنامہ ۳۱۹
ہاتھیوں کی تباہی کا طریقہ ۳۱۹
سفید اور اجرب پر حملہ ۳۲۰
بڑے ہاتھیوں کی تباہی ۳۲۰
ہاتھیوں میں بھگدڑ ۳۲۰
گروہوں کی شدید جنگ ۳۲۱
لیلۃ الہریر ۳۲۱
قعقاع کی رجز ۳۲۱
عمرو کی دلیری ۳۲۱
پیچھے سے حملہ ۳۲۲
دوبارہ صف بندی ۳۲۲
سہ بارہ حملہ ۳۲۲
صفوں کی ترتیب ۳۲۳
قیس بن ہبیرہ کی تقریر ۳۲۳
درید بن کعب کی تقریر ۳۲۳
حضرت عاصم کا قول ۳۲۳
صبر کی تلقین ۳۲۳
حملہ کرنے میں عجلت ۳۲۳
طلیحہ کی دعاء ۳۲۳
شدید ترین جنگ ۳۲۳
قعقاع کے اشعار ۳۲۳
[illegible] ۳۲۵
جنگ کی تکمیل ۳۲۵
مسلح دشمن سے جنگ ۳۲۵
قبیلہ کندہ کی بہادری ۳۲۵
شب کا دھاوا ۳۲۶
مرحلہ وار تقریریں ۳۲۶
دشمن کی پسپائی ۳۲۶
رستم کا قتل ۳۲۶
دشمن کی شکست ۳۲۷
مقتولوں کی تعداد ۳۲۷
دشمن کا تعاقب ۳۲۷
رستم کا سامان ۳۲۷
جالنوس کا قتل ۳۲۸
جنگ کا اختتام ۳۲۸
رستم کے سامان کی قیمت ۳۲۸
دیہاتیوں کا قبول اسلام ۳۲۹
بچوں کی جنگی خدمات ۳۲۹
دشمن کا صفایا ۳۲۹
جالنوس کا ساز و سامان ۳۲۹
حضرت زہرہ کا اعتراض ۳۳۰
زہرہ کو عمرؓ کا انعام کا حکم ۳۳۰
بہادر سپاہیوں کو انعامات ۳۳۰
اعتراضات کا جواب ۳۳۰
رستم کے قتل کا حال ۳۳۱
دشمن کی بے بسی ۳۳۱
ایرانیوں کی بری حالت ۳۳۱
سلمان کی شہسواری ۳۳۱
جالوتی کا صفایا ۳۳۱
فوجی افسروں کے نام ۳۳۲
باب ۱۵
ابو اسحاق کی روایت ۳۳۳
گزشتہ واقعات کا خلاصہ ۳۳۳
خواتین کے کارنامے ۳۳۴
بعض قبائل کی کارگزاری ۳۳۴
حضرت ابن بجیر کی روایت ۳۳۴
مسلمانوں کے نقصان پر خوشی ۳۳۴
ایرانیوں کی شکست ۳۳۴
تعداد شہداء ۳۳۴
جنگ کا سبب ۳۳۴
نعمان بن قبیصہ کا قتل ۳۳۵
جنگ کی تیاری ۳۳۵
قادسیہ سے کوچ ۳۳۵
حضرت عمرؓ کا جواب ۳۳۶
جہاد کا حکم ۳۳۶
اسلام کا آغاز ۳۳۶
رستم کی دھمکی ۳۳۶
صلح کی رائے ۳۳۷
حضرت علیؓ کا لشکر ۳۳۷
ابو محجن کے اشعار ۳۳۷
ابو محجن کی رہائی ۳۳۷
ابو محجن کے حملے ۳۳۷
دشمن کی پسپائی ۳۳۸
دشمن اور تیر اندازی ۳۳۸
رستم کا قتل ۳۳۸
جالنوس کا قتل ۳۳۹
اعلان فتح ۳۳۹
حضرت سعدؓ پر اعتراضات ۳۳۹
دشمن کا تعاقب ۳۳۹
حریف کی پیش قدمی ۳۳۹

جنگ جلولا	۳۳۰	[illegible]	۳۴۶	حضرت [illegible] کی [illegible]	۳۵۷
[illegible] کا [illegible]	۳۳۰	[illegible]	۳۴۶	[illegible] کی جنگی [illegible]	۳۵۷
یزدگرد کی [illegible]	۳۳۰	حضرت [illegible] کا تعاقب	۳۴۹	[illegible]	۳۵۷
شام کی فتوحات	۳۳۱	[illegible]	۳۴۹	[illegible]	۳۵۷
باب ۱۶		حضرت [illegible]	۳۴۹	[illegible] کے [illegible]	۳۵۶
[illegible] حال	۳۳۲	[illegible] کے اقوال	۳۴۹	[illegible] کام	۳۵۸
حضرت [illegible]	۳۳۲	[illegible] کی شکست	۳۵۰	حضرت [illegible]	۳۵۸
[illegible] کی جنگی خدمات	۳۳۲	[illegible] کا طریقہ	۳۵۰	[illegible] کے [illegible]	۳۵۸
جنگ میں [illegible] کی [illegible]	۳۳۲	[illegible]	۳۵۱	[illegible] کے [illegible]	۳۵۸
[illegible] کی فوجیں	۳۳۳	باب ۷		باب ۱۸	
نکاح کا پیغام	۳۳۳	[illegible]	۳۵۲	[illegible]	۳۵۹
حضرت قعقاع [illegible]	۳۳۳	[illegible]	۳۵۲	[illegible]	۳۵۹
جنگ کے نتیجہ کا انتظار	۳۳۳	[illegible]	۳۵۳	حضرت [illegible] کا تعاقب	۳۵۹
[illegible] فتح	۳۳۴	حضرت [illegible] کا تعاقب	۳۵۳	ایرانیوں کی شکست	۳۵۹
قاصد سے استفسار	۳۳۴	[illegible]	۳۵۳	[illegible] کا قتل	۳۶۰
[illegible]	۳۳۴	[illegible] کا [illegible]	۳۵۳	فتح [illegible]	۳۶۰
حضرت [illegible] کی تقریر	۳۳۵	[illegible]	۳۵۳	[illegible] کی جنگ	۳۶۰
حضرت [illegible]	۳۳۵	حضرت [illegible] کا جواب	۳۵۳	[illegible] کا مقابلہ	۳۶۰
شیرزاد	۳۳۵	حضرت [illegible] کی ہدایات	۳۵۳	[illegible] کی [illegible]	۳۶۰
حضرت [illegible] کا جواب	۳۳۵	حکومت کے [illegible]	۳۵۳	[illegible] کے [illegible]	۳۶۱
[illegible] کے مشورہ	۳۳۶	[illegible] کا مقابلہ	۳۵۵	[illegible] کی [illegible]	۳۶۱
[illegible]	۳۳۶	[illegible] کی شکست	۳۵۵	[illegible] کی [illegible]	۳۶۱
دوسرے خط کا جواب	۳۳۶	[illegible] کی [illegible]	۳۵۵	حضرت ابوعبیدہ کے [illegible]	۳۶۱
تیسرے خط کا جواب	۳۳۷	[illegible]	۳۵۶	حضرت [illegible] کا پیغام	۳۶۲
[illegible] کی [illegible]	۳۳۷	[illegible] بیان	۳۵۶	[illegible]	۳۶۲
[illegible] خاندان کی [illegible]	۳۳۷	[illegible] سے جنگ	۳۵۶	حضرت [illegible]	[illegible]
[illegible]	۳۳۷	حضرت [illegible] کا اعتراض	۳۵۶	[illegible]	[illegible]

ہرقل کی پسپائی	۳۶۳	فتح بیت المقدس	۳۶۹	خمس کی ادائیگی	۳۷۶
[illegible] بغاوت	۳۶۳	رومیوں کے بارے میں سوال	۳۶۹	فوج کے وظائف	۳۷۶
[illegible] میں اختلاف	۳۶۳	یہودیوں کی پیشین گوئی	۳۶۹	[illegible]	۳۷۶
قنسرین کی طرف روانگی	۳۶۳	اہل ایلیا کی مصالحت	۳۶۹	مال غنیمت کا حصہ	۳۷۷
مسلمانوں کی خصوصیت	۳۶۳	عہد نامہ	۳۷۰	[illegible] کے لیے رقم	۳۷۷
[illegible]	۳۶۳	صلح نامہ کا مضمون	۳۷۰	[illegible] تنخواہ کا معیار	۳۷۷
شام سے رخصت	۳۶۳	صلح کی شرائط	۳۷۰	حضرت ابوبکر [illegible]	۳۷۸
قنسرین کی ویرانی	۳۶۳	[illegible] کے لیے [illegible]	۳۷۱	[illegible]	۳۷۸
فتح قیساریہ	۳۶۳	دوسرے صلح نامہ کا مضمون	۳۷۱	رسول اکرم ﷺ کا طریقہ	۳۷۸
حضرت معاویہ کے نام [illegible]	۳۶۵	جابیہ کی روانگی	۳۷۱	[illegible] کی رائے	۳۷۹
اہل قیساریہ کی شکست	۳۶۵	فلسطین سے روانگی	۳۷۱	مال غنیمت کی تقسیم میں مشورہ	۳۷۹
فتح کے قاصد	۳۶۵	فلسطین کے احکام	۳۷۲	تقسیم کی ترتیب	۳۷۹
[illegible] سے جنگ	۳۶۵	گھوڑے کی تبدیلی	۳۷۲	جزیہ کا مصرف	۳۷۹
[illegible]	۳۶۵	بیت المقدس کی زیارت	۳۷۲	[illegible] کا اختلاف	۳۸۰
[illegible]	۳۶۶	بیت المقدس میں نماز	۳۷۲	[illegible] کے اوقات	۳۸۰
فتح بیسان	۳۶۶	قبلہ رخ	۳۷۳	[illegible]	۳۸۰
[illegible]	۳۶۶	[illegible] پیشین گوئی	۳۷۳	[illegible]	۳۸۰
ارطبون سے جنگ	۳۶۶	کعب کی تکبیر	۳۷۳	[illegible]	۳۸۰
ارطبون کی پسپائی	۳۶۷	فتح [illegible] کے لیے جدوجہد	۳۷۳	ایرانی فوج کی شکست	۳۸۰
حضرت عمرو کا [illegible]	۳۶۷	محاصرہ	۳۷۴	اہل [illegible]	۳۸۱
حضرت عمرو بن العاص کی تعریف	۳۶۷	ارطبون کا قتل	۳۷۴	ایرانی سرداروں کا قتل	۳۸۱
ارطبون کا خط	۳۶۷	ارطبون کے بارے میں اشعار	۳۷۴	[illegible] کا مقابلہ	۳۸۱
عمرو کا جواب	۳۶۸	[illegible] کی تقسیم	۳۷۵	[illegible]	۳۸۲
حضرت عمرو [illegible]	۳۶۸	[illegible]	۳۷۵	[illegible] کا قتل	۳۸۲
[illegible]	۳۶۸	[illegible]	۳۷۵	[illegible]	۳۸۲
بیت المقدس کی فتح	۳۶۸	اعتراضات کے جوابات	۳۷۶	حضرت ابوبکرہ کا [illegible]	۳۸۲
حضرت عمر [illegible]	۳۶۸	[illegible]	۶	[illegible]	۳۸۲

حضرت ہاشم کا کارنامہ	۳۸۳	کڑا دستہ	۳۸۹	حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فارسی کی	
نعرۂ تکبیر	۳۸۴	عاصم کی پیش قدمی	۳۸۹	دعوت جنگ یا جزیہ	۳۹۴
مسلمانوں کے ہمراہ	۳۸۳	پیش رو حضرات	۳۸۹	شاہی خاندان حلوان میں	۳۹۴
باب ۱۹		دشمن کا مقابلہ اور شکست	۳۸۹	کاما کا قتل	۳۹۵
۱۶ھ کے واقعات	۳۸۵	مسلمانوں کی دعا	۳۸۹	مرزبانی شہسوار کا قتل	۳۹۵
نہرشیر میں داخلہ	۳۸۵	دریائی لشکر کشی	۳۹۰	تیرانداز کا تعاقب	۳۹۵
مسلمانوں کا محاصرہ	۳۸۵	مدائن پر قبضہ	۳۹۰	ایوان کسریٰ میں نماز	۳۹۵
نہرشیر کا محاصرہ	۳۸۵	دریائی کا مشورہ	۳۹۰	پہلا جمعہ	۳۹۶
اہل فارس کی قلعہ بندی	۳۸۶	عجیب منظر	۳۹۰	مدائن کا مال غنیمت	۳۹۶
حضرت زہرہ کی شہادت	۳۸۶	عجوبے کا مشاہدہ	۳۹۰	اہل مدائن کا تعاقب	۳۹۶
حضرت عائشہ کی روایت	۳۸۶	مال و دولت پر قبضہ	۳۹۱	سونے چاندی کے برتن	۳۹۶
صلح کا شاہی پیغام	۳۸۶	عاصم کے گھوڑ سواروں کی تعریف	۳۹۱	شاہی جواہرات و دیگر سامان	۳۹۶
ابومفزر کے بے مطلب الفاظ کے اثرات	۳۸۷	حضرت سعد کی دعا	۳۹۱	زرہوں کے انبار	۳۹۷
فصیل پر سنگ باری	۳۸۷	حضرت سلمان کی پیشین گوئی	۳۹۲	کسریٰ کا تاج اور قیمتی لباس	۳۹۷
شہر کا اخلاء	۳۸۷	پیالے کی گمشدگی	۳۹۲	بادشاہوں کی زرہیں اور تلواریں	۳۹۷
فرار کی وجہ	۳۸۷	پانی کے عادی سفر	۳۹۲	یادگار سامان کی تقسیم	۳۹۷
فرشتوں کا جواب	۳۸۷	عبور کرنے میں سہولت	۳۹۳	سونے چاندی کی مورتیاں	۳۹۸
شہر میں داخلہ	۳۸۸	دشمن کا فرار	۳۹۳	مسلم سپاہیوں کی دیانتداری	۳۹۸
سفید محل کا محاصرہ	۳۸۸	بادشاہ کی روانگی	۳۹۳	دیانت داری کی تعریف	۳۹۹
خوف کا عالم	۳۸۸	سرداری فرزند کی گرفتاری	۳۹۳	حضرت عمرؓ کا خراج تحسین	۳۹۹
فتح مدائن اور ایوان کسریٰ	۳۸۸	اسلامی فوجوں کا داخلہ	۳۹۳	مال غنیمت کی تقسیم	۳۹۹
مسلمانوں کا عزم	۳۸۸	دشمن کا تعاقب	۳۹۳	ایوان کسریٰ کی عمارت	۴۰۰
حضرت سعد کی تقریر	۳۸۸	دوبارہ حملہ	۳۹۳	مدائن میں قیام	۴۰۰

مقدمہ

از

پروفیسر شبیر حسین قریشی ایم اے

زیر نظر کتاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے شروع ہوتی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ دور عہد رسالت کے بعد عہد اسلامی کا اہم ترین دور ہے اور اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس کی تعلیمات میں نہ صرف ذہنی انسانیت کے زخموں کا مداوا ہے بلکہ اس کی روح کی بالیدگی اور ارتقاء کے سامان بھی موجود ہیں۔ اسلام نے تزکیہ باطن اور تطہیر ظاہر دونوں پہلوؤں پر زور دیا ہے تاکہ روح کی نشوونما کے ساتھ ساتھ جسم کی ترقی بھی ہو سکے اور یوں انسان اپنی تخلیق کے مقاصد کی تکمیل کر سکے اور اپنے ارتقاء کے درجۂ بلند پر پہنچ سکے۔

آنحضرت ﷺ نے تمام عرب کو جو مختلف قبیلوں میں منقسم تھا اور متعدد معبودوں کی پرستش کرتا تھا خدائے واحد کی ترغیب کی دعوت دی اور خدائے واحد کے دین پر جمع کر دیا اور ان منتشر افراد کو ایک مرکزیت بخشی۔ اسلام کا پیغام اخوت، مساوات اور عدل و رواداری سے عبارت ہے جب تک مسلمانوں نے اس پیغام کی روح کو اپنا نصب العین بنائے رکھا اور اس پر عامل رہے۔ بحر و بر، خشک و تر اور عرب و عجم ان کے زیر نگین رہے۔ زیر نظر کتاب صدر اسلام کے انہی مسلمانوں کے کارناموں پر مشتمل ہے جنہوں نے خدائے محمدی کی اطاعت کی اور ان کے پیغام کو اپنا نصب العین بنایا اور تسخیر کائنات کے راز ان پر کھل گئے۔ تاریخ عالم ان کی شاندار فتوحات اور ان کی مستقل مزاجی و عزم کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

عہد رسالت پوری کائنات کے لیے ایک مبارک دور تھا آپ کے بعد آپ کے جانشینوں کے دور کو خلافت راشدہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس دور کی ابتدا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے ہوئی۔ آپ کا عہد دو سال تین ماہ رہا۔ حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد جو طوفان اٹھا وہ ملت اسلامیہ کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ اسلام کے لیے پہلی آزمائش سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کی وہ مجلس تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کا مسئلہ طے ہونا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور آخر میں پورے انصار نے ان کے بعد فتنہ ارتداد رونما ہونے لگا جو پورے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے گیا اس کے ساتھ ساتھ منکرین زکوۃ کا فتنہ الگ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دوسری طرف جھوٹے مدعیان نبوت نے پورے عرب میں ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ بہت سے قبائل مرتد ہو گئے اور انہوں نے بھی بغاوت کر دی۔ یہ صورت حال کا ایک نظر سے جائزہ لیا جائے تو بظاہر یہی محسوس ہوتا تھا کہ اسلام نعوذ باللہ حضرت محمد ﷺ کی

ذات عالی میں جمع موجود تھا اور آپ کی ذات کے جدا ہونے کا غم کم نہیں۔

حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد ریاست اسلامیہ کی تمام ذمہ داریاں اور امت کی قیادت کا بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کاندھوں پر پڑا۔ انھوں نے کمال ہمت و دانائی سے کام لیتے ہوئے سب سے پہلے یہ بیان کیا [illegible] آنحضرت ﷺ کے وصال سے بے دین ہو رہے تھے [illegible] انھوں نے اپنی خداداد فراست اور تدبر سے اتحاد [illegible] پر قابو پایا مگر مشکلات کا [illegible] صحابہ کا اتفاق [illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [illegible] حالات خطرناک صورت اختیار کر چکے تھے [illegible] حضرت ابوبکر نے ان کا مقابلہ بڑی ہمت سے کیا اور [illegible] ملک سے ایک بار پھر [illegible] کے لیے تیار ہو گئے مگر بعض مواقع پر صحابہ کرام کی آرا مختلف تھیں خصوصاً جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا مسئلہ اور منکرین زکوٰۃ کا مقابلہ ایسے مسائل تھے جن میں حضرت ابوبکر نے اپنی بصیرت اور [illegible] سے کام لیا اور پایان کار [illegible] تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے [illegible] غیر معمولی کامیابی حاصل کی [illegible] اور جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹ کو پاش پاش کر دیا [illegible] اسلام کو اس طرح نہایت قلیل مدت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں اور اسلام کی [illegible] خدمات انجام دیں۔

بیعت خلافت کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے پہلا مسئلہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا۔ چہار جانب سے بغاوت کی خبریں آ رہی تھیں خود مدینہ منورہ [illegible] ان حالات میں بھی جب صحابہ کرام نے اس مہم کو ملتوی کرنے پر اصرار کیا تو آپ نے [illegible] صدیق اکبر [illegible] اسامہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گئے اس وقت اسامہ گھوڑے پر سوار تھے [illegible] اور انہوں نے حضرت صدیق اکبر کو پیدل دیکھ کر کہا آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں یا مجھے پیدل چلنے کا حکم دیں۔ علامہ طبری اس واقعہ کا ذکر [illegible] لکھتے ہیں:

> "حضرت اسامہ نے کہا: خلیفہ رسول اللہ ﷺ! یا تو آپ سوار ہو جائیں یا میں بھی اتر جاتا ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ نہ تم اترو گے اور نہ میں سوار ہوں گا مگر اس وقت پیدل اس لیے چل رہا ہوں تاکہ اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر پیدل چل کر اپنے قدم خاک آلود کر لوں۔"

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کرتے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے یوں خطاب فرمایا:

> "ذرا ٹھہرو تاکہ میں دس باتوں کی تم کو نصیحت کروں ان کو اچھی طرح یاد رکھنا۔ خیانت نہ کرنا۔ دھوکہ نہ دینا۔ بدعہدی نہ کرنا۔ مثلہ نہ کرنا۔ کسی چھوٹے بچے کو، بوڑھے کو اور عورت کو قتل نہ کرنا۔ کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا اور کسی پھلدار درخت کو قطع نہ کرنا۔ سوائے کھانے کی ضرورت کے بکری، گائے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنا۔ تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو تارک دنیا ہو کر عبادت خانوں میں بیٹھ گئے ہیں ان سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ بعض لوگ تمہارے پاس برتنوں میں کھانے لائیں گے اگر تم ان میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر کھانا۔ ایسے لوگوں سے تمہارا سامنا ہوگا جنہوں نے سر کے بیچ کا حصہ صاف کر کے اس کے گرد بالوں کی پٹیاں سی بنا رکھی ہیں ایسے لوگوں کی خبر تلوار سے لینا۔ اچھا اب خدا کا نام لے کر چلو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ضرب اور طاعون سے تمہاری حفاظت کرے۔"

اور قوت نے فتح بخشی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہوتی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تنہا اسلام کو سب سے زیادہ بچانے والے تھے انھوں نے اپنے عہد خلافت میں ایسا کارنامہ انجام دیا کہ مرتدین کے مقابلے میں انھوں نے نئے حالات اور دور حکومت میں جس طریقے پر کام کیا وہ بھی اسی کام کا سلسلہ تھا جو رسول اکرم ﷺ سے ورثہ میں پایا تھا۔

اندرونی مشکلات کے علاوہ بیرونی خطرات سے بھی انکار نہ کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرب و شام کی دو طرفہ اندرونی مشکلات پر قابو پا کر بیرونی طاقتوں سے مقابلہ کیا بلکہ بیرون عرب فتوحات کا آغاز کیا۔ وقت نے آپ کو اتنی مہلت نہ دی کہ بیرونی فتوحات کی تکمیل آپ کے عہد میں ہو جاتی۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان فتوحات کی تکمیل حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں ہوئی ان کی بنیاد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دست مبارک سے رکھی تھی۔ فتوحات دینی خدمات کے علاوہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ قرآن شریف کی تدوین ہے۔ جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ قرآن کی شہادت کے بعد کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؓ کو تدوین قرآن کا حکم دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں یہ بڑا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے ان واقعات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے ان کی یہ کوشش بلاشبہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے انھوں نے ان واقعات کی جزئیات تک محفوظ کر کے اس عہد کی ایک مکمل تصویر پیش کر دی ہے۔ علامہ طبری کا عام انداز یہ ہے کہ ایک واقعہ کے متعلق جتنی روایات جہاں سے بھی دستیاب ہوئیں ان سب کو یکجا کر کے قلم بند کر دیا ان کی یہی اہم خصوصیت ہے اس سے یہ فائدہ ہوا کہ آنے والے دور کے مورخین ان روایتوں کی مدد سے صحیح واقعات تک پہنچ سکیں۔ مگر یہ ذرا دور دراز کی بات ہے کہ واقعہ کے علاوہ طبری نے نہایت تفصیل سے اور ضمنی باتیں بیان کی ہیں۔ انھوں نے ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے اتنی احتیاط برتی ہے کہ اس ضمن میں اگر کوئی معمولی واقعہ بھی پیش آیا تو علامہ نے اسے بھی قلم بند کر دیا۔

علامہ ابن جریر طبری نے عہد صدیقی کے تمام اہم واقعات کو بیان کرتے وقت ہر طرح کی روایتوں کے حوالے سے رقم کیا ہے لیکن ان کے ہمراہ تحقیق اور معمولی واقعات بھی نظر انداز نہیں کیے۔ اسود عنسی کا ذکر کرتے ہوئے آزاد اور فیروز دیلمی کا تذکرہ کیا ہے۔ اسود عنسی کے قتل میں آزاد کی امداد کا اس انداز سے ذکر ہے کہ اسود عنسی کے گھر کی اندرونی حالت کا پورا نقشہ نگاہوں میں پھر جاتا۔ اسی طرح مرتدین کے متعلق بیان کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قبیلوں کے افعال سے بھی باخبر رکھتے ہیں۔ عنوان کے بعد عنوان کے تحت اتنا زیادہ مواد ملتا ہے کہ علامہ طبری نے اس عہد کے معمولی واقعات کو بھی تاریخ کے صفحات میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔

مدعیان نبوت میں سب سے زیادہ مشہور مسیلمہ کذاب تھا اس پر مسیلمہ کذاب اور سجاح کا پورا قصہ بیان کرتے وقت علامہ طبری طنز کے طور پر بات کا اہتمام کے اقتباسات کی پیش کش کرتے ہیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہو گئے ہیں اور ان کے شوہر فوت ہو گئے ہیں اور ان کے ہاتھ نماز کے لیے جھکے ہیں میں نے ان سے کہا کہ تم عورتوں سے صحبت کرو اور شراب پیو یہ نفع ہے تیرے لیے تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کھانا کھاؤ۔ سبحان اللہ جب یہ نیا دور شروع ہو گا تب تم بھی ہو گے یہ حق ہو تب مرد اور اللہ طلب ہو گا اور قریش کا دین بھی ہو گا یہ بڑی قوم ہے تا ہو داؤں کے بعد سے واقف ہے اور بہت سے لوگ اس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علامہ طبری نے ان واقعات کے جزئیات [illegible]

[illegible]

علامہ طبری [illegible]

[illegible]

مال غنیمت ملا تھا۔ اس طرح میں ہمارا رہبر بن گیا جو ایک اپنے قبیلے ہی نے پائی تھی۔ دور جاہلیت میں مجھے سرداری کی تھی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں بڑا ہوا اور مجھ کو دیا ایسی بات کی کہ جس کے لیے کہا جاتا ہو چنانچہ لوگوں نے مجھے اس شخص کا پتہ دیا۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اس نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے پاس چلے آئے میں نے اس شخص کو دیکھا تو وہ عرب کے شیروں میں سے ایک شیر تھا۔ اس کے گھر کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ان کی اونٹ کا بچہ نکال کر کھال کے نیچے کر رہا تھا اور پیٹ کے علاوہ تمام گوشت کھا جاتا صرف اتنا باقی چھوڑتا کہ جس سے میرا پیٹ بھر جائے۔ جب وہ کسی قبیلے پر غارت گری کے لیے جاتا تو مجھ کو قریب چھوڑ دیتا اور کہتا کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرے اور آواز دے تو تم سمجھ جاؤ کہ وہ دشمن ہوں اور میرے ساتھ مل جانا۔ اس طرح ایک عرصے تک میں اس کے ساتھ رہا۔ اس نے میرے لیے کافی دولت جمع کر دی۔ وہ مر گیا تو میں اپنے گھر آیا۔ وہ میری پہلی کمائی تھی اس کے بعد میں اپنی قوم کا سردار ہو گیا اور عرب کے بڑے لوگوں میں میرا شمار ہونے لگا۔"

یہ واقعہ گو معمولی سا ہی تھا لیکن اس کی معاشرت کی بھرپور تصویر ہے اس سے اس دور کے معاشرے کے اس تاریک پہلو پر روشنی پڑتی ہے کہ قبیلے کے لوگوں کو اخلاقی طور پر کسی امر سے کوئی سروکار نہ تھا کہ دولت کہاں سے آئی چونکہ وہ دولت مند تھا اس لیے اسے اپنے قبیلے کی سرداری کا حق پہنچتا ہے اس کے علاوہ دولت کمانے کا آسان طریقہ لوٹ مار اور غارت گری تھا اور اسی طرح یہ واقعہ اس حقیقت کا بھی انکشاف کرتا ہے کہ ذرائع آمد و رفت اور رسل و رسائل کتنے غیر محفوظ تھے۔ اور اسی عہد کی سوسائٹی کی اصل تصویر بھی یہی تھی اور حقیقت علامہ طبری نے اس قسم کے واقعات کو محفوظ کر کے تاریخی تذکرے میں رنگ آمیزی کی ہے۔

عہد صدیقی سے اسلامی فتوحات کا زریں دور شروع ہوا تھا۔ حضرت خالد بن ولید عراق میں مصروف جہاد تھے کہ انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان شام کے محاذ پر جانے کا ملتا ہے۔ حیرہ سے شام کا سفر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا محیر العقول کارنامہ ہے۔ بغیر پانی کے اتنے دور دراز صحرا کا ہفت روزہ صحرائی سفر خود معجزے سے کم نہیں تھا۔ علامہ طبری نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے انہوں نے تمام راستے کی مشکلات اور ان مشکلات پر قابو پانے کا طریقہ بھی بالصراحت سپرد قلم کیا ہے۔

زیر نظر کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آغاز خلافت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات تک کے تمام واقعات جزئیات کی حد تک اتنے بہتر انداز میں پیش کیے گئے ہیں کہ اس عہد کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے علامہ طبری نے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ علامہ طبری نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیاسی زندگی، حلیہ مبارک، نسب، فتوحات جیسے اور آپ کے بعد آپ کا آخری عہد، علامات وصیت، آخری الفاظ، مرض الموت کے اسباب، تجہیز و تکفین، آپ کے والدین، بھائی، ازواج و اولاد نیز عمال، گورنر اور عہد صدیقی کے قاضی، کاتب اور قاضیوں کے نام بالتفصیل تحریر کیے گئے۔

عہد صدیقی رضی اللہ عنہ کا نظام حکومت:

عہد صدیقی میں نظام حکومت وہی رہا جو آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تھا۔ تمام امور کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشوروں سے انجام پاتے تھے ان میں حضرت عمر فاروق، حضرت ابو عبیدہ، حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔

تمام ملک آٹھ صوبوں میں بٹا ہوا تھا ❶ مدینہ ❷ مکہ ❸ طائف ❹ نجران ❺ صنعاء ❻ حضرموت ❼ بحرین

⑤ [illegible] انہوں نے آپ کے مشورے میں [illegible] تھے ان کی [illegible] رسول اللہ ﷺ نے [illegible] بناتے تھے اور ان کو روانہ کرتے وقت انھیں مفید نصائح و ہدایات بھی دیا کرتے تھے۔ چنانچہ عمرو بن العاص کو جو نصیحت فرمائی:

> "ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے ملنے کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کا اجر دوبالا کر دیتا ہے۔ [illegible] بہترین [illegible] ہے [illegible] جو کام خدا کے لیے [illegible] کرتے ہو تم خدا کے راستوں میں سے ایک راستے پر ہو [illegible] جو تمہارے دین کی قوت اور تمہاری حکومت کی حفاظت کا سبب ہے [illegible] غفلت [illegible] اختیار کرنا قابل [illegible] ہے یہی تمہاری طرف سے سستی اور [illegible] نہ ہو۔"

جب شام کی مہم پر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تو انھیں یہ ہدایات دیں:

> "اے یزید! تمہاری قرابت داریاں ہیں شاید تم ان کو ترجیح دو [illegible] حقیقت یہی سب سے بڑا خطرہ ہے جس سے میں ڈرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمانوں کا حاکم مقرر ہو اور ان پر کسی کو بلا استحقاق محض رعایت کے طور پر افسر بنا دے تو اس پر خدا کی لعنت ہے اور خدا اس کا کوئی عذر اور فدیہ قبول نہ فرمائے گا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کر دے گا۔"

مالی نظام:

آپ کے عہد میں گو ایک مکان بیت المال کے نام سے مخصوص تھا مگر وہ بند پڑا رہتا تھا۔ جو کچھ مال غنیمت آتا اسی وقت تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ آپ کی وفات کے وقت بیت المال میں صرف ایک درہم تھا۔ ذرائع آمدنی بھی وہی تھے جو عہد رسالت میں تھے۔ یعنی زکوٰۃ، عشر، جزیہ، خمس [illegible] عہد رسالت کی بہ نسبت آمدنی میں اضافہ [illegible] ایک زکوٰۃ سے [illegible] خراج [illegible] دیا کرتے تھے [illegible] فوج کے [illegible] معاوضہ [illegible] دیتے تھے۔ بہرکیف آپ کے عہد میں آمدنی میں اضافہ ہوا۔ مفتوحہ ملک کی حیثیت صرف عرب کی تھی۔ عراق و شام کے سرحدی علاقے مفتوح ہو چکے تھے اور ان سے [illegible] وصول ہوتی تھی۔ آمدنی کا ایک حصہ فوجی ضروریات کے لیے مخصوص کر لیا جاتا تھا۔ باقی آمدنی مسلمانوں میں تقسیم کر دی جاتی تھی۔

فوجی نظام:

آپ کے عہد میں کوئی باقاعدہ فوج نہ تھی بوقت ضرورت مسلمان خود جمع ہو جاتے۔ البتہ یہ کیا گیا کہ مجاہدین کو قبیلوں اور دستوں میں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ افسروں کی ماتحتی میں دے دیا گیا۔ فوجی ضروریات کے لیے آمدنی میں سے ایک رقم الگ کر لی جاتی تھی جس سے اسلحہ اور سامان جنگ خریدا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے بعض چراگاہیں مخصوص تھیں جن میں فوج کے جانور چرا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کوئی فوج روانہ [illegible] اخلاق اور عمدہ نصیحتیں فرمایا کرتے تھے۔ [illegible] کے [illegible] حقوق [illegible] کے عہد میں [illegible] گئے تھے [illegible] کیا گیا۔

سیرۃ الصدیقؓ

باب ۱

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: عہد خلافت راشدہ

واقعہ سقیفہ

انصار کا اجتماع

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی عمرۃ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے اور سب نے کہا کہ آپ کے بعد ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا لیتے ہیں۔ سعد بیمار تھے انصار ان کو باہر نکال لائے۔ جب سب جمع ہو گئے سعد نے اپنے بیٹے یا کسی بھتیجے سے کہا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں سب لوگوں تک اپنی آواز پہنچا سکوں لہٰذا تم میری بات سن کر سب کو سناتے جاؤ۔ چنانچہ سعد کہتے جاتے تھے اور وہ شخص سن لیتا تھا اور پھر بلند آواز سے تمام حاضرین کو سناتا جاتا تھا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

سعد نے حمد و ثنا کے بعد کہا۔ اے گروہ انصار! دین میں تم کو سبقت حاصل ہے اور اسلام میں تم کو وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب کے کسی دوسرے قبیلے کو حاصل نہیں۔ محمد ﷺ کئی سال تک اپنی قوم کو اللہ رحمان کی عبادت کی دعوت دیتے رہے اور بتوں اور اللہ کے شریکوں کی عبادت سے روکتے رہے مگر چند آدمیوں کے سوا ان کی قوم میں سے کوئی ایمان نہیں لایا۔ وہ اس قدر کمزور تھے کہ وہ ان تمام لوگوں کے مقابلے میں جو ان کو ستاتے تھے نہ تو اپنی حفاظت کر سکتے تھے اور نہ آپ کی حفاظت ہی کر سکتے تھے یہاں تک کہ جب اللہ نے چاہا کہ وہ تم کو فضیلت اور عزت و سعادت کی نعمت سے مخصوص کرے اللہ نے تم کو اپنے اور اپنے رسول پر ایمان لانے کی توفیق سے بہرہ ور کیا، اس نے تم کو ان کی اور ان کے ساتھیوں کی حفاظت اور ان کی اور ان کے دین کی عزت و حمایت کے لیے اور ان کے دشمنوں سے جہاد کرنے کی توفیق دی۔ تم نے اپنے علاوہ سب سے زیادہ ان کی مخالفت کرنے والوں کا مقابلہ کیا اور تم ان کے دشمنوں پر سب سے زیادہ سخت ثابت ہوئے اور ان کے دشمنوں کے مقابلے میں دوسروں کی نسبت زیادہ پرجوش تھے یہاں تک کہ تمام عرب اللہ کے حکم کے سامنے خوشی سے یا ناخوشی سے بادل ناخواستہ جھک گئے اور دور دراز کے لوگوں نے بھی اطاعت قبول کر لی یہاں تک کہ اللہ نے اپنے رسول کے لیے تمہاری تلواروں سے تمام ملک کو سرنگوں کر دیا اور تمہاری تلواروں سے عرب ان کے مطیع ہو گئے اور اللہ نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا اس حالت میں کہ وہ تم سے بہت خوش اور راضی تھے لہٰذا اب سب سے زیادہ تم ہی مستحق ہو، حکومت اپنے قبضے میں لے لو کیونکہ یہ حق تمہارا ہی ہے کسی دوسرے کا نہیں۔

سب نے سعد کی اس تقریر پر اتفاق کرتے ہوئے ان سے کہا کہ آپ کی رائے بالکل درست ہے، ہم آپ ہی کو

تمہیں ترجیح ہے ہم تم کو امیر مانتے ہیں کیونکہ تم ہمارے مسلمہ سردار ہو اور تم ہی تمام مسلمانوں کی نگاہ میں مقبول ہو۔

دو امیر مقرر کرنے کی تجویز

اس تجویز پر بحث ہونے لگی کہ آیا یہ کامیاب ہوگی یا اس کی مخالفت کی جائے گی۔ بعض لوگوں نے کہا اگر مہاجرین اس سے اختلاف کریں اور یہ کہیں کہ ہم مہاجر ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ابتدائی صحابی ہیں، ہم ان کے قبیلے والے ہیں اور رشتہ دار ہیں۔ اب ان کے بعد تم کو اس امارت کے متعلق ہم سے تنازع کرنے کا کیا حق ہے۔ ایک جماعت نے کہا اس وقت ہم یہ تجویز پیش کریں گے کہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو اور اس سے کم ہم کسی بات کے لیے راضی نہ ہوں گے۔ اس تجویز کو سن کر سعد نے کہا کہ یہ پہلی کمزوری کی دلیل ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو اس جلسے کی اطلاع ہوئی وہ رسول اللہ ﷺ کے مکان پر آئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو اندر تھے بلوایا۔ علی رضی اللہ عنہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے دفن کی تیاری میں مصروف تھے۔ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہلا بھیجا کہ میرے پاس باہر آئیے۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں اس وقت مصروف ہوں۔ عمرؓ نے پھر کہلا بھیجا کہ ایک خاص بات پیش آ گئی ہے اس کے لیے تمہاری موجودگی بہت ضروری ہے۔ ابوبکرؓ باہر آئے عمرؓ نے ان سے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ انصار بنو ساعدہ کے سقیفہ میں جمع ہو کر سعد بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں اور سب سے کم خطرناک جو تجویز ان کے کسی شخص نے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ انصار میں سے ایک امیر ہو اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو۔

دونوں شتاب روی سے انصار کے پاس چلے راستے میں ابوعبیدہ بن الجراح مل گئے۔ وہ بھی ساتھ ہو لیے۔ آگے بڑھے تو عاصم بن عدی اور عویم بن ساعدہ ملے انھوں نے ان سے کہا کہ واپس ہو جاؤ تم اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتے، مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور انصار کے مجمع میں پہنچے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقریر کرنے کا ارادہ:

عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم انصار کے پاس پہنچے اثنائے راہ میں اس موقع کے لیے میں نے اپنے دل میں ایک تقریر کا مضمون سوچا تھا کہ انصار کے سامنے اسے بیان کروں گا۔ وہاں پہنچتے ہی میں نے چاہا کہ تقریر کروں مگر ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا ذرا صبر کرو۔ پہلے میں کہہ لوں اس کے بعد جو تمہارا جی چاہے بیان کرنا۔ مگر جو تقریر ابوبکرؓ نے کی وہ ایسی تھی کہ جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ اس سے کہیں زیادہ اس میں ابوبکرؓ نے کہہ دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے حمد و ثنا کے بعد کہا: ''اللہ نے اپنی مخلوقات کے واسطے محمد ﷺ کو اپنا رسول اور اپنی امت کا نگران مقرر کر کے مبعوث فرمایا تاکہ صرف اسی کی پرستش ہو اور اس کی وحدانیت تسلیم ہو حالانکہ اس سے پہلے وہ اللہ کے سوا مختلف معبودوں کی عبادت کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ معبود اللہ کے یہاں ان کے سفارش کرنے والے اور نفع پہنچانے والے ہیں حالانکہ وہ پتھر سے تراشے یا لکڑی سے بنائے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ وَقَالُوْا مَا
نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ﴾

اور وہ قسم قسم کے بتوں کی پرستش کرتے تھے جو نہ ان کو نفع پہنچاتے تھے اور نہ نقصان اور وہ کہتے تھے کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے یہاں ہمارے شفیع ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی صرف اس لیے پوجا کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ہماری سفارش کر کے ہم کو اس کا مقرب بنا دیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ دعویٰ عربوں کو بہت ناگوار ہوا وہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑنا گوارا نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کے لیے مہاجرین اولین کو مخصوص فرمایا جو آپ کی قوم سے تھے انہوں نے آپ کے ساتھ ہر حال میں رہنے کے لیے ثابت قدمی اور صبر سے اپنی قوم کی ایذا رسانی اور تکذیب کے باوجود انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔ حالانکہ سب لوگ ان کے مخالف تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے۔ وہ تعداد میں تھوڑے تھے اور لوگوں کے ظلم اور ان کے خلاف جتھہ بندی کے باوجود وہ اپنی قلت تعداد کی وجہ سے کبھی مرعوب نہ ہوئے اور مخالفین سے نہیں ڈرے وہ پہلے ہیں جنہوں نے اس زمین میں اللہ کی عبادت کی اور اللہ اور رسول پر ایمان لائے وہ رسول اللہ ﷺ کے دوست اور خاندان والے ہیں اور ان کے بعد اس منصب امارت کے وہ سب کے مقابلے میں زیادہ حق دار ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ان کے اس حق میں جو ان سے جھگڑا کرے وہ ظالم ہوگا۔ اب رہے تم انصار! کوئی شخص دین میں تمہاری فضیلت اور سبقت اسلام اور فضیلت کا منکر نہیں ہو سکتا اللہ نے اپنے دین اور اپنے رسول کی حمایت کے لیے تم کو منتخب کیا اور اس لیے وہ تمہارے پاس ہجرت کر کے آئے اس وقت بھی آپ کی اکثر ازواج اور اصحاب تمہارے یہاں ہیں۔ مہاجرین اولین کے بعد تمہارے مقابلے میں ہماری نظر میں کوئی اور اس مرتبہ کا نہیں ہے لہٰذا مناسب ہوگا کہ ہم امیر ہوں اور تم وزیر ہو۔ معاملے میں تم سے مشورہ لیا جائے گا اور بغیر تمہارے اتفاق رائے کے ہم کسی کام کا فیصلہ نہیں کریں گے۔

انصار کی مخالفت

اس کے جواب میں حباب بن المنذر نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے گروہ انصار! تم اس معاملے میں کسی کی بات نہ سنو اور تمہاری ہی حکومت ہے یہ لوگ تمہارے ہی سایہ میں ہیں کسی کو تمہاری مخالفت کی جرأت نہ ہوگی اور لوگ تمہاری رائے سے سرتابی نہیں کریں گے تم عزت والے ثروت والے تعداد والے قوت اور شوکت والے تجربہ کار اور بہادر ہو لوگوں کی نظریں تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں تم اس بات میں اختلاف نہ کرو ورنہ معاملہ خراب ہو جائے گا اور بات بگڑ جائے گی اگر یہ لوگ ہماری بات نہ مانیں تو ایک امیر ہمارا اور ایک امیر تمہارا ہو جائے گا ایک امیر ان میں سے ہو گا۔

حضرت عمرؓ کی تقریر

عمرؓ نے کہا یہ ناممکن ہے ہرگز ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں بخدا عرب اس بات پر راضی نہ ہوں گے کہ وہ تم کو حکومت دیں جب کہ ان کے نبی تمہارے علاوہ دوسرے قبیلے کے تھے۔ ہاں البتہ عرب اس قبیلے کی حکومت تسلیم کرنے میں تامل نہ کریں گے جس میں نبوت تھی اور انہی میں سے ان کے امیر ہونے چاہئیں اور اس کے علاوہ عرب میں سے جو کوئی اس بات کے ماننے سے انکار کرے گا تو اس کے مقابلے میں ہمارے پاس کھلی ہوئی دلیل اور واضح برہان ہوگی کہ محمد ﷺ کی حکومت اور امارت میں کون ہم سے جھگڑا کر سکتا ہے جب کہ ہم آپ کے دوست اور خاندان والے ہیں سوائے اس کے جو باطل پر چلنے والا یا گناہ کا مرتکب یا ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والا ہو۔

حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کی دھمکی:

حباب بن المنذرؓ نے کہا: اے گروہ انصار! تم اس معاملے کو خود تنہا لے لو اور ہرگز اس شخص کی اور اس کے ساتھیوں کی بات نہ سنو، یہ تمہارا حصہ بھی ختم کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ لوگ تمہاری تجویز نہ مانیں تو ان سب کو اپنے ان علاقوں سے خارج البلد کر دو اور تم خود ہی بالکل ان تمام امور کو اپنے ہاتھ میں لے لو کیونکہ بخدا اس امارت کے سب سے زیادہ تم ہی مستحق اور اہل ہو تمہاری تلواروں نے ان تمام لوگوں کو اس دین کا مطیع بنایا ہے جو کبھی مطیع ہونے والے نہ تھے میں اس تمام کام کو بھلائی سے نپٹنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں کیونکہ میں اس کا پورا تجربہ رکھتا ہوں اور میں اس کا اہل ہوں۔ بخدا اگر تم چاہو تو میں ابھی کاٹ چھانٹ کر اس کا فیصلہ کر لیتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا اگر ایسا کرو گے اللہ تم کو ہلاک کرے گا۔ حبابؓ نے کہا بلکہ تم مارے جاؤ گے۔ ابوعبیدہؓ نے کہا اے گروہ انصار! تم وہ جماعت ہو جنہوں نے سب سے پہلے دین کی حمایت و نصرت کی ہے۔ اب یہ نہ ہونا چاہیے کہ سب سے اول تم ہی اس میں تغیر اور تبدیل کرو اور اسلام کی بات بگاڑ دو۔ بشیر بن سعد ابوالنعمان بن بشیر نے کہا اے گروہ انصار! مشرکین سے جہاد اور دین اسلام کی ابتدا میں خدمت کی جو عزت ہمیں حاصل ہوئی ہے اس سے ہمارا مقصد صرف اپنے پروردگار کی رضامندی اور اپنے نبی کی اطاعت تھی ہم اس سے دنیوی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے تو اللہ کا ہم پر ہر طرح کا فضل اور احسان ہے۔ سنو بے شک محمد ﷺ قریشی تھے لہٰذا ان کی قوم اس امارت کی زیادہ مستحق اور اہل ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان سے اس معاملے میں کبھی تنازع نہیں کروں گا اللہ سے ڈرو ان کی مخالفت نہ کرو اور نہ اس معاملے میں ان سے تنازع کرو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تجویز:

ابوبکرؓ نے کہا یہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ موجود ہیں ان میں سے جسے چاہو امیر بنا لو مگر ان دونوں نے کہا کہ آپ کی موجودگی میں ہم ہرگز اس منصب کو قبول نہیں کریں گے کیونکہ تم مہاجرین میں سب سے بزرگ ہو غار میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق رہے ہو اور نماز کی امامت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بنائے گئے ہو اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رکن ہے۔ اس لیے تمہارے ہوتے ہوئے کسی کو یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ اس سے پیش قدمی کرے تم امارت قبول کرو ---- تم اپنا ہاتھ بیعت کے لیے لاؤ۔ جیسے ہی عمرؓ اور ابوعبیدہؓ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے چلے، بشیرؓ بن سعد نے ان سے سبقت کی اور سب سے پہلے انہوں نے ابوبکرؓ کی بیعت کی حباب بن المنذرؓ نے پکارا اے بشیر بن سعد! تم نے اپنی جماعت کی مخالفت میں یہ حرکت کیوں کی؟ کیا تم کو اپنے عزیز سعد کی امارت پر حسد ہوا؟ بشیرؓ نے کہا بخدا ہرگز یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ میں نے اس بات کو گوارا نہیں کیا کہ میں ان لوگوں سے اس معاملے میں تنازع کروں جن کا اللہ نے ان کو ہر طرح سے مستحق بنایا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت:

جب قبیلہ اوس نے دیکھا کہ بشیرؓ بن سعد نے ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور وہ قریش کے اس معاملے میں حامی ہیں اور خزرج سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ جن میں اسیدؓ بن حضیر ان کے نقیب بھی تھے کہ اگر ایک مرتبہ بھی خزرج کو امارت مل گئی تو اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے تم سے مرتبے میں بڑھ جائیں گے اور پھر کبھی وہ حکومت میں تم کو کوئی حصہ نہ دیں گے لہٰذا ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ ہم سب ابوبکرؓ کی بیعت کر لیں چنانچہ ان سب نے کھڑے ہو کر ابوبکرؓ

کی بیعت کر لی اس سے سعد بن عبادہ اور خزرج کے تمام منصوبے جو حکومت حاصل کرنے کے تھے خاک میں مل گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

ابوبکر بن محمد خزاعی سے مروی ہے کہ اسلم کے جو تمام بنو اسلم تھے سب ساتھ آئے ان کی کثرت کی وجہ سے راستے بند ہو گئے یہاں تک کہ ان لوگوں نے ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ جب میں نے اسلم کو آتا ہوا دیکھا مجھے کامیابی کا یقین ہوا۔

سعد بن عبادہؓ کی دھمکی

بقیہ روایت کے سلسلے سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جب ہر طرف سے لوگ آ آ کر ابوبکرؓ کی بیعت کرنے لگے تو قریب تھا کہ وہ سعدؓ کو روند ڈالتے۔ ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ سعدؓ کا بچاؤ کرو ان کو مت روندو۔ عمرؓ نے کہا اٹھا لے جاؤ مرے اس کو قتل کر دو اور خود ان کے سرہانے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا میں چاہتا ہوں کہ تم کو روند کر ہلاک کر دوں۔ سعدؓ نے عمرؓ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا بخدا اگر اس کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو تمہارے منہ میں ایک دانت نہ رہے گا۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ خاموش رہو اس موقع پر نرمی برتنا زیادہ سود مند ہے۔ عمرؓ نے سعدؓ کا پیچھا چھوڑ دیا۔ سعدؓ نے کہا کہ اگر مجھ میں اٹھنے کی بھی طاقت ہوتی تو میں تمام مدینے کی گلی کوچوں کو اپنے حامیوں سے بھر دیتا کہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ہوش و حواس جاتے رہتے اور بخدا اس وقت میں تم کو ایسی قوم کے حوالے کر دیتا جو میری تابع تھی نہ کہ میں ان کا تابع تھا۔ اچھا اب مجھے یہاں سے اٹھا لے چلو۔ ان کے آدمیوں نے ان کو اٹھا کر ان کے گھر میں پہنچا دیا۔ چند روز ان سے تعرض نہیں کیا گیا اس کے بعد ان سے کہلا بھیجا گیا کہ چونکہ تمام لوگوں نے اور خود تمہاری قوم نے بھی بیعت کر لی ہے تم بھی آ کر بیعت کرو۔ سعدؓ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ میں تمہارے مقابلے میں اپنا ترکش خالی نہ کر دوں اپنے نیزے کو تمہارے خون سے رنگین نہ کر لوں اور اپنی تلوار سے جس پر میرا بس چلے وار نہ کر لوں اور جب تک میرے گھر والوں اور اپنی قوم کے ان افراد کے ساتھ جو میرا ساتھ دیں تم سے نہ لڑ لوں بیعت نہیں کروں گا خدا کی قسم ہے کہ اگر انسانوں کے ساتھ جن بھی تمہارے ساتھ ہو جائیں تب بھی جب تک کہ میں اپنے معاملے کو اپنے رب کے سامنے پیش نہ کر لوں بیعت نہیں کروں گا۔

حضرت عمرؓ کا سعد بن عبادہؓ کی بیعت پر اصرار

ابوبکرؓ کو جب یہ جواب دیا گیا تو عمرؓ نے ان سے کہا بغیر بیعت لیے ان کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ مگر بشیر بن سعدؓ نے کہا چونکہ ان کو اپنے انکار پر اصرار ہے اس لیے جب تک یہ قتل نہ ہو جائیں گے ہرگز تمہاری بیعت نہیں کریں گے اور یہ قتل نہیں ہو سکتے جب تک ان کی اولاد ان کے خاندان والے اور ان کے قبیلے کے کچھ لوگ بھی ان کے ساتھ کام آ جائیں۔ وہ تنہا مقتول نہ ہوں گے اس لیے مناسب ہے کہ ان کو چھوڑ دو تنہا یہ ان کے چھوڑ دینے سے تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا اور بشیر بن سعدؓ کی رائے کو قبول کر لیا۔ مگر چونکہ بیعت کے معاملے میں ان کا طرز عمل معلوم ہو چکا تھا اس لیے ان کی اس رائے کو خلوص پر مبنی سمجھا۔ اس کے بعد سے سعدؓ نہ ابوبکرؓ کی امامت میں نماز پڑھتے تھے اور نہ جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ حج میں بھی ان کے ساتھ مناسک ادا نہ کرتے تھے۔ ابوبکرؓ کے انتقال تک ان کی یہی روش رہی۔

ضحاک بن خلیفہ کی روایت:

ضحاک بن خلیفہ سے مروی ہے جب انصار کی تقریر ختم ہوئی حباب بن منذرؓ نے کھڑے ہو کر تلوار نکال لی اور کہا کہ میں بھی اس کا حقدار ہوں اور مجرب ہوں میں شیر ببر ہوں اور شیر کی کچھار میں ہوں اور شیر کا بچہ ہوں۔ عمرؓ نے اس پر حملہ کیا اس کے ہاتھ پر وار کیا، تلوار گر پڑی عمرؓ نے اسے اٹھا لیا اور پھر سعد پر جھپٹے اور لوگ بھی سعد پر جھپٹے اب سب نے باری باری آ کر بیعت کی سعدؓ نے بھی بیعت کی اس وقت عہد جاہلیت کا سا منظر پیش آیا اور تو تو میں میں ہونے لگی ابوبکرؓ بھی ان سے دور رہے۔ جس وقت سعدؓ پر لوگ چڑھ گئے کسی نے کہا کہ تم لوگوں نے سعدؓ کو روند ڈالا عمرؓ نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے وہ منافق ہے عمرؓ کی تلوار کی دھار کے سامنے ایک پتھر آ گیا اور اس کی ضرب سے وہ قطع ہو گیا۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ اس روز سعد بن عبادہؓ نے ابوبکرؓ سے کہا اے گروہ مہاجرین! تم نے میری امارت پر حسد کیا اور تم نے اور میری قوم نے مجھے بیعت پر مجبور کر دیا۔ مہاجرین نے جواب دیا کہ اگر ہم نے تم کو جماعت سے علیحدگی پر مجبور کیا ہوتا اور اس کے بعد تم خود جماعت میں شامل ہو جاتے تو اس وقت تم کو اس شکایت کا موقع تھا مگر اب تو ہم نے تم کو جماعت کی شرکت پر مجبور کیا ہے اس میں تم کو کیا وجہ شکایت ہو سکتی ہے اس سے مفر نہیں اور اگر تم نے اطاعت اور جماعت سے علیحدگی اختیار کی تو ہم تم کو قتل کر دیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے روز ابوبکرؓ نے منادی کرا دی کہ اسامہؓ کی مہم پایہ تکمیل کو پہنچے اور ان کی فوج کے جس قدر افراد مدینہ میں ہوں وہ سب جرف میں ان کے پڑاؤ کو چلے جائیں۔ پھر انہوں نے تمام مسلمانوں کے سامنے تقریر کی اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو! میں بھی تمہارے جیسا ایک مسلمان ہوں میں نہیں جانتا کہ آیا تم مجھ سے ایسی باتوں کی توقع رکھتے ہو جنہیں رسول اللہ ﷺ آسانی سے پورا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ اللہ نے محمد ﷺ کو تمام اہل عالم کے لیے منتخب کیا تھا اسی نے ان کو آفات سے محفوظ رکھا تھا۔ میں صرف پیرو ہوں بانی نہیں اگر میں راہ راست پر قائم رہوں تم میری اتباع کرنا اگر بھٹک جاؤں مجھے سیدھا کر دینا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس امت میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا ذرا سا بھی حق ان کے ذمہ باقی ہو۔ سن لو کہ میرا شیطان مجھے گمراہ کرتا ہے ایسی صورت میں اگر میں اس کے اغوا میں آ جاؤں تم مجھ سے علیحدہ ہو جانا اس وقت میرا تم پر کوئی حق نہ رہے گا تم ہر وقت موت کے سایہ میں جیتے پھر رہے ہو مگر اس کا وقت تم کو معلوم نہیں بہتر ہے کہ زندگی کا ہر لمحہ نیک کاموں میں بسر ہو مگر یہ بات توفیق الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی لہٰذا تم کو کوشش یہ کرنا چاہیے کہ قبل اس کے کہ موت کسی کے مواقع ختم کر دے تم نیک اعمال کر لو۔ بعض قوموں نے اپنی زندگی میں موت کو بھلا دیا اور دوسروں کو عمل صالح کا موقع دے گئیں تم ان جیسے نہ ہو جانا عمل صالح کے لیے پوری کوشش کرو موت سے ڈرو اور نجات کے طالب بنو موت تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور وہ تم کو طلب کر رہی ہے کہ وہ اچانک کب آ جائے اس سے ڈرتے رہو اپنے بزرگوں اولاد اور بھائیوں کی موت سے عبرت حاصل کرو زندوں کی حرص و ہوس نہ کرو بلکہ مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو۔

ایک اور تقریر میں ابوبکرؓ نے حمد و ثنا کے بعد کہا اللہ صرف ان اعمال کو قبول کرتا ہے جو صرف اس کے لیے کیے جائیں تمہارا

تم صرف اللہ کے لیے عمل کرو اور سمجھو کہ جو کام تم محض اللہ کے لیے کرو گے وہ اس کی حقیقی اطاعت ہوگی وہ حقیقی کامیابی کی طرف قدم ہوگا اور یہ وہ اصلی حصہ ہوگا جو اس دنیائے فانی میں تم آخرت باقی کے لیے مہیا کرو گے جو تمہاری ضرورت کے وقت کام آئے گی اے اللہ کے بندو! تم میں سے جو مر گئے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور جو تم سے پہلے گزر گئے ان پر غور کرو کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں۔ کہاں ہیں وہ جابر و قہر کرنے والے کہاں ہیں وہ جن کی میدان جنگ کی شجاعت اور فتح مندی کی داستانیں مشہور ہیں جن سے عالم میں ایک تہلکہ پڑ گیا تھا۔ آج وہ خاک ہو چکے اور ان کے متعلق صرف باتیں ہی باتیں رہ گئیں اور ظاہر ہے کہ بروں کی برائیاں ہی مذکور ہیں۔ وہ بادشاہ کہاں گئے جنہوں نے زمین کو جوتا اور آباد کیا وہ مٹ گئے اور آج کوئی ان کا نام تک نہیں لیتا گویا کہ وہ کبھی تھے ہی نہیں۔ اللہ نے ان کی بداعمالیوں کی سزا میں ان کو برباد کر دیا اور ان کی تمام لذتیں ختم ہو گئیں۔ وہ چل بسے ان کی برائیاں باقی رہ گئیں اور ان کی دنیا دوسروں کے قبضے میں چلی گئی ہم ان کے جانشین ہوئے اگر ہم نے ان کی حالت سے عبرت حاصل کی تو ہم نجات پا جائیں گے اور اگر ہم ان کی کامیاب دنیاوی زندگی سے دھوکے میں آ گئے تو ہماری بھی وہی درگت ہوگی جو ان کی ہوئی۔ وہ حسین آج کہاں ہیں جو اپنی جوانی پر اتراتے تھے وہ سب خاک میں مل کر خاک ہو چکے اور صرف ان کی بداعمالیوں کی حسرت ان کی دامن گیر باقی ہے۔ وہ لوگ کہاں گئے جنہوں نے شہر بسائے اور ان کے گرد فصیلیں بنائیں اور دنیا کے عجائبات ان شہروں میں جمع کیے۔ وہ ان سب کو اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑ گئے آج ان کے محل برباد ہیں اور وہ قبر کی تاریکی میں بے نام و نشان پڑے ہوئے ہیں۔ تمہاری اولاد اور تمہارے دوست اور اعزہ کہاں ہیں؟ ان کو موت آ گئی اور اب ان کو اپنے اعمال کی جواب دہی کرنا پڑی ہوگی۔ سن لو اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ بلا سبب کے بھلائی کرتا ہے اور بغیر اس کی اطاعت اور حکم کی اتباع کے کوئی ضرر اس کی مخلوق سے دور نہیں ہوتا اور سمجھ لو کہ تم مقروض غلام ہو اور بغیر اس کی اطاعت کے تم آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔ کوئی بھلائی نہیں جس کا نتیجہ دوزخ ہو اور کوئی برائی برائی نہیں جس کا نتیجہ جنت ہو۔

جیش اسامہ بن زیدؓ کی روانگی کا حکم:

ہشام بن عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جب ابوبکرؓ کی بیعت ہوگئی اور انصار نے بھی اختلاف کے بعد ان کی بیعت کر لی ابوبکرؓ نے کہا کہ اسامہؓ کی مہم پوری ہونی چاہیے اس وقت حالت یہ ہوگئی تھی کہ تمام عرب کے قبائل یا تو سب کے سب مرتد ہو چکے تھے یا ان میں سے کچھ لوگ مرتد ہو چکے تھے۔ بہرحال کوئی بھی قبیلہ مسلمان نہیں رہا تھا ہر طرف نفاق پھوٹ پڑا تھا اور اب یہود و نصاریٰ بھی للچائی ہوئی نظروں سے مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے اور خود مسلمانوں کی حالت نبی ﷺ کی وفات اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کی وجہ سے ان بھیڑ بکریوں کی سی ہوگئی تھی جو موسم سرما کی برساتی رات میں بغیر ان کے نگران کے ہوں۔ صحابہ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ دیکھیے صرف یہی مسلمان ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں عربوں کی ارتداد کی جو حالت ہے وہ آپ پر روشن ہے اس لیے اب یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ مسلمانوں کی اس جماعت کو اپنے سے علیحدہ کریں۔ ابوبکرؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک شخص بھی نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ ہو کہ درندے مجھے اٹھا لے جائیں گے تب بھی اسامہؓ کی فوج کی روانگی کے کام کو ضرور اسی طرح پورا کروں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے اور اگر تمام بستیوں میں میرے سوا اور کوئی نہ رہے تو صرف میں تنہا آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔

نیز ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ نے مدینے کے گرد کے ان قبائل کو جو حدیبیہ کے موقع پر اس وقت سے اپنے گھروں کو چھوڑ گئے تھے جمع کیا وہ مدینہ آ گئے اور اہل مدینہ اسامہؓ کی مہم میں روانہ ہو گئے تو ان قبائل میں سے جن کو عمرہ کو جانے کی اجازت ملی تھی اور جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی خود اپنے قبائل کی چوکیداری پر متعین کر دیا۔

جیش اسامہؓ بھیجنے کی مخالفت

حسن بن ابی الحسن البصری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے اہل مدینہ اور حوالی مدینہ سے ایک مہم مقرر کی اس میں عمر بن الخطاب بھی تھے اور اسامہ بن زیدؓ کو اس فوج کا امیر مقرر کیا یہ ابھی پوری طرح خندق کو پار نہیں کرنے پائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اسامہؓ سب کے ساتھ ٹھیر گئے اور انہوں نے عمرؓ سے کہا کہ تم جاؤ اور خلیفہ رسولؐ سے میری واپسی کی اجازت لے کر آؤ کیونکہ تمام اکابر اور بہادر مسلمان میرے ساتھ ہیں اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور آپ کے اہل و حرم اور مسلمانوں کے متعلقین کی جانوں کا اندیشہ ہے کہ کہیں مشرک اچانک سب کو قتل نہ کر دیں۔ اس مہم کے انصاریوں نے عمرؓ سے کہا کہ اگر خلیفہ رسول اللہ ﷺ واپسی کی اجازت نہ دیں اور ہمیں جانے پر اصرار کریں تو تم ان سے ہماری طرف سے کہنا کہ وہ ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہؓ سے زیادہ ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جیش اسامہؓ بھیجنے کا فیصلہ:

اسامہؓ کے حکم سے عمرؓ مدینہ آئے اور ابوبکرؓ سے آ کر اپنے آنے کی غرض بیان کی اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی درخواست سنائی۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر کتے اور بھیڑیے تنہائی کی وجہ سے مجھے کھا لیں تب بھی میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کو رد نہیں کروں گا۔ عمرؓ نے کہا اور انصار نے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ ان کا امیر کسی اور ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہؓ سے بڑا ہو۔ یہ سن کر تو ابوبکرؓ جو بیٹھے ہوئے تھے غصے سے اچھل پڑے اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ کر کہا اے ابن الخطاب! اللہ تمہاری ماں کا برا کرے کہ تم مر جاتے بھلا جس شخص کو رسول اللہ ﷺ نے اس منصب پر فائز کیا ہے تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اسے علیحدہ کر دوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مجاہدین کو خطاب

عمرؓ باہر نکل کر اپنی فوج میں آئے انہوں نے پوچھا کیا کر آئے عمرؓ نے کہا اللہ تمہاری ماؤں کو تم سے محروم کر دے جاؤ آگے بڑھو خلیفہ رسول اللہ ﷺ کے یہاں تمہاری درخواست منظور نہیں ہوئی اس کے بعد خود ابوبکرؓ مدینے سے اس مہم کے پاس آئے اور انہوں نے اسے روانہ کیا اور خود پیدل اس کی مشایعت کی اسامہؓ اونٹ پر سوار تھے اور عبدالرحمن بن عوفؓ ابوبکرؓ کے گھوڑے کو تھامے ہوئے ساتھ چل رہے تھے۔ اسامہؓ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر جاتا ہوں ابوبکرؓ نے کہا یہ دونوں باتیں نہیں ہوں گی نہ تم اترو گے اور نہ میں سوار ہوں گا میں اس وقت اس لیے پیدل چل رہا ہوں تاکہ اللہ کی راہ میں کچھ دیر تک پیدل چل کر اپنے قدم خاک آلود کر لوں کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے عوض میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں سات سو درجے بڑھ جاتے ہیں اور اس کی سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں پھر چلتے چلتے جب وہ تھم گئے انہوں نے اسامہؓ سے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو عمرؓ کو میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ اسامہؓ نے کہا بہتر ہے ان کو رہنے دیجئے۔ پھر ابوبکرؓ نے ساری فوج سے کہا ذرا ٹھیرو تاکہ میں دس باتوں کی تم کو نصیحت کروں ان کو اچھی طرح یاد رکھو خیانت نہ کرنا غنیمت میں چوری نہ کرنا بدعہدی نہ کرنا مثلہ نہ کرنا (اعضاء نہ [illegible]

کرنا، کسی چھوٹے بچے، بوڑھے مرد اور عورت کو قتل نہ کرنا، کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا اور نہ جلانا، کسی ثمر دار درخت کو قطع نہ کرنا، سوائے کھانے کی ضرورت کے بکری، گائے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنا، تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو ترک دنیا کر کے خانقاہوں میں بیٹھے ہیں ان سے کوئی تعارض نہ کرنا۔ بعض لوگ تمہارے لیے کھانوں کے خوان لائیں گے اگر تم اس میں سے کچھ کھاؤ تو چاہیے اللہ کا نام لے کر کھانا، ایسے لوگوں سے تمہارا سامنا ہوگا جن کی سر کی چندیا صاف ہوگی اور اس کے گرد بالوں کی پٹی سی ہوگی ایسے لوگوں کی تلوار سے چندیا صاف کر دینا، اچھا اب اللہ کا نام لے کر جاؤ، اللہ تم کو ہر زخم سے، کسی ضرب اور طاعون سے حفاظت کرے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس موقع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ جرف تک گئے اور انہوں نے اسامہ اور ان کی مہم کے ساتھ کچھ دور چلے اور پھر اسامہ سے کہا کہ عمر کو میرے پاس چھوڑ دو، اسامہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش مان لی، ابوبکر نے اسامہ سے کہا کہ تم اپنی اس مہم میں جو نبی ﷺ نے ہدایات کی ہیں ان کی پوری تعمیل کرنا، سب سے پہلے قضاعہ کے علاقے سے شروع کرنا، پھر آبل جانا، رسول اللہ ﷺ کے احکام کی تعمیل میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرنا مگر اس کے ساتھ آپ کی وفات کی وجہ سے جو تاخیر ہوگئی اس کی وجہ سے عجلت نہ کرنا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا آبل پر حملہ:

اسامہ تیزی سے سفر کرتے ذی المروہ اور وادی آئے اور یہاں سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے احکام کے مطابق آبل قضاعہ کی طرف اپنے رسالے روانہ کئے اور آبل پر چھاپہ مارا، اس کارروائی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کو کوئی جانی نقصان نہیں اٹھانا پڑا اور ان کو غنیمت ملی، اس کارروائی میں سوائے اس وقت کے جو تمام راستے میں آنے جانے میں صرف ہوا چالیس دن صرف ہوئے۔ غزوہ بالا وغیرہ کے متعلق علماء اخبار سابقین سے بھی اسی کے مثل بیان منقول ہے۔

* * *

باب ۲

مدعی نبوت اسود عنسی کا قصہ

اہل یمن کا قبول اسلام

جب باذان اور تمام اہل یمن اسلام لے آئے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن کی خبر آئی تب آپ نے باذان کو تمام یمن کا ان کو حاکم مقرر فرمایا۔ آپ نے ان کی تمام زندگی میں باذان ہی کو اس خدمت پر قائم رکھا۔ جب باذان نے اپنا ... ان کے انتقال کی خبر ملی اور یمن کی امارت ان کو شریک فرمایا۔ باذان کا انتقال ہو گیا تو ان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے عہدے کو چند اشخاص میں تقسیم کر دیا۔

شہر بن باذان:

عبید بن صخر بن لوذان السلمی انصاری سلمی سے جو خود ان اصحاب میں تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے باذان کی وفات کے بعد یمن اور ... سے نادیہ کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے یمن کے عاملوں کے ساتھ بھیجا تھا مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باذان کے بعد ان کی امارت شہر بن باذان، عامر بن شہر ہمدانی، عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ اشعری، خالد بن سعید بن العاص، طاہر بن ابی ہالہ، یعلیٰ بن امیہ اور عمرو بن حزم کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ آپ نے حضرموت پر زیاد بن لبید البیاضی کو عامل مقرر کیا۔ قبائل سکاسک، سکون اور معاویہ بن کندہ پر عکاشہ بن ثور بن اصغر الغوثی کو عامل مقرر کیا اور معاذ بن جبل کو یمن اور حضرموت دونوں کا معلم مقرر فرمایا۔

امارت یمن پر عاملوں کا تقرر:

قرہ بن السلیل سے مروی ہے کہ جب حجۃ الاسلام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس ہوئے تو آپ نے یمن کی امارت اپنی مرضی اور رائے کے مطابق تقسیم کر دی اور ہر ایک کو ان کے خاص خاص علاقوں کا عامل مقرر فرمایا۔ اسی طرح آپ نے حضرموت کی امارت کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا اور ہر ایک پر ایک صاحب کو علیحدہ علیحدہ امارت پر مقرر کیا۔ عمرو بن حزم کو نجران کا امیر مقرر کیا تھا۔ خالد بن سعید بن العاص کو نجران، رمع اور زبید کے مابین علاقے پر، عامر بن شہر کو ہمدان کا والی مقرر کیا۔ صنعا پر ابن باذان کو مقرر کیا۔ طاہر بن ابی ہالہ کو عک اور اشعریوں کا، ابو موسیٰ اشعری کو مارب کا اور جند پر یعلیٰ بن امیہ کو مقرر کیا۔ معاذ بن جبل یمن اور حضرموت کے ان تمام صوبوں کے معلم تھے۔ وہ ان سب مقامات کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح حضرموت پر آپ نے مختلف عامل مقرر کیے۔ سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن ثور کو عامل مقرر کیا اور معاویہ بن کندہ پر عبداللہ یا مہاجر کو عامل مقرر کیا مگر اس وقت یہ دونوں مدینہ ہی میں تھے، یہ روانہ نہ ہوئے تھے اور پھر ابو بکرؓ نے ان کو اس خدمت پر بھیجا۔ حضرموت پر رسول اللہ ﷺ نے زیاد بن لبید البیاضی کو عامل مقرر کیا تھا جو مہاجر کا کام بھی کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت یہ تمام آپ کے یمن اور حضرموت کے عامل تھے۔ سوا ان کے جو اسود کے مقابلے میں شہید ہو گئے یا فوت ہو گئے جیسے باذان کہ ان کی موت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے کام کو کئی آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ اور جب باذان کے بیٹے شہر بن باذان کو اسود نے قتل کر دیا۔ کی روایت دوسرے صفحے سے آگے آ رہی ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عنسی کے مقابلے میں عامر بن شہر ہمدانی نے اپنی سمت سے ان کے ساتھ جنگ

قدمی کی پھر فیروز، داذویہ نے اپنی سسرال سے پیش قدمی کی اس کے بعد قیس ان تمام امراء نے جن کو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے لکھا تھا۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں اسود کے مقابلے کی تیاری کی۔

اسود عنسی کا خروج:

عبید بن صخر سے مروی ہے کہ ہم جند میں تھے ہم نے وہاں کے باشندوں کا نہایت معقول انتظام کر لیا تھا اور ان کے لیے ان سے معاہدے لکھوا لیے تھے اتنے میں اسود کا خط ہمارے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ "اے لوگو! جو ہمارے ملک میں گھس آئے ہو ہمارے علاقے کو جس پر تم نے قبضہ کر لیا ہے ہمارے حوالے کر دو اور جو کچھ تم نے جمع کیا ہے وہ ہمیں دے جاؤ کیونکہ ہم اس کے حقدار ہیں اور تم کو کوئی حق نہیں ہے"۔ ہم نے اس کے ایلچی سے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو اس نے کہا کہ خبان سے۔ اس کے بعد اسود نے نجران کا رخ کیا اور اپنے خروج کے دس روز کے بعد اس نے اس پر جا کر قبضہ کر لیا مذحج کے عوام اس کے ساتھ ہو گئے ہم سب اپنی حالت پر غور کر رہے تھے اور اپنی جماعت کو جمع کر رہے تھے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ اسود شعوب میں آ گیا ہے۔ شہر بن باذام اس کے مقابلے پر نکل چکے تھے یہ اسود کے خروج سے بیس راتوں کے بعد کا واقعہ ہے ہم ان دونوں کے مقابلے کے نتیجے کے منتظر تھے کہ دیکھیں کسے شکست ہوتی ہے کہ ہمیں خبر ملی کہ اسود نے شہر کو قتل کر ڈالا اور ابناء کو شکست ہوئی اور اس نے اپنے خروج سے پچیس راتوں کے بعد صنعاء پر قبضہ کر لیا۔ معاذ نے راہ فرار اختیار کی وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو مارب میں تھے آئے وہ دونوں یمن چھوڑ کر حضرموت میں داخل ہو گئے معاذ قبیلہ سکون میں ٹھہر گئے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سکاسک کے پاس اس علاقے میں جو مفضر اور مفازہ اور نجران کے اور مارب کے درمیان تھے منتقل ہو کر ٹھہر گئے عمرو اور خالد کے علاوہ اور بقیہ تمام امراء یمن طاہر کے پاس چلے آئے البتہ وہ دونوں مدینہ پلٹ گئے۔

اہل یمن کی ہمنوائی:

طاہر اس وقت صنعاء کے گرد عک کے علاقے کے وسط میں مقیم تھے اس وقت تک حضرموت کے صحرا سے لے کر طائف کے علاقے سے عدن کی جانب بحرین تک علاقہ اسود کے قبضے میں آ چکا تھا۔ تمام یمن اس کے ساتھ ہو گیا تھا البتہ قبائل عک تہامہ میں اس کے مخالف تھے اس کی کیفیت ایک جنگل میں لگی ہوئی آگ کی سی تھی کہ جدھر اس نے رخ کیا سب کو جلا دیا۔ شہر سے مقابلے کے وقت اس کے ساتھ شتر سواروں کے علاوہ سات سو شہسوار تھے اس کے سرداران فوج میں قیس بن عبد یغوث المرادی، معاویہ بن قیس الجنبی، یزید بن محرم، یزید بن حصین الحارثی اور یزید بن افکل الازدی نامی سردار تھے اس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس کی شوکت بہت بڑھ گئی سواحل میں سے عثر، شرجہ، حرہ، غلافقہ، عدن اور جند پر اس کا قبضہ ہو گیا تھا ممالک میں صنعاء سے لے کر طائف کی جانب احسیہ اور علیب تک کا علاقہ اس کے قبضے میں تھا۔ مسلمانوں نے اس سے نرمی کی درخواست کی اور ان عاملوں کی اور مرتدین نے اس سے کفر اور اسلام سے رجعت کے وعدے پر معاملہ کر لیا مذحج میں اس کا نائب عمرو بن معدی کرب تھا اسی طرح اس نے اپنے امور سلطنت کو کئی آدمیوں کو تفویض کیا تھا۔

قیس بن عبد یغوث:

چنانچہ اس کی فوج کا سپہ سالار قیس بن عبد یغوث تھا ابناء کی سرداری فیروز اور داذویہ کے سپرد کی گئی مگر جب اسود کی حکومت اچھی

طرح جم گئی اس نے قیس فیروز اور داذویہ کی اہانت کی اور دوسری طرح اس نے شہر کی بیوی سے جو فیروز کے چچا کی بیٹی تھی شادی کر لی ہم اس پریشانی میں حضر موت میں مقیم تھے اور ہمیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ اسود یا خود ہم پر چڑھائی کرے گا یا ہمارے مقابلے پر فوج بھیجے گا یا خود حضر موت میں کوئی شخص اسود کی طرح نبوت کا دعویٰ کرنے کے لیے خروج کرے گا ہم پریشان اور حیران ہو رہے تھے معاذ بن جبلؓ نے بنو بکرہ کی جو سکون کا ایک خاندان ہے رملہ نامی ایک عورت سے نکاح کیا تھا جبکہ بنی زنبل اس عورت کے ننھیال تھے اس کی ننھیالی رشتہ کی وجہ سے ان لوگوں نے ہم پر شفقت کی اور ہمیں اپنے یہاں ٹھہرایا معاذؓ اس عورت کے شیفتہ تھے یہاں تک کہ بعض مرتبہ اللہ سے دعا مانگتے تھے کہ خداوند قیامت کے دن مجھے قبیلہ سکون کے ساتھ اٹھانا اور کبھی ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے تھے اس اثنا میں نبی ﷺ کے مراسلے ہمیں ملے جن میں ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ان خطوں میں ہم اسود کے مقابلے کے لیے جس تدبیر سے کام نکلنے کے لیے آدمی بھیج دیں اور ہر شخص کو جس سے خیر و بھلائی کی توقع تھی رسول اللہ ﷺ کا یہ پیام پہنچادیں۔ معاذ بن جبلؓ فوراً اس حکم کی تعمیل کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کام کو اس خوبی سے انجام دیا کہ اب ہمیں پوری پوری قوت کا احساس ہوا اور کامیابی کا یقین ہوا۔

اسود اور قیس بن عبد یغوث میں کشیدگی:

جشیش بن الدیلمی سے مروی ہے کہ وبر بن یحنس رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر ہمارے پاس آئے اس خط میں آپ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں اور لڑائی یا حیلے سے اسود کے خلاف جنگی کارروائی کریں نیز ہم آپ کے پیام کو ان لوگوں کو بھی پہنچادیں جو اس وقت اسلام پر ثابت قدم اور دین کی حمایت کے لیے آمادہ ہیں ہم نے عمل کیا مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ اسود کے خلاف کامیاب ہونا بہت دشوار ہے مگر اسی زمانے میں ہمیں خبر ملی کہ اسود اپنے سپہ سالار قیس بن عبد یغوث سے مشتبہ ہو گیا ہے ہم نے خیال کیا کہ اس صورت میں اب قیس کو خود اپنی جان کا خوف ہوگا لہٰذا اگر ہم اسے دعوت دیں تو وہ فوراً منظور کر لے گا ہم نے اسے دعوت دی پوری کیفیت سنائی اور رسول اللہ ﷺ کا پیام اسے پہنچایا وہ اس بات سے اس قدر خوش ہوا کہ گویا اس کے دل کی بات تھی جو آسمان سے نازل ہوئی وہ اسود کے برتاؤ سے بہت ہی کبیدہ خاطر تھا اس نے فوراً ہماری بات منظور کر لی وبر بن یحنس بھی ہمارے پاس آگئے ہم نے اور لوگوں سے مراسلت کی اور دعوت دی شیطان نے اس کارروائی کی بھنک اسود کو پہنچائی۔

قیس بن عبد یغوث کی طلبی:

اس نے قیس کو طلب کر کے کہا سنتے ہو یہ فرشتہ کیا کہہ رہا ہے قیس نے پوچھا وہ کیا اسود نے کہا وہ کہتا ہے کہ تم نے قیس کی عزت کی اس کا درجہ بڑھایا اور جب اس نے تمہارے دربار میں پورا دخل حاصل کر لیا اور تمہاری طرح وہ معزز اور متمکن ہو گیا وہ تمہارے دشمن سے جا ملا تمہاری حکومت کے درپے اور بدعہدی پر کمربستہ ہو گیا اے اسود تم فوراً اس کا سر قلم کر کے اس کا لباس اتار لو ورنہ وہ خود تمہارا سر قلم کر کے تمہارا لباس اتار لے گا۔

قیس بن عبد یغوث کی اسود کو یقین دہانی:

قیس نے اس کے جواب میں قسم کھا کر کہا یہ شیطان بالکل دروغ بیانی کر رہا ہے میرے دل میں آپ کی اس قدر عظمت اور وقعت ہے کہ میں آپ کے متعلق اپنے دل سے کبھی کوئی بات نہیں کر سکتا اسود نے کہا تم بھی کس قدر برے ہو کہ فرشتے کو جھٹلاتے ہو

بیشک فرشتے نے جو بات مجھ سے کہی وہ سچی ہے مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ تم سچے ہو یہ بالکل اور اب تو چونکہ تمہاری صداقت کا راز آشکارا ہو گیا۔

قیس وہاں سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا اے جشیش! اے فیروز! اے دادویہ! اسود نے یہ بات کہی اور میں نے اس کا یہ جواب دیا اب بتاؤ کیا کریں۔ ہم نے کہا ہم کو بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالنی چاہیے۔ ہم اسی خوف و ہراس کی حالت میں تھے کہ اسود نے ہمیں طلب کیا اور کہا کیا میں نے تم لوگوں کو تمہاری قوم پر شرف نہیں دیا اور اب مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ میرے خلاف سازش کر رہے ہو ہم نے کہا اس مرتبہ آپ ہمیں معاف کر دیں اسود نے کہا اچھا اب دوبارہ کوئی شکایت مجھ تک نہ آنے پائے ورنہ میں معاف نہیں کروں گا اس طرح ہماری جان بچی حالانکہ ہم ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے مگر اب بھی وہ ہماری اور قیس کی طرف سے مشتبہ تھا اور خود ہم اس کی طرف سے خائف تھے اتنے میں ہمیں معلوم ہوا کہ عامر بن شہر، ذی زود، ذی مران، ذی الکلاع اور ذی ظلیم اسود کے مقابلے پر آمادہ ہو گئے ہیں انہوں نے ہم سے مراسلت کی اور مدد کا وعدہ کیا ہم نے ان کو اس کا جواب لکھا اور خواہش کی کہ تاوقتیکہ ہم آخری تصفیہ کر کے اطلاع نہ دیں وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کریں لیکن رسول اللہ ﷺ کے خط کے موصول ہونے کی وجہ سے اب ان کو اسود کے خلاف کارروائی کرنا ضروری ہو گیا تھا۔

اسود کے خلاف منصوبہ:

جس طرح رسول اللہ ﷺ نے نجران کے تمام باشندوں کو جن میں عرب اور غیر عرب سب شامل تھے اسود کے معاملے کے متعلق لکھا تو ان کے ساتھ شریک ہوتے ہوئے اپنے دین پر قائم رہے اور ایک جگہ سب اکٹھا ہو گئے اس کا اسود پر برا اثر ہوا اور اسے اپنی موت نظر آنے لگی مجھے ایک بات سوجھی میں اس کی بیوی کے پاس گیا میں نے اس سے کہا اے بنت عم! تم جانتی ہو کہ اس شخص کی وجہ سے تمہاری قوم کو کیا مصیبت اٹھانا پڑی ہے اس نے تمہارے شوہر کو قتل کر دیا تمہاری قوم والوں کو قتل و غارت کیا اور جو باقی بچے ان کی اہانت کی اور تمہاری عورتوں کی رسوائی کی کیا اس کے خلاف ہمارا ساتھ دو گی اس نے کہا کس بات میں؟ میں نے کہا اس کے اخراج میں آزاد نے کہا یا اس کے قتل میں میں نے کہا اچھا قتل ہی سہی اس نے کہا ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں بخدا اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ میں اسے برا سمجھتی ہوں۔ یہ نہ اللہ کے کسی حق کی رعایت کرتا ہے اور نہ کسی اللہ کی حرام کردہ شے سے اجتناب جب تمہارا ارادہ ہو مجھے اطلاع دو میں اس معاملہ کی تمہیں تدبیر بتا دوں گی۔

قیس بن عبد یغوث کو قتل کرنے کی دھمکی:

اس سے مل کر میں باہر آیا فیروز اور دادویہ میرے منتظر تھے اتنے میں قیس بھی آ گیا ہم اس کے لیے اٹھنا چاہتے تھے اور وہ ابھی ہمارے پاس آ کر بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ کسی نے اس سے کہا کہ بادشاہ بلاتے ہیں وہ اپنی قوم مذحج کے دس آدمیوں کے ساتھ اسود کے پاس چلا گیا اب جمعیت کی وجہ سے اسود کی یہ طاقت نہ تھی کہ اسے قتل کر دیتا۔ اسود نے قیس سے کہا اے عبہلہ بن کعب بن حارث یا کہا اے عبہلہ بن کعب بن غوث کیا اپنے ان ساتھیوں کی وجہ سے تم مجھ سے بچ نکلے ہو تمہاری بدعہدی کے متعلق جو مجھ سے کہا گیا تھا وہ بالکل سچ تھا اور تم نے جو جواب دیا وہ محض جھوٹ تھا فرشتہ مجھ سے کہہ رہا تھا قیس کے ہاتھ کاٹ دو ورنہ یہ اسی طرح تمہارا سر کاٹ ڈالے گا قیس نے کہا یہ میرے لیے زیبا نہیں ہرگز نہیں کہ میں آپ کو جو اللہ کے رسول ہیں قتل کر دوں

آپ نہ چاہیں تو ہمارے متعلق فیصلہ کر دیں آپ ان کے متعلق جو بہتر ہو کریں ہم اس سے خوش ہیں [illegible] اس سے تو موت کا تقیہ بہتر ہے اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو موت کے ذریعے اس تکلیف سے نجات حاصل ہو جائے گی اور ایک وقت کی موت روزانہ کی موتوں سے بھی کہیں زیادہ بہتر ہے۔

قیس بن عبد یغوث کو معافی:

قیس کی اس تقریر سے اسود کو اس پر رحم آ گیا اور اس نے اسے چھوڑ دیا۔ قیس ہمارے پاس آیا اور اپنی سرگزشت سنائی اور [illegible] کی نصیحت کی اب کہ تم اب اپنے منصوبے پر عمل کرو۔ پھر اسود اپنے گھر سے لوگوں کے ساتھ باہر نکلا ہم سب اس کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے آستانے پر سو گائے بیل اور اونٹ ذبح کے لیے موجود تھے اس نے ان کے سامنے ایک لکیر کھینچ دی اور ان جانوروں کو اس لکیر کے پار کھڑا کر دیا اور خود اس لکیر کے اس پار کھڑا ہوا پھر بغیر اس کے کہ ان جانوروں کو کوئی روکنے یا ان کے ہاتھ پاؤں باندھے جاتے اس نے ایک حربے سے ان سب کو ذبح کر دیا کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی البتہ جب وہ ذبح کر چکا تو اس نے ان کا پیچھا چھوڑا اور اب وہ تڑپ تڑپ کر ہاتھ پاؤں مار کر ٹھنڈے ہو گئے۔ اس سے زیادہ ہولناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ایسا خوفناک دن مجھ پر کبھی گزرا تھا۔ اس کے بعد اسود نے پھر اس خیال سے فیروز سے کہا کیا وہ جو اطلاع مجھے ملی ہے تمہارے متعلق کیا وہ درست ہے میں چاہتا ہوں کہ تم کو بھی ذبح کر کے ان چوپایوں کے ساتھ کر دوں۔ فیروز نے کہا جناب والا نے ہمارے یہاں شادی کی اور اپنی قوم میں ہماری عزت افزائی کی اگر ہم آپ کو نبی نہ مانتے تو کیوں آپ کے ساتھ رہتے اور اب تو ہمارا دین اور دنیا دونوں آپ سے وابستہ ہیں ایسی حالت میں بھلا ہم کیونکر آپ کے خلاف کوئی سازش کر سکتے ہیں ہمارے متعلق اس قسم کی چغلیوں کو آپ ہرگز قبول نہ کریں ہم حسب سابق بدستور آپ کے دوست اور جان نثار ہیں۔ اسود نے کہا اچھا ان جانوروں کو یہاں سے اٹھا کر لوگوں میں تقسیم کر دو چونکہ تم سب سے واقف ہو اس لیے یہ کام تم کرو۔

اسود عنسی کی فیروز کو قتل کی دھمکی:

تمام اہل صنعاء میرے پاس جمع ہو گئے میں نے قبیلوں میں اونٹ اور خاندانوں میں بیل تقسیم کیے اور [illegible] لوگوں کو [illegible] جانور دیے اس طرح ہر محلے کے لوگوں نے اپنا حصہ پا لیا [illegible] اس کے گرد [illegible] گئے تھے اپنے مکان پہنچ رہا تھا [illegible] اس کے مکان پہنچ گیا [illegible] اسود اپنے ایک پاؤں پر کھڑا ہوا تھا اور فیروز [illegible] بھاگتے ہوئے اس کے پاس جا رہے تھے اسود نے فیروز کو بتانے کے لیے [illegible] اس نے کہا [illegible] ہے اور [illegible] کی مذمت [illegible] قتل کر دوں گا کل اسے میرے پاس پیش کیا جائے اب [illegible] فیروز اس کے بالکل قریب آ چکا تھا اسود نے کہا چپ رہو اور پھر [illegible] فیروز نے اس کے خلاف کیا تھا [illegible] اسود نے [illegible] تم نے خوب کیا پھر [illegible] ہوتے ہوئے [illegible] گھوڑے [illegible] فیروز نے [illegible] کر ہم سے سارا واقعہ بیان کیا ہم نے قیس کو بلا بھیجا وہ آ گیا اب ہماری اس تمام جماعت کی یہ رائے ہوئی کہ میں پھر اس کی بیوی کے پاس جاؤں اور اپنے منصوبے سے اسے آگاہ کروں تاکہ پھر جو اس کا خیال ہو وہ ہمیں بتائے۔ میں اس عورت کے پاس آیا میں نے پوچھا [illegible] اس نے کہا کہ اسود بہت ہی چوکنا ہے اور اپنی حفاظت کا پورا انتظام کرتا ہے محل کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جس پر پہرہ نہ ہو [illegible] فلاں مقام

جو بھی ہے بتاؤ جب رات ہو تو تم اس کمرے کی دیوار میں نقب لگا کر اندر آ جانا چونکہ پہرہ یہاں ہے۔ بعد ازیں اس کے اور اس نے قتل کرنے میں کوئی حرج نہ ... کیونکہ اندر کا حصہ پیچھے سے یہاں دروازے پر ہیں گے۔

آزاد اور بچا اسود کا قتل

میں اس عورت کے پاس ... سے نکلا تو اسود سے جو اپنے کمرہ میں سے نکل رہا تھا میری مڈ بھیڑ ہو گئی اس نے دریافت کیا مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں کیسے آئے تو اس نے میرے سر پر تھپڑ مارا چونکہ نہایت قوی بازو تھا اس کی ضرب سے میں گر پڑا اسی وقت اس کی عورت نے چیخ ماری جس سے مجھے گمان ہوا اس نے کہا اسے چھوڑ دو اور مجھے بے آبرو نہ کرو۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ میرا چچا زاد بھائی ہے مجھ سے ملنے آیا تھا تم نے اس کے ساتھ یہ بد سلوکی کی کہ میری توہین و دل آزاری کی۔ اسود نے کہا اچھا خاموش رہو تم دونوں کا معاملہ میں نے اسے معاف کیا اس طرح اس کی بیوی نے مجھے اس کے پنجے سے چھڑایا۔ میں سیدھا دوستوں کے پاس آیا۔ میں نے کہا بس بھاگ کر جان بچاؤ۔ یہ واقعہ بیان ہوئے ہم سب اسی الجھن میں پریشان تھے کہ اس کی بیوی کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ جو ارادہ کر کے آئے ہو اس کو نہ چھوڑو تمہارے چلے آنے کے بعد میں نے اسود سے اطمینان حاصل نہیں کیا اس کا پیچھا نہیں چھوڑا اب وہ بالکل مطمئن ہو گیا ہے لہٰذا اپنا کام کرو۔ ہم نے فیروز سے کہا کہ اب تم اس کی عورت کے پاس جاؤ اور اسے اچھی طرح اس کام کے لیے پختہ کر لو تو اب ہماری ملاقات کے بعد وہ ... مکان میں ... اس کام کے لیے گئے وہ مجھ سے کہیں زیادہ سمجھدار تھے اسود کی بیوی نے ان سے اس کے قتل کی ... بتائی انہوں نے کہا کہ باہر سے پہرہ ہے اس مکان میں ہم کیسے نقب زنی کر سکتے ہیں اس نے کہا پہلے اندر سے نقب کے مقام کو ذرا کھود کر کمزور کر لیں تا کہ پھر آسانی سے باہر سے نقب کی جا سکے چنانچہ وہ دونوں حجرے کے اندر گئے اور وہاں انہوں نے دیوار کو اندر سے کھودا اور پھر اس کو برابر کر کے بند کر گئے۔

اسود عنسی کا قتل

جب فیروز اس کی بیوی کے پاس گھس کر ایک ملنے والے کی حیثیت سے بیٹھ گئے تھے تب ہی اسود وہاں آ گیا اس نے اپنی بیوی کو ملامت کی کیا بات ہے کہ میری غیرت کا خیال کیے بغیر غیر محرم کے ساتھ بیٹھی ہو اس نے کہا یہ میرا قرابت دار اور دودھ کی حرمت کی وجہ سے میرے محرم ہیں اسود نے فیروز کو نکال دیا جو انہوں نے ہم سے آ کر ساری سرگزشت بیان کی رات ہوئی تو ہم نے اپنی تجویز پر عمل کیا اس کے لیے ہم نے اپنے تمام ساتھیوں کو پہلے سے تیار کر لیا تھا مگر ہم نے اس معاملے کے متعلق ہمدانیوں اور حمیریوں سے کچھ امداد کا انتظار نہیں کیا اور ہم نے رات کو باہر سے نقب لگائی اور اندر پہنچے اس کمرے کے بیچ چراغ روشن تھا فیروز چونکہ ہم سب میں زیادہ بہادر اور قوی تھے ہم نے ان کو آگے کیا اور خود ان کے پیچھے ہو لیے جب وہ اس کی کوٹھڑی کے سامنے آئے دیکھا تو وہ آگے بڑھے اسود شراب پی کر سو رہا تھا اب ہم ان کے دونوں طرف سے ہوئے جب فیروز اس کی گردن کے پاس پہنچے انہوں نے سنا کہ اسود خراٹے لے رہا ہے ... اور اس کی بیوی اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی جب فیروز دروازے پر ... کر کھڑے ہوئے شیطان نے ... اور اس کی زبان سے شیطان بولنے لگا اور وہ چیخ چیخ کر یہ کہنے لگا کہ فیروز یہاں ہے۔ اس اندیشے سے کہ اگر وہ لوٹ گئے تو وہ خود بھی مارے جائیں گے اور عورت بھی ماری جائے گی وہ خود فوراً اس سے لپٹ گئے

گئے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اپنے رفقاء کو اس کے قتل کی اطلاع دے دی ہو۔

[illegible]

[illegible] ہمارے اور ان کے درمیان طے پایا تھا اور [illegible] کی اذان دی۔

اسود عنسی کے قتل کا اعلان

[illegible]

[illegible] ہمارے قبضے میں آ گئے [illegible] اسلام اور مسلمانوں [illegible]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی امارت

اب خود یمن میں امارت کے متعلق روایت بیان ہوتی ہے اور جو شخص سب سے [illegible] اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ عمال اپنے اپنے عہدوں پر آ گئے تھے۔ [illegible] سب نے معاذ بن جبل پر اتفاق کر لیا یہی امامت کرنے لگے۔ انہوں نے اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو بھیجی آپ اس وقت زندہ تھے۔ [illegible] آپ اسی شب [illegible] کی وفات [illegible] آپ کی وفات کے [illegible] پہنچے [illegible] کیا گیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

ابن عمر سے مروی ہے کہ جس شب میں اسود مارا گیا اسی وقت آسمان سے اس کے قتل کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی مل گئی آپ نے ہم سب کو بشارت دی کہ عنسی رات مارا گیا ہے۔ ایک مبارک آدمی نے جو ایک مبارک خاندان کا فرد ہے اسے قتل کیا ہے ہم نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”فیروز، فیروز کامیاب ہو گئے“۔

فیروز سے مروی ہے کہ ہم نے اسود کو قتل کر دیا اور ہمارا معاملہ جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا سوائے اس کے کہ ہم نے معاذ بن جبل کو بلا بھیجا ان پر سب نے اتفاق کیا اور وہ صنعاء میں سب مسلمانوں کو نماز پڑھانے لگے صرف تین دن انہوں نے نماز پڑھائی تھی کہ ہم اب تک مطمئن تھے کہ سب چیزوں کو ہم نے ٹھیک کر لیا ہے البتہ ہمارے [illegible] ہمارے اور نجران کے درمیانی علاقے میں [illegible] ان کے انتظام کی ایک صورت نکل آئی تھی کہ اتنے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی اور اس واقعے نے بالکل انتشار پیدا کر دیا اور سب طرف فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔

اسود عنسی کے متعلق فیروز کا بیان:

فیروز سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وبر بن یحنس ازدی کو اپنے قاصد کی حیثیت سے اہل یمن کے پاس بھیجا تھا۔ اسود [illegible] کاہن تھا شیطان اس کے پاس آتا تھا اس کا ایک تابع تھا اس نے یمن میں [illegible] کی اس کے [illegible] کو قتل کر دیا [illegible] سے شادی کر لی اور پورے یمن پر قابض ہو گیا باذان اس سے پہلے انتقال کر چکے تھے ان کے بیٹے [illegible] کے بادشاہ تھے اسود نے ان کو قتل کر کے ان کی بیوی سے شادی کر لی۔ وبر بن یحنس، قیس بن مکشوح المرادی رسول اللہ ﷺ کے قاصد وبر بن یحنس کے پاس گئے [illegible] کہ اسود کے قتل کے لیے مشورہ کریں [illegible] تمام [illegible] حکم [illegible] کے [illegible] ان کے بعد [illegible] اس کے ساتھ شادی [illegible] اس حالت میں [illegible] اس کے [illegible] رہا تھا تمام شہر میں پہرہ تھا [illegible] اسود [illegible] کرنے کے لیے [illegible] طلب کیے [illegible] ایک [illegible] دیوار [illegible] یہاں [illegible] پہرے [illegible] اس سے آ گئے [illegible] اسود [illegible] شیطان نے [illegible] قتل [illegible] اس کے [illegible] ہو گیا [illegible] کہ یہ کیا ہے (یعنی [illegible]) [illegible] اس کے جسم [illegible] ہو گیا۔

فیروز کی غلطی:

دوسری مرتبہ وہ پھر زمین پر سرنگوں ہوا اور پھر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا: فیروز یہ کہا جاتا ہے کہ ابن الدیلمی تمہارا مخالف ہے اور تم اس کو اپنا ہمراز بنا رہے ہو [illegible] جب میں نے اس کی زبان سے یہ بات سنی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ اب میری جان کی خیر نہیں ہے [illegible] ان جانوروں کی طرح [illegible] ذبح کرانے [illegible] اس اندیشے سے میں اسود کے پیچھے پیچھے ہو گیا وہ مجھے دیکھ رہا [illegible] اسی طرح [illegible] پاؤں [illegible] وہاں سے نکلا تو [illegible] کھڑے تھے [illegible] قریب پہنچا تو کہ اسود کے ایک آدمی نے پیچھے سے آ کر میری گردن پر [illegible] اور کہا [illegible] تو مجھے [illegible] بچ [illegible] تو میں سمجھا کہ مارا جاؤں گا۔

فیروز کے قتل کا ارادہ:

اس روز سے میری یہ حالت تھی کہ [illegible] ہر وقت خنجر اپنے پاس رکھتے تھے میں نے چھپ کے [illegible] سے نکل [illegible] اپنا خنجر نکال لیا اور یہ ارادہ کر لیا کہ اسود کے پاس پہنچ جاؤں تو میں اس پر جارحانہ حملہ کر کے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا کام تمام کر دوں گا میں آگے بڑھا جب میں اس کے قریب آیا اس نے میرے چہرے کے خدوخال دیکھے [illegible] اسود نے مجھ سے کہا کہ اپنی جگہ ٹھہرو میں ٹھہر گیا اس نے کہا کہ تم یہاں کے سب سے بڑے آدمی ہو اور یہاں کے شرفا سے سب سے زیادہ باخبر ہو لہذا تم ان ذبح شدہ جانوروں کو [illegible] تقسیم کر دو۔ میں اس کام میں مصروف ہو گیا اور اب اسود [illegible] پر سوار ہو کر وہاں سے رخصت ہو گیا میں ان جانوروں کا گوشت اہل صنعاء میں تقسیم کر رہا تھا کہ اسود کا وہ فرستادہ جس نے میری گردن پر ضرب لگائی تھی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس میں سے مجھے بھی دیجیے میں نے کہا کہ ایک ٹکڑا بھی نہیں ملے گا تم نے ہی میری گردن پر مکا مارا تھا اس جواب پر وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور اسود سے جا کر میری شکایت کی گوشت تقسیم کر کے میں خود اسود کے پاس آیا اور قریب پہنچا تھا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ اسود سے میری شکایت کر رہا ہے اسود نے اس سے کہا [illegible] ذبح کیے دیتا ہوں۔ میں نے اسود سے کہا کہ آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے تمام گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے اس نے کہا اچھا [illegible] اور میں بچ کر چلا آیا۔

فیروز اور آزاد زوجہ اسود کی گفتگو:

ہم نے بادشاہ کی بیوی کو اطلاع دی کہ ہم اسے قتل کرنا چاہتے ہیں [illegible] اس نے جواب میں [illegible] مجھے طلب کیا میں اس کے پاس آیا اس نے پہلے سے قصر کے دروازے پر [illegible] داخل ہونے کے [illegible] اور پھر میں اور [illegible] ایک دوسرے حجرے کے اندر گئے اور اس میں ہم نے نقب لگائی [illegible] سے فارغ ہو کر ہم حجرے کے دالان میں آ گئے اور اس حجرے کے [illegible] اس نے کہا ضرور ہے۔

آزاد زوجہ اسود عنسی کا فیروز کو بیان:

اتنے میں اچانک اسود اس گھر میں آ پہنچا [illegible] غیرت آئی اور غصہ آ گیا [illegible] میری گردن [illegible] میں کسی [illegible] اس سے [illegible] اپنے [illegible]

گیا اور اب مجھے یقین آ گیا کہ بات کھل گئی۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا مگر اسی اثناء میں ملکہ کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو یہ پیغام پہنچایا کہ اسود اسی حرکت کی وجہ سے تم پر بگڑا۔ بددل ہو کر اپنے ارادے کو نہ چھوڑ بیٹھنا تمہارے جانے کے بعد میں نے اسود سے خوب بحث کی اور اسے قائل کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم تو قرابت کے مدعی ہو اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا تو پھر میرا بھائی میرے سلام اور اپنی نیاز مندی کے اظہار کے لیے میرے پاس آیا تھا اور تم نے اس کے سمجھے بغیر اس کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اس کی گردن میں ہاتھ دے کر ذلت سے قصر سے نکال دیا۔ میں نے اس معاملے میں اس کی ایسی خبر لی کہ آخر وہ خود شرمندہ ہو کر اپنی بیوی کی بات پر نادم ہوا اور اس نے کہا کیا واقعی وہ تمہارے بھائی تھے میں نے کہا جی ہاں اس نے کہا مجھے قطعی معلوم نہ تھا لہٰذا اب آج رات تم سب اپنے ارادے کی تکمیل کے لیے ضرور آؤ۔

فیروز کا اسود پر حملہ:

اس پر سے ہم مطمئن ہوئے اور ہمارے کام کے پورا ہونے کی راہ نکل آئی۔ رات ہوئی میں داذویہ اور قیس قصر میں اپنی تیار کردہ نقب سے داخل ہوئے میں نے قیس سے کہا کہ تم عرب کے مشہور دلاور بہادر اور جانباز ہو اسود کو قتل کرو۔ قیس نے کہا میری یہ کیفیت ہے کہ ایسے خطرناک مواقع میں کانپ اٹھتا ہوں اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس پر وار کروں اور وہ کارگر نہ ہو بہتر یہ ہے کہ فیروز تم جاؤ تم ہم میں سب سے کم عمر اور زیادہ قوی بازو ہو۔ میں نے تلوار اپنے ساتھیوں کے پاس رکھی اور اندر گیا تا کہ پہلے معلوم ہو جائے کہ اس کا سر کہاں ہے۔ وہاں چراغ روشن تھا وہ مسند پر سو رہا تھا اور اس کا تمام جسم لحاف سے اس طرح ڈھکا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں اس کی بیوی پاس بیٹھی ہوئی تھی اس سے پہلے یہ انار کھلا رہی تھی۔ اسی حالت میں وہ سو گیا تھا میں نے اشارے سے اس کا سر دریافت کیا اس نے اشارے ہی سے مجھے بتا دیا۔ میں بڑھ کر اس کے سرہانے جا پہنچا اور اس کے سر کو غور سے دیکھنے لگا مجھے معلوم نہیں کہ آیا میں نے اس کا سر دیکھا یا نہیں مگر اب میری نظر اس کی دونوں آنکھوں پر پڑی جن کو اس نے کھول لیا تھا اور اس نے مجھے دیکھ لیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر تم تلوار لینے کے لیے چلے تو یہ موقع نکل جائے گا اور پھر یہ سنبھل کر ہتھیار لے لے گا اور ان سے اپنی مدافعت کرے گا معلوم ہوا ہے کہ اس کے شیطان نے میرے آنے کی اطلاع اسے دی ہے اور اسے بیدار کر دیا ہے اس کے بعد شیطان اس کی زبان سے مجھ سے بولنے لگا اسود بکتا جاتا تھا اور بڑبڑا رہا تھا کہ میں نے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے سے اس کی داڑھی پکڑی اور پھر گردن مروڑ کر اسے توڑ ڈالا۔

اسود عنسی کا خاتمہ:

اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آنے لگا اس کی بیوی نے میرا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں تمہاری حقیقی بہن ہوں مجھے کہاں چھوڑ چلے میں نے کہا پریشان نہ ہو میں نے اس کا کام تمام کر کے ہمیشہ کے لیے اس کی جانب سے تم کو مطمئن کر دیا ہے اب تم اپنے دوستوں سے آ کر ملا ان سے ساری سرگزشت بیان کی انھوں نے کہا پھر جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر ہمارے پاس لے آؤ میں پھر اسود کی خوابگاہ میں آیا وہ بڑبڑایا میں نے اس کے منہ پر لگام لگا دی اور سر کاٹ لیا اور اسے اپنے دوستوں کے پاس لے آیا اب ہم وہاں سے نکل کر اپنے گھر آ گئے۔ وبر بن یحنس الازدی ہمارے پاس مقیم تھے ہم مستعد ہو کر گھروں میں جو سب سے بلند قلعہ تھا اس پر چڑھ گئے۔ وبر بن یحنس نے اذان دی پھر ہم سب نے اعلان کیا کہ اللہ عزوجل نے جھوٹے مدعی اسود کو ہلاک کر دیا۔ سب لوگ

[illegible]

اسود عنسی کے ہمراہیوں کا فرار

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کی [illegible]

[illegible]

[illegible] کی امارت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آخری وفد

واقدی کہتے ہیں کہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات

اس سال [illegible] رمضان منگل کی رات میں فاطمہ رضی اللہ عنہا [illegible] سال کی عمر میں انتقال [illegible] رسول اللہ ﷺ کی وفات کے [illegible] فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا [illegible] رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا [illegible] صحیح ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین۔

علی اور اسماء بنت عمیس نے ان کو غسل دیا۔ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے فاطمہ علیہا کی نماز جنازہ پڑھائی ابوجعفر سے مروی ہے کہ رات میں دفن کی گئیں، فضل بن عباس ان کی قبر میں اترے تھے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا انتقال:

اسی سال عبداللہ بن ابی بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ طائف کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ابو محجن کا چلایا ہوا ایک تیر ان کے لگا تھا چنانچہ زخم بھر گیا تھا مگر پھر وہ ہرا ہو گیا اور اسی سے انہوں نے شوال میں وفات پائی۔ اسی سال اہل فارس نے یزدجرد کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اسی سال ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حاجب بن حصن قرانی سے مقابلہ ہوا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی۔

علی بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے بموجب شام کے اس علاقے کو جہاں اسامہ کے باپ زید بن حارثہ شہید ہوئے تھے روانہ کی گئی۔ ابوبکرؓ مدینے ہی میں مقیم رہے۔ جب عرب کے عام اور خاص لوگوں نے ارتداد کیا۔ اس کے بعد بعض گروہوں کے وفد [illegible] ابوبکرؓ کے پاس آئے یہ وہ لوگ تھے جو نماز کے قائل اور زکوٰۃ کے منکر تھے مگر ابوبکرؓ نے ان کی بات نہیں مانی اور ان کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مہم کی واپسی تک جو مدینے سے ان کی روانگی کے چالیس دن بعد آئی ابوبکرؓ خاموش رہے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حضرت کے بعد مدینے آئے پھر اسامہ کی واپسی کے بعد ابوبکرؓ نے ان کو یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے سنان الضمری کو مدینے پر نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے روانہ ہو کر جمادی الاولیٰ یا جمادی الآخری میں مدینے سے نکل کر ذی القصہ میں فروکش ہوئے۔

* * *

باب ۳

فتنۂ ارتداد اور منکرین زکوٰۃ

مرتدین سے پہلی لڑائی:

اس سے قبل نوفل بن معاویہ الدیلی کو رسول اللہ ﷺ نے صدقات کی تحصیل کے لیے بھیجا تھا۔ شربہ میں خارجہ بن حصن نے زبردستی اس مال کو نوفل سے چھین کر اسے بنو فزارہ کو واپس کر دیا۔ نوفل، اسامہؓ کے مہم پر جانے سے قبل مدینے میں ابوبکرؓ کے پاس آگئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مرتدین سے پہلی لڑائی عنسی سے یمن میں ہوئی ان کے بعد لڑائی خارجہ بن حصن اور منظور بن زبان بن سیار سے غطفان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہوئی۔ اس موقع پر پہلے مسلمانوں کو پسپائی ہوئی ابوبکرؓ ایک جنگل میں گھس کر چھپ گئے مگر پھر انہوں نے مشرکوں کو شکست دی۔

خالد بن سعید سے مروی ہے کہ اسامہ کے مدینے سے روانہ ہو جانے کے بعد تمام عرب کافر اور سرکش ہو گئے قریش اور ثقیف کے علاوہ کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا کہ وہ کل یا اس کے کچھ لوگ مرتد نہ ہو گئے ہوں۔

مدعی نبوت طلیحہ اور قبیلۂ غطفان

عروہ نے اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد تمام عرب عام اور خاص مرتد ہو گئے۔ مسیلمہ اور طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ان کی جماعت اور طاقت بہت بڑھ گئی تھی اور طلیحہ کے ساتھ ہو گئے اسی طرح اشجع اور غطفان کے بعض خاص خاص لوگوں کے علاوہ تمام غطفان مرتد ہو گیا اور انھوں نے طلیحہ کی بیعت کر لی ہوازن متردد تھے انھوں نے بھی زکوٰۃ کی ادائی سے انکار کر دیا البتہ ثقیف اور ان کے تابعین اسلام پر قائم رہے اور ان کی اقتدا میں جدیلہ اور اعجاز بھی عام طور پر اسلام پر قائم رہے البتہ بنوسلیم کے خواص مرتد ہو گئے اور یہی حال تمام آس پاس عرب کا تھا۔ لیکن یمن یمامہ اور بنو اسد کے علاقوں سے رسول اللہ ﷺ کے فرستادے اور ان اشخاص کے نمائندے جن کو رسول اللہ ﷺ نے اسود، مسیلمہ اور طلیحہ کی مدافعت اور مقاومت کا حکم بھیجا تھا ابوبکرؓ کے پاس مدینہ میں واقعات اور خطوط کے ساتھ آئے۔ یہ سب خط انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دیے اور زبانی تمام حالات بیان کیے۔ ابوبکرؓ نے کہا ابھی ٹھہرو اور دیکھو کہ تمہارے امراء اور دوسرے علاقے کے قاصد ان خبروں سے بھی زیادہ پریشان کن حوادث کی اطلاع لے کر یہاں آتے ہوں گے اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ تھوڑی ہی مدت میں بلا استثنا رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ تمام امراء نے اپنے اپنے مستقر سے یہ اطلاع دی کہ ہر جگہ فتنۂ ارتداد برپا ہو گیا ہے کوئی قبیلہ ایسا نہیں جو کل یا اس کے کچھ لوگ مرتد ہو کر باغی نہ ہو گئے ہوں اور مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبت اور پریشانی چھائی ہوئی ہے۔

باغیوں کی سرکوبی:

ابوبکرؓ نے انھی ذرائع سے ان سب کا مقابلہ شروع کیا جو رسول اللہ ﷺ استعمال کر چکے تھے کہ مراسلت شروع کی جو قاصد آئے تھے ان ہی کو ابوبکرؓ نے اپنے حکم سے واپس بھیج دیا اور ان کے تعاقب میں اپنے دوسرے قاصد اس غرض کے لیے روانہ کیے اور

[illegible]

اور زبان نے اور کہنے سے منع فرما دیا تھا۔

قبیلہ کلب میں ارتداد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت صدیق اکبر کا زکوٰۃ کی وصولی پر اصرار

[illegible]

مدینہ پر حملے کا ارادہ

مدینے کے قریب رہنے والے [illegible]

[illegible]

ہو جاتا۔

مرتدین کا مدینہ پر حملہ

ابوبکرؓ کی اس تقریر کے بعد صرف تین راتیں گزری تھیں کہ مرتدین نے رات ہوتے ہی مدینے پر دھاوا بول دیا۔ اپنے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو وہ [illegible] میں چھوڑ آئے تھے [illegible] مدینے کے [illegible]

[illegible]

مسلمانوں کی پسپائی

مسلمانوں نے [illegible]

[illegible]

مرتدین پر مسلمانوں کا حملہ

[illegible]

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی فوج کی تیاری میں مصروف رہے اور سب کو تیار کر کے رات کے پچھلے پہر پیادہ فوج کی ترتیب کے ساتھ خود بھی دشمن پر غارت گری کرنے چلے وہ خود پیادہ تھے نعمان بن مقرن ان کے میمنہ پر عبداللہ بن مقرن میسرہ پر اور سوید بن مقرن ساقہ فوج میں تھے۔ ان کے ساتھ شتر سوار بھی تھے جنہیں ابھی صبح نمودار نہیں ہوئی تھی کہ مسلمان اور مرتدین ایک ہی میدان میں روبرو آ گئے۔ یہ تمام پیش قدمی اس قدر خاموشی اور احتیاط سے ہوئی تھی کہ مرتدین کو مسلمانوں کی کوئی آہٹ اور بھنک بھی نہ ملی تھی کہ مسلمانوں نے ان کو تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ صرف رات کے پچھلے پہر میں لڑائی ہوئی آفتاب کی کرن نے ابھی مطلع افق کو اپنے جلوے سے منور نہیں کیا تھا کہ مرتدین نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔

مرتدین کا تعاقب:

مسلمانوں نے ان کے تمام جانوروں پر قبضہ کر لیا اس راستے میں حبال بڑی طرح مارے گئے۔ ابوبکرؓ نے ان کا تعاقب کیا اور ذی القصہ پہنچ کر فروکش ہوئے مقام ارتداد کے بعد یہ پہلی فتح تھی جو اللہ نے مسلمانوں کو دی۔ ابوبکرؓ نے نعمان بن مقرن کو کچھ لوگوں کے ساتھ وہیں متعین کر دیا اور خود مدینے چلے آئے اس شکست سے مشرکین ذلیل ہو گئے اور اب انہوں نے ظلم پر کمر باندھی بنو ذبیان اور بنو عبس نے اپنے یہاں کے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کو نہایت بے دردی سے طرح طرح کے عذاب دے کر شہید کر ڈالا۔ ان کی تقلید میں دوسرے قبائل نے بھی مسلمانوں کے ساتھ یہی کیا۔ البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس فتح سے مسلمانوں کی عزت دو چند ہو گئی اور ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔ ان مظالم کی اطلاع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر عہد کیا کہ جن جن قبائل نے مسلمانوں پر یہ مظالم کیے ہیں وہ ان سب کو اسی بے دردی سے قتل کریں گے جیسا کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا۔ نیز جس قدر مسلمان قتل کیے گئے ان سے زیادہ وہ ان کے انتقام میں مشرکوں کو قتل کریں گے۔

تین قبائل کے سرداروں کی مدینے میں آمد:

اس کے بعد اس سلسلے میں کوئی مزید کارروائی نہیں کی گئی البتہ جب ہر قبیلے میں مسلمان زیادہ قوی اور استقامت سے اپنے دین پر جم گئے اور وہ اس کے مخالف ہر قبیلے کے مشرک اپنے کام سے انحراف کرنے لگے اور صدقے لے کر صفوانؓ، زبرقانؓ اور عدیؓ کی جمعیتیں مسلمانوں کی حمایت کے لیے رات میں آ گئیں۔ پہلے صفوانؓ آئے پھر زبرقانؓ اور پھر عدیؓ آئے۔ صفوانؓ ابتدائی رات میں مدینے آئے، زبرقانؓ وسط شب میں اور عدیؓ آخر شب میں مدینہ پہنچے۔ صفوانؓ کے آنے کی بشارت سعد بن ابی وقاص نے دی، زبرقان رضی اللہ عنہ کی بشارت عبدالرحمٰن بن عوف نے اور عدی کی بشارت عبداللہ بن مسعودؓ نے دی۔ ایک روایت یہ ہے کہ عدی کی بشارت ابوقتادہؓ نے دی تھی۔ جب یہ سردار مدینے میں نمودار ہوئے تو ہر جمعیت کے نمودار ہونے کے موقع پر لوگوں نے کہا کہ یہ دشمن معلوم ہوتے ہیں مگر ابوبکرؓ نے ہر موقع پر یہ کہا کہ نہیں یہ دوست ہیں حمایت کے لیے آئے ہیں نقصان کے لیے نہیں، چنانچہ جب باقاعدہ طور پر یہ معلوم ہوا کہ یہ جمعیتیں صدقات اسلام کے لے کر آئی ہیں مسلمانوں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ بڑے مبارک آدمی ہیں آپ ہمیشہ سے بشارت دیتے چلے آئے ہیں یہ وہ وقت تھا کہ جب اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو روانہ ہوئے ساٹھ دن پورے ہو گئے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی ذی القصہ

اس کے کچھ ہی دن کے بعد خود اسامہؓ واپس آ گئے یعنی دو ماہ گزار کر اپنی مہم سے مدینے چلے آئے ان کے آنے کے بعد ابوبکرؓ نے

ان کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا اور ان سے اور ان کی فوج سے کہا کہ دو روز تم بھی آرام کرلو اور اپنی سواری کے جانوروں کو بھی دم لینے دو۔ اب خود ابو بکرؓ مدینے سے ان لوگوں کے ساتھ جو اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم میں گئے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ جو مدینے کے ناکوں پر متعین تھے اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم والی سواریوں پر سوار ہو کر ذی القصہ روانہ ہوئے مگر مسلمانوں نے ان کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ خود اس مہم پر نہ جائیں کیونکہ خدا نخواستہ اگر آپ کام آ گئے تو سارا انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس سے آپ کا مدینے میں قیام کرنا دشمن کے حق میں زیادہ مضر ہے آپ کسی اور کو اس کام کے لیے بھیج دیں تاکہ اگر وہ کام آ جائے تو آپ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر سکیں۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ میں یہ بات ہرگز نہیں مانتا میں تو اپنی ذات سے اس جتھے کے انسداد میں تمہاری شرکت کروں گا۔

اہل الربذہ پر حملہ:

ابو بکرؓ سب انتظام کر کے ذی حسی اور ذی القصہ چلے۔ نعمان، عبداللہ اور سوید اپنی اپنی جگہ تھے اسی ترتیب کے ساتھ ابو بکرؓ نے ابرق میں اہل الربذہ کو جا لیا، شدید جنگ ہوئی اللہ نے حارث اور عوف کو شکست دی اور حطیہ زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس واقعے سے عبس اور بنو بکر فرار ہو گئے۔ ابو بکرؓ نے چند روز ابرق میں قیام کیا۔

ابرق پر قبضہ:

اس سے قبل بنو ذبیان نے اس علاقے پر اپنا تصرف کر لیا تھا۔ مگر ہم نے بنو ذبیان سے کہا کہ تم اس تمام علاقے پر قبضہ کرلو کیونکہ اللہ نے یہ ہمیں غنیمت میں دیا ہے۔ انھوں نے اس پر قبضہ کر کے وہاں کے قدیم بسنے والوں کو خارج البلد کر دیا تھا۔ اب اس وقت جب مرتدین مغلوب ہو گئے اور ان کا فتنہ فرو ہوا ان کے لیے جان کی بچت ہوا اور امن و امان ہوا تو بنو ثعلبہ اس علاقے کے قدیم مالکین پھر توطن کے لیے وہاں آئے مگر ان کو قطعوں نے اس ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا وہ ابو بکرؓ کے پاس مدینے آئے اور پوچھا کہ ہم کو کیوں اپنی زمینوں میں آباد ہونے سے روکا گیا۔ ابو بکرؓ نے کہا تم جھوٹے ہو، اس علاقے پر تمہاری ملکیت باقی نہیں رہی یہ علاقہ اب صرف میری ملک اور زیر تصرف ہے۔ ابو بکرؓ نے ان کی درخواست نہیں مانی اور بنو ثعلبہ کے برخلاف انھوں نے ابرق کو مسلمانوں کے گھوڑوں کی چراگاہ بنا دیا۔ اس کے بعد پھر اس تمام علاقے کو اسی جنگ کی وجہ سے جو مسلمانوں کو اور مسلمانوں میں ہوئی ابو بکرؓ نے زکوۃ کے جانوروں کی چراگاہ بنا دیا اور اسی طرح ان چراگاہوں کو دوسروں کے لیے محصور اور ممنوع قرار دے دیا۔

اس جنگ میں شکست کھا کر بنو عبس اور بنو ذبیان طلیحہ کے پاس چلے گئے جو سمیراء سے چل کر اس وقت بزاخہ آ کر فروکش ہو چکا تھا۔

بنو عبس اور بنو ذبیان کی شکست:

عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد ابو بکرؓ مدینے پر ان کو اپنا نائب مقرر کر کے مرتدین کے مقابلے کے لیے چلے، ربذہ آئے۔ یہاں بنو عبس، ذبیان اور بنو عبد مناۃ بن کنانہ کی ایک جماعت سے ان کا ابرق پر مقابلہ ہوا جنگ ہوئی اللہ نے مرتدین کو ہزیمت کا کڑوا مزا دیا وہ بھاگ گئے۔ ابو بکرؓ مدینے چلے آئے۔ اس اثناء میں اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج بھی آرام کر کے تازہ دم ہو گئی اور مدینے کے قرب و جوار کے اور لوگ بھی آ گئے۔ ابو بکرؓ ذی القصہ روانہ ہوئے اور وہاں سب کے ساتھ فروکش ہو گئے یہ مقام مدینے سے ڈاک کی ایک منزل مسافت پر نجد کی سمت واقع تھا۔ یہاں انھوں نے اپنی فوج کو گیارہ دستوں میں

تقسیم کیا۔ گیارہ نشان باندھے ہر دستہ ایک امیر کی قیادت میں دیا اور سب کو حکم دیا کہ جہاں جہاں سے گزریں وہاں کے طاقتور مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیں اور بعض کو وہیں اپنے اپنے علاقوں کی حفاظت کے لیے مقرر کر کے چھوڑ دیں۔

اسلامی فوجی دستوں کی روانگی:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جب اسامہؓ اور ان کی فوج نے اپنی سواریوں کو آرام دے لیا وہ تازہ دم ہو گئیں اور اسی زمانے میں اس قدر صدقات مدینہ میں موصول ہوئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے بچ گئے ابوبکرؓ نے مجاہدین کی فوجیں تیار کیں اور گیارہ جھنڈے مقرر کر کے ان کو گیارہ امیروں کی قیادت میں گیارہ دستوں کے ساتھ مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ ایک نشان خالدؓ بن ولید کے تفویض ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے طلیحہ بن خویلد کے مقابلے پر جائیں ان سے فارغ ہو کر بطاح میں مالک بن نویرہ سے لڑیں اگر اس وقت تک وہ ان کے مقابلے پر جما رہے۔ ایک نشان عکرمہؓ بن ابی جہل کو دیا گیا اور ان کو مسیلمہ کے مقابلے کا حکم دیا گیا۔ ایک نشان مہاجر بن ابی امیہؓ کے تفویض ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ عنسی کی فوجوں کا مقابلہ کریں نیز قیس بن مکشوح اور ان دوسرے اہل یمن کے مقابلے میں جو ابناء سے برسر پیکار تھے ابناء کی امداد کریں اور ان سے فارغ ہو کر کندہ کے مقابلے کے لیے حضرموت چلے جائیں۔ ایک نشان سعیدؓ بن العاص کو دیا گیا جو اسی زمانے میں یمن سے اپنی خدمت چھوڑ کر آئے تھے اور ان کو حمقتین بھیجا جو شام کی سرحد پر ہے۔ ایک نشان عمروؓ بن العاص کو دیا اور ان کو قضاعہ، ودیعہ اور حارث کی جمعیتوں کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ ایک نشان حذیفہ بن محصن الغلفانی کو دیا اور ان کو اہل دبا کے مقابلے میں بھیجا ایک نشان عرفجہؓ بن ہرثمہ کو دیا اور ان کو مہرہ جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ یہ دونوں مہرہ میں ایک جا جمع ہو جائیں مگر یہ جو علاقے ان کے سپرد کیے گئے ہیں ان میں وہ ایک دوسرے پر امیر رہیں گے۔ ابوبکرؓ نے شرحبیلؓ بن حسنہ کو عکرمہؓ بن ابی جہل کے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ یمامہ سے فارغ ہو کر تم قضاعہ کے مقابلے پر جاؤ اور مرتدین سے جنگ کے موقع پر تم اپنے رسالے کے آزاد امیر رہو گے۔ ایک نشان طریفہ بن حاجز کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنو سلیم اور ان کے ساتھی ہوازن کا مقابلہ کریں۔ ایک نشان سویدؓ بن مقرن کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقہ تہامہ کو جائیں۔ ایک نشان علاءؓ الحضرمی کو دے کر ان کو بحرین جانے کا حکم دیا۔ یہ امراء ذی القصہ سے اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے ہر سردار کی فوج اس سے جا ملی۔ ابوبکرؓ نے تمام مرتدین کے نام ایک پیام بھی خط کی صورت میں بھیجا۔ عبدالرحمن بن کعبؓ بن مالک سے مجھ کو ابوبکرؓ نے اس خط کی تحریر میں قوم کے ساتھ شریک کیا تھا۔

مرتدین کے نام حضرت ابوبکرؓ کے خطوط:

مروی ہے کہ تمام مرتدین کے نام ایک ہی خط تھا جو ابوبکرؓ نے لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ کی جانب سے ان تمام عام اور خاص لوگوں کے نام ہے جن کو یہ موصول ہو چاہے وہ اسلام پر قائم ہوں یا اس سے مرتد ہو گئے ہوں سلامتی ہو ان پر جنہوں نے راہ راست کی اتباع کی ہدایت کے بعد ضلالت اور گمراہی اختیار نہیں کی میں تمہارے سامنے اس معبود حقیقی کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے تعریف کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اللہ کا جو پیام وہ ہمارے لیے لائے ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور جو اس سے انکار کرے ہم اسے کافر سمجھتے ہیں اس سے جہاد کریں گے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو واقعی اپنی جانب سے اپنی مخلوق کے لیے

بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی جانب اس کے حکم سے دعوت دینے والا اور ایک روشن شمع بنا کر مبعوث فرمایا تھا کہ وہ جو زندہ ہوں ان کو اللہ کا خوف دلائیں اور اس طرح منکرین کے خلاف بات پوری ہو جائے۔ جس نے ان کی بات مانی اللہ نے اسے راہ راست بتادی اور جس نے ان سے انکار کیا رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اسے اچھی طرح سزا دی یہاں تک کہ وہ خوشی سے یا بادل ناخواستہ اسلام لے آیا۔ پھر اللہ نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا مگر وہ اللہ کے حکم کو پوری طرح نافذ کر چکے تھے اور اس کی امت کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی کر چکے تھے اللہ نے ان کی موت کی صاف اطلاع خود رسول اللہ ﷺ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی کتاب میں جب اس نے نازل فرمایا تب پہلے سے اطلاع دے دی تھی۔

اس کے متعلق وہ فرماتا ہے: إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ (بے شک تم مرنے والے ہو اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ (ہم نے تم سے پہلے کسی انسان کو بقائے دوام نہیں دیا تو کیا اگر تم مر گئے تو وہ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟) پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتا ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ (محمد بھی ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پیروں پلٹ جاؤ گے اور جو پلٹ جائے گا وہ اللہ کو ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اللہ عنقریب اپنے شکر گزار بندوں کو اچھا بدلہ دے گا) اس لیے جو لوگ محمد ﷺ کی عبادت کرتے تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد ﷺ مر گئے اور جو خدائے واحد لاشریک کی عبادت کرتے تھے ان کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ اللہ ان کا نگران ہے اور وہ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آتی نہ اسے اونگھ اور نیند آتی ہے وہ اپنی بات کا نافذ کرنے والا ہے اپنے دشمن سے پورا پورا انتقام لینے والا ہے۔

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اس طرح اپنا حصہ اور نصیب اس سے حاصل کرو اور تمہارے نبی جو اللہ کا پیغام تمہارے پاس لائے ہیں اس سے بہرہ ور ہو اور اللہ کی ہدایت پر گامزن رہو اللہ کے دین پر مضبوطی سے قائم رہو جسے اللہ ہدایت نہ دے وہ گمراہ ہے اور جسے وہ معاف نہ کرے وہ مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے جس کی اعانت وہ نہ کرے وہ ذلیل اور رسوا ہو جاتا ہے جس کی ہدایت اللہ نے کی وہ واقعی راہ راست پر گامزن ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کیا وہ بالکل گمراہ ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (جسے اللہ نے ہدایت دی وہ واقعی کامیاب ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کر دیا تو اس کے بعد پھر ہرگز تمہیں کوئی حامی اور خیرخواہ رہبر نہیں مل سکتا) اور جب تک کوئی اس دین الٰہی کا اقرار نہ کرے تو دنیا میں اس کا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا اور نہ آخرت میں کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول کیا جائے گا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بہت سے لوگ اسلام لانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد اس سے مرتد ہو گئے ہیں ان کی یہ جسارت اس لیے ہوئی کہ انھوں نے اللہ کے متعلق غلط اندازہ قائم کیا ہے اور اس کے طریقہ کار سے وہ واقف نہیں اور انھوں نے شیطان کے اغوا کو قبول کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا کہ وہ جن تھا اس لیے اس نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو اب کیا تم اسے اور اس

کی جماعت کو پہچانو جو اللہ پاک کے نزدیک تم جانتے ہو کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور راستے سے بھٹکانے والوں کی بجائے ہدایت پر اعتماد کرو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ (بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنی جماعت کو اس لیے بلاتا ہے کہ تم دوزخ میں جاؤ)۔

میں نے فلاں شخص کو مہاجرین، انصار اور بہترین تابعین کی جمعیت کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ تاوقتیکہ وہ اللہ کی طرف دعوت نہ دے دیں کسی سے جنگ نہ کریں اور نہ کسی کو قتل کریں لہٰذا جو اس دعوت کو قبول کر کے اس کا اقرار کر لے اور اپنے موجودہ طرز عمل سے باز آ جائے اور نیک اعمال کرنے لگے اس کے اقرار اور عمل کو قبول کر کے اس پر عمل اور قیام کے لیے اس شخص کی اعانت کی جائے اور جو اس پیغام کو رد کرے اس کے متعلق میں نے حکم دیا ہے کہ محض اس انکار کی بنا پر اس سے جنگ کی جائے اور پھر جس پر قابو چلے اس کے ساتھ ذرا بھی رحم نہ کیا جائے ان کو جلا دیا جائے اور بری طرح قتل کر دیا جائے ان کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنا لیا جائے اسلام کے سوا کسی بات کو ان سے قبول نہ کیا جائے جو اسلام کی اتباع کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے جو اس سے انکار کرے تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اللہ سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔

میں نے اپنے پیامبر کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس خط کو ہر مجمع میں پڑھ کر سنا دیں اور ہمارا داعی اذان ہے لہٰذا جب مسلمان اذان دیں مرتدین بھی اذان دیں تو خاموشی اختیار کی جائے اور اگر وہ اذان نہ دیں تو ان کی خبر لی جائے اور اذان دینے کے بعد بھی ان سے دریافت کیا جائے کہ وہ کس مسلک پر ہیں اگر وہ اسلام سے انکار کریں تو ان سے جنگ شروع کر دی جائے اور اگر وہ اسلام کا اقرار کر لیں تو ان کے دین کو قبول کر کے ان پر اسلام کی خدمت عائد کی جائے"۔

امرائے عساکر کے نام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فرمان۔

فوجوں سے پہلے یہ پیامبر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس خط کو لے کر اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے ان کے بعد امرائے عساکر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حسب ذیل فرمان کے ساتھ اپنی اپنی سمتوں کو چلے۔

"یہ فرمان ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فلاں شخص کے لیے لکھا گیا ہے جب انھوں نے اسے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مرتدین سے لڑنے کے لیے روانہ کیا ہے انھوں نے اس امیر کو اس شرط پر یہ منصب دیا ہے کہ وہ دل میں اور علانیہ جہاں تک ہو سکے گا اللہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہیں گے اور مرتدین کے مقابلے میں پوری ہمت کے ساتھ پوری کوشش کریں گے اور ان سے اللہ کے لیے لڑیں گے لیکن اس سے پہلے وہ ان کو اپنی اصلاح کا موقع دیں گے اور اسلام کی دعوت دیں گے تاکہ اگر وہ اسے قبول کر لیں ان سے کوئی تعارض نہ کیا جائے اور انکار کریں تو فوراً ان پر یورش کر دی جائے یہاں تک کہ وہ پھر اسلام لے آئیں جب ان کو ان کے حقوق اور فرائض بتا دیے جائیں اور جو کچھ ان پر واجب الادا ہو وہ وصول کیا جائے اور جس کے وہ مستحق ہوں وہ ان کو دیا جائے اس معاملے میں ان کو ہرگز مہلت نہ دی جائے اور جب تک یہ فرائض حاصل نہ ہو جائیں مسلمانوں کو ان کے دشمن سے لڑایا جائے جو شخص اللہ عزوجل کی بات تسلیم کر کے اس کا اقرار کر لے اس کے ایمان کو قبول کر کے نیکی کے ساتھ دین پر قیام کے لیے اس کی مدد کی جائے ان لوگوں سے جنگ جاری رکھی جائے جو ایک طرف اللہ کے پیغام کا اقرار کرتے ہیں اور پھر اللہ کے حکم سے انکار کرتے ہیں۔

البتہ اگر وہ ہماری دعوت کو قبول کر لیں تو ان سے کوئی تعارض نہ کیا جائے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آخرت میں ان سے

[illegible]

[illegible]

حضرت عدیؓ بن حاتم اور بنو طے

[illegible]

بنو طے کی اطاعت

[illegible]

ان سے کہا: بے شک تم بھی اپنا اسباب کر رہے ہو ان کے پیچھے سے مرتدین پر حملہ کرنا تاکہ ان کی گرفتاری آسان ہو جائے۔ عدی نے جا کر ان سے کہا تو انہوں نے ان کی بات مان لی اور اپنے آدمیوں کو جو طلیحہ کے پاس تھے کہلا بھیجا کہ وہ واپس آ جائیں۔ چنانچہ وہ اپنی قوم میں واپس آ گئے اور پھر خالد بن ولید کے ساتھ ہو کر اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے لگے اور ان کی اعانت کی۔

بنو جدیلہ کی بیعت

اب خالد نے یہ ارادہ کیا کہ جدیلہ کے مقابلے کے لیے آگے بڑھیں مگر عدی نے ان سے کہا کہ طے کی مثال ایک پرندے کی ہے جدیلہ طے کے دو بازوؤں میں سے ایک بازو ہے۔ آپ مجھے چند روز کی مہلت دیجئے۔ شاید اللہ تعالیٰ جدیلہ کو بھی راہ راست پر لے آئے جیسے اس نے غوث کو راہ راست پر لایا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ان کی بات مان لی۔ عدی جدیلہ کے پاس آئے اور جب تک انہوں نے عدی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی عدی نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ ان کے اسلام لانے کی بشارت عدی نے خالد کو آ کر دی اور اس قبیلے کے ایک ہزار سوار مسلمانوں کی مدد کے لیے مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ یہ عدی طے کے لیے سب سے بڑھ کر موجب برکت اور موجب سعادت شخص تھے کہ طے میں ان جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا۔

حضرت خالد بن ولید کی روانگی

اس سلسلے میں محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب اسد و غطفان کی قوم طلیحہ کی بیعت کر چکی تو ابوبکر نے مرتدین کے خلاف لشکر اور فوجیں تیار کیں اور وہ سب کے ساتھ مدینہ سے نکل کر ذی القصہ جو نجد کی سمت مدینے سے ایک منزل کی مسافت پر ہے آئے۔ یہاں انہوں نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور پھر خالد بن ولید کو سب کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔ ثابت بن قیس کو انصار کا امیر مقرر کر کے خالد کے ماتحت کیا اور خالد بن ولید کو حکم دیا کہ وہ طلیحہ اور عیینہ بن حصن کے مقابلے پر جائیں جو بنو اسد کے ایک چشمہ آب بزاخہ پر فروکش تھے۔ اس موقع پر ابوبکر نے یہ ظاہر کیا کہ میں خیبر کی طرف جاتا ہوں اور خود بھی اپنی تمام فوج کے ساتھ بہت جلد خیبر ہو کر تم سے آ ملوں گا۔ حالانکہ تمام فوج خالد کے ہمراہ بھیج چکے تھے مگر اس بات کو انہوں نے اس لیے ظاہر کیا تاکہ دشمن کو یہ خبر پہنچے اور وہ مرعوب رہے۔ اس انتظام کے بعد ابوبکر مدینہ چلے آئے۔ خالد اپنی راہ چلے یہاں تک کہ جب دشمن قریب ہو گیا۔

عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہما کی شہادت

انہوں نے عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم کو جو انصار کے حلیف تھے دشمن کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ دشمن کے قریب پہنچے اور ان کا حال سمجھنے کے لیے اور دریافت حال کے لیے یہ سب سے آگے بڑھے تو اتفاق سے حبال ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ جب طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ کو اس کا علم ہوا کہ ان کا بھائی اپنے مقابل سے مارا گیا تو وہ جواب کے لیے اپنے مقابل کے مقابلے میں نکلے اور پکارا کہ میں نے تم کو مقتول بھائی کا بدلہ لینے کے لیے پا لیا ہے۔ اب ان دونوں نے عکاشہ اور ثابت کو گھیر لیا اور یہ دونوں قتل ہو گئے۔ پھر خالد اپنی فوج کے ساتھ اس مقام پر آئے جہاں یہ دونوں مقتول پڑے تھے۔ مگر کسی کو ان کی خبر نہ تھی۔ یہاں تک کہ ایک کی سواری کا پاؤں ان کے جسم پر پڑ گیا تو شناخت ہوئی۔ یہ دیکھ کر مسلمان مرعوب ہو گئے۔ پھر جو غور سے دیکھا تو عکاشہ بن محصن بھی مقتول پڑے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں پر بہت اثر ہوا اور کہنے لگے کہ مسلمانوں کے دو سردار اور بہادر امیر مارے گئے۔ اس کے بعد خالد

[illegible]

حضرت عدی بن حاتم کی پیشکش

[illegible]

حضرت خالد بن ولید کی روانگی

[illegible]

معرکہ بزاخہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طلیحہ سے جنگ کا آغاز:

جب لڑائی شروع ہوئی تو عیینہ نے بنوفزارہ کے سات سو افراد کے ساتھ طلیحہ کی حمایت میں خوب داد مردانگی دی۔ اس وقت طلیحہ اپنے اونی خیمے کے صحن میں چادر اوڑھے وحی کی حالت بنائے بیٹھا تھا اور باہر میدان میں نہایت خونریز جنگ ہو رہی تھی۔ جب عیینہ کو لڑائی میں تکلیف اٹھانا پڑی اور اس کا شدید نقصان ہوا تو وہ میدان کارزار سے پلٹ کر طلیحہ کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا جبرائیل تمہارے پاس آئے؟ اس نے کہا ابھی تک نہیں آئے۔ عیینہ مڑ کر گیا اور پھر لڑائی میں مصروف ہو گیا اور جب اس کو دوبارہ جنگ کی شدت نے پریشان کر دیا تو وہ طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ اب بھی جبرائیل نہیں آئے؟ اس نے کہا نہیں۔ عیینہ نے کہا اب کب آئیں گے؟ ہمارا تو کام تمام ہوا۔ غرض وہ پھر میدان جنگ میں پلٹ کر لڑنے لگا اور جب تیسری بار واپس ہوا اور طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا اب بھی جبرائیل نہیں آئے؟ اس نے کہا ہاں۔ عیینہ نے پوچھا انھوں نے کیا بات کہی؟ طلیحہ نے کہا انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ قرآنی تمہارے لیے اسی طرح چکی کا پاٹ ثابت ہوگی جیسے عیینہ کے لیے ویسا ہی ایک واقعہ ہوگا جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

بنوفزارہ کا میدان جنگ سے فرار:

عیینہ نے اپنے دل میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ یقیناً ناقابل فراموش ثابت ہوگی۔ اے بنوفزارہ! ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جناب یہ بات ثابت ہے کہ طلیحہ کذاب ہے۔ تمام بنوفزارہ اپنے امیر کے حکم پر لڑائی سے کنارہ کش ہو گئے۔ ان کے ہٹتے ہی رنگ بدل گیا تمام مرتدین بھاگنے لگے طلیحہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کیا حکم ہے؟ اس سے پہلے ہی اس نے اپنے اور اپنی بیوی نوار کے لیے دو گھوڑے سفر کے لیے سازو سامان سے درست تیار رکھے تھے۔

طلیحہ کا فرار:

جب اس کی طرف فوج نے اسے آ کر گھیرا اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے تو وہ لپک کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور دوسرے پر اس نے اپنی بیوی کو سوار کیا اور اسے لے کر بھاگا۔ اپنے ساتھیوں سے بھی اس نے کہا کہ جو میری طرح بھاگ کر جان بچا سکتا ہو وہ بھاگ جائے۔ طلیحہ نے حوشیہ کی راہ اختیار کی اور وہاں سے شام چلا گیا۔ اس کی جماعت بالکل پراگندہ ہو گئی بہت سے مارے گئے۔

مرتد قبائل کا قبول اسلام:

بنوعامر اپنے خاص و عام افراد کے ساتھ یہاں سے قریب بیٹھے ہوئے جنگ کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے اور قبائل سلیم اور ہوازن کا بھی یہی حال تھا۔ جب اللہ نے بنوفزارہ اور طلیحہ کو بری طرح شکست دی اور یہ بھاگ گیا تو یہ دوسرے قبائل خود آئے اور کہنے لگے کہ جس دین کو تم نے چھوڑا تھا ہم پھر اس میں داخل ہوتے ہیں۔ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے مال اور جان کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں۔

عہد رسالت میں طلیحہ پر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی فوج کشی:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ عیینہ، غطفان اور جو طے میں سے جو لوگ مرتد ہوئے ان کے ارتداد کا واقعہ عمارہ بن فلان الاسدی کی روایت سے ہم تک منقول ہوا ہے یہ ہے کہ طلیحہ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں مرتد ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ آپ نے ضرار بن الازور کو اس فتنے کے مقابلے کے لیے ہدایات کے ساتھ اپنے بنو اسد کے عاملوں کے پاس روانہ کیا تھا۔ ان کو حکم دیا تھا کہ وہ

ہم مرتبہ کے مقابلے پر باقاعدہ کارروائی کر دیا، اس میں صداقت تھی کہ ان لوگوں نے تحقیق کر لی تھی اور خوف زدہ ہو کر یا مسلمان [illegible] قبول کر بیٹھے اور مشرک ہو گئے [illegible] مسلمانوں کی جمعیت میں روز بروز اضافہ ہوتا [illegible] اس نے [illegible] لشکر جمع کر لیا [illegible] اس کی وجہ سے جو انھوں نے کی تیز [illegible] تمام مسلمانوں میں مشہور ہو گئی کہ کوئی ہتھیار طلیحہ پر اثر نہیں کرتا۔ اسی اثنا میں مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی اور ان کے متعلق جو ضرار نے طلیحہ پر [illegible] لوگوں سے کہا کہ اس پر کوئی ہتھیار اثر نہیں کرتا۔

طلیحہ کے اعوان و انصار میں اضافہ:

اس بات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دنوں کی شدید گرمی سے پانی ختم ہو گیا [illegible] طلیحہ کے ساتھ [illegible] سے ملے۔ اس کی بات خوب [illegible] اور اس کی شہرت پھیل گئی۔ واقعہ یہ ہوا کہ [illegible] پانی ختم ہو گیا [illegible] تو طلیحہ نے ان لوگوں سے کہا کہ میرے [illegible] ساتھ [illegible] گھوڑے پر سوار ہو [illegible] اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آئے تو [illegible] کے قریب [illegible] اسی طرح [illegible] میرے ساتھ [illegible] ایک [illegible] اگر تم کو کوئی تکلیف پیش آئے [illegible] کے قریب [illegible] غطفان [illegible] کی طرف اس لیے جھکے کہ [illegible] غطفان اور اسد کے درمیان ایک معاہدہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے غطفان اور اسد نے طے کے خلاف ایک معاہدہ کر کے ان کے قبائل [illegible] سے نکال دیا [illegible] اسد نے غطفان سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے [illegible] غطفان نے ان سے تازہ پیام [illegible] ان سے دوبارہ معاہدہ کر لیا اور [illegible] ان کی مدد کے لیے تیار ہو گیا۔ [illegible] قبیلے پھر اپنے گھروں کو واپس آ گئے [illegible] یہ بات غطفان کو بہت شاق ہوئی۔

بنو غطفان کی طلیحہ کی اطاعت:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عیینہ بن حصن نے غطفان کے سامنے تقریر کی اور ان سے کہا کہ جب سے ہمارے اور بنو اسد کے تعلقات منقطع ہوئے ہیں میں نے غطفان کی [illegible] اب پھر ان سے اس معاہدے کی تجدید کرنا چاہتا ہوں جو قدیم زمانے سے ہمارے اور ان کے درمیان قائم تھا اور طلیحہ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ اگر ہم اپنے حلیفوں میں سے کسی نبی کی اتباع کریں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ ہم قریش کے نبی کی اتباع کریں۔ علاوہ ازیں محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے اور طلیحہ زندہ ہے۔

غطفان نے اس کی رائے سے اتفاق کیا۔ اس نے طلیحہ کی اتباع کر لی تو سب نے اس کی اتباع کی۔ جب بنو غطفان طلیحہ کے ساتھ ہو گیا تو [illegible] اور [illegible] وہ لوگ جو [illegible] کے اندر [illegible] رسول اللہ ﷺ کے حکم سے [illegible] رہتے تھے [illegible] ان کے [illegible] منتشر ہو گئے [illegible] اور ان کو [illegible] زکوٰۃ کے لیے [illegible] تیار کرنے کا مشورہ دیا [illegible] رسول اللہ ﷺ کے [illegible] شخص [illegible] کی [illegible] مقابلہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قریش کے قافلوں کی تک و دو پر غارتیں ہوئیں تو تمام عرب میں ان کی تباہی کی داستانیں پہنچ گئیں [illegible] ان کے مقابلے میں [illegible] ابوبکرؓ کے پاس پہنچ گئے۔

بنو عامر کا مطالبہ

عمرو اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب عمرو بن العاصؓ عمان سے مدینہ آ رہے تھے تو [illegible] قرہ بن ہبیرہ کے ہاں مہمان ٹھہرے [illegible] بنو عامر کے تمام خاندانوں کا [illegible] قرہ نے [illegible] کے لیے [illegible] اور ان کی خوب خاطر مدارات کی۔ جب عمرو [illegible] تو قرہ نے ان سے خلوت میں گفتگو کی اور کہا: عرب اس بات پر کبھی بھی آمادہ نہیں [illegible] اگر تم مطالبہ [illegible] معاف کر دو تو [illegible] بات [illegible] تمہاری اطاعت اور بیعت کر لیں گے۔ عمرو نے [illegible] بنو عامر [illegible] ابوبکرؓ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے تمام واقعات بیان کیے۔

عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کی گرفتاری

قرہ نے بنو عامر کے مطالبہ کی تائید کی [illegible] عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کو گرفتار کر کے ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اسلام [illegible] ابوبکرؓ [illegible] تمام واقعات بیان کیا [illegible] ابوبکرؓ نے [illegible] معاف کر کے اس کی جان بخشی کر دی۔

عیینہ بن حصن کا یہ حال تھا کہ [illegible] رسی سے بندھے ہوئے تھے [illegible] اے اللہ کے دشمن! ایمان لانے کے بعد تو کافر ہو گیا؟ اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم میں اللہ پر ایمان ہی نہیں لایا تھا۔ ابوبکرؓ نے اسے بھی معاف کر کے اس کی جان بخشی کر دی۔

[illegible] کی گرفتاری

مسلمانوں نے بنو اسد کے ایک شخص کو گرفتار کر کے [illegible] سامنے پیش کیا [illegible] کے حالات اور حرکات [illegible] سے باخبر تھا۔ [illegible] نے اس سے [illegible] کی کیفیت [illegible] مسلمانوں [illegible]

یہ اصحاب بعد میں مستحکم ہوا اور انہیں سنگ ثمر ادا و اسلام

ابو یعقوب سعید بن عبیدہ کی روایت:

ابو یعقوب سعید بن عبیدہ سے مروی ہے کہ جب اہل الغمر بزاخہ میں جمع ہو گئے طلیحہ نے سب کے روبرو کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ میں تم کو چاہتا ہوں کہ تم ایک چکی تیار کرو جس میں دستے ہوں اللہ اس سے جسے چاہے گا مارے گا اور جسے چاہے گا اس پر لا ڈالے گا۔ اس کے بعد اس نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور کہا کہ بنو نصر بن قعین کے دو شہسوار دو سیاہ گھوڑوں پر روانہ کرو وہ ایک جاسوس کو پکڑ کر تمہارے پاس لائیں گے۔ اس کے بعد دوسروں نے بنو قعین کے دو شہسوار اس کام کے لیے بھیج دیے اور پھر خود وہ اور خود رفقاء جنگ کے لیے آمادہ ہوئے۔

بنو اسد اور بنو قیس کا قبول اسلام:

ایک انصاری سے جو بزاخہ کے واقعے میں شریک تھے مروی ہے کہ اس واقعے میں خالد رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کے بیوی بچے کی بے حرمتی نہ ہونے دی کیونکہ بنو اسد کے اہل و عیال محفوظ مقامات میں رکھے گئے تھے۔ اس کے متعلق ابو یعقوب سے مروی ہے کہ بنو اسد کے بیوی بچے مثقب اور فلج کے درمیان محفوظ تھے اور قیس کے اہل و عیال فلج اور واسط کے درمیان محفوظ تھے۔ خالد کے پہنچتے ہی انہوں نے شکست کھائی اور اپنے بیوی بچوں کی ہلاکت کے خوف سے سب اسلام لے آئے اور خالد سے ان کے لیے امان کی درخواست کی اور ان کا تعاقب کرنے سے باز رکھا۔

طلیحہ کا قبول اسلام:

طلیحہ میدان جنگ سے بھاگ کر شام میں بنو کلب کے پاس فروکش ہو گیا اور اسلام لے آیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک وہیں مقیم رہا۔ اس کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسے اطلاع ملی کہ تمام اسد غطفان اور عامر مسلمان ہو چکے ہیں وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت ہی میں وہ عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا اور مدینے کے قریب سے گزرا۔ ابوبکر سے کہا گیا کہ طلیحہ موجود ہے انہوں نے کہا کہ اب میں اس کے ساتھ کیا کروں جانے دو اللہ نے اسے اسلام کی ہدایت دے دی۔ طلیحہ نے مکہ جا کر عمرہ ادا کیا اور پھر عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے بعد ان کی بیعت کرنے آیا۔ عمر نے اس سے کہا تم عکاشہ اور ثابت کے قاتل ہو بخدا میں کبھی تم کو پسند نہیں کروں گا۔ طلیحہ نے کہا امیر المومنین آپ ان دو شخصوں کا کیا غم کرتے ہیں جن کو اللہ نے میرے ہاتھوں شہادت کی کرامت عطا فرمائی اور مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔ عمر نے اس سے بیعت لے لی اور کہا اے دھوکے باز اب بھی کچھ کہانت کی قوت باقی ہے؟ اس نے کہا اب تو پھونک تھی اب کچھ دم نہیں رہا۔ ان کے پاس سے وہ اپنی قوم کی قیام گاہ کو آیا اور پھر وہاں عراق جانے تک مقیم رہا۔

علقمہ بن علاثہ:

سہل اور عبداللہ سے مروی ہے کہ بنو عامر منتظر تھے کہ اس مقابلہ میں کس کا پلہ بھاری رہتا ہے اور وہ منتظر تھے کہ اسد اور غطفان کیا کرتے ہیں جب ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اس وقت بنو عامر اپنے عوام اور خواص کے ساتھ بیعت کی غرض سے اکٹھے ہو کر آ رہے تھے قرہ بن ہبیرہ بنو کعب اور ان کے متعلقین کے ساتھ اور علقمہ بن علاثہ بنو کلاب اور ان کے متعلقین کے ساتھ موجود تھے۔ علقمہ کا واقعہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں اسلام لا کر مرتد ہو گیا اور طائف کے فتح ہو جانے کے بعد

شام چلا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ بہت تیزی سے عرب واپس آیا اور حوثعب میں اس نے مقابلے کے لیے پہاڑی قائم کی مگر اب تک وہ مذبذب تھا کہ کیا کرے۔ اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہوئی انہوں نے ایک سپاہی جمعیت قعقاع رضی اللہ عنہ کی امارت میں اس کے مقابلے پر روانہ کی اور قعقاع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جا کر علقمہ بن علاثہ پر اچانک حملہ کر دو یا تم اس کو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ یا قتل کر دینا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کپڑا پھٹ جائے تو اس کی اصلاح یہ ہے کہ اسے اچھی طرح سی دیا جائے لہٰذا اس مہم کو کامیاب بنانے میں جو تم سے ہو سکے وہ کرنا۔

علقمہ بن علاثہ کا فرار اور اطاعت:

قعقاع رضی اللہ عنہ اپنی مہم کے ساتھ چلے اور انہوں نے علقمہ پر جو ایک چشمہ آب پر مقیم تھا اچانک حملہ کر دیا علقمہ کے احتیاط کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر وقت ایک پاؤں پر کھڑا رہتا تھا اس لیے حملہ ہوتے ہی وہ اپنے گھوڑے کی طرف لپکا اگرچہ مسلمان بھی اس کے پیچھے دوڑے مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آ سکا اس کے اہل و عیال نے اطاعت قبول کر لی اس کی بیوی بچیاں دوسری عورتیں اور دو مرد جو وہیں رہ گئے تھے بالکل بدل گئے اور انہوں نے قعقاع رضی اللہ عنہ سے اسلام کی وجہ سے اپنے آپ کو بچا لیا قعقاع رضی اللہ عنہ ان کو ابوبکرؓ کے پاس لے آئے اس کے بیٹے اور بیوی نے کہا کہ ہم نے علقمہ کو نہیں بلایا ہم تو اپنے وطن میں مقیم تھے ہم نے اسے کوئی اطلاع نہیں دی تھی اس نے جو کچھ کیا اس کے ذمہ دار ہم کسی طرح نہیں ہیں ابوبکرؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر خود علقمہ بھی اسلام لے آیا اور ابوبکرؓ نے اس کے اسلام کو تسلیم کر لیا۔

ابن سیرین سے بھی اسی مضمون کا بیان نقل ہوا ہے۔

اہل بزاخہ کی اطاعت:

اہل بزاخہ کی ہزیمت کے بعد بنو عامر نے کہا کہ ہم پھر اسی دین میں داخل ہو جاتے ہیں جس کو ہم نے ترک کر دیا تھا خالدؓ نے ان سے بھی انہیں شرائط پر جن پر انہوں نے اہل بزاخہ سے جس میں اسد، غطفان اور طے شامل تھے بیعت لی تھی بیعت لے لی اور ان سب نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر اطاعت قبول کر لی خالدؓ نے اسد، غطفان، ہوازن، سلیم اور طے سب پر یہ شرط لازم کی کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنہوں نے ارتداد کے زمانے میں اپنے یہاں کے مسلمانوں کو جلایا تھا ان کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا اور مظالم کیے تھے ان کے حوالے کر دیں اس معاملے میں انہوں نے کسی عذر کو نہیں مانا ان قبائل نے اپنے ان تمام لوگوں کو خالدؓ کے حوالے کر دیا۔ خالدؓ نے ان قبائل کے اسلام کو قبول کر کے ان کو چھوڑ دیا البتہ انہوں نے قرۃ بن ہبیرہ اور اس کے چند ساتھیوں کو قید کر لیا۔ اور جن لوگوں نے مسلمانوں پر مظالم کیے تھے ان کے اعضاء قطع کرا دیے ان کو جلایا۔ سنگسار کیا اور بعض کو پہاڑوں سے گرا دیا اور بعض کو کنوؤں میں ڈال کر تیروں سے چھلنی کر دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط:

قرۃ اور دوسرے قیدیوں کو خالدؓ نے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کیا اور ان کو لکھا کہ بنو عامر اسلام سے روگردانی اور انتظار کے بعد پھر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں جن قبائل سے میری جنگ ہوئی یا جن سے بغیر جنگ کے مصالحت ہوئی میں نے ان سب پر یہ شرط لازم کی کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنہوں نے ارتداد کے زمانے میں مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم کیے تھے بلا توقف میرے حوالے کر

[illegible]

حضرت ابوبکر [illegible]

[illegible]

مجرموں کو سزا دینا

[illegible]

ام زمل سلمیٰ بنت ام قرفہ

[illegible]

ام سلمیٰ کا [illegible]

[illegible]

تھے ان کے پاس آ گئے اور ان کے قتل کے لیے جمع ہو گئے۔

ام زمل کا قتل

خالد بن ولید کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ تب تک بزاخہ میں ان کی مقامی ذمہ داری کی تکمیل، دعوت اسلام اور لوگوں کی تنظیم میں مشغول تھے اس عورت کے مقابلے پر بڑھے اب تک اس کی شوکت اور طاقت بہت بڑھ چکی تھی اور اس کا معاملہ اب سنگین ہو رہا تھا خالد نے اس کی اور اس کی فوجوں کے مقابل جنگ کے لیے فوج کشی کی نہایت شدید اور خونریز جنگ ہوئی وہ جنگ کے وقت اپنی ماں کی شان کی طرح اونٹ پر سوار اپنی قوت و اقتدار کی حامی تھی۔ کیونکہ وہ غطفان کا ایک خاندان تھا اور ہار جاتا اور عجم کے ہاتھوں ان کے خاندان معاف ہو گئے تھے اس کی آدمی کا حوصلہ یہی بہت زیادہ جانبازی سے جنگ میں لڑ رہے تھے آخر کار خالد کے شہسواروں نے اس اونٹ پر یورش کر کے اسے ذبح اور ام زمل کو قتل کر ڈالا اور اس کے اونٹ کے گرد تقریباً سو آدمی مارے گئے۔ دشمن کو اس شکست ہوئی تو خالد نے ابوبکر صدیقؓ کو اس فتح کی بشارت بھیجی جو مدینے میں آ کر آنے کے کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوئی۔

فجاءۃ ایاس بن عبداللہ کا فریب

سیف اور ابو یعقوب سے مروی ہے۔ بنو سلیم کا قصہ یہ ہوا کہ فجاءۃ ایاس بن عبد یالیل ایک دن ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ اسلحہ سے میری مدد کریں اور مجھے مرتدین کی کسی جماعت کے مقابلے پر بھیج دیں۔ ابوبکرؓ نے اسے اسلحہ دیا اور ہدایت کر دی مگر بجائے ان کے حکم سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے خلاف ہو گیا۔ اپنے مقام سے روانہ ہو کر جواء آیا یہاں سے اس نے بنو شرید کے نجبہ بن ابی المیثاء کو مسلمانوں پر غارت گری کے لیے بھیجا سلیم عامر اور ہوازن کے ہر مسلمان پر غارت گری کرنے لگا۔ ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے طریفہ بن حاجز کو لکھا کہ تم تیار ہو کر اس کے مقابلے پر جاؤ۔ پھر انہوں نے عبداللہ بن قیس جاسی کو طریفہ کی مدد کے لیے روانہ کیا یہ دونوں نجبہ کے مقابلے کے لیے چلے اور تلاش کر کے اس کے قریب پہنچے اس نے ان دونوں سے الجھنا مناسب نہ سمجھا اور بچنا چاہا مگر انہوں نے جواء میں اس سے لڑ کر اسے شکست دی جس میں نجبہ مارا گیا۔ فجاءۃ بھاگ نکلا طریفہ نے پیچھا کر کے اسے زندہ گرفتار کر لیا اور ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ ابوبکرؓ کے پاس پہنچا انہوں نے اس کے لیے مدینے کی عیدگاہ میں آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کو اس میں زندہ جھونک دیا۔

فجاءۃ ایاس کی عہد شکنی کی سزا

فجاءۃ کے متعلق عبداللہ بن ابی بکرؓ سے جو روایت منقول ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بنو سلیم کا ایک شخص فجاءۃ ایاس بن عبداللہ بن عبد یالیل بن عمیرہ بن خفاف ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں میں مرتدوں سے جہاد کرنا چاہتا ہوں آپ سواری دلا دیجیے اور میری مدد کیجیے ابوبکرؓ نے اس کی درخواست مان لی اسے سواری اور اسلحہ دے دیے یہ یہاں سے چل کر جب مضافات میں پہنچا وہاں جو مسلم یا مرتد اس کے سامنے آتا یہ اس سے اس کا مال چھین لیتا جس نے انکار کیا اسے اس نے قتل کر دیا۔ اس کے ہمراہ بنو شرید کا نجبہ بن ابی المیثاء بھی تھا۔ ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی انہوں نے طریفہ بن حاجز کو لکھا کہ اس دشمن خدا فجاءۃ نے مجھے آ کر دھوکہ دیا ہے تم مسلمانوں کو ہمراہ لے کر اس کے مقابلے پر جاؤ اور جو اس کے ساتھ ہیں ان کی مددگاروں میں سے [illegible]

دل اور اطمینان دیجئے اب مجھے یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ اللہ کا دشمن مسلمانوں اور مرتدین سے مال وصول کر رہا ہے اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے خواہ اپنے پاس کے مسلمانوں کو ساتھ لے کر جاؤ اور اسے قتل کر دو یا زندہ گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو طریفہ بن حاجز ان کے مقابلے پر گئے تو مقابلہ ہوا مگر پہلے صرف تیروں سے مقابلہ ہوا ایک تیر نجبہ کے لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا فجاءۃ نے جب مسلمانوں کی شجاعت، عمل اور ثابت قدمی دیکھی تو وہ سہم گیا اس نے طریفہ سے کہا کہ اس کام کے تم مجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہو تم بھی ابوبکر کے مقرر کردہ امیر ہو اور میں بھی ان کا امیر ہوں۔ طریفہ نے کہا اگر سچے ہو تو ہتھیار رکھ دو اور میرے ساتھ ابوبکر کے پاس چلو فجاءۃ طریفہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا جب دونوں ابوبکر کے پاس آئے ابوبکر نے طریفہ بن حاجز کو حکم دیا کہ اسے بقیع میں لے جا کر آگ سے جلا دو طریفہ نے اسے عیدگاہ لا کر آگ جلوائی اور اس میں اسے زندہ جلا دیا۔

ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ:

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ قبیلہ سلیم بن منصور کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے بعض مرتد ہو گئے تھے اور بعض اپنے امیر بنو حارثہ کے معن بن حاجز کے ساتھ جن کو ابوبکر نے مقرر کیا تھا اسلام پر قائم تھے جب خالد بن الولید طلیحہ کے مقابلے پر گئے ابوبکر نے معن کو لکھا کہ بنو سلیم میں سے جو لوگ اب تک اسلام پر قائم ہیں تم ان کو لے کر خالد کے ساتھ جاؤ۔ معن اپنے مستقر پر اپنے بھائی طریفہ بن حاجز کو مقرر کر کے خالد کے ساتھ چلے گئے۔ بنو سلیم میں سے ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ خنساء کا بھائی بھی مرتد ہو گیا تھا جس کا اس نے اپنے اشعار میں بھی تحریراً اظہار کیا ہے مگر پھر یہ اسلام لے آیا اور سب کے ساتھ اس نے بھی اسلام قبول کیا۔ عمر بن الخطاب کے عہد میں یہ مدینہ آیا۔ مدینہ آ کر اس نے اپنی اونٹنی بنو قریظہ کے قریب میدان میں بٹھائی پھر وہ عمر کے پاس آیا جو اس وقت مساکین کو صدقہ دے رہے تھے اور اسے عرب کے فقراء میں تقسیم کر رہے تھے اس نے کہا امیر المومنین مجھے عطا دیجئے کیونکہ میں حاجت مند ہوں۔ عمر نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ السلمی ہوں۔ عمر نے کہا اے دشمن خدا کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا ہے ۔

فرويت رمحي من كتيبة خالد ۔ وإني لأرجو بعدها أن أعمرا

ترجمہ: "میں نے اپنے نیزے کو خالد کے دستے سے سیراب کیا اور اب میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ لمبی عمر پاؤں گا"۔

یہ کہہ کر عمر نے درہ اس کے سر پر مارنے لگے وہ بھاگ گیا اپنی اونٹنی کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور پھر اس نے حرہ شوران کی راہ سے بنو سلیم کو واپس جانے کے لیے اختیار کی۔ اور بعد میں اپنے اشعار میں عمر رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل کی شکایت کی اور ان کی ہجو کی۔

* * *

باب ۲

مدعیان نبوت سجاح و مسیلمہ کذاب ۱۱ھ

بنو تمیم کے عاملوں کا تقرر

بنو تمیم کا واقعہ یہ ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو ان میں سے آپ نے پانچ عاملوں کو بنی تمیم پر مقرر کر رکھے تھے زبرقان بن بدر رباب، عوف اور ابناء کے عامل تھے [illegible]۔ مقاعس اور ان کے متعلقہ خاندانوں کے عامل تھے صفوان بن صفوان اور سبرہ بن عمرو بنو عمرو کے عامل تھے [illegible] تھے اور [illegible] یہ بنو تمیم کے قبیلے ہیں۔ وکیع بن مالک اور مالک بن نویرہ بنو حنظلہ کے عامل تھے ایک روایت ہے [illegible] تھا صفوان کو جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو وہ بنو عمرو کے جانور لے کر اور سبرہ کے حصے کے صدقات کا مال لے کر ابوبکرؓ کے پاس پہنچے [illegible] عرب کے نکالے کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ قیس [illegible] کے پیچھے مشہور ہے کہ زبرقان کیا کرتے ہیں کیونکہ وہ قیس سے ناراض تھے جب کبھی قیس نے ان سے خوش گوار تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی زبرقان نے ان کی کوشش کو ناکام بنا دیا اور [illegible] کا جواب نہ ہونے دیا اس لیے اس موقع پر قیس انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں زبرقان کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ ان کے خلاف طرز عمل اختیار کریں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ زبرقان نے اب تک اپنے متعلق کا اظہار نہیں کیا ہے۔ قیس نے کہا [illegible] کا برا ہو انہوں نے میرے ساتھ دھوکا کیا [illegible] مارا۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا کروں اگر میں ابوبکرؓ کی اتباع کرتا ہوں اور ان کو صدقات کا مال لے کر دیتا ہوں تو وہ [illegible] کو ترجیح کریں گے [illegible] زبرقان ان قبائل میں مجھے رسوا کریں گے اور اگر خود میں ان صدقات کو [illegible] تقسیم کر دوں تو ابوبکرؓ کے پاس مجھے رسوا کریں گے۔

زبرقانؓ بن بدر کی وفاداری

آخرکار مقاعس اور بطون میں قیس نے یہ تقسیم کر دیا کہ ان صدقات کو مقاعس اور ان کے دوسرے متعلقہ خاندانوں میں تقسیم کر دیے لیکن اس کے برعکس زبرقانؓ نے وفاداری اختیار کی اور دشمنوں سے پیچھے نہیں ہٹے بلکہ عوف، رباب اور ابناء کے صدقات کا مال لے کر مدینہ آ گئے اور ایک شعر میں انہوں نے قیس کے طرز عمل پر تعریض کی [illegible] ان کے جانے کے بعد قبائل کا انتشار اور [illegible] ہر طرف کفر [illegible] پھیل گیا اور [illegible] قیس اپنے فعل پر نادم ہوئے اور جب علاء بن الحضرمی ان کے قریب آئے وہ اپنے علاقے کے صدقات کا مال وصول کر کے ان کے پاس خود لے کر آئے اور خود ان کے ساتھ بحرین کی مہم کے لیے چلے۔

اس ہنگامے میں عوف اور ابناء بطون سے الجھ رہے اور رباب مقاعس سے دست و گریبان رہے [illegible]۔ ملک کے [illegible] کے مرتد ہو گئے تھے اس وقت [illegible] مقاعس کے جانے کے بعد عامل تھے [illegible] اور رباب کے عامل تھے [illegible] صفوان [illegible] کے بعد بنو تمیم کے [illegible] ابناء سے [illegible] بطون پر [illegible] خلاف [illegible] ادا [illegible] کرتے تھے جب [illegible] سب اپنے خاندانوں کو لے کر چلے گئے [illegible] نقصان پہنچا [illegible] جب [illegible] ان کے پاس آئے تو انہوں نے [illegible]

تو جنگ پر آمادہ ہو گئے مگر پھر بھی وہ آپس میں رکے رہے۔

سجاح بنت الحارث ابن سوید:

ہم ذکر کر آئے ہیں کہ بنی تمیم کا یہ حال تھا کہ ان میں ایک گروہ اسلام پر قائم تھا اور کچھ مرتد ہو گئے تھے ان میں جو مسلمان تھے ان کو دوسرے لوگوں سے قتال اور جنگ کرنا پڑا اور وہ تذبذب میں تھے۔ کچھ لوگ ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ اسی دوران میں سجاح بنت الحارث جزیرے سے ان کے پاس پہنچی یہ اور اس کا خاندان بنو تغلب میں قبیلہ ربیعہ کے عیسائی خاندانوں میں ان کی سیادت تھی۔ اس کے ہمراہ ہذیل بن عمران بنو تغلب کے ساتھ، عقہ بن ہلال نمر کے ساتھ، زیاد بن فلان ایاد کے ساتھ اور سلیل بن قیس شیبان کے ساتھ تھے ایک طرف تو پہلے سے خود بنی تمیم کے قبائل میں خلفشار اور باہمی جنگ پھیلی ہوئی تھی دوسری طرف سے سجاح اور اس کے عربی سردار اپنی کثیر جماعت کے ساتھ ان پر چڑھ آئے یہ ایک بڑی پریشانی کی بات تھی جس سے اب یہ سب کے سب متفرق ہو گئے۔

سجاح کا اعلان نبوت:

سجاح بنت الحارث بن سوید بن عقفان اور اس کے دادا عقفان کی اولاد بنو تغلب میں سے تھی۔ اس نے بنو تغلب میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جزیرہ میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا، ہذیل بھی نصرانیت کو چھوڑ کر سجاح کا مرید ہو گیا۔ یہ سردار اس کے ساتھ ابو بکر سے لڑنے کے لیے آئے۔ جب یہ حزن پہنچی اس نے مالک بن نویرہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور اسے صلح کی دعوت دی تھی اس نے قبول کر لیا اور اسی درخواست کی وجہ سے مالک بن نویرہ اس کے مقابلے اور لڑائی سے باز رہا اور اس نے سجاح کو بنو تمیم کے قبیلوں سے لڑنے پر برانگیختہ کیا۔ سجاح نے کہا کہ ہاں یہ تجویز مناسب ہے لہٰذا فوراً اس پر عمل کر کے خود بنو یربوع کی طرف بڑھی اگر شکست ان کی ہو تو یہ انہیں کی ہوگی اس کے بعد اس نے مالک بن حنظلہ سے مقابلہ شروع کیا اور ان کو مصالحت اور متابعت کی دعوت دی۔ عطارد بن حاجب و دیگر بنو مالک کے تمام سردار اپنے علاقے کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور اسی حالت میں وہ بنو العنبر میں آ کر عمرو بن عمرو کے یہاں فروکش ہوئے۔ ان معاملات میں وکیع نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ اس کو پسند نہیں کرتے تھے اسی طرح بنو یربوع کے سردار مالک کے طرز عمل سے بیزار ہو کر اپنے علاقے کو چھوڑ کر بنو مازن میں حصین بن نیار کے پاس چلے آئے۔

وکیع اور مالک کی مفاہمت:

سجاح کے قاصد مصالحت اور متابعت کی دعوت دینے بنو مالک کے پاس آئے۔ وکیع نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ اس طرح اب وکیع، مالک اور سجاح تینوں ایک رائے ہو گئے اور انہوں نے آپس میں مصالحت اور معاہدہ کر کے سب سے لڑنے کی ٹھان لی اور اب اس پر گفتگو شروع ہوئی کہ ہم پہلے کس طرف اقدام کریں اور اب ہمیں کس قبیلے سے جنگ کی ابتدا کی جائے البتہ قیس کو انہوں نے اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہ اب تک متذبذب تھے اور اسی لیے ان کو اس بات کی توقع تھی کہ قیس ان سے مل جائیں گے۔ اس موقع پر سجاح نے الہامی طور پر یہ کلمے کہے "سواروں کو تیار کرو، غارت گری کے لیے تیار ہو جاؤ، پھر رباب پر غارت گری کرو کیونکہ ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہے"۔

سجاح کی پیش قدمی:

سجاح اپنے مقام سے جو کارروائی کرنا چاہتی تھی اور اس نے بنو تمیم کے متعلق کی ہے یہ تو اس کا بیان ہے اور رباب جب اس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رہے کہ تم ان کے خلاف رہو گے تم نے بھی اسی طرح ان لوگوں نے بھی ہم سے شرط کی ہے کہ تم ان کے خلاف رہو تو تم غور کر لو اب آپ بھی ہمارے ہم دین ہیں سب سے زیادہ طاقتور بنو تمیم کی قوت بھی زیادہ ہے اور جیسی بات ہو گی بتا دیں گے جو اس نے انہیں بھی ملا کر بہا بیچ تو ظاہر کرتے ہوئے یہ ایمان لے کر ہو گئے ان کے بعد پھر وہ فوراً ہی اپنی رہے گی۔

سجاح کے لیے مسیلمہ کے تحائف

جب سجاح اپنی جماعت کو لے کر یمامہ کی طرف چلی تو مسیلمہ کو اس کی اطلاع ہوئی تب اسے یہ خیال ہوا کہ اگر وہ لڑائی میں وقت ہونے سے الجھ جائے گا تو ثمامہ یمامہ پر اس سے قبضہ کر لے گا یا شرحبیل بن حسنہ یا کوئی دوسرے قبائل اس پر حملہ کر دیں گے اس لیے اس نے خود اس نے سجاح کو تحائف بھیجے اور درخواست کی کہ آپ مجھے امن دیں تاکہ میں خود آپ کے پاس آؤں تا کہ ملاقات کروں مختلف چشموں پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھیں۔ اب مسیلمہ اپنے پاس آیا امان دی تو مسیلمہ بنو حنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ساتھ سجاح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سجاح ایک راسخ العقیدہ عیسائی تھی اور بنو تغلب کے عرب نصرانیوں سے واقف تھی۔ مسیلمہ نے اس سے کہا کہ آدھی زمین ہماری اور آدھی قریش کی ہوتی اگر برابر تقسیم کی جاتی مگر اب اللہ نے وہ حصہ بھی جسے قریش نے رد کر دیا ہے تمہیں دے دیا ہے اب تم اسے بخوشی قبول کرو۔

سجاح کا مسیلمہ سے خطاب

سجاح نے کہا کہ آدھی زمین صرف اسی کا حق ہے جو حق سے ہٹتے ہیں تم اس نصف کو ان سواروں کو دے دو جو تم دیکھ رہے ہو کہ صف بستہ ہیں اور دوڑنے کے لیے تیار ہیں۔ مسیلمہ نے کہا اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے سنی اور جس نے خیر کی طمع کی اللہ نے اس کو خیر عطا کی اور اس کی بات حسب مراد پوری ہو گئی۔ تمہارے رب نے تم کو دیکھا تم پر سلامتی بھیجی اور وحشت کی حالت سے دور رکھا اور آخرت کے دن اس نے تم کو آگ سے بچا کر رحمت دوام عطا فرمانے کا، نیک لوگوں کی وہ جماعت ہے جو نہ شقی ہیں نہ فاجر ہیں جو تمام رات اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ تمہارے بزرگ رب کے لیے جو بادلوں اور بارش کا ہے۔

اس نے یہ بھی کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہو گئے ہیں اور ان کے بشرے نورانی ہو گئے ہیں اور ان کے ہاتھ نرمی کے لیے بند ہو گئے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو اور نہ شراب پیو بلکہ نیک رہو تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کھاؤ پیو۔ سبحان اللہ جب حیات پاؤ گے تب تم جس طرح چاہو زندگی بسر کرو گے اور آسمان کی طرف جاؤ گے۔ اگر رائی کے دانے جتنی بھی ہو تو اس پر کوئی گواہ ہو، جو دلوں کے بھید سے واقف ہے اور بہت سے لوگ اس میں تباہ ہو جائیں گے۔

مسیلمہ نے اپنی جماعت کے لیے یہ قانون بنایا تھا کہ جس کا کوئی لڑکا ہو اس کے لیے عورت سے مباشرت کرنا اس لڑکے کے مرنے تک کسی عورت سے مباشرت کرنا ناجائز ہے البتہ اگر وہ مر جائے تو پھر اولاد کے خیال سے مباشرت کر سکتا ہے اور اگر بچہ ہو جائے تو علیحدگی اختیار کرے۔ اس طرح اس نے بیٹے والے شخص کے لیے جس کا لڑکا ہو عورت سے مباشرت کو حرام کر دیا ہے۔

سجاح کی مسیلمہ سے خیمہ میں ملاقات

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ جب سجاح مسیلمہ کے مقابلہ پر آئی تو اس نے مدافعت کے لیے بچاؤ کا انتظام

[illegible]

سجاح اور مسیلمہ کی شادی

[illegible]

سجاح کا مہر

[illegible]

[illegible]

سجاح کی مراجعت جزیرہ

[illegible]

[illegible] منتشر ہو گئے۔

دیلم کا قبول اسلام:

[illegible] صحیح العقیدہ مسلمان ہو گئے۔

[illegible]

[illegible] واپس چلے گئے۔

[illegible]

[illegible]

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بطاح کی جانب پیش قدمی:

قاسم اور موسیٰ بن شعیب سے مروی ہے کہ خالدؓ نے بنی عامر و بنی غطفان سے جب اسد و غطفان سے فارغ ہو گئے اور سب امور کو درست کر چکے تھے اب وہ بطاح کے ارادے سے روانہ ہوئے جہاں مالک بن نویرہ مقیم تھا روانہ ہوئے مالک کی یہ نیت تھی کہ وہ اپنے معاملے میں متردد تھا مگر اس موقع پر انصار نے بھی خالدؓ کے ساتھ پیش قدمی کرنے میں تردد کا اظہار کیا اور ان کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے اور انہوں نے عذر کیا کہ خلیفہ نے ہمیں اس کا حکم نہیں دیا تھا انہوں نے یہ ہدایت کی تھی کہ جب ہم بزاخہ سے فارغ ہو جائیں اور دشمن کے علاقوں کو مطیع کر لیں تو ان کے دوسرے حکم تک یہیں قیام کریں۔ مگر خالدؓ نے کہا ممکن ہے کہ تم کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہو مگر خلیفہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آگے بڑھوں۔ تمام خبریں مجھے موصول ہوتی ہیں مجھے اس کے خلاف اب تک کوئی حکم نہیں موصول ہوا اور میں امیر ہوں اور جب تک مجھے ان کا کوئی صریح حکم اس کے خلاف نہ ملے اور مجھے دشمن کے نزدیک جانے کا کوئی موقع ہاتھ آئے تو کیا اس کے لیے میں ان کو اطلاع دے کر حکم حاصل کروں اور اس طرح وہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے نہیں ہرگز ایسا نہیں کروں گا بلکہ جو موقع ہم دست ہوگا اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ اسی طرح اگر ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں جس کے متعلق انہوں نے اپنے فرمان تقرر میں کوئی تصریح نہیں کی ہو تو اس موقع پر ہم کیا کریں گے ہم جو بہتر صورت دیکھیں گے اس پر عمل کریں گے اب رہا مالک بن نویرہ اور وہ ہمارے قریب موجود ہے میں تو بہر حال خود اور اپنے ہمراہی مہاجرین اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس کے مقابلے پر جاتا ہوں اور تم کو اس قدم اٹھانے پر مجبور نہیں کرتا۔

انصار کا تعاون:

یہ کہہ کر خالدؓ آگے بڑھے ان کے جانے کے بعد انصار کو اپنی مخالفت پر ندامت ہوئی اور اس کے متعلق وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے اور اپنے تئیں برا کہنے لگے انہوں نے کہا دیکھو اگر خالدؓ کو کامیابی ہوئی اور اس میں بھلائی ہوئی تو ہم اس سے محروم ہو جائیں گے اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو گئے تو سب مسلمانوں میں ہماری رسوائی ہو جائے گی اور وہ ہم سے اجتناب کرنے لگیں گے ان اندیشوں کی وجہ سے اب تمام انصار بھی خالد بن ولیدؓ کی مدد کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے انہوں نے اپنے ایک قاصد کو خالدؓ کے پاس دوڑایا تاکہ وہ ان کو روکے خالدؓ انصار کے لیے رک گئے اور جب وہ آ گئے تو اب وہ سب مل کر بطاح آئے مگر یہاں انہوں نے کسی کو نہ پایا۔

مالک بن نویرہ کا بنو یربوع کو مشورہ:

خالدؓ جب بطاح آئے انہوں نے وہاں کسی کو بھی نہیں پایا البتہ انہوں نے دیکھا کہ مالک نے جب اسے اپنے معاملے میں تردد ہوا اپنے تمام گروہوں کو ان کی جائیدادوں کی دیکھ بھال کے لیے بھیج دیا اور اجتماع کی ممانعت کر دی۔ اس موقع پر اس نے اپنی جماعت سے کہا اے بنو یربوع جب ہمارے امراء نے ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے ان کی بات نہ مانی اور دوسرے لوگوں کو بھی اسلام میں شرکت سے باز رکھا مگر اس فعل کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا میں نے اس معاملے پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کام کو بغیر سوچے سمجھے اور مصلحت بینی کے اختیار کیا گیا ہے۔ دراصل اس کی رہبری کے لیے لوگ تیار ہیں ایسی حالت میں تم اس شورش سے علیحدگی اختیار کرو اپنے مکانوں کو چلے جاؤ اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

مالک کے اس مشورے سے بنی حنظلہ کے تمام ساتھی اپنی اپنی بستیوں میں منتشر ہو گئے اور چلے گئے اور مالک بن نویرہ اپنے گھر چلا گیا۔

جب خالد بطاح آئے تو انہوں نے بنو تمیم کی تلاش کے لیے مختلف فوجی دستے روانہ کیے اور ان کو ہدایت کی کہ جہاں تم کہیں جاؤ پہلے ہمارا اسلامی شعار یعنی اذان دو جو اس کا جواب نہ دے اسے گرفتار کر لو اور جو مقابلہ کرے اسے قتل کر دیا۔

مالک بن نویرہ کی گرفتاری

ابوبکرؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ جب وہ کسی جگہ پہنچیں تو اذان دیں اور اقامت کہیں اگر اس قوم کے لوگ بھی اذان اور اقامت کہیں تو ان سے کوئی تعرض نہ کریں اور اگر وہ اذان نہ دیں تو ان پر فوراً حملہ کر دیں جس طرح ممکن ہو تمام ذرائع سے قتل کر ڈالیں جلا دیں اور جو کچھ ہو لے لیں اور اگر وہ ہمارا اسلامی جواب دے دیں تو ان سے زکوٰۃ کا اقرار لیا جائے اگر وہ اقرار کر لیں تو بہتر ہے ورنہ بغیر تنبیہ کے اچانک ان پر حملہ کر کے ان کو غارت کر دیا جائے۔ چنانچہ ان دستوں میں سے ایک دستہ مالک بن نویرہ کو جس کے ساتھ بنو ثعلبہ بن یربوع کے چند اور آدمی عاصم، عبید، عرین اور جعفر تھے گرفتار کر کے خالدؓ کے پاس لایا۔ اس دستے کے لوگوں میں جس میں ابو قتادہؓ بھی تھے ان اسیروں کے متعلق اختلاف ہو گیا ابو قتادہ وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے اذان دی اقامت کہی اور نماز پڑھی اس اختلاف شہادت کی وجہ سے خالدؓ نے ان کو قید کر دیا۔

مالک اور دوسرے ساتھیوں کا قتل

اس رات سخت سردی تھی اور ہوا ایسی چلی کہ کوئی چیز باقی نہ رہی۔ یہ سخت سردی تھی جب سردی اور بڑھنے لگی تو خالدؓ نے منادی کو حکم دیا اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ ادفئوا اسراکم (اپنے قیدیوں کو گرم کرو) بنو کنانہ کے محاورے میں اس لفظ کے معنی قتل کر دینے کے تھے اور دوسروں کے محاورے میں جب ادفئ کہیں تو قتل کے معنی نہیں ہوتے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس لفظ کا مفہوم اپنے محاورے کے اعتبار سے یہ سمجھا کہ ان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ انہوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔ ضرار بن الازور نے مالک کو قتل کیا۔ خالد نے جب شور و غل سنا تو باہر آئے مگر اس وقت تک یہ لوگ ان سب کا کام تمام کر چکے تھے اب جو ہونا تھا ہو چکا تھا خالدؓ نے کہا اللہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ اس سے پہلے بھی لوگوں کے قتل کے بارے میں اختلاف تھا ابو قتادہؓ نے کہا یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے خالد نے ابو قتادہؓ کو ڈانٹ دیا وہ ناراض ہو کر ابوبکرؓ کے پاس مدینے آ گئے۔ ابوبکرؓ ان پر بہت ناراض ہوئے کہ امیر کی اجازت کے بغیر کیوں آ گئے عمرؓ نے ان کی سفارش کی مگر ابوبکرؓ نے کہا کہ جب تک یہ اپنے امیر کے پاس واپس نہ جائیں گے میں معاف نہیں کروں گا۔ ابو قتادہؓ خالدؓ کے پاس چلے آئے اور پھر خالدؓ کے ساتھ مدینے آئے اس زمانے میں خالدؓ نے ام تمیم بنت منہال کو جو مالک کی بیوی تھی نکاح کیا تھا اور زمانہ عدت گزرنے سے پہلے چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ عرب جنگ کے زمانے میں عورتوں سے صحبت کرنا برا سمجھتے تھے اور ایسا کرنا سخت معیوب سمجھتے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی اجتہادی غلطی

عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ خالد ایک مسلمان کے خون کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ بات ثابت ہے کہ جب بھی ایسی تو بہت

[illegible]

[illegible] کا مطالبہ:

[illegible]

[illegible] کی روایت۔

[illegible]

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فوجوں کو ہدایت

[illegible]

اس نے یہ بات کہی میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے صاحب نے یہ اور یہ کہا تھا۔ خالدؓ نے کہا کیا تم ان کو اپنا صاحب نہیں سمجھتے ہو پھر آگے بڑھ کر اس کی اور اس کے ساتھیوں کی گردن مار دی۔ جب عمرؓ کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی انہوں نے ابوبکرؓ سے ان کی شکایت کی اور تمام اصرار سے کہا کہ اس دشمن خدا نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر کود پڑا۔ خالدؓ اس مہم سے پلٹ کر مدینے آئے مسجد نبوی میں آئے وہ ایک زنگ آلود آہنی قبا پہنے تھے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے جس میں متعدد تیر چبھے ہوئے تھے جب مسجد میں آئے تو عمرؓ نے بڑھ کر تیر ان کے سر سے کھینچ کر توڑ ڈالے اور کہا کہ محض دکھانے کے لیے اس وضع سے آئے ہو تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر جھپٹ پڑے بخدا میں تم کو سنگسار کروں گا۔ خالدؓ نے اس بحث میں ایک لفظ بھی ان سے نہیں کہا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ابوبکرؓ کا بھی یہی خیال ہے۔ خالدؓ ابوبکرؓ کے پاس سیدھے پہنچے اور ان سے سارا واقعہ کہا اور معذرت چاہی [illegible] پر ابوبکرؓ نے ان کو معاف کر دیا ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے بعد وہ مسجد میں آئے عمرؓ مسجد میں بیٹھے تھے خالدؓ نے کہا اے ام شملہ کے بیٹے اب آؤ کیا کہتے ہو عمرؓ سمجھ گئے کہ ابوبکرؓ ان سے راضی ہو گئے ہیں وہ چپکے سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالدؓ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ [illegible]

* * *

مسیلمۃ الکذاب اور اس کی قوم اہل یمامہ کے بقیہ واقعات

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی شکست:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا ان کے پیچھے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا عکرمہؓ شرحبیلؓ سے پہلے مسیلمہ کے مقابلے پر جا پہنچے تاکہ کامیابی کا سہرا ان کے سر رہے انھوں نے جاتے ہی مسیلمہ سے جنگ کی مگر اس نے ان کو شکست دی اس واقعے کی اطلاع جب شرحبیل رضی اللہ عنہ کو ملی وہ اثنائے راہ میں ٹھہر گئے عکرمہؓ نے اپنی سرگذشت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھی ابوبکرؓ نے ان کو ڈانٹ کر لکھا کہ تم مجھے اس حالت میں اپنی صورت دکھاؤ اور نہ مدینہ واپس آؤ جس سے لوگوں میں بددلی پیدا ہو تم سیدھے حذیفہؓ اور عرفجہؓ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ ہو کر اہل عمان اور مہرہ سے لڑو اور اگر یہ تمہارے پہنچنے سے پہلے وہ دونوں جنگ میں مصروف ہو گئے ہوں تو تم اپنی فوج کے ہمراہ بڑھتے چلے جانا اثنائے راہ میں جہاں سے تمہارا گذر ہو وہاں کے باشندوں کو اسلام کے لیے ٹھیک کرتے جانا یہاں تک کہ تم اور مہاجر بن ابی امیہ یمن اور حضرموت میں مل جاؤ' ابوبکرؓ نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم میرے دوسرے حکم تک اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر انھوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو یمامہ روانہ کرنے سے کچھ دن پہلے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب خالد رضی اللہ عنہ تمہارے پاس آ جائیں اور تم دونوں اللہ کے حکم سے اپنے کام سے فارغ ہو جاؤ تو تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا تاکہ وہاں تم اور عمرو بن العاص منکرین اور قضاعہ کی سرکوبی کے لیے یکجا ہو جاؤ' خالدؓ جب بطاح سے ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان کے عرض حال اور معذرت خواہی کے بعد وہ ان سے راضی ہو گئے ابوبکرؓ نے ان کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ کی اس فوج میں جو انصار تھے ثابت بن قیس اور براء بن فلاں ان کے سردار تھے ابوحذیفہؓ و زیدؓ مہاجرین کے سردار تھے اسی طرح جتنے قبائل تھے ان میں ہر قبیلہ کا علیحدہ علیحدہ سردار تھا' خالدؓ اس فوج سے پہلے مدینہ سے نکل کر بطاح میں اپنی سابقہ جمعیت کے پاس چلے آئے اور یہاں امدادی مہم کا انتظار کرنے لگے جب وہ آ گئی تو اس کے ساتھ یمامہ آئے ان کے مقابلے پر بنو حنیفہ کی تعداد اس روز بہت زیادہ تھی۔

مسیلمہ کذاب اور شرحبیل رضی اللہ عنہ کی لڑائی:

منقول ہے کہ بنو حنیفہ میں اس وقت چالیس ہزار صرف جنگجو تھے خالدؓ بڑھتے ہوئے ان کے قریب پہنچے انھوں نے اپنے سارے صدقات کے جانور قبیل اور دیار کے مقابلے پر جو اس نواح کی وجہ سے تھے مسیلمہ نے سجاح کے لیے وصول کر کے ان کو دیا تھا وہاں مقیم تھے تاکہ اسے سجاح کے پاس پہنچا دیں' بھیجا۔ خالدؓ نے جیش کے بعض قبائل کو ان کے بارے لکھا' انھوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو جزیرۃ العرب سے باہر کر دیا۔ اس موقع پر شرحبیل رضی اللہ عنہ نے بھی وہی غلطی کی جو عکرمہ رضی اللہ عنہ کر چکے تھے اور خالدؓ کے آنے سے پہلے وہ مسیلمہ سے لڑ پڑے اور شکست کھائی اور پیچھے ہٹ آئے جب خالدؓ ان کے پاس آئے تو انھوں نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ خالدؓ نے اسی اندیشے سے کہ چونکہ وہ اب یمامہ کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں۔ رسالے کے دستوں کے متعلق یہ انتظام کیا تھا کہ وہ ان کے عقب سے دشمن کو ان پر یورش نہ کرنے دیں مگر انھوں نے خود لڑائی کی ابتداء کر کے نقصان اٹھایا۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت:

ابان بن عثمان سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے سلیط رضی اللہ عنہ کو خالد کے لیے ایک لشکر کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ وہ ان کے عقب کی حفاظت کریں یہ مدینہ سے چل کر جب خالد کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ دستے جو مختلف اوقات میں ان علاقوں میں سرکوبی کے لیے بھیجے گئے تھے وہ منتشر اور فرار ہو چکے ہیں حالانکہ یہ لشکر ان کے قریب ہی تھا مگر لاعلمی میں ایسا ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ اہل بدر میں سے کسی سے سرکاری کام لوں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ اطمینان سے اللہ کی عبادت میں مصروف ہوں اور اس طرح اپنے بہترین اعمال لے کر اس کی جناب میں باریاب ہوں کیونکہ ان اچھے متقیوں اور قوموں کے واسطے نیک افراد کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سے مصائب سے محفوظ رکھتا ہے اور فتحیں نازل فرماتا ہے بجائے اس کے کہ ان لوگوں سے کوئی مدد لی جائے مگر عمر رضی اللہ عنہ کا خیال اس کے برعکس تھا اور وہ کہتے تھے کہ میں ان لوگوں کو ضرور امور سلطنت میں شریک کروں گا اور ان کو میرا ہاتھ بٹانا پڑے گا۔

نہار الرجال بن عنفوہ:

ایک سحیمی سے جو ثمامہ بن اثال کے ساتھ ان معرکوں میں موجود تھا مروی ہے کہ مسیلمہ کی یہ کوشش تھی کہ وہ ہر شخص کی خوشامد اور دلداری کرے چاہتا ہے اس کو کچھ اس کی پرواہ نہ تھی کہ لوگ اس کی برائیوں سے آگاہ ہو جائیں۔ اس کے ہمراہ نہار الرجال بن عنفوہ بھی تھا۔ یہ مہاجرین میں سے تھا اس نے کلام پاک پڑھا تھا اور امور شریعت میں دستگاہ حاصل کی تھی رسول اللہ ﷺ نے اسے اہل یمامہ کا معلم مقرر فرمایا تھا کہ یہ مسیلمہ کے دعویٰ کی تردید کرے اور اس لیے مسلمانوں کے لیے باعث تقویت ہو مگر یہ بنو حنیفہ کے ساتھ ہو گیا بنو حنیفہ پر اس کے ارتداد کا مسیلمہ کے دعوے نبوت سے کہیں زیادہ برا اثر پڑا اس نے مسیلمہ کے لیے اس بات کی شہادت دی کہ میں نے محمد ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ مسیلمہ کو میرے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہے اس کی اس شہادت کو سب نے تسلیم کیا اس کی اطاعت قبول کی اور اس سے کہا کہ تم نبی ﷺ سے مراسلت کرو اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں تو ہم ان کے مقابلے پر تمہاری اعانت کریں گے۔

نہار الرجال کا بنو حنیفہ پر اثر:

اس نہار الرجال بن عنفوہ کا ان پر اس قدر اثر تھا کہ جو بات وہ کہتا بنو حنیفہ اسے مان لیتے اور اس کی اتباع کرتے اور ہر بات تصفیے کے لیے اس کے پاس پیش کرتے یہ ظاہری طور پر اذان میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت دیتا تھا اور ان کا نام لیا جاتا تھا عبداللہ بن النواحہ اس کا مؤذن تھا اور حجیر بن عمیر نماز کی اقامت کہا کرتا تھا۔ وہ مسیلمہ کی نبوت کی شہادت دیتا تھا جب شہادت کے الفاظ کے ادا کرنے کا موقع آتا تو مسیلمہ حجیر کو حکم دیتا کہ پکار کر ادا کرے۔ اعلان کر دو۔ وہ بار بار پکار کر ادا کرتا مسیلمہ اور نہار کی تصدیق میں کلمات شہادت کہتا اور مسلمانوں کو گمراہ کرتا۔ اس طرح رفتہ رفتہ نہار کا اثر بنو حنیفہ میں بہت زیادہ ہو گیا۔

یمامہ میں مسیلمہ کا حرم:

اس نے یمامہ میں حرم کی بھی تعیین کیا اس سے لوگوں کو روک دیا اور اس کا احترام کرنے پر مجبور کیا اس طرح وہ حرم قرار پایا اس حرم میں احالیف کے جو خاندان اسید کی شاخ تھے اور جن کا وطن یمامہ تھا چند دیہات آ گئے اور یہ بھی حرم میں داخل ہو گئے۔ احالیف میں قبائل سیحان، نمارہ، نمر حارث بنو جروہ تھے ان لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب ان کے علاقے میں خشک سالی ہوتی وہ اہل یمامہ کی پیداوار لوٹ کر حرم

میں آ کر [illegible] ہو گئے اور ان [illegible] کی عادت [illegible] بیٹھے۔ [illegible] ابو [illegible] کا عیب [illegible] نے ان کا [illegible] کرتے تو [illegible] بچے [illegible] ہاتھ [illegible] کی [illegible] کے اندر [illegible] ہوئے سب [illegible] میں ان [illegible] کے [illegible] کی [illegible] لے جاتے تو [illegible] ہو گئی۔

ایک یمامی کی بنو اسید کے خلاف شکایت

کسی یمامی نے ان کے خلاف بات [illegible] کی مسیلمہ سے کہا کہ ہمارے باغوں کے بارے میں آ کر ان سے [illegible] کے آنے کا انتظار کرتا ہوں کہ ان کے بعد قبضہ کر لیں گے۔ تو اس نے اس انداز میں ان سے کہا: "قسم ہے تاریک چھا جانے والی رات کی [illegible] اسید نے کسی حرمت [illegible] ہے" حاضرین نے کہا: "جناب والا! انہوں نے غارت گری کی ہے [illegible] درخت کو برباد کر دیا ہے" [illegible] مسیلمہ نے کہا: "قسم ہے تاریک رات اور دبے پاؤں چلنے والے بھیڑیے کی اسید نے تر اور خشک کو نہیں کاٹا" حاضرین نے کہا: "جناب والا! باغستان [illegible] کاٹ دیے ہیں اور [illegible] مسیلمہ نے کہا: جاؤ [illegible] تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا الہامی انداز

کسی نے مسیلمہ سے بکریوں کے سامنے [illegible] کے متعلق کیا الہام ہوا [illegible] قسم ہے بکریوں اور ان کے رنگوں کی اور [illegible] عجیب [illegible] کالی بکری اور اس کا دودھ [illegible] کس قدر عجیب بات ہے [illegible] ملاوٹ حرام کر دیا گیا ہے پھر تم کیوں [illegible] نہیں [illegible] اے مینڈک کی بچی [illegible] کس قدر صاف پاک ہے تیرا اوپر کا حصہ پانی میں رہتا ہے اور نیچے کا حصہ کیچڑ میں ہے تو نہ پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گدلا کرتی ہے [illegible] قسم ہے کھیتی بونے والوں کی اور [illegible] روٹی پکانے والوں اور ثرید بنانے والوں [illegible] تمہیں [illegible] فضیلت دی گئی ہے اور شہری تم سے [illegible] اپنے ملک کی [illegible] محتاج کو پناہ دو اور باغی کو اپنے یہاں سے نکال دو"۔

ام الہیثم اور مسیلمہ کذاب

ایک مرتبہ بنو حنیفہ کی ایک عورت ام الہیثم مسیلمہ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ ہمارے نخلستانوں میں اب پھل نہیں آتے اور ہمارے کنوؤں میں بہت کم پانی رہ گیا ہے تم ہمارے نخلستانوں اور کنوؤں کی شادابی کے لیے دعا کرو جس طرح محمد ﷺ نے اہل ہزمان کے لیے دعا کی تھی۔ مسیلمہ نے نہار سے پوچھا اس کا کیا واقعہ ہے؟ نہار نے کہا: اہل ہزمان نے محمد ﷺ سے شکایت کی کہ ہمارے کنوؤں میں پانی بہت کم رہ گیا ہے اور نخلستان بار آور نہیں ہیں۔ محمد ﷺ نے ان کے لیے دعا کی ان کے کنوؤں میں اس قدر پانی آ گیا کہ وہ ابل پڑے [illegible] اور نخلستان اس قدر بار آور ہو گئے کہ پھل کے بوجھ سے ان کی شاخیں اس طرح زمین سے لگ گئیں کہ [illegible]

خود درخت کی جڑیں ہو گئیں اور ان کو قطع کرنا پڑا پھر وہ تب بہت بدنما بھی ویسے ہی ہو گئیں۔ مسیلمہ نے اس سے پوچھا کہ کنوؤں کے ساتھ انہوں نے کیا ترکیب کی تھی۔ نہار نے کہا محمدؐ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا پھر اس پر دعا کی اس کے بعد اس میں سے تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر کلی کی اور پھر اس کلی کو اس ڈول میں کر دیا اسے لے کر وہ لوگ اپنے کنوؤں کے پاس آئے اور اس ڈول میں سے پانی لے کر سب کنوؤں میں ڈال دیا پھر انہوں نے ان کنوؤں سے اپنے نخلستانوں کو پانی دیا۔ جس کا اثر وہ ہوا جو میں بیان کر چکا ہوں اور پھر بھی کنوؤں کا پانی ذرا سا بھی کم نہیں ہوا۔

مسیلمہ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور دعا کی اس سے ایک چلو پانی منہ میں لے کر اس ڈول میں کلی کر دی۔ اس پانی کو ان لوگوں نے لے جا کر اپنے کنوؤں میں ڈال دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کنوؤں کا پانی اور بھی کم ہو گیا اور ان کے نخلستان خشک ہو گئے مگر یہ بات مسیلمہ کے قتل کے بعد ان پر ظاہر ہوئی۔

بنو حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کی وفات:

ایک مرتبہ نہار نے اس سے کہا کہ آپ بنی حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کو برکت دیا کریں۔ اس نے پوچھا کس طرح برکت دیا جاتا ہے؟ نہار نے کہا اہل حجاز کا یہ دستور تھا کہ جب ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا وہ اسے برکت دینے کے لیے محمد ﷺ کے پاس لاتے تھے وہ اس کی ٹھوڑی اور سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ مسیلمہ کے پاس بھی جو بچہ لایا جاتا وہ اس کے ساتھ یہی عمل کرتا مگر جس کی ٹھوڑی اور سر پر اس نے ہاتھ پھیرا وہ گنجا ہو گیا اور اس کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی یہ بات ان کے بچوں کو اس کے قتل کے بعد معلوم ہوئی۔

مسیلمہ کی وجہ سے باغ کی تباہی:

مسیلمہ کے مصاحبوں نے اس سے کہا کہ جیسے محمد ﷺ کی طرح آپ بھی اپنے پیروؤں کے باغوں میں جا کر نماز پڑھ دیجئے مسیلمہ یمامہ کے ایک باغ میں گیا اس نے وضو کیا نہار نے باغبان سے کہا کہ تم رحمان کا وضو لے کر اس سے اپنے باغ کو سیراب کیوں نہیں کر لیتے اس سے تمام درخت سیراب اور شاداب ہو جائیں گے جیسے کہ اس سے پہلے بنو حنیفہ کے بنو مہریہ کے ساتھ پیش آیا اس کا واقعہ یہ ہوا کہ بنو مہرہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے وضو کا پانی وہ اپنے ساتھ یمامہ لے کر آیا اور اس پانی کو اس نے اپنے کنوئیں میں ڈال دیا اس کی برکت سے اس کنوئیں کا پانی بڑھ گیا اور اس کی زمین جو پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہوتی جا رہی تھی اب اس وضو کے پانی کی برکت سے جب اسے کنوئیں سے سیراب کیا گیا تو وہ شاداب ہو گئی اور بڑھنے لگی اس کی تمام زراعت سرسبز ہوا اور آبادی کی بہار ہو گئی نہار کے کہنے سے باغ والے نے مسیلمہ کے وضو کے پانی سے اپنے باغ کو سیراب کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بالکل خشک اور بنجر ہو گئی کہ اب اس میں چارہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ایک دوسرا شخص مسیلمہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری زمین شور ہو گئی ہے آپ اس کے لیے دعا کیجئے جیسا کہ محمدؐ نے سلمی کی زمین کے لیے دعا کی تھی۔ مسیلمہ نے نہار سے کہا یہ کیا معاملہ ہے اور کیا واقعہ ہوا تھا اس نے کہا ایک مرتبہ ایک شخص کی زمین شور ہو گئی تھی وہ محمدؐ کے پاس آیا محمدؐ نے اس کے لیے دعا کی اور پانی کے ایک ڈول میں کلی کر کے وہ اسے دے دیا اس نے اس ڈول کو اپنے کنوئیں میں ڈال کر اسے نکال لیا اس سے وہ زمین پھر سرسبز اور قابل کاشت ہو گئی یہ واقعہ سن کر مسیلمہ نے بھی یہی کیا۔ اور جو شخص اس کے پاس دعا کے لیے آیا تھا اس نے وہ ڈول لے جا کر اپنے کنوئیں میں ڈالا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زمین میں زیادہ شور کی بڑھ

کی کمی کی بجائے بہت زیادہ خشکی اور بڑھ گئی۔

ایک مرتبہ ایک عورت مسیلمہ کے پاس آئی اور درخواست کی کہ وہ اپنے نخلستان [illegible] کی [illegible] مسیلمہ نے ان کے لیے دعا کی جنگ عقرباء کے دن ان کے نخلستان کے تمام خوشے خشک ہو گئے حالانکہ یہ بات [illegible] ظاہر ہو چکی تھی [illegible] نے اس ایسا طلب کیا تھا کہ پھر کبھی دعا کی درخواست [illegible] آئے۔

طلحہ النمری اور مسیلمہ کذاب:

عمیر بن طلحہ النمری اپنے باپ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ وہ یمامہ آیا اس نے پوچھا مسیلمہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا ذرا ٹھہرو صبر سے کام لو؟ اس نے کہا جب تک میں اس سے ملاقات نہ کر لوں گا میں اسے رسول اللہ نہیں کہوں گا جب وہ اس کے پاس آیا اور پوچھا تم مسیلمہ ہو؟ اس نے کہا ہاں میرے باپ نے پوچھا تمہارے پاس کون آتا ہے؟ اس نے کہا رحمان میرے باپ نے پوچھا کیا روشنی میں آتا ہے یا ظلمت میں؟ اس نے کہا ظلمت میں میرے باپ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو اور محمد صادق ہیں مگر ربیعہ کے کذاب کو ہم مضر کے صادق پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ مسیلمہ کے ہمراہ عقرباء کی جنگ میں مارا گیا۔

مجاعہ بن مرارہ:

جب مسیلمہ کو معلوم ہوا کہ خالد قریب آ گئے ہیں اس نے عقرباء میں اپنا پڑاؤ ڈالا اور تمام لوگوں کو مدد کے لیے بلایا اور لوگ آنے لگے اسی اثناء میں مجاعہ بن مرارہ ایک جمعیت کے ساتھ [illegible] بنو عامر اور بنو تمیم سے اپنا انتقام لینے کے لیے [illegible] کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا اور اب ان لوگوں نے اس ہنگامے میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس انتقام [illegible] موقع [illegible] بنو عامر بنت جعفر کو جو بنو عامر نے اپنے یہاں روک لیا تھا [illegible] ان کے ہاتھ سے زبردستی چھڑا لیا اور بنو تمیم نے ان کے اونٹ پکڑ لیے تھے۔

مجاعہ اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری:

خالد شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ تھے انھوں نے شرحبیل بن حسنہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ خالد نے اپنے مقدمہ پر خالد بن فلان المخزومی کو امیر مقرر کیا اور اپنے میمنہ اور میسرہ پر زید اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کیا۔ مسیلمہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ پر محکم اور رحال کو امیر مقرر کیا تھا خالد بڑھے شرحبیل بھی ان کے ساتھ تھے جب یہ مسیلمہ کے پڑاؤ سے ایک رات کے فاصلے پر رہ گئے طلیعہ نے رات کو ایک جماعت جس کی تعداد کم از کم چالیس اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ بیان کی گئی ہے جو شب گزارنے کے لیے آئی تھی یہ مجاعہ اور اس کے ہمراہی تھے جو بنو عامر کے علاقے پر غارت گری کر کے اور خولہ بنت جعفر کو ان کے ہاتھ سے چھڑا کر [illegible] واپس آ رہے تھے اور یہاں تھکے ہوئے غفلت سے بے خبر ہو کر پڑے ہوئے تھے [illegible] سب کے سب [illegible] تھے خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے ان کو سوتے ہوئے [illegible] گھوڑوں [illegible] کیونکہ ان کے ہاتھوں [illegible] انھوں نے اپنے گھوڑوں کے [illegible] قریب آنے کا علم نہ ہو سکا تھا خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے ان کو بیدار کیا اور پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا [illegible] انھوں نے پوچھا اللہ تمہارا بھلا نہ کرے تم کون ہو [illegible] خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے [illegible] جواب [illegible] اور [illegible] ان کو [illegible] جب خالد رضی اللہ عنہ آئے ان کی فوج [illegible] ان کے [illegible] پیش کیا۔

مجاعہ کے ہمراہیوں کا قتل:

خالد نے پہلے تو خیال کیا کہ یہ لوگ ان کے استقبال کے لیے آئے ہیں [illegible] بیعت کرنے [illegible] چاہتے ہیں [illegible]

انھوں نے پوچھا کہ تم کو ہماری خبر کب ہوئی ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی تو کوئی اطلاع نہ تھی ہم تو یہاں اپنے بنو عامر اور بنو تمیم سے اپنا انتقام لینے آئے تھے یہ جواب اگر ایسی حالت میں دیا جاتا کہ خالد کے سوا ان کو دیکھا جاتا تو ایسا نہ کہتے بلکہ کہتے کہ آپ کی خبر سن کر ہم خود آپ کے استقبال کے لیے آئے ہیں خالدؓ نے ان کے اس جواب کی وجہ سے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ مجاعہ بن مرارہ کے علاوہ اور سب قتل ہونے پر آمادہ ہو گئے البتہ مجاعہ کے متعلق ان کے ساتھیوں نے خالدؓ سے کہا کہ اگر کل جو بھلائی یا برائی کا معاملہ اہل یمامہ کے ساتھ کرنا چاہتے ہوں اپنے مقصد کی خاطر مجاعہ کو زندہ چھوڑ دو خالدؓ نے اور سب کو قتل کر دیا اور مجاعہ کو یرغمال کے طور پر اپنے پاس قید کر لیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا رجال کے متعلق بیان:

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے رجال کو بلایا وہ ان کے پاس آیا ابو بکرؓ نے اسے ہدایات دے کر اہل یمامہ کے پاس بھیج دیا چونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر وہ ان کے پاس چلا آیا تھا اس لیے وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ سچ مچ مومن ہے حالانکہ ایک مرتبہ کا یہ واقعہ ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ جس میں رجال بن عنفوہ بھی تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ جس کا دانت اُحد سے بڑا ہے وہ دوزخ کی آگ میں جل رہا ہے اس صحبت کے اور سب تو مر گئے تھے میں اور رجال زندہ تھے میں رسول اللہ ﷺ کی اس وعید سے خائف تھا کہ رجال نے مسیلمہ کے ساتھ خروج کیا اور اس کی نبوت کی شہادت دی اب اسلام کے لیے مسیلمہ سے بڑھ کر رجال کے مرتد ہونے سے نقصان کا اندیشہ تھا ابو بکرؓ نے خالدؓ کو ان کے مقابلے پر بھیجا۔ جب یمامہ کی گھاٹی پہنچے۔

مجاعہ بن مرارہ کی جان بخشی:

مجاعہ بن مرارہ بنو حنیفہ کے سردار سے جو اپنی قوم کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جن کی تعداد تئیس بیان کی جاتی ہے جس میں شہ سوار اور شتر سوار دونوں تھے اور جو خود مرے اپنے ایک خون کا بدلہ لینے اس ہنگامے میں نکلا تھا آمنا سامنا ہو گیا یہ ایک مقام پر شب باش تھے جہاں خالدؓ نے ان کو جا لیا اور پوچھا کہ ہمارے آنے کی خبر تم کو کب ہوئی انھوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی آمد کی اطلاع نہیں تھی ہم تو خود مرے اپنا انتقام لینے نکلے تھے اس جواب پر خالدؓ نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا ان کو قتل کر دیا گیا البتہ مجاعہ کو خالدؓ نے زندہ چھوڑ دیا یہاں سے خالدؓ یمامہ چلے ان کے آنے کی خبر پا کر مسیلمہ اور بنو حنیفہ بھی مقابلے کے لیے نکلے اور عقربا میں آ کر فروکش ہو گئے اسی مقام پر جو یمامہ کی سرحد پر یمامہ کے کھیتوں اور سبزہ زاروں کے سامنے واقع تھا۔ خالدؓ نے ان پر چڑھائی کی شرحبیل بن مسیلمہ نے بنو حنیفہ سے کہا کہ بھی آج ہی کا دن غیرت دکھانے کا ہے اگر آج تم نے شکست کھائی تو تمہاری عورتیں لونڈیاں بنائی جائیں گی اور بغیر نکاح کے ان سے تمتع کیا جائے گا لہذا آج تم اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے پوری جواں مردی دکھاؤ اور اپنی عورتوں کی مدافعت کرو اب عقربا میں جنگ شروع ہو گئی۔

جنگ عقرباء:

مہاجرین صحابہ کے سردار اس جنگ میں سالم مولی ابی حذیفہؓ تھے مہاجرین نے ان سے کہا کہ کیا آپ کی جانب سے اپنے لیے اندیشہ معلوم ہوتا ہے انھوں نے کہا اگر میں بزدلی دکھاؤں تو میں قرآن کا بہت برا حامل ہوں گا یہ کیسے ہو سکتا ہے انصار کے سردار ثابت بن قیس بن شماس تھے دوسرے قبائل عرب اپنے اپنے سرداروں کے ماتحت تھے مجاعہ ام تمیم کے ساتھ ان کی قیام گاہ میں اسیری کی حالت میں موجود تھا جنگ شروع ہوئی مسلمان پسپا ہوئے اور بنو حنیفہ کے بعض لوگ ام تمیم کے خیمے میں در آئے۔ چاہتے تھے کہ

قتل کر دیں مگر مجاعہ نے اسے پناہ دی اور قتل ہونے سے بچا کر کہا کہ میں اس کا حامی ہوں اور یہ ایک شریف عورت ہے اس طرح اس نے ان آدمیوں کو ہٹا دیا۔ اب مسلمانوں نے معرکے میں پلٹ کر دشمن پر ایسے شدید حملے کئے کہ بنو حنیفہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگے۔ محکم بن الطفیل نے یہ آواز دی کہ اے بنو حنیفہ باغ میں چلے جاؤ میں تمہاری پشت بچاتا ہوں اور ان کی حفاظت کے لیے تھوڑی دیر مسلمانوں سے لڑتا رہا مگر اللہ نے اسے عبدالرحمن بن ابی بکر کے ہاتھوں قتل کرا دیا۔ کفار باغ میں گھس گئے۔ وحشی نے مسیلمہ کو قتل کر دیا۔ انصار کے ایک صاحب نے بھی اس پر وحشی کے ساتھ حملہ کیا تھا اس لیے وہ بھی اس کے قتل کرنے والوں میں شریک تھے۔

رجال بن عنفوہ کی زیر قیادت مقدمۃ الجیش:

محمد بن اسحاق سے بھی جو روایت اس واقعہ کے متعلق مذکور ہوئی ہے وہ قریب قریب یہی ہے البتہ اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ مجاعہ کو قید کرنے کے بعد اس کے دوسرے ساتھیوں کو طلب کیا اور پوچھا اے بنو حنیفہ اس امر کے بارے میں تم کیا رائے رکھتے ہو انہوں نے کہا اس کا فیصلہ اس طرح ممکن ہے کہ ایک نبی ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے اس جواب پر خالد نے ان سب کو قتل کر دیا۔ صرف اس جماعت میں سے دو شخص ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن مرارہ ہی زندہ بچے۔ ساریہ نے خالد سے کہا کہ اگر تم کل اس بستی کے ساتھ بھلائی یا برائی جو کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس شخص یعنی مجاعہ کو زندہ رکھو۔ خالد نے اسے قتل نہ کیا اور بیڑیاں پہنا دی گئیں اور انہوں نے اسے اپنی بیوی ام تمیم کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا۔ اس کے بعد خالد یمامہ آئے اور ایک ریت کے ٹیلے پر جہاں سے یمامہ نظر آتا تھا انہوں نے پڑاؤ ڈالا۔ اہل یمامہ مسیلمہ کی سرکردگی میں مقابلے کے لیے بڑھے اس سے قبل ہی مسیلمہ نے رجال کو اپنے مقدمۃ الجیش کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔

رجال بن عنفوہ کا فتنہ:

اس کا پورا نام رجال بن عنفوہ بن نہشل ہے یہ بنو حنیفہ کا ایک شخص تھا اسلام لایا تھا۔ سورۂ بقرہ اس نے پڑھی تھی یہ جب یمامہ آیا تو اس نے مسیلمہ کے حق میں یہ شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کو بھی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ خود مسیلمہ کے ادعائے نبوت سے زیادہ رجال کے اس بیان سے اہل یمامہ فتنہ ارتداد میں مبتلا ہو گئے۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ رجال کے متعلق یہ دریافت کرتے تھے کہ اس کا کیا خیال ہے کیونکہ ان کو توقع تھی کہ چونکہ وہ مسلمان ہے اس لیے وہ یمامہ کے اس رخنے کو دور کرے گا اور کسی شکل میں نمودار ہونے سے روک دے گا مگر اب معاملہ برعکس ہو گیا۔ یہ سب سے پہلے ایک بڑی فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے پر نمودار ہوا۔

رجال بن عنفوہ کا خاتمہ:

خالد بن الولید اپنی مسند پر بیٹھے تھے اور قوم کے سردار اور اشراف ان کے پاس تھے اور فوجیں میدان صف میں مقابل تھیں۔ بنو حنیفہ کی سمت میں ایک روشنی دیکھی اور کہا مسلمانو! تم کو بشارت ہو اللہ نے خود ہی تمہارے دشمن کو گھیر لیا اور ان کی بات بگاڑ دی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اللہ نے پھوٹ ڈال دی ہے۔ مجاعہ نے جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا خالد بن ولید کے قریب ہی موجود تھا اس روشنی کو دیکھ کر کہا کہ جو بات آپ سمجھے ہیں یہ نہیں ہے بلکہ یہ چمک بنو حنیفہ کی ہندی تلواروں کی ہے جن کے ٹوٹ جانے کے خوف سے انہوں نے ان کو تیز کرنے کے لیے دھوپ دکھائی ہے۔ واقعہ بھی یہی تھا۔ اب جنگ کے لیے مسلمان بڑھے سب سے پہلا شخص جو ان کے مقابلے پر آیا رجال بن عنفوہ تھا انہوں نے اسے ہلاک کر دیا۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں اور رحال بن عنفوہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حاضرین مجلس تم میں سے ایک شخص کی داڑھ جبل احد سے بڑی ہوگی قیامت کے دن وہ دوزخ میں ہوگا ان لوگوں میں سے اور سب لوگ تو اپنی اپنی راہ سدھار گئے صرف میں اور رحال بن عنفوہ زندہ رہ گئے۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے برابر خائف تھا کہ کہیں میں نہ ہوں لیکن جب رحال نے مسیلمہ کی نبوت کی تصدیق کی تو مجھے اطمینان ہوا اور اس کے ساتھ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ بالکل بجا اور درست ہے۔

حضرت ثابت بن قیس کی شہادت:

جنگ شروع ہوئی اور عربوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو کسی دوسری جنگ میں اس قدر شدید جنگ اور شدت سے سابقہ نہیں پڑا تھا جس قدر اس جنگ میں پڑا نہایت شدید جنگ ہوئی اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی بنو حنیفہ بڑھتے ہوئے مجاعہ اور خالد تک جا پہنچے اور انھوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو اپنی قیام گاہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا یہ لوگ ان قناتوں میں در آئے جہاں مجاعہ ام تمیم کے پاس مجبوس تھا ایک شخص نے ام تمیم پر تلوار اٹھائی ہی تھی کہ مجاعہ نے کہا دور رہو میں ان کا محافظ ہوں یہ نہایت شریف بی بی ہیں تم مردوں سے لڑو تب بھی وحشیوں نے قناتوں کو تلواروں سے پرزہ پرزہ کر دیا مگر اس کے بعد پھر مسلمانوں نے ایک دوسرے کو للکارا کہ کہاں جاتے ہو حملہ کرو ثابت بن قیس نے کہا اے مسلمانو! تم نے اپنی بہت بری عادت ڈالی ہے۔ خداوندا! میں اپنے تئیں تیرے سامنے اہل یمامہ کے دین سے بری قرار دیتا ہوں اور جو کچھ ان مسلمانوں نے کیا ہے اس سے بھی اپنی براءت ظاہر کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ نہایت بہادری سے تلوار سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

جب مسلمان اپنی قیام گاہ چھوڑ کر پسپا ہوئے تو زید بن الخطاب نے کہا اس کے بعد اب جانے کی کوئی جگہ نہیں ہے پھر وہ لڑے اور شہید ہو گئے اس کے بعد انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بھائی براء بن مالک رضی اللہ عنہ اٹھے ان کی یہ عادت تھی کہ جب جنگ میں شریک ہوتے تو لرزہ طاری ہو جاتا اور وہ اس سے کانپنے لگتے پھر کچھ لوگ ان پر بیٹھ جاتے تب ان کی کپکپی کم ہوتی اور وہ پاجامے ہی میں پیشاب کر دیتے اس کے بعد وہ شیر کی طرح حملہ آور ہوتے جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں نے ہزیمت کھائی ان پر یہی کیفیت طاری ہوئی چند لوگ ان پر بیٹھ گئے اور جب ان کو پیشاب آ گیا وہ شیر کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے مسلمانو! میں براء ہوں۔ لوگ ادھر میرے پاس آؤ۔ مسلمانوں کی ایک جماعت پلٹ آئی اس نے دشمن کا مقابلہ کیا اور ان سب کو قتل کر ڈالا اور بڑھتے ہوئے محکم بن الطفیل محکم الیمامہ تک جا پہنچے جب لڑائی اس کے سر پر آ پہنچی اس نے اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہا اے بنو حنیفہ! اب وقت آ گیا ہے کہ شریف زادیاں جبراً لونڈیاں بنائی جائیں گی اور ان سے ادنیٰ تر لوگ ان سے تمتع کریں گے لہٰذا اگر تم میں کچھ بھی غیرت اور حمیت ہے تو اب دکھاؤ اس کے بعد وہ خود نہایت بہادری سے مسلمانوں سے لڑا عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق نے اس کے ایک تیر مارا جو اس کے گلے میں آ کر پیوست ہوا اور وہاں سے وہ ہلاک ہو گیا۔

مرتدین پر مسلمانوں کی یورش:

اس کے بعد مسلمانوں نے ان پر ہر طرف سے ایسی یورش کی کہ ان کو ایک محصور باغ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور ہونا پڑا

جو ان سب کے لیے برکت کا مقام ثابت ہوا اسی میں دشمن خدا مسیلمہ کذاب تھا تو براءؓ نے کہا اے مسلمانو! مجھے دیوار پر چڑھا کر اندر ڈال دو مسلمانوں نے کہا ہم ایسا نہیں کریں گے مگر انہوں نے ضد کی اور کہا کہ تم لوگ مجھے ضرور اس باغ کے اندر ڈال دو چنانچہ مسلمانوں نے ان کو اٹھا کر دیوار پر چڑھا دیا وہ اندر کود پڑے اور وہاں سے دشمن سے لڑ کر باغ کے دروازے تک ان کو دھکیلتے ہوئے گئے اور مسلمانوں کے لیے اس دروازے کو کھول دیا تو تمام مسلمان ایک دم باغ میں در آئے مرتدین نے ان کا بہت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دشمن مسیلمہ کو ہلاک کر دیا جبیر بن مطعم کے غلام وحشی اور ایک انصاری شخص نے مل کر اسے قتل کیا تھا۔ وحشیؓ نے اپنا بھالا اس پر پھینکا اور انصاری نے تلوار سے اس پر وار کیا مگر دونوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اس وقت اسی نے اس کو مارا تھا اس لیے بعد میں وحشیؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے کس کے وار نے اس کا کام تمام کیا ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اس روز میں نے ایک شخص کو چیختے ہوئے سنا کہ مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔

عبید بن عمیر سے مذکور ہے کہ اس جنگ میں رحال زید بن الخطاب کے مقابل ہو رہا تھا جب معرکہ گرم ہوا تو دونوں نے صف بندی کی زیدؓ نے کہا رحال! اللہ سے ڈرو خدا کی قسم تم نے دین ترک کر دیا ہے اور اب میں جس بات کی تم کو دعوت دیتا ہوں اس میں تمہارے لیے دین و دنیا کی بھلائی ہے مگر رحال نے نہ مانا ان دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا رحال مارا گیا اور بنو حنیفہ کے اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ مارے گئے اس پر انہوں نے آخر دم تک مقابلے کے لیے باہم معاہدہ کیا اور ہر جماعت نے اپنی جگہ سنبھالی مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے وہ پسپا ہوئے اور اپنی قیام گاہ تک ہٹ آئے اور پھر اسے بھی دشمن کے لیے چھوڑ کر اور پیچھے ہٹے اہل یمامہ نے خیموں کی طنابیں کاٹ ڈالیں ان کو پھاڑ ڈالا اور اب مسلمانوں کی فرودگاہ بڑی مصیبت میں مبتلا ہوئی تو مجاعہ کی طرف انہوں نے رخ کیا اور چاہتے تھے کہ ام تمیمؓ کو قتل کر دیں مگر مجاعہ نے ان کو بچا لیا اور کہا اچھی بات ہے مگر یہ بڑی نیک اور شریف بی بی ہیں ان سے تعارض نہ کرو۔

حضرت زید بن خطابؓ کی شہادت:

اب زید بن خطابؓ ، ثابت بن قیسؓ اور ابو حذیفہؓ نے کہا کہ آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں جم کر ڈٹے رہنے کا عہد کیا اور اپنے ساتھیوں سے بھی اس کے لیے حلف لیا اس روز جنوب کی سمت سے تیز آندھی چل رہی تھی جس سے تنگ ہو کر زیدؓ نے کہا کہ خدا کی قسم اب کسی سے کوئی بات نہیں کروں گا جب تک کہ یا تو ان کو شکست نہ دے دوں یا خود شہید ہو کر اللہ کے پاس نہ پہنچوں اور اس سے اپنا عذر بیان کروں انہوں نے لوگوں کو ہدایت کی کہ دشمن پر نظریں جمائے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاؤ چنانچہ سب نے ہمت کی اور دشمن کو پیچھے ان کے مقام تک ہٹا دیا بلکہ اس سے بھی عقب میں ان کے لشکر تک جہاں انہوں نے اپنی چھاونی ڈالی تھی ان کو ہٹا دیا اسی معرکے میں زیدؓ شہید ہو گئے تھے۔

حضرت ثابتؓ کا عزم:

ثابتؓ نے مسلمانوں سے کہا تم بہت برے ساتھی ہو اور وہ خود شہید ہو گئے پھر انہوں نے کہا اے اللہ! میں ان لوگوں کے لیے معذرت خواہ ہوں اب میرے سامنے کوئی اور دوسری بات نہیں تمہارے ساتھ ایک جان ہو کر دشمن سے لڑو یہ کہہ کر وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے مارے گئے۔

حضرت ابو حذیفہؓ کی شہادت:

ابو حذیفہؓ نے کہا اے قرآن والو! اپنے عمل سے قرآن کو زیب دو اور پھر انہوں نے حملہ کر کے اپنے مقابل کے دشمن

کو سامنے سے پچھاڑ دیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے گذر گئے مگر شہید ہو گئے۔

اس کے بعد خالد بن ولید نے حملہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ میرے عقب سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہیں اور اپنے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اور خود مسیلمہ کے مقابل جا پہنچے اور اس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرتے تھے۔

حضرت سالمؓ مولی ابو حذیفہؓ:

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنا علم سالم مولی ابی حذیفہ کو دیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ مجھے کیوں دیا گیا ہے شاید آپ لوگ یہ سمجھے کہ چونکہ آپ حافظ قرآن ہیں اس لیے آپ بھی دوسرے صاحب کی طرح آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہیں گے مسلمانوں نے کہا بے شک یہی وجہ ہے آپ جانتے ہیں تو سنئے اگر میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم نہ رہوں تو میں برا حامل قرآن ہوں گا ان سے پہلے مسلمانوں کا علم عبداللہ بن حفص بن غانم کے پاس تھا۔

حضرت زیدؓ بن الخطاب کی شہادت:

مروی ہے کہ جب مجاعہ نے بنو حنیفہ سے کہا کہ تم عورتوں سے کیا سروکار رکھتے ہو تم کو چاہیے کہ مردوں سے لڑو اسی وقت مسلمانوں کی ایک جماعت نے آخر دم تک لڑنے کا باہم عہد کیا اور اس بات کو دیکھ کر بنو حنیفہ مسلمانوں کی فرودگاہ سے بھی آگے نکل گئے اور مسلمان سب کے سب اپنی فرودگاہ کو چھوڑ کر نکل گئے اس حالت پر مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے شکوہ کیا تو زید رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے کہا کہ اب تو پیچھے ہٹنے کی کوئی جگہ نہیں رہی اب یا تو فتح حاصل کریں گے یا شہادت اور آپ سب بھی اسی طرح جنگ کریں پھر انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ ثابت بن قیس نے کہا اے مسلمانو! تم نے اپنے دشمن کو بری بات کا خوگر بنا دیا ہے میں بھی اب یہی کر کے تم کو بتاتا ہوں۔ زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس معرکے میں شہید ہو گئے۔

سالم سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن عمرؓ اس واقعے سے واپس آئے تو عمرؓ نے ان سے کہا زید رضی اللہ عنہ سے پہلے تم نے اپنی جان کیوں نہیں دے دی وہ مر جائیں اور تم زندہ رہو؟ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں خود شہادت کا درجہ حاصل کرنا چاہتا تھا مگر مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت سے سرفراز فرما دیا۔

سہل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کہا تم میرے سامنے کیسے آئے تم کیوں نہ مر گئے زید شہید ہو گئے عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ انہوں نے اللہ سے شہادت طلب کی اللہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور میں نے خواہش کی کہ مجھے شہادت نصیب ہو مگر اللہ نے نہ مانا۔

اسلامی فوج کی قبیلہ واری صف بندی:

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ اس واقعے میں مہاجرین و انصار نے اہل بادیہ کو اور اہل بادیہ نے مہاجرین و انصار کو اپنے سے علیحدہ علیحدہ صف بستہ کیا تھا اور بعض نے یہ کہا کہ ہم ایک دوسرے سے علیحدہ رہتے ہیں کہ باہم امتیاز رہے اور میدان معرکہ سے فرار ہونے میں بھی تمیز ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ کس کی سمت سے دشمن کی یورش ہوتی ہے اس تجویز پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ نیز اہل بادیہ نے کہا کہ ہم آپ لوگوں کے مقابلے میں شہر والوں سے جنگ کرنے میں زیادہ ماہر ہیں اہل مدینہ نے ان سے کہا شہروں کے باشندے جیسے لڑنے والے ہیں ویسے آپ نہیں ہو سکتے ان کو معلوم ہی نہیں کہ جنگ کیا ہوا کرتی ہے جب ہم آپ سے علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوں

گے تو معلوم ہو جائے گا کہ دشمن کی یورش اور غلبہ کس سمت سے ہوتا ہے۔

محکم کا قتل

اس طرح صف بندی کے بعد اب لڑائی شروع ہوئی اور جس قدر ہلاکت آفریں اور خونریز جنگ ہوئی ایسی نظیر پہلے دیکھنے میں نہیں آئی اور دونوں فریقوں اہل بادیہ و شہر والوں نے ایسی شجاعت اور ثابت قدمی دکھائی کہ پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی تھی البتہ مہاجرین اور انصار کو اہل بادیہ کے مقابلے میں زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اور اب تک جو باقی تھے وہ بھی سخت مصیبت میں تھے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے محکم کو جو مرتدین کے سامنے تقریر کر رہا تھا اپنے ایک ہی تیر سے ہلاک کر دیا اور زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رجال بن عنفوہ کو قتل کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رجز:

بنو تمیم کے ایک شخص سے جو اس معرکے میں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھا مروی ہے کہ جب لڑائی نے بہت زیادہ شدت اختیار کی اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کبھی مسلمان مغلوب ہو جاتے تھے اور کبھی مرتدین خالد نے یہ تجویز پیش کی کہ تمام مسلمان علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہو کر لڑیں تاکہ ہر قبیلے کی جوانمردی اور کارگزاری نمایاں ہو اور معلوم ہو کہ کس کی سمت سے مسلمانوں پر شکست یورش ہوتی ہے اس تجویز کے مطابق اہل بادیہ اور شہری مسلمان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے اور ان میں بھی ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوا اور وہ اپنے اپنے سرداروں کے پرچموں کے تحت معرکہ کارزار میں جم گئے اور اب سب نے دشمن کا مقابلہ شروع کیا اہل بادیہ نے کہا کہ آج ان شہریوں کو لڑائی کا مزا معلوم ہوگا چنانچہ اسی جماعت کو سب سے زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا مسیلمہ اپنی جگہ جما رہا اور دشمن کی یورش نے مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیے خالد نے محسوس کیا کہ جب تک مسیلمہ قتل نہ ہوگا یہ طوفان فرو نہ ہوگا بنو حنیفہ اپنے مقتولین کے قتل سے ذرا بھی متاثر نہ ہوئے بلکہ اسی شجاعت کے ساتھ جیسے کہ وہ پہلے لڑ رہے تھے برابر لڑتے رہے اس کے بعد خود خالد صف سے باہر آئے اور دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے اور انہوں نے مبارزت طلب کی اور کہا کہ میں ابن الولید العود ہوں میں عامر اور زید کا فرزند ہوں پھر تمام مسلمانوں نے اپنا شعار یا محمداہ بلند کیا اس واقعے میں ان کا یہی شعار تھا اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ جو شخص ان کے مقابلے پر آیا انہوں نے اسے قتل کر دیا اس وقت وہ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

انا ابن اشیاخ و سیفی السخت　　　اعظم شیء حین یاتیک النفت

ترجمہ: "میں سرداروں کا فرزند ہوں اور میری تلوار نہایت خوفناک ہے جب وہ تجھ پر پڑے"۔

جو سامنے آیا انہوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اب مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوا اور انہوں نے دشمن کو بری طرح کچل دیا۔

مسیلمہ کذاب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد:

اس کے بعد مسیلمہ کے قریب پہنچ کر خالد نے اسے للکارا اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک شیطان مسیلمہ کے تابع ہے جب وہ اس کے پاس آتا ہے تو اس کے منہ سے اس قدر کف جاری ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دونوں جبڑوں میں ناسور ہے اور جس بھی بات کے کرنے کا مسیلمہ ارادہ کرتا ہے وہ شیطان اسے اس کے کرنے سے روک دیتا ہے لہٰذا اگر کبھی تم کو اس کے خلاف موقع مل جائے تو ہرگز اس کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا مسیلمہ پر حملہ

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے خالد بنو حنیفہ کے قریب پہنچ کر اس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہ جما ہوا ہے حالانکہ اب جنگ میں مسلمانوں کا پورا زور ہو چکا تھا اور وہ مرتدین کو بے دریغ قتل کر رہے تھے مگر ہم خالدؓ نے اندازہ لگایا کہ تاوقتیکہ مسیلمہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اس کے ساتھی میدان سے نہ ہٹیں گے اس لیے انہوں نے موقع کی تلاش میں مسیلمہ کو آواز دی۔ اس نے جواب دیا۔ خالدؓ نے چند باتیں اس پر پیش کیں جو وہ چاہتا تھا اور کہا کیا چاہتا ہے؟ اگر ہم نصف پر راضی ہو جائیں تو کون سا نصف حصہ آپ ہمیں دینا چاہتے ہیں۔ اس کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی جواب دینا چاہتا تو اپنے شیطان سے مشورہ کرنے کے لیے منہ پھیر دیتا اور وہ منع کر دیتا چنانچہ اس گفتگو کے دوران میں اس نے ایک مرتبہ مشورے کے لیے اپنا منہ دوسرا پھیرا تھا کہ خالدؓ موقع ملتے ہی اس پر پل پڑے اور وہ ہزیمت کر بھاگا اس کے پیچھے ہی اس کے تمام ساتھی بھی میدان سے فرار ہو گئے۔ خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا کہ خبردار! اب کوتاہی نہ کرنا۔ بڑھو اور کسی کو بچ کر جانے نہ دو۔ مسلمان سب کے سب ان پر پل پڑے اور مرتدین کو کامل شکست ہوئی۔

جب تمام لوگ مسیلمہ کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے اور وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا تو کسی نے اس سے کہا کہ آپ کے وہ وعدے جو آپ اپنی فتح کے بارے میں کیا کرتے تھے کیا ہوئے؟ اس نے کہا بہرحال اب اس وقت تم اپنی عزت کی حمایت میں لڑو۔

حدیقۃ الموت:

محکم نے بنو حنیفہ کو للکارا کہ باغ میں چل کر پناہ لو۔ اتنے میں وحشیؓ نے مسیلمہ پر جو ایک دوسرے شخص کے سہارے کھڑا تھا اور غضب سے جس کے منہ سے جھاگ نکل رہے تھے حملہ کیا اور اپنے بھالے کو پھینک کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اب تمام مسلمان ہر طرف سے دیواروں اور دروازوں کو پھاند کر اس باغ میں مرتدین پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کا صفایا کر دیا۔ اس لڑائی اور پھر اس باغ میں جو جنگ ہوئی حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہے [illegible] کا نام ہے۔

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے ثابت قدمی اور دلیری سے لڑنے کے لیے اپنے اپنے قبائل اور خاندانوں کی حیثیت سے اپنی جداگانہ ترتیب قائم کی اور انہوں نے مرتدین کا جم کر مقابلہ کیا۔ بنو حنیفہ کو شکست ہوئی مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو تلواروں پر رکھ لیا اور وہ مارے مارے حدیقۃ الموت تک ان کے تعاقب میں چلے آئے۔ اب یہاں مسیلمہ کے قتل میں اختلاف بیان ہے کہ وہ کب اور کہاں قتل ہوا؟ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اسی باغ میں مارا گیا ہے۔

حدیقۃ الموت کا محاصرہ:

بنو حنیفہ نے باغ میں داخل ہو کر تمام دروازے بند کر لیے۔ مسلمانوں نے ہر طرف سے ان کو محصور کر لیا۔ براء بن مالک نے مسلمانوں سے کہا کہ آپ مجھے اس دیوار پر چڑھا کر اندر اتار دیں۔ انہوں نے براءؓ کو دیوار پر چڑھا دیا مگر وہ دشمن کو دیکھ کر لرزہ براندام ہو گئے اور کہا کہ مجھے اتار دو۔ اس کے بعد پھر انہوں نے کہا کہ مجھے دیوار پر چڑھا دو۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ وہ چڑھے اترے۔ آخرکار ایک مرتبہ کہنے لگے کہ اس خوف اور ہراس کا برا ہو۔ ایک مرتبہ آپ لوگ مجھے اور چڑھا دیں۔ مسلمانوں نے ان کو پھر چڑھا دیا۔ اس پر چڑھتے ہی وہ دشمن کے بیچ میں کود پڑے اور دروازے پر ان کو مار کر راستہ مسلمانوں کے لیے جو پہلے سے باہر آمادہ تھے کھول دیا۔ مسلمانوں نے اس باغ میں داخل ہو کر اب خود اس کے دروازے کو دشمن پر مسدود کر دیا اور اس کی کنجی باہر پھینک دی۔ اس کے بعد

اتنی شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جتنے مرتد اس باغ میں پناہ گزیں تھے قتل کر دیے گئے۔ مسیلمہ کو وحشی نے اس سے پہلے ہی قتل کر دیا تھا شکست کھانے پر بنو حنیفہ نے اس سے کہا تھا وہ تیرا وعدہ کیا ہوا جو تو نے ہم سے کیا تھا۔ اس نے کہا اب ان کا ذکر مت کرو اس وقت تو اپنی آبرو کی خاطر جوانمردی دکھاؤ۔

مسیلمہ کذاب کا قتل:

مروی ہے کہ کسی نے اعلان کیا کہ غلام حبشی نے مسیلمہ کو قتل کر دیا ہے خالدؓ مجاعہ کو لے کر جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا مسیلمہ اور اس کے دوسرے سرداروں کو دکھانے میدان کارزار میں آئے جب وہ رجال کی لاش پر آئے تو مجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ یہ رجال ہے۔

مجاعہ بن مرارہ کی مصالحت کی پیش کش

دوسری طرح سے یہ مروی ہے کہ جب مسیلمہ سے فارغ ہو کر تمام مسلمان خالدؓ کے پاس آئے اور ان کو اس کی اطلاع دی تو وہ مجاعہ کو جو بیڑیاں پہنے تھا ساتھ لے کر میدان میں آئے تاکہ وہ ان کو مسیلمہ کی لاش بتائے۔ ایک ایک مقتول کا چہرہ اس کی شناخت کے لیے کھولا جاتا تھا اسی طرح گزرتے ہوئے وہ محکم بن الطفیل کی لاش پر آئے یہ ایک خوبصورت قد آور وجیہ اور تنومند آدمی تھا خالدؓ نے اس کی صورت دیکھ کر مجاعہ سے کہا کہ یہ تمہارا سردار ہوگا۔ مجاعہ نے کہا ہرگز نہیں یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر اور معزز آدمی تھا یہ یمامہ کا محکم ہے پھر آگے چلے تو وہ مقتولین کے چہروں کو شناخت کے لیے اٹھاتے جاتے تھے۔ باغ میں پہنچے وہاں کے مقتولوں کو دیکھنا شروع کیا ان میں ایک پستہ قامت زرد رنگ اور چپٹی ناک کا شخص ملا اس پر نظر آتے ہی مجاعہ نے کہا کہ یہی مسیلمہ ہے جس کے قتل سے تم کو فراغت ہوگئی خالدؓ نے کہا کہ اسی نے تم کو اس طرح نچایا۔ مجاعہ نے کہا ہاں یہ بات تو ہو گئی ہے مگر اے خالدؓ یاد رکھو کہ یہ لوگ جو تمہارے مقابلے پر آئے تھے بہت ہی کم اور جلد باز تھے اور جو اصل قوم ہے اور صاحب وقار ہیں وہ سب قلعوں میں محفوظ بیٹھے ہیں۔ خالدؓ نے کہا تیرا برا ہو تو یہ کیا کہتا ہے۔ مجاعہ نے کہا جو میں کہہ رہا ہوں بالکل سچ ہے میری بات مان لو میں اپنی قوم کی طرف سے تم سے صلح کر لیتا ہوں۔

اغلب بن عامر بن حنیفہ کا فرار

بنو عامر بن حنیفہ کا ایک شخص اغلب بن عامر بن حنیفہ تھا اس کی گردن نہایت زبردست اور موٹی تھی جب مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے ان کو گھیر لیا وہ مردوں میں گر پڑا۔ مسلمان مقتولین کی شناخت کرنے لگے ابو بصیرؓ انصاری چند اشخاص کے ساتھ اغلب کے پاس پہنچے جب انہوں نے اسے مقتولین میں پڑا ہوا دیکھا یہ سمجھے کہ اس کا کام بھی تمام ہو چکا ہے لوگوں نے ابو بصیرؓ سے کہا کہ تم اس بات کے مدعی ہو کہ تمہاری تلوار بہت خوب کاٹنے والی ہے (یہ ہمیشہ اس کے مدعی تھے) تو اب ذرا اس اغلب کی گردن پر چلاؤ یہ مردہ پڑا ہے اگر ایک ہی وار میں اس کی گردن کاٹ دکھاؤ اور اس میں تم کامیاب ہو گئے تو ہم جو کچھ تمہاری تلوار کے متعلق اب تک سنتے آئے ہیں اسے باور کر لیں گے۔

ابو بصیرؓ تلوار نیام سے نکال کر اغلب کی طرف بڑھے کسی کو بھی اس کے مردہ ہونے میں کوئی شک نہ تھا مگر ان کے قریب پہنچتے ہی وہ ایک دم اٹھ کر بھاگا۔ ابو بصیرؓ نے اس کا تعاقب کیا اور کہتے گئے کہ میں ابو بصیرؓ انصاری ہوں مگر اغلب نے اسی تیزی سے بھاگنا شروع کیا کہ وہ ان کی گرفت سے دور ہی ہوتا گیا۔ جب ابو بصیرؓ کہتے تھے کہ میں ابو بصیرؓ انصاری ہوں۔ اغلب جواب دیتا تھا آپ نے اپنے کافر بھائی کو کیسا پایا اسی طرح وہ ان کی گرفت سے بچ کر بھاگ گیا۔

قلعوں کے محاصرہ کا [illegible]

جب خالد اور ان کی فوج باغ سے نکلی تو [illegible] نے [illegible] مجاعہ [illegible] سے ان سے کہا کہ آپ ہم سب کو لے کر چلیں اور ان قلعوں کا محاصرہ کر لیجئے [illegible] کے مختلف [illegible] اطراف کے گاؤں اور ان [illegible] قلعوں [illegible] کا [illegible] تھے [illegible] اپنے [illegible] مال [illegible] اور [illegible] ان کا اپنے لشکر میں [illegible] اب خالد نے فتح کا اعلان کیا [illegible] قلعوں کا محاصرہ [illegible]۔

مجاعہ نے ان سے کہا کہ آپ کے مقابلہ میں [illegible] تمام [illegible] ہیں [illegible] تم سے ان سے صلح کر لو۔ خالد نے [illegible] کے علاوہ [illegible] تھے وہ [illegible] کے پاس [illegible] اور ان سے [illegible] پھر [illegible] آ جاؤں۔

مجاعہ بن مرارہ کی حکمت عملی:

مجاعہ قلعوں میں آیا [illegible] سوائے عورتوں بچوں بہت بوڑھوں اور کمزوروں کے اور کوئی نہ تھا مگر اس نے یہ کیا کہ عورتوں کو زرہیں پہنا دیں اور ان سے کہا کہ [illegible] تک قلعوں کی فصیل پر [illegible] جنگ [illegible] خالد کے پاس آیا اور کہا کہ [illegible] شرط پر [illegible] صلح [illegible] قلعوں والے [illegible] ان کے [illegible] قلعوں پر [illegible] نظر آ رہے ہیں۔ خالد نے قلعوں کی طرف دیکھا [illegible] تھے [illegible] مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچا تھا اور تھک گئے تھے [illegible] چاہتے تھے کہ [illegible] فتح [illegible] قلعوں میں لڑنے والے [illegible] تو معلوم [illegible] کا نتیجہ [illegible] کیونکہ پہلے ہی اس جنگ میں [illegible] شہید ہو چکے تھے۔

جنگ یمامہ کے شہداء کی تعداد

نیز اہل مدینہ کے علاوہ دوسرے مہاجرین اور انصار میں سے [illegible] زیادہ [illegible] شہید ہوئے [illegible] تعداد [illegible] شہید [illegible] ایک [illegible] نے قتل کیا [illegible] تھا [illegible] سات [illegible] ہزار [illegible] تھے [illegible]۔

روایت ہے کہ جب مجاعہ نے معاہدہ کے متعلق [illegible] کے سامنے [illegible] نقصان [illegible] تھا اور مسلمانوں کے اشراف میں سے بہت بڑی تعداد شہید ہو چکی تھی اس وجہ سے خالد [illegible] صلح [illegible] تمام سونا چاندی [illegible] اور [illegible] غلام [illegible] بعد [illegible] پاس جا کر [illegible]

خزانے ان کے سامنے پیش کر دیں۔

حضرت خالدؓ بن ولید اور مجاعہ میں بحث:

مجاعہ نے قلعوں میں عورتوں سے کہا کہ ہتھیار لگا کر قلعوں پر نمودار ہو جاؤ انہوں نے اس ہدایت کی تعمیل کی۔ اب مجاعہ خالدؓ کے پاس آیا۔ خالدؓ پہلے ہی قلعوں پر یہ منظر دیکھ چکے تھے کہ ہر قلعہ پر ایک بڑی مسلح جماعت موجود ہے۔ مجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ قلعے والے ان شرائط کو نہیں مانتے اگر آپ میری رائے مانیں تو یہ بات میں ان کے پاس پھر سے لے جاؤں۔ خالدؓ نے پوچھا کیا؟ مجاعہ نے کہا کہ صرف چوتھائی لونڈی غلام لیں اور بقیہ چھوڑ دیں تو خالدؓ نے کہا اس سے بھی منظور کیا۔ مجاعہ نے کہا تو اچھا اب میں نے آپ سے آخری مصالحت کر لی ہے۔ جب دونوں اتفاق کر چکے تو قلعے کھول دیئے گئے۔ وہاں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صرف عورتیں اور بچے ہیں کوئی مرد نہیں ہے۔ خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم نے مجھے دھوکا دیا۔ مجاعہ نے کہا کہ میں مجبور تھا کیونکہ یہ میری قوم کا معاملہ تھا۔ اس وجہ سے سوائے اس کارروائی کے اور میں کیا کر سکتا تھا۔

سلمہ بن عمیر الحنفی کی صلح نامہ سے مخالفت:

یہ بھی مروی ہے کہ اس روز دوسری مرتبہ مجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو نصف لونڈی غلام اور تمام نقدی اور مویشی اور علاقے پر صلح ہو جائے گی اور میں اس کے لیے آمادہ ہوں جب صلح ہو گئی تو خالدؓ نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔ مجاعہ نے ان شرائط پر کہ تمام نقدی، مویشی، زمین، نصف لونڈی غلام اور ہر گاؤں سے ایک باغ جسے خالدؓ پسند کریں اور ایک کھیت جسے وہ پسند کریں لے لیں ان سے صلح کر لی۔ اتفاق صلح کے بعد خالدؓ نے مجاعہ کو قلعے والوں کے پاس شرائط صلح کی تکمیل کے لیے بھیجا اور کہا کہ جاؤ اب تمہیں صرف تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس اثنا میں ان تمام شرائط کی تکمیل ہو جانی چاہیے ورنہ میں پھر حملہ آور ہوں گا اور پھر سوائے سب کو تہہ تیغ کر دینے کے کوئی درخواست قبول نہیں کروں گا۔ مجاعہ نے قلعے والوں سے آ کر کہا کہ تم کو یہ خبر ملی ہے کہ ان شرائط کو قبول کر لو اور صلح کر لو اس پر سلمہ بن عمیر الحنفی نے کہا ان شرائط کو ہم ہرگز نہیں مانیں گے ہم دیہات والوں اور قلعوں کی جماعت کو دعوت دیتے ہیں اور دشمن سے پھر جنگ کریں گے ہم خالدؓ سے مصالحت نہیں کرتے ہمارے قلعے مستحکم ہیں غلہ بکثرت ہے اور جاڑا اب قریب آ رہا ہے۔ مجاعہ نے کہا۔ یہ تمہاری بہت ہی بدبختی اور شوخی ہے مجھے اس بات سے کہ میں نے فریب کر کے دھوکا دے کر ان شرائط کو منظور کروایا ہے جو ہوا ہے تم ہرگز اپنی رائے میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیا اب تم میں کوئی ایسا شخص باقی ہے جس میں ذرا بھی کوئی خوبی یا بھلائی باقی رہی ہو اور اس صلح سے میں نے تم کو اس مصیبت سے بچایا ہے جس کی پیشین گوئی شرحبیل بن مسیلمہ نے کی تھی۔

صلح نامہ:

اس گفتگو کے بعد مجاعہ سات آدمیوں کے ساتھ خالدؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ بہت مشکل سے میری قوم والوں نے صلح قبول کی ہے لہٰذا اب اس کے لیے باقاعدہ صلح نامہ لکھ دیجئے۔ خالدؓ نے لکھا "یہ وہ معاہدہ ہے جس پر خالدؓ بن الولید نے مجاعہ بن مرارہ، سلمہ بن عمیر اور فلاں فلاں اشخاص سے صلح کی ہے جس قدر سونا چاندی بنو حنیفہ کے پاس ہے وہ سب خالد بن ولید کو دے دیا جائے گا نصف لونڈی غلام ان کے حوالے کر دیئے جائیں گے تمام مویشی اور علاقہ ان کے قبضے میں دے دیا جائے گا۔ ہر گاؤں میں ایک باغ اور ایک کھیت جسے وہ پسند کریں دے دیں گے۔ جب یہ سب وہ مجاہد کو دے دیں گے تو ان کی جان، مال اور آزادی ہے ان شرائط کے ایفا کے

[illegible] بنو حنیفہ رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری کا اقرار کیا جاتا ہے۔

بنو حنیفہ کے لیے حضرت ابوبکرؓ کا حکم

وہ کہتے ہیں [illegible] کی تمام [illegible] اور [illegible] ایک بار [illegible] گیا ہے [illegible] بنو حنیفہ نے [illegible] خالدؓ نے [illegible] بنو حنیفہ نے [illegible] کی خاطر آ کر [illegible] بنو حنیفہ [illegible] بات [illegible] ﷺ [illegible] قبول [illegible] چنانچہ بنو حنیفہ نے [illegible] حضرت ابوبکرؓ نے [illegible] بنو حنیفہ نے [illegible] خالدؓ نے [illegible] پہلے ہی خالدؓ بنو حنیفہ سے صلح کر چکے تھے [illegible] اس صلح کی توثیق کر دی۔

سلمہ بن عمیر

بنو حنیفہ بیعت اور اپنے [illegible] سے برأت کے لیے [illegible] کے پاس ان کے [illegible] جمع ہوئے تو سلمہ بن عمیر نے کہا: مجھے خالدؓ کے پاس لے چلو میں ان سے خود ان کی بھلائی کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں حالانکہ اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اچانک خالدؓ پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دے۔ مجاعہ [illegible] خالدؓ سے اجازت مانگی، خالدؓ نے اجازت دے دی۔ سلمہ بن عمیر تلوار [illegible] قتل کرنے کے ارادے سے تلوار بغل میں چھپائے ہوئے آیا۔ خالدؓ نے پوچھا کون ہے؟ مجاعہ نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق میں نے آپ سے گفتگو کی تھی اور آپ نے اسے [illegible] کی اجازت دی ہے۔ خالدؓ نے کہا اسے یہاں سے نکال دو۔ لوگوں نے اسے باہر نکال دیا اور جب اس کی جامہ تلاشی لی گئی تو اس کے پاس سے تلوار برآمد ہوئی۔

سلمہ بن عمیر کی خودکشی

لوگوں نے اس کو بہت سخت ملامت کی، قید کیا اور کہا کہ تو نے اپنی حرکت سے اپنی پوری قوم کو تباہ کرنا چاہا تھا اور تیری نیت صرف یہ تھی کہ بنو حنیفہ ہلاک ہو جائیں ان کی آل اولاد اور عورتیں سب کی سب غلام بنا لی جائیں۔ اگر خالد بن ولیدؓ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ تو ہتھیار لے کر آیا ہے تو وہ ضرور تجھے قتل کر دیتے اور اب بھی ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ اگر انہیں تیری اس حرکت کی اطلاع مل گئی تو وہ تمام مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنا لیں گے [illegible] وہ یہ خیال کریں گے کہ یہ ایک شخص کی حرکت نہیں ہے بلکہ ساری [illegible] ایک جماعت اس سازش میں شریک ہے۔ لوگوں نے اسے قید کر کے قلعے میں بند کر دیا [illegible] تمام بنو حنیفہ اپنے سابقہ ارادے سے برأت اور تجدید اسلام کے لیے تیار ہو [illegible] سلمہ نے ان سے کہا [illegible] کوئی بات تمہارے خلاف مرضی نہیں کروں گا تم مجھے چھوڑ دو [illegible] بنو حنیفہ نے اس کی [illegible] کی وجہ سے [illegible] کے [illegible] قبول کرنے کے لیے [illegible]

نہ ہوئے۔ چنانچہ ایک روز رات کو وہ قلعے سے چپکے سے نکل کر خالد رضی اللہ عنہ کی لشکرگاہ کی طرف چلا مگر پہرے والوں نے اسے شناخت کرلیا اور دو چار نے بنو حنیفہ پہرے دار ہونے اس کے تعاقب میں دوڑے اور قلعے کی فصیل تک اس کو جالیا انہوں نے ان پر تلواروں سے حملہ کیا انہوں نے پتھروں سے دفاع کیا ایک کونے میں پناہ لینے کے لیے مجبور کیا اس وقت تلوار سے حملہ کرکے انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں وہ ایک کنویں میں گر پڑا اور مر گیا۔

عرض اور قریہ کی مال غنیمت:

مروی ہے کہ خالد نے تمام بنو حنیفہ سے صلح کر لی تھی سوائے ان لوگوں کے جو عرض اور قریہ میں تھے کیونکہ وہ اس وقت گرفتار کیے گئے تھے جب مختلف مقامات پر فوجیں بھیجی گئیں صرف عرض اور قریہ میں بنو حنیفہ کی تمام بنو حنیفہ، قیس بن ثعلبہ اور یشکر کے خمس میں ملے وہ پانچ سو تھے جو انہوں نے ابوبکر کے پاس بھیج دیے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بنت مجاعہ سے نکاح:

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ پھر خالد نے مجاعہ سے کہا کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو مجاعہ نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ تم اپنی اور امیر المومنین مجھ سے اور تم سے سخت ناراض ہو جائیں گے خالد نے کہا تم اپنی بیٹی کو مجھ سے نکاح میں دے دو اس نے نکاح کر دیا۔ اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو ایک بہت ہی سخت آمیز خط لکھا کہ اے خالد بڑے افسوس کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب تم کو کوئی کام ہی نہیں رہا کہ تم عورتوں سے نکاح کرو حالانکہ بارہ سو مسلمانوں کا خون تمہارے صحن میں ابھی تک تازہ ہے جو خشک بھی نہیں ہوا۔ خالد خط پڑھ کر کہنے لگے کہ یہ عمر یعنی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حرکت ہے جو یہ خط امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بنو حنیفہ کا وفد:

اس سے پہلے خالد بن الولید نے بنو حنیفہ کا ایک وفد ابوبکر کے پاس بھیج دیا تھا جب یہ وفد ان کے پاس پہنچا ابوبکر نے ان سے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا حرکت کی کہ اسلام سے بغاوت کی انہوں نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ ہم سے جو غلطی ہوئی وہ ایک ایسے منحوس آدمی کی وجہ سے ہوئی ہے کہ جسے خدا نے اس معاملے میں برکت دی تھی نہ اس کے خاندان کو ابوبکر نے کہا اچھا مجھے یہ تو بتاؤ کہ وہ تم کو کس بات کی دعوت دیتا تھا انہوں نے کہا کہ وہ ہم سے بطور الہام یہ کہا کرتا تھا "اے مینڈک تو پاک صاف ہے تو کسی پانی پینے والے کو روکتا ہے نہ پانی کو گندا کرتا ہے آدھی زمین ہماری آدھی زمین قریش کی مگر قریش ایک قوم ہے جو اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے"۔ ابوبکر نے کہا سبحان اللہ تم پر بہت افسوس ہے یہ کس قسم کا کلام ہے شاید آج تک نہ خدا نے کہا نہ پیغمبر نے وہ تمہیں کہاں بہکا لے گیا تھا۔

خالد بن الولید جب یمامہ سے فارغ ہوئے جہاں وہ اس کی ایک وادی اباض نامی میں فروکش تھے اور وہیں ان کی خونریزی سے جنگ ہوئی تھی اب وہ اس سے منتقل ہو کر یمامہ کی ایک دوسری وادی وبر نامی میں فروکش ہوئے۔

* * *

باب ۵

مرتدین بحرین و عمان اور یمن ۱۱ھ

اہل بحرین کا ارتداد

حضرت علاء بن الحضرمی کی روانگی بحرین

سیف سے مروی ہے کہ علاء بن الحضرمی کی روانگی بحرین کا قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور منذر بن ساوی ایک ہی مہینے میں بیمار ہوئے منذر، رسول اللہ ﷺ کے بعد ہی انتقال کر گیا۔ ان کے بعد اہل بحرین مرتد ہو گئے ان میں سے عبد القیس پھر اسلام لے آئے البتہ بکر مرتد ہی رہے۔ جس شخص کی کوشش سے عبد القیس دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے وہ جارود تھے۔

جارود بن المعلی

حسن سے مروی ہے کہ جارود بن المعلی طلب حق میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا جارود! مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا میں ایک دین پر قائم ہوں۔ آپ نے فرمایا جارود! تمہارا وہ دین کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ جارود نے آپ سے کہا اگر میں اسلام لے آؤں تو آپ ذمہ دار ہیں کہ میرا اسلام میرے دین سے بہتر ہو گا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ جارود مسلمان ہو گئے اور دین کی تعلیم حاصل کی جب وہ دین سے اچھی طرح واقف ہو گئے تو جب وطن لوٹنے لگے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ گھر تک کے لیے کوئی سواری دیجئے آپ نے فرمایا اس وقت تو کوئی سواری نہیں ہے جارود نے کہا کہ راستے میں کوئی بھٹکا ہوا جانور مل جائے تو میں اس پر سوار ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ خبردار تم ہرگز یہ نہ کرنا یہ تو آگ کے شعلے ہیں۔ ان کا اسلام بہت اچھا رہا انہوں نے قرآن پڑھا ان کی وجہ سے ان کی قوم مسلمان ہو گئی۔

بنو عبد القیس کا قبول اسلام

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ان کے قبیلے نے یہ خبر سن کر کہا اگر محمد نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے اور سب مرتد ہو گئے۔ ان کی خبر جارود کو ملی تو انہوں نے ان سب کو جمع کیا اور کھڑے ہو کر ان سے کہا اے گروہ عبد القیس! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اگر تم اسے جانتے ہو تو جواب دو ورنہ نہ دو۔ انہوں نے کہا جو چاہو پوچھو۔ جارود نے کہا یہ بتاؤ کیا تم کو معلوم ہے کہ گزشتہ زمانے میں اللہ کے نبی گزرے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ جارود نے کہا تم ان کو صرف جانتے ہو یا تم نے ان کو دیکھا بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ دیکھا تو نہیں لیکن ہم ان کو جانتے ہیں۔ جارود نے کہا پھر ان کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا وہ مر گئے۔ جارود نے کہا اسی طرح محمد ﷺ بھی انتقال فرما گئے جس طرح سابق انبیاء وفات پا گئے اور میں اعلان کرتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ۔ ان کی قوم نے کہا کہ ہم بھی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور بے شک محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور ہم تم کو اپنا بزرگ اور سردار تسلیم کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اسلام پر ثابت قدم رہے اور ارتداد کی وبا ان تک نہ پہنچی اور انہیں سے تعرض نہ کیا گیا۔ البتہ دوسرے مسلمانوں کو جن سے نپٹنے کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا وہ ان کی زندگی تلخ کر دیں

سے تا کہ میں اب ان کے مرنے کے بعد ان کی مذمت۔ کاش میں کچھ عرصہ اور یہاں تک کہ ان کو بھلا سکے مجھ سے پہلے نہ زندہ رکھ دے۔

منذر بن ساوی کی وفات

مورخین نے کہا جب خالد بن الولید یمامہ کے قصے سے فارغ ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے علاء بن الحضرمی کو بحرین بھیجا۔ علاء بن الحضرمی وہی شخص تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے منذر بن ساوی العبدی کے پاس اسلام کی دعوت دینے کو بھیجا تھا۔ منذر مسلمان ہو گئے اور علاء بحرین میں رسول اللہ ﷺ کے امیر کی حیثیت سے مقیم رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے تھوڑے ہی دن بعد منذر بن ساوی کا بحرین میں انتقال ہوا۔

وراثت کا مسئلہ

عمرو بن العاص عمان میں مقیم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی وہیں تھے۔ وہ مدینے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں منذر بن ساوی کے پاس گئے جو اس وقت مرض الموت میں مبتلا تھے۔ عمرو ان سے ملنے گئے۔ منذر نے ان سے پوچھا کہ ایک مسلمان کی وفات کے وقت اس کے مال میں سے رسول اللہ ﷺ کس قدر حصہ کی وصیت کی اجازت دیتے تھے؟ عمرو نے ان سے کہا کہ تہائی حصہ۔ منذر نے ان سے پوچھا کہ میں اپنے اس تہائی کو کس طرح خرچ کروں؟ عمرو نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اسے اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دیجئے اور کسی عزیز یا ایک ایک کو دے دیجئے اور اگر آپ چاہیں تو اپنا مال صدقہ کر دیجئے اور یہ صدقہ وقف حرم جیسا ہوگا کہ جو آپ کے بعد ان لوگوں کے لیے جن کے لیے آپ نے یہ صدقہ کیا ہے، جاری رہے گا۔ منذر نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اپنے مال میں بحیرہ❶ سائبہ❷ وصیلہ❸ اور حامی❹ کی طرح ایک ایسی چیز کر جاؤں بلکہ میں اپنے مال کو ان میں تقسیم کیے جاتا ہوں جن لوگوں کے لیے میں نے وصیت کی ہے ان کو یہ دے دیا جائے گا وہ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ عمرو ہمیشہ ان کے اس قول پر تعجب کیا کرتے تھے کہ انہوں نے کیا عمدہ بات کہی تھی۔

بحرین میں ارتداد کی وبا

جارود بن عمرو بن حنش بن معلیٰ کے سوا تمام عبدالقیس اور عرب کے دوسرے قبائل بحرین میں مرتد ہو گئے۔ البتہ جارود اور ان کے قبیلے والے بنو عبدالقیس اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی وفات اور عرب کے مرتد ہونے کی خبر ملی تو جارود نے کہا تم سب اعلان کرتے ہو کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں ان تمام لوگوں کو جو اس کا اقرار نہیں کرتے کافر قرار دیتا ہوں۔

---

❶ بحیرہ: جاہلیت میں اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کا پانچواں بچہ نر ہونے کے بعد اس کے کان کی چیر کر چھوڑ دیتے تھے۔ اس پر سواری نہیں کی جاتی تھی اور اس کا دودھ نہیں دوہا جاتا تھا۔

❷ سائبہ: بتوں کے نام پر آزاد کی ہوئی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

❸ وصیلہ: وہ بکری جو ایک ساتھ نر و مادہ بچے ایک پیٹ سے جنتی تھی بتوں کے نام پر چھوڑ دی جاتی تھی۔

❹ حامی: وہ اونٹ جس کی پشت سے دس بچے ہو جاتے اس پر سواری نہیں کی جاتی تھی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کر دیا۔ لیکن مالک بن نویرہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ بطاح میں تھا [illegible] بھی [illegible] [illegible] وکیع بن مالک بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ قرعا میں تھا۔ یہ دونوں مرتد ہو گئے تھے اور عمرو [illegible] کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ سعد بن زید مناۃ میں دو جماعتیں مختلف تھیں عوف اور ابناء نے زبرقان [illegible] کی بات مانی اور [illegible] قائم رہے [illegible] انہوں نے زبرقان [illegible] [illegible] [illegible] کی مخالفت کی البتہ قیس بن عاصم [illegible] [illegible] کی بات نہ مانی اور صدقات کا اعلان کر دیا۔ قیس بن عاصم نے ان زکوٰۃ کے مال کو جو ان کے پاس جمع ہو گیا تھا مقاعس اور بطون میں تقسیم کر دیا [illegible] عوف اور ابناء نے زکوٰۃ [illegible] حکومت کے لیے وصول کیا۔ اسی طرح [illegible] عوف اور ابناء [illegible] [illegible] کے ذریعے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] میں مصروف ہو گئے۔

قیس بن عاصم کی اطاعت:

مگر جب قیس بن عاصم کو معلوم ہوا کہ رباب اور عمرو بن تمیم سب زبرقان سے مل گئے ہیں تو اپنے کیے پر نادم ہوئے اور علاء کا جو ان کے پاس پہنچے تو خود تقسیم کر دیا تھا اس کو واپس لے کر علاء کے پاس آ کر ان کے حوالے کر دیا اور [illegible] ارادے سے باز آ کر وہ خود اہل بحرین سے لڑنے کے لیے ان کے ساتھ ہو گئے۔ اس موقع پر انہوں نے بہت سے شعر کہے جس طرح زبرقان نے زکوٰۃ کے مال کو ابوبکر کے پاس بھیجنے کے لیے گئے تھے۔ پھر جب زکوٰۃ [illegible] سے [illegible] کے پاس [illegible] سے علاء نے ان کی تعظیم و تکریم کی علاء کے ساتھ جہاد کے لیے قبیلہ عمرو، سعد اور رباب میں سے اتنے ہی آدمی شامل ہو گئے تھے کہ پہلے سے ان کی اصل فوج میں تھے علاء ان کو ساتھ لے کر راستے سے پہنچے۔

اونٹوں کی گمشدگی:

جب ہم اس کے وسط میں پہنچے جہاں سے مناظر اور عجائبات ان کے داہنی اور بائیں جانب تھے اور اللہ نے چاہا کہ ہمیں اپنا ایک معجزہ دکھائے تو علاء نے تھم کر سب لوگوں کو قیام کا حکم دے دیا۔ جب رات آدھی گزر گئی تو سارے اونٹ بے قابو ہو کر بھاگ گئے اور ہم میں سے کسی کے پاس کوئی اونٹ، زاد راہ، توشہ دان، خیمے اور سب کا سب سامان ان اونٹوں پر لدا ہوا تھا نکل کر غائب ہو گیا اور وہ ریت میں اس وقت غائب ہو گئے جب کہ لوگ سو رہے تھے۔ ان کے پیچھے [illegible] سامان نہ تھا اور نکلے تھے اس وقت ہمیں جو رنج و غم لاحق ہوا معلوم نہیں کہ کسی اور پر ایسی مصیبت پڑی ہو۔ ہم اپنی زندگی سے مایوس ہو کر ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے۔ اتنے میں علاء کے منادی نے سب کے جمع ہونے کا حکم دیا ہم سب علاء کے پاس جمع ہو گئے انہوں نے کہا تم پر یہ کیا پریشانی اور اضطراب ہے؟ یہ لوگ کس قدر گھبرائے ہوئے ہیں اور آپ لوگ کیوں اس قدر متفکر ہیں؟ لوگوں نے کہا کیا آپ کو ایسی بات نہیں ہے کہ ہم کو [illegible] کہ اگر کل صبح ہو جائے تو ہماری یہ حالت ہے کہ اگر [illegible] آفتاب بھی طرح طلوع ہو کر تیز ہونے نہ پائے گا کہ ہم سب ہلاک ہو چکے ہوں گے۔

علاء نے کہا آپ لوگ ہرگز خوف زدہ نہ ہوں کیا آپ مسلمان نہیں ہیں؟ کیا آپ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نہیں آئے؟ کیا آپ اللہ کے مددگار نہیں ہیں؟ سب نے کہا بے شک۔ علاء نے کہا آپ لوگوں کو بشارت ہو کہ اللہ ہرگز آپ لوگوں کا جس حال میں آپ ہیں کبھی ساتھ نہیں چھوڑے گا۔

پانی کا چشمہ

طلوع فجر کے بعد صبح کی اذان دی گئی علاء نے ہمیں نماز پڑھائی بعض لوگوں نے ہم میں سے تیمم کر کے نماز پڑھی اور بعض کا

[illegible]

اونٹوں کی واپسی

[illegible]

معجزہ

[illegible]

[illegible]

حضرت علاء کا [illegible] پر فوج کشی

[illegible]

جنگ کی یہی کیفیت رہی اسی اثناء میں ایک رات مسلمانوں کو مشرکین کے پڑاؤ سے زبردست شور و غل سنائی دیا جو شور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ شکست خوردہ فوج میں ہوتا ہے علاء نے کہا کون ہے جو دشمن کی اصل حالت کی خبر لائے

عبداللہ بن حذف کی گرفتاری و رہائی

عبداللہ بن حذف نے کہا میں اس کام کے لیے جاتا ہوں اور ان کی ماں قبیلہ عجل کی تھیں۔ یہ اپنی قرارگاہ سے نکل کر جب دشمن کی خندق کے قریب پہنچے تو انہوں نے ان کو پکڑ لیا پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ میں عجلی ہوں اور مدد پکارا۔ تو ابجر بن بجیر ان کے پاس آیا۔ ان کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا حال ہے انہوں نے کہا میں ہر دوں کے ہاتھ سے نہیں مرنا چاہتا اور میں کیوں قتل کیا جاؤں جب کہ میرے گرد عجل، تیم اللات، قیس اور عنزہ کی فوجیں اتری ہیں۔ حطم اور دوسرے عرب سردار تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے مجھے کھلوانا ہے کہ نہیں؟ غرض ابجر نے ان کو سپاہیوں سے چھڑا دیا اور کہا بخدا میں سمجھتا ہوں کہ آج رات تم بھانجے ماموؤں کے لیے بہت برے بھانجے ہو۔ عبداللہ بن حذف نے کہا کہ اس بات کو چھوڑو مجھے کھانا دو میں بھوک سے مرا جاتا ہوں۔ ابجر ان کے لیے کھانا لایا۔ عبداللہ نے کھانا کھایا اور پھر کہا کہ مجھے زاد راہ اور سواری دو اور کچھ مدد دو کہ میں اپنے خیال چلا جاؤں۔ ابجر نے اس کے لیے ایک شخص کو حکم دیا جو شراب کے نشے میں چور تھا اس نے ان کو سواری کے لیے ایک اونٹ دیا توشہ دیا اور کچھ مدد دی۔ عبداللہ بن حذف وہاں سے نکل کر مسلمانوں کی قرارگاہ میں آگئے اور انہوں نے آ کر یہ اطلاع دی کہ وہ لوگ بالکل مخمور ہیں۔

مسلمانوں کا حطم پر حملہ:

مسلمانوں نے فوراً دشمن پر حملہ کر دیا اور خود ان کے پڑاؤ میں گھس کر ان کو بے دریغ تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کیا دشمن سب تھا تا اپنی خندق کی طرف بھاگے بہت سے اس میں گر کر ہلاک ہو گئے جو بچے وہ اس قدر خوف زدہ ہو گئے تھے کہ یا قتل کر دیئے گئے یا گرفتار کر لیے گئے۔ مسلمانوں نے ان کی چھاؤنی کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا جو شخص بچ کر بھاگ سکا وہ صرف اس چیز کو لے جا سکا جو اس کے جسم پر تھی۔ البتہ ابجر بچ کر بھاگ گیا۔ حطم کی خوف و دہشت سے یہ کیفیت تھی کہ گویا اس کے جسم میں جان ہی نہیں وہ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا جب کہ تمام مسلمان مشرکین کے وسط میں آ پہنچے تھے اپنی بدحواسی میں حطم خود مسلمانوں میں سے فرار ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے جانے لگا جیسے ہی اس نے رکاب میں پاؤں رکھا رکاب ٹوٹ گئی ادھر عمرو بن قیس کے عفیف بن المنذر کا اس کے پاس سے گزر ہوا وہ اس وقت پکار رہا تھا کہ کیا قیس بن ثعلبہ کا کوئی شخص ہے جو مجھے رکاب کے لیے سہارا دے۔ اس نے یہ بات اتنی بلند آواز سے کہی کہ عفیف نے اسے شناخت کر لیا اور آواز دی کہ ابوضبیعہ؟ حطم نے کہا کہ ہاں عفیف نے کہا پاؤں دو میں اس میں رکاب باندھے دیتا ہوں۔

حطم کا خاتمہ

حطم نے اس کے لیے اپنا پاؤں آگے کر دیا۔ عفیف نے تلوار کے ایک وار سے ران پر سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ حطم نے کہا اب تو میرا کام ہی تمام کر دو۔ عفیف نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ جب تک میں تیری ایڑیاں نہ رگڑواؤں تجھے موت آئے۔ چونکہ اس روز رات عفیف کے کئی بھائی جو ان کے ساتھ تھے اس لڑائی میں شہید ہو چکے تھے۔ حطم کے پاس سے اس شب میں جو مسلمان گزرتا وہ اس سے کہتا کہ کیا تم حطم کو قتل کرنا چاہتے ہو یہ بات اس نے اب تک ان مسلمانوں

[illegible]

[illegible] کا حملہ:

[illegible]

غرور بن سوید کا قبول اسلام:

[illegible]

مال غنیمت کی تقسیم:

[illegible]

مرتدین کا دارین میں اجتماع:

[illegible]

اور سب نے بحرین والوں کے مرتدین کے متعلق دو شعر بھی کہے ہیں جن میں ان کی اس حرکت پر فخر جتایا گیا ہے۔

دارین پر فوج کشی:

علاء بدستور مشرکین کی اس فرودگاہ میں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس بحرین والوں کے ان لوگوں کے خط آئے جنہوں نے خط لکھے تھے کہ جواب میں موصول ہوئے اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ ان کے حکم پر عمل کریں گے اور عمل کرائیں گے اور اپنے دین کی حمایت کریں گے جیسا کہ منشا تھا اور اب ان کو یقین ہو گیا کہ ان کے عقب سے کوئی بات ایسی رونما نہ ہوگی جو ان کے مخالف ہو یا جس کو برا اہل بحرین میں سے کوئی نہ ہو۔ انہوں نے اب تمام مسلمانوں کو دارین پر فوج کشی کی دعوت دی۔ ان کو جمع کر کے ان کے سامنے تقریر کی جس میں کہا: اللہ نے شیاطین کے گروہوں اور جنگ سے شکست کھا کر بھاگنے والوں کو تمہارے ہاتھوں جہاد کرنے کے لیے اس سمندر میں جمع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خشکی میں تم کو اپنی ایک نشانی دکھا چکا ہے جس سے تم سمندر میں اس کی ذات پر بھروسہ کر سکو۔ لہٰذا اپنے دشمن پر ہلہ بولو اور سمندر چیر کر ان تک پہنچ جاؤ کیونکہ اللہ نے ان سب کو ایک جا کر دیا ہے۔ یہ ان کو تباہ کرنے کا بہترین موقع ہے۔ تمام مسلمانوں نے کہا ہم اس کے لیے بخوشی تیار ہیں اور بخدا جب تک ہم زندہ ہیں وادی دہنا کے واقعہ کے بعد اب کسی خطرے سے نہیں ڈرتے۔

دارین پر حملہ:

علاء اور تمام مسلمان اس فرودگاہ سے کوچ کر کے سمندر کے کنارے آئے اور سب کے سب گھوڑوں، اونٹوں، خچروں اور گدھوں پر سوار ہو کر اور پیادہ سمندر میں گھس پڑے۔ علاء نے اللہ کی جناب میں دعا کی، مسلمانوں نے بھی دعا کی۔ اس وقت وہ یہ دعا کر رہے تھے: اے ارحم الراحمین، اے کریم، اے حلیم، اے احد، اے صمد، اے حی، اے محی الموتیٰ، اے حی، اے قیوم، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اے ہمارے رب! تمام مسلمانوں نے اللہ کے حکم سے اس خلیج کو بغیر کسی نقصان کے عبور کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نرم ریت پر جس پر پانی چھڑکا گیا ہے چل رہے ہیں کہ اونٹوں کے پاؤں تک نہ ڈوبے۔ حالانکہ بعض موقعوں پر ساحل سے دارین تک کا سفر کشتیوں کے ذریعہ ایک دن اور ایک رات میں طے ہوتا تھا۔ اب وہاں مسلمانوں کا اور مرتدین کا مقابلہ ہوا۔ نہایت ہی خونریز معرکہ ہوا جس میں وہ سب مارے گئے کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ مسلمانوں نے ان کے اہل و عیال کو لونڈی، غلام بنایا اور ان کی املاک پر قبضہ کر لیا۔ ہر ایک شہسوار کو چھ ہزار اور ہر پیادہ کو دو ہزار درہم قیمت میں ملے۔

مسلمانوں کو ساحل سمندر سے ان تک پہنچنے اور ان کے مقابلے میں پورا دن صرف ہو گیا۔ ان سے فارغ ہو کر پھر وہ جس راستے سے گئے تھے اسی راستے واپس آئے اور سمندر طے کر کے پھر کنارے پہنچ گئے۔ اس واقعے کو عفیف بن المنذر نے اپنے ان شعروں میں بیان کیا ہے۔

منافقین کی افواہیں:

جب علاء بحرین سے واپس آ گئے انہوں نے اطراف و اکناف میں اسلام کی سطوت قائم کر دی۔ مسلمانوں اور اسلام کی عزت کو برقرار کر دیا۔ اور شرک اور مشرکین کو ذلیل کر دیا۔ بعض منافقوں نے بے بنیاد جھوٹی جھوٹی خبریں مشہور کیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ دیکھو مفروق اپنے خاندان شیبان بن ثعلبہ اور نمر کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے آمادہ ہے۔ بعض مسلمانوں نے ان لوگوں کا

پھر جب دیکھا گیا کہ اب وہ ہوئے۔ دعوت کی بات کا ہے ہم عرب سے کہا ذرا ان کو جلد ختم کر دیں کیونکہ تمام لہازم اس وقت علاقہ امداد کی تجویز پر بچے تھے وہ اپنے خیال میں پورے تیار تھے۔ عبداللہ بن حذف نے اس واقعہ کو اپنے بعض شعروں میں بیان کر دیا ہے۔

حضرت ثمامہ بن اثال کی شہادت

رضی اللہ تعالیٰ دونوں ... نے ... مسلمانوں کے ... پر قیام کرنے کو پسند کیا سب لوگ واپس آ گئے ثمامہ بن اثال بھی واپس آ گئے ہم جب قیس بن ثعلبہ کے ایک چشمہ پر تھے لوگوں کی نظر ثمامہ پر پڑی اور انہوں نے حطم کا جبہ ان کے جسم پر دیکھا ایک شخص کو اس کی دریافت کے لیے بھیجا اور اس سے کہا کہ جا کر ثمامہ سے دریافت کرو کہ یہ تم کو کہاں سے ملا اور حطم کے متعلق دریافت کرو کہ کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے یا کسی اور نے اس شخص نے آ کر ثمامہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ مجھے مال غنیمت میں ملا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا تم نے حطم کو قتل کیا ہے؟ ثمامہ نے کہا نہیں اگر چہ میری تمنا تھی کہ میں اس کو قتل کرتا اس شخص نے کہا کہ یہ جبہ حطم کا ہے پھر تم کو کہاں سے ملا؟ ثمامہ نے کہا اس کا جواب تمہیں پہلے دیا ہے پھر اس شخص نے اپنے ساتھیوں سے آ کر اس گفتگو کی اطلاع کی وہ سب کے سب ثمامہ کے پاس آنے کے لیے جمع ہوئے اور ان کو گھیر لیا انہوں نے کہا کیوں کیا ہے انہوں نے کہا کہ تم ہی حطم کے قاتل ہو ثمامہ نے کہا تم جھوٹے ہو میں اس کا قاتل نہیں ہوں۔ البتہ یہ جبہ مجھے مال غنیمت میں بطور حصے کے ملا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حصہ تو صرف قاتل ہی کو ملتا ہے ثمامہ نے کہا یہ جبہ اس کے جسم پر نہیں تھا بلکہ اس کی قیام گاہ سے برآمد ہوا ہے لوگوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور ثمامہ کو قتل کر دیا۔

ہجر کے راہب کے قبول اسلام کی وجہ

ہجر میں مسلمانوں کے ساتھ ایک راہب بھی تھے جو اس روز اسلام لے آئے تھے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے اسلام لانے کی وجہ کیا ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ تین چیزیں ان کے واقع ہونے کے بعد مجھے ڈر ہوا کہ اب بھی اگر میں اسلام نہ لاؤں تو کہیں اللہ مجھے مسخ نہ کر دے۔ ریگستان میں چشمے کا جاری ہونا، سمندر کے پانی کا سخت ہو جانا اور وہ دعا جس کی آواز میں نے صبح کے وقت ان کی فوج کی طرف سے آتی ہوئی فضا میں سنی۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ دعا کیا تھی؟ راہب نے کہا کہ وہ یہ دعا ہے۔

"اے اللہ! تو رحمن و رحیم ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ابتدا سے ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو ہمیشہ سے ہے تجھ کو غفلت بھی طاری نہیں ہوتی تو ہی وہ زندہ ہے کہ جسے موت نہیں۔ تو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے جو چاہے وہ نظر آتی ہو یا نہ آتی ہو اور ہر روز تو ایک نئی شان میں جلوہ افروز ہے تو ہر چیز کو جانتا ہے بغیر اس کے کہ تو نے اسے سیکھا ہو۔"

اس دعا سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور اس کے دین پر ثابت ہیں تو فرشتے ان کی امداد کے لیے بھیجے جاتے۔ اس زمانے کے بعد صحابہ کرام اس ہجری راہب کی زبانی یہ ذکر کرتے تھے۔

چشمہ جاری ہونے کا معجزہ

علاء نے ابو بکرؓ کو جو خط لکھا اس میں لکھا "اما بعد اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے وادی دہنا میں ایک پانی کا چشمہ جاری کر دیا حالانکہ وہاں چشمے کے کوئی آثار نہ تھے اور سخت تکلیف اور پریشانی کے بعد ہم کو یہ ایک معجزہ دکھایا جو سب کے لیے عبرت کا باعث ہے اور یہ اس کی حمد و ثنا کرنی چاہئے۔ آپ جناب باری میں دعا کیجیے اور اس کے دین کے مددگاروں کے لیے نصرت طلب کیجیے۔

ابوہریرہؓ نے میری موجودگی میں اس پانی کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگوں سے جب اس وادی کے لیے پوچھا گیا تاکہ وہاں سے پانی لیا جائے لیکن انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہاں کبھی پانی نہیں نکلا تھا اس وقت اس وادی میں چشمے کا جاری ہونا اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے جس کا حال ہم نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ اے اللہ تو ہمارے محمد ﷺ کے طفیل ان کی عزت کر۔

بنو شیبان بن ثعلبہ کے لیے حکم:

علاءؓ نے ابوبکرؓ کو خندق والوں کی شکست اور حطم کے قتل کی جس کو زید اور مسمع نے قتل کیا تھا یہ سب لکھ کر اطلاع دی: "اما بعد! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے دشمن کی عقلوں کو اور ان کی طاقت کو شراب سے کھو دیا انہوں نے دن کے وقت سے پیا ہوا تھا ہم ان کی خندق کو عبور کر کے ان پر ٹوٹ پڑے اور ہم نے ان سب کو نشے میں مدہوش پڑا ہوا پایا ہم نے سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اللہ نے حطم کو بھی ختم کر دیا۔"

ابوبکرؓ نے علاءؓ کو لکھا: "اما بعد! بنو شیبان بن ثعلبہ کے متعلق تم کو جو اطلاع ملی ہے اگر اس کی تصدیق ہو جائے اور بری خبریں شائع کرنے والے اس سے غلط فائدہ اٹھائیں تو تم فوراً ان کے مقابلے پر ایک فوج روانہ کرو جو ان کا استیصال کر دے جس سے دوسروں کو بھی عبرت ہو جائے۔"

اس حکم سے وہ لوگ مخالفت کے لیے جمع ہوئے اور نہ ان کی بری خبریں شائع کرنے کا کوئی برا نتیجہ برآمد ہوا۔

سنین میں اختلاف:

ان لڑائیوں سے مسلمانوں کی جنگ کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق یمامہ، عمان اور مہرہ کی فتح اور شام کی طرف مسلمان فوجوں کا جانا ۱۲ھ کا واقعہ ہے لیکن ابو زید کے ذریعے سے ابی معشر اور عراق کی جو روایت ہم تک پہنچی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتدین کے مقابلے میں جتنی فتوحات خالد بن ولید اور دوسروں کو حاصل ہوئی ہیں وہ سب ۱۱ ہجری میں ہوئی ہیں۔ صرف ربیعہ بن بجیر تغلبی کا واقعہ ۱۳ ہجری میں ہوا ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ خالد بن الولیدؓ مصیخ اور حصید میں مقیم تھے۔ اسی دوران میں ربیعہ نے مرتدین کی جماعت کے ساتھ علم بغاوت بلند کیا۔ خالدؓ نے اس سے جنگ کر کے اس کو تباہ کر دیا۔ اس کے لشکر کو لوٹ کر بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سے لونڈی غلام بنا لیے اس میں ربیعہ بن بجیر کی ایک لڑکی بھی گرفتار ہوئی۔ خالدؓ نے اسے بھی دوسرے لونڈی غلاموں کے ساتھ لونڈی غلاموں کو ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ پھر یہ صہباء نامی لڑکی علی بن ابی طالبؓ کو دی گئی۔

* * *

اہل عمان کا ارتداد

لقیط بن مالک الازدی

[illegible]

حذیفہ اور عرفجہ کی عمان پر فوج کشی:

[illegible]

[illegible]

عکرمہ بن ابی جہل کو عمان پر فوج کشی کا حکم:

[illegible]

لقیط کے سرداروں کی علیحدگی:

[illegible]

[illegible]

دریا کا معرکہ

[illegible]

کابل میں امن وامان

[illegible]

اہل مہرہ و اتباع نجد کا ارتداد

عکرمہ بن ابی جہل کی مہرہ پر فوج کشی:

جب عکرمہ، عرفجہ اور حذیفہ اہل دبا کے مرتدین سے فارغ ہو گئے تو عکرمہ اپنی فوج لے کر مہرہ کی سمت چلے۔ انہوں نے اہل عمان اور حوالی عمان سے بھی اس مہم کے لیے مدد لی۔ یہ اپنے ساتھ مقام سے چل کر مہرہ کے قریب پہنچے تو ناجیہ، ازد، عبدالقیس، راسب اور سعد تمیم کے بطون کی ایک بڑی جماعت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے آئی۔ یہ ان کے ساتھ ہو گئی تھی۔ اسی فوج کے ساتھ عکرمہ نے مہرہ کے علاقے پر یورش کی۔ ان کے مقابلے کے لیے مہریین کے وہاں دو گروہ تھے ایک گروہ مقام جیروت میں شخریت نامی ایک شخص شخریت کی سرکردگی میں موجود تھا۔ ان کی جمعیتیں اس تمام علاقے میں جیروت سے لے کر نضدون تک کے دونوں سمت کے صحرا میں پھیلی ہوئی تھیں اور دوسرا گروہ نجد میں بنو محارب کے ایک شخص مصبح کی سرکردگی میں آمادہ جنگ تھا اور اس کے ساتھ مہرہ کی جماعت کے مرد اس کے قبضے میں تھا اور سوائے شخریت اور اس کی جمعیت کے سب اسی کے ساتھ تھے مگر یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف اور رقیب تھے اور ہر ایک دوسرے کو اپنی اطاعت کی دعوت دیتا تھا نیز ان دونوں فریقوں میں ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ کامیابی کی عزت اسے حاصل ہو۔ شخریت کی اس باہمی عداوت اور رقابت سے اللہ نے مسلمانوں کی پشت کو قوی اور شخریت کی بات کو کمزور کر دیا۔

معرکہ نجد:

جب عکرمہ نے دیکھا کہ شخریت کے ساتھ بہت کم جماعت ہے انہوں نے اسے ارتداد سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور اس ابتدائی تحریک ہی پر شخریت نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اس واقعہ سے مصبح کے حوصلے پست ہو گئے۔ شخریت کے بعد اب عکرمہ نے مصبح کو لکھا اور اسے اسلام کی دعوت دی مگر اس نے اپنی کثرت تعداد سے مغرور ہو کر انکار کیا اور چونکہ اب شخریت مسلمانوں کے ساتھ ہو گیا تھا اس سے حسد کی وجہ سے مصبح کی دشمنی اسلام اور مسلمانوں سے اور بڑھ گئی۔ نجد میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا یہاں دبا سے بھی زیادہ شدید اور خونریز جنگ ہوئی مگر اللہ نے مرتدین کو شکست دی ان کا سردار مارا گیا اور بھاگے مسلمانوں نے ان پر چڑھ گئے اور انہوں نے کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ جس طرح چاہا ان کو قتل کیا اور جس قدر مال و متاع تھا اس پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا۔ مال غنیمت میں دو ہزار تیز رفتار اونٹنیاں بھی ہاتھ آئیں۔

مال غنیمت اور شخریت کی روانگی مدینہ:

عکرمہ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور پانچواں حصہ شخریت کے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا۔ باقی چار حصوں کو انہوں نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اس فتح اور کثرت سے مال غنیمت ملنے سے عکرمہ اور ان کی فوج کی مالی طاقت اور ساز و سامان بہت بڑھ گیا اور انہوں نے وہیں قیام کر کے اپنی خواہش کے مطابق تمام آس پاس علاقے کے باشندوں کو پھر اسلام میں داخل کر لیا۔ انہوں نے نجد، ریاضۃ الروضہ، ساحل، جزائر، مر، لبان، جیروت، ظہور الشحر، صبرات، ینعب اور ذات الخیم کے باشندوں کو توبہ کے بعد اسلام میں شریک کر لیا۔ اس کامیابی کی خوشخبری سے عکرمہ نے مخزوم کے بنو عابد کے سائب کے ذریعے ابوبکرؓ کو فتح کی بشارت دے کر بھیجا۔ پہلے یہ ابوبکرؓ کے پاس پہنچے ان کے بعد شخریت خمس لے کر مدینہ آئے

مرتدین یمن

یمن کے عاملین

عکرمہ اور قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت مکہ اور اس پر عتاب بن اسید اور طاہر بن ابی ہالہ عامل تھے ان کے علاقے کے حاکم تھے عتاب بنو کنانہ پر حاکم تھے اور طاہر بنو عک پر اور اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ عک کی امارت ان کے دادا معد بن عدنان کی اولاد کو دینا چاہیے۔ طائف اور اس کے علاقے پر عثمان بن ابی العاص اور مالک بن عوف حاکم مقرر تھے۔ عثمان شہری آبادی کے حاکم تھے اور مالک دیہاتی آبادی کے (جو زیادہ تر قبائل ہوازن سے تعلق رکھتی تھی) نجران اور اس کے علاقے پر عمرو بن حزم اور ابوسفیان بن حرب عامل تھے۔ عمرو بن حزم نماز کی امامت کرتے تھے اور ابوسفیان بن حرب مالی گذاری وصول کرتے تھے رمع اور زبید سے لے کر نجران کی حد تک کے علاقے پر خالد بن سعید بن العاص عامل تھے۔ تمام ہمدان پر عامر بن شہر عامل تھے صنعاء کے عامل فیروز دیلمی تھے اور داذویہ اور قیس بن المکشوح ان کے مددگار۔ یعلیٰ بن امیہ جند کے عامل تھے۔ مارب کے عامل ابوموسیٰ اشعری تھے عک کے ساتھ جو اشعری تھے ان کے عامل طاہر بن ابی ہالہ تھے۔ معاذ بن جبل ان تمام علاقوں کے معلم تھے۔ چنانچہ وہ ان تمام عاملوں کے علاقے کا دورہ کرتے تھے اور ان کو تعلیم دیا کرتے تھے۔

یمن کے عاملوں کے خلاف بغاوت

خود رسول اللہ ﷺ کی حیات ہی میں اسود نے ان عاملوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قاصدوں اور خطوط کے ذریعے اسود سے جہاد شروع کیا یہاں تک کہ اسود مارا گیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ایک رات قبل اس کے علاقے پر حسب سابق رسول اللہ ﷺ کا تسلط اور تصرف دوبارہ قائم ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس باغی کی بغاوت کا خاتمہ ہو چکا تھا مگر اب تک بگڑے ہوئے قبائلی ہی میں تھے اور وہ سب اس کے مقابلے کی تیاری کر رہے تھے مگر جب اسود اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ہوئی تو یمن اور دوسرے تمام علاقوں میں بھی عام بغاوت برپا ہو گئی اسے قتل قیس کے سوا نجران سے لے کر عدن تک کے علاقے میں لوگ مرتد ہو گئے رہے تھے اور انہوں نے بے قاعدہ جنگ سے بچاؤ اور حملہ جاری رکھا تھا وہ کسی امر کے جواب کے لیے جاتے تھے اور ان لوگوں میں ان کے مقابلے جاتا تھا۔ عمرو بن معدیکرب اس زمانے میں سپہ سالار تھے اور معاویہ بن انس سکون کے متفرق لوگوں کے ساتھ حضرموت کے درمیان برگزیدہ تھا۔

عمرو بن حزم اور خالد بن سعید کی مراجعت مدینہ

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے عاملوں میں سے صرف عمرو بن حزم اور خالد بن سعید مدینہ واپس آئے باقی دوسرے عاملوں نے اپنے اپنے علاقے چھوڑ کر مسلمانوں کے یہاں پناہ لے لی تھی عمرو بن معدیکرب نے خالد بن سعید پر راستے میں حملہ کیا اور ان کی تلوار صمصامہ چھین لی البتہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد ان سے دوسرے قبائل کے ساتھ مدینہ آ گئے۔ جریر بن عبداللہ آئے [illegible] بجیلہ اور [illegible] مستقل رہنے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] اپنے قاصدوں اور

قریب رہنے والوں سے جہاد شروع کیا یہاں تک کہ اسامہ بن زید شام سے واپس آئے۔ اس کارروائی میں تین مہینے گزر گئے اس مدت میں البتہ صرف ذی حسی اور ذی القصہ کے باشندوں کے واقعات پیش آئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی ابرق:

34

اسامہ کی واپسی کے بعد سب سے پہلے خود ابوبکرؓ جہاد کے لیے برآمد ہوئے اور مدینہ سے ابرق آئے۔ ابوبکرؓ نے اب یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس قبیلے کو ہرا کر وہ شکست دیتے ان میں سے ان مسلمانوں کو جو مرتد نہیں ہوئے تھے حکم دیتے کہ وہ اپنے سے ملحق قبیلے کے مقابلے کے لیے ان کی مدد کریں چنانچہ اس طرح وہ مہاجرین انصار اور دوسرے غیر مرتد مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ ایک کے بعد دوسرے اس سے ملحق قبیلے سے لڑے اسی طرح انہوں نے اس پوری مہم کو کامیابی سے ختم کیا اور کسی مرتد سے مرتدین کے مقابلے میں مدد نہیں لی۔

اہل تہامہ کی سرکوبی:

سب سے پہلے عتاب بن اسید اور عثمان بن ابی العاص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ہمارے علاقے میں مرتدین نے مسلمانوں پر یورش کر دی ہے عتابؓ نے اس کے مقابلے میں یہ کارروائی کی کہ خالد بن اسید کو اہل تہامہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ یہاں مدلج کی ایک بڑی جماعت اور خزاعہ اور کنانہ کی متفرق ٹولیاں جو مدلج کے خاندان بنو شنوق کے جندب بن سلمی کی سرکردگی میں مرتد ہو کر مقابلے کے لیے جمع تھیں۔ عتابؓ کے علاقے میں صرف یہی ایک جماعت ان سے برسر پیکار تھی ابرق میں حریفوں کا مقابلہ ہوا اور خالد بن اسید نے ان کو شکست دے کر پراگندہ کر دیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس میں بھی بنو شنوق سب سے زیادہ مارے گئے اس واقعے کے بعد ان کی تعداد اس قدر کم ہو گئی کہ وہ بعد کے لیے ایک ناقابل التفات وحدت رہ گئے اس واقعے نے عتابؓ کے علاقے کو قطعی ارتداد سے پاک صاف کر دیا اور جندب بھاگ گیا۔

شنوءہ پر فوج کشی:

عثمان بن ابی العاص نے اہل طائف کی ایک فوج عثمان بن ربیعہ کی امارت میں شنوءہ روانہ کی جہاں ازد، بجیلہ اور خثعم کی جماعتیں حمیضہ بن النعمان کی سرکردگی میں مرتد ہو کر حکومت سے لڑنے کے لیے جمع تھیں۔ اس مقام پر حریفوں کا مقابلہ ہوا عثمانؓ نے ان سب جماعتوں کو ذلیل شکست دی وہ حمیضہ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگیں حمیضہ بھی کسی غیر معلوم علاقے میں بھاگ گیا۔

* * *

اخابث عک

قبیلۂ عک کی بغاوت و سرکوبی

رسول اللہ ﷺ کے بعد تہامہ میں سب سے پہلے عک اور اشعریوں نے حکومت سے بغاوت کی۔ اس کی تفصیل یہ ہوئی کہ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو ان کا ایک مختلف گروہ بغاوت کے لیے جمع ہوا۔ اشعری اور خثعم جو عک کے پڑوسی تھے وہ بھی ان کی جماعت سے آ ملے۔ انہوں نے سمندر کے ساحل پر مقام اعلاب میں اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔ ان کے یہ مجمع پہنچ گئے۔ ان کا کوئی سردار نہ تھا۔ طاہر بن ابی ہالہ نے اس اجتماع کی ابوبکر کو اطلاع دی اور وہ خود ان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنی روانگی کی بھی اطلاع دی۔ انہوں نے ابوبکر کو لکھا۔ ان کے ساتھ مسروق العکی بھی تھے انہوں نے اعلاب میں ان باغیوں کا مقابلہ کیا۔ شدید جنگ کے بعد اللہ نے باغیوں کو شکست دی۔ مسلمانوں نے ان کو بے دریغ قتل کیا۔ ان میں سے کوئی نہ بچا۔ ان تمام راستوں میں ان کی لاشوں سے تعفن کی بدبو پھیل گئی۔ اللہ نے ان باغیوں کو ہلاک کر کے مسلمانوں کو ایک بڑی فتح عطا فرمائی۔

قبیلۂ عک کے اخابث:

قبل اس کے کہ ابوبکر کے پاس طاہر کی فتح کی خبر پہنچے وہ خط پہنچا جو انہوں نے طاہر کے خط کے جواب میں ان کو لکھا۔ "مجھے تمہارا خط ملا جس میں تم نے اطلاع دی ہے کہ اخابث کے مقابلے پر جا رہے ہو اور مسروق اور ان کی قوم کو اپنی مدد کے لیے ساتھ لے جانے کی اطلاع دی ہے۔ تمہاری یہ رائے بالکل مناسب ہے۔ ان سے جنگ کرو اور باغیوں کو شکست دو۔ جنگ کے بعد تم ان کو سمجھا دو کہ تم میرے آئندہ حکم کے آنے تک اعلاب ہی میں رہو تا کہ ان فتنوں کے راستے سے فساد کرنے والوں کا استیصال ہو جائے۔

ابوبکر کے ان باغیوں کو اخابث کہنے کا یہ اثر ہوا کہ اب عک کی یہ جماعت اور دوسرے قبائل جو بغاوت میں ان کے شریک ہو گئے تھے اخابث کے نام سے موسوم ہو گئے۔ جہاں انہوں نے جنگ کی تھی وہ اخابث کے راستوں کے نام سے مشہور ہو گیا۔

لڑائی کے بعد ابوبکر کے حکم کے بموجب طاہر بن ابی ہالہ اور مسروق قبیلۂ عک کے ساتھ اعلاب میں مقیم رہے۔ اور یہ ابوبکر کے دوسرے حکم کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔

❖

اہل نجران کا واقعہ

اہل نجران کی تجدید معاہدہ کی درخواست:

جب اہل نجران کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی جن میں اس وقت بنو افعی کے جو بنو حارث سے قبل وہاں متوطن تھے چالیس ہزار جنگجو تھے انہوں نے تجدید معاہدہ کے لیے اپنا ایک وفد ابوبکرؓ کے پاس بھیجا۔ وفد ابوبکرؓ کے پاس آیا انہوں نے حسب ذیل فرمان ان کو لکھ دیا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ فرمان عبداللہ ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل نجران کے لیے لکھا جاتا ہے میں نے ان کو اپنی اور اپنی فوج کی طرف سے پناہ دی اور جو فرمان معاف رسول اللہ ﷺ نے ان سے کیا تھا میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور اس کی توثیق کرتا ہوں سوائے ان باتوں کے جن سے خود رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کے بارے میں رجوع کیا تھا وہ یہ کہ نہ صرف ان کے علاقے میں بلکہ تمام عرب میں دو مذہب کے پیرو سکونت پذیر نہیں رہ سکتے اس کے علاوہ ان کی جان، مذہب، اموال، حاشیہ نشین چاہے وہ اس وقت نجران میں ہوں یا جو باہر ہوں ان کے پادری، راہب اور گرجا جہاں ہوں۔ جو کچھ ہے سب اور تھوڑی یا زیادہ جس قدر ان کی املاک ہیں ان سب کو ان کے حق میں رہنے دیتے ہیں بشرطیکہ جو سرکاری لگان مقرر ہے وہ ادا کرتے رہیں اور جب وہ یہ واجبات دیں۔ یہ کہ نہ تو پھر ان کو خارج البلد کیا جائے نہ ان سے عشر لیا جائے نہ کسی پادری کو اس کے عہدے سے بدلا جائے اور نہ کسی راہب کو اس کی خانقاہ سے نکالا جائے جو کچھ اس تحریر میں لکھا گیا ہے اس کے ایفاء کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی ضمانت اور تمام مسلمانوں کی نگہبانی کی ضمانت دی جاتی ہے اس کے ساتھ اہل نجران کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ اور وفادار رہیں۔" مستورد ابن عمرو اور عمرو مولیٰ ابوبکرؓ نے اس تحریر پر اپنی شہادت ثبت کی۔

جریر بن عبداللہ کو جہاد کا حکم:

ابوبکرؓ نے جریر بن عبداللہ کو حکم دیا کہ تم اپنے قبیلہ میں واپس جاؤ اور جو ان کی قوم کے لوگوں کو جو اسلام پر ثابت قدم ہوں اعانت دین کی دعوت دو اور جو ان میں سے تندرست اور صاحب استطاعت ہوں ان کو جہاد کے لیے تیار کرو اور ان کے ساتھ مرتدوں سے جہاد کرو پہلے خثعم پر حملہ کرو کیونکہ وہ ذی الخلصہ کی حمایت کے لیے برآمد ہوئے ہیں ان سے لڑو تا آنکہ ان کو تباہ کر دو جو تمہارا مقابلہ کرے ان کا استیصال کر دو نجران کے قریب کا رخ کرنا اس سے فارغ ہو کر تم نجران جانا اور وہیں میرے دوسرے حکم کے آنے تک مقیم رہنا۔

جریر کی مراجعت نجران:

جریر اپنی خدمت پر روانہ ہوئے جو احکام ابوبکرؓ نے ان کو دیے تھے اس کی انہوں نے پوری تعمیل کی سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے کسی نے ان کا مقابلہ نہیں کیا اس جماعت نے مقابلہ کیا مگر وہ بری طرح قتل کر دیے گئے اور تب کے بعد بہت سے لوگ گرفتار کر لیے گئے ان تمام سے فارغ ہو کر وہ نجران پہنچ گئے اور یہاں ابوبکرؓ کے دوسرے حکم کے انتظار میں مقیم ہو گئے۔

جبری بھرتی کا حکم:

ابوبکر نے عثمان بن ابی العاص کو تحریر بھیجی کہ اہل طائف میں سے جہاد پر جانے کے لیے ایک جبری دستہ روانہ کریں ہر مخلاف سے ان کی استطاعت کے مطابق سپاہی لیے جائیں۔ اور ان پر اپنے ایک قابل اعتماد شخص کو امیر مقرر کریں۔ چنانچہ عثمان نے ہر محلے میں سے بیس بیس آدمی بھرتی کر کے ان پر اپنے بھائی کو امیر مقرر کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عتاب بن اسید کے نام فرمان:

ابوبکر نے عتاب بن اسید کو بھی تحریر کیا کہ وہ اپنے ماتحت علاقے سے پانچ سو سپاہی بھرتی کر کے ان پر اپنے کسی معتمد علیہ کو امیر مقرر کریں۔ عتاب نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس جماعت پر خالد بن اسید کو امیر مقرر کیا۔ جب عثمان اور عتاب کے امیر جہاد پر جانے کے لیے تیار ہو چکے، وہ اب ٹھہرے رہے تا آنکہ مہاجر بن ابی امیہ ان کے پاس آ گئے تو وہ جہاد کے لیے روانہ ہو گئے۔

* * *

اہل یمن کا دوسری مرتبہ ارتداد

قیس بن عبد یغوث کا ارتداد:

یمن کے لوگوں نے دوسری مرتبہ ارتداد کیا ان میں قیس بن عبد یغوث بن مکشوح تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اہل یمن کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع مل گئی تھی۔ یہ مرتد ہو کر فیروز داذویہ اور جشیش کے قتل کی کوشش کی۔ ابوبکرؓ نے مران کے رئیس عمیر ذو مران کے رئیس سعید ذو زود کلاع کے رئیس سمیفع ذوالکلاع، ظلیم کے رئیس حوشب ذو ظلیم اور ذی یناف کے رئیس شہر کو خط لکھے جس میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں اللہ کی اطاعت کو قائم رکھیں اور لوگوں کا انتظام کرتے رہیں اور یہ کہ میں تمہاری مدد کے لیے فوج بھی بھیجوں گا۔ ان سب سرداروں کے نام ان کے خط کا مضمون یہ تھا کہ تم ابناء کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرو مرتدین کو گھیر لو میں نے فیروز کو یمن کا والی مقرر کیا ہے تم ان کے حکم کی تعمیل کرو اور ان کا ساتھ دو۔

ذی الکلاع کو ورغلانے کی کوشش:

عروہ بن غزیہ دثینی سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے فیروز کو یمن کا امیر مقرر کیا۔ حالانکہ اس سے قبل داذویہ جشیش اور قیس اس قصے سے الگ تھلگ تھے ابوبکرؓ نے یمن کے دوسرے علاقوں کو لکھا کہ وہ ارتداد کے فرو کرنے میں ان کی اعانت کریں۔ قیس کو جب اس کی اطلاع ہوئی اس نے ذی الکلاع اور اس کے ساتھیوں کو لکھا کہ اس وقت جماعت ابناء تمہارے علاقوں میں منتشر حالت میں ہے اور تم کو محکوم بنا رہے ہیں اگر اس وقت ان کو چھوڑ دیا جائے گا تو وہ ہمیشہ تمہارے سر پر سوار رہیں گے۔ میرے مناسب یہ سمجھا ہوں کہ ان کے سرداروں کو قتل کر دوں اور ان کو اپنے علاقے سے خارج البلد کر دوں مگر ذی الکلاع نے اس کی تجویز کو منظور نہیں کیا اور نہ اس نے ابناء کی جماعت کی مدد کی وہ قیس سے علیحدہ رہے تھے اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ اس معاملے میں ہمارے اغراض شریک نہیں ہیں ہم کوئی دخل نہیں دیں گے تم ان کے رقیب ہو وہ تمہارے ہیں تم آپس میں نمٹ لو۔

قیس اور ابناء کی جماعت

اس جواب پر اب خود قیس نے ابناء کے قتل کی ٹھان لی۔ ان کے سرداروں کے قتل اور ان کے اخراج کی سازش میں منہمک ہو گیا۔ اس نے اس مقصد کے لیے اسود کی شکست خوردہ فوج کی جماعت سے جو بیرونی کی طرح تمام علاقے میں بکھری تھی اور صرف انہیں کا مقابلہ کر رہی تھی سازباز کی اور لکھا کہ تم جلد سے جلد میرے پاس آجاؤ تاکہ ہم تم ایک غرض مشترک کے لیے کارروائی کریں اور وہ یہ کہ ابنا کو ملک سے باہر نکال دیں۔ اس جماعت کے سرداروں نے قیس کو لکھا کہ ہمیں تمہاری تجویز سے اتفاق ہے اور ہم بہت جلد اس غرض کے لیے تمہارے پاس آتے ہیں۔ چنانچہ اہل صنعاء کو ان کی پیش قدمی کی اطلاع نہ ہوئی کہ یکا یک وہ شہر کے پاس پہنچ گئے ہیں قیس بظاہر اس خبر سے وحشت اثر کو ظاہر کرتا ہوا فیروز اور داذویہ کے پاس آیا تاکہ ان کو اس کی آمد پر تعجب نہ ہو اور وہ اس سازش میں اس کو شریک نہ سمجھیں ان سے آ کر اور شہ سواروں کی روک تھام کے لیے مشورہ کرنے لگا دونوں بھی قیس کی نیک نیتی پر بھروسہ کر کے سوچنے لگے کہ اس قصے کو کیونکر ختم کر دیا جائے۔

سازش کا انکشاف

اب قیس نے ان سرداروں [illegible] حکومت یمن کی [illegible] کا خاتمہ [illegible] ہاتھ میں تھا [illegible] دادویہ [illegible] پھر فیروز کو اور پھر جشیش کو [illegible] قیس نے [illegible] ان کے [illegible] قیس نے ان کو [illegible] جب [illegible] ان کے پاس جانے کے لیے [illegible] ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے [illegible] دو عورتوں [illegible] فیروز نے [illegible] کی گفتگو [illegible] وہاں سے پلٹ [illegible] جشیش [illegible]

فیروز کا فرار

قیس [illegible] فیروز [illegible] اپنے گھوڑے [illegible] جشیش [illegible] خولان کی طرف چلے [illegible] فیروز کے ننھیالی رشتہ دار رہتے تھے۔ [illegible] تعاقب کرنے والے [illegible] پہلے پہاڑ [illegible] اس وقت دونوں [illegible] پہاڑ پر چڑھتے [illegible] ان کے پاؤں لہولہان ہو گئے [illegible] خولان نے [illegible] کے تعاقب میں [illegible] قیس کے پاس چلا آئے۔

قیس [illegible] صنعاء [illegible] اب بھی [illegible] ابوبکر [illegible] ان کے پاس آتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حالات صنعاء کی اطلاع

جب فیروز [illegible] کی حفاظت میں [illegible] ان کے پاس [illegible] انہوں نے [illegible] جان کی امان کے [illegible] کا مستحق سمجھتا ہوں۔

ابوبکر نے [illegible] کے سرداروں [illegible] لکھے تھے [illegible] قیس کے پاس آئے [illegible] تب [illegible] تھے۔

ابناء کی جلاوطنی

جب قیس نے [illegible] صنعاء [illegible] قیس نے ان [illegible] ان کے بیوی بچوں [illegible] فیروز [illegible] ان کے بیوی بچوں [illegible] اپنے [illegible] جماعت [illegible] خشکی کی راہ [illegible] سمندر کی راہ سے [illegible] کیے گئے۔

ابناء کی اعانت:

جب فیروز کو معلوم ہوا کہ عام لوگ ابن قیس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور ان سے ابناء کے اہل و عیال علیحدہ ہو جانے کے لیے پُرخطر راستوں سے خولان روانہ ہو گئے تو اس نے ان کے ماموں اور ان کی امداد کی [illegible] اور وہاں ان کو بہت کچھ تقویت ملی۔ انہوں نے اپنے شعروں میں اپنے ارادے اور [illegible] کو بیان کیا۔ [illegible] موجودہ حالات پر یہ نظم [illegible] کا اقتباس ہے۔

فیروز کی بنو عُقیل اور قبیلہ عک سے امداد کی درخواست:

اب فیروز نے تنہا قیس کے مقابلے کی ٹھان لی۔ انہوں نے بنو عُقیل بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ میں اپنے آپ کو آپ لوگوں کی پناہ میں دیتا ہوں اور آپ سے مدد مانگتا ہوں۔ آپ میری اس موجودہ مصیبت میں دستگیری کریں اور جو لوگ ابناء کے اہل و عیال کو جلاوطن کرنے کے لیے جا رہے ہیں ان سے ان کو رہائی دلائیں۔ پھر فیروز نے عک کے پاس بھی اسی درخواست کے ساتھ اپنا قاصد بھیجا۔ اس درخواست پر بنو عُقیل احلاف کے ایک شخص معاویہ کی قیادت میں روانہ ہوئے۔ انہوں نے قیس کے ان سواروں کو جو ابناء کے اہل و عیال کو لیے جا رہے تھے راستہ ہی میں روکا اور [illegible] انہوں نے ان کی گرفت سے ابناء کے اہل و عیال کو چھڑا لیا اور ان کے لے جانے والوں کو قتل کر دیا اور فیروز کے حوالہ کر دیا۔ فیروز نے ان کو دیہات میں مقیم رکھا۔ اسی طرح قبیلہ عک نے مسروق کی قیادت میں یورش کر کے ابناء کے اور اہل و عیال کو جلاوطن کرنے والوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور ان کو فیروز کے حوالہ کر دیا۔ ان کے واپس آنے تک وہ دیہات میں مقیم رہا۔

قیس کی شکست و فرار:

بنو عُقیل اور عک نے فیروز کی مدد کے لیے جو آدمی روانہ کیے تھے جب یہ امدادی جماعتیں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ان کے پاس پہنچیں تو ان سب نے مل کر قیس کے مقابلے کے لیے صنعاء کے سامنے دونوں میں شدید لڑائی ہوئی۔ فیروز نے قیس، اس کی قوم اور دوسرے ساتھیوں کو شکست دی اور وہ سب کے سب منتشر ہو کر پھر اسی مقام تک آ گئے جہاں وہ اسود [illegible] کے ساتھ اپنی [illegible] سے پہنچے تھے۔ [illegible] کے قتل کے بعد عمران اور [illegible] کر رہا تھا۔ یہ جماعتیں نجران اور صنعاء کے درمیان میں پھر رہی تھیں۔ [illegible] عمرو بن معدیکرب جو قیس کا حامی تھا۔ فروہ بن مسیک کے مقابل تھا۔

یوم الرزم:

فروہ بن مسیک کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے متعلق اس نے شعر بھی کہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو باتیں اس سے کہی تھیں ان میں یہ بھی کہا تھا کہ کیوں فروہ جنگ رزم میں جو تباہی تمہاری قوم کو برداشت کرنا پڑی اس سے تم خوش ہوئے یا رنجیدہ؟ فروہ نے کہا جس شخص کو اپنی قوم کی ایسی تباہی پہنچے جیسی میری قوم کو یوم الرزم میں [illegible] ہوتے دیکھے [illegible] اس سے [illegible] اور رنجیدہ ہو گا۔ یہ لڑائی فروہ کے قبیلے اور ہمدان کے درمیان یغوث نامی ایک بت کے متعلق ہوئی تھی جو ایک مدت ایک قبیلے کے پاس رہتا تھا اور دوسری مدت میں دوسرے قبیلے کے پاس پہنچ جاتا۔ جب قبیلہ مراد کی نوبت آئی انہوں نے چاہا کہ اسے ہمیشہ کے لیے اپنے یہاں رکھ لیں۔ اس پر ہمدان نے ان کو بالکل تباہ کر دیا۔ اس موقع پر اجدع ابو مسروق ان کا سردار تھا۔

فروہ کا بنو مراد پر تقرر:

اس جواب پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا خیر اس سے کیا ہوتا ہے۔ اسلام لانے سے تو ان کی عزت بڑھ گئی۔ فروہ نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ بات میرے لیے باعث خوشی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بنو مراد کے صدقات کا تحصیلدار مقرر کر دیا نیز ان لوگوں کا بھی جو بنو مراد کے یہاں فروکش ہوں یا ان کے علاقے میں مقیم ہوں ان کا تحصیلدار بنا دیا۔

عمرو بن معدی کرب کا ارتداد:

عمرو بن معدی کرب کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنی قوم سعد العشیرہ سے جدا ہو کر بنو زبید اور ان کے حلیفوں میں متوطن ہو گیا تھا اور انہی کے ساتھ یہ بھی اسلام لے آیا اور وہیں مقیم تھا جب عبسی مرتد ہوا اور قبیلہ مذحج کے اکثر افراد اس کے ساتھ ہو گئے تو فروہ چند ان لوگوں کے ساتھ جو اسلام پر بدستور قائم تھے اس شورش سے الگ تھلگ ہو گئے البتہ عمرو بھی دوسروں کے ساتھ مرتد ہو گیا۔ عبسی نے اسے اپنا نائب بنا کر پیچھے چھوڑا تا کہ وہ فروہ کے مقابل رہے۔ پھر وہ فروہ کے سامنے تھا مگر دونوں حریف ایک دوسرے کے قریب ہونے سے اپنے اس تعلق کی وجہ سے جو ان کو مذحج سے تھا بچتے رہتے تھے البتہ اشعار میں جنگ ہوتی رہتی تھی جس میں ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرتا رہتا تھا۔ اسی حالت میں اطلاع ملی کہ عکرمہؓ ابین آ گئے ہیں۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کی ابین میں آمد:

عکرمہ مہرہ سے چل کر یمن کے علاقے میں ابین پہنچے ان کے ساتھ ایک بڑی زبردست جمعیت تھی جس میں مہرہ کے بہت سے لوگ تھے نیز سعد بن زید، ازد ناجیہ، عبد القیس، بنو مالک بن کنانہ کے حدبان اور عنبر کے عمرو بن جندب تھے ساتھ ہی عکرمہ نے قبیلہ نخع کو ان کے جھگڑوں کو مٹا دینے کے بعد اکٹھا کیا اور پوچھا تمہارا طرز عمل اس شورش میں کیسا رہا۔ انہوں نے کہا ہم جاہلیت میں بھی ایک ایسے دین پر قائم تھے کہ یہ وہ حرکتیں جو عرب ایک دوسرے پر کیا کرتے تھے ہم تک نہیں پہنچ پاتی تھیں اب تو ہم ایسے دین پر قائم ہیں جس کی خوبی سے ہم خوب واقف ہو چکے ہیں اور جس کی محبت ہمارے قلوب میں جاگزیں ہو چکی ہے۔

قیس بن عبد یغوث اور عمرو بن معدی کرب میں کشیدگی:

عکرمہؓ نے جب اور لوگوں سے ان کے طرز عمل کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ان کا بیان سچ ہے ان کے عوام بدستور اسلام پر ثابت قدم رہے تھے البتہ ان کے خواص میں جو مرتد ہو گئے تھے وہ بھاگ گئے تھے اس طرح نخع اور حمیر کو انہوں نے ارتداد کے الزام سے بری قرار دیا اور اب وہ ان کو جمع کرنے کے لیے وہیں مقیم ہو گئے قیس بن عبد یغوث نے عمرو بن معدی کرب پر یہ الزام لگایا کہ تمہاری مخالفت سے عکرمہ یمن میں در آئے۔ اسی وجہ سے دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور انہوں نے اب ایک دوسرے پر طعن شروع کیا عمرو نے قیس پر یہ الزام لگایا کہ تم نے اسود کے ساتھ بدعہدی کی اور دوسروں کے آنے سے پہلے ہی اس کو قتل کر دیا اور فیروز کے مقابلے سے ڈر کر بھاگ گئے۔ ان سب باتوں اور الزامات کو اس نے اپنے شعروں میں بیان کیا۔ قیس نے بھی ترکی بہ ترکی اس کا جواب اسی انداز میں اپنے شعروں میں دے دیا۔

طاہر اور مسروق کو صنعاء جانے کا حکم:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طاہر بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ اور مسروق کو لکھا کہ تم صنعاء جاؤ اور ابناء کی مدد کرو یہ دونوں امیر اپنے اپنے مقام سے

جمع کر رکھا تھا۔ پیچھے سے ابوبکرؓ نے عبداللہ بن ثور بن اصغر کو بھیجا کہ عرب اور اہل تہامہ کے ان لوگوں کو جو تمہاری اطاعت قبول کریں جمع کر کے اپنی جگہ رہیں میرے حکم کے موصول ہونے تک جنگ کے لیے تیار رہنا تھا۔

عمرو بن معدی کرب اور خالدؓ بن سعید کی لڑائی:

عمرو بن معدی کرب کے پہلے مرتد ہونے کا واقعہ یہ ہوا کہ وہ خالد بن سعید کے ہمراہ تھا مگر ان کے خلاف ہو گیا اور ان سے جنگ کی۔ خالدؓ بن سعید اس کے مقابلے پر بڑھے اور دونوں آگے بڑھے دونوں میں مقابلہ ہوا۔ ایک نے دوسرے پر تلوار کا وار کیا تو خالدؓ نے اس کے کاندھے پر ضرب لگائی جس سے تلوار کا پرتلہ کٹ گیا اور زرہ کو کاٹتے ہوئے ضرب سرایت کر گئی۔ عمرو نے بھی ان پر وار کیا مگر جب خالدؓ بن سعید چاہتے تھے دوسرا وار کریں مگر عمرو گھوڑے سے اتر کر پہاڑ پر بھاگ کر چڑھ گیا۔ خالدؓ نے اس کے تمام سامان گھوڑے اور صمصامہ تلوار پر قبضہ کر لیا اور اس کے ساتھ عمرو بھی اب روپوش ہو گیا تھا۔ سعیدؓ بن العاص کی تمام املاک سعید بن العاص الاکبر کی موت کے بعد ملی تھیں اور جب یہ کوفے کے والی مقرر ہوئے عمرو بن معدی کرب سے اپنی تلوار کی واپسی طلب کی مگر انھوں نے اسے دینے سے انکار کیا بلکہ سعید خود عمرو کے مکان پر اس سے ملنے گئے اور یمن میں جو جو تلواریں تھیں وہ ساتھ لے گئے اور اس سے کہا ان میں تمہاری تلوار صمصامہ کون سی ہے؟ عمرو نے کہا یہ ہے۔ سعیدؓ نے تلوار اٹھا لی اور کہا کہ تم کو دے دی گئی، عمرو نے اسے اٹھا کر نیچے کی اور ہاتھ میں لی اور اس کی زین پر تلوار کا ہاتھ مارا وہ تلوار زین اور نمدے کو کاٹتی ہوئی گھوڑے کے جسم میں سرایت کر گئی۔ اس کے بعد عمرو نے اسے پھر سعیدؓ کو دے دیا اور کہا کہ اگر یہ میری ملک ہوتی اور آپ میرے گھر مجھ سے ملنے آئے ہوتے تو میں وہ تو آپ کو دے دیتا مگر اب جب کہ دوسرے کی ہے میں اسے نہیں دیتا۔

قیس اور عمرو بن معدی کرب کی گرفتاری:

مرتدین کی سرکوبی کے لیے سب سے آخر میں جو امیر ابوبکرؓ کے پاس سے گئے وہ مہاجر بن ابی امیہ تھے انہوں نے یمن کی راہ اختیار کی۔ جب مکہ آئے تو وہاں سے خالد بن اسید ان کے ساتھ ہو گئے جب طائف آئے تو یہاں سے عبدالرحمن بن ابی العاص ان کے ہمراہ ہو گئے۔ آگے بڑھے جریر بن عبداللہ حکم کے مطابق آ کر ان کے ساتھ ہو لیے جب مہاجر نجران میں فروہ کے پاس آئے تو فروہ ان کے ساتھ ہو گئے نجران پہنچے فروہ بن مسیک ان کے ساتھ ہو گئے اب عمرو بن معدی کرب نے قیس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ خود بغیر امان کے مہاجر کی خدمت میں حاضر ہوا مہاجرؓ نے اسے اور قیس دونوں کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ پھر ان کے متعلق ابوبکرؓ کو لکھا بلکہ خود ان دونوں کو ان کی خدمت میں بھیج دیا۔

مفرور باغیوں کی تلاش:

جب نجران سے مہاجرؓ مفرور اور روپوش باغیوں کی تلاش اور سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اور سواروں نے ان کو ہر طرف سے آ گھیرا انہوں نے امان کی درخواست کی مگر مہاجرؓ نے ان کی درخواست نامنظور کی اس پر ان کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک سے انہوں نے عجیب میں مقابلہ کیا اور سب کو ہلاک کر دیا۔ دوسری کو ان کے سواروں نے جو عبداللہ کی قیادت میں تھا طریق الاخابث میں جا لیا اور ان کا قلع قمع کر دیا۔ جو بھاگ نکلے تھے وہ جہاں ملے قتل کیے گئے۔

قیس بن عبد یغوث کو معافی:

قیس اور عمرو بن معدی کرب ابوبکرؓ کے پاس لائے گئے ابوبکرؓ نے قیس سے کہا اے قیس تم نے اللہ کے بندوں پر یورش کر کے ان کو قتل کیا ہے اور تم مومنین کو چھوڑ کر مشرکوں اور مرتدین کے جتھے میں شریک ہو گئے۔ ابوبکرؓ کا منشا تھا کہ اگر کوئی ایسا کھلا ہوا جرم مل جائے تو اسے قتل کر دیں مگر قیس نے دادویہ کے قتل کی سازش اور اس میں شرکت سے صاف انکار کر دیا اور یہ بات سچی بھی ہے کہ یہ حرکت بہت ہی خفیہ طور پر سر انجام دی گئی تھی قیس کے خلاف کوئی صاف شہادت دستیاب نہ ہوئی تھی اس وجہ سے ابوبکرؓ اس کے قتل سے باز رہے۔

عمرو بن معدی کرب کو رہائی:

عمرو بن معدی کرب سے انہوں نے کہا کیا تم کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ کل تم کو شکست ہوئی تم نے راہ فرار اختیار کی اور آج تم قید ہو کر یہاں لائے گئے اگر تم اسلام کی خدمت کرتے اللہ تم کو بڑی عزت دیتا۔ اتنا کہہ کر اسے بھی رہا کر دیا اور ان دونوں کو اجازت دے دی کہ اپنے گھر چلے جائیں عمرو نے کہا اب تو میں امیر المومنین کی نصیحت کو ضرور قبول کروں گا اور اب کبھی اپنے سابقہ کردار کا اعادہ نہیں کروں گا۔

مفرور مرتدوں کی سرکوبی:

مہاجر جیب سے چل کر صنعاء آئے انہوں نے حکم دیا کہ تمام مفروروں کی تلاش اور تعاقب کر کے سرکوبی کی جائے چنانچہ مسلمانوں نے جس پر قابو پایا انہوں نے ان سب کو بری طرح قتل کر دیا کسی سرکش کو معاف نہیں کیا گیا البتہ سرکشوں کے علاوہ جن لوگوں نے توبہ کی اور ان کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کے جرم کی نوعیت شدید نہیں ہے اور ان کی اصلاح کی بھی امید کی جا سکتی ہے ان کو معاف کیا گیا۔ صنعاء پہنچ کر مہاجرؓ نے اپنے صنعاء پہنچنے اور اشرار کی سرکوبی کی سرگذشت کی اطلاع ابوبکرؓ کو لکھ بھیجی۔

* * *

باب ۶

مرتدین حضرموت ۱۱ھ

زیاد بن لبید عامل حضرموت:

رسول اللہ ﷺ کا جب وصال ہوا تو حضرموت کے علاقوں پر آپ ﷺ کے عامل تھے حضرموت پر زیاد بن لبید تھے سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن محصن تھے اور کندہ کے عامل مہاجر مقرر کیے گئے تھے مگر وہ ابھی اپنی خدمت پر جانے نہ پائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اس لیے ابوبکرؓ نے اب ان کو حکم دیا کہ پہلے وہ یمن کے مرتدین سے جا کر لڑیں ان کا قلع قمع کرنے کے بعد اپنی خدمت کا جا کر جائزہ حاصل کریں۔

مہاجر بن امیہ کا امارت کندہ پر تقرر:

ام سلمہؓ اور مہاجر بن امیہ سے مروی ہے کہ مہاجرؓ غزوۂ تبوک سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر چلے آئے تھے جب رسول اللہ ﷺ اس غزوے سے واپس آئے تو آپ ان سے ناراض تھے اسی زمانے میں ایک روز ام سلمہؓ آپ ﷺ کا سر دھلا رہی تھیں انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس خدمت کا کیا نفع جب آپ میرے بھائی سے ناراض ہیں رسول اللہ ﷺ ان کی اس بات سے متاثر ہو گئے انہوں نے اپنے خادم کو اشارہ کیا وہ مہاجرؓ کو بلا لایا مہاجر مسلسل اپنا عذر بیان کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی خطا معاف فرما دی ان کے عذر کو قبول کر لیا اور ان کو کندہ کا عامل مقرر فرمایا مگر وہ بیمار ہو گئے اپنی خدمت پر جا نہ سکے اس لیے انہوں نے زیادؓ کو لکھا کہ آپ میری خدمت کو بھی انجام دیں اس کے بعد وہ شفایاب ہوئے اور ابوبکرؓ نے ان کے تقرر کو بحال رکھا اور حکم دیا کہ پہلے تم یمن جاؤ اور وہاں نجران سے لے کر یمن کے آخری حدود تک جو باغی ہیں ان کا استیصال کرو اور پھر اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لینا اس کے التوا کی وجہ سے زیاد اور عکاشہ نے اب تک کندہ کے مقابلے میں کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔

اہل کندہ کا ارتداد:

اسود عنسی کی تحریک کو قبول کرنے کی وجہ سے کندہ مرتد ہو گئے۔ یہی وجہ ہے رسول اللہ ﷺ نے ان کے چاروں رئیسوں پر لعنت بھیجی ارتداد سے پہلے یہ واقعہ ہوا تھا کہ جب وہ اور حضرموت کا سارا علاقہ اسلام لے آیا ان کے صدقات کے انتظام کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ حضرموت میں بعض لوگوں کا صدقہ کندہ میں جمع کیا جائے اور بعض اہل کندہ کا صدقہ حضرموت میں جمع ہو اسی طرح اہل حضرموت کے بعض کا صدقہ سکون میں جمع ہو اور بعض اہل سکون کا صدقہ حضرموت میں جمع ہوا کرے اس پر بنو ولیعہ کے بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اونٹ نہیں ہیں اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو آپ ان کو حکم دیں کہ وہ صدقے کا مال ہمارے پاس لے آیا کریں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا اگر ایسا کر سکتے ہو تو کرو ان لوگوں نے کہا ہم اس پر غور کریں گے۔ اگر بنو ولیعہ کے پاس جانور نہ ہوں گے تو ہم صدقے کا مال خود پہنچا دیا کریں گے۔

حضرمیوں کا صدقات پہنچانے سے انکار:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب صدقات کے وصول کرنے کا وقت آیا زیاد نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا وہ آئے

بنو ولیعہ نے حضرمیوں سے کہا کہ تم نے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا صدقات کو ادا کرتے رہے ہو یہ پہنچا دو۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے پاس یا ہمارے پاس جو موجود ہے اسے چرانے لے جاؤ اور صدقات لے لو۔ انہوں نے بنو ولیعہ کو برا بھلا کہا۔ انہوں نے زیادؓ کو برا بھلا کہا اور حضرمیوں کی جانب داری کا الزام لگایا۔ حضرمیوں نے تو صدقات پہنچانے سے انکار کر دیا اور کندہ اپنے مطالبے پر مصر رہے۔ یہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ اب ان کا طرز عمل مذبذب ہو گیا ایک قدم آگے بڑھاتے تھے اور دوسرا پیچھے ہٹاتے تھے۔ زیادؓ نے اس وقت تو مہاجرؓ کے انتظار میں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

مہاجر بن امیہ کی روانگی حضر موت:

جب مہاجرؓ صنعاء آ گئے اور یہاں سے انہوں نے ابوبکرؓ کو اپنی پوری کارروائی کی اطلاع لکھ بھیجی وہ ان کے دوسرے حکم کے آنے تک صنعاء میں مقیم ہو گئے۔ پھر ابوبکرؓ نے ان کو اور عکرمہؓ کو حکم بھیجا کہ وہ دونوں حضر موت جائیں۔ زیادؓ کو ان کی خدمت پر بحال رکھا جائے گا۔ مکہ اور یمن کے درمیانی علاقے کے جو لوگ تمہارے ساتھ ہیں ان کو اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت دے دو۔ البتہ جو خود اپنی خوشی سے جہاد میں شریک ہونا چاہے اسے ساتھ لے لینا۔ نیز زیادؓ کی مدد کے لیے عبیدہ بن سعد کو بھی بھیج دیا جائے۔ مہاجرؓ نے امیر المومنین کے حکم کی بجا آوری کی۔ وہ خود صنعاء سے اور عکرمہؓ ابین سے حضر موت روانہ ہوئے۔ مآرب پر دونوں ملے اور پھر وہاں سے صہید کی راہ ہو کر حضر موت میں وارد ہوئے۔ ایک نے اسود کے مقابل پڑاؤ کیا اور دوسرے نے وائل کے مقابل۔

عداء کی اونٹنی پر جھگڑا:

جب کندی زیاد سے خفا ہو کر چلے گئے اور انہوں نے اپنی بات پر اصرار کیا اور حضرمیوں نے بھی بات پر غور کیا تو بنی معاویہ کے صدقات کی وصولی خود زیاد نے اپنے ذمے لی۔ وہ ان کے پاس جو ریاض میں جمع تھے آئے۔ سب سے پہلے ان کا ایک لڑکا شیطان بن حجر ملا۔ زیاد نے اس کے گلے سے صدقہ حاصل کیا۔ اس میں کی ایک جوان اونٹنی جس کے اب تک بچہ نہیں ہوا تھا ان کو پسند آئی۔ انہوں نے آگ گرم کرائی اور اس پر زکوٰۃ کا نشان داغ دیا۔ یہ اونٹنی شیطان کے بھائی عداء بن حجر کی تھی۔ اس پر صدقہ واجب نہ تھا اور خود اس کے بھائی کو اسے صدقہ کرتے وقت شبہ ہوا تھا کہ بھائی نے یہ خیال کر کے کہ یہ دوسری ہے اسے حوالے کر دیا۔ عداء نے کہا یہ تو میری اونٹنی شذرہ ہے اور یہی اس کا نام ہے۔ اس آواز پر شیطان نے کہا میرا بھائی سچ کہتا ہے یہ اسی کی اونٹنی ہے میں نے شذرہ کو صدقے میں نہیں دیا۔ میں سمجھا تھا کہ یہ کوئی دوسری اونٹنی ہے تو آپ اسے چھوڑ دیجئے اور اس کے عوض میں دوسری لے لیجئے یہ میری ملک نہیں ہے۔ زیاد نے خیال کیا کہ یہ لڑکا مجھ سے بہانہ بنا رہا ہے نیز انہوں نے اس سے یہ سمجھا کہ یہ اسلام سے برگشتہ ہو کر کافر ہو گیا ہے اس بات سے ایک فتنہ برپا ہو گیا اور دونوں کو غصہ آ گیا۔ زیاد نے کہا چونکہ اب اس پر زکوٰۃ کا نشان داغ دیا گیا ہے لہٰذا اب یہ کسی طرح تم کو واپس نہیں مل سکتی یہ اللہ کے حق میں وصول کی گئی ہے اس کی واپسی کی کوئی صورت [illegible] کہیں یہ تمہارے لیے اسی طرح نحوست کا باعث نہ ہو جیسے بسوس کی اونٹنی اپنے قبیلے والوں کے لیے باعث نحوست ہوئی۔ اس پر عداء نے ریاض میں جو آل حجر تھے ان کو اپنی حمایت اور مدد کے لیے پکارا اور کہا کہ تمہاری موجودگی میں مجھ پر یہ ظلم اور زبردستی ہو رہی ہے۔ وہ فوراً [illegible]

گھر میں ایسا ظلم کیا جا رہا ہے اے ابوالسمیط میری مدد کرو۔

ابو السمیط حارثہ کی مداخلت:

اس آواز پر ابو السمیط حارثہ بن سراقہ بن معدی کرب اپنے گھر سے نکل کر زیاد بن لبید کے پاس آیا جو کھڑے ہوئے تھے اس نے زیاد سے کہا کہ آپ اس شخص کی اونٹنی چھوڑ دیں اور اس کے عوض میں جوان اونٹ لے لیں۔ اس میں کوئی بری بات معلوم نہیں ہوتی جب کہ اونٹ کے عوض میں اونٹ دیا جائے۔ مگر زیاد نے نہ مانا اور کہا کہ اب یہ نہیں ہو سکتا۔ ابو السمیط نے کہا اگر تم یہودی ہو تو بے شک یہ نہیں ہو سکتا مگر اب تو ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد اس نے اونٹنی کی طرف پلٹ کر اس کی ڈوری کاٹ ڈالی اور اس کے پہلو پر ضرب لگائی جس سے وہ بدک کر دوڑتی ہوئی ابو السمیط اسے بچانے کے لیے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ زیاد نے حضرموت اور سکون کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو۔ انہوں نے ابو السمیط کو جھٹکا دے کر پٹک دیا اور اس کی اور اس کے ساتھیوں کی مشکیں باندھ دیں اور بطور یرغمال ان کو نظر بند کر لیا۔ اور اس اونٹنی کو پھر پکڑ کر حسب سابق اس کے گلے میں ڈوری باندھ دی۔

اہل ریاض کی جنگ کی تیاری:

اب اہل ریاض نے ایک شور و غوغا برپا کیا انہوں نے ایک دوسرے کو مدد کے لیے پکارا، بنو معاویہ حارثہ کی مدد کے لیے آمادہ ہوئے اور اب انہوں نے اپنے اصلی مسلک کا اظہار کر دیا۔ اسی طرح سکون اور حضرموت زیاد رضی اللہ عنہ کی حمایت پر کمربستہ ہو گئے۔ دونوں حریفوں کے دو زبردست لشکر ایک دوسرے کے مقابل آ پہنچے مگر بنو معاویہ نے اپنے ان ہم قوم لوگوں کی وجہ سے جو زیاد کے پاس قید تھے جنگ کی ابتدا نہ کی اور نہ زیاد رضی اللہ عنہ کی فوج کو ان کے خلاف کسی کارروائی کے شروع کرنے کا موقع ملا۔ اس حالت تعطل کو مٹانے کے لیے زیاد نے اپنے دشمنوں سے کہلا بھیجا کہ ہتھیار رکھ دو ورنہ جنگ کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ ہم ہرگز اس وقت تک ہتھیار نہیں رکھیں گے جب تک کہ تم ہمارے آدمیوں کو رہا نہ کر دو۔ اس کا جواب زیاد نے یہ دیا کہ ان قیدیوں کو ہرگز رہا نہیں کیا جائے گا جب تک کہ تم منتشر نہ ہو جاؤ اور تم نہایت ہی ادنیٰ درجے کے ذلیل اور خبیث لوگ ہو تم حضرموت کے باشندے اور سکون کے ہمسایہ ہو تمہارے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں تھا کہ تم حضرموت کے علاقے میں اور اپنے سرداروں کے سامنے یہ متمردانہ روش اختیار کرتے۔

زیاد کا اہل ریاض پر حملہ:

سکون نے زیاد سے کہا کہ یہ لوگ یوں تو باز آنے والے نہیں تم خود ان پر پیش قدمی کر کے حملہ کر دو چنانچہ ایک رات زیاد نے خود ان پر یورش کر کے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور وہ بدحواسی و پراگندگی میں ہر طرف بھاگ نکلے ان کے فرار کے بعد زیاد نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ اپنے اصلی مستقر میں واپس چلے آئے۔

اہل ریاض کی یورش:

جب یہ قیدی رہا ہو کر اپنے لوگوں میں آ گئے انہوں نے حکومت سے لڑنے کی ٹھان لی اور ایک دوسرے سے اس کے لیے عہد لیا اور انہوں نے کہا کہ اس علاقے کی صورت حال ہمارے اور ہمارے حریفوں کے لیے اس وقت تک خوش آیند نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس پر کسی ایک کا بلا شرکت غیرے تصرف نہ ہو۔ اب سب نے جمع ہو کر چھاؤنی ڈالی اور سب میں منادی کر دی کہ کوئی زکوٰۃ نہ دے

زیادؓ نے مزمت ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ یا خود زیاد ان پر بڑھے اور خود ہی انھوں نے حصین بن نمیر کو قاصد کی حیثیت سے ان سے گفتگو کرنے بھیجا۔ حصین نے ایک طرف اہل ریاض اور دوسری طرف زیاد سکون اور حضر موت کے درمیان متعدد بار آنے جانے کا نتیجہ یہ نکالا کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔ یہ اہل ریاض کی دوسری لڑائی تھی۔ اس کے بعد وہ چند روز خاموش رہے پھر عمرو بن معاویہ کے بیٹے اپنی مختلف ٹولیوں اور مخصوص علاقوں میں جا کر رہنے لگے تاکہ آرام پا سکیں چنانچہ جمد، مخوص، مشرح، ابضعہ اور ان کی بہن عمردہ ایک ایک ٹولی میں جا کر مقیم ہوئے یہ لوگ یعنی عمرو بن معاویہ کے بیٹے اس علاقے کے رؤسا تھے۔ اسی طرح حارث بن معاویہ کے بیٹے اپنی اپنی ٹولیوں میں جا کر خیمہ زن ہوئے۔ اشعث بن قیس اور سمط بن الاسود بھی ایک ایک ٹولی میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح تمام معدیکرب کی اولاد نے اس بات پر اتحاد و اتفاق کیا کہ زکوٰۃ نہ دی جائے اور سب اسلام سے مرتد ہو جائیں۔

شرحبیل بن السمط کی مخالفت:

البتہ شرحبیل بن السمط اور ان کے بیٹے نے بنو معاویہ کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ یقیناً شریف قوموں کے لیے ترکِ مذہب کرنا بہت برا ہے اگر وہ بے سمجھے تو یہ مذموم ہے کہ اگر ان کو اپنے مسلک کے متعلق شبہ بھی پیدا ہو جب بھی وہ بدنامی کے خوف سے اس مسلک کو ترک کر کے اس سے زیادہ مخالف مسلک کو اختیار کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں چہ جائیکہ ایک نہایت عمدہ مذہب اور حق کو چھوڑ کر باطل اور برے کی طرف رجوع کیا جائے۔ اے خدا! ہم دونوں اس معاملے میں اپنی قوم سے موافقت نہیں کرتے اور آج تک انھوں نے اس بارے میں اولین اقدام اور دوسرے موقع پر حکومت کے خلاف جو احتجاج کیا اس پر اظہار ندامت کرتے ہیں۔

شرحبیل بن السمط کا شب خون مارنے کا مشورہ:

اس کے بعد شرحبیل بن السمط اور ان کے بیٹے سمط دونوں زیادؓ بن لبید کے پاس چلے آئے اور ان کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ ابن صالح اور امرؤ القیس بن عابس بھی زیادؓ کے پاس آئے اور انھوں نے زیادؓ سے کہا کہ آپ دشمن پر شب خون مار دیں کیونکہ سکاسک، سکون اور حضر موت کے بعض لوگ اپنی جماعتوں سے بھاگے ہوئے اشخاص ان باغیوں کی جماعت میں جا کر مل گئے ہیں جو کہ جب ہم ان پر حملہ کریں تو ان کی وجہ سے خود ہماری جماعت میں پھوٹ پڑ جائے اگر آپ ہماری رائے پر عمل پیرا نہ ہوں گے تو ہمیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ اسی طرح اور ہماری جماعت کے لوگ دستے دستے ہمیں چھوڑ کر ان کی جماعت میں جا کر شامل ہو جائیں گے۔ انہی لوگوں کے ان میں مل جانے کی وجہ سے ہمارے دشمن کے حوصلے بڑھ گئے ہیں وہ میدان میں جو لڑائی کر رہا ہے اور امید باندھے ہے کہ ہماری جماعت کے اور لوگ بھی ہمارا ساتھ چھوڑ کر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔

زیادؓ بن لبید کا مرتدین پر شب خون:

زیادؓ نے کہا کہ اچھی بات ہے اسی مشورے پر عمل کیا جائے چنانچہ انھوں نے اپنی فوج کو جمع کر کے دشمن پر رات کے وقت ان کی ٹولیوں میں شب خون مارا اور دیکھا کہ وہ آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں ان میں مسلمانوں نے ان لوگوں کو جن کی لپیٹ سے وہ آئے تھے جا لیا۔ بنو عمرو بن معاویہ پر جو محجر کے آس پاس تھے پہلا چھاپہ مارا انھوں نے مشرح، مخوص، جمد، ابضعہ

اور ان میں جو مرتد ہو گئے تھے۔ اسی طرح اللہ کی لعنت ان پر بھی پڑی جو مسلمان ہو کر ان کے اور پھر سے مرتد ہو کر قتل یا جو بھاگ گئے وہ بھاگ گئے۔ اس واقعے سے مسلمانوں میں صلاح پیدا ہو گئی اور اس کے بعد پھر کبھی کوئی ان میں کا سر نہ اٹھا سکا۔ یا تو یہ ہیں دوسری قوموں کے ... تھے اور ایسے رہتے تھے ... اس کا سبب ان کی عادات میں سے ہے ... جب ان کے قریب آئے ... اشعث بن قیس ... حالت ... کے سے باقی جا رہی ہیں۔ اشعث نے ... ان کے ... ان کی اور ان مسلمانوں کے ہاتھ سے پھر بیاہ ... کی یورش کی۔

مہاجر بن ابی امیہ کی کندہ پر فوج کشی

مگر اب حضرموت کے مرتدوں کو یہ خیال ہوا کہ جب زیاد اور ان کی فوج وہیں رہتے ہیں تو ان کا خاتمہ ہو گا اور حارث بن معاویہ اور عمرو بن معاویہ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے انہوں نے ان دونوں قبیلوں اور اطراف کے قبائل سے کمک طلب کی اور تمام ممالک میں سے جو لوگ ان کے ہم مذہب تھے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس واقعے کی وجہ سے حضرموت کے اکثر قبائل خانہ جنگی میں گرفتار ہو گئے مگر زیاد کے ہمراہی ان کی اطاعت پر ثابت قدم رہے اور تعداد اپنی بات پر اڑے رہے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی تو زیاد اور دوسرے لوگوں نے مہاجر بن ابی امیہ کو خط لکھ کر اس واقعے سے مطلع کیا۔ مہاجر جنہیں یہ خط اس وقت ملا جب وہ صنعاء سے سعید کو چھوڑ کر صنعاء اور حضرموت کے درمیان راستہ طے کر رہے تھے انہوں نے عکرمہ کو لشکر پر اپنا نائب بنایا اور خود تیز رفتار لوگوں کو ساتھ لے کر جلدی محجر زیاد کے پاس پہنچے اور کندہ پر حملہ کر دیا۔ اشعث ان کا مقابلہ نہ کر سکا اور ان کی محجر پر حملہ آوری ہوئی۔ کندہ کو شکست ہوئی ان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور انہوں نے بھاگ کر نجیر میں پناہ لی۔ اس قلعے کو تعمیر و مرمت کر کے پہلے ہی مستحکم کر چکے تھے۔

کندی بستیوں پر مسلمانوں کی یورش

مہاجر نے یہ دیکھ کر نجیر کا محاصرہ کر لیا۔ اس قلعے میں کندہ کے ساتھ سکاسک، سکون اور حضرموت کے کچھ باغی افراد بھی تھے۔ نجیر کو تین راستے جاتے تھے ان میں سے ایک کو زیاد نے دوسرے کو مہاجر نے روک لیا۔ تیسرے سے دشمن کی آمد و رفت جاری تھی مگر جب عکرمہ لشکر لے کر آ گئے تو ان کو تیسرے راستے پر مقرر کر دیا۔ جب دشمن کے لیے تمام راستے مسدود ہو گئے تو مہاجر نے اپنے رسالے کو کندہ کی آبادیوں پر یورش کرنے اور ان کو پامال کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک دستے کے افسر یزید بن قنان تھے۔ انہوں نے بنو ہند سے لے کر محجر تک تمام بستیوں میں قتل کا بازار گرم کر دیا۔ اسی طرح مہاجر نے ساحل کی طرف خالد مخزومی اور ربیعہ حضرمی کو بھیجا۔ انہوں نے اہل محارہ اور دوسرے قبائل کو قتل کیا۔

مہاجر اور اہل کندہ کی جنگ

کندہ کو جو اس وقت قلعے میں محصور تھے اپنی بستیوں کی بربادی کی اطلاع ملی تو وہ کہنے لگے اس ذلت اور بے بسی کی زندگی سے موت بہتر ہے۔ اٹھو تم پیشانی کے بال کاٹ ڈالو اپنی جانیں خدا کے سپرد کر دو یہاں تک کہ خدا اپنے فضل سے تم کو کامیاب کرے یا تم قتل ہو جاؤ اور ... ان میں سے ... چنانچہ سب نے پیشانیوں کے بال کاٹ ڈالے اور ایک ایک نے ... دوسرے کی امداد کا ... صبح ... قلعے سے نکل کر میدان میں ... لشکر پر حملہ آور ہوئے

بچے۔ زیاد کی فوج میں [illegible] لاشوں سے نجیر کے دروازے کے اطراف پٹ گئے تھے [illegible] آدمی ان کے

شہزادے مارے گئے۔

عکرمہ مہاجر کی نجیر میں آمد

ایک قول یہ ہے کہ عکرمہ مہاجر کی امداد کے لیے اس وقت پہنچے جب مہاجر نجیر کا محاصرہ کر چکے تھے اس لیے دونوں بزرگوں نے اپنے رفقاء کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ [illegible] امداد کے لیے آئے ہیں اگرچہ یہ پہنچے تو ہیں جب فتح ہو گئی مناسب یہ ہے کہ مال غنیمت میں ان کو بھی شریک کر لیا جائے سب نے منظور کیا چنانچہ ان کو بھی حصہ دیا گیا۔ خمس اور قیدی مہاجر نے دربار خلافت روانہ کیے ایک شخص فتح کی بشارت دینے کے لیے روانہ ہوا جو قیدیوں اور مال غنیمت سے آگے نکل گیا یہ لوگ راستے میں جہاں سے گزرتے وہاں مسلمانوں کو [illegible] کی فتح کی خوشخبری اور تمام واقعات سناتے جاتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اہل کندہ کے متعلق فرمان

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کے ذریعے مہاجر کو لکھ بھیجا تھا کہ جب تم [illegible] اور تم کو اس وقت تک فتح نہ ہوئی ہو تو جب تمہیں دشمن پر فتح حاصل ہو اگر وہ [illegible] ہو گئے ہوں تو ان سے جنگ مت کرو [illegible] ان کے مردوں کو قید کر لینا [illegible] اگر [illegible] کے پہنچنے سے قبل مصالحت ہو چکی ہے تو جب یہ کہا جائے کہ وہ جلاوطن کر دیے جائیں [illegible] اس بغاوت اور [illegible] کے بعد میں یہ بات گوارا نہیں کر سکتا ہوں کہ ان کو ان کے مکانوں میں رہنے دیا جائے [illegible] اور ان کو معلوم ہو جائے کہ جو حرکت انہوں نے کی ہے وہ [illegible] ہے۔

اشعث کی طرف سے امان طلبی

ادھر جب نجیر کے محصورین نے دیکھا کہ مسلمانوں کی امداد برابر پہنچ رہی ہے اور وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے تو ان پر دہشت طاری ہو گئی اور ان کے سرداروں کو [illegible] انہوں نے یہ تیسری صورت اختیار کی کہ [illegible] صبر کریں اور ان کے آنے کے بعد جلاوطنی قبول کر کے [illegible] سب سے پہلے اشعث [illegible] سے امان کا طالب ہوا [illegible] اسماء بنت نعمان [illegible] کے نکاح میں تھی [illegible] انہوں نے اس کو [illegible] کے پاس بھیجا [illegible] عکرمہ اشعث کو لے کر مہاجر کے پاس آئے اور درخواست کی کہ ان کو اور ان کے خاندان کے دس افراد کو مع ان کے متعلقین کے [illegible] امان عطا کی جائے کہ یہ قلعہ کا دروازہ کھول دیں [illegible] مہاجر نے یہ درخواست قبول کی اور اشعث کو حکم دیا کہ وہ امان کا [illegible] اور ان کی [illegible] کرا لے

اشعث کی اطاعت

ایک روایت یہ ہے کہ اشعث نے [illegible] کے پاس حاضر ہو کر [illegible] اپنے متعلقین اور دوسرے [illegible] کے لیے امان

[illegible]

نجیر کے محصورین کا انجام:

[illegible]

[illegible]

اشعث کی گرفتاری:

[illegible]

[illegible]

اشعث کی جان بخشی کی درخواست:

حضرت ابوبکرؓ [illegible]

[illegible]

اشعث کی بیوی بچے

[illegible]

اشعث کی ام فروہ بنت ابی قحافہ سے شادی

[illegible]

عرب قیدیوں کی رہائی

[illegible]

اشعث نے کہا میں تو قسم سے بیزار کیا حیثیت سے معزول ہے؟ ابن خطیب نے کہا کہ وہ ابوبکرؓ کی خلافت میں ہے۔ اشعث نے کہا بہت اچھا اور چلا گیا۔

بنت نعمان بن جون

جب حضرت ابوبکرؓ کی بارگاہ سے ان علاقوں کا اجتماع ہو گیا اور آپ نے معذور فرما دیا کہ خارج سے کوئی ابوبکر کی طرف میں نہ تھا تو مہاجر نے اس عورت سے نکاح کے بارے میں غور کیا جس کا باپ نعمان بن جون تھا۔ اس عورت کا قصہ یہ ہے کہ اس کے باپ نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور اس کی خوبی یہ بتائی تھی کہ آج تک یہ بیمار نہیں ہوئی۔ پہلے تو آپ نے اس کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دے دی تھی مگر یہ بات سن کر فرمایا کہ اس کو لے جاؤ۔ ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی بھلائی ہوتی تو ضرور یہ بھی بیمار ہوتی۔

بنت نعمان کے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے:

مہاجرؓ نے عکرمہؓ سے پوچھا تم نے اس سے کب شادی کی تھی؟ عکرمہ نے کہا میرے پاس جب عدن میں آئی تھی تب سے سفر میں میرے ساتھ تھی پھر میں اس کو [illegible] میں لے آیا۔ بعض نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو رائے دی کہ اس کو چھوڑ دو یہ رخصت کے قابل نہیں ہے اور بعض نے کہا مت چھوڑو۔ مہاجر نے اس کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں لکھ کر استفسار کیا۔ آپ نے جواب میں یہ واقعہ لکھا کہ اس کا باپ نعمان بن جون اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا اور اس کو آپ کے لیے آراستہ کیا تو آپ نے فرمایا اسے پیش کرو۔ جب وہ لے کر آیا تو اس نے کہا اس میں مزید خوبی یہ ہے کہ آج تک اسے کسی قسم کا مرض نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی خیر ہوتی تو ضرور یہ بھی بیمار ہوتی چونکہ آپ نے اس عورت کو پسند نہیں کیا لہٰذا تم لوگ بھی اسے پسند نہ کرو اور چھوڑ دو۔

عرب قیدیوں کا زرِ فدیہ:

عمرؓ نے جب تمام قیدیوں کو زرِ فدیہ دے کر رہا کر دیا تو ان عورتوں میں سے جو قریش میں رہ گئیں ان کا نام یہ ہے۔ جحری بنت قیس جو سعید بن مالک کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا عمر پیدا ہوا اور صہبا بنت ربیعہ جو [illegible] کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا علی پیدا ہوا۔

امارت یمن پر مہاجر بن امیہ کا تقرر:

حضرت ابوبکرؓ نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم یمن اور حضرموت میں سے کسی ایک کی حکومت پسند کر لو تو انہوں نے یمن کو پسند کیا۔ اس طرح یمن پر دو امیر مقرر ہوئے فیروز اور مہاجر اور حضرموت پر دو امیر مقرر ہوئے عبیدہ [illegible] کندہ اور سکاسک پر اور زیاد بن لبید حضرموت پر۔ ان میں سے ہر ایک کے نام حضرت ابوبکرؓ نے یہ حکم نامہ بھیجا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ حکومت میں مصروف رہیں۔ [illegible] آپ سب اسی پر عمل کریں اور اسی کو دوسروں کے لیے مثال بنائیں [illegible] ان کو وہاں کی امارت [illegible] اور دشمن سے جہاد کرنے میں کسی موقع سے چوکنے نہ پائے۔

رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا:

مہاجرؓ کے سامنے دو گانے والی عورتوں کے مقدمات پیش ہوئے۔ ایک نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گالیوں کے اشعار گائے تھے مہاجرؓ نے اس کی سزا میں اس کا ایک ہاتھ قطع کرا دیا اور سامنے کے دو دانت تڑوا دیئے۔ حضرت ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے مہاجرؓ کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گالیوں کے اشعار گانے والی عورت کو جو سزا تم نے دی ہے مجھے اس کا حال معلوم ہوا۔ اگر مجھے پہلے علم ہوتا تو میں تمہیں اس کو قتل کرنے کا حکم دیتا۔ کیونکہ انبیاء کی حد اور لوگوں کی حدود کے مثل نہیں۔ چنانچہ اگر کسی مسلمان سے یہ گستاخی سرزد ہو تو وہ مرتد ہے اور ذمی اس کا ارتکاب کرے تو وہ باغی محارب ہے۔ اور جس عورت نے مسلمانوں کی ہجو میں اشعار گائے تھے اس کے متعلق امیر المومنین نے مہاجرؓ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور دو دانت توڑنے کی سزا دی ہے۔ اگر وہ عورت مدعی اسلام تھی تو اس کو تادیب اور تنبیہ کرنا کافی تھا نہ کہ اس کے اعضاء کاٹنا اور اگر ذمی تھی تو بخدا اس کے جس جرم سے تم نے اب تک درگزر کیا وہ اس سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔ اگر میں اس قسم کی باتوں پر تمہاری گرفت کروں تو ممکن ہے کوئی ناگوار صورت پیش آ جائے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ نرم طرز عمل اختیار کرو جس میں امن رہے کبھی کسی کو قطع اعضاء کی سزا نہ دو کیونکہ یہ گناہ ہے اور اس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے البتہ قصاص کی صورت میں اور بات ہے۔

۱۱ھ کے متفرق واقعات:

۱۱ھ میں مزید واقعات پیش آئے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ یمن سے واپس آئے اور حضرت ابوبکرؓ نے عمر فاروقؓ کو قاضی مقرر کیا جس منصب کو وہ ابوبکرؓ کی تمام خلافت میں انجام دیتے رہے۔ اس سال حج کے متعلق روایت یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے عتاب بن اسید کو امیر حج مقرر کیا تھا مگر دوسرا قول یہ ہے کہ عبدالرحمان بن عوف نے بحیثیت امیر کے خلیفہ وقت کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

* * *

باب ۷

فتوحات عراق ۱۲ھ

حضرت خالد بن ولیدؓ کو عراق جانے کا حکم:

خالد یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر ابھی اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اس میں داخل ہو جاؤ اور ہندی سرحد سے جو ابلہ کے نام سے مشہور ہے آغاز کرو اور شہنشاہان فارس اور وہاں کی دوسری اقوام کی تالیف قلوب کرو۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولیدؓ کو کوفے کی طرف جہاں کے حاکم مثنیٰ بن حارثہ تھے جانے کا حکم دیا اور وہ محرم ۱۲ھ میں بصرے سے ہوتے ہوئے جس کا رئیس قطبہ سدوسی تھا کوفے پہنچے۔

عمر واقدی کہتے ہیں کہ خالد کے اس سفر کے متعلق مختلف اقوال ہیں کوئی کہتا ہے کہ وہ یمامہ سے سیدھے عراق چلے گئے اور کوئی کہتا ہے کہ پہلے یمامہ سے مدینہ واپس آئے اور پھر کوفے کے راستے سے عراق کا سفر کر کے حیرہ پہنچے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا ابن صلوبا کو امان نامہ:

صالح بن کیسان کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولیدؓ کو عراق جانے کا حکم بھیجا۔ خالدؓ عراق روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر سواد کی بستیوں بانقیا، باروسما اور الیس میں اترے۔ یہاں کے باشندوں نے خالدؓ سے صلح کر لی۔ آپ سے یہ مصالحت ابن صلوبا نے کی تھی۔ یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے۔ خالدؓ نے ان لوگوں سے جزیہ قبول کر لیا اور حسب ذیل تحریر ان کو لکھ دی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

> "یہ وثیقہ خالد بن ولید کی طرف سے ابن صلوبا سوادی باشندہ ساحل فرات کے حق میں لکھا جاتا ہے چونکہ تم نے جزیہ دے کر جان بچائی ہے اس لیے تم کو خدا کی امان دی جاتی ہے تم نے جزیے کی یہ رقم ایک ہزار درہم اپنی طرف سے اور اپنے خراج دہندوں اور جزیرے والوں اور بانقیا، باروسما کے متعلقوں کی طرف سے ادا کی ہے۔ میں اس کو قبول کرتا ہوں میرے ساتھ کے تمام مسلمان اس فیصلے پر تم سے خوش ہیں اب آج سے تم کو اللہ کے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی حفاظت میں لیا جاتا ہے"۔

ہشام بن ولید نے اس عہد نامے پر بطور گواہی کے دستخط کیے۔

قبیصہ بن ایاس کی جزیے پر مصالحت

یہاں سے فارغ ہو کر خالدؓ اپنی افواج کو لیے ہوئے حیرہ پہنچے وہاں کے شرفا قبیصہ بن ایاس کی سرکردگی میں آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کے بعد قبیصہ کو حیرہ کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ خالدؓ نے اس کو اور اس کے رفقا کو مخاطب کر کے کہا۔ میں تم کو اللہ کی طرف اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں اگر تم اسلام قبول کرتے ہو تو تم مسلمانوں میں داخل ہو جاؤ گے نفع نقصان میں تم اور وہ برابر ہوں گے اسلام لانا نہیں چاہتے تو جزیہ دینا قبول کرو۔ اگر جزیہ سے بھی انکار ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں تمہارے سر پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو زندگی سے زیادہ موت کو پسند کرتی ہے۔ ہم تم سے جہاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ

خدا تیرے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ کرے۔

عراق کا پہلا جزیہ

پھر قبیصہ بن ایاس نے کہا کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہم اپنے مذہب پر قائم رہ کر جزیہ دینا قبول کرتے ہیں چنانچہ خالدؓ نے ان لوگوں سے نوے ہزار درہم پر مصالحت کرلی۔ یہ قرارداد اور بنی صلوبا کا جزیہ عراق کا سب سے پہلا جزیہ ہے۔

ہشام ابن الکلبی کی روایت یہ ہے کہ جس وقت خالدؓ یمامہ میں فارغ ہو گئے تھے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم اپنے یہاں سے عراق سے گزرتے ہوئے اپنے سفر کا آغاز کرو۔ چنانچہ خالدؓ یہاں سے عراق کی طرف روانہ ہوئے۔

مثنیٰ بن حارثہ:

ایک راوی کا یہ بیان ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پہنچے اور درخواست کی کہ مجھے میری قوم کا امیر مقرر کر دیجیے تو میں اپنے پڑوس کے اہل فارس سے جہاد کروں گا اور آپ کی طرف سے تنہا ان سے نمٹ لوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی یہ درخواست منظور کرلی۔ مثنیٰ بن حارثہ نے اپنے وطن پہنچ کر اپنی قوم کو جمع کر کے ایک فوج تیار کی اور ان کو لے کر وہ کبھی کسکر کے ایک سمت پر اور کبھی زیریں فرات پر حملے کرتے۔

مثنیٰ کو حضرت خالدؓ کی اطاعت کا حکم:

خالدؓ یمامہ میں تھے اس وقت مثنیٰ بن حارثہ خفان میں اپنی فوج کے ساتھ مقیم تھے خالدؓ نے ان کو اپنے پاس بلایا اور حضرت ابوبکرؓ کا خط بھی بھیج دیا جس میں آپ نے مثنیٰ کو حکم دیا تھا کہ وہ خالدؓ کی اطاعت کریں چنانچہ مثنیٰ فوراً خالدؓ سے جا ملے مگر ابو مخنف کا یہ خیال ہے کہ مثنیٰ کے ساتھ بنی عجل کا ایک شخص جہاد کے لیے نکلا تھا اس کا نام مذعور بن عدی تھا اور اس نے مثنیٰ کی بات پر جھگڑا کیا۔ دونوں نے ابوبکرؓ کو خط لکھ کر واقعات کی اطلاع دی۔ ابوبکرؓ نے مثنیٰ کو حکم دیا کہ وہ خالدؓ کے ساتھ شامل ہو جائیں اور مثنیٰ کو اپنے علاقے پر برقرار رکھا۔ اس کے بعد مذعور مصر چلے گئے جہاں انہوں نے بڑے منصب اور اعزازات حاصل کیے۔ ان کی نسل آج تک مصر میں مشہور ہے۔

جابان اور مثنیٰ کی لڑائی:

خالدؓ آگے بڑھے تو انہیں معلوم ہوا کہ جابان آپ کا عزم رکھتا ہے۔ آپ نے مثنیٰ بن حارثہ کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجا مثنیٰ نے اسے اور اس کے لشکر کو شکست دی۔ جابان کے بہت سے آدمی نہر کے کنارے مارے گئے اس لیے اس کی وجہ سے وہ نہر خون کی نہر کے نام سے مشہور ہوگئی۔ اس کے بعد الیس کے لوگوں نے حضرت خالدؓ سے صلح کرلی۔

خالدؓ جب حیرہ کے قریب آئے تو آزادبہ کی فوجیں مقابلے کے لیے نکلیں آزادبہ کسریٰ کی ابتدا سے حیرہ کا افسر تھا جو کسریٰ کے زمانہ سلطنت سے حیرہ پر مقرر تھا۔ مقابلہ ہوا۔ مثنیٰ نے بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا خدا نے دشمن کو شکست دی۔

حضرت خالدؓ اور عبدالمسیح کی گفتگو:

جب اہل حیرہ خالدؓ کے استقبال کے لیے نکلے ان کے ساتھ عبدالمسیح بن عمرو بن بقیلہ بھی تھے۔ خالدؓ نے جب

المسیح سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا اپنے باپ کی پشت سے۔ خالدؓ نے پوچھا کہ تم کہاں سے نکلے ہو؟ اس نے جواب دیا اپنی ماں کے پیٹ میں سے۔ خالدؓ نے فرمایا تم پر افسوس ہے یہ بتاؤ کہ تم کس چیز پر ہو؟ اس نے کہا زمین پر۔ تب خالدؓ نے کہا ارے میاں تم کس شے میں ہو؟ اس نے کہا اپنے کپڑوں میں ہوں۔ خالدؓ نے کہا تم عقل سے بھی کام لیتے ہو۔ عبدالمسیح نے کہا ہاں عقل سے بھی کام لیتا ہوں اور قید سے بھی۔ خالدؓ نے کہا میں تم سے سوال کر رہا ہوں۔ اس نے کہا اور میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ خالدؓ نے پوچھا تم صلح کے خواہاں ہو یا جنگ کے۔ اس نے کہا ہم صلح چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا تو پھر ان قلعوں سے تمہاری کیا منشاء ہے؟ اس نے کہا یہ قلعے ہم نے اس لیے بنائے ہیں کہ اگر کوئی بیوقوف آئے تو ہم اسے قید کر لیں اور کوئی سمجھ دار آئے تو وہ ان سے بچ کر چلا جائے۔

اہل حیرہ سے جزیہ پر مصالحت

خالدؓ نے اس کے بعد ان لوگوں سے کہا کہ میں تم کو خدائے واحد کی عبادت کی اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اگر یہ قبول ہے تو ہمارے اور تمہارے حقوق برابر ہیں۔ اگر اس سے انکار ہے تو جزیہ دو اور اگر یہ بھی نہیں۔ تو میں تمہارے پاس ایسی قوم لایا ہوں جو موت کو اتنا ہی محبوب رکھتی ہے جتنا کہ تم شراب نوشی کو۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے۔ خالدؓ نے ان سے ایک لاکھ نوے ہزار درہم پر صلح کر لی۔ یہ سب سے پہلا جزیہ تھا جو عراق سے مدینے کو روانہ کیا گیا۔ اس کے بعد خالدؓ بانقیا پہنچے وہاں بصبہری بن صلوبا نے آپ سے ایک ہزار درہم اور طیلسان بطور جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔ خالدؓ نے ان لوگوں کو ایک تحریر لکھ دی۔

اہل حیرہ سے خالدؓ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ یہ لوگ خالدؓ کے لیے جاسوسی کی خدمت انجام دیں گے جس کو انہوں نے قبول کیا۔

اہل مدائن کے نام حضرت خالد بن ولیدؓ کا خط:

شعبی کی روایت ہے کہ بنو بقیلہ نے مجھ کو وہ تحریر پڑھوائی ہے جو خالدؓ نے اہل مدائن کے نام لکھی تھی جو حسب ذیل ہے: "خالد بن ولید کی طرف سے سرداران فارس کے نام۔ سلام ہے ان پر جو ہدایت اختیار کرتے ہیں۔ اما بعد! شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہاری شوکت کا خاتمہ کر دیا۔ تمہارا ملک سلب کر لیا تمہارے مکر کو ناکام کر دیا۔ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھائے وہی مسلم ہے اس کے حقوق اور ہمارے حقوق برابر ہیں۔ اس خط کے پہنچتے ہی میرے پاس یرغمال بھیجو اور میری طرف سے اپنی حفاظت کی ذمہ داری کا اطمینان حاصل کر لو ورنہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں تمہارے مقابلے میں ایک ایسی قوم بھیجوں گا جو موت کی اسی طرح عاشق ہے جتنا کہ تم زندگی کے۔"

خالدؓ کا یہ خط پڑھ کر اہل فارس کو بے حد تعجب ہوا یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے۔

شعبی کی روایت:

شعبی کی دوسری روایت ہے کہ جب خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو فتح عنایت فرمائی ہے۔ اب عراق میں گھس جاؤ اور عیاض بن غنم کو جو اس وقت نباج اور حجاز کے درمیان کسی جگہ تھے یہ لکھا کہ تم وہاں سے روانہ ہو کر مصیخ پہنچو اور مصیخ سے شروع کر کے بالائے عراق سے عراق میں داخل ہو جاؤ اور بڑھتے جاؤ اس

کے بعد لوٹ جانے کی یہ وجہ تھی کہ ان کو واپسی کی اجازت دے دی گئی تھی تاکہ ساتھ مرتد شریک نہ ہو۔

جہاد میں مرتدین کی شمولیت کی مخالفت:

خالد اور عیاض کے پاس خلیفہ کا یہ حکم پہنچا۔ اس کی تعمیل میں انہوں نے لوگوں کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ یہ لوگ ان کے اطراف سے سب لوگ واپس ہو گئے اور خالد اور عیاض تنہا رہ گئے۔ انہوں نے ابوبکرؓ سے امداد طلب کی۔ آپ نے خالد کی امداد کے لیے قعقاع بن عمرو تمیمی کو روانہ کیا۔ لوگوں نے کہا آپ نے اس شخص کی مدد صرف ایک شخص سے کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جس فوج میں ایسا آدمی موجود ہو وہ کبھی شکست نہیں کھا سکتی۔ آپ نے عیاض بن غنم کی مدد کے لیے عبد بن عوف الحمیری کو بھیجا اور دونوں سرداروں کو لکھا کہ جو لوگ مرتدین سے لڑ چکے ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام پر ثابت قدم رہے ہیں انہیں جمع کرو۔ مرتدین میں سے کوئی شخص جہاد میں تمہارے ساتھ اس وقت تک شریک نہ ہو جب تک کہ میں اس کے متعلق حکم نہ دوں۔ اس لیے ان لڑائیوں میں کوئی مرتد شریک نہ ہوتا تھا۔

ابلہ میں اسلامی افواج کا اجتماع:

جب خالدؓ کے نام عراق کی امارت کا حکم پہنچا تو انہوں نے حرملہ، مثنیٰ، مذعور اور سلمیٰ کو لکھا کہ وہ آ کر ان سے ملیں اور ابلہ پہنچنے کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکرؓ نے خالد بن ولیدؓ کو لکھا تھا کہ عراق میں فرج الہند (ابلہ) کی طرف سے داخل ہوں اور اس وقت ابلہ کی حکومت کی باگ ڈور ہرمز کے ہاتھ میں تھی۔

خالدؓ نے یمامہ سے جب کوچ کیا تو ان کے ساتھ دس ہزار فوج تھی اور آٹھ ہزار آدمی جو ان چاروں سرداروں کے پاس پہلے سے تھے۔ جب وہ آ کر خالد سے مل گئے تو ان کے آدمی بھی مل گئے اور مثنیٰ، مذعور اور سلمیٰ اور حرملہ بھی آ گئے۔ اس طرح خالدؓ نے ہرمز کے مقابلے کے لیے اٹھارہ ہزار کا لشکر تیار کیا۔

حضرت ابوبکرؓ کا مدائن پر حملے کا حکم:

بعض راویوں کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے خالد بن ولیدؓ کو عراق کی لڑائی کا امیر بنا کر لکھا کہ تم زیریں جانب سے عراق میں داخل ہو اور عیاض بن غنمؓ کو امیر بناتے ہوئے لکھا کہ تم بالائی جانب سے عراق میں داخل ہو۔ اس کے بعد تم دونوں حیرہ کی طرف بڑھو۔ جو تم میں سے پہلے حیرہ پہنچ جائے وہ اپنے ساتھی کا امیر قرار پائے گا۔ پھر لکھا کہ جب تم دونوں حیرہ پہنچ جاؤ اور فارس کی چھاؤنیوں کا خاتمہ کر دو اور یہ اطمینان ہو جائے کہ مسلمانوں پر پیچھے سے کوئی مصیبت نہیں آ سکتی تو تم میں سے ایک مجاہدین کی امداد کے لیے محافظ دستے کی حیثیت سے حیرہ میں ٹھہرے اور دوسرا اپنے اور خدا کے دشمن اہل فارس پر اور ان کے دارالسلطنت اور ان کی عزت کے مرکز مدائن پر حملہ کرے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا ہرمز کے نام خط:

خالدؓ نے ہرمز کو جو اس وقت سرحدی افواج کا افسر اعلیٰ تھا قبل اس کے کہ وہ ابلہ روانہ ہوں، ہرمز کے مقابلے کے لیے یمامہ سے روانہ ہوتے ہوئے خط لکھا تھا:

"اما بعد! اسلام قبول کر لو، تم سلامت رہو گے یا اپنی اور اپنی قوم کے لیے ذمہ کی ضمانت حاصل کر لو اور جزیہ دینے کا

[illegible] کیونکہ میں تمہارے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہرمز کی پیش قدمی

جب خالد کا خط ہرمز کے پاس پہنچا تو اس نے شیریٰ بن کسریٰ اور اردشیر بن شیریٰ کو اس کی اطلاع دی اور اپنی فوجیں جمع کیں [illegible] ان میں سے ایک کا نام قباذ اور دوسرے کا نام انوشجان تھا۔

جنگ سلاسل

اس لڑائی میں [illegible] ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں سے جکڑ لیا تھا [illegible]

جب [illegible]

ایرانیوں کا پانی پر قبضہ

ایرانیوں نے اپنے [illegible]

پہنچتا اور پھر دونوں طرف کے آدمی دوڑ کر جانے لگتے تھے۔ اللہ نے ایک بادل بھیجا جس نے برس کر مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے پانی کے ذخیرے بھر دیے۔ مسلمانوں کو اس سے بڑی تقویت پہنچی۔ ان دنوں یہ مشہور تھا کہ ہرمز سے لوگوں میں مشہور ہو چکا تھا۔

حضرت خالدؓ اور ہرمز کا مقابلہ:

مطلع بن الہیثم کی روایت سے مذکورہ بالا بیان کی تائید ہوتی ہے مگر بعض راویوں کا بیان ہے کہ ہرمز نے پہلے چند لوگوں کو خالدؓ پر دھوکے سے حملہ کرنے کے لیے تیار کر کے بھیجا اس سازش کے بعد ہرمز میدان میں نکلا اس موقع پر کوئی ایک شخص اور کوئی دوسرا مقابل رہا۔ کہاں ہیں خالدؓ، ہرمز نے پکارا اور ان سے پا۔ طبری کا بیان ہے کہ خالدؓ گھوڑے سے نیچے اتر پڑے تو ہرمز بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور دونوں پیدل ہو کر مقابلہ کی دعوت دی۔ چنانچہ کچھ دیر تک دونوں کا مقابلہ ہوا۔ دونوں طرف سے وار ہوتے تھے خالدؓ نے ہرمز کو پکڑ لیا۔ ہرمز کے حامی پیچھے سے اصول جنگ کے خلاف خالدؓ پر حملہ کرنے لگے مگر خالدؓ نے اس کے باوجود ہرمز کا کام تمام کر دیا۔ قعقاعؓ نے ہرمز کے حامیوں پر حملہ کر دیا اور خالدؓ کے ساتھ مل کر ان سب کو مار ڈالا۔ ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ مسلمان رات تک ان کا تعاقب کرتے رہے۔ خالدؓ نے ان کی جماعت کو جمع کیا ان میں زنجیروں کے علاوہ بہت سا سامان بھی پایا گیا۔ ان کا وزن ایک ہزار رطل تھا۔ اسی لیے یہ لڑائی ذات السلاسل (زنجیروں والی) کے نام سے مشہور ہے۔ اس لڑائی میں قباذ اور انوشجان جان بچا کر بھاگ گئے تھے۔

خاندانی اعزاز کی ٹوپی:

شعبی کا بیان ہے کہ اہل فارس کی ٹوپیاں ان کے خاندانی اعزاز کے مطابق ہوتی تھیں۔ جو شخص اپنے خاندان میں جس درجہ کا ہوتا تھا جس کا اعزاز پورا ہو جاتا تو اس کی ٹوپی ایک لاکھ کی ہوتی تھی اور ہرمز ان اعزاز میں اعلیٰ درجہ حاصل کر چکا تھا اور اس کی ٹوپی بھی ایک لاکھ کی تھی اور جواہرات سے مرصع تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ ٹوپی خالدؓ کو عنایت فرمائی اور اہل فارس میں کمال شرف یہ سمجھا جاتا تھا کہ کوئی شخص ان کے چوٹی کے سات مشہور خاندانوں میں سے ہو۔

ایرانیوں کی شکست و فرار:

حنظلہ بن زیاد کی روایت ہے کہ جب دشمن کا تعاقب کرنے والی فوج بھی واپس آ گئی اور یہ معلوم ہوا کہ قباذ اور انوشجان بھاگ گئے ہیں تو خالدؓ نے اپنی فوجوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو کر بصرے میں اس مقام پر منزل کی جہاں اب جامع ہے۔ خالدؓ نے فتح کی خوشخبری بھیجی۔ مال غنیمت اور ایک ہاتھی مدینہ روانہ کر دیا اور سب طرف عراق میں فتح کا اعلان کر دیا۔

مدینہ میں ہاتھی کی نمائش:

جب زر بن کلیب مال غنیمت اور ہاتھی لے کر مدینہ پہنچے تو لوگوں کے دیکھنے کے لیے اس کو سارے شہر میں گشت کرایا گیا۔ بوڑھی بوڑھی عورتیں اس ہاتھی کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئیں اور کہنے لگیں کیا یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے وہ سمجھیں کہ یہ کوئی مصنوعی چیز ہے۔ اس ہاتھی کو ابوبکرؓ نے زر کے ساتھ خالدؓ کے پاس واپس بھیج دیا۔

مثنیٰ کا ایرانیوں کا تعاقب:

بصرے میں اس مقام پر پہنچ کر جہاں اب بڑا پل واقع ہے خالد بن ولید نے مثنیٰ بن حارثہ کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا اور معقل بن مقرن مزنی کو ابلہ بھیجا کہ وہاں پہنچ کر وہاں سے مال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر لیں چنانچہ معقل ابلہ پہنچے اور مال غنیمت اور قیدی جمع کر لیے۔

ابوجعفر کا بیان ہے کہ ابلہ کی فتح کا یہ قصہ تمام اہل سیر اور تاریخ کی کتب کی روایت کے خلاف ہے کیونکہ ابلہ کی فتح عمرؓ کے عہد میں ۱۴ھ میں عتبہ بن غزوان کے ہاتھ سے عمل میں آئی ہے ہم انشاء اللہ اس سنہ کے واقعات میں اس کے حالات اور اس کی فتح کا قصہ بیان کریں گے۔

عورت کے قلعہ کا محاصرہ:

مثنیٰ روانہ ہو کر عورت کے قصر پر پہنچے اور اس قلعے کے پاس آئے جس میں وہ عورت مقیم تھی۔ مثنیٰ نے اس جگہ معنیٰ بن حارثہ کو چھوڑا۔ انہوں نے اس عورت کو اس کے محل میں محصور کر لیا اور خود مثنیٰ نے آگے بڑھ کر اس کے شوہر کو گھیر لیا۔ اور اس سے اور اس کی فوج سے جبراً ہتھیار رکھوا لیے اور سب کو قتل کر دیا اور ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ جب اس کی اطلاع عورت کو ہوئی تو اس نے مثنیٰ سے صلح کر لی اور اسلام قبول کر لیا اس کے بعد مثنیٰ نے اس سے نکاح کر لیا۔

کاشتکاروں کی امان:

خالد اور ان کے تمام افسروں نے ان فتوحات کے دوران میں کاشتکار طبقے سے کوئی تعرض نہیں کیا کیونکہ ابوبکرؓ کی طرف سے ان کو ایسی ہی ہدایات کی گئی تھیں البتہ ان جنگجوؤں کی اولاد جو اہل عجم کی خدمات بھی انجام دیتے تھے گرفتار کر لیے۔ کاشتکاروں میں سے جو مقابلے پر نہیں آئے ان کو معاہدہ دے دیا اور ان کو ذمی بنا لیا گیا۔ جنگ ذات السلاسل اور ثنی میں سوار کو ایک ہزار درہم کا حصہ دیا گیا تھا اور پیدل کو اس کا ثلث۔

* * *

جنگ مذار

قارن کی مذار میں آمد

[illegible]

شکست خوردہ سپاہ کا مذار میں اجتماع

[illegible]

جنگ مذار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کاشغر والوں کی دعوت اسلام

[illegible]

* * *

جنگ ولجہ

اس کے بعد صفر ۱۲ھ میں ولجہ کا واقعہ پیش آیا (ولجہ کسکر کے قریب جنگل کا علاقہ ہے) جب خالدؓ ثنی کی لڑائی سے فراغت پا چکے اور اس کی اطلاع اردشیر کو پہنچی تو اس نے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اندرزغر کو بھیجا یہ شخص فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا۔

اندرزغر (اندرزگر) کی فوج کشی:

اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جب اردشیر کو قارن اور اہل مذار کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اندرزغر کو روانہ کیا۔ اندرزغر فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا اگرچہ یہ شخص مدائن میں پیدا ہوا اور نہ وہاں تربیت پائی مگر وہ بے مثل اہل فارس کا ہمسر تھا۔ اس کے پیچھے اردشیر نے بہمن جاذویہ کو ایک فوج دے کر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ اندرزغر کے ساتھ سے گزر کر جانا۔ اس سے قبل اندرزغر خراسان کی سرحدی چھاؤنی پر مقرر تھا۔ اندرزغر مدائن سے نکل کر کسکر آیا اور وہاں سے ولجہ کی طرف بڑھا۔ اس کے پیچھے بہمن جاذویہ چلا۔ اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور وسط سواد میں سے گزرا۔ اندرزغر کے ساتھ حیرہ اور کسکر کے درمیانی علاقے کے عرب اور دوسرے دیہاتی زمیندار مل گئے انہوں نے ولجہ میں اس کے پڑاؤ کے پہلو میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اندرزغر اپنی حسب خواہش اتنی فوجیں جمع ہو جانے سے بہت مسرور ہوا۔ اس نے خالدؓ کی طرف بڑھنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

حضرت خالدؓ کی ولجہ کی جانب پیش قدمی:

خالدؓ اس وقت ثنی میں مقیم تھے جب ان کو اندرزغر کی تیاریوں اور ولجہ میں آنے کی اطلاع ملی انہوں نے اپنی افواج کو روانگی کا حکم دے دیا۔ سوید بن مقرن کو اپنے پیچھے چھوڑا اور تاکید کی کہ حفیر سے نہ ہٹیں پھر ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کو زیریں دجلہ پر پیچھے چھوڑ دئیے تھے ان کو حکم دیا کہ دشمن سے ہوشیار رہیں اور غفلت اور فریب میں مبتلا نہ ہوں اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر ولجہ کی طرف پیش قدمی کی اور اندرزغر اس کے لشکر اور اس کی معاون جماعتوں کے مقابل آ کر اترے بڑے گھمسان کا رن پڑا یہ معرکہ ثنی کے معرکہ سے کہیں بڑھ کر تھا۔

جنگ ولجہ:

ابو عثمان راوی ہیں کہ اندرزغر سے خالدؓ کا مقابلہ ولجہ میں صفر کے مہینے میں ہوا تھا۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ دونوں فریق کے ہاتھوں سے صبر کا دامن چھوٹ گیا۔ خالدؓ اپنے کمین گاہ میں متعین دستوں کے آگے برآمد ہونے میں تاخیر محسوس کرنے لگے کیونکہ آپ نے اپنی فوج کے دونوں طرف کمین کے دستے مقرر کیے تھے جن میں ایک کے افسر بسر بن ابی رہم اور دوسرے کے افسر سعید بن مرۃ عجلی تھے آخر کار کمین کے دونوں دستے دونوں طرف سے دشمن پر حملہ آور ہوئے عجمیوں کی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں مگر خالدؓ نے سامنے سے اور کمین کے دستوں نے پیچھے سے ان کو ایسا گھیرا کہ ایک کو ایک کے قتل کی خبر نہ ہوئی۔ اندرزغر ہزیمت اٹھا کر بھاگا اور پیاس کی تکلیف سے مر گیا۔

فتح کے بعد حضرت خالدؓ کی تقریر

اس فتح کے بعد خالدؓ نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں مسلمانوں کو بلاد عجم کے فتح کرنے کی ترغیب دی اور کہا کہ عرب کے ملک میں کیا رکھا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہاں تو مٹی کے تودوں کی طرح کھانے کی چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں خدا کی قسم اگر جہاد اور خدا کے نام کی تبلیغ ہم پر فرض بھی نہ ہوتی بلکہ صرف طلب معاش کی ہم کو ضرورت ہوتی تب بھی میں تم کو مشورہ دیتا کہ ان شاداب علاقوں کے لیے لڑو اور ان کے مالک بن جاؤ اور بھوک اور قحط کا شکار ان کاہلوں کے لیے چھوڑ دو جو تمہاری جدوجہد میں شریک ہونے سے جی چراتے ہیں۔

کاشتکاروں سے حسن سلوک:

کاشتکاروں کے ساتھ خالدؓ نے وہی سلوک کیا جو ان کا اصول تھا ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا صرف جنگجو لوگوں کی اولاد اور ان کے مددگاروں کو گرفتار کیا اور تمام باشندگان ملک کو جزیہ دینے اور ذمی بن جانے کی دعوت دی جس کو ان لوگوں نے منظور کر لیا۔

بکر بن وائل کے نصرانیوں کا قتل:

شعبی بیان کرتے ہیں کہ ولجہ کی لڑائی میں خالدؓ نے ایک ایسے ایرانی کو مقابلے کے لیے دعوت دی تھی جو طاقت میں ایک ہزار آدمیوں کے برابر تھا اور جب خالدؓ اس کو قتل کر کے فارغ ہو گئے تو اس کے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور وہیں اپنا کھانا طلب کیا اس جنگ میں بکر بن وائل کے اور لوگوں کے علاوہ ایک لڑکا جابر بن بجیر کا اور ایک لڑکا عبد الاسود کا بھی قتل ہوا۔

* * *

جنگِ اُلّیس

عرب نصرانیوں کا ایرانیوں سے اتحاد

طبری میں حسب ذیل روایت ہے [illegible] عرب نصرانیوں [illegible] ایرانیوں کی امداد کی [illegible] قوم کے [illegible] ایرانیوں [illegible] سب [illegible] ان کا امیر [illegible] عجلی مقرر ہوا۔ بکر کے مسلمان [illegible] حارثہ [illegible] عرب نصرانیوں کے سخت ترین دشمن تھے۔

بہمن جاذویہ

اس وقت بہمن جاذویہ [illegible] تھا [illegible] کے لیے [illegible] بہمن [illegible] جابان کو [illegible] بھیجا اور وہاں [illegible]

جابان کی روانگی:

بہمن جاذویہ [illegible] جابان [illegible] جابان اُلّیس کی طرف روانہ ہوا [illegible] جابان [illegible]

عرب نصرانیوں کا اُلّیس میں اجتماع:

جابان اُلّیس [illegible] عرب [illegible] عجلی [illegible] ہوگئے۔

[illegible] جابان [illegible] جابان [illegible] تھے [illegible]

جابان کے مشورہ کی مخالفت:

اس موقع پر عجمیوں نے جابان سے پوچھا [illegible] جابان [illegible]

---

0 [illegible]

[illegible]

ایک ہی مجلس کا خاتمہ

[illegible] 36

کھانے میں زہر ملانے کا مشورہ

[illegible]

جنگِ الیس

[illegible]

خون کی نہر

[illegible]

[illegible] آپ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] [illegible]

[illegible]

ایرانیوں کی شکست و فرار

[illegible] اور خالد [illegible] کے پاس آ [illegible]

[illegible] تھے۔

سفید روٹیوں پر مسلمانوں کی حیرت:

[illegible] کے لیے [illegible] [illegible] انہوں نے کہا [illegible] [illegible] تھے۔

[illegible] روایت ہے کہ خیبر کی جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے [illegible] گوشت اور [illegible]

[illegible] کھایا تھا۔

[illegible] چپاتیاں:

[illegible] کے لیے [illegible]

[illegible]:

[illegible] انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں [illegible] [illegible] حضرت ابوبکر [illegible] [illegible] آپ نے ان سے پوچھا [illegible] انہوں نے [illegible] [illegible] آپ نے [illegible]

[illegible]

جنگ الیس میں ایرانی مقتولین کی تعداد

الیس کی جنگ میں دشمنوں کے [illegible] [illegible]

[illegible]

امغیشیا کی فتح

امغیشیا پر قبضہ:

امغیشیا کو خدا نے معرکے کے بغیر ہی جنگ کے بغیر ہی فتح کرا دیا تھا۔ ابو عثمان وغیرہ کا بیان ہے کہ جب خالد الیس کی فتح سے فارغ ہو گئے تو امغیشیا آئے مگر آپ کے آنے سے قبل ہی وہاں کے باشندے بستی چھوڑ کر بھاگ گئے اور سواد میں منتشر ہو گئے اس واقعہ سے عراق سواد کے علاقے میں شامل ہو گیا۔ خالد نے امغیشیا اور اس کے قرب و جوار کے تمام مکانات منہدم کرا دیئے۔ امغیشیا حیرہ کے برابر کا شہر تھا۔ فرات بادقلی اس کے پاس سے گزرتا تھا۔ الیس اس مقام کی فوجی چوکی تھی۔ یہاں سے مسلمانوں کو اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اس سے قبل کبھی کسی جگہ ہاتھ نہ آیا تھا۔ فرات العجلی کہتے ہیں کہ ذات السلاسل سے لے کر امغیشیا کے واقعے تک مسلمانوں کو اس قدر مال غنیمت کہیں حاصل نہیں ہوا تھا کہ امغیشیا میں حاصل ہوا۔ علاوہ ان انعامات کے جو کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کو عطا ہوئے۔ اس جنگ میں سوار کو پندرہ سو درہم حصہ دیا گیا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تعریف:

حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کو اس فتح کی خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا تھا "اے گروہ قریش! تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کیا اور اس کی کچھار میں گھس کر اس کو مغلوب کر دیا۔ عورتیں خالد جیسا بہادر پیدا نہیں کر سکتیں۔"

* * *

جنگِ مقر اور فراتِ بادقلی

آزاذبہ کی تیاری

حیرہ سے مروی ہے کہ آزاذبہ [illegible] ایک دوسرے کی ہمسری کرتے تھے۔ [illegible] امغیشیا کو تباہ کر دیا [illegible] فرات کا پانی روک دیا۔

معرکۂ مقر

جب خالد امغیشیا سے روانہ ہوئے [illegible] کشتیوں میں [illegible] کشتیاں [illegible] تمام پانی [illegible] اس وقت خالد [illegible] آزاذبہ کے بیٹے [illegible] فراتِ بادقلی [illegible] جاری ہو گیا۔

آزاذبہ کا فرار

[illegible] آزاذبہ کا [illegible] تھا۔

* * *

حیرہ کی فتح

حیرہ کا محاصرہ:

خورنق میں خالدؓ کے تمام ہمراہی فرات سے آ کر مل گئے تو آپ نے اپنے لشکر سے نکل کر نجف اور قصر ابیض کے درمیان اس جگہ جا کر پڑاؤ کیا جہاں آج کل [illegible] تھے خالدؓ نے اپنی فوج کے ایک دستے سے حیرہ کے محلات کا محاصرہ کر لیا اور ہر محل پر ایک ایک افسر متعین کر دیا کہ وہ ان کا محاصرہ کر کے ان سے جنگ کریں۔ چنانچہ ضرار بن ازور نے قصر ابیض کا محاصرہ کیا اس میں ایاس بن قبیصہ طائی تھا اور ضرار بن الخطاب نے قصر عدسیین کا محاصرہ کیا اس میں عدی بن عدی المقتول تھا اور ضرار بن مقرن المزنی نے جو اپنے دس بھائیوں میں سے ایک تھے قصر بنو مازن کا محاصرہ کیا اس میں ابن اکال تھا، مثنیٰ نے قصر بن بقیلہ کا محاصرہ کیا اس میں عمرو بن عبدالمسیح تھا۔ ان سرداروں نے ان سب لوگوں کو دعوت اسلام دی اور ایک روز کی مہلت دی مگر اہل حیرہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور اپنی بات پر اڑے رہے اس پر مسلمانوں نے ان سے جنگ شروع کر دی۔

اہل حیرہ کو ایک دن کی مہلت:

خالدؓ کے نائب کی روایت ہے کہ خالدؓ نے اپنے افسروں کو حکم دیا تھا کہ وہ دعوت اسلام سے آغاز کریں اگر وہ لوگ اسے قبول کر لیں تو قبول کر لو ورنہ ان کو ایک روز کی مہلت دو مگر ان کو یہ موقع نہ دو کہ وہ تمہیں نقصان پہنچانے کی تدبیریں نکال سکیں بلکہ ان سے لڑو اور مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں کمزوری نہ دکھاؤ۔

قصر ابیض پر حملہ:

ان افسروں میں پہلے شخص جنہوں نے ایک روز کی مہلت دے کر جنگ پر حملہ کیا ضرار بن ازور تھے جو قصر ابیض والوں سے لڑنے کے لیے متعین تھے جب صبح ہوئی اور انہوں نے اہل قصر کو اوپر سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو ان کو تین چیزوں میں سے کسی ایک کے قبول کرنے کی دعوت دی: اسلام، جزیہ اور مقابلہ۔ انہوں نے مقابلے کو اختیار کیا اور پکار کر کہنے لگے ہم تم سے لڑیں گے۔ ضرارؓ نے اپنے لوگوں سے کہا پیچھے ہٹ جاؤ تاکہ ان کی [illegible] تم تک نہ پہنچ سکیں پھر دیکھتے ہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں تھوڑی دیر میں قصر کی فصیل آدمیوں سے بھر گئی ان سب نے ہاتھوں میں ٹھیکریاں لی ہوئی تھیں وہ مسلمانوں پر پھینکنے لگے جس پر ضرارؓ نے کہا تم ان پر تیر برساؤ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر تیر برسائے جس سے تمام دیواریں ان پھینکنے والوں سے خالی ہو گئیں پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے پاس کے دشمنوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اسی طرح ہر ایک افسر نے اپنے اپنے دشمن کے ساتھ یہی سلوک کیا اور تمام جانب سے ان کا پیچھا کرنے لگے اور جب بہت آدمی مارے گئے تو تمام پادری اور راہب چلائے کہ اے محلات والو! تم ہی ہمارے قتل کا باعث ہو تب محلات والے چلاتے ہوئے کہنے لگے اے عرب ہم ان تین چیزوں میں سے ایک کو قبول کرتے ہیں ہمیں چھوڑ دو اور ہمارے قتل سے باز آ جاؤ اور ہم کو خالدؓ کے پاس پہنچا دو۔

حیرہ کے نمائندے:

اس لیے ایاس بن قبیصہ اور اس کا بھائی ضرار بن ازور کے پاس آئے اور عدی بن عدی اور زید بن عدی ضرار بن خطاب

کے پاس آئے۔ پھر عدی ابن عدی ابن عدی جو بنت ابن ... میں مارا گیا تھا اور بنی ... نے اس کا مرثیہ کہا تھا اور عمرو بن عبدالمسیح بن حیان بن بقیلہ کے پاس، اور ایاس بن قبیصہ مثنیٰ بن حارثہ کے پاس آئے تھے۔ ان افسروں نے ان لوگوں کو خالدؓ کے پاس روانہ کیا اور خود اپنے اپنے مورچوں پر جمے رہے۔

عمرو بن عبدالمسیح:

مغیرہ کا بیان ہے کہ صلح کی خواہش سب سے پہلے عمرو بن عبدالمسیح بن قیس بن حارث نے کی تھی جو حارث بقیلہ کے نام سے مشہور تھے۔ بقیلہ کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ وہ لوگوں کے سامنے دو سبز چادریں پہن کر آیا لوگوں نے کہا حارث تم تو بقیلہ خضراء (سبز ترکاری) معلوم ہوتے ہو۔ عمرو بن عبدالمسیح کے بعد اور لوگ بھی صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اسلامی فوج کے افسروں نے ان لوگوں کے وفد کو اپنے ایک معتمد علیہ شخص کی معیت میں خالدؓ کی خدمت میں بھیج دیا کہ آپ ان سے صلح کے معاملے میں گفتگو کریں۔

عدی کا وفد:

خالدؓ نے ہر اہل قصر کو الگ الگ باریاب کیا۔ سب سے پہلے آپ عدی کے وفد سے ملے اور ان سے کہا تم لوگ کون ہو؟ اگر تم عرب ہو تو عربوں سے کیوں عداوت رکھتے ہو؟ اور اگر عجمی ہو تو عدل و انصاف سے تمہیں کیوں دشمنی ہے۔ عدی نے جواب دیا کہ ہم عرب عاربہ ہیں اور دوسرے لوگ عرب مستعربہ (بنے ہوئے عرب) ہیں۔ خالدؓ نے کہا کہ اگر تمہارا قول درست ہے تو تم ہم سے کیوں لڑتے ہو اور ہماری حکومت کو کیوں ناپسند کرتے ہو؟ عدی نے کہا کہ ہمارے قول کی صحت کا ثبوت یہ ہے کہ ہم بجز عربی زبان کے اور کوئی زبان نہیں بولتے۔ خالدؓ نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔

عدی کے وفد کی جزیہ پر مصالحت۔

اس کے بعد خالدؓ نے کہا تین چیزوں میں سے تم ایک کو اختیار کر لو یا تو ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اس صورت میں ہمارے تمہارے حقوق ایک ہو جائیں گے پھر خواہ تم یہاں سے کہیں ہجرت کر جاؤ یا اپنے وطن میں مقیم رہو۔ یا جزیہ دینا قبول کر لو یا مقابلہ اور لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ خدا کی قسم میں تمہارے مقابلے کے لیے ایک ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کی اس سے زیادہ فریفتہ ہے جتنا کہ تم زندگی کے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو جزیہ ادا کریں گے۔ تب خالدؓ نے کہا کم بختو! تم پر افسوس ہے کفر گمراہی کا ایک میدان ہے احمق ترین عرب وہ ہے جو اس میدان میں بھٹکتا پھرتا ہے اس کو دو رہنما ملیں ایک عربی تو وہ اس کو چھوڑ دے اور دوسرا عجمی اور اس سے رہنمائی چاہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں تحائف:

ان لوگوں نے خالدؓ سے ایک لاکھ نوے ہزار پر مصالحت کر لی اور دوسرے وفود نے بھی ان کی تقلید کی اور خالدؓ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ خالدؓ نے ہذیل کاہلی کے ذریعے سے فتح کی خوشخبری اور وہ تحائف حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو جزیے میں محسوب کر کے قبول کر لیا اور خالدؓ کو لکھا کہ یہ تحائف اگر جزیے میں شامل ہیں تو خیر ورنہ تم ان کو جزیے میں شامل کر کے بقیہ رقم وصول کر کے اپنی فوج کی تقویت کے لیے کام میں لاؤ۔

عمرو بن عبدالمسیح کی ذہانت

بعض راویوں کا بیان ہے کہ یہ لوگ اپنے معاملات کے طے کرنے میں عمرو بن عبدالمسیح کو آگے رکھتے تھے۔ خالدؓ نے

اس سے پوچھا تمہاری عمر کیا ہے اس نے جواب دیا سینکڑوں سال۔ خالد نے پوچھا تم نے سب سے عجیب بات کیا دیکھی اس نے کہا میں نے دمشق سے حیرہ تک مسلسل آبادیاں دیکھیں اور یہ بھی دیکھا کہ ایک عورت حیرہ سے سفر کرتی اور روٹی کے سوا اس کو کوئی اور زاد راہ نہیں دیا جاتا۔ خالد مسکرائے اور فرمایا اے عمرو بڑھاپے سے تمہاری عقل نکالنے کے بجز اور کچھ فائدہ نہیں ہوا اس کے بعد آپ نے اہل حیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ بڑے خبیث دھوکہ باز اور مکار ہو کیا بات ہے کہ تم اپنے معاملات کو ایک ایسے شخص کے ذمہ لگاتے ہو جسے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آیا ہے عمرو نے تجاہل کرتے ہوئے چاہا کہ کوئی ایسی بات دکھائے جس سے ان کو اس کی عقل اور اس کے قول کی سچائی کا ثبوت مل جائے اس نے کہا اے امیر آپ کے حق کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ میں کہاں سے آیا ہوں آپ نے پوچھا اچھا کہاں سے آئے ہو اس نے کہا قریب کی جگہ گاؤں یا دور کی؟ آپ نے کہا جو تمہارا دل چاہے اس نے کہا اپنی ماں کے پیٹ سے آپ نے پوچھا کہاں جا رہے ہو اس نے کہا اپنے سامنے آپ نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ یہ مطلب؟ اس نے کہا آخرت آپ نے پوچھا تم آئے کہاں سے ہو اس نے کہا باپ کی پیٹھ سے آپ نے پوچھا تم کس چیز میں ہو اس نے کہا اپنے کپڑوں میں ہوں آپ نے پوچھا کیا تم عقل سے بھی کام لیتا ہے اس نے کہا ہاں عقل و گرفت بھی کرتا ہوں۔

اس کی یہ باتیں سن کر خالد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ واقعی یہ بڑا چالاک ہے اور اس سے ہم وطنی تو ان کو پہلے ہی جانتے تھے خالد رضی اللہ عنہ نے کہا زمین اس شخص کو قتل کرتی ہے جو اس سے ناواقف ہے اور وہ شخص زمین کو قتل کرتا ہے جو اس سے بخوبی واقف ہے اور عمرو اس سرزمین سے بخوبی واقف ہے اس پر عمرو نے کہا اے امیر چیونٹی اپنے گھر کے بل سے واقف ہوتی ہے نہ کہ اونٹ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زہر خورانی کا واقعہ:

ابن بقیلہ کے ساتھ ان کا خادم بھی تھا اس کی کمر میں ایک تھیلی لٹکی ہوئی تھی خالد نے وہ تھیلی لے لی اور اس میں جو کچھ تھا اس کو اپنی ہتھیلی پر الٹ کر پوچھا اے عمرو یہ کیا ہے اس نے کہا خدا کی قسم یہ وقت کا زہر ہے۔ آپ نے پوچھا یہ ساتھ لیے کیوں پھرتے ہو اس نے کہا مجھے اندیشہ تھا کہ شاید تم لوگ ہمارے ساتھ کوئی اور ہی برتاؤ کرو تو میں تو مرنے کے قریب ہوں مگر اپنی قوم اور اہل وطن کی تباہی کے مقابلے میں موت کو ترجیح دیتا ہوں خالد نے کہا کوئی شخص اپنی موت سے پہلے نہیں مرسکتا اور یہ کہہ کر آپ نے بسم اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ بہترین نام ہیں، زمین و آسمان کا رب ہے جس کے نام کی برکت سے کوئی بیماری ضرر نہیں پہنچا سکتی جو رحمن ہے اور رحیم ہے یہ پڑھ کر لوگ جھپٹے کہ آپ کو روکیں مگر آپ نے جلدی سے وہ زہر منہ میں ڈال لیا اور نگل گئے عمرو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور کہا اے عربو! بخدا تم جس چیز کو چاہو اس کے مالک بن سکتے ہو۔

عمرو جب حیرہ والوں کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ آج کی طرح کی مثال جیسی میں نے آج دیکھی ہے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی تھی۔

کرامہ بنت عبدالمسیح کی حوالگی کی شرط:

خالد نے صلح کی قرارداد کے لیے اہل حیرہ سے یہ شرط لگائی کہ کرامہ بنت عبدالمسیح شویل کے حوالے کر دی جائے یہ مطالبہ ان کو بہت ناگوار گزرا مگر کرامہ نے کہا تم گھبراؤ نہیں مجھے حوالے کر دو میں فدیہ دے کر آ جاؤں گی لوگ مان گئے۔

اہل حیرہ سے معاہدہ:

خالدؓ نے اہل حیرہ کو حسب ذیل معاہدہ لکھ کر دیا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ معاہدہ خالدؓ بن الولید نے عدی کے دونوں بیٹوں عدی اور عمرو سے اور عمرو بن عبدالمسیح سے اور ایاس بن قبیصہ سے اور حیری بن اکال سے کیا ہے یہ لوگ اہل حیرہ کے نقیب ہیں انہوں نے اہل حیرہ کو اس معاہدے کی تکمیل کے لیے مجاز کر دیا ہے اور وہ اس معاہدے پر رضامند ہیں۔ معاہدہ اس امر پر ہے کہ اہل حیرہ سے ان کے پادریوں اور راہبوں سے سالانہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم جزیہ وصول کیا جائے گا مگر غیر مستطیع تارک الدنیا راہب اس سے مستثنیٰ ہوں گے اس کے معاوضے میں ہم ان کے جان و مال کی حفاظت کریں گے اور جب تک ہم حفاظت نہ کریں جزیہ نہ لیا جائے گا اگر ان لوگوں نے اپنے کسی قول یا فعل سے اس کی خلاف ورزی کی تو یہ معاہدہ فسخ ہو جائے گا اور ہم ان کی حفاظت کی ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے۔"

مرقوم ماہ ربیع الاول ۱۲ھ

یہ تحریر اہل حیرہ کے حوالے کر دی گئی تھی مگر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اہل سواد مرتد ہو گئے تو ان لوگوں نے اس معاہدے کی توہین کی اور اسے چاک کر ڈالا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مرتد ہو گئے اس کے بعد ان لوگوں پر اہل فارس کا تسلط ہو گیا۔

حیرہ کی فتح:

جب مثنیٰ نے حیرہ کو دوبارہ فتح کیا تو ان لوگوں نے اسی معاہدے پر تصفیہ چاہا مگر مثنیٰ نے اس کو منظور نہیں کیا اور ایک دوسری شرط عائد کی اس کے بعد جب مثنیٰ بعض مقامات پر مغلوب ہو گئے تو ان لوگوں نے پھر وہی حرکت کی اور لوگوں کے ساتھ مرتد ہو گئے باغیوں کی اعانت اور مدد کی اور معاہدے کی توہین کی اور اس کو چاک کر دیا پھر جب اس کو سعد نے فتح کیا تو ان لوگوں نے پھر سے اسی معاہدہ پر تصفیہ چاہا۔ سعد نے کہا ان دونوں میں سے کوئی ایک معاہدہ پیش کرو مگر وہ لوگ پیش کرنے سے قاصر رہے اس لیے سعد نے ان پر خراج عائد کیا۔ وہاں کی مالی استطاعت کی تحقیقات کرنے کے بعد علاوہ موتیوں کے چار لاکھ کا خراج عائد کیا۔

جریر بن عبداللہ:

جریر بن عبداللہ ان لوگوں میں سے تھے جو خالد بن سعید بن العاص کے ہمراہ شام گئے تھے وہاں انہوں نے خالدؓ سے ابوبکرؓ کے پاس جانے اور ان سے اپنی قوم کے متعلق گفتگو کرنے کی اجازت چاہی تاکہ اپنی قوم کے افراد کو جو ادھر ادھر عرب میں منتشر اور غلام بنے ہوئے تھے آزاد کرا کے جمع کر لیں اور ان کے امیر بن جائیں۔ خالدؓ نے ان کو جانے کی اجازت دے دی۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ یاد دلایا اور اس کے متعلق شہادت پیش کی اور درخواست کی کہ وہ وعدہ پورا کیا جائے۔ ان کے اس سوال پر ابوبکرؓ بہت برہم ہوئے اور فرمایا تم ہماری مصروفیت اور حالت دیکھ رہے ہو کہ ہم اہل اسلام کی مدد کرنے میں مشغول ہیں جو روم و فارس جیسے دشمنوں سے مقابلہ کر رہے ہیں مگر تم چاہتے ہو کہ ہم ایسے کام میں لگ جائیں جو اس سے زیادہ خدا اور رسولؐ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے تم مجھے چھوڑو اور خالدؓ بن الولید کے پاس چلے جاؤ تاکہ میں دیکھوں خدا ان دونوں کو قبول کرتا۔ تمام روایت کرتا ہے چنانچہ جریر خالدؓ کے پاس چلے گئے اس وقت خالدؓ حیرہ میں تھے اس وجہ سے اس سے قبل

[illegible] عراق اور شام [illegible] کی جنگ میں [illegible] شریک ہوئے [illegible] تھا انہوں نے صلح کیا

کرامہ بنت عبدالمسیح

بعض علماء نے کہا ہے کہ جب کرامہ بنت عبدالمسیح شویل کے حوالے کی گئی تو اس کے معزز اہل خاندان نے اس پر تعجب کیا تو کرامہ نے کہا بات یہ ہے کہ شویل نے اس وقت کرامہ بنت عبدالمسیح کو طلب کیا تھا جب وہ جوانی [illegible] تھی وہ کہتے تھے جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو اہل حیرہ کا تذکرہ فرماتے سنا جو آپ کے سامنے پیش کئے گئے تھے اور آپ نے ان محلات کا بھی تذکرہ فرمایا [illegible] کتوں کے دانت [illegible] تو میں سمجھ گیا کہ [illegible] دکھایا گیا ہے کہ وہ فتح ہونے والے ہیں اس وجہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی درخواست کی تھی۔

کرامہ بنت عبدالمسیح کا زرِ فدیہ

شعبی روایت کرتے ہیں کہ شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو حیرہ کی فتح کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا تو میں نے آپ سے کرامہ کی درخواست کی تھی آپ نے فرمایا کہ جب یہ بزور فتح ہو گا تو وہ تمہاری ہے اور اس بات پر شویل نے شہادت بھی پیش کی چنانچہ خالدؓ نے اہل حیرہ سے اسی شرط پر صلح کی اور کرامہ شویل کو دے دی یہ بات کرامہ کے خاندان والوں پر بہت گراں گزری اور انہوں نے کہا [illegible] تو کرامہ نے کہا فکر نہ کرو [illegible] ہے تم صبر سے کام لو میں بوڑھی عورت ہوں اور اسی سال کی ہو چکی ہوں اس کے متعلق تمہیں کیا خوف ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص احمق ہے اس نے مجھے جوانی میں دیکھا ہوگا اور سمجھتا ہے کہ جوانی ہمیشہ قائم رہتی ہے چنانچہ ان لوگوں نے کرامہ کو خالدؓ کے پاس بھیج دیا اور خالدؓ نے اس کو شویل کے حوالے کر دیا۔ کرامہ نے شویل سے کہا کہ تم مجھ بڑھیا سے کیا کام لو گے اب تم مجھ سے فدیہ لے لو شویل نے کہا کہ جو رقم میں تجویز کروں گا وہی لوں گا کرامہ نے کہا ہاں تمہیں اختیار ہے جو چاہو مقرر کرو شویل نے کہا میں اپنی ماں کی اولاد نہیں ہوں اگر ہزار درہم سے کم لوں۔ کرامہ نے شویل کو دھوکہ دینے کے لیے ظاہر کیا کہ یہ تو بہت ہے اس کے بعد وہ ہزار درہم شویل کو دے دیئے اور اپنے گھر واپس چلی گئی۔

شویل کی ہزار سے اوپر عدد سے لاعلمی

لوگوں کو معلوم ہوا تو سب شویل کو برا بھلا کہنے لگے انہوں نے کہا میں سمجھتا تھا کہ ہزار سے زیادہ کوئی عدد نہیں ہے لوگوں نے کہا نہیں تم جا کر ان سے جھگڑو۔ شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا میری مراد انتہائی عدد تھی مگر لوگ کہتے ہیں کہ عدد ہزار سے زیادہ بھی ہیں خالدؓ نے کہا تم جو چاہتے تھے اللہ نے کچھ اور چاہا ہم ظاہر پر عمل کریں گے جو ظاہر ہے تم جو تمہاری نیت ہے وہ تم جانو تم صادق ہو یا کاذب ہم اس فیصلے میں اب کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی نماز فتح

حیرہ فتح ہو گیا تو خالدؓ نے نماز فتح پڑھی جس میں آٹھ رکعات ایک سلام سے پڑھیں جب ان سے فارغ ہو کر آئے تو کہا جنگ موتہ میں جب میں لڑ رہا تھا اس وقت میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں لیکن میں نے اہل فارس جیسی بہادر کوئی قوم نہیں دیکھی اور اہل فارس میں

بھی اہل الیس جیسی سخت جنگ کرنے والی ایک قوم بھی نہیں دیکھی، ایک روایت میں یہی بات ان الفاظ میں بیان کی جاتی ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی ٹوٹی تلوار

قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ میں حیرہ کے ساتھ خالد کے پاس موجود تھا جب ان کو یاد آیا کہ حضرت خالدؓ کے پاس جو بیٹھے اس وقت تھا ایک یمنی تلوار تھی، انہوں نے بتایا کہ جنگ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں جب میں اس سے تو بچ گیا جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں مگر یہ یمنی تلوار میرے ہاتھ میں رہ گئی، یہ تلوار اب تک ہاتھ میں ہے اور اس کا کوئی [illegible] نہیں ہے۔

صلوبا بن نسطونا کی مصالحت کی پیشکش:

بعض راویوں کا بیان ہے کہ جب اہل حیرہ کی جانب سے مصالحت ہو گئی، اس وقت صلوبا بن نسطونا جو قس ناطف کے پادری کا بیٹا تھا خالدؓ کے پاس ان کے لشکر میں حاضر ہوا اور آپ سے بانقیا اور باروسما کے قصبات کے متعلق مصالحت کر لی اور وہ ان دونوں قصبوں اور ان کی ان تمام اراضی کے لگان کا ذمہ دار ہو گیا جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع تھیں۔ اس نے اپنی ذات، اپنے خاندان اور اپنی قوم کی طرف سے دس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور کسریٰ کے حصے کے علاوہ اس رقم سے جو ادا ہوتی تھی یہ فی کس چار درہم کے حساب سے مقرر کیا گیا تھا اس معاہدے کی بابت حضرت خالدؓ نے تحریر لکھی اور اس پر محمد ہو گئے اور یہ تحریر کیا کہ اس کی قاصد نے بیعت کی تو اس کے بعد یہ معاہدہ ہو گیا۔

معاہدہ کی تحریر

اس معاہدے کی تحریر میں خالد کی تحریر کے جو معاہدہ حسب ذیل ہے: "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ معاہدہ خالد بن الولید کی طرف سے صلوبا بن نسطونا اور اس کی قوم کے لیے لکھا جاتا ہے میں تم سے جزیہ قبول کرتا ہوں اور اس کے معاوضے میں تمہاری دونوں بستیوں بانقیا اور باروسما کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں اس جزیہ کی رقم دس ہزار دینار ہے جو کسریٰ کی رقم کے علاوہ ہے یہ رقم ہر مستطیع اور غیر مستطیع سے ان کی حیثیت کے مطابق مال دار وصول کی جائے گی اور تم اپنی قوم کا نقیب مقرر کیا جاتا ہے جس کو تمہاری قوم قبول کرتی ہے میں اور میرے ساتھ کے سب مسلمان اس معاہدے پر متفق ہیں اور اسے قبول کرتے ہیں اسی طرح تمہاری قوم بھی رضا مند ہے اب تم ہماری ذمہ داری اور حفاظت میں داخل ہو اگر ہم تمہاری حفاظت کریں گے تو جزیہ لینے کے حق دار ہوں گے ورنہ نہیں" اس معاہدے پر ہشام بن الولید، قعقاع بن عمرو، جریر بن عبداللہ حمیری، حنظلہ بن ربیع نے گواہی کے دستخط کیے اور یہ ماہ صفر ۱۲ھ میں لکھا گیا۔

حیرہ کے نواحی زمیندار

مغیرہ کہتے ہیں کہ حیرہ کے اطراف کے زمیندار اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ اہل حیرہ خالدؓ کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں چنانچہ جب اہل حیرہ اور خالدؓ کے درمیان معاہدات طے پا گئے اور وہ خالدؓ کے مطیع ہو گئے تو سواد کے زمیندار بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان آنے والوں میں ایک تو زاد بن بہیش فرات بادقلی کا زمیندار تھا اور دوسرا صلوبا بن نسطونا بن بصبہری تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ صلوبا بن بصبہری تھا اور نسطونا تیسرا زمیندار تھا چنانچہ ان لوگوں نے خالدؓ سے فلالیج سے لے کر ہرمزجرد تک کے علاقے کے لیے بیس لاکھ درہم پر مصالحت کر لی اور یہ بات بھی روایت میں ہے کہ [illegible] ہزار درہم [illegible] آل کسریٰ کا تھا

[illegible]

[illegible] بن بجیر [illegible] سے معرکہ

خالد نے اپنے [illegible] ربیعہ بن بجیر [illegible] [illegible] ماہ [illegible] ۱۲ ھ [illegible]

جاسوس اور فوجی افسروں کا تقرر

[illegible]

حضرت خالد کا حج

[illegible]

تھا۔ [illegible] کہا گیا ہے کہ اس نے کہا [illegible] آپ نے کہا [illegible] ان الفاظ سے [illegible] کہا خدا سے امید ہے کہ [illegible] نے [illegible] کر دے گا [illegible] اسلام قبول [illegible] [illegible] [illegible] نے [illegible] تھا [illegible] نے [illegible] [illegible] تو خالد نے [illegible] خط لکھے [illegible] ان خطوط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ملوک فارس کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خالد بن الولید کی طرف سے ملوک فارس کے نام اما بعد۔ شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہارا نظام درہم برہم کر دیا جس نے تمہاری مکاری کا کام [illegible] جس نے تم میں اختلاف ڈال دیا ہے [illegible] اور [illegible] نہ کرتا تو [illegible] تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم ہماری حکومت قبول کر لو ہم تم کو اور تمہاری سرزمین کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے ورنہ تمہارا [illegible] ایسی قوم کے ہاتھوں مغلوب ہو گے جو موت کو اس سے زیادہ پسند کرتی ہے جتنا تم زندگی کو پسند کرتے ہو۔ دوسرا خط حسب ذیل تھا

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط بنام مرزبانان فارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خالد بن الولید کی طرف سے مرزبانان فارس کے نام اما بعد! تم اسلام قبول کرو تو سلامت رہو گے یا جزیہ ادا کرو [illegible] ورنہ یاد رکھو میں تم پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو موت کو اس طرح محبوب رکھتی ہے جیسا کہ تم شراب نوشی کو۔

خراج کی وصولی:

یہ خراج کا روپیہ ان دنوں میں خالد کے پاس [illegible] جمع ہو گیا تھا [illegible] لوگ جو اس خراج کے ضامن تھے وہ بازاروں کے چودھری خالد نے [illegible] بطور [illegible] مقرر کئے تھے [illegible] رقم [illegible] انہوں نے اپنی خوشی سے [illegible] [illegible]

اہل فارس میں اختلاف:

ان دنوں میں [illegible] اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا [illegible] خالد [illegible] کے متعلق سب متفق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اہل فارس کا [illegible] [illegible] [illegible] خالد سے [illegible] کے تحریری [illegible] باقی اہل [illegible] سے [illegible] تھے اور [illegible] تھے اور [illegible] [illegible] میں [illegible] تھے۔

اہل خراج کو وصولی کی رسید

اہل خراج سے جو رقم وصول کی گئی تھی انہوں نے سب کے لیے ایک تحریری رسید لکھوا دی جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ [illegible] ان لوگوں کے لیے رسید ہے جن کا [illegible] ہزار [illegible] خالد نے [illegible] جو [illegible] نے [illegible] وصول کر لی ہے [illegible] اور مسلمان تمہارے حقوق کی حفاظت کے لیے اس شخص سے جنگ کریں گے

جو ان کے خلاف جنگ کرے گا مگر یہ حفاظت اس وقت تک کی جائے گی جب تک کہ تم دیانتدار رہو گے اور معاہدے کے خلاف کوئی اقدام نہ کرو گے۔ اس عہد کی برقراری تمہارے ہاتھ ہے ہم وہی سلوک کریں گے جیسا کہ تمہارا طرز عمل ہو گا اس پر انھیں لوگوں نے دستخط کیے جن کے نام خالدؓ نے دیئے تھے جو حسب ذیل ہیں۔ ہشام، قعقاع، جابر بن طارق، جریر، بشیر، حنظلہ، ازداد، حجاج بن ذی الحلق، مالک بن زید۔

اہل حیرہ کے معاہدہ کی تحریر:

عبیدہ کی روایت یہ ہے کہ جب خالدؓ حیرہ سے روانہ ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کو یہ تحریر لکھ کر دی تھی۔

ہم نے جس جزیہ پر معاہدہ کیا ہے اس کی رقم خدا کے نیک بندے خالد رضی اللہ عنہ کو اور خدا کے نیک بندوں مسلمانوں کو اس صورت میں ادا کی ہے کہ یہ لوگ اور ان کا امیر ہم کو مسلمانوں کی اور دوسرے لوگوں کی ظلم و زیادتی سے بچائے گا۔

ایک دوسری روایت میں روانہ ہونے کے بجائے فارغ ہونے کے الفاظ ہیں اور باقی بیان اسی طرح ہے۔

ایران کے شاہی خاندان میں تباہی:

خالدؓ نے اپنے ان دونوں قاصدوں کو جن کا اس سے قبل ذکر آ چکا ہے یہ حکم دیا تھا کہ میرے پاس ان خطوں کا جواب لے کر آؤ۔ اس عرصے میں خالدؓ شام کو جانے سے قبل ایک سال تک حیرہ میں مقیم رہے اور ایران کے بالائی اور اطراف کے علاقوں میں دورے کرتے رہے اور اہل فارس نے بجز اس کے کہ معمولی مدافعت کی اور بادشاہ بناتے اور معزول کرتے رہے اور کچھ نہیں کیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ شیرویہ بن کسریٰ نے کسریٰ بن قباذ کے خاندان کے ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا شیرویہ اور اس کے بیٹے اردشیر کے بعد اہل فارس اٹھے اور انہوں نے کسریٰ بن قباذ سے لے کر بہرام گور تک کی تمام اولاد کو قتل کر دیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا تھا جس کو بالاتفاق بادشاہ بنا سکیں۔

حضرت عیاضؓ بن غنم کی علالت:

شعبی کا بیان ہے کہ حیرہ کی فتح کے بعد سے شام کو جانے تک ایک سال سے زیادہ عرصے تک خالدؓ ان علاقوں کے انتظامات میں مصروف رہے جو عیاض کے نامزد تھے خالدؓ نے مسلمانوں سے کہا کہ اگر خلیفہ نے مجھ کو حکم نہ دیا ہوتا تو میں عیاض کے کاموں میں مصروف نہ ہوتا وہ مہم میں عیاض کا سرزنش ہو گیا تھا فتح فارس سے قبل کا یہ سال عورتوں کے سال کی طرح بالکل بیکاری میں گزرا اور خلیفہ نے یہ حکم دیا تھا کہ دشمن کی منتشر افواج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر ان کے ملک میں نہ گھسنا اور اہل فارس کا ایک لشکر لحین میں تھا دوسرا انبار میں تھا تیسرا فراض میں تھا۔

جب خالد رضی اللہ عنہ کا خط اہل مدائن کے پاس پہنچا تو آل کسریٰ کی عورتوں نے مشورہ کر کے جب تک آل کسریٰ کسی ایک شخص کو بالاتفاق بادشاہ تسلیم کر لیں فرخ زاد کو نگران سلطنت مقرر کر دیا۔

حضرت خالدؓ اور حضرت عیاضؓ کو احکامات:

مغیرہ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تم زیریں عراق سے عراق میں داخل ہو اور عیاض کو حکم دیا تھا کہ تم بالائی عراق سے عراق میں داخل ہو تم میں سے جو حیرہ پہلے پہنچ جائے گا وہ حیرہ کا حاکم ہو گا اور جب تم دونوں حیرہ کے

* * *

انبار اور کلواذی کے واقعات

انبار پر فوج کشی

خالد بن ولید کا لشکر حیرہ سے اسی ترتیب کے ساتھ روانہ ہوا۔ مقدمہ پر اقرع بن حابس تھے جب اقرع اس منزل پر خیمہ زن ہوئے کہ اس کے بعد انبار پہنچ جائے۔ تو وہاں لوگوں کی اونٹنیوں کے بچے پیدا ہوئے جس کی وجہ سے ان لوگوں کے لیے چلنا مشکل معلوم ہوا کیونکہ اونٹنیوں کے بچے ان کے ساتھ تھے لشکر کو جب روانگی کا اعلان ہوا تو انہوں نے یہ ترکیب نکالی کہ سامان کی بوریوں میں بچے رکھ کر تھیلوں کو اونٹوں پر لاد دیا اور ان کی ماؤں کو ہنکا کر چلایا اسی طرح ان کو لادے ہوئے انبار پہنچ گئے۔ شہر والے قلعہ بند ہو گئے تھے اور انہوں نے قلعے کے اطراف خندق کھود رکھی تھی اور اپنے قلعوں میں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے۔

انبار کا محاصرہ:

ان کے لشکر کا سپہ سالار ساباط کا رئیس شیرزاد تھا وہ اپنے زمانے میں عقلمند، معزز اور عرب و عجم میں ہر دلعزیز بھی تھا۔ انبار کے لوگوں نے فصیل پر سے جھانک کر آنے والوں کو دیکھا تو ان میں بہت بڑی بے ڈھنگی بات یہ دیکھی کہ اونٹوں کے بچے لدے ہوئے ہیں جن کو اونٹنیاں اٹھائے جا رہی ہیں۔ شیرزاد نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں لوگوں نے اس اعرابی کی بات کا مطلب سمجھایا۔ شیرزاد نے کہا کہ یہ لوگ جان کی بازی لگا کر آئے ہیں اور جو لوگ اس طرح آتے ہیں ان کا اپنے عہد کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر خالد یہاں سے کسی اور طرف نہ گئے تو میں ان سے صلح کر لوں گا۔

جنگ ذات العیون

اتنے میں خالد اپنے مقدمۃ الجیش کو لیے ہوئے یہاں پہنچ گئے۔ آپ نے خندق کے گرد ایک چکر لگایا اور جنگ شروع کر دی ان کی عادت تھی کہ جہاں کہیں کوئی جنگ کا موقع پیش نظر آ جاتا تو ان سے صبر نہ ہوتا تھا۔ خالد اپنے تیر اندازوں کے پاس گئے اور ان کو ہدایت کی اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اصول جنگ سے واقف نہیں ہیں تم ان کی آنکھوں کو اپنے تیروں کا نشانہ بناؤ۔ وہ اس کے سوا کچھ اور نہ دیکھیں، چنانچہ لوگوں نے ایک ساتھ تیر چلائے اور اس کے بعد دوبارہ بھی چلائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز تقریباً ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اسی لیے یہ جنگ ذات العیون کے نام سے مشہور ہوئی۔ دشمنوں میں شور مچ گیا کہ اہل انبار کی آنکھیں جاتی رہیں۔ شیرزاد نے اس کا مطلب پوچھا جب اس کا مطلب سمجھایا گیا تو اس نے کہلا کر بھیجا اور خالد سے صلح کی بات چیت شروع ہوئی مگر شرائط ایسی پیش کیں جن کو خالد نے منظور نہیں کیا اور ان کے قاصدوں کو واپس کر دیا۔

ذبیحہ جانوروں کا پل

اس کے بعد خالد اپنی فوج کے کمزور جانوروں کو لے کر خندق پر ایسے مقام پر آئے جہاں وہ بہت تنگ تھی ان جانوروں کو ذبح کر کے اس میں ڈال دیا جس سے وہ پٹ گئی اور ان ذبح شدہ جانوروں سے ایک پل بن گیا۔ مسلمان اور مشرکین خندق میں اکٹھے ہو گئے تو مسلمانوں نے دشمنوں کو قلعے کی طرف بھگا دیا۔ شیرزاد نے پھر خالد سے صلح کے لیے مراسلت کی اور یہ درخواست کی کہ مجھے سواروں کے ایک دستے

کے ساتھ جن کے ساتھ سامان وغیرہ نہ ہوگا یہاں سے نکلنے اور اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کی اجازت دی جائے خالدؓ نے اس کو منظور کیا۔

شیرزاذ کی روانگی:

چنانچہ جب شیرزاذ یہاں سے جان سلامت لے کر بہمن جاذویہ کے پاس پہنچا اور اس کو واقعات سے مطلع کیا تو اس نے شیرزاذ کو بہت سخت سست کہا شیرزاذ نے کہا کہ میں ایسے لوگوں میں تھا جو عقل سے کورے تھے اور جو عربوں کی نسل سے تھے میں نے سنا کہ مسلمان ہماری طرف چڑھ آنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ جب ایک دفعہ ارادہ کر لیتے ہیں تو اس کی تکمیل کو اپنا فرض سمجھتے ہیں چنانچہ جب ان سے ہماری فوج کا مقابلہ ہوا تو شہر کی فصیل پر گئے اور پہلے ہی تیر سے ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اس سے مجھے معلوم ہوا کہ صلح کرنا ہی بہتر ہے۔

اہل انبار کی عربی زبان سے واقفیت:

جب خالد رضی اللہ عنہ کو اور سب مسلمانوں کو انبار میں اطمینان حاصل ہو گیا اور اہل انبار بھی بے خوف ہو کر باہر آ گئے تو خالدؓ نے دیکھا کہ وہ لوگ عربی زبان لکھتے پڑھتے ہیں اور عربی ہی سیکھتے ہیں۔ خالدؓ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں اور ہم یہاں ان عربوں کے پاس آ کر اترے تھے جو ہم سے پہلے یہاں آباد تھے اور وہ پہلے عرب بخت نصر کے عہد میں جب اس نے عربوں کو شکست دی تھی یہاں آ کر آباد ہوئے تھے اور پھر وہیں رہ پڑے۔ خالدؓ نے پوچھا تم نے لکھنا کس سے سیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے لکھنا ایاد سے سیکھا ہے۔

اہل بوازیج اور اہل بانقیا کی ثابت قدمی:

اس کے بعد انبار کے اطراف کے لوگوں نے خالدؓ سے صلح کر لی جس کی ابتدا اہل بوازیج نے کی اور اہل کلوازی نے خالدؓ کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ ان کے لیے صلح نامہ لکھ دیں چنانچہ خالدؓ نے ان کو ایک تحریر لکھ دی اس وقت سے وہ لوگ دجلہ کے اس پار خالدؓ کے پشت پناہ بن گئے مگر بعد میں اہل انبار اور اس کے اطراف کے لوگوں نے مسلمانوں سے کیے ہوئے معاہدات توڑ دیے البتہ اہل بانقیا اور ان کی طرح اہل بوازیج اپنے معاہدات پر ثابت قدم رہے۔

حبیب بن ثابت کا بیان ہے کہ واقعہ مہران سے قبل اہل سواد میں سے بنو صلوبا جو اہل حیرہ ہیں اور کلوازی اور فرات کی چند بستیوں کے سوا کسی سے مسلمانوں کی صلح نہیں ہوئی تھی پھر جب یہ لوگ باغی ہو گئے تو ان کو زیر کر کے ذمی بنا لیا گیا۔

اہل سواد سے خراج پر مصالحت:

محمد بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا کیا سواد بزور فتح ہوا تھا انہوں نے کہا ہاں بلکہ تمام ملک بزور فتح ہوا تھا۔ بجز چند قلعوں اور گڑھیوں کے کیونکہ ان میں سے بعض نے خالدؓ سے مصالحت کر لی تھی اور بعض بالجبر زیر کیے گئے پھر میں نے پوچھا کیا بھاگنے سے پہلے اہل سواد خود کو ذمی سمجھتے تھے شعبی نے کہا نہیں بلکہ بعد میں ان کو دعوت دی گئی اور وہ خراج دینے پر رضامند ہو گئے تب وہ ذمی بنے۔

* * *

فتح عین التمر

مہران بن بہرام چوبین

جب خالد انبار سے فراغت پا چکے اور وہ مکمل طور پر ان کے قبضے میں آ گیا تو انہوں نے زبرقان بن بدر کو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا اور خود عین التمر کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ عین التمر میں اس وقت مہران بن بہرام چوبین عجمیوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ مقیم تھا نیز عقہ بن ابی عقہ بھی وہاں تھا اور اس کے ساتھ نمر تغلب ایاد وغیرہ قبائل عرب کی بہت بڑی جماعت تھی۔ جب ان لوگوں کو خالد کے آنے کی اطلاع ملی تو عقہ نے مہران سے کہا عربوں سے لڑنے کا ڈھنگ عرب خوب جانتے ہیں تم ہم کو چھوڑ دو خالد سے ہم نمٹ لیں گے۔ مہران نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو عربوں کے مقابلہ میں تم ایسے ہی ماہر ہو جیسا کہ ہم عجمیوں کے ساتھ لڑنے میں ماہر ہیں۔ یہ کہہ کر مہران نے عقہ کو دھوکا دیا اور خود کو جنگ کی مصیبت سے بچا لیا اور کہا جاؤ تم ان سے لڑو اگر ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری مدد کے لیے موجود ہیں۔

مہران کی ایک چال:

جب عقہ خالد کے مقابلے کے لیے چلا گیا تو عجمیوں نے مہران سے کہا کہ تم نے اس کتے سے یہ بات کیوں کہی۔ مہران نے کہا تم میری بات میں دخل مت دو میں نے جو ارادہ کیا ہے اس میں تمہارا فائدہ ہے اور ان کا نقصان ہے۔ کیونکہ اس وقت تمہارے مقابلے کے لیے ایک ایسا شخص آ رہا ہے جس نے تمہارے سلاطین کو قتل کر دیا اور تمہاری شوکت و سطوت کا خاتمہ کر دیا۔ اگر یہ عرب خالد کے مقابلے میں کامیاب ہو گئے تو اس میں تمہارا فائدہ ہے اور اگر دوسری بات پیش آئی تو دشمن تمہارے مقابلے میں اپنی طاقت کھو کر آئے گا ہم اس وقت طاقت ور ہوں گے اور وہ کمزور ہوگا۔

عقہ بن ابی عقہ کی گرفتاری:

عقہ نے خالد سے جنگ کا راستہ چاہا۔ اس وقت ان کے میمنہ پر بنو تیم بن سعد بن زہیر کا ایک شخص بجیر بن فلان تھا اور میسرہ پر ہذیل بن عمران تھا۔ عقہ اور مہران کے درمیان ایک دن کی مسافت تھی اور عقہ کرخ کے راستے پر بطور ہراول کے ٹھہرا ہوا تھا جب خالد جنگ کو آئے تو عقہ اپنی فوج کی صف آرائی کر رہا تھا۔ خالد نے آتے ہی اپنی فوج کو مرتب کیا اور اپنے بازوؤں سے کہا میں حملہ کرتا ہوں تم دشمن کو ہماری طرف آنے دینا اور اپنے پیچھے چند محافظ متعین کیے اور حملہ کر دیا۔ عقہ ابھی اپنی فوج کی صفیں درست کر رہا تھا کہ خالد نے اس کو جا لیا اور قید کر لیا اس کی صفیں بغیر لڑائی کے پسپا ہو گئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ بکثرت قید ہوئے۔ بجیر اور ہذیل بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔

قلعہ عین التمر پر قبضہ:

مہران کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے لشکر کو لے کر قلعے سے فرار ہو گیا اور جب عقہ کے ساتھ کے عربی اور عجمی لوگ بھاگ کر قلعے کی طرف آئے تو وہ لوگ اس میں محصور ہو کر جان بچانے لگے خالد اپنی افواج لے کر قلعے کے پاس فروکش ہوئے ان کے ساتھ

عقہ اور عمرو بن الصعق قید ہو کر آپ کے پاس بھیجے گئے [illegible] جب [illegible] [illegible] تجویز کر رہے تھے کہ [illegible] خالد [illegible] [illegible] مسلمانوں کے [illegible]۔

عقہ اور عمرو بن الصعق کا [illegible]

[illegible] خالد [illegible] [illegible] [illegible]۔

[illegible] کے پاس [illegible]

[illegible] خالد [illegible] تعلیم [illegible] خالد [illegible] صاحب [illegible]۔

[illegible]

خالد [illegible] حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں [illegible] آپ [illegible] خالد [illegible] [illegible]۔

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کے پیچھے [illegible]۔

دومۃ الجندل کا واقعہ

حضرت خالد بن ولید کی دومۃ الجندل

[illegible]

اکیدر بن عبدالملک کا قتل:

[illegible]

اہل دومہ سے لڑائی

[illegible]

جودی اور ودیعہ کی گرفتاری و قتل

[illegible]

کی۔ خالد نے قلعے کی طرف بڑھ کر دروازے والوں کو پچھاڑ لیا۔ اتنے آدمی قتل کیے گئے کہ ان کی لاشوں سے قلعے کا دروازہ بند ہو گیا۔ پھر جودی کو بلا کر اس کی گردن ماری اور ودیعہ کو بھی قتل کر دیا۔

بنو کلب کو امان:

عرب کلب کے قیدی تھے کیونکہ عاصم بن عمرو نے بنو تمیم سے کہا تھا کہ تم اپنے حلیفوں کو [illegible] قرار دو [illegible] کہا ہے کہ جاہلیت کے دستور کی حفاظت کرتے ہو، اسلام کے کاموں کو ضائع کرتے ہو۔ عاصم نے جواب دیا کہ آپ ان لوگوں کی سلامتی پر حسد کرتے ہیں کیا شیطان ان لوگوں سے وفا کرے گا؟

حضرت خالد ؓ کا دومہ میں قیام:

پھر خالدؓ قلعے کے دروازے سے پیچھے ہٹ گئے اور ان کے اپنے پیچھے رہ گئے اور [illegible] مسلمان قلعے میں گھس گئے اور وہاں قتل کیا اور [illegible] جودی کی لڑکی جو خوبصورت تھی اسے خالد نے خرید لیا اور دومہ میں قیام کیا اور اقرع کو انبار روانہ کر دیا۔

یہ واقعہ [illegible] صرف ایک رات کی مسافت پر تھا جب خالدؓ دومہ سے حیرہ واپس آئے تو [illegible] خالدؓ نے عقہ کے لیے [illegible] جانے کا حکم دیا تھا چونکہ خالدؓ [illegible] جانے سے پہلے آ [illegible] اس موقع پر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہاں سے جلدی نکل چلو [illegible]۔

عجمیوں کی جزیرہ کے عربوں سے ساز باز:

جس وقت خالدؓ دومہ میں مقیم تھے اس وقت عجمی ان کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے کیونکہ انتقام کے جوش میں جزیرہ کے عربوں نے ان عجمیوں سے خط و کتابت اور ساز باز شروع کی تھی [illegible] ان کے ساتھ ہو [illegible] کی طرف [illegible] دونوں سے حصید اور خنافس پر ملنے کا وعدہ کیا [illegible] زبرقان جو انبار پر تھے اس نے اس کی اطلاع قعقاع کو دی جو اس وقت حیرہ پر خالدؓ کے نائب تھے۔ قعقاع نے اعبد بن فدکی سعدی کو روانہ کیا اور ان کو حصید پہنچنے کا حکم دیا اور عروہ بن الجعد البارقی کو خنافس بھیجا اور دونوں کو ہدایت کی کہ اگر انہیں آگے بڑھنے کا موقع ملے تو آگے بڑھ جائیں۔

مسلمانوں کی ناکہ بندی

یہ دونوں سردار روانہ ہو کر پہنچ گئے [illegible] سے تعلق منقطع ہو گیا اور ان کے راستے مسدود ہو گئے۔ عجمی وہاں مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لیے ربیعہ سے ان لوگوں کا انتظار کر رہے تھے جو ان کی مدد پر آمادہ ہو چکے تھے۔ [illegible] ادھر خالدؓ دومہ سے حیرہ واپس آئے تو [illegible] پر چڑھائی کرنے کا عزم [illegible] یہاں پہنچ کر جب ان کو ان واقعات کا علم ہوا تو انہوں نے [illegible] مناسب نہ سمجھا اور قعقاع بن عمرو اور ابو لیلیٰ بن فدکی کو روزبہ اور زرمہر کے مقابلے کے لیے بھیج دیا۔ قعقاع اور ابو لیلیٰ خالدؓ سے پہلے عین التمر پہنچ گئے۔ خالدؓ کے پاس امرؤ القیس کلبی کا خط آیا کہ ہذیل بن عمران نے مصیخ میں اور ربیعہ بن بجیر نے ثنی اور بشر میں فوجیں جمع کی ہیں یہ لوگ عقہ کے انتقام کے جوش میں روزبہ اور زرمہر کے پاس جا رہے ہیں۔

اسلامی فوجی دستوں کی روانگی:

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ خالد نے حیرہ پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے روانہ ہوئے۔ خالد کے مقدمۃ الجیش کے افسر اقرع بن حابس تھے خالد نے خنافس جانے کے لیے وہی راستہ اختیار کیا جس سے قعقاع اور ابو لیلیٰ گئے تھے عین میں آکر خالد ان دونوں سے مل گئے یہاں آکر خالد نے قعقاع کو امیر فوج بنایا اور ان کو حصید روانہ کیا اور ابو لیلیٰ کو خنافس بھیجا اور حکم دیا کہ دشمنوں اور ان کے بھڑکانے والوں کو گھیر کر ایک جگہ جمع کر دو اور اگر وہ جمع نہ ہوں تو اسی حالت میں ان پر حملہ کر دو مگر وہاں پہنچ کر انہوں نے توقف سے کام لیا۔

حصید کی تسخیر

قعقاع کا حصید پر حملہ:

قعقاع نے جب دیکھا کہ زرمہر اور روزبہ پیش قدمی نہیں کر رہے تو حصید کی طرف بڑھے اس طرف کی عرب اور عجمی فوجوں کا سردار روزبہ تھا جب روزبہ نے دیکھا کہ قعقاع اس کے قصد سے آ رہے ہیں تو اس نے زرمہر سے امداد طلب کی زرمہر نے اپنی فوج پر مہبوذان کو اپنا نائب مقرر کیا اور بذات خود روزبہ کی مدد کے لیے آیا حصید پر طرفین کا مقابلہ ہوا بڑی شدت کی جنگ ہوئی خدا نے عجمیوں کی بہت بڑی تعداد کو قتل کرایا قعقاع نے زرمہر کو قتل کیا روزبہ بھی مارا گیا اس کو عصمہ بن عبداللہ نے جو بنو ضبہ میں سے حارث بن طریف کی اولاد میں سے تھے قتل کیا عصمہ بدرہ میں سے تھے جس قبیلے کے تمام افراد نے ہجرت کی تھی وہ بدرہ کہلاتا تھا اور جس قبیلے کے ایک حصے نے ہجرت کی تھی وہ خیرہ کہلاتا تھا اس طرح مسلمان مہاجرین بعض خیرہ تھے اور بعض بدرہ اس جنگ میں کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ حصید کے بھاگے ہوئے لوگ خنافس میں جا کر جمع ہوئے۔

ابو لیلیٰ کی خنافس پر فوج کشی:

ابو لیلیٰ فوری اپنی اور کمک کی فوجوں کو لے کر خنافس کی طرف گئے۔ حصید سے بھاگے ہوئے مہبوذان کے پاس پہنچ چکے تھے مہبوذان کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ خنافس چھوڑ کر سب کے ساتھ مصیخ بھاگ گیا۔ وہاں کا افسر ہذیل بن عمران تھا۔ خنافس کی فتح کے لیے ابو لیلیٰ کو کچھ دشواری پیش نہیں آئی۔ ان تمام فتوحات کی اطلاع خالد بن ولید کی خدمت میں بھیج دی گئی۔

مصیخ بنو البرشاء پر یورش:

خالد بن ولید کو حصید کی فتح اور اہل خنافس کے بھاگنے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ایک خط لکھا جس میں قعقاع، ابو لیلیٰ، اعبد اور عروہ سے ایک رات اور ایک وقت مقرر کر کے مصیخ پر ملنے کا وعدہ کیا۔ مصیخ حوران اور قلت کے درمیان واقع ہے خالد عین التمر سے مصیخ روانہ ہوئے انہوں نے گھوڑوں کو ساتھ لیا اور اونٹ پر خود سوار ہو کر جناب، بدوان میں منزل کرتے ہوئے مصیخ پہنچے اور مقررہ رات کو ٹھیک وقت آ گئے خالد اور ان کے افسروں نے مصیخ پر ایک دم سے یورش کر دی ہذیل اس کی فوج اور قوم پناہ گزین جو سب بے خبر سو رہے تھے تین طرف سے حملہ کیا ہذیل چند لوگوں کے ساتھ جان بچا کر بھاگ گیا اور تمام لوگ قتل ہو گئے لاشوں سے میدان اس طرح پٹ گیا گویا یہاں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔

حرقوص بن نعمان

حرقوص بن نعمان نے ان لوگوں سے [illegible] سے [illegible] انھوں نے [illegible] اسلام کے [illegible] مجھے ابوبکرؓ کے [illegible] پہنچ [illegible] ایک شخص تھا [illegible] اور [illegible] سب [illegible] سے [illegible] والے تھے۔

[illegible] اور لبید کا خون بہا

مصیخ کی جنگ میں [illegible] کے ہاتھ سے [illegible] ایک شخص [illegible] کا بھائی تھا اس کے [illegible] موجود تھا حضرت ابوبکرؓ نے اس کا نام عبدالعزیٰ [illegible] ابوبکرؓ کے پاس [illegible] آپ نے [illegible] اور لبید کا خون بہا ادا کیا [illegible] جنگ میں [illegible] حضرت [illegible] نے فرمایا کہ [illegible] اہل حرب کے [illegible] آپ نے [illegible] خالد [illegible] کے لیے وصیت [illegible] ہے۔

حرقوص بن نعمان کا قتل:

مصیخ [illegible] کا بیان ہے کہ [illegible] حرقوص بن نعمان [illegible] قبیلہ نمر [illegible] ان کے بیٹے اور بیوی [illegible] شراب [illegible] اس وقت [illegible] خالد [illegible] اس نے یہ شعر پڑھے۔

الا فاشربوا من قبل قاصمة الظهر بعید انتفاخ القوم بالعکر الدثر

وقبل منایانا المصیبة بالقدر لحین لعمری لا یزید ولا یحری

ترجمہ: [illegible] قوم [illegible] خالد [illegible] گیا۔

الثنی اور الزمیل کا واقعہ

ربیعہ بن بجیر پر شب خون

عقہ کے انتقام کے لیے ربیعہ بن بجیر تغلبی الثنی اور البشر میں آیا تھا۔ اس نے روزبہ، روزمہر اور ہذیل سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ جب خالد نے مصیخ کے معرکے سے فراغت پائی تو قعقاع اور ابو لیلیٰ کو اپنے آگے روانہ کر دیا اور ایک رات مقرر کر کے کہہ دیا کہ [illegible] تین طرف سے [illegible] حملہ کریں گے۔ اس کے بعد خود حضرت خالد مصیخ سے الثنی کی طرف روانہ ہوئے اور [illegible] پہنچے [illegible] قبیلہ کلب کی ایک [illegible] ربیعہ کے قبضے میں [illegible] نام الصہباء [illegible] خالد نے اپنا [illegible] ان کے دونوں ساتھی بھی ان سے مل گئے ان تینوں نے رات کے وقت تین طرف سے ربیعہ کی فوج اور ان لوگوں پر جو [illegible] سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے تھے شب خون مارا اور تلواریں سونت کر ان کا ایسا صفایا کیا کہ کوئی بھاگ کر بھی خبر نہ دے سکا ان کی عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ [illegible] نعمان بن عوف بن نعمان شیبانی کے ذریعے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا اور باقی مال غنیمت اور عورتیں مجاہدین میں تقسیم کر دی گئیں ان میں سے بنت ربیعہ بن بجیر تغلبی کو حضرت علی نے خرید لیا تھا ان سے آپ کے یہاں عمر اور رقیہ پیدا ہوئے تھے۔

ہذیل اور عتاب پر شب خون

ہذیل نے بھاگ کر الزمیل میں عتاب بن فلان کے پاس پناہ لی۔ عتاب ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ البشر میں فروکش تھا۔ اس سے پہلے کہ ان تک ربیعہ کے خاتمے کی خبر پہنچے خالد نے ان پر بھی تین طرف سے شب خون مارا اور اس معرکے میں اس کثرت سے آدمی قتل ہوئے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئے تھے اور بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ خالد نے ایک قسم کھائی تھی کہ تغلب کو ان کے گھر میں گھس کر ماریں گے، ان کی یہ قسم اس وقت پوری ہوئی۔ خالد نے مال غنیمت کا خمس [illegible] صباح بن فلان مزنی کے ذریعے ابوبکر کی خدمت میں بھیج دیا [illegible] ریحانہ بنت الہذیل بن ہبیرہ۔

الرضاب پر قبضہ

خالد الزمیل سے الرضاب کی طرف بڑھے وہاں کا افسر ہلال بن عقہ تھا [illegible] خالد کے آنے کی اطلاع ہوتے ہی اس سے علیحدہ ہو کر منتشر ہو گئی ہلال بھی وہاں سے چلا گیا [illegible] میں مسلمانوں کو کوئی دقت پیش نہ آئی۔

◆ ◆ ◆

جنگ فراض

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی روانگی فراض:

تغلب کی جنگ ختم کر کے اور رضاب پر قبضہ کرنے کے بعد خالد فراض پہنچے فراض شام، عراق اور جزیرے کی سرحد سے آ کر ملتے تھے۔ یہیں خالد نے رمضان کے روزے نہیں رکھے۔ کیونکہ اس سفر میں خالد کی فوج کو لگاتار لڑنا پڑا تھا۔ یہ پے درپے جنگیں مشہور ہوئے جس قدر جنگیں ہوئیں ان کے متعلق کہی ہیں ان سے قبل کی لڑائی کے متعلق کہی گئی تھیں۔

رومیوں اور ایرانیوں کی متحدہ فوج:

فراض میں مسلمانوں کے جمع ہونے کی وجہ سے اہل روم کی رگ حمیت جوش میں آ گئی۔ وہ بہت غضب ناک ہوئے اور انہوں نے اپنے قریب کی اہل فارس کی فوجی چوکیوں سے مدد طلب کی یہ بھی بہت غضب ناک ہو رہے تھے اس سب نے مدد کی۔ بنو تغلب، ایاد اور نمر سے مدد لی اس کے بعد یہ لوگ خالد سے لڑنے کے لیے آگے بڑھے جب دریائے فرات بیچ میں رہ گیا تو انہوں نے کہا یا تم عبور کر کے ہماری طرف آ جاؤ یا ہم تمہاری طرف آتے ہیں خالد نے کہا تم ہی عبور کر کے اس پار آ جاؤ انہوں نے کہا اچھا تم ہٹ جاؤ تاکہ ہم عبور کر کے آ جائیں خالد نے کہا ہم نہیں ہٹیں گے البتہ تم ہم سے نیچے کی طرف سے پار ہو جاؤ۔

جنگ فراض:

یہ واقعہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۲ھ کا ہے رومیوں اور ایرانیوں میں آپس میں اختلاف ہو گیا ان میں سے بعض کی رائے یہ تھی کہ ہم کو ہٹ جانا چاہیے کیونکہ یہ شخص اپنے دین کی حمایت کرتا ہے یہ شخص صاحب عقل ہے اور خدا اس کو کامیاب کرے گا اور ہم ہلاک ہوں گے مگر ان کی یہ رائے نہیں مانی گئی ان لوگوں نے دریا عبور کیا اور خالد کی فوج سے نیچے کی طرف پار آ گئے جب سب لوگ پار ہو گئے تو اہل روم نے اہل فارس سے کہا کہ ہم الگ الگ ہو جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کس کی جماعت اچھی لڑتی ہے چنانچہ یہ لوگ الگ الگ ہو گئے اس کے بعد ان میں شدید جنگ ہوئی اور بہت دیر تک لڑائی رہی آخر اللہ نے ان کو شکست دی خالد نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان کا تعاقب کرو اور ان کو چن چن کر قتل کرو سوار ان کو نیزوں سے مار مار کر جمع کر کے قتل کرتے تھے اس کے بعد قتل کر دیا جاتا تھا اس کی جنگ میں میدان جنگ میں اور تعاقب میں ایک لاکھ آدمی کام آئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا فراض میں قیام:

اس جنگ سے فارغ ہو کر خالد دس دن تک فراض میں قیام پذیر رہے اور ۲۵ ذیقعدہ کو فوج کو حیرہ کی طرف واپس جانے کا حکم دیا ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ ساقہ کے دستے پر عاصم بن عمرو اور عقبہ رہیں گے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فریضہ حج کی ادائیگی:

وہ خود ساقہ کے پیچھے سے کوچ کرنے کے لیے رہے انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حج کا ارادہ کیا خالد خفیہ طور پر

چھوڑتے ہوئے سیدھے مکہ کی سمت چل کر پہنچے یہ راستہ انتہائی دشوار گزار راستوں میں سے ایک تھا اس قدر عجیب اور دشوار گزار راستہ کہ کبھی سننے میں نہیں آیا۔ اسی طرح فوج سے ان کی یہ غیر حاضری بہت تھوڑے عرصے رہی۔ ابھی فوج کا آخری حصہ حیرہ میں نہ پہنچا تھا کہ خالدؓ حج سے فارغ ہو کر اپنے پیچھے آنے والے ساقہ سے آملے اور اس کے ساتھ حیرہ میں داخل ہوئے۔ خالدؓ اور ان کے رفیق سر منڈائے ہوئے تھے ساقہ کے ان چند لوگوں کے سوا جو خالدؓ کے ساتھ تھے اور کسی کو خالدؓ کے حج کی مطلق خبر نہیں ہوئی۔ ابوبکرؓ کو بھی بعد میں اس کی اطلاع ہوئی آپ نے خالدؓ پر عتاب کیا اور عتاب یہ کیا کہ ان کو شام بھیج دیا۔

حضرت خالد بن ولید کو شام کی مہم پر جانے کا حکم

خالد رضی اللہ عنہ کا یہ سفر حج تمام فیروں کو چھوڑتے ہوئے سیدھے مکے کو ہوا تھا یہ راستہ اس طرح گیا ہے کہ عراق سے ابو العقیر کو پھر نقب کر ذات عرق کو اور وہاں سے مشرق کی طرف مڑ کر عرفات جا پہنچا ہے۔ یہ راستہ الصد کے نام سے موسوم ہو گیا ہے۔ فارغ ہو کر خالدؓ حیرہ جا رہے تھے کہ ان کو راستے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم ملا کہ جو دستے دور اور شام سے قریب ہوئے چلے جاؤ۔ ابوبکرؓ نے اپنے خط میں خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تم یہاں سے روانہ ہو کر یرموک میں مسلمانوں کی جماعت سے مل جاؤ کیونکہ وہاں وہ دشمن کے نرغے میں گھر گئے ہیں اور یہ حرکت جو تم نے اب کی ہے آئندہ کبھی تم سے سرزد نہ ہو۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تمہارے سامنے دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور تم مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے صاف بچا لاتے ہو۔ اے ابوسلیمان میں تم کو تمہارے خلوص اور خوش نصیبی پر مبارکباد دیتا ہوں اس مہم کو پایہ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ تمہارے دل میں غرور نہ ہو! بچو کیونکہ غرور کا انجام خسارہ اور رسوائی ہے اور دیکھنا کسی عمل پر نازاں نہ ہونا کیونکہ فضل و کرم کرنے والا صرف خدا ہے اور وہی اعمال کا صلہ دیتا ہے۔ ہشام الکلبی راوی ہیں کہ کوفے کے وہ لوگ جو ان جنگوں میں شریک اور زندہ بچے تھے جب معاویہؓ کے ساتھیوں کو زیادتی کرتے دیکھتے تو کہا کرتے تھے کہ معاویہ کیا چیز ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ذات السلاسل کے شہسوار ہیں وہ لوگ ذات السلاسل سے لے کر فراض کی جنگ تک کی جنگوں کو اس شان سے بیان کرتے تھے کہ گویا ان سے پہلے اور بعد کی لڑائیاں بالکل ہیچ تھیں۔

جنگی باندیاں اور غلام:

علی بن محمد کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ خالدؓ جب انبار پہنچے اہل انبار نے علاوہ جزیہ پر خالدؓ سے صلح کر لی مگر بعد میں ان لوگوں نے کچھ رقم چھوڑ دی جس کو خالدؓ نے قبول کر لیا اور ان لوگوں کو ان کے وطن میں برقرار رکھا اس کے بعد خالدؓ نے بغداد کے بازار پر اہل عال کی منڈی کی طرف سے جو عاقول کی اور اس کے لیے مثنیٰ کو بھیجا مثنیٰ نے اس بازار پر حملہ کیا اس میں قضاعہ اور بکر کے لوگ جمع تھے اس بازار کا تمام مال مال غنیمت میں شامل کر لیا گیا اس کے بعد خالدؓ عین التمر پہنچے اور اس کو بزور فتح کیا جنگجوؤں کو قتل کیا اور باقی افراد کو لونڈی غلام بنا کر ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا یہ سب سے پہلے لونڈی غلام تھے جو عجم سے مدینے آئے۔ پھر خالدؓ دومۃ الجندل گئے وہاں اکیدر کو قتل کیا اور جودی کی لڑکی کو لونڈی بنایا اس کے بعد واپس آ کر حیرہ میں قیام کیا یہ سب واقعات ۱۲ھ کے ہیں

۱۲ھ کے متفرق واقعات:

اسی سن میں عمرؓ نے عاتکہ بنت زید سے نکاح کیا۔ اسی سن میں ابو مرثد الغنوی فوت ہوئے۔ اسی سن میں ماہ ذوالحجہ میں

ابومرثد غنوی فوت ہو گئے اور انہوں نے وصیت کی اور حضرت علیؓ نے امامہ بنت ابی العاص سے نکاح کیا اور اسی سال حضرت عمرؓ نے اپنے غلام اسلم کو خریدا۔

امیر حج کے بارے میں اختلاف

اس امر میں کہ اس سال امیر حج کون تھا، یہ اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ اس سال کے امیر حج ابوبکرؓ تھے۔ ابن ماجد بن ماجد الاسدی کی سند سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حج کیا تھا اور میں بچہ تھا۔ ایک لڑکے سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اس نے اپنے دانتوں سے میرا کان کاٹ لیا اور اس میں کا کچھ حصہ کٹ گیا یہ مقدمہ تصفیہ کے لیے ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں کو عمرؓ کے پاس لے جاؤ وہ تحقیق کر لیں اگر زخم ہڈی تک پہنچ گیا ہے تو قصاص لیں جب ہم عمرؓ کے سامنے پیش کیے گئے تو انہوں نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ زخم ہڈی تک پہنچ گیا ہے۔ لہٰذا حجام کو بلاؤ، حجام کو بلایا گیا تو حضرت عمرؓ نے یہ حدیث روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا ہے تمہارا امید ہے کہ وہ ان کے لیے باعث برکت ثابت ہوگا مگر میں نے ان کو اس بات سے روک دیا ہے کہ وہ اس کو حجام یا قصاب یا صراف بنائیں پھر عمرؓ نے اس لڑکے سے قصاص لیا۔

ابوزرعہ یحییٰ کی روایت:

ابوزرعہ یحییٰ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ ابوبکرؓ نے ۱۲ھ میں حج کیا تھا اور عثمان بن عفان کو اپنے بجائے مدینہ پر نائب مقرر کیا تھا۔

بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ ۱۲ھ میں امیر حج عمرؓ تھے اس کی تائید ابن اسحاق کی روایت سے ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کوئی حج نہیں کیا بلکہ ۱۲ھ کے حج کے لیے آپ نے عمرؓ یا عبدالرحمن بن عوفؓ کو امیر حج مقرر کیا تھا۔

* * *

باب ۸

فتوحات شام ۱۳ھ

مسلمانوں کی شام پر فوج کشی

اس سال ابوبکرؓ نے عمرے سے واپس آ کر شام کو فوجیں روانہ کی تھیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ۱۲ھ کے حج سے واپس آ کر ابوبکرؓ نے شام کو فوجیں بھیجنے کا انتظام کیا۔ چنانچہ عمرو بن العاص کو فلسطین کی جانب روانہ کیا انہوں نے معرقہ کا راستہ اختیار کیا جو ایلہ سے گزرتا ہے اور یزید بن ابی سفیان ابوعبیدہ بن الجراح اور شرحبیل بن حسنہ کو حکم دیا کہ وہ تبوکیہ کا راستہ اختیار کر کے شام کے بالائی علاقہ بلقاء پر پہنچ جائیں۔ ابو معشر اور علی بن محمد کی روایت اسی طرح ہے ان کے بیان کے مطابق ۱۳ھ میں ابوبکرؓ نے شام پر فوجیں روانہ کیں سب سے پہلے شخص جنہیں آپ نے علم دے کر امیر بنایا خالد بن سعید تھے مگر قبل اس کے کہ وہ روانہ ہوں ان کو معزول کر کے یزید بن ابی سفیان کو امیر بنا دیا شام روانہ ہونے والے امراء میں یہ سب سے پہلے امیر تھے۔ یہ لوگ سات ہزار مجاہدین کو لے کر شام گئے تھے۔

خالد بن سعید کی معزولی

ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کو اس لیے معزول کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب خالد بن سعید یمن سے واپس آئے تو انہوں نے دو ماہ تک ابوبکرؓ سے بیعت نہیں کی تھی وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا اور اپنی وفات تک مجھے اس عہدے سے آپ نے معزول نہیں فرمایا۔ یہ خالد بن سعید علی بن ابی طالب اور عثمان بن عفان کے پاس گئے اور ان سے کہا اے عبد مناف خلافت پر غیروں نے قبضہ کر لیا اور تم خاموش بیٹھے رہے۔ ابوبکرؓ نے تو اس بات کی پرواہ نہیں کی مگر عمرؓ کے دل میں ان کی طرف سے خلش پیدا ہو گئی جب ابوبکرؓ نے شام کی مہم کے لیے فوجیں بھیجیں تو سب سے پہلے اس کے ایک دستے کا جھنڈا خالد بن سعید کے حوالے کیا عمرؓ نے اسے ناپسند کیا اور ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ ایسے شخص کو امیر بناتے ہیں جس نے یہ اقوال اور افعال کیے ہیں اور وہ ابوبکرؓ کو بار بار کہتے رہے آخر کار ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کو معزول کر کے یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر دیا۔

خالد بن سعید کے ریشمی لباس پر اعتراض:

خالد بن سعید یمن سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ایک ماہ بعد مدینہ آئے اس وقت وہ ریشمی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ عمرؓ کی ملاقات خالد بن سعید سے ہوئی تو انہوں نے اپنے پاس والوں سے کہا کہ ان کا جبہ پھاڑ دو کیا یہ ریشم پہنتے ہیں حالانکہ امن کے زمانے میں ہمارے مردوں کے لیے اس کا پہننا ممنوع ہے لوگوں نے یہ سن کر ان کے جبے کو پارہ پارہ کر دیا۔

خالد بن سعید کی مخالفت

خالد بن سعید نے کہا اے ابوالحسن اے عبد مناف کیا تم حکومت کے معاملے میں مغلوب ہو گئے ہو علیؓ نے کہا کیا تم اسے غلبہ سمجھتے ہو یا خلافت؟ انہوں نے کہا اے عبد مناف اس کے لیے تم سے زیادہ کوئی حقدار نہیں ہو سکتا۔ عمرؓ نے خالد سے کہا خدا تیرا منہ توڑ دے جھوٹے ہمیشہ اسی طرح کی باتیں بنایا کریں گے مگر اس کا ضرر خود انہی کو پہنچے گا۔

خالد بن سعید کا تیما کے امدادی دستہ پر تقرر

عمرؓ نے اس تمام گفتگو کا تذکرہ ابوبکرؓ سے کیا۔ ابوبکرؓ نے جب مرتدین کی سرکوبی کے لیے فوجیں منتخب کیں اور ان کے علم دیئے تو ان میں سے ایک خالد بن سعید بھی تھے مگر عمرؓ نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ تو ناکام اور مغلوب ہے اس نے ایسی بڑی باتیں زبان سے نکالی ہیں کہ جن سے بیعت تھے برابر جب سے اس نے اپنی ان باتوں پر مخالفت اور اصرار کیا ہے آپ اس سے کوئی کام نہ لیں مگر ابوبکرؓ عمرؓ کی رائے سے زیادہ متاثر نہ ہوئے اور خالد کو تیما میں امدادی دستہ پر متعین کر دیا۔ عمرؓ کے مشورے پر آپ کچھ عمل کرتے اور کچھ نہیں کرتے تھے۔

خالد بن سعید کو تیما میں قیام کا حکم:

ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کو تیما میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا تھا کہ جو تم سے مدد طلب کرے انہیں اپنے ساتھ ملا لینا اور صرف ان لوگوں کو بھرتی کرنا جو مرتد نہ ہوئے ہوں بلکہ اسلام پر ثابت قدم رہے ہوں اور جب تک میرا حکم نہ آئے کسی سے جنگ کا آغاز نہ کرنا۔

خالد بن سعید کی دمشق کی جانب پیش قدمی

خالد بن سعید تیما پہنچ کر مقیم ہو گئے۔ اطراف کی بہت سی جماعتیں ان سے آ ملیں۔ رومیوں کو مسلمانوں کے اس عظیم الشان لشکر کی خبر ہوئی تو انہوں نے اپنے زیر اثر عربوں سے شام کی جنگ کے لیے فوجیں طلب کیں چنانچہ بہرا، کلب، سلیح، تنوخ، لخم، جذام اور غسان کے قبیلوں کی فوجیں زیزاء کے قریب ثلاثان میں جمع ہو گئیں۔ خالد نے رومیوں کی تیاری اور عرب قبائل کی آمد کے متعلق ابوبکرؓ کو مطلع کیا۔ ابوبکرؓ نے جواب میں لکھا کہ تم پیش قدمی کرو اور ہرگز مت گھبراؤ اور اللہ سے مدد طلب کرو۔ خالد یہ جواب ملتے ہی دشمن کی طرف بڑھے مگر جب قریب پہنچے تو دشمن پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب اپنی جگہ چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے اور بھاگ گئے۔

باہان پادری اور خالد بن سعید کی لڑائی:

خالد دشمن کے مقام پر قابض ہو گئے۔ اکثر لوگ جو خالد کے پاس جمع ہو گئے تھے مسلمان ہو گئے۔ اس کامیابی کی اطلاع خالد نے ابوبکرؓ کو دی۔ ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم آگے بڑھو مگر اتنا آگے نہ نکل جانا کہ پیچھے سے دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ خالد اپنی فوج اور جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس مقام پر فروکش ہوئے جو آبل، زیزاء اور قسطل کے درمیان واقع ہے یہاں ان کے مقابلے پر ایک رومی پادری باہان نامی آیا۔ خالد نے اس کو شکست دی اور اس کی فوج کو تہ تیغ کر دیا اور اس کی اطلاع ابوبکرؓ کو دے کر آپ سے مزید کمک طلب کی۔

جیش البدال:

اس وقت ابوبکرؓ کے پاس یمن اور مکہ اور یمن کے درمیان کے ذوالکلاع وغیرہ قبائل کے رضاکار آئے ہوئے تھے نیز عکرمہ جن کے ساتھ تہامہ، عمان، بحرین اور سرو کے لوگ تھے جو جنگ میں حاضر ہو کر واپس آئے تھے ان سب کے متعلق ابوبکرؓ نے امرائے صدقات کو لکھا کہ تمہارے پاس کے جو لوگ تبدیلی کے خواہاں ہیں ان کو بدل دو اور ان کے بجائے ان تازہ دم سپاہیوں کو

متغیر کر دینا چاہتے تھے اس لیے سب لوگ تبدیل ہو گئے اس لیے اس فوج کا کام بھی اس پر آ پڑا یہ تو تھی خالد بن سعید کی کمک کے لیے ان کے پاس بھیجیں اس سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ عمرو بن العاص کو شام کی جنگ کے لیے بلا رہے تھے اور ان کے لیے آپ نے سخت مشقت برداشت کی۔

عمرو بن العاص کا امارت عمان پر تقرر

عمرو بن العاص کے عمان جانے سے قبل ان کو رسول اللہ ﷺ نے سعد ہذیم، عذرہ اور ان کے متعلقات جذام اور حدس وغیرہ قبائل کے صدقات کی وصولی کے لیے مقرر کیا تھا جب عمرو عمان روانہ ہوئے تو اس وقت آنحضرت ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ عمان سے واپس آ جاؤ گے تو اسی عہدے پر تمہیں کو بھیجا جائے گا۔ چنانچہ ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے وعدے کو پورا کیا اور ان کو عامل بنا کر بھیج دیا۔

عمرو بن العاص کو جہاد شام میں شرکت کی دعوت:

جب جنگ شام چھڑی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اس میں شرکت کی ترغیب دے رہے تھے تو عمرو بن العاص کو آپ نے ایک خط لکھا جس میں یہ مضمون تحریر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو جس عہدے پر مامور فرمایا تھا اور تمہارے عمان جانے سے قبل تم سے اس کا دوبارہ وعدہ فرمایا تھا میں نے تو آنحضرت ﷺ کے وعدے کی تکمیل کے لیے تم کو اس عہدے پر بھیج دیا اس طرح تمہارا تقرر دو مرتبہ عمل میں آیا ہے۔ اب ابوعبداللہ! میں تم کو ایک ایسے کام میں مصروف کرنا چاہتا ہوں جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کے لیے بہتر ہے سوائے اس کے کہ تمہیں یہی کام پسند ہو جو اب تم انجام دے رہے ہو تو تم یہی کرو۔

اس کے جواب میں عمرو بن العاص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا کہ میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپ ہی ایسے شخص ہیں جو ان تیروں کو چلاتے اور جمع کرتے ہیں لہٰذا آپ ان میں سے ایسا تیر انتخاب کیجیے جو نہایت سخت، زیادہ خوفناک اور بہترین ہو اور اس کو اس طرف چلائیے جس طرف آپ کو کوئی خطرہ پیش آ رہا ہو۔

ولید بن عقبہ کی جہاد کے لیے طلبی:

اسی مضمون کا خط ابوبکرؓ نے ولید بن عقبہ کو لکھا تھا مگر انہوں نے اس کے جواب میں اپنی خدمات جہاد کے لیے پیش کر دیں۔

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عمرو اور ولید بن عقبہ کو لکھا تھا۔ ولید قضاعہ کے نصف حصے کے صدقات کی تحصیل کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

جب ان دونوں کو آپ نے ان عہدوں پر مامور کر کے روانہ کیا تھا تو ان کی مشایعت میں کچھ دور تک تشریف لے گئے تھے اور دونوں کو ایک ہی قسم کی نصیحت فرمائی تھی۔ کہ ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ من يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم له اجرا { جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لیے اللہ رہائی کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کو بڑا اجر دیتا ہے تقویٰ ان چیزوں میں بہترین شے ہے جس کی وصیت بندگان خدا ایک دوسرے

کرتے ہیں۔ کہ قضاعہ کے راستوں میں سے ایک راستے پر پہنچا [illegible] اور [illegible] کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا۔ [illegible] تاکہ [illegible] ہو چکے ہیں۔

عمرو بن العاص اور ولید بن عقبہ کو احکامات

ابوبکرؓ نے عمرو بن العاص [illegible] اپنے علاقوں میں اپنی طرف سے [illegible] لوگوں کو دعوت جہاد دیں۔ چنانچہ [illegible] ولید بن عقبہ [illegible] مضافات [illegible] سے متعلق ہے [illegible] عمرو اور ولید نے لوگوں کو ترغیب دی [illegible] کی وجہ سے سب قبائل ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ اس کے بعد یہ دونوں ابوبکرؓ کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جہاد پر خطبہ:

ابوبکرؓ نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی۔ جس میں حمد و ثنا اور صلوٰۃ و سلام کے بعد یہ کہا کہ ہر چیز کا ایک [illegible] ہے جو شخص اس معیار پر پورا اترتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے جو شخص اللہ کے لئے عمل کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ محنت اور قصد و ارادہ [illegible] ہے۔ مومن کے دل میں ایمان [illegible] کتاب قرآن کریم میں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب آیا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو جہاد کے لئے وقف کر دے یہ وہ تجارت ہے کہ جس کی طرف اللہ نے خاص توجہ دلائی ہے اور اس کو رسوائی سے بچنے اور دنیا و دین کی سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

رضا کار مجاہدین کے دستوں کی روانگی:

اس طرح جب رضا کار مجاہدین جمع ہو گئے ان میں سے بعض کو آپ نے عمرو بن العاص کی ماتحتی میں دیا اور عمرو کو فلسطین کا امیر مقرر کر کے ایک خاص راستے سے جانے کی ہدایت کی۔ [illegible] کے علاوہ اور رضا کاروں کے ایک بہت بڑے لشکر پر یزید بن ابی سفیان کو امیر بنایا ان کے لشکر میں مکہ کے لوگوں میں سے [illegible] بھی شریک تھے اور ایک جماعت کا امیر ابو عبیدہ بن الجراح کو بنایا [illegible] ہوئی تو یزید بن ابی سفیان اور ابو عبیدہ لوگوں کے بیچ میں پیدل چلے [illegible] حضرت ابوبکرؓ ان کی مشایعت کر رہے تھے [illegible] ضرورت [illegible] جاتے تھے۔

خالد بن سعید کی پیش قدمی:

جب [illegible] پیش قدمی [illegible] کی آمد سے مطمئن ہو گیا [illegible] خالد بن سعید [illegible] کامیابی [illegible]

سے تو ان کے ساتھ سے بہت کم شخص کا ہم نے روانہ کیا تاکہ دشمن کی فوج میں آگے تک گھستے گئے مرج الصفر تک جو واقوصہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے پہنچ گئے اس وقت ان کے ہمراہ ذوالکلاع، عکرمہ اور ولید بھی تھے۔

باہان کا محاصرہ

خالد نے مرج الصفر میں پہنچے تو باہان کی فوج کی چوکیوں نے آپ سے تعرض کیا ان کو گھیر لیا اور ان کے راستے روک لیے خالد کو اس کی خبر تک نہ ہوئی اس کے بعد باہان نے دمشق کی ایک جگہ خالد کے لڑکے سعید بن خالد کو چند آدمیوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں گھومتے ہوئے پا لیا باہان نے ان سب کو ختم کر دیا خالد کو اس کی خبر ہوئی تو سواروں کے ایک دستے کے ساتھ وہاں سے بھاگے ان کے ساتھیوں میں سے بعض اور لوگ بھی جن کو موقع ملا تو یا گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر بھاگے اور لشکر سے منتشر ہو گئے اس ہزیمت نے ذوالمروہ تک خالد کا پیچھا نہ چھوڑا عکرمہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے بلکہ مسلمانوں کی مدد کرتے رہے۔ چنانچہ انہوں نے باہان اور اس کی فوج کو خالد کا تعاقب کرنے سے باز رکھا اس وقت عکرمہ کا قیام شام سے متصل سرحد پر تھا۔

شرحبیل کی مدینہ میں آمد

اسی اثناء میں شرحبیل خالد بن سعید کے پاس سے کچھ عرصہ بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تھے انہوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ جہاد پر جانے کی ترغیب دی ابوبکر نے ان کو ولید کی جگہ مقرر کر دیا اور مدینہ کے باہر تک ان کو مشایعت کرتے ہوئے اور پھر تشریف لائے۔ شرحبیل خالد بن سعید کے پاس پہنچے تو ان کی فوج کا بیشتر حصہ شرحبیل کے ساتھ ہو گیا اس کے بعد ابوبکر کے پاس وہ لوگ جمع ہو گئے آپ نے معاویہ کو ان کا امیر بنایا اور ان کو یزید سے مل جانے کا حکم دیا۔ معاویہ روانہ ہو کر یزید سے جا ملے جب معاویہ کا گزر خالد کے پاس سے ہوا تو ان کی فوج کا بقیہ حصہ بھی معاویہ کے ساتھ ہو گیا۔

جہاد شام کے لیے مختلف فوجی دستے:

محمد راوی بیان کرتے ہیں کہ عمر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خالد بن ولید اور خالد بن سعید کے بارے میں کہتے رہتے تھے مگر آپ نے خالد بن ولید کے متعلق ان کی رائے نہیں مانی اور کہا کہ وہ ایک تلوار ہے جس کو اللہ نے کفار کے سروں پر کھینچا ہے میں اس کو نیام میں نہیں رکھوں گا اور خالد بن سعید کے متعلق جب کہ ان سے بے تدبیری سرزد ہوئی ابوبکر نے ان کی بات مان لی تھی شام کی جنگ کے لیے عمرو معرقہ کے راستے سے گئے تھے اور ابوعبیدہ اپنے مقررہ راستے سے اسی طرح یزید تبوکیہ کی طرف سے اور شرحبیل اپنے مقررہ راستے سے ابوبکر نے ان سب امراء کے لیے الگ الگ شہر مخصوص کر دیے تھے اور اس خیال سے کہ شاید ان کو جنگ میں بہت مشغول ہونا پڑے یہ حکم دیا تھا سب سمجھ لو کہ جو فوج والی علاقے پر متعین کیے گئے ہیں وہ اطراف میں نہ جائیں اور جو اطراف پر متعین کیے گئے ہیں وہ اپنے علاقے سے گزریں اور جنگ میں اپنی نوبت آنے پر مدد کریں تاکہ ان میں قوت اتحاد پیدا ہو اور معاملات کو ایک دوسرے کے بھروسے پر نہ چھوڑیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی عمل کیا۔

خالد بن سعید کی معافی

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خالد بن سعید کی شکست کی ذی المروہ میں اطلاع موصول ہوئی تو آپ نے خالد کو لکھا کہ تم اپنی جگہ رہو خدا کی قسم تم جنگ میں آگے بڑھنا تو پسند کرتے ہو اور مقابلے سے جان بچا کر بھاگنے والے ہو تم کو ثبات نہیں ہے۔

پہنچتا اور مشکلات میں صبر و ضبط سے کام لینا نہیں آتا۔ بعد میں جب خالد کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی تو انہوں نے ابوبکرؓ سے معذرت طلب کی۔ اس وقت اخنس نے کہا تم میدان جنگ میں بڑے بزدل ہو جب خالدؓ ابوبکرؓ کے پاس سے اٹھ کر گئے تو آپ نے کہا کہ خالد بن سعید کو عمرؓ اور علیؓ خوب جانتے تھے اگر میں ان کا کہنا مانتا تو خالد سے [illegible]

ہرقل کی غیر معمولی جنگی تیاری:

امرائے اسلام اپنی فوجوں کو لے کر شام پہنچے تو عمرو ان کے پشت پناہ بنے۔ رومیوں کو ان کی اطلاع ہوئی انہوں نے ہرقل کو لکھا ہرقل خود چل کر حمص آیا اور رومیوں کے لیے بڑا لشکر تیار کیا اور ان کی صف آرائی کی چونکہ ان کے پاس فوج کافی بلکہ ان سے کہیں زیادہ تھی اس لیے اس نے مسلمان امراء کے مقابلے کے لیے الگ الگ امیر مقرر کیے عمروؓ کے مقابلے پر اپنے حقیقی بھائی تذارق کو بھیجا اس کے ساتھ نوے ہزار فوج تھی اور اس کے پیچھے ایک افسر ساقہ پر متعین کیا اس کو بالائی فلسطین میں ثنیہ جلق پر متعین کیا اور یزید بن ابی سفیان کے مقابلے پر جرجہ بن توذرا کو صف آرا کیا اور شرحبیل بن حسنہ کے مقابلے پر دراقص کو بھیجا اور فیقار بن نسطوس کو ساٹھ ہزار فوج دے کر ابو عبیدہ کے مقابلے پر بھیجا۔

یرموک میں جمع ہونے کا فیصلہ:

دشمن کی یہ عظیم الشان تیاری دیکھ کر مسلمانوں پر ہیبت طاری ہو گئی کیونکہ ان کی پوری فوج بہ علاوہ عکرمہ کے چھ ہزار مجاہدوں کے صرف اکیس ہزار تھی سب نے گھبرا کر عمروؓ کے پاس خطوط اور قاصد دوڑائے اور پوچھا کہ اب کیا کیا جائے۔ عمروؓ نے ان سب کو قاصدوں کے ذریعے یہ کہلا بھیجا کہ اب بہترین صورت یہ ہے کہ تم سب ایک جگہ جمع ہو جاؤ کیونکہ جمع ہونے کے بعد باوجود قلت تعداد کے تمہارا مغلوب کرنا کھیل نہیں ہے مگر تم متفرق رہے تو یاد رکھو تم سے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا جو کسی آگے والے کے کام آسکے کیونکہ ہم میں سے ہر ایک پر بڑی بڑی فوجیں مسلط کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ طے یہ ہوا کہ یرموک پر سب جمع ہو جائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت:

جو مضمون عمروؓ کے پاس لکھ کر بھیجا گیا تھا وہی ابوبکرؓ کے پاس بھی بھیجا گیا تھا ابوبکرؓ کے پاس سے بھی ان لوگوں کو وہی ہدایت آئی جس کا مشورہ عمروؓ نے دیا تھا کہ تم جمع ہو کر ایک لشکر بن جاؤ اور اپنی فوجوں کو مشرکوں کی فوجوں سے بھڑا دو تم اللہ کے ساتھی ہو اللہ اس کا مددگار ہے جو اللہ کا مددگار ہے اللہ اس کو ذلیل کرتا ہے جو اس کا انکار کرتا ہے تم جیسے لوگ قلت تعداد کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے دس ہزار بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ اگر گناہوں کے گرفتار رہیں گے تو وہ دس ہزار سے ضرور مغلوب ہو جائیں گے۔ لہٰذا تم گناہوں سے محترز رہو اور یرموک میں مل کر کام کرنے کے لیے جمع ہو جاؤ تم میں سے ہر امیر اپنی فوج کے ساتھ نماز ادا کرے۔

رومیوں کا واقوصہ میں اجتماع:

ہرقل کو مسلمانوں کے یرموک پر جمع ہونے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے پادریوں کو لکھا کہ تم رومیوں کے ساتھ جمع ہو جاؤ اور ان کو ایسے مقام پر فروکش کرو جس میں کافی گنجائش اور وسعت ہو اور بھاگنے والوں کے لیے راستہ تنگ ہو۔ تمہاری فوج کا سپہ سالار تذارق کو مقرر کیا جاتا ہے۔ مقدمے پر جرجہ اور دونوں بازوؤں پر باہان اور دراقص متعین کیے جائیں اور امیر حرب فیقار کو بنایا جائے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور [illegible] چھوڑ دیں ۔ 38

حضرت خالدؓ کی جہاد شام میں شرکت

مسلمان [illegible] رومیوں کے [illegible]

[illegible]

حضرت خالدؓ اور ماہان کی جنگ

سیف کا بیان ہے کہ جب مسلمان یرموک پہنچے تو انہوں نے ابوبکرؓ [illegible] مدد کے لیے لکھا [illegible]

[illegible]

رومی سپاہ کی تعداد

[illegible]

جنگ یرموک

38 **حضرت خالد بن ولیدؓ کا امرائے اسلام کو مشورہ**

ابوبکرؓ نے شام کے امیروں کے لیے جو علاقے مشخص کر دیئے تھے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن الجراح کے لیے حمص، یزید بن ابی سفیان کے لیے دمشق، شرحبیل بن حسنہ کے لیے اردن اور عمرو بن عاص اور علقمہ بن مجزز کے لیے فلسطین کا تعین کیا تھا تو یہ حضرات اس جنگ سے فراغت پانے کے بعد مصر چلے گئے تھے۔ جب مسلمان شام کے قریب پہنچے تو دشمنوں کو خوف ہوا، وہ ان کے مقابلے کو آگئے، ان سب کی یہ رائے قرار پائی کہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور مسلمانوں کی پوری فوج کو دشمن کی ہر فوج سے ٹکرا دیا جائے۔ خالدؓ یہ کہہ کر مسلمان امراء کے پاس آ گئے اور ان سے کہا اے سردارو! کیا آپ ایسا مشورہ ماننے کے لیے تیار ہیں جس کے متعلق امید ہے کہ خدا ہماری مدد کرے گا اور آپ کے مراتب میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

خالدؓ روایت ہے کہ شام میں ان چاروں امراء کے ساتھ ستائیس ہزار کا لشکر تھا۔ تین ہزار سپاہی خالد بن سعید کے پاس سے بھاگے ہوئے تھے جن کو ابوبکرؓ نے معاویہ اور شرحبیل کو دے دیا تھا اور دس ہزار عراق کی فوج کے تھے جو خالد بن ولید کے ساتھ آئے تھے اور چھ ہزار وہ تھے جو خالد بن سعید کے بعد عکرمہ کے ساتھ تھے اور پشت پناہ بنے رہے تھے اس طرح مسلمانوں کا پورا لشکر چھیالیس ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔

فوج کی قطار، منتظم امراء:

خالدؓ کے آنے سے پہلے سب امراء اپنی اپنی فوجوں کے لڑانے میں کسی ایک امیر کے ماتحت نہیں تھے۔ یرموک میں ابوعبیدہؓ کا لشکر عمرو بن العاص کے پڑوس میں قیام پذیر تھا اور شرحبیل کا لشکر یزید بن ابی سفیان کے لشکر کے پڑوس میں۔ چنانچہ کبھی کبھی ابوعبیدہؓ عمرو کے ساتھ اور شرحبیل یزید کے ساتھ نماز پڑھتے تھے مگر عمرو اور یزید ابوعبیدہ اور شرحبیل کے ساتھ کبھی نہ پڑھتے تھے۔ خالدؓ نے آ کر یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے لشکر کو علیحدہ ٹھہرایا اور اہل عراق کے ساتھ تنہا رہے۔

رومیوں کی جنگ:

اس وقت مسلمان رومیوں کی جنگ دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے اور رومی باہان اور اس کی فوجوں کے آنے سے قوی تھے۔ اب طرفین میں لڑائی ہوئی۔ رومیوں کو شدت سے شکست ہوئی، اور ان کی امدادی فوج بکھر گئی یہاں تک کہ خندق تک بھاگ گئی وہ قریب ایک خندقوں میں آخری حد کو پہنچے تک یہ لوگ اپنی خندقوں میں گھسے رہے، باہان ان کو آفتاب پرستی پر ابھارتے رہے آخر ان کی قسمت نے پلٹا کھایا تو رومیوں میں ایسا جوش پیدا ہوا جو نہ دیکھا گیا۔ پھر وہ میدان جنگ کی طرف بڑھے جس کی نظیر پہلی لڑائیوں میں نہیں پائی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا امراء سے خطاب:

مسلمانوں کو رومیوں کے میدان کی طرف آنے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آمادہ ہونے کا ارادہ کیا تو خالدؓ نے سب

[illegible]

[illegible]

حضرت خالد بن ولید کی رائے

[illegible]

حضرت خالد بن ولید کی رائے سے اتفاق

[illegible]

اسلامی سپاہ کی نئی ترتیب

[illegible]

دستے پر امراؤ القیس ایک دستے پر یزید بن یحنس ایک دستے پر ابو عبیدہ ایک دستے پر عکرمہ ایک دستے پر قعقاع ایک دستے پر عبدالرحمن بن خالد ان کی عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی ایک دستے پر حبیب بن مسلمہ ایک دستے پر صفوان بن امیہ ایک دستے پر سعید بن خالد ایک دستے پر ابو الاعور بن سفیان ایک دستے پر ابن ذی الخمار دائیں بازو کے ایک دستے پر عمارہ بن مخشی بن خویلد ایک دستے پر شرحبیل ان کے ساتھ خالد بن سعید بھی تھے ایک دستے پر عبداللہ بن قیس ایک دستے پر عمرو بن عبسہ ایک دستے پر سمط بن الاسود ایک دستے پر ذوالکلاع ایک دستے پر معاویہ بن حدیج ایک دستے پر جندب بن عمرو بن حممہ ایک دستے پر عمرو بن فلان ایک دستے پر لقیط بن عبدالقیس بن بجرہ جو بنو فزارہ کے حلیف تھے اور میسرہ کے ایک دستے پر یزید بن ابی سفیان ایک دستے پر زبیر ایک دستے پر حوشب ذوظلیم ایک دستے پر قیس بن عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن مازن بن نجار جو قبیلہ ہوازن سے تھے اور بنی نمیر کے حلیف تھے ایک دستے پر عصمہ بن عبداللہ جو بنو اسد کے حلیف تھے ایک دستے پر ضرار بن الازور ایک دستے پر مسروق بن فلاں ایک دستے پر عتبہ بن ربیعہ بن بہز جو بنی عصمہ کے حلیف تھے ایک دستے پر جاریہ بن عبداللہ الاشجعی جو بنی سلمہ کے حلیف تھے ایک دستے پر قباث تھے اور لشکر کے قاضی ابوالدرداء تھے اور قصہ گو ابوسفیان بن حرب تھے اور ہراول کے افسر قباث بن اشیم اور سامان کے افسر عبداللہ بن مسعود تھے۔

نیز ایک روایت میں یہ ہے کہ اس لشکر کے قاری مقداد تھے بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ سنت جاری فرما دی تھی کہ قتال کے وقت جہاد کی سورت یعنی سورۂ انفال تلاوت کی جائے بعد میں مسلمانوں نے اس پر عمل کیا۔

ایک ہزار صحابہ کی شرکت:

عبادہ اور خالد کا بیان ہے کہ یرموک کی جنگ میں ایک ہزار صحابہ رسول اللہ ﷺ شریک تھے اور ان میں ایک سو وہ تھے جن کو جنگ بدر کی سعادت حاصل ہو چکی تھی ابوسفیان گھوم کر چلتے پھرتے دستوں کے سامنے ٹھہر جاتے اور یہ کہتے: اللہ اللہ تم حامیان عرب اور انصار اسلام ہو اور وہ حامیان روم اور انصار شرک ہیں الٰہی یہ جنگ صرف تیرے نام کے لیے ہے اے خدا اپنے بندوں پر اپنی مدد نازل فرما۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا زخمی گھوڑا:

ایک شخص نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا رومی کتنے زیادہ ہیں اور مسلمان کتنے کم ہیں تو حضرت خالد نے کہا رومی کتنے کم اور مسلمان کتنے زیادہ ہیں اس کے بعد آپ نے کہا فوج فتح و نصرت سے کثیر اور ناکامی سے قلیل ہوتی ہے نہ کہ آدمیوں کی تعداد سے اے کاش! میرے گھوڑے کا پاؤں اچھا ہوتا خواہ دشمن تعداد میں دگنے ہوتے خالد رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا پاؤں چلتے چلتے زخمی ہو گیا تھا۔

جنگ کا آغاز

تمام انتظامات سے فارغ ہو کر خالد نے عکرمہ اور قعقاع کو جو قلب کے دونوں بازوؤں پر متعین تھے جنگ کے شروع کرنے کا حکم دیا چنانچہ ان دونوں صاحبوں نے رجز پڑھنا شروع کیے، جنگ شروع ہو گئی، لشکر آگے بڑھے، گھڑسوار ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور وہ باہم نیزوں سے حملے کرنے لگے۔

مدینہ کا قاصد:

یہاں یہ ہو ہی رہا تھا کہ اتنے میں مدینہ سے ایک آدمی آیا۔ سواروں نے اسے گھیر لیا اور پوچھا کہ کیا خبر ہے اس نے کہا سب خیریت ہے تمہاری امداد کے لیے فوجیں آ رہی ہیں مگر اصل واقعہ یہ تھا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہؓ کی امارت کا حکم لایا تھا۔ لوگوں نے اسے خالدؓ کے پاس پہنچایا اس نے خالد رضی اللہ عنہ کو چپکے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی اور فوج کے لوگوں سے جو کچھ کہا تھا اس سے بھی خالد رضی اللہ عنہ کو باخبر کر دیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے بہت اچھا کیا تم ٹھہرو اور اس کے ہاتھ سے خط لے کر اپنے ترکش میں ڈال لیا۔ کیونکہ خالد رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ اگر خبر لشکر کو معلوم ہو گئی تو ان میں ابتری پھیل جائے گی محمیہ بن زنیم خالدؓ کے پاس کھڑے ہو گئے مدینے کے قاصد یہی تھے۔

حضرت خالدؓ اور جرجہ:

جرجہ اپنی فوج سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور آواز دی خالدؓ اپنی فوج سے نکل کر میرے پاس آئیں خالدؓ بڑھ کر اس کے پاس پہنچے اور اپنی جگہ ابوعبیدہؓ کو مقرر کر گئے جرجہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو دونوں صفوں کے درمیان ٹھہرایا دونوں اتنے قریب ہو گئے کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں کیونکہ دونوں نے ایک دوسرے کو امان دے دی تھی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تلوار کے متعلق سوال:

جرجہ نے کہا اے خالدؓ مجھ کو سچ سچ بتانا جھوٹ نہ بولنا شریف جھوٹا نہیں ہوتا اور نہ مجھے دھوکا دینا کیونکہ کریم النفس انسان ایسے شخص کو دھوکا نہیں دیتا جو خدا کا واسطہ دے کر آئے کیا اللہ نے تمہارے نبی پر آسمان سے کوئی تلوار اتاری ہے اور انہوں نے وہ تلوار تم کو دے دی ہے کہ تم جس قوم پر اس کو کھینچو وہ شکست کھا جاتی ہے خالدؓ نے کہا نہیں تو نہیں ہے جرجہ نے پوچھا پھر تمہارا نام سیف اللہ کیوں ہے۔

سیف اللہ کا لقب:

خالدؓ نے کہا اللہ نے ہم میں اپنے ایک نبی کو مبعوث کیا۔ انہوں نے ہم کو دعوت دی پہلے تو ہم میں سے کسی نے ان کی بات نہ مانی بلکہ ان سے الگ الگ رہے مگر کچھ عرصے کے بعد بعض لوگوں نے ان کی تصدیق کی اور ان کے پیرو ہو گئے اور بعض ان سے دور رہے اور ان کو جھٹلایا میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ان کی تکذیب کی آپ سے دور رہا اور ان سے لڑے مگر پھر اللہ نے ہمارے دلوں اور پیشانیوں کو پکڑ لیا اور ہم کو ہدایت دی ہم نے ان کی پیروی کی پھر اس پیغمبر خدا نے مجھ کو فرمایا کہ تم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہو جس کو اللہ نے مشرکین پر کھینچا ہے آپ نے میرے لیے نصرت کی دعا فرمائی ہے چنانچہ تب سے میں سیف اللہ مشہور ہوں اور مشرکین کے لیے سب سے زیادہ سخت مسلمان ہوں جرجہ نے کہا بے شک تم نے سچ کہا ہے۔

جرجہ کو دعوت اسلام:

جرجہ نے پھر کہا اے خالدؓ بتلاؤ تم مجھے کن باتوں کی طرف دعوت دیتے ہو۔ خالدؓ نے کہا میں تم کو اس امر کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اقرار کرو کہ جو کچھ وہ لائے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے جرجہ نے کہا اور جو شخص تمہاری اس بات کو نہ مانے خالدؓ نے کہا وہ جزیہ ادا کرے ہم اس کے جان و مال کی

[illegible]

جرجہ کے اسلام سے متعلق سوالات:

[illegible] واقعی وہ تم سب سے افضل ہوگا۔

جرجہ کا قبول اسلام:

[illegible]

جرجہ کی شہادت:

[illegible]

رومیوں کی پسپائی:

[illegible]

لیے تو کوئی جگہ تو تھی نہیں جنگ کرنے کے لیے ان کا راستہ تھا مگر خالدؓ کے ہاتھ سے تو دشمن کے سواروں کو جنگ کے لیے استعمال کیا اور وہ بھاگ گئے اور پیادہ فوج میدان جنگ میں چھوڑ گئے اس بھاگ کے دوران ان کے گھوڑے جنگل میں ادھر ادھر بھاگتے ہوئے پھرنے لگے اس وقت مسلمانوں نے ان کا راستہ چھوڑ دیا ان کو جہاں جانا تھا چلے گئے۔

واقوصہ کی گھاٹی:

مسلمانوں نے یہ دیکھ کر رومی سواروں کے لیے راستہ چھوڑ دیا جس سے وہ راستہ پا کر بھاگ نکلے اور مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے۔ پھر خالدؓ اور مسلمان پیادوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو کاٹ کاٹ کر یہ حالت کر دی گویا کہ ایک عظیم الشان دیوار تھی جو منہدم ہو گئی۔ رومی اپنی خندق میں گھس گئے۔ خالدؓ وہاں بھی پہنچے وہاں سے جان بچا کر رومیوں نے واقوصہ کی گھاٹی کی طرف رخ کیا جن لوگوں کے پاس زنجیریں اور بیڑیاں تھیں اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں وہ اس گھاٹی میں دھڑا دھڑ گرنے لگے۔ پھر ان میں سے جو ہونے کے لیے تیار کھڑے رہنا چاہتے ان کو وہ لوگ جن کے دلوں پر دہشت طاری ہو گئی تھی ایک ایک کے گرنے سے دس دس ساتھی جان بحق ہو جاتے اور ان کے ساتھ باقی لوگ بے بس ہو جاتے۔ ایک لاکھ بیس ہزار رومی واقوصہ کی گھاٹی کی نذر ہوئے ان میں سے اسی ہزار پابجولاں تھے اور چالیس ہزار کھلے ہوئے۔ یہ تعداد ان سواروں اور پیادوں کے علاوہ ہے جو معرکہ میں قتل ہوئے۔ اس جنگ کے مال غنیمت میں سے ہر سوار کو پندرہ سو کا حصہ دیا گیا تھا۔

رومی سرداروں کا قتل:

تیقار اور بعض دوسرے معزز رومی سرداروں نے مارے شرم اور غیرت کے اپنی چادروں سے اپنے منہ چھپا لیے اور بیٹھ گئے اور کہا آج اگر ہم تم اسی کی حمایت کرنے اور یوم مسرت دیکھنے کے قابل نہیں ہیں تو ہم اس ذلت اور بدبختی کے دن کو بھی دیکھنا نہیں چاہتے چنانچہ ان لوگوں کو اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔

خالدؓ خندق میں داخل ہونے کے بعد تذارق کے خیمہ میں جا ٹھہرے اور صبح تک وہیں قیام کیا آپ کے سوار اس خیمہ کو گھیرے رہے اور لوگ صبح تک لڑائی یا غارت گری میں مصروف رہے۔

چار سو مسلمانوں کی شہادت پر بیعت:

اسی روز عکرمہ بن ابی جہلؓ نے جوش میں آ کر کہا تھا میں وہ شخص ہوں جس نے ہر میدان میں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی ہے کیا آج میں رومیوں کی لڑائی میں تم سے ڈر کر بھاگ جاؤں گا؟ اس کے بعد عکرمہؓ نے بلند آواز سے کہا کہ موت کے لیے کون بیعت کرتا ہے؟ تب ان کے چچا حارث بن ہشام اور ضرار بن الازور اور ان کے علاوہ چار سو ممتاز مسلمانوں اور شہسواروں نے عکرمہؓ کے ہاتھ پر موت کے لیے بیعت کی انہوں نے خالدؓ کے خیمے کے سامنے قتل کا بازار گرم کر دیا جب لڑتے لڑتے یہ لوگ زخموں سے چور ہو گئے تو میدان سے اٹھا کر لائے گئے ان میں سے اکثر مجاہد شہید ہو گئے کچھ لوگ تندرست ہوئے جن میں سے ایک ضرار بن الازور ہیں۔

عکرمہ بن ابی جہل کی شہادت:

جب صبح ہوئی تو لوگ عکرمہؓ کو زخمی حالت میں خالدؓ کے پاس لائے۔ خالدؓ نے ان کا سر اپنی ران پر رکھا اس کے بعد اسی حالت میں عکرمہؓ کے بیٹے عمرو لائے گئے خالدؓ نے ان کا سر اپنی پنڈلی پر رکھا خالدؓ ان دونوں باپ بیٹے کے منہ سے خون پونچھتے ہوئے

اور ان کے حلق میں پانی کے قطرے ٹپکاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ ابن [illegible] نے [illegible] حصول [illegible] کر لی ہے۔

جنگ یرموک میں مسلم خواتین کی شرکت:

ابو امامہ اور عبادہ بن الصامت جنگ یرموک میں شریک تھے ان کا بیان ہے کہ یرموک کے دن مسلمان عورتیں بھی لڑی تھیں چنانچہ ابوسفیان کی بیٹی جویریہ بھی ایک جماعت کے ساتھ مل کر لڑی تھیں۔ یہ اپنے شوہر کے ساتھ تھیں ایک شدید لڑائی کے بعد شہید ہو گئیں اسی روز ابوسفیان کی آنکھ میں ایک تیر آ کر لگا تھا جس کو ابو حثمہ نے ان کی آنکھ سے نکالا تھا۔

اشتر کے متعلق ارطاۃ کی روایت:

ارطاۃ بن جہیش کی روایت ہے کہ یرموک کی لڑائی میں اشتر موجود تھے یہ جنگ قادسیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے اس روز رومیوں کی صف میں سے ایک شخص نکل کر آیا اور اس نے للکارا کون مقابلے پر آتا ہے یہ دیکھ کر اشتر اس کے مقابلے کے لیے نکلے دونوں نے ایک دوسرے پر وار چلائے اشتر نے کہا یہ لے اور میں ایادی جوان ہوں رومی نے کہا کہ خدا نے تجھ جیسے میری قوم میں کثرت پیدا کیے ہیں اگر تو میری قوم سے ہوتا تو میں رومیوں کے لیے تجھ کو ترجیح دیتا مگر اب میں ان کی مدد نہیں کرتا۔

زخمی مسلمان اور شہداء کی تعداد:

جنگ یرموک میں تین ہزار مسلمان زخمی اور شہید ہوئے تھے ان میں یہ لوگ بھی تھے عکرمہ، عمرو بن عکرمہ، سلمہ بن ہشام، عمرو بن سعید، ابان بن سعید، خالد بن سعید پر تکرار ہے کہ وہ [illegible] گئے تھے مگر معلوم نہیں ان کو کہاں انتقال ہوا ہے اور جندب بن عمرو بن حممہ الدوسی اور طفیل بن عمرو اور ضرار بن الازور پر بھی تکرار ہے کہ وہ زندہ رہے اور طلیب بن عمیر بن وہب جو عبد بن قصی سے تھے اور ہبار بن سفیان اور ہشام بن العاص۔

عمرو بن میمون اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب شکست خوردہ رومی یرموک کی لڑائی کے لیے جمع ہو رہے تھے تو ان کی مدد [illegible] ملا، تو ایک مسلمان نے خالد سے کہا: رومیوں کی تعداد کس قدر زیادہ اور مسلمانوں کی کس قدر کم ہے [illegible] جاتی ہے اگر ہم [illegible] زیادتی سے نہیں ہے تو خالد نے کہا [illegible] رومیوں سے [illegible] ہے ہاں میری آرزو تو یہ ہے کہ میرے گھوڑے کا پاؤں تندرست ہوتا اور رومی اپنی تعداد سے دو چند ہوتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رومیوں کی باوجود کثرت تعداد کے خالد نے ان کو شکست دی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا اعلان:

رجاء بن حیوۃ کہتے ہیں کہ اسی روز خالد نے کہا تمام تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے ابوبکر پر موت کا حکم جاری کر دیا وہ مجھے عمر سے زیادہ محبوب تھے اور تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا ہے وہ مجھے ابوبکر کے مقابلے میں ناپسند تھے مگر اب مجھے ان کی محبت کرائی

ہرقل کا مشورہ:

خالد بن سعید کی شکست پانے سے پہلے ہرقل فلسطین کے لیے بیت المقدس گیا ہوا تھا اور وہاں مقیم تھا کہ اس کو مسلمانوں کے حمص کے قریب آنے کی اطلاع ملی اس نے رومی سرداروں کو جمع کر کے کہا میری رائے میں تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو بلکہ صلح کر

لوگو! بہتر یہ ہے کہ تم شام کی نصف آمدنی ان کو دے دو اور نصف تم رکھو اور اس کے علاوہ ملک روم کے تمام پہاڑ تمہارے قبضے میں رہیں گے تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم ملک شام اور روم کے پہاڑوں سے بھی محروم ہو جاؤ۔ حاضرین نے جب ہرقل کی یہ بات سنی تو [illegible] بھاگ [illegible] حاضرین نے اس کی رائے کو رد کر دیا

ہرقل کا جنگ نہ کرنے پر اصرار:

ہرقل نے یہ دیکھ کر کہ لوگ اس کے مشورے کے خلاف ہیں اور ان پر جوش چھایا ہوا ہے [illegible] بھیجا اور [illegible] فوج کو متعین کیا اور مسلمانوں کے مقابلے کے لیے [illegible] روانہ کیا اور جب [illegible] سب لشکر ایک جگہ جمع ہو گئے تو وہاں سے بھی اپنی فوجوں کو [illegible] ایک جگہ [illegible] مقام پر [illegible] اور خود ہرقل [illegible] حمص میں آ گیا یہاں آ کر جب اس نے یہ اطلاع پائی کہ [illegible] پہنچ کر [illegible] ان کے [illegible] دیا ہے [illegible] تو اس نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ دیکھو میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم ان لوگوں سے [illegible] تم میں اس قوم سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے ان کا دین نیا دین ہے جو ان کے [illegible] ان کے مقابلے میں جانا گویا موت کے منہ میں جانا ہے۔

اہل دربار کی مخالفت:

اہل دربار نے ہرقل کی یہ گفتگو سن کر کہا کہ آپ کو چاہیے کہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے جنگ کریں اور عربوں کو ذلیل نہ سمجھیں اور آپ کا فرض ہے [illegible] ہرقل نے کہا میری تو [illegible] ہے میں بھی تو تمہارے مذہب کی [illegible] کا دل سے خیر خواہ ہوں۔

مسلمانوں کا اتحاد اور ایک عیسائی کا قبول اسلام:

جب اسلامی فوجیں یرموک پہنچیں تو مسلمانوں نے رومیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم تمہارے [illegible] بادشاہ سے ملنا اور گفتگو کرنا چاہتے ہیں [illegible] ان کی اطلاع [illegible] کی اس نے [illegible] کے [illegible] اجازت دی اس وفد کے ارکان حسب ذیل حضرات تھے: ابوعبیدہ، یزید بن ابوسفیان، حارث بن ہشام، ضرار بن ازور، ابوجندل بن سہیل [illegible] بادشاہ کے [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] جب [illegible] وہاں [illegible] مسلمانوں کا وفد [illegible] کے پاس پہنچا تو انہوں نے ان کے [illegible] سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے مذہب میں [illegible] کو [illegible] ہم [illegible] چاہتے کہ ہم سے [illegible] کی [illegible] اطلاع ہرقل [illegible] نے کہا [illegible] تم [illegible] بادشاہ [illegible] کی [illegible] اور مسلمانوں کی [illegible] گفتگو کا [illegible] کے [illegible] ہو گئے [illegible] گفتگو سے [illegible] اور مسلمان ہو گئے۔

تذارق کی گرفتاری و قتل

شام کے [illegible] کا [illegible] ہے کہ جس [illegible] خالد بن ولید [illegible] رات کو [illegible] کو شکست دی مسلمان [illegible]

کی چھاؤنی [illegible] سالار [illegible] تک [illegible] سے [illegible] [illegible] بہادر [illegible] تھے [illegible] [illegible] تھی [illegible] [illegible] ہو [illegible] [illegible] کا [illegible] اپنے [illegible] [illegible] جان [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] انہوں نے [illegible] حکم دیا [illegible] [illegible] انہوں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

ابو امامہ کی طلایہ گردی کی مہم

ابو امامہ کہتے ہیں کہ [illegible] مجھ کو طلایہ گردی کے لیے روانہ کیا [illegible] میرے ساتھ [illegible] سوار تھے [illegible] ان کے مکانوں اور [illegible] کے درمیان [illegible] ایک [illegible] جہاں تک کہ تم کو حکم دیا جائے وہاں تک پہنچ [illegible] [illegible] میں [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک شخص [illegible] [illegible] میں نے اپنے گھوڑے [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس کے بعد [illegible] اس [illegible] اور وہاں سے [illegible] [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] ساتھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] [illegible] ان [illegible] دیکھا تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ساتھی [illegible] اپنے [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] ہو گئے۔

ابو عبیدہ نے [illegible] [illegible] [illegible] کا حکم [illegible] [illegible] جب [illegible] آیا تو وہاں انہوں نے [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

قباث کا اپنے اشعار کے متعلق بیان:

قباث کہتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جنگ [illegible] بہت [illegible] مال غنیمت ملا [illegible] [illegible] ایک [illegible] شخص کے [illegible] [illegible] جاہلیت [illegible] [illegible] [illegible] کی تھی۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ جب [illegible] [illegible] اور مجھ کو یہ احساس ہوا [illegible] اپنے [illegible] [illegible] شخص کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بہت اچھا کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شہروں میں سے ایک شہر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

تب میں اور میرے ساتھ جو ساتھی اس طرح ایک ہم عمر تھا اس کے ساتھ بات نے کہا سے پہلے کا مال بیچ کر دو۔ وہاں سے ہم نکلے تو گھر آباد ہو گئے گویا کچھ نہیں ملا اس کے بعد میں اپنے گھر مکہ میں چلا گیا اور اب کے بڑے لوگوں میں میرا شمار ہونے لگا۔

قباث بن اشیم سے ملاقات:

جب ہم لوگ وہاں پہنچے بلایا تو میں نے اس قباث کو پہچان لیا۔ میں نے لوگوں سے اس شخص کا مکان دریافت کیا انہوں نے بتایا ہم کو معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ وہ تو دیہاتی ہیں۔ بعد مجھے ان کا پتہ لگ گیا میں ان کے لڑکوں کے پاس پہنچا جو میرے بعد پیدا ہوئے ہوں گے ان سے میں نے یہ واقعہ بیان کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ کل آئیں تو بہتر ہے کیونکہ اس وقت ان کی حالت تو اس قابل نہیں ہے کہ آپ ان سے مل سکیں چنانچہ میں صبح کو ان کے پاس گیا ان کے لڑکوں نے ان کو ان کی کوٹھری سے باہر نکالا اور مجھ سے ملاقات کرانے کے لیے ان کو بٹھایا اور جب میں ان کو پچھلے واقعات یاد دلا رہا تھا تو ان کو یاد آ گیا اور شوق سے سننے لگا اور ان کو مزے لے لے کر جھومنے لگا اور مجھ سے بیان کرتا رہا۔ غرض ہم دونوں دیر تک بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے لڑکوں کو یہ ہمارا بیٹھنا گراں گزرنے لگا۔ اس لیے انہوں نے اس کو کسی ایسی چیز سے جس سے وہ ڈرتے تھے ڈرایا: کہ وہ اپنے کوٹھری میں گھس جائے یہ بات اس کی عقل میں آ گئی اور مجھ سے کہا کہ اس زمانے میں تم کسی چیز سے نہیں ڈرتے تو میں نے کہا یہ قصہ اس کے بعد میں نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو کچھ دے کر ان کے ساتھ کچھ سلوک کیا اور پھر چلا آیا۔

مروان بن الحکم کا قباث سے استفسار:

مروان بن الحکم نے قباث سے سوال کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ؟ قباث نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں مگر میں آپ سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔ مروان نے پوچھا تمہیں سب سے زیادہ پرانی کیا بات یاد ہے؟ قباث نے کہا کہ ہاتھی کی لید کو ایک سال تک پڑی ہوئی دیکھی ہے۔ پھر پوچھا اس کے بعد کیا چیز یاد ہے؟ قباث نے کہا قبیلہ قضاعہ کا ایک شخص دیکھا ہے جب میں جوان ہو گیا اور کچھ سمجھنے کا خیال ہوا تو مجھے ایسے شخص کی تلاش ہوئی جس کے ساتھ ہو کر میں لوٹ مار کیا کروں۔ لوگوں نے اس کا پتہ بتایا اور وہی قصہ مروان کو سنایا جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

یزید بن ابی سفیان کی روانگی تبوک:

صالح بن کیسان کی روایت ہے کہ جب اسلامی فوج روانہ ہوئی اس وقت ابوبکرؓ یزید بن ابی سفیان کو نصیحتیں کرتے ہوئے مدینہ سے باہر تک آئے تھے یزید گھوڑے پر سوار تھے اور آپ پیدل چل رہے تھے۔ نصیحتوں سے فارغ ہو کر آپ نے یزید سے کہا السلام علیکم اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں یہ کہہ کر ابوبکرؓ واپس ہو گئے اور یزید روانہ ہو کر تبوک پہنچے۔ ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ گئے اور ان کی امداد کے لیے جو تھوڑی فوج تھی اس کے افسر ہو کر ابوعبیدہ بن الجراح روانہ ہوئے ان تینوں نے ایک ہی راستہ اختیار کیا تو ان کے بعد عمرو بن العاص روانہ ہوئے وہ غمر عربات میں جا کر اترے ان کے مقابلے پر رومیوں کی ستر ہزار فوج فلسطین کے بالائی علاقے میں شہر جلق میں آ کر ٹھہری اس کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا۔ عمرو بن العاص نے فوراً ابوبکرؓ کو رومیوں کی عظیم الشان تیاری سے مطلع کیا اور امداد طلب کی اسی اثناء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ خالد بن سعید بن العاص جو اس وقت علاقہ شام میں مرج الصفر میں تھے پانی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے کہ رومی دیہاتیوں نے ان کو گھیر کر قتل کر دیا۔

شرحبیل بن حسنہ کی واپسی

[illegible]

علاقہ شام کی پہلی صلح

[illegible]

مرج الصفر کا واقعہ

[illegible]

حضرت خالد بن ولید کی فتوحات

[illegible]

آپ سے صلح کر لی۔ وہاں سے چل کر آپ مرج راہط آئے۔ وہاں قبیلہ غسان پر ان کی عید فصح (ایسٹر) کے دن ان پر چھاپہ مارا ان کے مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈیاں بنا لیا۔ آپ نے بسر بن ارطاۃ اور حبیب بن مسلمہ کو غوطہ کی طرف بھیجا یہ دونوں ایک کنیسہ پر پہنچے اور اس میں کے سب مرد عورت گرفتار کر لیے اور انہیں خالدؓ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت خالدؓ کے نام تنبیہ آمیز فرمان:

اسی اثناء میں خالدؓ کے پاس جب وہ حج کر کے حیرہ کو واپس ہو رہے تھے ابوبکرؓ کا خط پہنچا کہ تم یہاں سے یرموک جا کر مسلمانوں کی فوج کے پاس پہنچو کیونکہ اب تک وہ دشمنوں کو اور دشمن ان کو دق کر رہے ہیں اور یہ حرکت جو تم نے کی ہے آئندہ نہ ہونی چاہیے یہ محض خدا کا فضل ہے کہ تمہاری طرح دشمن پر کوئی اور شخص غالب نہیں آتا اور نہ تمہاری طرح کوئی شخص دشمن کے نرغے سے صحیح سلامت نکلتا ہے میں تم کو تمہاری حسن نیت اور کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں تم اس کام کو پایہ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا مگر تمہارے دل میں غرور و خود پسندی پیدا نہ ہونی چاہیے یہ خسارے اور رسوائی کا باعث ہوتی ہے اور تمہیں اپنے کسی عمل پر نازاں ہونا نہ چاہیے کیونکہ لطف و عنایت اللہ کی ہے اور اسی کے ہاتھ میں اعمال کی جزا ہے۔

عراق کی جنگوں کی اہمیت:

نجم البکالی کا بیان ہے کہ اہل کوفہ میں سے جو لوگ ان لڑائیوں میں کام آ چکے تھے جب ان کو معاویہ کی طرف سے کوئی شکایت پیدا ہوتی تو وہ معاویہ کو دھمکاتے تھے اور کہتے تھے کہ معاویہ کیا چاہتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ذات السلاسل والے ہیں یہ لوگ ذات السلاسل سے لے کر الفراض تک کی لڑائیوں کے مقابلے میں بعد کی لڑائیوں کا تذکرہ بہت حقارت سے کرتے تھے۔

ابن خالد بن سعید کی شہادت:

جب ابوبکرؓ نے خالد بن الولید کو عراق بھیجا تھا اسی وقت خالد بن سعید بن العاص کو شام روانہ کیا تھا اور دونوں کو ایک طرح کی ہدایات دی تھیں خالد بن سعید شام پہنچے وہاں انہوں نے دشمن پر حملہ نہیں کیا بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرتے رہے یہ دیکھ کر رومیوں کے دل میں خالدؓ کی ہیبت پیدا ہوئی اور ان کے مقابلے سے ہٹ گئے اس موقع پر خالدؓ نے ابوبکرؓ کی ہدایت کے مطابق صبر سے کام نہیں لیا بلکہ دشمن کی طرف بڑھ گئے رومیوں نے سامنے سے ہٹ کر خالدؓ کو راستہ دے دیا حتیٰ کہ صفر تک پہنچا دیا اور جب خالدؓ وہاں پہنچ کر بے فکر ہو گئے تو رومی ان کی طرف بڑھے اتفاق سے ان کو خالدؓ کے بیٹے سعید جو بارش سے بچ کر کہیں بیٹھے ہوئے تھے مل گئے رومیوں نے ان کو اور ان کے چند رفیقوں کو قتل کر دیا اس کی اطلاع خالدؓ کو ہوئی خالدؓ وہاں سے نکل کر بھاگے [illegible] کہیں ٹھہرے۔ اس کے بعد رومی یرموک کی طرف گئے اور وہاں قیام کیا رومیوں نے کہا خدا کی قسم ہم ابوبکرؓ کو ایسا پریشان کریں گے کہ وہ ہمارے ملک میں اپنے سواروں کا بھیجنا بھول جائیں۔ خالد بن سعید نے ان واقعات سے ابوبکرؓ کو مطلع کیا۔

رومی حملوں کا استیصال:

ابوبکرؓ نے عمرو بن العاص کو لکھا وہ اس وقت قضاعہ میں تھے کہ یرموک پہنچ جاؤ انہوں نے اس کی تعمیل کی پھر ابوبکرؓ نے ابوعبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابی سفیان کو بھی روانہ کیا ان دونوں کو آپ نے غارت گری کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ جب تک غلبہ نہ ہو تو

جو دشمن کے علاقے میں آگے بڑھتا۔ شرحبیل بن حسنہ خالد کے پاس سے کوئی خوش خبری لے کر آئے تھے ابوبکرؓ نے ان کو بھی ایک فوج دے کر شام کو روانہ کر دیا۔ ان فوجوں کے برابر بھیجنے کے لیے ابوبکرؓ نے انہیں الگ علاقے نامزد کر دیے تھے جب یہ لوگ یرموک پہنچے اور رومیوں نے ان کا مقابلہ کیا تھا تو ان کی کثرت پر بہت نادم ہوئے اور ابوبکر ؓ کو مشکلات سے آگاہ کیا۔ صفر سے لے کر ربیع تک رومی اور مسلمان ایک دوسرے کو پریشان اور دق کرتے رہے مگر بعد میں رومیوں نے واقوصہ کی گھاٹی میں پڑاؤ کیا۔

ابوبکرؓ نے کہا میں خالد بن ولید کے ہاتھوں رومیوں کے دل سے شیطانی وسوسے نکال دوں گا۔ اور آپ نے خالد ؓ کو وہ خط لکھا جو اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے اور یہ حکم دیا کہ عراق پر مثنیٰ بن حارثہ کو نصف فوج بھی دے کر آؤ تب شام جاؤ اور جب خدا تعالیٰ شام کو مسلمانوں کے لیے فتح کرا دے تم عراق کی حکومت پر واپس آ جانا۔

حضرت خالد ؓ کا رومیوں کے عقب میں پہنچنے کا فیصلہ:

خالد ؓ نے ان مجاہدوں کو جنہوں نے کار ہائے نمایاں انجام دیے تھے انعامات دینے کے بعد باقی خمس عمیر بن سعد انصاری کے ذریعے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا اور اپنے شام کو روانہ ہونے کی اطلاع بھی دے دی۔ اور رہبروں کو ساتھ لے کر حیرہ سے روم کی طرف چلے پھر صحرا میں قراقر تک گئے اس کے بعد کہا کہ مجھے کوئی ایسا راستہ ملنا چاہیے جس سے میں رومیوں کے عقب میں پہنچ جاؤں کیونکہ اگر میں ان کے سامنے سے گیا تو وہ مجھ کو روک لیں گے اور مسلمانوں کی امداد کرنے نہ دیں گے۔ رہبروں نے کہا ایسا راستہ صرف ایک ہے مگر وہ فوجوں کے گزرنے کے قابل نہیں ہے البتہ تنہا ایک سوار جا سکتا ہے۔ آپ ہم کو مصیبت میں مبتلا نہ کیجیے مگر خالدؓ اسی راستے سے جانے پر اڑ گئے کوئی رہبری پر آمادہ نہ ہوتا تھا آخر کار رافع بن عمیرہ ڈرتے ڈرتے رہنمائی پر تیار ہو گئے۔

حضرت خالد ؓ کا مجاہدین سے خطاب:

خالدؓ نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر فرمایا تم میں اختلاف اور ضعف ایمان پیدا نہ ہونا چاہیے یاد رکھو خدا کی طرف سے مدد بقدر نیت آتی ہے اور اجر بقدر خلوص ملتا ہے مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی دشواری میں گرفتار ہو کر پریشان ہو جائے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے اس کے جواب میں لوگوں نے کہا کہ تم ایسے آدمی ہو کہ اللہ نے کامیابی اور بہتری تمہارے لیے جمع کر دی ہے لہٰذا تم جو چاہو کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں سب نے اپنے دلوں میں وہی نیت خلوص اور جذبہ پیدا کر لیا جو خالدؓ کے دل میں موجزن تھا۔

مجاہدین کی سوی کو روانگی:

وہ لوگ خالدؓ کے حکم سے پیش قدمی کے لیے تیار ہو گئے آپ نے ہر سوار کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑے کے لیے پانی بچا کر رکھے اس کے بعد آپ نے یہ کیا کہ جتنی ضرورت تھی بڑی بڑی اونٹنیوں کو پہلے پیاسا رکھا اور پھر ان کو خوب پانی پلایا اور پھر پلایا اس کے بعد ان کے کان قریب سے چیر کر بند کر دیے اور ان کی دمیں کھول دیں پھر یہ لوگ سوار ہو کر قراقر سے سوی کی طرف روانہ ہوئے سوی کا دوسری طرف کا علاقہ شام سے متصل تھا ایک منزل طے کرنے کے لیے دس اونٹنیوں کے پیٹ چاک کیے اور ان کے معدوں میں سے جو کچھ رہا وہ پانی نکال کر سب نے نوش کیا گھوڑوں کو پلا دیا اور اپنے ہونٹ بھی پانی سے تر کر لیے یہاں تک اسی ترکیب سے سفر کیا رافع بن عمیر الطائی نے خالدؓ سے کہا آپ لبتہ کے پاس سے گزریں تو وہاں بیری کے درخت ملیں گے۔ جیسے ہی وہ آپ کو نظر آئیں تو پہنچ جائیں گے

تمہارے ساتھ ہے تم نے اہل فارس کے اراذل و اوباش کی فوج بھیجی ہے جن میں لوگ مرغیوں اور خنزیر پالنے والے ہیں میں تمہیں اگر انہی کے ہاتھوں سے قتل کراؤں گا۔

مثنیٰ کا شہربراز کو جواب:

مثنیٰ نے اس خط کا یہ جواب دیا: یہ خط مثنیٰ کی طرف سے شہربراز کے نام لکھا جاتا ہے تم دو حال سے خالی نہیں یا تو جو تم نے لکھا ہے اس میں تم باغی ہو یا جھوٹے ہو اگر باغی ہو تو اس میں تمہارے لیے برائی اور ہمارے لیے بھلائی ہے یا تم نے جو کچھ لکھا ہے جھوٹ ہے تو یاد رکھو کہ بادشاہوں میں جھوٹا ہے تو وہ سب سے زیادہ مستحق سزا اور خدا اور اس کے بندوں کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے تمہارے خط کے مضمون سے ہم نے یہ پتہ چلایا ہے کہ تم ان کمینوں اور غریبوں سے کام لینے پر مجبور ہو گئے ہو لہٰذا ہم اس خدا کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے تمہارے کید و مکر کو ان مرغیاں پالنے والوں تک پہنچا دیا۔ مثنیٰ کا یہ جواب پڑھ کر اہل فارس پریشان ہو گئے اور کہنے لگے شہربراز ایک منحوس اور ذلیل مقام کی پیداوار ہے (وہ میسان میں رہا کرتا تھا بعض مقامات کا قیام اپنے باشندوں کے لیے باعث ذلت ہوتا ہے) انہوں نے کہا کہ آپ نے اپنی تحریر سے دشمن کو ہم پر دلیر بنا دیا ہے آئندہ جب کبھی آپ کسی کو خط لکھیں تو اس کے متعلق ہم سے مشورہ کر لیا کریں۔

جنگ بابل:

بابل پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے راستے کے قریبی کنڈ کے پاس شدت کی لڑائی ہوئی مثنیٰ اور ان کے ساتھ چند اور لوگوں نے ہاتھی پر حملہ کیا ہاتھی مسلمانوں کی صفوں اور دستوں میں گھس کر انتشار پیدا کر رہا تھا یہ لوگ اس کے مارنے میں کامیاب ہو گئے۔ اہل فارس نے شکست کھائی۔ مسلمان ان کا تعاقب کرتے اور مارتے مارتے ان کی فوجی چوکیوں سے بھی آگے بڑھ گئے اور پھر فوجی چوکیوں میں آ کر مقیم ہو گئے تعاقب کرنے والے دستے دشمنوں کا تعاقب کرتے کرتے مدائن تک پہنچ گئے۔

ہرمز کی شکست:

یہاں تو ہرمز جادویہ کو شکست ہوئی اور ادھر شہربراز کا انتقال ہو گیا جس سے اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو گیا سواد کا وہ تمام علاقہ جو دجلہ اور برس سے اس طرف واقع تھا مثنیٰ اور مسلمانوں کے قبضے میں رہ گیا۔

آزرمیدخت کی جانشینی:

اس کے بعد اہل فارس نے اتفاق کر کے شہربراز کے بعد کسریٰ کی لڑکی دخت زنان کو تخت نشین کیا مگر وہ اس سے انتظام سلطنت نہ سنبھل سکا اس لیے اس کو معزول کر کے سابور بن شہربراز کو بادشاہ بنایا اس کا مدار المہام فرخ زاد بن بندوان بنا اور اس نے سابور سے کہا کہ کسریٰ کی بیٹی آزرمیدخت کو میرے نکاح میں دے دو سابور نے فرخ زاد کی درخواست منظور کی اور آزرمیدخت کا نکاح فرخ زاد سے کر دیا اس پر آزرمیدخت بہت غضب ناک ہوئی اور کہا اے ابن عم کیا تم میرا نکاح میرے غلام سے کرتے ہو اس نے کہا تمہیں ایسی بات کہنے سے شرمانا چاہیے آئندہ کبھی نہ کہنا وہ تمہارا شوہر ہے آزرمیدخت نے سیاوخش کو بلایا وہ بڑا قاتل بھی تھا اور اس سے اپنے معاملے کی خطرناک صورت حال بیان کی اس نے کہا اگر آپ کو یہ بات ناپسند ہے تو اب اپنی ناراضی کا اظہار نہ کیجیے اور اس کو اپنے پاس آنے کے لیے بلا بھیجیے۔ میں اس سے بدلہ لوں گا چنانچہ آزرمیدخت نے ایسا ہی کیا اور سابور نے فرخ زاد کو بلا بھیجا ادھر سیاوخش تیار ہو گیا جب شب عروسی آئی اور فرخ زاد اندر داخل ہوا سیاوخش نے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے ساتھ

اس کو بھی قتل کر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر [illegible] محاصرہ کر لیا۔ [illegible] تھی اور انہوں نے سابور کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد آزرمیدخت تخت پر بیٹھ گئی۔

مثنیٰ کی روانگی مدینہ

اہل فارس ان داخلی امور میں مصروف رہے اور مسلمانوں نے یہاں ابوبکرؓ کے پاس سے اطلاعات پہنچنے میں تاخیر ہو رہی تھی اس لیے مثنیٰؓ نے فوج پر بشیر بن الخصاصیہ کو نائب بنایا اور ان کی چوکیوں پر سعید بن مرہ العجلی کو مقرر کیا اور خود ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے تاکہ جنگ اور مسلمانوں اور کافروں کے حالات سے آپ کو خبر کریں اور مزید امداد کے لیے ان سے یہ درخواست کریں کہ مرتد ہونے والے لوگوں میں سے جن کی ندامت اور توبہ ثابت ہو چکی ہے اور وہ جنگی خدمات ادا کرنے کے خواہاں ہیں ان کو شرکت جہاد کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ یہ بھی ان کو مطلع کریں کہ عرب کی امداد اور اہل فارس سے جنگ کرنے کے لیے وہ لوگ سب سے زیادہ جوش میں بھرے ہوئے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت:

مثنیٰ مدینہ پہنچے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بیمار پایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علالت اسی وقت سے شروع ہو گئی تھی جس وقت خالدؓ شام کو روانہ ہوئے۔ اسی علالت میں چند ماہ بعد ابوبکرؓ انتقال فرما گئے تھے۔ جب مثنیٰ مدینہ پہنچے تو اس وقت ان کا مزاج زیادہ بگڑ گیا تھا اور انہوں نے عمرؓ کو اپنے بعد جانشین مقرر کر دیا تھا۔ مثنیٰ نے آپ کو واقعات سے مطلع کیا تو آپ نے کہا عمرؓ کو بلاؤ۔ عمرؓ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے کہا اے عمرؓ میں جو کچھ کہتا ہوں اسے غور سے سنو پھر اس پر عمل کرنا۔ آج دوشنبہ کا دن ہے مجھے توقع ہے کہ میں آج ہی انتقال کر جاؤں گا۔ اگر میں انتقال کر جاؤں تو شام ہونے سے پہلے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے کر مثنیٰ کے ساتھ کر دینا اور اگر میرے انتقال میں رات تک دیر لگے تو صبح سے پہلے مسلمانوں کو جمع کر کے مثنیٰ کے ساتھ کر دینا۔ کوئی مصیبت خواہ کتنی ہی عظیم ہو تم کو دین کے احکام اور امر خداوندی کی تعمیل سے ہرگز باز نہ رکھے۔ تم نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقع پر میں نے کیا کیا تھا حالانکہ لوگوں کے لیے وہ عظیم ترین حادثہ تھا۔ اگر میں اس وقت خدا اور رسول کے احکام کی تعمیل میں ذرا بھی کوتاہی کرتا تو خدا ہم کو ذلیل کر دیتا، ہم کو سزا دیتا اور مدینہ میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ جب خدا شام کو وہاں کے امراء کے لیے فتح کر دے تو خالد رضی اللہ عنہ کی فوجوں کو عراق واپس کر دینا کیونکہ وہ لوگ عراق کے لیے اہل اور صاحب تجربہ ہیں اور وہاں کے طریق سیاست سے خوب آشنا اور پختہ تجربہ کار ہیں۔

وصیت کی تعمیل:

رات آتے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ عمرؓ نے رات ہی کو ان کو دفن کر دیا اور مسجد میں آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوتے ہی عمرؓ نے مثنیٰ کے لیے فوج بھرتی کی۔ عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ جانتے تھے کہ میں عراق کی جنگ کے لیے خالدؓ کی امارت کو پسند نہیں کرتا اس لیے انہوں نے ان کی فوج کی واپسی کا حکم دیا اور خالدؓ کا نام چھوڑ دیا۔

اہل فارس کے داخلی مسائل:

آزرمیدخت کو [illegible] کی وفات کی اطلاع ہو گئی [illegible] کا نصف حصہ ابوبکرؓ کی خلافت میں آ چکا تو اس کے بعد آپ کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سفر کے لیے پانی کا ذخیرہ

خالد نے رافع سے راستے میں پانی کے متعلق استفسار کیا۔ رافع نے کہا کہ پیاسے اونٹ خوب پیاسے رکھے جائیں پھر ان کو خوب سیراب کیا جائے۔ جب اونٹ خوب پانی پی لیں تو ان کے ہونٹ کاٹ کر ان کے منہ باندھ دیے جائیں۔ چنانچہ خالد نے ایسا ہی کیا اور ہر منزل پر اونٹ ذبح کر کے ان کے پیٹ سے پانی نکالتے اور گھوڑوں کو پلاتے تھے۔ اس طرح لشکر نے ان کے پیٹ میں محفوظ پانی سے سفر کی منزلیں طے کیں اور ان کا گوشت کھانے کے کام آیا۔

صحرا میں پانی کا چشمہ

جب اس صحرا کے قطع کرنے کی منزل کا آخری دن آیا تو خالد نے رافع سے کہا اے رافع تمہارے پاس کیا ہے؟ رافع نے کہا چند صحرائی منزلیں رہ گئی ہیں اس کے بعد آپ انشاء اللہ پانی پر پہنچ جائیں گے۔ جب دو ٹیلوں کے پاس پہنچے رافع نے لوگوں سے کہا دیکھو تمہیں کوئی جھاڑی آدمی کے سر جیسی دکھائی دیتی ہے؟ لوگوں نے کہا یہاں ہم کوئی جھاڑی نہیں دیکھتے۔ رافع نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون تم بھی ہلاک ہو گئے اور میں بھی ہلاک ہو گیا۔ اس جگہ کو تلاش کرو۔ لوگوں نے تلاش کیا تو ایک درخت کی جڑ کٹی ہوئی ملی۔ جب وہ جڑ ملی تو مسلمانوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور رافع نے بھی تکبیر کہی۔ پھر رافع نے کہا اس کی جڑ میں سے مٹی کھودو۔ لوگوں نے مٹی کھودی تو اس میں سے پانی کا چشمہ نکل آیا جس سے سب نے سیر ہو کر پانی پیا۔ اس کے بعد خالد قریب قریب تمام لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رافع نے کہا کہ خدا کی قسم میں اس چشمے پر صرف ایک مرتبہ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں آیا تھا۔

قبیلہ بہراء پر شب خون

جب خالد سویٰ پہنچے تو صبح ہونے سے پہلے انہوں نے قبیلہ بہراء پر شب خون مارا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں ایک جماعت شراب نوشی کا شغل کر رہی تھی اور درمیان میں شراب کا مٹکا رکھا تھا اور مغنی یہ اشعار گا رہا تھا۔

الا عللانی قبل جیش ابی بکر لعل منایانا قریب و ما ندری

الا عللانی بالزجاج و کررا علی کمیت اللون صافیۃ تجری

الا عللانی من سلافۃ قہوۃ تسلی ہموم النفس من جید الخمر

اظن خیول المسلمین و خالدا ستطرقکم قبل الصباح من البشر

فہل لکم فی السیر قبل قتالہم وقبل خروج المعصرات من الخدر

ترجمہ: دوستو! مجھے ابوبکر کی فوج کے آنے سے پہلے پلا دو شاید ہماری موت آ پہنچی ہو اور ہم بے خبر ہیں۔ تم مجھے بلوری جام میں شراب پلاؤ اور بار بار پلاؤ۔ مجھے ایسی شراب پلاؤ جس سے دل کے رنج و غم دور ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صبح ہونے سے پہلے ہی بشر کی طرف سے خالد اور ان کی فوج تم پر آ پہنچے گی۔ کیا تم ان کی لڑائی سے پہلے اور دوشیزاؤں کے پردے سے نکلنے سے پہلے یہاں سے چلا جانا پسند کرو گے یا نہیں۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ معرکے کے اسی حصے میں قتل ہو گیا اور اس کا خون اس شراب کے کوزے میں مل گیا۔

فتح بصریٰ:

سویٰ سے روانہ ہو کر خالدؓ نے مرج راہط میں غسان پر چھاپہ مارا اور وہاں سے چل کر قناۃ بصریٰ پہنچے وہاں ابوعبیدہ بن الجراحؓ شرحبیل بن حسنہ اور یزید بن ابوسفیان پہلے سے موجود تھے ان سب نے مل کر قناۃ بصریٰ کو محصور کر لیا' مجبوراً بصریٰ والوں نے جزیہ پر صلح کر لی اور خدا نے بصریٰ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرما دی۔ شام کے شہروں میں یہ پہلا شہر ہے جو ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں فتح ہوا۔ اس کے بعد یہ سب امراء عمرو بن العاص کی امداد کے لیے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے' عمرو اس وقت فلسطین کے نشیبی علاقے میں عربات میں مقیم تھے۔ رومیوں کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ جلق چھوڑ کر اجنادین میں پہنچ گئے ان کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا۔

جنگ اجنادین:

اجنادین فلسطین کے علاقے میں رملہ اور بیت جبرین کے درمیان ایک شہر ہے عمرو بن العاصؓ کو جب ابوعبیدہ بن الجراحؓ شرحبیلؓ بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ ان سے جا کر مل گئے اور سب نے اجنادین پہنچ کر رومیوں کے سامنے صف آرائی کی۔

عروہ بن زبیر کی روایت یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالار ان میں کا ایک شخص قبقلار نامی تھا' ہرقل قسطنطنیہ جاتے وقت اس کو شام کے امراء پر اپنا نائب مقرر کر گیا تھا اور تذارق اپنے ساتھ کی رومی فوجوں کو لے کر اس کے پاس آ گیا تھا' مگر علمائے شام کا خیال یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالار تذارق تھا واللہ اعلم۔

ابن ہزارف کی جاسوسی:

جب فریقین کے لشکر قریب ہو گئے قبقلار نے ایک عربی شخص کو بلایا جس کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہ قبیلہ قضاعہ کے تزید بن حیدان کے خاندان سے تھا جس کا نام ابن ہزارف تھا' قبقلار نے اس سے کہا تم ان لوگوں میں جا کر ایک دن رات ٹھہرو اس کے بعد آ کر مجھے ان کے حالات سے باخبر کرو وہ شخص عربوں کی فوج میں داخل ہو گیا عربی وضع قطع ہونے کی وجہ سے کسی نے اس کو اجنبی نہ سمجھا' وہ ایک رات اور ایک دن وہاں مقیم رہا۔ پھر قبقلار کے پاس واپس آیا اس نے پوچھا کہو کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا وہ لوگ رات کو راہب ہیں اور دن کو شہسوار ہیں ان کے انصاف کا یہ حال ہے کہ اگر ان کے بادشاہ کا فرزند بھی چوری کرے تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر زنا کا مرتکب ہو تو وہ اس کو سنگسار کرتے ہیں۔

قبقلار نے یہ سن کر کہا کہ اگر تم یہ باتیں سچ کہہ رہے ہو تو سطح زمین پر ان سے مقابلہ کرنے کی بہ نسبت میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ زمین کے اندر سما جاؤں اب کاش خدا مجھ پر اتنا کرم فرمائے کہ مجھے ان سے چھٹکارا دلا دے۔ نہ میں ان پر فتح پاؤں اور نہ وہ مجھ پر۔

قبقلار کا خاتمہ:

اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ مسلمانوں کی لڑائی کا عالم دیکھ کر

تعجب اور پریشان ہو گیا اس نے رومیوں سے کہا تم میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو انہوں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا آج کا دن برا منحوس ہے۔ میں اس کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں نے دنیا میں آج تک ایسا سخت دن نہیں دیکھا ہے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے اس کا سر قلم کیا تو وہ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ اجنادین کی جنگ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو واقع ہوئی تھی۔

جنگ اجنادین کے شہدائے کرام:

اس لڑائی میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت قتل ہوئی تھی۔ ان میں سے جن کے نام یہ ہیں: سلمہ بن ہشام بن مغیرہ ہبار بن الاسود بن عبدالاسود نعیم بن عبداللہ النحام ہشام بن العاص بن وائل ان کے علاوہ قریش کے اور لوگ بھی قتل ہوئے تھے مگر ان میں کسی انصاری کا نام نہیں لیا جاتا۔

محاصرہ دمشق:

جس سال ابوبکرؓ نے ۲۲ یا ۲۳ جمادی الاخریٰ کو وفات پائی شام کی جنگ کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ خالد دمشق آئے ان کے مقابلے کے لیے بصریٰ کے رئیس نے فوجیں جمع کیں خالد اور ابوعبیدہ اس کی طرف پہنچے اور بجاد سے مقابلہ ہوا مسلمان کامیاب ہوئے اور دشمنوں نے شکست کھائی اور وہ اپنے قلعے میں گھس گئے۔ اس کے بعد صلح کے خواستگار ہوئے خالدؓ نے اس شرط پر صلح کی کہ فی کس سالانہ ایک دینار اور ایک جریب گیہوں ادا کیا جائے اس کے بعد دشمن پھر مسلمانوں سے آمادہ جنگ ہوئے اجنادین پر ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ شنبہ کے دن طرفین کا مقابلہ ہوا۔ مسلمان کامیاب ہوئے اور دشمنوں کو خدا نے شکست دی۔ ہرقل کا نائب بھی مارا گیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے کچھ بہادر شہید ہوئے پھر ہرقل خود مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آیا اور واقوصہ پر مقابلہ ہوا میدان میں شدت کی جنگ ہو رہی تھی طرفین کے آدمی مارے جا رہے تھے کہ اسی اثنا میں ابوبکر صدیقؓ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہ کی امارت کا حکم پہنچا۔ یہ ماہ رجب کا واقعہ ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی علالت:

مگر ایک بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے ۲۲ جمادی الاخریٰ بروز دوشنبہ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی ہے تو آپ کی وفات کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کو یہودیوں نے چاول میں یا حلیمے میں زہر دے دیا تھا آپ کے ساتھ کھانے میں حارث بن کلدہ بھی شریک تھا انہوں نے لقمہ لیا مگر پھر رک گئے اور ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے زہر ملا ہوا کھانا کھا لیا ہے اس زہر کا اثر ایک سال میں ظاہر ہوتا ہے چنانچہ آپ ایک سال کے بعد انتقال فرما گئے آپ پندرہ روز بیمار رہے کسی نے آپ سے کہا آپ طبیب کو بلا لیجئے تو اچھا ہوتا آپ نے فرمایا وہ مجھے دیکھ چکا ہے لوگوں نے پوچھا کہ اس نے آپ سے کیا کہا ہے آپ نے کہا اس نے یہ کہا ہے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اسی روز کے مثل عتاب بن اسید فوت ہوئے ان دونوں کو ایک ساتھ زہر دیا گیا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی وفات:

لیکن اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ کی علالت کا باعث یہ ہوا ہے کہ ۷ جمادی الاخریٰ دوشنبہ کے دن آپ نے غسل کیا اس روز خوب سردی تھی اسی وجہ سے آپ کو بخار ہو گیا اور پندرہ روز تک رہا یہاں تک کہ آپ نماز کے لیے بھی باہر آنے کے قابل نہ رہے آپ نے حکم دے دیا تھا کہ عمرؓ نماز پڑھائے رہیں لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے تھے مگر روز بروز آپ کی

[illegible]

زمانہ خلافت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین

حضرت اسماء بنت عمیس:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے مغرب و عشاء کے درمیان انتقال کیا۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ تم مجھ کو غسل دینا۔ میں نے کہا کہ یہ کام میں کیسے کر سکوں گی تو آپ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر تجھ پر پانی ڈال کر تمہاری مدد کریں گے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر الصدیقؓ نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کو ان کی بیوی اسماء غسل دیں اور ان سے خود نہ ہو سکے تو میرے لڑکے محمد ان کی مدد کریں۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ محمد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت صرف تین سال کے تھے۔

پرانے کپڑوں کا کفن:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا؟ میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں۔ آپ نے کہا کہ تم لوگ میرے یہ دونوں کپڑے دھو لو۔ دونوں کپڑے دریدہ تھے اور ایک کپڑا میرے لیے خرید لو۔ میں نے کہا ابا جان ہم لوگ تو خوشحال ہیں۔ آپ نے کہا اے بیٹی! مردے کی بہ نسبت زندہ آدمی نئے کپڑے کا زیادہ مستحق ہے اور یہ دونوں کپڑے پرانے اور بوسیدہ ہیں جو مرنے والوں کے لیے مناسب ہیں۔

وفات کا وقت:

عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے غروب آفتاب کے بعد عشاء کے وقت منگل کی رات کو وفات پائی اور وہ رات ہی کے وقت دفن کر دیئے گئے۔

حضرت محمد ﷺ کے پہلو میں قبر:

ابوبکرؓ اسی پلنگ پر اٹھائے گئے تھے جس پر رسول اللہ ﷺ کو اٹھایا گیا تھا۔ آپ کے جنازے کی نماز عمرؓ نے مسجد نبوی میں پڑھائی تھی اور قبر میں عمر، عثمان، طلحہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اترے تھے۔ عبداللہ نے بھی اترنا چاہا مگر عمرؓ نے ان سے کہا اب تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ ابوبکرؓ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی تھی کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے لیے قبر کھودی گئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے شانہ مبارک کے قریب اور ان کی لحد رسول اللہ ﷺ کی لحد سے ملی ہوئی رکھی گئی۔ آپ حجرہ ہی میں دفن کیے گئے۔ [illegible] کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ کا سر رسول اللہ ﷺ کے شانوں کے برابر اور عمرؓ کا سر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کمر کے برابر رکھا گیا تھا۔

قاسم بن محمد کی روایت:

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے عرض کیا اماں جان! ذرا مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں رفیقوں کی قبریں کھول کر دکھائیے۔ چنانچہ آپ نے میرے لیے حجرہ کھولا۔ اس میں تین قبریں تھیں نہ بہت اٹھی ہوئی اور نہ زمین سے ملی ہوئی۔ ان پر سرخ

ایسی ہی بنی ہوئی تھی جیسے کہ حضور ﷺ کی [illegible] قبر چپٹی ہے اور ابوبکرؓ کی قبر حضور ﷺ کے سر مبارک کے پاس ہے اور ان کا سر حضور ﷺ کے کندھوں کے برابر ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکرؓ کی قبر [illegible] بن اسد [illegible] ان کی قبر ہموار کی گئی اور اس پر پانی چھڑکا گیا تھا اور [illegible] والوں کو اٹھایا تھا۔

نوحہ کی ممانعت

سعید بن المسیب کی روایت ہے کہ جب ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا تو عائشہؓ نے ان پر نوحہ کرنے والیوں کو بٹھا دیا تھا۔ عمر بن خطابؓ آئے اور ان کے دروازے کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے آپ نے ان کو ابوبکرؓ پر نوحہ اور بین کرنے سے روکا مگر ان عورتوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے ہشام بن ولید سے کہا، اندر جا کر ابوقحافہ کی بیٹی ابوبکرؓ کی بہن ام فروہ کو میرے پاس لاؤ۔ جب عائشہؓ نے عمرؓ کو ہشام کو یہ حکم دیتے ہوئے سنا تو ہشام سے کہا میں تمہیں اپنے مکان میں داخل ہونے کی ممانعت کرتی ہوں۔ عمرؓ نے ہشام سے کہا اندر جاؤ میں تم کو اجازت دیتا ہوں چنانچہ ہشام اندر گئے اور ام فروہ بنت ابو قحافہ ابوبکرؓ کی بہن کو عمرؓ کے پاس لے آئے عمرؓ نے درہ اٹھا کر ان کے کئی درے مارے یہ دیکھ کر نوحہ کرنے والیاں سب بھاگ گئیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اشعار:

علی بن محمد کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے اپنے مرض الموت میں یہ اشعار پڑھے تھے۔

وکل ذی ابل موروث   وکل ذی سلب مسلوب
وکل ذی غیبة یؤوب   وغائب الموت لا یؤوب

ترجمہ: ''ہر دولت مند کا مال میراث میں بٹ جائے گا اور ہر سامان والے سے اس کا سامان چھن جائے گا، ہر غائب ہونے والا واپس آ جاتا ہے مگر موت کا غائب ہونے والا کبھی واپس نہیں آتا۔''

حضرت ابوبکرؓ کے آخری الفاظ:

آپ کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے: رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین ''یا اللہ! تو مجھے حالت اسلام میں موت دے اور مجھ کو صالحین کے ساتھ ملا دے۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حلیہ مبارک:

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عائشہؓ کجاوے میں بیٹھی تھیں آپ نے سامنے سے ایک عرب کو گزرتے ہوئے دیکھا اور اس کو دیکھ کر فرمایا کہ میں نے اس شخص سے زیادہ کسی آدمی کو ابوبکرؓ کے مشابہ نہیں دیکھا۔ ہم نے عرض کیا آپ ہم سے ابوبکرؓ کا حلیہ بیان کیجئے۔ عائشہؓ نے فرمایا ابوبکرؓ گورے رنگ کے دبلے پتلے آدمی تھے رخسار ہلکے تھے کمر جھکی ہوئی تھی تہبند ان سے نہیں رکتا تھا کمر سے ڈھلک جاتا تھا چہرہ پر گوشت نہیں تھا آنکھیں اندر دھنسی ہوئی پیشانی ابھری ہوئی اور انگلیوں کی جڑیں صاف تھیں۔

علی بن محمد کی روایت میں ہے کہ ابوبکرؓ کا رنگ گورا زردی مائل تھا آپ خوش قامت، نحیف اور جھکے ہوئے تھے نرم مزاج اور ذہین تھے ناک ستواں، رخسار پچکے ہوئے تھے، آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں اور آپ کی پنڈلیاں پتلی تھیں اور آپ مہندی اور کتم کا خضاب کرتے تھے۔

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اس وقت آپ کے والد بھی زندہ تھے۔ جب ان کو حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے کہا افسوس بہت بڑا سانحہ ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب:

اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ تھا اور عتیق ان کی خوبصورتی کی وجہ سے کہتے تھے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان کو عتیق اس لیے کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تھا کہ تم عذاب دوزخ سے آزاد ہو۔ ہشام بن عروہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ ابوبکرؓ کو عتیق کیوں کہتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا "هذا عتيق الله من النار" ان کو اللہ نے عذاب دوزخ سے آزاد فرما دیا ہے" ابوبکرؓ کے والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابوقحافہ تھی۔ ابوبکر صدیقؓ کا شجرہ نسب عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک اور آپ کی والدہ کا شجرہ یہ ہے ام الخیر بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

حضرت ابوبکرؓ کے والدین:

واقدی کا قول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ اور ان کے والد کا نام عثمان بن عامر تھا اور آپ کی والدہ ام الخیر تھیں اور ان کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کے بھائی:

ہشام کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر تھا اور عمارۃ بن غزیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن قاسم سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام دریافت کیا تو انہوں نے کہا عتیق۔ یہ تین بھائی ابوقحافہ کے بیٹے تھے عتیق، معتق اور عتیق۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد کے اسمائے گرامی:

علی بن محمد کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں قتیلہ سے نکاح کیا تھا۔ واقدی اور کلبی کی بھی یہی روایت ہے۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ قتیلہ کا شجرہ یہ ہے۔ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبد بن اسعد بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی قتیلہ سے آپ کے یہاں عبداللہ اور اسماء پیدا ہوئیں۔ نیز زمانہ جاہلیت میں آپ نے ام رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ سے نکاح کیا تھا اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں ان کے بطن سے آپ کے یہاں عبدالرحمن اور عائشہ پیدا ہوئے۔ آپ کی یہ چاروں اولادیں وہی ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئی تھیں اور زمانہ اسلام میں آپ نے اسماء بنت عمیس سے نکاح کیا جو ابوبکرؓ سے پہلے جعفر بن ابی طالب کے پاس تھیں۔ اسماء کا شجرہ یہ ہے۔ اسماء بنت عمیس بن معد بن تیم بن الحارث بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن حلف بن خثعم اور خثعم ان کا لقب ہے۔ ان سے آپ کے یہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ آپ نے زمانہ اسلام میں حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر سے جو بنو الحارث بن خزرج سے تھیں نکاح کیا تھا۔ ابوبکرؓ کی وفات کے وقت وہ حاملہ تھیں۔ آپ کی وفات کے بعد ان سے آپ کے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

عہد صدیقی کے عمال، کاتب اور قاضی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہدہ قضا پر تقرر

عمر سے روایت ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ ہوئے تو ابو عبیدہ نے ان سے کہا کہ آپ کی طرف سے میں مالی خدمات انجام دوں گا اور عمر نے کہا میں آپ کی طرف سے عدالت کی خدمات انجام دوں گا۔ عمر ایک سال تک اتفاق سے ایسے رہے کہ ان کے پاس دو آدمی بھی آپ کے پاس کوئی مقدمہ لے کر نہیں آئے اور یہی لوگوں کا بیان ہے۔ ابوبکر نے اپنے دور خلافت میں عمر کو قاضی بنا رکھا تھا۔ [illegible] ایک شخص بھی [illegible] لکھا کرتے تھے۔

ابوبکر کے کاتب زید بن ثابت تھے جو خبریں وغیرہ لکھتے تھے اور کبھی کبھی عثمان بن عفان بھی لکھ دیتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عاملوں کے اسمائے گرامی

ابوبکر رضی اللہ عنہ جس زمانے میں فوت ہوئے اس وقت مکے کے عامل عتاب بن اسید تھے، طائف کے عامل عثمان بن ابی العاص تھے، صنعاء کے عامل مہاجر بن امیہ تھے، حضرموت کے عامل زیاد بن لبید تھے، خولان کے یعلیٰ بن امیہ تھے، زبید اور رمع کے عامل ابو موسیٰ اشعری تھے، جند کے عامل معاذ بن جبل تھے، بحرین کے عامل علاء بن الحضرمی تھے اور جریر بن عبداللہ نجران پر تھے، عبداللہ بن ثور جو غوث کے ایک شخص تھے آپ نے جرش کی طرف بھیجا تھا اور عیاض بن غنم فہری کو آپ نے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا۔ شام میں ابوعبیدہ، شرحبیل بن حسنہ، یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص امیر تھے۔ ہر ایک ایک لشکر کے امیر تھے اور ان سب کے امیر خالد بن ولید تھے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان مقامات پر یہی لوگ عامل تھے۔ [illegible] رضی اللہ عنہ تھا کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد [illegible] میں وفات پائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت حضرت عبدالرحمن سے مشورہ

ابوبکر نے اپنے مرض موت کے زمانے میں عمر کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے ان کا ارادہ کیا تو اس وقت عبدالرحمن بن عوف کو بلایا تھا۔ واقدی کی روایت ہے کہ ابوبکر نے اپنی وفات کے وقت عبدالرحمن بن عوف کو بلوایا اور ان سے کہا کہ مجھے عمر بن الخطاب کے متعلق بتاؤ۔ عبدالرحمن نے کہا [illegible] آپ کی رائے سے کہیں بہتر ہیں مگر ان کی طبیعت میں سختی ہے۔ ابوبکر نے کہا کہ ان کی سختی اس وجہ سے ہے کہ وہ مجھے نرم دیکھتے تھے جب خلافت ان کے سپرد ہو جائے گی تو وہ اپنی اس سختی میں سے بہت کچھ چھوڑ دیں گے۔ اے ابو محمد میں نے ان کو غور سے دیکھا ہے جس وقت میں کسی شخص پر کسی معاملے میں غصہ ہوتا تھا تو وہ مجھے اس پر راضی کرتے تھے اور جب کسی شخص کی بات پر نرم ہوتا تو وہ مجھے اس پر سختی کا مشورہ دیتے۔ اے ابو محمد یہ بات جو میں نے تم سے کہی ہے کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔ عبدالرحمن نے کہا بہت اچھا۔

حضرت عثمان بن عفانؓ کی حضرت عمرؓ کے متعلق رائے

اس کے بعد ابوبکرؓ نے عثمان بن عفان کو بلایا اور ان سے کہا کہ مجھے عمرؓ کے بارے میں بتاؤ عثمانؓ نے کہا آپ ان کو سب سے زیادہ جانتے ہیں ابوبکرؓ نے کہا اے ابو عبداللہ پھر بھی بتاؤ۔ جب آپ نے پوچھا تو جہاں تک عمرؓ کے باطن کا ان کے ظاہر سے تعلق ہے میں ان کو ان کے ظاہر سے زیادہ اچھا جانتا ہوں اور ہم میں ان جیسا کوئی شخص نہیں ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا اے ابو عبداللہ اللہ تم پر رحم کرے ان باتوں کا تم کسی سے ذکر نہ کرنا عثمانؓ نے کہا بہت اچھا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے کہا میں نے عمرؓ کو چھوڑا تو تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ مجھے معلوم نہیں شاید وہ اس کو قبول نہ کریں ان کے لیے تو یہی بہتر ہے کہ وہ تمہاری حکومت کا بار اپنے سر نہ لیں اور میں تو یہ چاہتا تھا کہ میں تمہارے اس معاملے میں بے تعلق رہتا اور اپنے پیشروؤں کے ساتھ جا ملتا۔ اے ابو عبداللہ میں نے تم کو اس لیے تمہیں بلایا ہے اور عمرؓ کے متعلق جو کہا ہے اسے تم کسی سے بیان نہ کرنا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا لوگوں سے خطاب

ابوالسفر کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے کوٹھے سے جھانکا اسماء بنت عمیس ان کے ہاتھ تھامے ہوئے تھیں آپ کو تھامے ہوئے تھیں آپ نے کہا کیا تم اس شخص کو جسے میں تم پر خلیفہ بناتا ہوں پسند کرتے ہو کیونکہ بخدا میں نے اس کے متعلق غور کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور نہ میں نے اپنے کسی رشتہ دار کو انتخاب کیا ہے میں نے عمر بن الخطاب کو تم پر خلیفہ بنایا ہے تم ان کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر سب نے کہا ہم اسے تسلیم کرتے ہیں اور ہم ان کی اطاعت کریں گے۔

قیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عمر بن الخطاب بیٹھے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے خلیفہ کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو وہ کہتے ہیں کہ میں نے تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اس وقت عمرؓ کے پاس ابوبکرؓ کا غلام بیٹھا ہوا تھا جس کو لوگ شدید کہتے تھے اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس میں عمرؓ کی خلافت کا حکم درج تھا۔

جانشینی کے متعلق وصیت نامہ

محمد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عثمان بن عفانؓ کو خلوت میں بلایا اور ان سے کہا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ نے مسلمانوں سے کیا ہے اما بعد اس کے بعد ابوبکرؓ پر غشی طاری ہو گئی اور وہ بے خبر ہو گئے اس لیے عثمانؓ نے یہ لکھ دیا اما بعد میں تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں میں نے تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے پھر ابوبکرؓ ہوش میں آ گئے آپ نے عثمانؓ سے کہا کہ تم نے کیا لکھا ہے عثمانؓ نے پڑھ کر سنا دیا ابوبکرؓ نے تکبیر پڑھی اور فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اسی غشی میں میری روح پرواز کر گئی تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا عثمانؓ نے کہا ہاں میں نے یہی خیال کیا تھا ابوبکرؓ نے کہا اللہ تم کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اس کے بعد ابوبکرؓ نے اس تحریر کو اسی طرح رہنے دیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اظہار خفگی

عبدالرحمن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ وہ ابوبکرؓ کے مرض الموت کے زمانے میں ان کے پاس گئے اور ان کو کچھ مغموم پایا عبدالرحمنؓ نے ان سے کہا خدا کا شکر ہے کہ آپ نے تندرستی کے ساتھ صبح کی ہے ابوبکرؓ نے کہا کیا تم ایسا سمجھتے ہو؟ عبدالرحمنؓ نے کہا ہاں ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے تمہاری حکومت ایسے شخص کے حوالے کی ہے جو میرے نزدیک تم سب سے بہتر

ہے کیونکہ تم سب ناک بھوں چڑھا رہے ہو، تم میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ منصب اسی کو مل جائے اب تم دنیا کو آتے دیکھ رہے ہو اور جب آئے گی تو اس وقت تم ریشم کے پردے اور دیباج کے تکیے استعمال کرو گے اور اونی بستر پر لیٹتے ہوئے تمہیں ایسی تکلیف ہوگی جیسے کسی کو کانٹوں پر بیٹھنے سے تکلیف ہوتی ہے خدا کی قسم دنیا میں گرفتار ہونے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ حد شرعی کے بغیر تمہاری گردن اڑا دی جائے تم ہی لوگوں کو سب سے پہلے گمراہ کرو گے اور راہ راست سے ہٹانے والے ہو گے اے راہ مستقیم دکھانے والے یا صبح ہو جانے تک روشنی کے ساتھ ہے یا ڈبونے والے سمندر میں۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے کہا امیرالمومنین آپ فکر نہ کریں، اس سے تکلیف بڑھے گی۔ آپ خواہ مخواہ پریشان ہوتے جاتے ہیں لوگوں میں ہر شخص دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اس کی رائے بھی وہی ہے جو آپ کی ہے تو وہ آپ کے ساتھ ہے یا آپ کی رائے کے خلاف ہے تو وہ آپ کو مشورہ دے رہا ہے مگر آپ کی پسند اور منشا کے ساتھ ہے ہم جانتے ہیں کہ آپ صرف خیر ہی چاہتے ہیں آپ ہمیشہ صالح اور مصلح رہے ہیں اور آپ کے دل میں دنیا کی کسی چیز کی حسرت نہیں ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کی خواہش:

ابو بکرؓ نے کہا کہ ہاں میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت نہیں ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے کی ہیں مگر کاش نہ کرتا' اور تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے چھوڑ دی ہیں مگر کاش ان کو کرتا اور تین چیزیں ایسی ہیں کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ سے ان کے متعلق دریافت کر لیتا۔

تین چیزیں نہ کرنے کی خواہش:

وہ تین چیزیں جن کو میں چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا یہ ہیں۔ کہ کاش میں فاطمہؓ کا گھر نہ کھلواتا اگرچہ وہ لوگ جنگ کے لیے اس کا دروازہ بند کرتے اور کاش میں فجاءۃ سلمی کو نہ جلاتا بلکہ یا تو اس کو باقاعدہ قتل کر دیتا یا آزاد چھوڑ دیتا اور کاش میں سقیفہ کے روز میں اس امارت کو دو میں سے کسی ایک کے گلے میں ڈال دیتا ابو بکرؓ کا اشارہ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ کی طرف تھا۔ دونوں میں سے ایک امیر ہوتا اور میں وزیر ہوتا۔

تین چیزیں کرنے کی تمنا:

اور جو چیزیں مجھ سے چھوٹ گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ کاش جب اشعث میرے سامنے اسیر کر کے لایا گیا تو میں اس کی گردن مار دیتا' کیونکہ بعد میں میں نے دیکھا کہ جو شر اس کو نظر آتا ہے وہ اس کا معاون بن جاتا ہے اور کاش جب میں نے خالدؓ کو مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا تھا اس وقت میں ذوالقصہ میں ٹھہرا رہتا اگر مسلمان فتح یاب ہو جاتے تو خیر ورنہ اگر شکست پاتے تو میں مقابلے کے لیے تیار ہوتا یا مددگار بن جاتا اور کاش جب میں نے خالدؓ بن ولید کو شام کی طرف بھیجا تھا اس وقت عمرؓ بن خطاب کو عراق کی طرف بھیج دیتا تو اس طرح خدا کی راہ میں اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیتا پھر ابو بکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔

تین باتیں حضرت محمد ﷺ سے پوچھنے کی آرزو:

اور کاش میں رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھ لیتا کہ یہ امارت کس کو ملنی چاہیے تاکہ پھر کسی کو نزاع کا موقع نہ ملتا' اور کاش میں آپ سے یہ پوچھ لیتا کہ کیا انصار کے لیے اس حکومت میں کچھ حصہ ہے اور کاش میں آپ سے بھتیجی اور پھوپھی کی میراث کے متعلق دریافت

کر لیتا کیونکہ یہ سے زمان میں اس سے تعلق بنتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سُنح میں رہائش

ابوبکر امیر المومنین بننے سے پہلے تجارت کرتے تھے اور اس وقت ان کا مکان سُنح میں تھا جو مدینہ میں مضافات ہوتے تھے حافظ ابن حجر کی روایت ہے کہ یہ سے والد وہاں اپنی بیوی حبیبہ کے پاس رہتے تھے جو حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو بنو الحارث بن الخزرج سے تھیں ابوبکر نے اس مکان پر کھجور کی شاخوں سے ایک حجرہ بنا رکھا تھا اس سے زیادہ اور کچھ بھی بنانے پائے تھے کہ مدینہ میں اپنے مکان میں منتقل ہو گئے بیعت خلافت کے بعد چھ مہینے تک آپ سُنح میں مقیم رہے اور ہر روز صبح کو مدینہ پیدل آتے رہے اور کبھی کبھی گھوڑے پر آتے تھے اس کے تہہ بند ایک تہبند اور ایک پرانی چادر ہوتی تھی آپ مدینے پہنچ کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر سُنح میں اپنے گھر چلے جاتے جب آپ آتے تو خود نماز پڑھاتے اور جب نہ آتے تو عمر نماز پڑھاتے اور جمعہ کے روز دن چڑھے تک سُنح ہی میں رہتے سر اور داڑھی کو خضاب لگاتے اور جمعہ کی نماز کے وقت آ کر لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سادہ زندگی

ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارت پیشہ آدمی تھے آپ ہر روز صبح کو بازار جاتے خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے ان کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا کبھی آپ خود ان کو چرانے کے لیے لے جاتے اور کبھی آپ کا ریوڑ کوئی اور شخص چراتا تھا آپ قبیلے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے چنانچہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو قبیلے کی ایک بچی نے کہا کہ اب ہمارے گھر کی بکریاں کون دوہا کرے گا اس کی یہ بات ابوبکر نے سن لی آپ نے فرمایا خدا کی قسم تمہاری بکریاں ضرور دوہوں گا اور مجھے امید ہے کہ اس منصب سے میری عادت میں کوئی تغیر واقع نہ ہوگا چنانچہ خلیفہ ہو کر بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ قبیلے کی بکریوں کا دودھ نکالتے رہے اکثر ایسا ہوتا کہ آپ قبیلے کی بچی سے پوچھتے کہ اگر تم چاہتی ہو تو تمہاری بکریاں میں چرا لاؤں یا تم ہی ان کو چھوڑ کر چلی جاؤ۔ لڑکی کہتی تو آپ ان کو چرا لاتے اور کبھی کہتی ان کو چھوڑ دیجئے۔ چنانچہ جیسا وہ کہتی آپ اس کی مرضی کے مطابق کر دیا کرتے تھے۔ سُنح کے قیام کے زمانہ تک یعنی چھ مہینے تک آپ کا یہی طرز عمل رہا۔

مدینہ میں قیام:

پھر آپ مدینہ اٹھ آئے اور یہیں قیام کر لیا آپ نے فرائض خلافت اور اپنے مسئلہ معاش پر غور کیا اور کہا خدا لوگوں کے معاملات کی نگرانی کے ساتھ تجارت نہیں ہو سکتی اس خدمت کے لیے فراغت اور پوری توجہ کی ضرورت ہے ادھر یہ کہ اہل و عیال کے لیے بھی کچھ ضروری ہے اس لیے آپ نے تجارت ترک کر دی اور بیت المال سے اپنے اور اپنے متعلقین کی ضروریات کے لیے روزانہ خرچ لینے لگے لوگوں نے آپ کے ذاتی مصارف کے لیے سالانہ چھ ہزار درہم کی رقم منظور کی۔

بیت المال کی رقم کی واپسی

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کہا بیت المال کا جو روپیہ میرے پاس ہے سب واپس کر دیا جائے۔

بھی اس مال میں سے [illegible] جو کچھ [illegible] تمام [illegible] اس رقم کے [illegible] میں [illegible] آج تک میں نے بیت المال سے [illegible] ایک اونٹنی ایک [illegible] اور ایک چادر جس کی قیمت [illegible] یہ سب چیزیں [illegible] کہا کہ ابوبکرؓ نے اپنے بعد والوں کو کس قدر مشکل میں ڈال دیا ہے۔

بیت المال کی رقم:

ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے وفات سے پہلے کہا کہ حساب کرو کہ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں میں نے بیت المال کی کتنی رقم خرچ کی ہے جو کچھ میرے ذمہ نکلے اس کو میری زمین یا مال سے وصول کر لو چنانچہ حساب لگایا گیا تو پورے زمانہ خلافت کی رقم آٹھ ہزار درہم نکلی۔

طلحہؓ بن عبیداللہ کے اعتراض کا جواب:

اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ طلحہ بن عبیداللہ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا آپ نے عمرؓ کو لوگوں پر خلیفہ مقرر کیا ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو ان سے کیا کیا تکلیفیں پہنچتی رہی ہیں جب سب معاملات ان کے ہاتھ میں ہوں گے تو وہ خدا جانے کیا کیفیت ہوگی آپ خدا کے سامنے جا رہے ہیں وہ آپ سے آپ کی رعایا کے حقوق کے متعلق باز پرس کرے گا ابوبکرؓ جو لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر آپ نے کہا مجھے بٹھا دو لوگوں نے آپ کو بٹھا دیا آپ نے طلحہ سے کہا تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو اگر تم مجھے خدا کا خوف دلاتے ہو یاد رکھو جب میں خدا کے سامنے جاؤں گا اور وہ مجھ سے باز پرس کرے گا تو میں کہوں گا کہ میں نے تیری مخلوق پر ان میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔

◆ ◆ ◆

باب ۹

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ

تاریخ طبری میں ہے کہ ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرنے [illegible] ابوبکرؓ نے وفات پائی اور عمرؓ ان کی نماز جنازہ پڑھانے اور [illegible] سے فارغ ہوئے تو [illegible] اوصاف بیان کر کے [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] خلیفہ ہونے کے بعد [illegible] منبر پر چڑھے [illegible] کہ [illegible] خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے جو سب سے پہلی تقریر کی وہ یہ تھی کہ عربوں کی مثال اس نکیل والے اونٹ کی سی ہے جو اپنے قائد کے پیچھے پیچھے چلتا ہے، پس قائد کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کہاں لے جاتا ہے اور میں قسم ہے رب کعبہ کی ان کو سیدھے راستے پر لے کر چلوں گا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کے نام فرمان:

خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے سب سے پہلا خط ابو عبیدہؓ کو لکھا جس میں ان کو خالد کے لشکر کا امیر مقرر کیا۔ اس میں لکھا: میں تم کو اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو باقی رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر راستہ دکھایا اور ظلمت سے نکال کر روشنی میں لایا۔ میں تم کو خالد کے لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں تم مسلمانوں کے حقوق ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ، تم غنیمت کی حرص میں مسلمانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو اور کسی مقام پر وہاں کے راستے اچھی طرح سے دیکھے بغیر پڑاؤ نہ ڈالو۔ جب تم کسی دستے کو بھیجو تو معقول تعداد کے بغیر نہ بھیجو۔ مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے بچو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارا معاملہ میرے ساتھ اور میرا معاملہ تمہارے ساتھ [illegible] دنیا کی محبت سے اپنی آنکھیں بند رکھو اور اپنے دل کو اس سے بے پرواہ کر لو [illegible] جس طرح اس نے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا اور ان کے بچھڑنے کے مقامات تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی جگہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا تقرر

جو لوگ شام میں ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع لے کر گئے تھے ان کے نام [illegible] تھے [illegible] بہت تفصیل [illegible] اور [illegible] سے مسلمانوں کے فتح یاب ہونے تک اس خبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔ اس وقت مسلمان [illegible] دشمنوں سے برسرپیکار تھے [illegible] جب ان کے ہمراہ لوگوں نے ابو عبیدہؓ کو ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع دی [illegible] پہنچا [illegible] تمام امراء کو [illegible] حضرت [illegible] اعلان کر دیا ہے۔

جنگ فحل:

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب مسلمان اجنادین کے معرکہ سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے فحل کی طرف روانہ ہوئے۔ [illegible] سب چلے گئے [illegible] تھے۔ مسلمان [illegible] اپنے امراء [illegible] تھے [illegible] رومیوں [illegible] پہنچ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] مسلمانوں کی [illegible]

[illegible]

فتح دمشق

[illegible]

حضرت ابوعبیدہؓ کی امارت کا فرمان

[illegible]

[illegible]

خالدؓ بن سعید اور ولیدؓ بن [illegible]

[illegible]

دمشق کا واقعہ سیف کی روایت کے مطابق

حضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی:

خالد و مجالد بیان کرتے ہیں کہ جب خدا نے یرموک کی فوجوں کو شکست دے دی اور واقوصہ کے لوگ قتل ہو گئے اور مال غنیمت اور خمس بانٹ دیا گیا اور خمس اور وفود بھیجے جا چکے تب ابوعبیدہؓ نے اس اندیشے سے کہ مبادا رومی یرموک پر حملہ کر کے قابض ہو جائیں اور ہماری رسد کے راستے بند کر دیں یرموک پر بشیر بن کعب بن ابی الحمیری کو امیر بنا کر چھوڑ دیا اور خود دمشق کے ارادے سے آگے بڑھے۔ ابوعبیدہؓ بھاگنے والوں کا تعاقب کرنا چاہتے تھے اور معلوم نہیں تھا کہ رومی کہاں جمع ہو رہے ہیں یا منتشر ہو جاتے ہیں اتنے میں ان کے پاس اطلاع آئی کہ رومی فحل میں جمع ہو رہے ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی کہ اہل دمشق کی مدد کے لیے حمص سے کمک آ رہی ہے۔ اس وقت ابوعبیدہؓ متردد ہوئے کہ آغاز دمشق سے کریں یا فحل سے جو سرزمین اردن کا ایک شہر ہے۔ اس لیے انہوں نے اس بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ کر ہدایت طلب کی اور جواب کے انتظار میں مرج الصفر میں ٹھہرے رہے۔ حضرت عمرؓ نے یرموک کی فتح کی اطلاع کے بعد تمام امراء کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا مگر خالد رضی اللہ عنہ کو ابوعبیدہؓ کے ماتحت کر دیا اور عمروؓ کو جنگ کے اختتام تک فلسطین پہنچ کر مسلمانوں کی امداد کے لیے مقرر کر دیا اور لکھا کہ جب جنگ فلسطین میں ہونے لگے تو عمرو وہاں کے سپہ سالار رہیں گے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی وجہ:

لوگوں کا خیال ہے کہ عمرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو ان کی سخت گیری کی وجہ سے معزول کر دیا تھا کیونکہ ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں عمرؓ خالدؓ سے ناراض رہے اور ان کے افعال کو ناپسند کرتے رہے کیونکہ انہوں نے ابن نویرہ کو قتل کر دیا تھا اور پھر ان سے جنگ میں بعض بے ضابطگیاں سرزد ہوئی تھیں۔ چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد جو بات سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلی وہ خالدؓ کے معزول کرنے کے متعلق تھی۔ آپ نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں خالد رضی اللہ عنہ کبھی کسی کام کا عامل میری طرف سے نہیں ہوں گے۔

تکذیب نفس کی شرط:

عمرؓ نے ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ اگر خالدؓ اپنے نفس کی تکذیب یعنی اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں تو وہ اسی طرح سپہ سالار رہیں اور اگر وہ اس کے لیے تیار نہیں ہیں تو تم ان کی جگہ سپہ سالار مقرر کیے جاتے ہو اس کے بعد تم ان کے سر سے ان کا عمامہ اتار لینا اور ان کا تمام مال ان سے نصفا نصف تقسیم کرا لینا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بہن سے مشورہ:

جب ابوعبیدہؓ نے خالدؓ سے اس حکم کا ذکر کیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ذرا مہلت دو کہ میں اپنی بہن سے اس معاملے میں مشورہ کر لوں۔ ابوعبیدہؓ نے ان کو مہلت دے دی۔ خالدؓ اپنی بہن فاطمہ بنت الولید کے پاس گئے جو حارث بن ہشام کی بیوی تھیں۔ خالدؓ نے ان سے اس معاملے کا ذکر کیا۔ فاطمہ نے کہا خدا کی قسم عمرؓ تمہیں کبھی پسند نہیں کریں گے وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم اعتراف قصور کرو اور پھر وہ تمہیں معزول کر دیں گے۔ خالدؓ نے بہن کے سر کو بوسہ دیا اور کہا بے شک تم سچ کہتی ہو۔ چنانچہ خالدؓ نے معزول ہونا قبول کر لیا مگر اپنے نفس کی تکذیب پر تیار نہ ہوئے۔

حضرت خالدؓ کے [illegible]

[illegible]

حضرت خالدؓ [illegible]

[illegible]

حضرت ابو عبیدہؓ کو ہدایات

[illegible]

حمص کا محاصرہ

[illegible]

شب تاریک تھی آسمان ابر آلود تھا [illegible] ان لوگوں نے چپکے تمام حالات [illegible] کمندوں سے [illegible]

دربانوں کا قتل

تھوڑی دیر [illegible] مسلمانوں نے [illegible] وہ جماعت قعقاع اور مذعور [illegible] تھا [illegible] پہنچ گئے اور [illegible] دروازے پر پہنچ کر جب فصیل پر سے [illegible] چپکے سے [illegible] تو خالد نے اسی مقام پر دوسرے [illegible] والوں کی حفاظت کے لئے چھوڑا اور خود [illegible] دروازے کی طرف [illegible] کر کے [illegible] یہ مسلمان دروازے کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف جھپٹ پڑے [illegible] مار [illegible] اپنے قریب کے [illegible] دروازے [illegible] دربانوں کا خاتمہ کر دیا۔

اہل دمشق کی بدحواسی:

اہل شہر [illegible] تمام [illegible] اور [illegible] کی کیفیت [illegible] وہ سب [illegible] اپنے [illegible] پہنچے [illegible] تھا کہ [illegible] مسلمان [illegible] طرف [illegible] اپنے پاس [illegible] خالد [illegible] نے [illegible] دروازے [illegible] زنجیریں [illegible] دروازے [illegible] مسلمان اندر [illegible] خالد کے دروازے [illegible] ایک بھی [illegible] کیا۔

اہل دمشق سے مصالحت

جب شہر [illegible] طرف [illegible] ہوئی [illegible] طرف کے دروازے [illegible] ابو عبیدہ [illegible] اپنی طرف کے دشمن [illegible] بھاگ کر دوسرے دروازوں کی طرف پناہ لینے گئے [illegible] ان دروازوں کی طرف کے دشمنوں کو مسلمانوں نے [illegible] مصالحت کی [illegible] انہوں نے [illegible] تھے [illegible] خالد نے اپنا ہاتھ [illegible] اپنی طرف کے مسلمانوں سے [illegible] ہو گئے۔ مسلمانوں نے [illegible] دیکھنے [illegible] دروازے [illegible] اور مسلمانوں سے [illegible] دروازے سے [illegible] نتیجہ یہ ہوا کہ ان تمام دروازوں کی طرف کے مسلمان صلح کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے [illegible] دروازے سے [illegible] فتح کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے [illegible] ایک جماعت قتل اور غارت کرنے میں مصروف تھی اور [illegible] جماعت [illegible] کے ساتھ [illegible] جب [illegible] ہوئی تو مسلمانوں نے خالد بن ولید کی طرف کے حصے کو بھی صلح کے حکم میں شامل کر دیا۔

دمشق کے مال غنیمت کی تقسیم

دمشق کی مصالحت [illegible] کی تقسیم [illegible] جب [illegible] تھی [illegible] سامان [illegible] باغ [illegible] تھا [illegible] تھا۔ چنانچہ [illegible] جب [illegible] تمام [illegible] سامان [illegible] غنیمت کا [illegible] مال غنیمت [illegible] کے حصے [illegible] گئے تھے۔ اس فتح کی خوشخبری [illegible] حضرت [illegible] کی خدمت میں بھیجی گئی۔

عراقی فوج کی مراجعت عراق:

ابوعبیدہ کے پاس عمرؓ کا حکم آیا کہ عراقی فوجوں کو عراق واپس بھیج دو اور ان کو حکم دو کہ وہ سعد بن مالک سے جا کر مل جائیں اس لیے ابوعبیدہ نے عراقی فوج کا امیر ہاشم بن عتبہ کو مقرر کیا اس فوج کے مقدمے کے افسر قعقاع بن عمرو تھے اور میسرہ کے افسر عمرو بن مالک الزہری اور ربعی بن عامر تھے۔ دمشق کے بعد یہ لوگ سعد کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ ہاشم عراقی فوجیں لے کر عراق کو گئے اور دوسرے قائدین فحل کی طرف روانہ ہوئے ہاشم کے ساتھ دس ہزار سپاہیوں کا لشکر تھا ان میں سے جو لوگ شہید ہو گئے تھے ان کے بجائے اور لوگوں کو بھرتی کر لیا گیا تھا ان میں سے قیس اور اشتر ہیں ایلیا کی طرف علقمہ اور مسروق تھے وہ ایلیا کے راستے پر فروکش ہو گئے۔ یزید بن ابی سفیان کے گھڑ سواروں کے قائدین کے ساتھ دمشق میں ٹھہرے ان میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں۔ عمرو بن شمر بن غزیہ، سہم بن المسافر بن ہزمہ، مشافع بن عبداللہ بن مشافع۔

دمشق کی فتح کے بعد یزید بن ابی سفیان نے دحیہ بن خلیفہ الکلبی کو سواروں کا ایک دستہ دے کر تدمر روانہ کیا اور ابو الزہراء القشیری کو بثنیہ اور حوران کی طرف روانہ کیا مگر ان مقامات کے لوگوں نے ان دونوں سرداروں سے دمشق کی صلح کی شرائط پر صلح کر لی اور ان مفتوحہ علاقوں کے انتظامات ان ہی دونوں سرداروں کو تفویض کر دیے گئے۔

فحل کا واقعہ:

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ دمشق کی فتح رجب ۱۴ھ میں عمل میں آئی تھی اور فحل کا واقعہ دمشق سے پہلے پیش آیا تھا اور فحل کے بھاگے ہوئے لوگ دمشق کی طرف چلے گئے تھے اور مسلمانوں نے وہاں ان کا تعاقب کیا تھا محمد بن اسحاق کا خیال ہے کہ فحل کا واقعہ ذوالقعدہ ۱۳ھ میں ہوا۔

فتح دمشق کے سنہ میں اختلاف:

واقدی بھی ابن اسحاق کے قول کے مطابق یہی رائے رکھتے ہیں کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیا تھا اور یرموک کا واقعہ ۱۵ھ میں پیش آیا تھا۔ یرموک کے بعد ہرقل ماہ شعبان میں انطاکیہ سے قسطنطنیہ کو چلا گیا تھا اور یرموک کے بعد پھر کوئی دوسری جنگ پیش نہیں آئی تھی مگر ہم سیف کی روایت اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ یرموک کا واقعہ ۱۳ھ میں ہوا تھا اور یرموک ہی میں موجود تھے کہ قاصد مسلمانوں کے پاس حضرت ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع لے کر اس روز شام کے وقت پہنچا تھا جب کہ رومی شکست کھا چکے تھے اور یہ کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ جب وہ یرموک سے فارغ ہو کر دمشق چلے جائیں اور یہ کہ فحل کا واقعہ دمشق کے بعد ہوا تھا اور اس کے بعد کی جنگیں جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ہوئی تھیں وہ ہرقل کے قسطنطنیہ جانے سے قبل پیش آئی تھیں ہم ان لڑائیوں کو انشاءاللہ ان کے موقعوں پر بیان کریں گے۔

ابوعبید بن مسعود ثقفی:

اس سال یعنی ۱۳ھ میں عمرؓ نے ابوعبید بن مسعود ثقفی کو عراق کی طرف روانہ کیا تھا اور وہ بقول واقدی اسی سال شہید ہو گئے تھے مگر ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یوم الجسر جو جسر ابی عبید ثقفی کے نام سے مشہور ہے ۱۴ھ میں ہوا تھا۔

قتل کے واقعات سیف کی روایت کے مطابق

شورش کی ابتداء

اب ہم قتل کے واقعات [illegible]

[illegible]

طبری کا تبصرہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لیے دوسری شب میں [illegible] اسی راہ سے [illegible] جنگ کی شدت [illegible] تمام رات [illegible] رات بھر میدان کارزار گرم رہا۔ [illegible] رومیوں کو ہزیمت ہوئی، وہ [illegible] پریشان تھے انہوں نے شکست فاش کھائی۔ رومیوں کا سپہ سالار سقلار بن مخراق اور دوسرے بڑے بڑے سردار [illegible] میں سے ایک معرکہ بھی تھا جس میں مسلمانوں کو نہایت شاندار فتح نصیب ہوئی۔

رومیوں کا فرار اور قتل:

مسلمانوں نے جب دیکھا کہ ان کا تعاقب بار بار کیا گیا مگر رومی ابھی تک مدافعت کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لوگ شکست کھا کر میدان سے پریشان ہو کر بھاگے تھے، آخر شکست اور پریشانی نے ان کو دلدل اور کیچڑ میں پھنسا دیا۔ مسلمان ان تک آ گئے تو رومیوں نے دلدل سے قریب ہی ان کا تعاقب بار بار دلدل میں کیا جس سے ان کی یہ کیفیت ہو گئی کہ کچھ تو دلدل کے کیچڑ میں تھے مسلمانوں نے ان کو اپنے نیزوں سے کچوکے دیے اور بہتوں کو بری طرح قتل میں ہوئی اور دلدل میں قتل ہوئے۔ اس روز اسی ہزار رومی قتل ہوئے تھے، بہت تھوڑے لوگ جان بچا کر بھاگ سکے تھے۔

حضرت خالدؓ کی مراجعت حمص:

مسلمان اسی دلدل کو بہت بڑا سبب سمجھتے تھے کہ خدا نے اسی دلدل کو اپنی قدرت سے رومیوں کیلئے مصیبت اور مسلمانوں کے حق میں رحمت اور مفید بنا دیا تھا، مسلمانوں کو بصیرت حاصل ہوا اور ان کی جدوجہد میں ترقی ہوئی۔ مال غنیمت تقسیم کر دیا گیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ و خالدؓ حمص کی طرف روانہ ہوئے اور عمرو بن العاص کو اپنے ہمراہ لے گئے اور دمشق کو ان کی ... کے پاس پہنچے اور شرحبیل اور ان کی فوج کو پیچھے چھوڑ گئے۔

محاصرہ بیسان:

جب شرحبیلؓ فحل کی جنگ سے فراغت پا چکے تو اپنی فوج اور عمروؓ کو لے کر اہل بیسان کی طرف بڑھے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت ابو الاعور اور چند اور سردار طبریہ کا محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے۔ اردن کے علاقے میں دمشق کے واقعات و فحل اور دلدل میں رومیوں اور سقلار کے انجام کی کیفیت پہنچ چکی تھی اور لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ شرحبیلؓ اور ان کے ساتھ عمرو بن العاص اور حارث بن ہشام اپنی افواج کو لیے ہوئے بیسان کے ارادے سے جا رہے ہیں اس لیے ہر جگہ کے لوگ قلعہ گیر ہو گئے شرحبیلؓ نے بیسان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا تو چند روز تک چار و ناچار رہ کر جنگ میں وہاں سے کچھ لوگ مقابلے کے لیے باہر نکلے مسلمانوں نے ان سے لڑ کے ان کا خاتمہ کر دیا باقی لوگوں نے مصالحت کی درخواست کی جس کو مسلمانوں نے دمشق کی شرائط پر منظور کر لیا۔

اہل طبریہ کی اطاعت۔

جب اہل طبریہ کو اطلاع پہنچی تو انہوں نے ابو الاعور سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کو شرحبیلؓ کی خدمت میں پہنچا دیا جائے۔ ابو الاعور نے ان کی درخواست منظور کر لی چنانچہ اہل طبریہ اور اہل بیسان سے دمشق کی شرائط پر مصالحت ہو گئی اور یہ بھی طے ہو گیا کہ شہروں اور اس کے مضافات کی آبادیوں کے تمام مکانات میں سے نصف مسلمانوں کے لیے خالی کر دیئے جائیں اور

[illegible]

جنگ فارس کے لیے دعوت

[illegible]

مثنیٰ بن حارثہ کی تقریر

[illegible]

حضرت عمرؓ کا [illegible] خطاب

[illegible]

ابو عبید ثقفیؓ کی جہاد کے لیے تیاری

حضرت [illegible]

ابو عبید ثقفیؓ کی امارت

[illegible]

سلیط بن قیس کو امیر نہ بنانے کی وجہ

[illegible]

ابو عبید ثقفیؓ کی کنارہ اترنے کی خواہش:

[illegible]

[illegible] قوت سے [illegible] ان [illegible] کا سبب ہو [illegible] ہے۔

یعلیٰ بن امیہ کی روانگی یمن

[illegible] روایت ہے کہ حضرت عمر نے اس سے پہلے [illegible] کے لیے [illegible] کے بعد [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] نے اپنی وفات [illegible] اور حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت کے زمانے میں [illegible] وصیت [illegible] ان لوگوں کے پاس جاؤ [illegible] کے بارے میں [illegible] جو لوگ اپنے مذہب پر قائم [illegible] اور جو لوگ اسلام قبول کر لیں [illegible] جب وہ جلاوطنی کے بعد [illegible] ان کی زمین [illegible] اور ان سے کہہ دو کہ ہم [illegible] اس لیے جلاوطن کر [illegible] خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جزیرۂ عرب میں دو مذہب باقی نہ رہنے پائیں [illegible] اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہتا ہے وہ یہاں سے نکل جائے چونکہ [illegible] اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق [illegible] ان کو زمین کے عوض [illegible] زمین [illegible]
[illegible] ہے۔

* * *

نمارق کا واقعہ

شعبی سے روایت ہے کہ ابوعبید کی روانگی کے وقت اس کے ساتھ سعد بن عبید اور بنو عدی بن النجار کے سلیط بن قیس اور بنو شیبان کے خاندان بنو ہند کے ایک شخص مثنیٰ بن حارثہ بھی تھے۔

بوران (پوران دخت) کی تخت نشینی:

بوران کسریٰ کی لڑکی تھی مدائن میں جب اختلافات پیدا ہوتے تو یہ لوگوں کے درمیان صلح کرا دیتی تھی۔ جب بوران کو تخت نشین کیا گیا اس وقت فرخ زاد بن البندوان قتل ہوا اور رستم نے آکر آزرمی دخت کو قتل کیا تو اس وقت سے یزدجرد کے تخت نشین ہونے تک بوران ہی حکمران تھی۔

ابوعبید رضی اللہ عنہ کی آمد کے زمانے میں بوران ہی برسر اقتدار تھی اور رستم اس کا سپہ سالار تھا۔ بوران نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیے اور تحفے روانہ کیے تھے جو قبول کر لیے گئے، وہ ایک سال تک شیرویہ کی مخالف تھی مگر بعد میں بوران اس کی مطیع ہو گئی اور شیرویہ کی مجلس میں بوران حاکم عدل قرار پائی۔

آزرمی دخت کی معزولی:

زیاد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جب سیاوخش نے فرخ زاد بن البندوان کو قتل کیا اور آزرمی دخت بادشاہ بن گئی تو اہل فارس میں اختلافات رونما ہو گئے اور وہ مثنیٰ کی واپسی تک مسلمانوں کی طرف متوجہ نہ ہو سکے، تب بوران نے رستم کو حالات سے مطلع کیا اور اسے جلد آنے کے لیے لکھا۔ رستم اس وقت خراسان کی سرحد پر تھا وہ لوگوں کو لے کر آیا اور مدائن میں داخل ہوا راستے میں جہاں کہیں آزرمی دخت کی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی ان کو شکست دی، جب مدائن پہنچا تو سیاوخش سے جنگ ہوئی جس میں شکست یاب ہو کر وہ محصور ہو گیا اور آزرمی دخت محصور ہو گئی اور رستم نے ان کو مغلوب کر لیا۔ پھر رستم نے سیاوخش کو قتل کر دیا اور آزرمی دخت کی آنکھیں نکلوا دیں اس کے بعد بوران کو تخت نشین کیا، اس نے رستم کو ملکی نظم و نسق کے انتظام کے لیے مدعو کیا اور اس سے شکایت کی کہ اہل فارس میں بہت ضعف پیدا ہو گیا ہے اور ان کی قوت میں زوال رونما ہو گیا ہے، اس لیے اس نے رستم کو دس سال کے لیے حکومت سپرد کر دی اور یہ قرار دیا کہ ان کے بعد آل کسریٰ میں سے کوئی لڑکا مل گیا تو وہ بادشاہ ہوگا ورنہ ان کی خواتین تخت نشین ہوں گی۔

رستم کا سپہ سالاری پر تقرر:

رستم نے کہا میں آپ کا فرمانبردار اور مطیع ہوں اور اس کے عوض میں کسی معاوضے یا انعام کا طلبگار نہیں ہوں اگر آپ لوگ مجھے عزت بخشیں یا احسان فرمائیں تو یہ آپ کی مہربانی ہوگی، میں تو آپ کا تیر ہوں اور آپ کا تابع فرمان ہوں، بوران نے رستم سے کہا کل صبح میرے پاس آنا، دوسرے روز رستم بوران کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے ایرانی سرداروں کو طلب کیا اور رستم کے لیے ایک فرمان لکھ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم جنگ فارس کے ذمہ دار ہو تم پر خدا کے سوا کوئی حاکم نہیں

کے سوا کوئی تم پر حاکم یا بادشاہ بنتا ہے تو ہم لوگ تمہارے احکام کو تسلیم کریں گے تمہارا یہ وہ حکم جو ملک کی حفاظت اور اہل ایران کو افتراق سے بچانے کی غرض سے ہو گا جائز ہو گا اس کے بعد انہوں نے رستم کے سر پر تاج رکھا اور اہل ایران کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت اور ان کے احکام کی تعمیل کرو چنانچہ یزدگرد کی آمد کے وقت اہل ایران رستم کے زیر فرمان تھے۔

ترغیب جہاد:

سب سے پہلا کام جو عمرؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رات ہی کو انجام دیا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور ان کو جہاد پر جانے کی ترغیب دلائی مگر تین دن تک کوئی شخص تیار نہ ہوا سب لوگ منتشر ہو گئے چوتھے روز پھر آپ نے لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اس روز سب سے پہلے ابوعبید آمادہ ہوئے اس کے بعد اور لوگ یکے بعد دیگرے آمادہ ہوئے اس فوج میں حضرت عمرؓ نے مدینے اور اس کے اطراف کے تقریباً ایک ہزار آدمی بھرتی کیے اور ان پر ابوعبید کو امیر بنایا۔ اس پر بعض لوگ معترض ہوئے اور کہا کہ صحابہ میں سے کسی کو امیر بنائیے عمرؓ نے کہا کہ اے صحابہ رسولؐ تمہارا یہ حق نہیں ہو گا میں تم کو دعوت جہاد دیتا ہوں مگر تم سست بن جاتے ہو اور دوسرے لوگ اس کو قبول کرتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں تم کو ان پر امیر بناؤں۔ تم کو جو فضیلت حاصل تھی وہ اس لیے تھی کہ تم جہاد کے لیے سب سے پہلے پیش قدمی کرتے تھے مگر جب تم سست پڑ گئے تو اوروں کو تم پر فضیلت حاصل ہو گی اس لیے میں تم پر اس شخص کو امیر بناؤں جو تم سے پہلے جہاد کی دعوت قبول کرے گا مثنیٰ نے روانگی میں جلدی کی تو عمرؓ نے کہا ذرا ٹھہرو تاکہ تمہارے رفیق تمہارے ساتھ ہی روانہ ہوں۔

عمرؓ نے اپنی بیعت خلافت کے بعد سب سے پہلے ابوعبید کے لشکر کو روانہ کیا اور اس کے بعد اہل نجران کی فوج بھیجی اور پھر ان لوگوں کو اجازت جہاد دی جو فتنہ ارتداد میں مبتلا ہو گئے تھے وہ لوگ بڑی سرعت کے ساتھ ہر سمت سے آ کر جمع ہو گئے عمرؓ نے ان کو شام اور عراق کی جنگوں پر بھیج دیا۔

عہد فاروقی کی پہلی فتح:

حضرت عمرؓ نے اہل یرموک کو لکھا کہ تمہارے سپہ سالار ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مقرر کیے جاتے ہیں اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم فوج کے امیر مقرر کیے جاتے ہو اگر اللہ تعالیٰ تم کو اس مہم میں کامیاب کر دے تو اہل عراق کو عراق کی طرف واپس کر دینا اور دوسرے امدادی دستوں کے جو لوگ واپس ہونا چاہیں ان کو بھی واپس کر دینا۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے جس فتح کی اطلاع ہوئی وہ یرموک کی فتح تھی یہ فتح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سے بیس روز بعد ہوئی تھی جنگ یرموک کے امدادی دستوں میں عمرؓ کے عہد خلافت میں قیس بن ہبیرہ بھی تھے یہ اہل عراق کے ساتھ واپس آ گئے تھے یہ اہل عراق میں سے نہیں تھے اور جہاد میں اس وقت شریک ہوئے تھے جب کہ عمرؓ نے اہل ارتداد کو شرکت جہاد کی اجازت دے دی تھی۔

مثنیٰ کا حیرہ میں قیام:

شہر براز کی موت کی وجہ سے اہل فارس مسلمانوں کی طرف زیادہ التفات نہ کر سکے کچھ عرصے کے لیے شاہ زنان ملکہ بن گئی پھر سب نے بالاتفاق سابور بن شہر براز بن اردشیر بن شہریار کو بادشاہ تسلیم کر لیا مگر آزرمی دخت نے بغاوت کر کے سابور اور فرخ زاد کو قتل کر دیا اور خود ملکہ بن گئی رستم بن فرخ زاد اس وقت خراسان کی سرحد پر متعین تھا بوران نے رستم کو تمام واقعات سے مطلع

[illegible] ایرانی [illegible] ابو عبیدہ کی آمد سے پہلے [illegible]

[illegible] روانہ کر دیا۔

جابان کی روانگی

رستم نے سواد [illegible] مسلمانوں کے خلاف [illegible] اس نے تمام صوبوں میں [illegible] باشندوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے کے لیے ایک ایک سردار [illegible] جابان کو [illegible] کی طرف بھیجا [illegible] روانہ کیا اور ان دونوں سے ملنے کے لیے [illegible] اور ایک شہزادے [illegible] پیچھے [illegible] اطلاع ہوئی تو انہوں نے [illegible] فوجوں کو اپنے ساتھ ملایا اور خفان کے [illegible] ہٹ گئے۔

جابان کا نمارق میں قیام:

جابان حیرہ سے چل کر نمارق میں [illegible] خفان [illegible] آ ملے [illegible] فرات کے بالائی حصے سے نکل [illegible] ایک جماعت [illegible] خفان میں [illegible] نکلے [illegible] جابان کے [illegible] منتظر [illegible] ابو عبیدہ بھی ان کے پاس آ گئے فوج کے سپہ سالار ابو عبیدہ تھے ابو عبیدہ نے اپنے ساتھیوں کے [illegible] خفان میں قیام [illegible] جابان کے پاس بھی [illegible] لوگ جمع ہو گئے۔

جنگ نمارق:

جب ابو عبیدہ [illegible] فوجیں اور سوار یہاں جمع ہو گئے تو انہوں نے اپنے لشکر کی [illegible] مثنیٰ کو سواروں پر مامور کیا اور میمنہ پر والق بن جیدارہ کو اور میسرہ پر عمرو بن الہیثم بن الصلت بن حبیب [illegible] کو مامور کیا۔ جابان کے میمنہ اور میسرہ پر جشنس ماہ اور مردان شاہ تھے [illegible] نمارق میں [illegible] جنگ ہوئی خدا نے اہل فارس کو شکست دی جابان گرفتار ہوا اس کو مطر بن فضہ تیمی نے گرفتار کیا تھا اور مردان شاہ بھی گرفتار ہوا اس کو اکتل بن شماخ العکلی نے قتل کر دیا۔

جابان کی گرفتاری اور رہائی:

مطر نے تو مردان شاہ کو [illegible] جابان نے ان کو دھوکا دے دیا [illegible] مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا اور ابو عبیدہ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ یہ [illegible] بادشاہ ہے انہوں نے ابو عبیدہ کو مشورہ دیا کہ اس کو قتل کر دیجئے ابو عبیدہ نے کہا میں اس کو قتل کرتے ہوئے خدا سے ڈرتا ہوں کیونکہ ایک مسلمان اس کو امان دے چکا ہے اور تمام مسلمان [illegible] ایک جسم کی مانند ہیں [illegible] ایک پر واجب ہوتی ہے وہ سب پر واجب ہوتی ہے لوگوں نے کہا کہ وہ بادشاہ ہے ابو عبیدہ نے کہا [illegible] جابان کو چھوڑ دیا گیا۔

رستم کا طیش و غضب:

[illegible] ابو عبیدہ [illegible] رستم [illegible] اور بادشاہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

جابان کا فدیہ

[illegible]

ابو عبیدؓ کی پابندی عہد

[illegible]

نرسی کا باغ نرسیان:

[illegible]

نرسی کو [illegible] کا حکم:

[illegible]

کرنے کا حکم دیا اور سواروں سے کہا کہ وہ ان بھاگنے والوں کا تعاقب کریں، یہ لوگ [illegible] لشکر میں [illegible] سے [illegible] یہاں تک ان کو ہلاک کرتے چلے گئے۔

جنگ کسکر

ابوعبید نمارق سے نرسی کے مقابلہ کے لیے کسکر روانہ ہوئے اسی وقت نرسی کسکر کے [illegible] تھا [illegible] فوج کی ترتیب دی تھی جو جابان سے مقابلہ کرنے کے وقت تھی نرسی کے میمنہ اور میسرہ پر اس کے دو ماموں زاد بھائی بندویہ اور تیرویہ بسطام کے بیٹے تھے [illegible] ہوتے تھے باشندگان [illegible] نرسی کی فوج میں موجود تھے [illegible] اور رستم کو جابان کی ہزیمت کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے جالینوس کو نرسی کی امداد کے لیے جانے کا حکم دیا [illegible] اور باشندگان کسکر [illegible] ابوعبید [illegible] جالینوس کے پہنچنے سے پہلے [illegible] کا حکم ابوعبید نے اس کا موقع نہ آنے دیا اور تیزی سے بڑھ کر لشکر کے نزدیک [illegible] جالینوس کے آنے سے پہلے حملہ کر دیا ایک [illegible] میدان میں بڑی شدت کا معرکہ ہوا [illegible] کو شکست ہوئی نرسی بھاگ گیا اور اس کی فوج اور ملک پر مسلمانوں کا قبضہ حاصل ہو گیا۔

کسکر کی تاراج

ابوعبید نے نرسی کے چلے جانے کے بعد لشکر کو تمام علاقے پر [illegible] مال غنیمت جمع کرایا کھانے کے بے شمار ذخیرے ہاتھ آئے ابوعبید نے اپنے قریب کے عربوں کو بلا لیا [illegible] کے تمام [illegible] پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا [illegible] نرسیان [illegible] اس کی بڑی حفاظت کی جاتی تھی اور اس کے ذریعے سے [illegible] مسلمانوں نے اس [illegible] تقسیم کر لیا اور اس [illegible] خمس حضرت عمر کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لکھا کہ اللہ نے ہم کو وہ چیزیں کھانے کے لیے عطا فرمائی ہیں جن کی [illegible] حفاظت کرتے تھے ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی ان چیزوں کو ملاحظہ فرمائیں اور ہم پر خدا کے فضل و انعام کو دیکھیں۔

باروسما، زوابی اور نہر جوبر پر فوج کشی

ابوعبید نے وہیں قیام کیا [illegible] باروسما کی طرف [illegible] زوابی کی طرف [illegible] اور عاصم کو نہر جوبر کی طرف بھیجا ان سرداروں نے ان مقامات کی جمعیتوں کو شکست دی اور وہاں کے باشندوں کو [illegible] کیا اور [illegible] مثنیٰ [illegible] پہنچ گئے [illegible] کھانا تیار [illegible] ابوعبید [illegible] ایک جماعت تھی۔

اہل باروسما اور نہر جوبر سے مصالحت:

فروخ اور فرونداد [illegible] ابوعبید کی خدمت میں حاضر ہوئے ان [illegible] جزیہ [illegible] ان دونوں کو ابوعبید کی خدمت میں [illegible] ایک [illegible] باروسما کی طرف سے [illegible] جزیہ [illegible] فروخ نے باروسما کی طرف سے [illegible]

نے جو بالمقابل سے موجود تھا ابو عبید کا مقابلہ کرنے کے لیے کسکر کی طرح قرار پائی اور یہ ملک نرسی و بوران کی طرف سے تھی الغرض اس فتح کے بعد ابو عبید نے مال غنیمت کو جو [illegible] سے ملا تھا ارسال فرمایا۔

باروسما کی جنگ

زرمہر اور فروخ زاد ابو عبید کی خدمت میں بہت سے برتن لائے جن میں عجم کے لذیذ کھانے اور حلوے تھے اور عرض کیا کہ یہ دعوت ہم نے آپ کے اعزاز میں کی ہے تب ابو عبید نے پوچھا کہ کیا تم نے اسی طرح ہماری فوج کی دعوت بھی کی ہے انہوں نے جواب دیا ہم اس کا انتظام نہیں کر سکے لیکن عنقریب ہم فوج کی دعوت بھی کریں گے مگر واقعہ یہ تھا کہ وہ لوگ پہلے ان تک پہنچنے کی منتظر تھے ابو عبید نے کہا جو دعوت فوج کے لیے کافی نہیں ہے تم کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر ابو عبید نے وہ کھانے واپس کر دیے اور وہاں سے روانہ ہو کر [illegible] کے بعد ابو عبید کو باروسما کی [illegible] اطاعت قبول کی۔

ایرانیوں کی دعوت کی پیشکش

نضر بن سری الضبی کی روایت یہ ہے کہ فرخ اور فراونداد بھی دوسرے دہقانوں کی طرح ابو عبید کی خدمت میں کھانے اور طعام تیار کر کے لائے تو ابو عبید نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم نے ہماری فوج کے افراد میں بھی ایسی ہی دعوت کی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ابو عبید نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں ابو عبید بہت برا ہوگا اگر وہ ان لوگوں کو چھوڑ کر جو خون بہانے میں اس کے ساتھ تھے کوئی چیز اپنی ذات کے لیے خاص کرے واللہ ابو عبید ان چیزوں میں سے جو خدا نے مسلمانوں کو عطا کی ہیں وہی چیز کھائے گا جو سب مسلمان کھا رہے ہیں۔

ایرانیوں کی دعوت کے متعلق ابن اسحاق کی روایت:

ابن اسحاق کی روایت میں بھی مذکور ہے کہ ابو عبید نے مسعود کو [illegible] بھیجا اور ان کا کفار سے جنگ کرنے کا ذکر ہے مگر اس روایت میں یہ ہے کہ جب جالینوس کو شکست ہوئی اور ابو عبید بادشاہ کے علاقے میں داخل ہوئے تو وہاں کے ایک [illegible] قیام پذیر ہو گئے وہاں سب لوگ ان سے ملتے ہو گئے تو انہوں نے ابو عبید کے لیے کھانے تیار کیے اور ابو عبید کے پاس لے کر آئے تو ابو عبید نے کہا کیا میں اپنے مسلمانوں کو چھوڑ کر کوئی چیز کھا سکتا ہوں؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیے ہم نے آپ کی فوج کے ہر شخص کے لیے اسی قسم کا کھانا تیار کیا ہے جس سے کھانا کھایا جائے گا۔ چنانچہ ابو عبید نے وہ کھانا کھا لیا اور جب فوج کے لوگ ابو عبید کے پاس واپس آئے تو ابو عبید نے ان سے کھانے کے متعلق دریافت کیا چنانچہ انہوں نے اسی بات کا ذکر کیا۔

جالینوس کی شکست و فرار

جب بابان اور نرسی نے بوران کو اپنی کمک کے لیے لکھا تو بوران نے ان کی امداد کے لیے جالینوس کو حکم دیا کہ وہ بابان کی فوج کی خبر لے جائے اور پہلے نرسی کے پاس پہنچ جائے لیکن ابو عبید سے لڑائی ہو گئی جالینوس ایرانیوں کی امداد کے لیے پہنچا ابو عبید نے جلدی سے بڑھ کر اس کو باروسما کے مقام پر جا لیا اس لیے جالینوس کو [illegible] کے علاقے میں ہی قیام کرنا پڑا ابو عبید مسلمانوں کی فوج لے کر ترتیب سے روانہ ہوئے اور ان سے مقابلے کے لیے پہنچے تو جالینوس کی فوج سے مقابلہ ہوا مسلمانوں نے دشمن کی

کہ [illegible] جالینوس بھی بھاگ گیا اور وہاں کا تمام مال ابو عبید کے قبضے میں آ گیا۔

کہتے ہیں کہ [illegible] جو [illegible] نکل گئے تھے جب انہوں نے اپنی جان و مال کو خطرے میں دیکھا تو ابو عبید اور ان کی فوج کے لیے کھانے تیار کر کے لائے تھے۔

اسلامی سپاہ کی دعوت:

محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ ابو عبید نے ان لوگوں سے کہا کہ کیا تم نے یہ چاہا ہے کہ میں کوئی ایسی چیز کھاؤں جو میرے ہم وطن کے لیے حاصل نہ ہوئی؟ دہقانوں نے کہا کہ آپ کی فوج کے ہر شخص کے لیے کھانا ان کی قیام گاہ میں [illegible] دیا گیا ہے جس سے وہ پیٹ بھر کر کھا سکیں گے۔ جب دہقان ابو عبید کے پاس سے چلے گئے تو ابو عبید نے اپنی فوج کے لوگوں سے کھانے کی دعوت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے ابو عبید کو اپنی دعوت کی اطلاع دی [illegible] دہقانوں نے [illegible] کے لیے [illegible] انتظام کیا تھا کہ [illegible] ابو عبید [illegible] وہاں سے [illegible] تھے۔

ابو عبید اور اہل فارس کی دعوت

محمد اور [illegible] کا بیان ہے کہ جب ابو عبید کو معلوم ہوا کہ ان دشمنوں نے فوج کی بھی دعوت کی ہے تو ان کی دعوت قبول کر لیا اور ان لوگوں کو بلا کر کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔ ابو عبید کے [illegible] تمام طعام [illegible] تھے مگر چونکہ ان کے پاس اہل فارس کی دعوت کے لذیذ کھانے آ چکے تھے اور ان کو معلوم بھی تھا کہ وہ کھانے ابو عبید کے پاس بھی گئے ہیں اس لیے انہوں نے یہ کہا کہ ابو عبید [illegible] کی طرح فوج کی [illegible] کھانے پر بلا رہے ہیں [illegible] ابو عبید نے [illegible] انہوں نے [illegible] کہ تم ہماری طرف سے [illegible] دہقانوں کی [illegible] ابو عبید نے [illegible] یہاں اہل عجم [illegible] تم لوگوں کو ان [illegible] ان کھانوں [illegible] ہمارے [illegible] پانی [illegible] گوشت ترکاری اور [illegible] ہیں۔

ابو عبید نے یہاں سے [illegible] کوچ [illegible] اپنے لشکر [illegible] کے ساتھ [illegible] حیرہ پہنچ گئے۔

حضرت عمر فاروق کی ابو عبید کو نصیحت

جس وقت حضرت عمر نے ابو عبید کو رخصت کیا تھا تو ان سے یہ فرمایا کہ تم مکر و فریب، خیانت اور ظلم و جبر کی زمین میں جا رہے ہو اور تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جس نے شر پر دلیری کر کے اس کی معرفت حاصل کی ہے اور وہ خیر کو بھول گئی ہے اور بھلائی کو بھول کر اس سے ناواقف ہو گئی ہے اس لیے تم بہت ہوشیار رہنا اور اپنی زبان کو محفوظ رکھنا اپنا راز ہرگز فاش نہ کرنا کیونکہ راز داری کرنے والا شخص جب تک راز کو محفوظ رکھتا ہے وہ [illegible] محفوظ رہتا ہے [illegible] صورت پیش نہیں آتی اور جب اس کو ضائع کر دیتا ہے تو وہ خطرات کی زد میں آ جاتا ہے۔

بہمن جاذویہ کو فوج کشی کا حکم:

اس کے [illegible] جب جالینوس [illegible] بھاگ کر رستم کے پاس

پہنچیں تو رستم نے لوگوں سے دریافت کیا کہ عربوں کے لیے زیادہ سخت آدمی کون ہے؟ انہوں نے کہا بہمن جاذویہ۔ چنانچہ رستم نے بہمن اور اس کی فوج کو عربوں سے لڑنے کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ بہت سے دیوپیکر ہاتھی بھی تھے اور جالینوس کو بھی بہمن کے ساتھ واپس روانہ کیا اور کہا کہ جالینوس کو اپنے آگے رکھو اگر اب سے پھر پہلے جیسی حرکت کرے تو اس کی گردن مار دینا۔

درفش کاویانی کا علم:

بہمن جاذویہ پھر لوٹ کر روانہ ہوا درفش کاویانی جو ایرانیوں کے نزدیک فتح کا نشان اور کامرانی کا ضامن تھا اس کے ہمراہ تھا یہ علم چیتے کی کھال کا بنا ہوا تھا جو بارہ ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا تھا۔

جنگ جسر:

ابو عبید آگے بڑھ کر مقام المروحہ میں جو البرج اور العاقول کی جگہ پر واقع تھا فروکش ہوئے۔ بہمن جاذویہ نے ابو عبید کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ یا تو وہ یا تم فرات کو عبور کر کے تم لوگ اس پار آجاؤ یا ہم کو اپنی طرف عبور کر کے آنے کی اجازت دو۔ سرداران فوج نے ابو عبید سے کہا کہ ہم اس پار جانے کے خلاف ہیں تم ایرانیوں سے کہہ دو کہ وہ خود عبور کر کے اس طرف آجائیں۔ اس رائے پر سلیط کو سب سے زیادہ اصرار تھا مگر ابو عبید جوش میں آگئے انہوں نے اس کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ وہ ہم سے زیادہ موت کے لیے جری نہیں ہو سکتے ہم خود عبور کر کے ادھر جائیں گے چنانچہ مسلمان ایرانیوں کی طرف پہنچ گئے مگر وہ لوگ جس جگہ مقیم تھے وہ بہت تنگ اور چاروں طرف سے گھری ہوئی تھی تمام دن طرفین میں شدت کی جنگ ہوتی رہی اس وقت ابو عبید کے ساتھ صرف دس یا آٹھ آدمی تھے۔

ابو عبید ثقفی کی شہادت:

جب شام ہوئی اور بنو ثقیف کے ایک شخص کو فتح میں دیر ہوتی نظر آنے لگی تو اس نے چند لوگوں کو جمع کیا انہوں نے تلواروں سے مصافحے کیے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ ابو عبید نے ہاتھی پر حملہ کیا مگر ہاتھی نے ابو عبید کے پاؤں کو روند ڈالا۔ مسلمانوں کی تلواریں بڑی پھرتی سے اہل فارس پر چل رہی تھیں تقریباً چھ ہزار ایرانی موت کے گھاٹ اتر چکے تھے اور فتح قریب تھی کہ اب ایرانی شکست یاب ہوتے ہیں مگر جب ابو عبید ہاتھی کے پاؤں سے روندے گئے تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ انہوں نے منہ پھیرا اور بغیر پیچھے دیکھے ہو گئے چلے گئے اور ایرانی ان کو دباتے ہوئے بڑھنے لگے۔ مسلمانوں کی پسپائی کو دیکھ کر بنو ثقیف سے ایک شخص نے پل کی طرف دوڑ کر اس کی رسیاں کاٹ ڈالیں مسلمان جن پر پیچھے سے دشمن کی تلواریں برس رہی تھیں پسپا ہوتے ہوئے جب فرات کے پاس پہنچے تو وہاں پل نہ تھا کچھ لوگ دریا میں گر کر ڈوبنے لگے۔ اس روز مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا کوئی چار ہزار آدمی مقتول اور غرق ہوئے۔

مثنیٰ کی مدافعت:

اس موقع پر مثنیٰ، عاصم، الکلج الضبی اور مذعور دیوار آہنی کی طرح ایرانیوں کے مقابلے میں جم کر کھڑے ہو گئے اور ان کو روکے رکھا یہاں تک کہ جب پل بندھ گیا اور باقی ماندہ فوج پار ہو گئی تب مثنیٰ اور ان کے رفیق عبور کر کے اس طرف آئے اور المروحہ میں قیام کیا۔ مثنیٰ زخمی ہو گئے تھے مثنیٰ کے ساتھ الکلج، مذعور اور عاصم نے بھی لوگوں کی مدافعت کی تھی اکثر لوگوں کا یہ حال ہوا کہ جدھر ان کا منہ اٹھا بھاگ گئے اور اپنی ناکامی اور رسوائی کی وجہ سے سخت شرمندہ تھے۔

اس فوج کے بعض لوگ مدینہ میں آ کر روپوش ہو گئے عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا "اے خدا کے بندو! میری

طرف سے ہر مسلمان آزاد ہے میں ہر مسلمان کا حامی ہوں۔ خدا ابوعبید پر رحم فرمائے کاش وہ ہماری طرف پناہ گزیں ہو جاتے یا جنگ نہ کرتے اور ہمارے پاس آ جاتے تو ہم لوگ ان کے لیے پشت بن جاتے۔

اہل مدائن کا رستم سے نیا معاہدہ:

جس وقت اہل فارس مسلمانوں کے تعاقب میں دریا سے پار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے ان کو یہ اطلاع ملی کہ مدائن میں لوگ رستم کے خلاف ہو گئے ہیں اور اس سے جو عہد و پیمان لیے تھے وہ توڑ دیے ہیں اور مدائن میں دو فریق ہو گئے تھے ایک فہلوج تھا جو رستم کے موافق تھا اور دوسرا اہل فارس جو فیروزان کے طرفدار تھے۔

جنگ جسر کی مدینہ میں اطلاع

واقعہ یرموک اور جسر کے درمیان چالیس دن کا فصل تھا۔ مدینہ میں یرموک کی فتح کی خبر جریر بن عبداللہ حمیری لائے تھے اور جسر کی اطلاع عبداللہ بن زید الانصاری لائے تھے۔ یہ وہ عبداللہ نہیں ہیں جنہوں نے خواب دیکھا تھا۔ جب عبداللہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے تھے آپ نے پکار کر پوچھا عبداللہ کیا خبر ہے؟ عبداللہ نے کہا آپ کے پاس یقینی خبر آئی ہے۔ پھر عبداللہ منبر پر چڑھ گئے اور حضرت عمرؓ کے کان میں چپکے سے شکست کی خبر سنائی۔ یرموک کا واقعہ جمادی الاخریٰ کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا اور جسر کا واقعہ شعبان کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا۔

بہمن جاذویہ کے دیو ہیکل ہاتھی:

سیف کی روایت ہے کہ رستم نے ابوعبید کے مقابلے کے لیے بہمن جاذویہ کو مقرر کیا تھا یہ شخص دربار ایران کا ایک حاجب تھا رستم نے جالینوس کو اس کے ہمراہ جنگ پر واپس بھیج دیا تھا۔ بہمن کے ساتھ دیو ہیکل ہاتھی تھے ان میں ایک سفید ہاتھی تھا اس پر ایک جھنڈا درخت میں بندھا ہوا تھا۔ بہمن جاذویہ اپنی عظیم الشان فوج کو لے کر آگے بڑھا ابوعبید بابل تک اس کے سامنے بڑھے مگر پانی تک پہنچ کر رک گئے اور فرات کو اپنے اور دشمن کے درمیان کر لیا اور مروحہ میں پڑاؤ ڈالا۔

سلیط کی فرات عبور کرنے کی مخالفت:

ایرانیوں نے مسلمانوں کے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو تم لوگ دریا کو عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ یا ہم عبور کر کے آتے ہیں ابوعبید نے قسم کھا کر کہا کہ میں ہی فرات کو پار کر کے اس طرف جاؤں گا اور بہمن کی کرتوت کا جواب دوں گا مگر سلیط بن قیس اور دوسرے سرداروں نے ابوعبید کو قسم دے کر کہا کہ اس سے پہلے عربوں کا ایرانیوں کے اتنے بڑے لشکر سے کبھی مقابلہ نہیں ہوا ہے اس دفعہ ایرانی پورا مجمع کر کے ہمارے مقابلہ پر آ گیا ہے تم جس مقام میں اب ٹھہرے ہوئے ہو اس میں ہمارے لیے نقل و حرکت اور جولانی کرنے اور دشمن پر حملہ آور ہونے اور پیچھے کی طرف ہٹنے کی کافی گنجائش ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا سلیط! بخدا تم لوگ بزدل ہو گئے ہو۔

اہل فارس کا بزدلی کا طعنہ:

ذوالحاجب - یعنی بہمن - اور ابوعبید کے درمیان پیام رسانی کرنے والا قاصد مردان شاہ الخصی تھا اس نے مسلمانوں سے کہا کہ اہل فارس کہتے ہیں کہ مسلمان بزدل ہو گئے ہیں یہ بات سن کر ابوعبید جوش میں آ گئے اور اہل الرائے کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور سلیط کو بزدل قرار دیا۔ سلیط نے کہا کہ میں واللہ! تم سے زیادہ جری ہوں مگر ہم نے تم کو ایک عقل کی بات بتائی ہے تم نہیں مانتے ہو

تو نتیجہ قریب معلوم ہو جائے گا۔

اسلامی سپاہ کا عبور فرات:

ابو محجن کا بیان ہے کہ بہمن جادویہ جب فرات کے کنارے قس ناطف میں مقیم ہوا اور ابو عبید فرات کے دوسرے کنارے پر مروحہ میں مقیم رہے تو بہمن جادویہ نے یہ کہلا بھیجا کہ تم ہماری طرف آ جاؤ یا ہم تمہاری طرف آ جائیں۔ ابو عبید نے کہا کہ ہم عبور کر کے تمہاری طرف آتے ہیں۔ ابن صلوبا نے فریقین کے لیے ایک پل بنا دیا تھا۔

دومہ زوجہ ابو عبید کا خواب:

جنگ سے قبل ابو عبید کی زوجہ دومہ نے جس وقت مروحہ میں موجود تھیں ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص آسمان سے ایک برتن میں شراب لے کر اترا ہے جس کو ابو عبید اور جبر نے اور ان کے خاندان کے اور چند لوگوں نے پیا ہے۔ دومہ نے یہ خواب اپنے شوہر ابو عبید سے بیان کیا۔ ابو عبید نے کہا کہ اس کی تعبیر شہادت ہے۔ اس کے بعد ابو عبید نے لوگوں کو وصیت کی کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو جبر سپہ سالار ہوں گے اور جبر قتل ہو جائیں تو فلاں شخص سپہ سالار ہوں گے یہاں تک کہ جس جس شخص نے خواب میں اس برتن سے شراب پی تھی ان کو ابو عبید نے ترتیب وار امیر مقرر کر دیا اور پھر کہا کہ اگر ابو القاسم بھی شہید ہو گئے تو مثنیٰ تمہارے امیر ہوں گے۔

ہاتھیوں کا حملہ:

ابو عبید اپنی فوجوں کو لے کر دریا کے اس پار پہنچ گئے مگر میدان بہت تنگ تھا فریقین میں جنگ کی آگ بھڑک گئی۔ ایرانی فوج میں ہاتھیوں پر گھنٹے اور ان کے درمیان بندھے ہوئے تھے گھوڑوں پر آلاتی جھولیں پڑی ہوئی تھیں اور ان کے شہسواروں کے جسموں پر لوہے کے کپڑے تھے۔ یہ نئی کیفیت دیکھ کر عربی گھوڑے گھبرا گئے مسلمان دشمنوں پر حملہ آور ہوتے تھے مگر ان کے گھوڑے آگے بڑھنے سے انکار کرتے تھے۔ جب ایرانی ہاتھیوں اور ان کے گھنٹوں کی جھنکار کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تو ان کی صفیں برہم ہو جاتی تھیں گھوڑے بھاگ گئے اور سواروں پر ایرانیوں نے تیر برسانے لگے تھے مسلمان بہت تکلیف محسوس کرنے لگے وہ جو کر دشمنوں پر حملہ کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر ابو عبید اور دوسرے لوگ گھوڑوں پر سے اتر کر پیادہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر دشمنوں پر تلواریں برسانے لگے مگر ہاتھیوں کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جس جماعت پر حملہ کرتے اس کو پسپا ہونا پڑتا۔

ابو عبید ثقفی کا سفید ہاتھی پر حملہ:

ابو عبید نے چلا کر اپنے ساتھیوں سے کہا "ہاتھیوں کو گھیر لو اور ان کے پیٹ چاک کر ڈالو اور سواروں کو اتار دو" یہ کہہ کر ابو عبید سفید ہاتھی پر جھپٹے اور اس کے پیٹ کی رسی کو پکڑ کر لٹک گئے اور اس کو کاٹ ڈالا۔ جو لوگ ہاتھی پر سوار تھے وہ سب الٹے ہو کر نیچے آ رہے۔ ابو عبید کے ساتھیوں نے دوسرے تمام ہاتھیوں کی رسیاں کاٹ کر ہودے الٹ دیئے اور ان کے سواروں کو قتل کر دیا۔ ہاتھی نے ابو عبید پر حملہ کیا ابو عبید نے اس کی سونڈ پر تلوار کا وار کیا مگر ہاتھی نے اس کو اپنے پیر پر روک لیا ابو عبید اس پر حملہ کرتے رہے مگر ہاتھی نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو گرا دیا اور اپنے پاؤں میں روند ڈالا۔

سات مسلمان علمبرداروں کی شہادت:

لوگوں نے ابو عبید کو ہاتھی کے نیچے دیکھا تو ان کے اوسان جاتے رہے۔ جب ابو عبید کا علم گرا تو اس شخص نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو عبید کے شہید ہونے کی بشارت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الیس صغریٰ کے واقعات

جابان اور مردان شاہ کی گرفتاری و قتل

جابان اور مردان شاہ کی کوشش تھی کہ اہل فارس کی امداد کرنے کے لیے نکلیں ان کا خیال تھا کہ مسلمان عنقریب منتشر ہو جائیں گے ان کو اہل فارس کے اس اختلاف کا حال معلوم ہو تو جس کی ذرا جب کہ واقعہ پیش آ گیا۔ چونکہ اہل فارس منتشر ہو گئے اور وہ ان سب کی ان کے بعد چلا گیا تو مثنیٰ کو جابان اور مردان شاہ کی روانگی کا حال معلوم ہو گیا تھا اس لیے مثنیٰ نے عاصم بن عمرو کو اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے ہمراہ سواروں کا ایک دستہ لے کر ان دونوں کی خبر لینے کے لیے روانہ ہو گئے جابان اور مردان شاہ نے یہ خیال کیا کہ مثنیٰ بھاگ رہے ہیں اس لیے وہ دونوں مثنیٰ کے مقابلے پر آ گئے مثنیٰ نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور الیس کے باشندوں نے ان دونوں کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے مثنیٰ کے حوالے کر دیا مثنیٰ نے اس کے صلے میں ان سے صلح کر کے ان کو ذمی بنا لیا اور جابان اور مردان شاہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم ہی نے ہمارے امیر کو دھوکا دیا تھا اور ان سے جھوٹ بولا تھا اور ان کو فریب دیا تھا۔ پھر مثنیٰ نے ان دونوں کی اور ان کے قیدیوں کی گردنیں مار دیں اور اس کے بعد اپنے لشکر میں واپس آ گئے۔ پھر یہ لوگ الیس سے بھاگ گئے تھے اس لیے وہ مثنیٰ کے ہمراہ دوبارہ نہیں آئے۔

جریر بن عبداللہ کی حضرت عمرؓ سے درخواست

مقام موقع سے جریر بن عبداللہ حنظلہ بن الربیع اور چند دوسرے لوگوں نے خالدؓ سے مدینے جانے کی اجازت طلب کی تھی تو خالدؓ نے ان کو اجازت دے دی تھی یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو جریر نے آپ سے اپنا مقصد بیان کیا تھا ابوبکرؓ نے فرمایا تھا کہ اب جب کہ ہم اس پریشانی میں گرفتار ہیں تم آپ نے جریر کی درخواست کو آئندہ پر اٹھا رکھا تھا۔ اس کے بعد جب عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے جریر سے ثبوت طلب کیا جریر نے ثبوت پیش کر دیا اس پر عمرؓ نے تمام ملک عرب میں اپنے عاملوں کو لکھ بھیجا کہ جو شخص زمانہ جاہلیت میں بجیلہ کی طرف منسوب ہوتا ہو اور زمانہ اسلام میں اسی نسبت پر قائم ہو اور عام لوگ اس بات کو جانتے ہوں تو ایسے شخص کو جریر کے پاس بھیج دو جریر نے ان لوگوں کو مدینہ اور عراق کے درمیان ایک مقام پر جمع ہونے کا حکم دیا تھا۔

جریر کو عراق جانے کا حکم

جب جریر کا مقصد پورا ہو گیا اور بجیلہ کے لوگ ان کے قبضے میں دے دیے گئے اور وہ سب لوگ جریر کے حکم کے مطابق مدینہ اور عراق کے درمیان ایک مقام پر جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا تم عراق کو مثنیٰ کی امداد کے لیے چلے جاؤ مگر جریر نے کہا ہم شام جانا چاہتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا تم عراق چلے جاؤ کیونکہ شام کی فوج تو دشمنوں پر قابو پا چکی ہے مگر جریر نے پھر بھی انکار کیا بالآخر حضرت عمرؓ نے ان کو مجبور کیا اور جب ان کو بہت سی قوت مل گئی اور وہ روانہ ہونے لگے تو حضرت عمرؓ نے خاص جریر اور جریر کی قوم والوں کے لیے یہ حکم دیا کہ اس جہاد میں جو مال غنیمت تم لوگوں کو حاصل ہو اس کے خمس کا چوتھائی حصہ تمہارا ہوگا تو ان

قبائل کا ہے جو بعد میں جریر کی طرف روانہ کیے جائیں گے۔

جریر کی روانگی عراق:

حضرت عمرؓ نے جریر کو حکم دیا کہ تم لوگ مدینہ ہوتے ہوئے جاؤ چنانچہ وہ لوگ پہلے مدینہ آئے اس کے بعد مثنیٰ کی امداد کے لیے عراق کو روانہ ہوئے۔ ان کے علاوہ حضرت عمرؓ نے عصمہ بن عبداللہ کو جو بنو عبد بن الحارث الضبی سے تھے قبیلہ ضبہ کے لوگوں کا امیر بنا کر مثنیٰ کی کمک کے لیے روانہ کیا۔ نیز آپ نے اہل ارتداد کو بھی فوجی خدمت کے لیے طلب فرمایا تو چنانچہ شعبان تک جو جو حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے گئے آپ ان کو مثنیٰ کی طرف روانہ کرتے رہے۔

جنگ بویب کے واقعات

مہران ہمدانی:

واقعہ جسر کے بعد مثنیٰ نے عراق میں اپنے قرب و جوار کے بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرنے کے لیے طلب کر لیا اس کی وجہ سے مثنیٰ کے پاس ایک عظیم الشان لشکر تیار ہو گیا۔ جاسوسوں کے ذریعے سے رستم اور فیرزان کو مثنیٰ کی تیاری اور مزید امداد کے انتظار کی خبر ہو گئی ان دونوں نے اسی وقت باتفاق رائے مہران ہمدانی کو مثنیٰ کے مقابلے کے لیے جانے کا حکم دیا اور خود آئندہ کے واقعات پر غور کرنے لگے۔ مہران اپنے سواروں کو لے کر روانہ ہوا۔ رستم اور فیرزان نے اس کو حیرہ جانے کا حکم دیا تھا اس وقت مثنیٰ اپنے تمام مددگار عرب قبائل کے ساتھ قادسیہ اور خفان کے درمیان مرج السباخ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑے تھے۔ ان کو مہران کی آمد اور بشیر اور کنانہ کے متعلق اطلاعات ملیں۔ بشیر ان دنوں حیرہ میں تھا اس لیے مثنیٰ فرات بادقلی میں گھس گئے اور جریر اور ان کے رفیقوں کو جو ان کی کمک کے لیے آ رہے تھے یہ پیغام بھیجا کہ اس وقت ہم کو ایسی مشکل کا سامنا ہے کہ ہم تمہارے بغیر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لیے جس قدر جلد ممکن ہو پہنچو اور بویب میں آ کر ہم سے ملو۔

جریر کی بویب میں آمد:

عصمہ اور دوسرے قائد بھی جریر کی طرح مثنیٰ کی کمک کو آ رہے تھے جریر نے ان سب کو اسی قسم کا پیغام بھیجا اور یہ کہہ کر جوف کے راستے سے آؤ اس لیے وہ لوگ قادسیہ اور جوف کے راستے سے روانہ ہوئے اور مثنیٰ وسط سواد کے راستے سے نکل کر نسیر پر اور پھر فرات پر نمودار ہوئے۔ عصمہ اور ان کی راہ سے آنے والے لوگ نجف پر نمودار ہوئے اور جریر اور ان کی راہ سے آنے والے جوف پر نمودار ہوئے اس طرح یہ سب لوگ مثنیٰ کے پاس بویب میں پہنچ گئے اور مہران ان کے بالمقابل فرات کے دوسری طرف فروکش ہوا۔ مسلمانوں کا لشکر بویب میں اس مقام پر ٹھہرا تھا جہاں آج کل کوفہ ہے۔ مسلمانوں کے سپہ سالار مثنیٰ تھے اور ان کا مقابلہ مہران اور اس کے لشکر سے تھا۔

مثنیٰ نے باشندگان سواد میں سے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس قطعہ زمین کو جس میں مہران اور اس کی فوج مقیم ہے کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا بسوسیا۔ مثنیٰ نے کہا کہ ناکام ہوا مہران اور ہلاک ہوا کیونکہ وہ ایسے مقام میں ٹھہرا ہے جس کا نام بسوسیا ہے۔

مہران کا مطالبہ مثنیٰ سے:

مہران نے مثنیٰ کو لکھا کہ تم عبور کر کے ہماری طرف آؤ یا ہم عبور کر کے تمہاری طرف آئیں؟ مثنیٰ نے جواب بھیجا کہ تم ہی عبور کر کے ادھر آ جاؤ اس لیے مہران فرات کے کنارے ۔ تمام حملہ آور آ گئے اور فرات عبور کر آیا مثنیٰ نے بنی سعد کے لوگوں سے پوچھا کہ جہاں مہران اور اس کی فوج اتری ہے اس کا کیا نام ہے انہوں نے جواب دیا کہ اس جگہ کو بسوسیا کہتے ہیں۔

حملے سے پہلے روزہ کشائی:

چونکہ وہ رمضان شریف کا مہینہ تھا مثنیٰ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا تو سب لوگ تیار ہو گئے مثنیٰ نے اپنی فوج کی صف آرائی اس طرح کی کہ لشکر کو اس ترتیب سے مقدمہ اور لشکر میں تقسیم کر دیا اور سواروں پر حکم اور میمنہ و میسرہ پر افسر مقرر کیا اور دونوں فریقوں نے اپنی صفیں درست کر لیں مثنیٰ نے اپنی فوج میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ روزے سے ہو چونکہ روزہ آدمی کو کمزور اور ضعیف کر دیتا ہے اس لیے میری رائے میں مناسب یہ ہے کہ تم لوگ روزہ افطار کر لو اور کھا کر دشمن سے لڑنے کے لیے مضبوط ہو جاؤ سب نے کہا مناسب ہے چنانچہ سب نے روزے افطار کر لیے۔

ایک سعدی مجاہد کی بے تابی:

مثنیٰ نے ایک شخص کو دیکھا جو صف سے بار بار آگے نکل کر جنگ کے لیے دوڑنا چاہتا تو مثنیٰ نے دریافت کیا کہ اس شخص کو کیا ہو گیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو جسر کی لڑائی میں بھاگ گئے تھے یہ شخص اپنی جان دینا چاہتا ہے مثنیٰ نے اس کو نیزے سے دبایا اور کہا کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو جب تمہارے پاس کوئی حریف آئے اس وقت اپنے رفیق کو اس کے حملے سے بچاؤ بے کار اپنی جان نہ دو اس شخص نے کہا کہ میں اس قابل ہوں اس کے بعد وہ صف میں اپنی جگہ رک گیا۔

بنو بجیلہ کے مال غنیمت میں خمس کی چوتھائی کا اضافہ:

شعبی کی روایت ہے کہ جب بجیلہ کے تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ ہماری طرف سے روانہ ہو کر ۔ چونکہ بجیلہ کے سرداروں کا ایک وفد حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ لوگ اپنے پیچھے چھوڑ آئے تھے آپ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کس سمت کو زیادہ پسند کرتے ہو انہوں نے کہا شام کو کیونکہ وہ ہمارے خاندانی بزرگوں کا ملک ہے آپ نے فرمایا نہیں عراق کیونکہ شام میں تمہاری ضرورت نہیں ہے وہاں کا کام ہو رہا ہے حضرت عمرؓ ان کو ادھر بھیجنے کے لیے اصرار کرتے رہے اور وہ وہاں جانے سے انکار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ان کو مجبور کیا اور مال غنیمت میں سے خمس ادا ہونے کے بعد خمس کا چوتھائی ان کے لیے مزید مقرر فرمایا۔

قبیلہ بجیلہ کی عرفجہ سے خفگی:

قبیلہ بجیلہ کے جو لوگ جہاد میں شریک تھے ان پر حضرت عمرؓ نے عرفجہ کو امیر مقرر کیا اور جریر جو عام لوگوں کے امیر تھے اس سے قبل حضرت ابو بکرؓ نے عرفجہ کو اہل عمان سے لڑنے والی فوجوں کا امیر مقرر کیا تھا مگر انہوں نے سمندر میں جہاد کیا اس لیے آپ نے ان کو واپس طلب کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بجیلہ کے جو لوگ تھے ان پر افسر مقرر کیا اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ ان کی اطاعت کرو اور دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ تم جریر کی اطاعت کرو۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجاہدین کو عراق جانے کی ہدایت:

مجالد اور عطیہ کی روایت ہے کہ کنانہ اور ازد کے غازی یہ سات سو مجاہدین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں کو کون سی سمت پسند ہے انہوں نے کہا شام کیونکہ شام ہمارے آباء کا مسکن ہے آپ نے فرمایا: وہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے عراق جاؤ عراق اس ملک کو چھوڑو جس کی تعداد اور شان و شوکت خدا نے کم کر دی ہے اس قوم سے جہاد کرنے کے لیے جاؤ جس نے معیشت کے تمام وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے خدا کی ذات سے امید ہے کہ تم کو بھی اس میں سے حصہ ملے گا اور تم بھی دوسروں کی طرح وسائل معاش سے بہرہ مند ہو گے۔

غالب بن عبداللہ اور عرفجہ البارقی کی روانگی:

غالب بن عبداللہ لیثی اور عرفجہ البارقی نے اپنی اپنی قوموں کو طلب کیا اور عمر سے درخواست کی کہ اے امیر المومنین یہ بات مناسب ہے کہ ان کی عطا اور تقسیم پر چلو اس بات پر حضرت عمر نے ان کو دعا دی اور غالب بن عبداللہ کو کنانہ پر امیر مقرر کیا اور ان کو روانہ کیا اور ازد پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر بنایا چونکہ ان میں کے اکثر لوگ قبیلہ بارق کے تھے ان لوگوں کو اس کی بڑی مسرت ہوئی کہ عرفجہ ان کے پاس آ گئے۔ یہ دونوں سردار اپنی قوم کو لے کر مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے۔

مثنیٰ کے لیے مزید کمک:

ہلال بن علقمہ تیمی قبیلہ رباب کے ان لوگوں کو لے کر جو ان کے پاس جمع ہو گئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہلال کو ان کا امیر مقرر کر کے عراق کو روانہ کر دیا وہ مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے اسی طرح ابن المثنیٰ الجشمی جشم سعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو بنو سعد کا امیر مقرر کر کے مثنیٰ کے پاس بھیج دیا عبداللہ بن ذی السہمین قبیلہ خثعم کے لوگوں کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے آپ نے ان کو خثعم کا امیر مقرر کر کے مثنیٰ کی طرف روانہ کر دیا ربعی بن حنظلہ کے چند لوگوں کو لے کر حاضر خدمت ہوئے آپ نے ان کو بھی ان لوگوں کا سردار بنا کر مثنیٰ کے پاس بھیج دیا ربعی کے بعد ان کے بیٹے شبث بن ربعی سردار بنائے گئے بنو ضبہ کے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کے دو دستے کیے ایک پر ابن الہوبر کو اور دوسرے پر منذر بن حسان کو امیر مقرر فرمایا اور قرط بن جماح عبدالقیس کے لوگوں کو لے کر آئے آپ نے ان کو بھی اسی طرح امیر بنا کر روانہ کر دیا۔

مہران کو عبور کرنے کا فیصلہ:

فیروزان اور رستم کے متفق ہو جانے پر مثنیٰ کی پیش قدمی سے نمٹنے کے لیے مہران کو روانہ کیا جانے لگا انہوں نے بوران سے اس کی اجازت طلب کی جب ان دونوں کو کوئی کام درپیش ہوتا تو بوران کے پردے کے پاس چلے جاتے تھے اور اس سے گفتگو کیا کرتے تھے چنانچہ انہوں نے بوران کو مثنیٰ کے لشکر کی تعداد سے باخبر کیا اور اس سے کہا کہ عربوں کی قوت کے بڑھنے سے پہلے اہل فارس ان کے مقابلے پر بڑی فوج بھی نہیں بھیجتے تھے بوران نے ان دونوں سے پوچھا کیا بات ہے کہ اہل فارس پہلے کی طرح عربوں کے مقابلے پر کیوں نہیں جاتے" اور تم پہلے بادشاہوں کی طرح اب کیوں نہیں بھیجتے؟ فیروزان اور رستم نے جواب دیا کہ پہلے ہمارے دشمن ہم سے مرعوب تھے اور اب ہم ان سے مرعوب ہیں بوران ان دونوں کے بیان کیے ہوئے حالات سے باخبر ہوئی اور

[illegible]

[illegible]

جنگ بویب:

[illegible]

مہران کا قتل۔

[illegible]

مہران [illegible]

[illegible]

میں [illegible] سے ایک شخص [illegible] مثنیٰ [illegible] باندھ [illegible] اور [illegible] بھی [illegible] مسلمانوں [illegible] مشرکین کے قلب [illegible] ہو گیا تھا۔

ابو اسحاق کہتے ہیں [illegible] تھے [illegible] دیکھتے تھے میں لوگوں [illegible] تھے [illegible] جنگ [illegible] جاتا تھا [illegible] کے واسطے [illegible] دیا۔

مشرکین کی پسپائی:

کہتے ہیں کہ جب غبار بلند ہوا تو مثنیٰ [illegible] تو لوگوں نے دیکھا کہ مشرکین کا قلب [illegible] ہو گیا ہے اور بازوؤں کے دستوں نے ایک دوسرے [illegible] مثنیٰ نے دشمن کے قلب کو [illegible] اس کا کام تمام کر دیا ہے مسلمانوں کے [illegible] دستے دشمنوں پر [illegible] ہو گئے اور انہوں نے انہیں [illegible] عرب کے لوگ ان کے [illegible] نصرت [illegible] کرنے لگے مثنیٰ نے ان کے پاس ایک [illegible] بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مثنیٰ کہتے ہیں کہ [illegible] تم [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہماری مدد کرے گا آخر کار ان لوگوں نے دشمنوں کو شکست دی [illegible] کی طرف گئے [illegible] فرات [illegible] مسلمانوں نے ان کو اپنی تلواروں سے کاٹ کاٹ کر [illegible] کے پشتے لگا دیئے۔ [illegible] تک پائی [illegible] اس جنگ کی یادگار رہی ہیں۔

مسعود بن حارثہ اور انس بن ہلال کی شہادت

مسعود بن حارثہ [illegible] میدان جنگ میں [illegible] شکست سے پہلے ہی گر گئے تھے اس وجہ سے ان کے لوگوں میں کمزوری پیدا ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر مسعود نے جو اس وقت زخموں سے چور تھے کہا اے گروہ بکر بن وائل کے بہادرو اپنے جھنڈے کو بلند کرو اللہ تم کو بلندی عطا کرے گا میرے گر جانے سے تم کو ہمت نہ ہارنا چاہیے۔ انس بن ہلال النمری بھی زخمی ہو [illegible] جنگ کی [illegible] مثنیٰ نے انس اور مسعود کی [illegible] قربانی [illegible] بہت زور و شور سے لڑے تھے [illegible] کے ہاتھ [illegible] انہوں نے شہر براز [illegible] ان کا [illegible] ہلال [illegible] کے سوار [illegible] قتل کیا۔

شہر براز کا قتل:

جنگ ختم ہونے کے بعد مثنیٰ سب لوگوں کے ساتھ [illegible] بیٹھے [illegible] اپنے اپنے واقعات بیان کرنے لگے جو [illegible] آتا تھا [illegible] واقعات [illegible] قرط بن جماح نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تو مجھے اس میں مشک کی خوشبو [illegible] میں نے خیال کیا کہ [illegible] میں چاہتا تھا [illegible] معلوم ہوا کہ وہ سواروں کا افسر شہر براز ہے [illegible] معلوم ہوتے [illegible] کچھ حقیقت نہ رہی۔

مثنیٰ نے کہا کہ میں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں عرب اور عجم سے لڑائیاں [illegible]

بھی ہزار ہزار پر بھاری تھے اور یہ حالت ہے کہ سو عرب ہزار عجمیوں پر بھاری ہیں۔ خدا نے عجمیوں کی شجاعت ختم کر دی اور ان کی مکاریوں کے توڑ پھوڑ دیا ہے تم کو ان کی شان و شوکت، کثرت تعداد، بڑی کمانوں اور لمبے تیروں سے مرعوب نہ ہونا چاہیے جب ان پر یکبارگی حملہ ہوتا ہے تو وہ مویشیوں کی طرح ہر طرف بھاگ جاتے ہیں۔

ربعی کے تیسرے حملے میں مشرکین کی پسپائی:

ربعی نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ جنگ اور اس کی شدت کو ایک حالت پر قائم دیکھ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن تم پر جس طرح سے حملہ آور ہو رہے ہیں تم اپنی ڈھالوں پر ان کے وار روکو اور ان کے حملوں پر تم ثابت قدم رہے تو میرا خیال ہے کہ تیسرے حملے میں تم کو فتح ہو جائے گی ان لوگوں نے میرے مشورے پر عمل کیا اور خدا کی قسم اللہ نے مجھ کو میری مراد کے مطابق پورا کر دیا۔

ابن ذی السہمین کا خدا کے وعدے پر یقین:

ابن ذی السہمین نے اپنا واقعہ اس طرح سنایا کہ میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ میں نے اپنے سپہ سالار کو عرب کا تذکرہ کرتے سنا اور اس کی آیات پڑھتے ہوئے سنا ہے یہ ان کے نزدیک بہت عجیب چیز ہے تم اپنے جھنڈے اس کی طرف کر دو ان کی اقتدا کرو تم میں جو پیدل ہیں سواروں کو ان کی مدد کرنی چاہیے اس کے بعد تم حملہ کرو خدا کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا چنانچہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور وہی ہوا جس کی مجھے توقع تھی۔

جنگ جسر کا انتقام:

عرفجہ نے اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ہم دشمنوں کے لشکر میں فرات تک گھستے چلے گئے اس وقت میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ خدا کرے یہ لوگ غرق ہو جائیں تاکہ جسر کی مصیبت کا بدلہ اتر جائے مگر جب یہ لوگ ہم سے بہت تنگ ہو گئے تو ہم پر پلٹ پڑے ہم بہت زور و شور سے لڑے یہاں تک کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ خدارا تم اپنے جھنڈے کو ذرا پیچھے کر لو میں نے کہا کہ میں تو اس کو آگے ہی بڑھاؤں گا۔ تو دشمن کے حامیوں پر حملہ کیا وہ فرات کی طرف واپس پلٹے مگر ایک بھی فرات تک زندہ نہ پہنچ سکا۔

یوم الاعشار:

ربعی بن عامر کہتے ہیں کہ بویب کی جنگ میں میں اپنے والد کے ساتھ تھا بویب کو یوم الاعشار (دہائیوں کا دن) بھی کہتے ہیں کیونکہ شمار کرنے سے سو آدمی ایسے نکلے جنھوں نے اس معرکہ میں دس دس آدمی قتل کیے تھے عروہ بن زید الخیل سوار دس والے تھے جو کنانہ کے غالب تو دس والے تھے اور عرفجہ الازدی بھی نو والے تھے اس مقام سے لے کر جہاں آج کل السکون ہے دریائے فرات کے کنارے بویب تک مشرکین کی ہڈیوں کے ڈھیر ہو گئے تھے کیونکہ ان کی شکست کے وقت مثنیٰ جلدی سے پل کے پاس پہنچ گئے اور ان کے لیے بھاگنے کا راستہ روک دیا اس وجہ سے وہ لوگ دائیں بائیں بھاگ گئے تھے مسلمان رات تک اور پھر اگلے دن رات تک دشمنوں کا تعاقب کرتے رہے۔

مثنیٰ نے بعد میں پل کا راستہ روکنے پر اظہار ندامت کیا اور کہا کہ میں نے پل کی طرف بڑھ کر اور اس کو توڑ کر بے بس دشمنوں

[illegible] کرنا پڑا تھا خدا نے ہم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا میں آئندہ ایسی حرکت کبھی نہیں کروں گا اور تم بھی ایسی غلطی نہ کرنا اور میری غلطی کی پیروی نہ کرنا جس میں مدافعت کی قوت موجود ہو اس کو کبھی تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

[illegible] پر مسعود اور خالد کا جنازہ

جو مسلمان اس جنگ میں زخمی ہوئے تھے ان میں سے بعض زخموں کی وجہ سے انتقال کر گئے ان میں سے ایک خالد بن ہلال اور دوسرے مسعود بن حارثہ تھے مثنیٰ نے ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے جنازوں کو قبروں میں رکھوا دیا [illegible] مثنیٰ کو ان کے بھائی کا بے حد قلق ہوا انہوں نے کہا کہ واقعی میرا غم اس خیال سے کم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بویب کے معرکہ میں شریک ہوئے اور انہوں نے بڑے صبر و استقلال سے پیش قدمی کی اور گھبرائے نہیں اور شہادت نے ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیا۔

قوادس کی [illegible]

بویب کی فتح کے بعد مثنیٰ، عصمہ اور جریر بن عبداللہ کی [illegible] کی بکریاں اور [illegible] کافی تعداد میں ہاتھ آئیں [illegible] اس میں سے کچھ تو قوادس کو جہاں وہ مدینہ سے آ کر اپنے اہل و عیال کو چھوڑ آئے تھے [illegible] کو جو [illegible] کے خاندان قیام پذیر تھے بھیج دیا گیا قوادس کو جانے والوں کا سپہ سالار عمرو [illegible] تھا جب یہ لوگ قریب پہنچے تو وہاں کی عورتیں ان سواروں کو دیکھ کر چلانے لگیں اور ان کو لٹیرے سمجھیں اور اپنے بچوں کو بچانے کے لیے پتھر اور خیمے کی لکڑی لے کر کھڑی ہو گئیں یہ دیکھ کر عمرو نے کہا کہ اس لشکر کی عورتوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے ان کو فتح کی خوشخبری سنا دو۔ سامان دینے کے بعد لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ فتح کے [illegible] ساتھ آنے والی فوج کے [illegible] تھے تو وہ پیچھے رہ گئے [illegible] ان کی حفاظت کرتے تھے [illegible] میں پہنچ گئے اور عمرو بن عبدالمسیح [illegible] آ گیا۔

جریر بن عبداللہ اور عصمہ کی مجاہدین کو ترغیب

مثنیٰ نے فتح کے روز دریافت کیا کہ سب سے پہلے دشمنوں کا تعاقب کون کرے گا؟ جریر بن عبداللہ نے اپنی قوم میں کھڑے ہو کر کہا کہ اے بجیلہ کے لوگو! تم اور [illegible] کے تم [illegible] فضیلت اور [illegible] مال غنیمت کے خمس میں سے جو [illegible] ملنے والا ہے [illegible] امیر المومنین عمر نے حکم دیا ہے کہ خمس کا چوتھائی حصہ تمہارا ہے۔ عصمہ نے جواب میں دشمن کا تعاقب کرنے میں [illegible] دشمن کے قتل میں تم [illegible] تم بھائیوں میں سے [illegible] آج تمہارے لیے [illegible] اور جنت یا غنیمت اور شہادت۔

مثنیٰ نے عصمہ کے [illegible] لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر [illegible] کہا کہاں ہے وہ شخص اور اس کے ساتھی جو [illegible] سے نکلے [illegible] دشمنوں کا تعاقب کریں اور ان سے اپنے [illegible] نکال لیں [illegible] عظیم اجرا و استغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ (تمہارے لیے بڑا اجر [illegible] اللہ سے مغفرت کی درخواست کرو اللہ مغفرت کرنے والا اور مہربان ہے)۔

مثنیٰ [illegible] قبیلہ بجیلہ کا [illegible]

مثنیٰ کے اعلان پر سب سے پہلے ایک شخص [illegible] اور اس کے ساتھی تھے جو [illegible] مسلمانوں کی صف سے نکل کر [illegible]

میں جا کر جمع ہو جاتے تھے وہ مسلمانوں سے ڈرتے تھے۔ بہرحال قعقاع نے ان لوگوں کے لیے پیغام بھیجا اور ان کو [illegible] کا پیچھا کرنے کے بجائے [illegible] اور ان کے [illegible] چھوڑ دیا [illegible] قبول کر لیے۔ جب یہ سب [illegible] کے [illegible] حصے ہی تھے [illegible] خدمت کے لیے نکل پڑے تھے ان [illegible] کا [illegible] لوگوں میں تقسیم کر دیا اور [illegible] ان مجاہدوں کو جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے مزید انعامات دیئے۔ اسی طرح [illegible] اور [illegible] کے ساتھ خلیفہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

فتح ماسبذان

اہل ماسبذان کے حالات میں خدا نے مسلمانوں کا [illegible] سعد [illegible] کا [illegible] حضرت عمر [illegible] کہ اللہ [illegible] ان کا [illegible] آپ نے [illegible] کہ آپ ہم کو [illegible] کی اجازت دے دیں [illegible] نے ان کو [illegible] کی اجازت دے دی [illegible] ماسبذان تک پہنچ گئے اہل ماسبذان [illegible] مسلمانوں نے [illegible] کے قلعے میں سب سے پہلے [illegible] ان کے پیچھے [illegible] ماسبذان فتح کر کے [illegible] کے پاس واپس آ گئے۔

سواد کے علاقے کے احکام

طلحہ بن الاعلم کی روایت ہے کہ جب حلوان فتح ہوگیا تو مسلمانوں کو [illegible] کا موقع مل گیا اور انہوں نے [illegible] کی [illegible] ان کی [illegible] تھی۔ انہوں نے [illegible] اس بات کا [illegible] چھوڑ دیں۔

[illegible] عطاءت [illegible] اس میں جو ان [illegible] کی فوج تھی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] بہت [illegible] کے [illegible] میں [illegible] جہاں کسی نے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] نے [illegible] سب جگہ [illegible] کیفیت [illegible] کسان [illegible] کے [illegible] ان [illegible] تھا [illegible] کا پانی [illegible] میں [illegible] تھے۔

جریر اور عرفجہ کے متعلق ابن اسحاق کی روایت

محمد بن اسحاق کی روایت میں جریر اور عرفجہ کا تذکرہ اور [illegible] کی جنگ کا حال سیف کی روایت سے مختلف ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جسر کی شکست کا حال معلوم ہوا اور وہ لوگ جو بھاگ کر آئے تھے آپ کے پاس پہنچ گئے تو اسی وقت جریر بن عبداللہ البجلی اور عرفجہ بن ہرثمہ [illegible] کے سرداروں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرفجہ جو قبیلہ ازد سے تھے ان دنوں بجیلہ کے حلیف اور اپنی قوم کے سردار تھے ان دونوں سے حضرت عمر نے گفتگو کی اور فرمایا کہ عراق میں مسلمانوں پر جو [illegible] ہے [illegible] مصیبت پیش آئی ہے اس کا حال تم کو معلوم ہے اب تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ تمہارے قبیلے کے ان سب لوگوں کو جو [illegible]

عرب میں منتشر ہیں جمع کر کے تمہارے پاس بھیج دوں گا انہوں نے کہا اے امیر المومنین! آپ تعمیل فرمانے کے لیے حاضر ہیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے قیس، بجیلہ، ازد اور بجیلہ کو جو قبائل بنی عامر بن صعصعہ میں تھے نکال کر جمع کیا اور ان پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ بات جریر بن عبداللہ البجلی کو ناگوار گزری انہوں نے بجیلہ کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اس کے متعلق امیر المومنین سے عرض کرو انہوں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو امیر مقرر فرماتے ہیں جو ہمارے قبیلے کا نہیں ہے؟ آپ نے عرفجہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرفجہ نے کہا کہ امیر المومنین یہ لوگ درست کہتے ہیں میں ان کے قبیلے کا نہیں ہوں میں قبیلہ ازد کا ہوں زمانہ جاہلیت میں ہم سے اپنی قوم میں ایک خون سرزد ہو گیا تھا اس لیے ہم بجیلہ میں مل گئے اور آپ کو معلوم ہے کہ ہم ان لوگوں میں معزز اور بڑے ہو گئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر واقعہ یہ ہے تو تم اپنی جگہ پر رہو اور جس طرح یہ لوگ تم سے گریز کرتے ہیں تم بھی ان سے گریز کرو۔ عرفجہ نے کہا کہ مجھ سے تو یہ نہ ہو گا البتہ ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔

مہران کے اسلحہ کی تقسیم:

حضرت عمرؓ نے بجیلہ پر جریر بن عبداللہ کو امیر مقرر کیا۔ عرفجہ کے جانے کے بعد جریر ان دونوں لشکروں کو لے کر کوفہ کی طرف گئے بجیلہ کے سب دشمنوں کو جو جریر کے ہم قوم تھے جریر کی ماتحتی میں دے دیا گیا۔ جب جریر مثنیٰ کے قریب سے گزرے تو مثنیٰ نے ان کو لکھا کہ میرے پاس آؤ کیونکہ تم میری کمک کے لیے بھیجے گئے ہو جریر نے یہ جواب دیا کہ جب تک امیر المومنین کا حکم نہ ہو میں ایسا نہیں کر سکتا تم بھی امیر ہو اور میں بھی امیر ہوں اس کے بعد جریر جسر کی طرف گئے وہاں مہران بن باذان سے ان کا مقابلہ ہوا مہران جو ایک بڑا ایرانی سردار تھا نخیلہ کے قریب پل سے گزر کر جریر کی طرف آیا غرض ان میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی منذر بن حسان بن ضرار الضبی نے مہران پر شدید حملہ کیا اور اس کو نیزے سے زخمی کر کے گھوڑے سے گرا دیا اور جریر نے ایک دم بڑھ کر اس کا سر قلم کر دیا اس کے اسلحہ کے متعلق ان دونوں میں اختلاف ہوا مگر بعد میں اس طرح صلح ہوئی کہ جریر نے ہتھیار لے لیے اور منذر بن حسان نے کمر بند لیا۔

ایک روایت سے یہ پتا چلتا ہے کہ جب مہران کا جریر سے مقابلہ ہوا تو مہران نے اقدام کر کے یہ شعر پڑھا:

ان تسئلوا عنی فانی مہراذ انا لمن انکرنی ابن باذان

ترجمہ: "اگر تم میرے متعلق دریافت کرتے ہو تو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں مہران ہوں اور جو شخص میرا منکر ہے میں اس کو باخبر کرتا ہوں کہ میں باذان کا بیٹا ہوں"۔

میں مہران کے اس دعوے کو غلط سمجھتا تھا مگر بعد میں ایک معتبر ذی علم شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ عربی بولتا تھا اس نے یمن میں اپنے باپ کے ساتھ پرورش پائی جب کہ وہ کسریٰ کا عامل تھا۔ چنانچہ اس روایت کے معلوم ہونے کے بعد میں نے اس کے قول کو غلط نہیں سمجھا۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ کی روانگی عراق

مثنیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جریر کی شکایت لکھی تو آپ نے اس کے جواب میں مثنیٰ کو لکھا کہ میں تم کو ایک ایسے شخص پر جو محمد ﷺ کا صحابی ہے کیسے امیر مقرر کر سکتا ہوں۔ عمرؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کی سرکردگی میں چھ ہزار کا لشکر روانہ کیا اور مثنیٰ اور جریر بن عبداللہ کو لکھا کہ تم دونوں سعد کے ساتھ مل جاؤ۔ آپ نے سعد کو ان دونوں پر امیر بنا دیا تھا۔ سعد مدینہ سے روانہ ہو کر

[illegible]

فوجی چوکیوں کا قیام

حبیبؓ نے [illegible] پہنچ کر [illegible] وغیرہ جیسے [illegible] قلعوں کو [illegible] سے مسخر کیا۔ [illegible] فتوحات [illegible] موسوم [illegible] ہیں۔

شب خون مارنے کا مشورہ

ان آرمینیوں میں سے ایک [illegible] حبیبؓ پر [illegible] حملہ کرنے [illegible] حبیبؓ نے پوچھا کہ ان میں سے [illegible] انہوں نے کہا کہ دونوں [illegible] حبیبؓ نے کہا [illegible] ان کی حفاظت کے لیے [illegible] حبیبؓ نے [illegible] کی تیاری کر دی [illegible] جب [illegible] حبیبؓ [illegible] پہنچے [illegible] کے پاس پہنچے [illegible] حبیبؓ [illegible] ان کے پاس آتے [illegible] کے لیے [illegible] حبیبؓ نے [illegible] وہاں [illegible]

سواحل کے علاقے میں فوج کشی

جب حبیبؓ آرمینیا میں تھے [illegible] جاری تھیں۔

[illegible] کی منظوری

[illegible] حضرت عثمانؓ سے کہا [illegible] ہو جائیں گے۔

خنافس پر چھاپہ مارنے کی تجویز

مثنیٰ نے دریافت کیا کہ اس مقام اور بازار کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک دن یا ایک رات۔ مثنیٰ نے کہا کہ کیا وہاں کوئی حریف طاقت ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب ہم وہاں جاتے ہیں تو ہم اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیتے ہیں کہ آپ [illegible] پہنچ جائیں گے کیونکہ ان لوگوں کو جب معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے حملہ کا ارادہ کیا ہے تو آپ کی اطلاع ان کو ہو جائے گی تو وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیں گے اس لیے آپ انبار کی طرف جائیں اور وہاں کے دہقانوں سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے وہاں پہنچ جائیے اور صبح کے وقت غارت گری کیجیے۔

رئیس انبار کا تعاون:

مثنیٰ الیس سے روانہ ہوئے اور جب انبار پہنچے تو وہاں سے انبار کی طرف روانہ ہوئے تو وہاں کے رئیس نے قلعہ بند ہو کر محصور ہو گئے۔ [illegible] کیا بات کا وقت ہوا تو ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ کون شخص ہے مگر جب اس نے ان کو دیکھا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مثنیٰ نے اس کو [illegible] دلایا اور اس سے کہا کہ میں غارت گری کرنا چاہتا ہوں تم میرے ساتھ چلو [illegible] طرف لے چلو [illegible] آپ کے ساتھ [illegible] مثنیٰ نے [illegible] رہنما [illegible] دہقان نے مثنیٰ کے لیے کھانوں کا توشہ اور گھوڑوں کے لیے چارہ مہیا کر دیا اور چند رہنما ساتھ کر دیے۔

بغداد کی منڈی پر چھاپہ

مثنیٰ روانہ ہوئے اور جب آدھا راستہ طے کر چکے تو مثنیٰ نے پوچھا کہ اب کتنی دوری ہے؟ انہوں نے کہا کہ چار یا پانچ فرسخ ہو گئے۔ مثنیٰ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم میں سے حفاظت کے لیے کون [illegible] بعض لوگوں نے کہا [illegible] آپ حفاظت کے لیے [illegible] مثنیٰ نے ان سے کہا کہ تم لوگ بہت ہوشیاری سے پہرا دو اور [illegible] قائم رہو اور لوگوں سے [illegible] علاقے [illegible] ہر طرف سے [illegible] کوئی [illegible] جائے۔ [illegible] جب سب کاموں سے فراغت ہو گئی تو [illegible] مثنیٰ [illegible] اور [illegible] کی منڈی میں پہنچ گئے اور [illegible] بہت [illegible] قتل ہوئے اور جس قدر مال [illegible] مثنیٰ نے [illegible] حکم دیا کہ صرف سونا اور چاندی لو اور ہر شخص اتنا سامان [illegible] اپنی سواری پر [illegible] لے جائے [illegible] سب [illegible] بھاگ گئے [illegible] مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

مثنیٰ کی سرعت پر اعتراض:

اس کے بعد مثنیٰ تیزی سے [illegible] کی طرف [illegible] واپس [illegible] پہنچے تو انہوں نے قیام کیا اور لوگوں میں ایک تقریر کی جس میں انہوں نے کہا [illegible] اس سے [illegible] اس کے بعد [illegible] تیزی سے [illegible] چلا [illegible] حکم کی تعمیل کی۔ مثنیٰ نے بعض لوگوں کو [illegible] کرتے ہوئے سنا [illegible] جلدی [illegible] دشمن ہمارے تعاقب میں نکل پڑے۔

مثنیٰ کا مجاہدین کو خطاب

جب مثنیٰ نے ان سے [illegible] (مثنیٰ) اور [illegible] کی باتیں سن لیں۔ [illegible] سب سے پہلے [illegible] ان کو [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اس کے خبر میں [illegible] [illegible] مثنیٰ [illegible] تھا [illegible] [illegible] ہم جلد [illegible] پہنچ [illegible] ہم [illegible] اور اپنی جماعت میں پہنچ گئے ہیں اور [illegible] نے ہم کو [illegible] پا [illegible] ان سے [illegible] کے لئے [illegible] کا طلب [illegible] اللہ [illegible] ان سے [illegible] نے ہم کو [illegible] پہنچ [illegible] زیادہ تیار تھے [illegible] اپنے [illegible] اور دونوں کے متعلق [illegible] سے تم [illegible] ہم [illegible] مسلمانوں [illegible] ہوں۔

مثنیٰ کا انبار میں استقبال

مثنیٰ [illegible] لوگوں کو لے کر [illegible] کو قتل کرتے ہوئے انبار پہنچے انبار کے [illegible] نے مثنیٰ کا بڑے اعزاز سے استقبال کیا اور [illegible] مثنیٰ نے ان سے وعدہ کیا کہ [illegible] ہم تمہارے ساتھ تمہاری خواہش کے مطابق حسن سلوک کریں گے۔

مثنیٰ کا کباث پر حملہ

مثنیٰ نے [illegible] انبار [illegible] کباث [illegible] کے پیچھے [illegible] نکلے [illegible] کباث [illegible] وہاں کے تمام باشندے بنو تغلب سے تھے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور [illegible] ان کی حفاظت [illegible] سے [illegible] اپنے لشکر میں انبار واپس آ گئے مثنیٰ کی [illegible] میں ان کے [illegible] تھے۔

اہل صفین کی فراری:

مثنیٰ نے انبار [illegible] فرات [illegible] اور [illegible] کا [illegible] پہنچ [illegible] ان لوگوں کے پیچھے [illegible] کے قریب [illegible] مثنیٰ [illegible] فرات [illegible] صفین کے لوگ بھاگ [illegible] فرات کو پار کر کے جزیرے کی طرف چلے گئے [illegible]۔

سامان رسد کا خاتمہ

[illegible] سامان رسد ختم ہو گیا [illegible] یہاں تک نوبت پہنچی [illegible] کے [illegible]

گیا۔ پھر تینوں کو مسلمانوں نے قتل کر دیا اور ان کے [illegible] جو [illegible] قابل تھے لے لیے۔ اس کے بعد [illegible] بنو تغلب کے [illegible] پہنچا۔ جس کا پتا لگا تھا۔ مثنیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ [illegible] اگر تم مجھ کو [illegible] امان دے دو تو میں تم کو بنو تغلب کے ایک خاندان تک پہنچا دوں گا جن کے پاس سے میں آج ہی [illegible] آ رہا ہوں۔

بنو تغلب پر اچانک حملہ

مثنیٰ نے اس کو امان دے دی اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رات بھر چلتے رہے اور جب صبح ہوئی تو اچانک ان لوگوں پر جا پہنچے [illegible] پانی پی پی کر [illegible] تھے تب اپنے گھروں کے صحنوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ [illegible] کی۔ جنگجو لوگوں کو قتل کیا اور [illegible] بچوں کو قید کر لیا اور جو کچھ مال ان کے ہاتھ آیا وہ لے کر آئے۔

جب مثنیٰ نے پتا چلایا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ [illegible] تھے جو [illegible] بچے اور غنیمت سے [illegible] [illegible] جب [illegible] میں [illegible] مال [illegible] تھے۔

معرکہ تکریت

مثنیٰ کو خبر ملی کہ دشمنوں کے بیشتر لوگ [illegible] دجلہ کے کنارے پر موجود ہیں۔ اس لیے مثنیٰ ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ [illegible] کے مقدمہ پر حذیفہ بن محصن الغلفانی تھے اور میمنہ و میسرہ پر نعمان بن عوف بن نعمان الشیبانی اور مطر الشیبانی تھے۔ مثنیٰ نے دشمنوں کے پیچھے [illegible] ان کے پیچھے پیچھے چلے۔ تکریت کے قریب دشمنوں کو جا لیا۔ وہ پانی میں [illegible] مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ ایک ایک آدمی کے حصے میں پانچ پانچ جانور اور لونڈی غلام آئے۔ مال غنیمت [illegible] مثنیٰ انبار کی طرف آئے اور فرات بن حیان اور عتیبہ دشمنوں کے تعاقب میں آگے نکل گئے اور صفین پر چھاپہ مارا۔

اہل صفین کا انجام

صفین میں نمر اور تغلب کے لوگ تھے [illegible] وہیں تھے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے کچھ لوگوں کو پانی کی طرف دھکیل دیا۔ انہوں نے بہت [illegible] ایک [illegible] پکارا [illegible] فرات اور عتیبہ نے لوگوں کو [illegible] [illegible] جاہلیت کے [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] کے پاس واپس آ گئے۔ جب تمام [illegible] مثنیٰ کے پاس [illegible] آ گئے تو مثنیٰ [illegible]۔

فرات اور عتیبہ کی مدینہ میں طلبی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ تمام فوجوں میں [illegible] خلافت [illegible] گئے۔ [illegible] فرات اور عتیبہ [illegible] بنو تغلب [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] آپ نے ان دونوں [illegible] کو [illegible] سے پوچھ کر ان الفاظ سے [illegible] انہوں نے یہ جواب دیا [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے [illegible] قسم [illegible] اس سے [illegible] ان دونوں کو [illegible] کے پاس واپس بھیج دیا۔

قادسیہ کی جنگ کے اسباب

رستم اور فیروزان کے اختلاف:

اہل فارس نے رستم اور فیروزان سے جو اس وقت برسر حکومت تھے، یہ کہا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تمہارے اختلافات ختم نہیں ہوتے تم نے ہم کو کمزور کر دیا ہے اور ہم دشمنوں کے شکنجے میں آ گئے ہیں جو تمہاری وجہ سے ہم ایسے خطرات کا سامنا کر رہے ہیں اور عذاب ناقابل برداشت ہو گئے ہیں ہلاکت اور تباہی سر پر منڈلا رہی ہے بغداد، ساباط اور تکریت کے بعد صرف مدائن رہ گیا ہے۔ خدا کی قسم، تم دونوں متفق ہو کر کام کرو ورنہ قبل اس کے کہ دشمن ہماری تباہی پر خوشیاں منائیں ہم تمہارا کام تمام کر دیں گے۔

نقل کا بیان ہے کہ جب مسلمان سواد کے علاقوں میں قتل و غارت کر رہے تھے۔ اس وقت اہل فارس نے رستم سے کہا کہ خدا کی قسم تم اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ ہم پر مصیبت نازل ہو اور ہم سب ہلاک ہو جائیں۔ خدا کی قسم صرف تمہاری وجہ سے ہم میں یہ کمزوری پیدا ہوئی ہے اسے تم نے دور کیا؟ تم نے اہل فارس میں اختلاف ڈال دیا ہے اور دشمنوں پر حملہ کرنے سے ان کو روک رکھا ہے۔ خدا! اگر تمہارے قتل سے ہم کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ابھی تم کو قتل کر دیتے۔ اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو پہلے ہم تمہارا خاتمہ کر کے جی ٹھنڈا کریں گے پھر خود برباد ہو جائیں گے۔

آل کسریٰ کی عورتوں کی فہرست:

رستم اور فیروزان نے کسریٰ کی بیٹی بوران سے کہا کہ تم ہم کو کسریٰ کی بیویوں اور لونڈیوں اور آل کسریٰ کی عورتوں اور ان کی لونڈیوں کی فہرست لکھ کر دو، بوران نے ایک فہرست تیار کر کے ان کو دے دی۔ انہوں نے اس فہرست کے مطابق تمام عورتوں کو طلب کیا اور ان کو سخت تکلیفیں دے کر یہ دریافت کیا کہ کسریٰ کی اولاد میں سے کسی فرزند کا پتہ دو، مگر کوئی پتہ نہ چل سکا۔

یزدجرد کی تخت نشینی:

آخر میں ان عورتوں نے ان میں سے کسی ایک عورت نے کہا کہ اور تو کوئی نہیں صرف ایک لڑکا یزدجرد ① بن شہریار بن کسریٰ باقی ہے اس کی ماں بادوریا والوں میں کی ہے۔ چنانچہ اس عورت کو بلوایا گیا اور اس سے لڑکے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس عورت نے شیریٰ کے زمانے میں جب کہ شیریٰ نے ان سب عورتوں کو قصر ابیض میں جمع کیا تھا اور کسریٰ کی تمام اولاد نرینہ کو قتل کر دیا تھا، اس لڑکے کو وہاں سے نکال کر ایک ٹوکری میں ڈالا اور اس کے ماموؤں کے (جن سے وعدہ لے چکی تھی) حوالے کر دیا تھا۔ رستم اور فیروزان نے اس عورت کو پکڑ کر اس سے اس لڑکے کا پتہ دریافت کیا۔ اس نے ان کو لڑکے کا پتہ بتا دیا۔ انہوں نے فوراً آدمی بھیج کر اس لڑکے یزدجرد کو بلا لیا اور اس کو بادشاہ بنا دیا۔ وہ اس وقت اکیس سال کا تھا۔ اس کی بادشاہت پر تمام اہل فارس مطمئن اور متفق ہو گئے اور سب اس کے مطیع ہو گئے بلکہ اطاعت و فرمانبرداری میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگے۔ یزدجرد نے کسریٰ کے زمانے کی تمام چوکیوں اور چھاؤنیوں پر فوجیں متعین کیں اور حیرہ، انبار، ابلہ اور مدائن کے علاوہ دوسری چوکیوں کے لیے فوجیں مقرر کیں۔

---

① اصل میں یزدگرد ہے۔

بغاوت کا خطرہ:

مثنیٰ اور مسلمانوں کو اہل فارس کی جماعت اور ان کے متفق ارادے اور یزدجرد کو بادشاہ بنانے کی کیفیت معلوم ہوئی مسلمانوں نے ان واقعات کی اور اندیشہ بغاوت کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔ ابھی حضرت عمرؓ کے پاس خط نہ پہنچا تھا کہ سواد کے لوگ جن سے مسلمانوں کی مصالحت ہو چکی تھی اور جن سے مصالحت نہیں ہوئی تھی مسلمانوں سے برگشتہ ہو گئے۔

مثنیٰ کی عجمی علاقوں سے مراجعت:

مثنیٰ اپنی محافظ فوج کو لے کر ذی قار میں آ گئے اور لوگوں کا پورا لشکر طف میں مقیم ہو گیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم پہنچا کہ تم عجمیوں کے علاقوں میں سے نکل جاؤ اور اپنے حدود سلطنت میں جہاں جہاں تمہاری اور عجمیوں کی سرحدات ملتی ہوں پانی کے چشموں پر پھیل جاؤ اور قبائل ربیعہ و مضر اور ان کے حلیفوں میں جس قدر صاحب شجاعت اور شہسوار لوگ موجود ہوں ان کو اپنی فوج میں بھرتی کر لو اگر ان میں سے کوئی شخص خوشی سے اس خدمت کے لیے آمادہ نہ ہو تو اس کو مجبور کر دو۔ ان عجمیوں کی طرح تم بھی عربوں کو جہاد کے لیے ابھارو اور اپنے مجاہدین کو ان کے مقابلہ سے عاجز نہ ہونے دو۔

مثنیٰ کا ذی قار میں قیام:

چنانچہ مثنیٰ ذی قار میں ٹھہرے اور فوج کے باقی دستے الجل، شراف اور غضی میں ٹھہرے۔ غضی بصرے کے مقابل تھا جریر بن عبداللہ غضی میں تھے اور سبرہ بن عمرو العنبری اور ان کی طرف کے اور لوگ سلمان تک ٹھہرے۔ اس طرح عراق کے تمام چشموں پر شروع سے آخر تک فوجی چوکیاں قائم ہو گئیں جو بوقت ضرورت ایک دوسرے کی امداد کے لیے ہر وقت منتظر اور تیار رہتی تھیں۔ یہ واقعہ ذوالقعدہ ۱۳ھ کا ہے۔

عاملوں کو فوجی بھرتی کا حکم:

ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایرانیوں نے یزدجرد کو بادشاہ بنایا ہے تو آپ نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ عرب عاملوں کو جو قبائل اور بستیوں پر مامور تھے یہ حکم بھیجا (یہ ذوالحجہ ۱۳ھ کا اسی وقت کا واقعہ ہے جب کہ حضرت عمرؓ حج کے لیے جا رہے تھے آپ ہر سال حج کو جایا کرتے تھے) کہ ہر ایسے شخص کو جو ہتھیار، گھوڑا، شجاعت یا دانائی رکھتا ہو منتخب کر لو اور میرے پاس بھیج دو اس حکم کی تعمیل بہت جلد ہونی چاہیے۔

قبائل میں جوش جہاد:

حج کو روانگی کے وقت تو قاصد آپ کا حکم لے کر عاملوں کے پاس روانہ ہو گئے جو قبائل کے اور مدینے کے راستوں پر آباد تھے ان کے لوگ تو خلیفہ کے پاس اسی وقت پہنچ گئے اور جو لوگ مدینے اور عراق کے وسط میں تھے وہ آپ کے پاس حج سے واپس آنے کے بعد پہنچے اور اس سے دور رہنے والے لوگ براہ راست مثنیٰ سے جا ملے۔ حضرت عمرؓ کے پاس آنے والوں نے آپ کو مطلع کیا کہ ہماری بستیوں کے اور لوگوں میں بھی شرکت جہاد کا جوش پیدا ہو گیا ہے۔

امیر حج عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

ایک روایت یہ ہے کہ ۲۲ھ میں امیر حج عبدالرحمٰن بن عوف تھے، واقدی کی روایت ہے کہ جس سال حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے اسی سال آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر حج مقرر کیا تھا اور اس کے بعد ہر سال خود امیر حج رہے۔

حضرت عمرؓ کے عمال

اس سال حضرت عمرؓ کے عمال حسب ذیل تھے: مکہ پر عتاب بن اسید، طائف پر عثمان بن ابی العاص، یمن پر یعلیٰ بن منیہ، عمان اور یمامہ پر حذیفہ بن محصن، بحرین پر علاء الحضرمی، شام پر ابوعبیدہ بن الجراح اور کوفے پر [illegible] اور اس کے ماتحت علاقے پر بھی یہی مامور تھے۔ اور عہدہ قضا پر ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب تھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں عہدہ قضا پر کوئی مقرر نہ تھا۔

* * *

باب ۲

قادسیہ کا معرکہ ۱۴ھ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صرار کے چشمہ پر قیام:

یکم محرم ۱۴ھ کو حضرت عمرؓ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ایک چشمے پر جو صرار کے نام سے مشہور تھا قیام فرمایا اور وہاں سے لشکر جمع کیا لوگ ان کے ارادے سے واقف نہ تھے کہ آیا خود جانا چاہتے ہیں یا قیام کا قصد ہے۔ جب لوگوں کو آپ سے کوئی بات پوچھنا ہوتی تو دو آدمیوں کے ذریعے سے پوچھتے تھے یعنی حضرت عثمانؓ یا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ذریعے سے دریافت کرتے تھے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمانؓ ردیف کہلاتے تھے عرب والے ردیف اس شخص کو کہتے ہیں جس کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہو کہ امیر کے بعد وہ امیر ہوگا اور جب ان دونوں کے ذریعے کام نہ چلتا تو ان کے ساتھ حضرت عباسؓ کو تیسرا بنا دیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جہاد میں شرکت کا ارادہ:

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے؟ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے لوگوں کو ان واقعات سے مطلع کیا اور اس کے بعد کہنے لگے کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ عام لوگوں نے کہا کہ ضرور چلیے مگر اپنے ساتھ ہم کو لے چلیے حضرت عمرؓ نے عوام کی بات مان لی اور بغیر کسی اچھی تدبیر کے ان کو ٹالنا آپ نے مناسب نہ سمجھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ مستعد اور تیار ہو جاؤ میں تمہارے ساتھ چلوں گا مگر یہ کہ کوئی اس سے بہتر مشورہ پیش ہو۔

صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کی مخالفت

حضرت عمرؓ نے صاحب الرائے صحابہؓ کو بلایا اور [illegible] سے مشورہ کیا اور [illegible] جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے لوگوں کی رائے پوچھی سب نے متفق ہو کر یہ کہا کہ آپ خود تو قیام کے لیے یہیں رہیں اور کسی اور کو بھیج دیں آپ خود یہاں ٹھہریں اور کسی جلیل القدر صحابی کو سردار بنا کر بھیج دیں اگر فتح نصیب ہو تو یہی مقصود ہے ورنہ آپ دوسرے کو سردار بنا کر روانہ فرمائیں اس طرح سے دشمن کے مقابلے میں جانا ہوگا اور مسلمانوں کی جماعت جنگ میں [illegible] ہوگی اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا یعنی مسلمانوں کو فتح اور کامیابی نصیب ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور حضرت علیؓ کو جنہیں مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر آئے تھے بلا لیا اور طلحہ کو بھی جنہیں مقدمۃ الجیش پر روانہ کر چکے تھے واپس بلا لیا اور [illegible] میمنہ و میسرہ پر زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ حضرت عمرؓ نے مجمع میں کھڑے ہو کر یہ تقریر کی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مذہب اسلام پر جمع کیا ہے اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کی ہے اور ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا ہے، مسلمان آپس میں گویا ایک جسم ہیں کہ اگر جسم کے ایک حصے کو کوئی تکلیف ہوتی

ایرانیوں کا اتحاد اور ترقی

انہوں نے بہت جلد سے [illegible] ایران کی فوجیں [illegible] ان کے ماتحتوں کے [illegible] عراق میں اترے [illegible] آگے [illegible] غصہ سے [illegible] [illegible] کے قبضے [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] حضرت عمرؓ [illegible] ہو رہے تھے۔

خود جنگ کرنے کے لیے حضرت عمرؓ کا فرمان

[illegible] حضرت ابوبکرؓ نے [illegible] حضرت عمرؓ نے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] حضرت عمرؓ کے پاس [illegible] [illegible] حضرت عمرؓ [illegible]

سپہ سالاری کے لیے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا انتخاب

ایک روایت یہ ہے کہ [illegible] حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا [illegible] آپ کے لیے ایک [illegible] [illegible]

[illegible] حضرت عمرؓ [illegible] آپ نے پوچھا [illegible]

حضرت سعدؓ کو حضرت عمرؓ کی نصیحت

یہ بات حضرت عمرؓ [illegible] تو آپ نے حضرت سعدؓ کو بلایا [illegible] آپ کی خدمت میں آئے [illegible] رسول اللہ ﷺ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

نصیحت کرتا ہوں کہ تم نے نبی ﷺ کو جس کام پر دیکھا اس سے وابستہ رہنا اسی پر تم کو قائم رہنا چاہیے جب تک تم ہم سے آ ملو گے۔

روانگی سے قبل حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

جب حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو اپنے پاس بلایا اور کہا: میں تم کو عراق کی جنگ کا امیر مقرر کرتا ہوں اس لیے میری نصیحت کو یاد رکھنا کیونکہ تم ایک نہایت خطرناک اور ناگوار صورت حال کا مقابلہ کرنے جا رہے ہو جس سے بجز حق پرستی کے چھٹکارا ممکن نہیں ہے تم خود کو اور اپنے ساتھ والوں کو نیکی کا خوگر بنانا اور اسی سے آغاز کرنا اور یاد رکھو ہر عادت کی ایک بنیاد ہے نیکی کی بنیاد صبر ہے تم کو جب کوئی مصیبت یا آفت پیش آئے اس پر صبر کرنا صبر ہی سے تم کو خشیت الٰہی حاصل ہو گی اور خشیت الٰہی دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے ایک تو خدا کی اطاعت سے اور دوسرے اجتناب معصیت سے جو شخص اس کی اطاعت کرتا ہے وہ بغض دنیا اور حب آخرت سے اس کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ قلب حقائق کے خزینے ہیں۔ جو حق تعالیٰ پیدا کرتا ہے ان میں سے بعض پوشیدہ ہیں اور بعض آشکارا جب آشکارا ہوتے ہیں تو حق کے بارے میں انسان کی مدح اور مذمت کرنے والے مساوی ہوتے ہیں اور جب پوشیدہ ہوتے ہیں تو اس کے دل سے حکمت کی باتیں زبان کے ذریعے سے ظاہر ہوتی ہیں اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں محبوب بننے سے روگردانی نہ کرنا کیونکہ نبیوں کے گروہ نے بھی ان کی تمنا کی ہے جب خدا کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور جب کسی سے بغض رکھتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کا بغض پیدا کر دیتا ہے تم خدا کے نزدیک اپنا وہی مرتبہ سمجھو جو تم کو ان لوگوں میں حاصل ہے جو تمہارے شریک کار ہیں۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ کی روانگی عراق:

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو ان مسلمان مجاہدین کے ساتھ روانہ کر دیا جو مدینے میں جمع ہو گئے تھے اور سعدؓ بن ابی وقاص مدینے سے چار ہزار کا لشکر لے کر عراق روانہ ہوئے ان میں سے تین ہزار وہ تھے جو یمن اور سراۃ سے آئے تھے۔ اہل سراۃ کے امیر حمیضہ بن النعمان بن حمیضہ البارقی تھے جو کہ بارق کے سردار تھے اور ان کی قوم کے افراد اہل سراۃ تھے سراۃ کے باشندے سات سو تھے اور اہل یمن دو ہزار تین سو تھے انہی میں سے نخعی بن عمرو تھے۔ یہ تمام جنگجو تھے اور ان کے بیوی بچے شامل کر کے ہزار کی تعداد میں تھے۔ حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور ان کو عراق بھیجنا چاہا مگر انہوں نے عراق کے بجائے شام جانے کی خواہش کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں عراق ہی جاؤ چنانچہ ان کا نصف حصہ عراق جانے کے لیے تیار ہو گیا آپ نے ان کو عراق بھیج دیا اور دوسرا نصف حصہ شام بھیج دیا۔

جماعت نخع کو عراق جانے کی ترغیب:

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ اے جماعت نخع تم عزت و شرف کے مالک ہو تم سعدؓ کے ساتھ چلے جاؤ مگر انہوں نے شام جانا چاہا آپ نے کہا نہیں عراق جاؤ انہوں نے عراق جانے سے انکار کیا اور شام ہی جانے کی خواہش کی حضرت عمرؓ نے ان میں سے نصف کو شام بھیج دیا اور نصف کو عراق بھیج دیا۔

قبیلہ مذحج اور قیس عیلان:

محمد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں حضرموت اور صدف کے چھ سو آدمی تھے ان کے افسر شداد بن ضمعج تھے

[illegible]

[illegible]

حضرت عمرؓ کا مجاہدین سے خطاب

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے حضرت عمرؓ کا اظہار نفرت:

[illegible]

بعد میں حضرت عثمان بن عفان کو قتل کیا اور ایک شخص ان کا حلیف تھا جس کو خالد بن ملجم کہتے تھے۔ اس نے حضرت علی بن ابی طالب کو قتل کیا تھا اور ان ہی میں سے ایک معاویہ بن حدیج تھے جنہوں نے ان قاتلان عثمان کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا تھا اور انہی میں کچھ لوگ وہ تھے جو قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی جانبداری کرتے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کے لیے مزید کمک:

سعد رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد ان کی کمک کے لیے حضرت عمرؓ نے دو ہزار یمنی اور دو ہزار نجدی جو غطفان اور قیس کے قبیلے سے تھے روانہ کیے۔ سعد سردی کے شروع میں زرود پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے اور ان کی فوجیں زرود کے اطراف بنو تمیم اور بنو اسد کے چشموں پر ٹھہر گئیں۔ اس اثناء میں سعد لوگوں کے جمع ہونے اور عمرؓ کے حکم آنے کا انتظار کرنے لگے انہوں نے بنو تمیم اور رباب میں سے چار ہزار آدمیوں کا انتخاب کیے ان میں سے تین ہزار تمیمی تھے۔ اور ایک ہزار ربابی تھے۔ اور بنو اسد میں سے تین ہزار منتخب کیے اور ان کو حکم دیا کہ اپنے علاقے کی سرحد پر حزن اور بسیطہ کے درمیان ٹھہریں چنانچہ وہ لوگ اسی مقام پر سعد بن ابی وقاص اور مثنیٰ بن حارثہ کے درمیان ٹھہر گئے۔

اسلامی افواج:

مثنیٰ کے پاس آٹھ ہزار فوج قبیلہ ربیعہ کی تھی چھ ہزار فوج بکر بن وائل کی تھی اور دو ہزار ربیعہ کے اور لوگ تھے ان میں سے چار ہزار کو تو خالد کے لوٹ جانے کے بعد منتخب کیا تھا اور چار ہزار وہ تھے جو جسر کے بعد مثنیٰ کے ساتھ باقی رہ گئے تھے اور یمن کے لوگوں میں سے دو ہزار بجیلہ کے لوگ اور دو ہزار قضاعہ اور طے کے لوگ تھے جو پہلے سے منتخب ہو چکے تھے طے کے افسر عدی بن حاتم تھے اور قضاعہ کے افسر عمرو بن وبرہ تھے اور بجیلہ کے افسر جریر بن عبداللہ تھے۔ یہ فوجوں کی تفصیل تھی۔

بشیر بن الخصاصیہ کی جانشینی:

سعد کو یہ توقع تھی کہ مثنیٰ ان کے پاس آ جائیں گے اور مثنیٰ کو یہ خیال تھا کہ سعد ان کے پاس آ جائیں گے مگر مثنیٰ ایک زخم کی وجہ سے جو ان کو جسر کی جنگ میں آیا تھا انتقال کر گئے۔ مثنیٰ نے اپنی فوج پر بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا جانشین بنایا۔ جس روز سعد زرود میں مقیم تھے اس روز بشیر کے پاس عراق کے سربرآوردہ لوگ موجود تھے اور سعد کے پاس عراق کے وہ وفود موجود تھے جو عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ انہیں میں سے فرات ابن حیان العجلی اور عتیبہ بھی تھے حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو سعد کے ہمراہ واپس کر دیا تھا۔

قادسیہ کی فوج کے متعلق مختلف روایات:

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قادسیہ کی فوج کے متعلق راویوں کا بیان مختلف ہے جس کا بیان یہ ہے کہ چار ہزار فوج تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ سعد کے ساتھ مدینے سے اتنی فوج روانہ ہوئی تھی اور جس کا بیان یہ ہے کہ آٹھ ہزار فوج تھی وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ زرود میں اتنے لوگ جمع ہو گئے تھے اور جو نو ہزار کہتا ہے وہ قیسیوں کے مل جانے کی وجہ سے کہتا ہے۔ اور جو بارہ ہزار کہتا ہے وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ بنو اسد کے تین ہزار لوگ فوراً حزن سے آ کر مل گئے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کی پیش قدمی کا حکم:

حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو پیش قدمی کا حکم دیا۔ سعد چل کر عراق کی سمت بڑھے تمام لشکر شراف میں تھا جب سعد شراف پہنچے تو

ان کے ساتھ اشعث بن قیس بھی ایک بڑی جماعت سوار لے کر آ گئے اس طرح قادسیہ کی کل فوج تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی اور وہ کل لوگ جن کو جنگ قادسیہ کا مال غنیمت تقسیم ہوا تقریباً تیس ہزار تھے۔

جریر کا بیان ہے کہ اہل یمن شام کی طرف جانا چاہتے تھے اور مضر عراق کی طرف۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارا بھی تعلق

43 دوسرے مضری تعلق کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے معزز کیا ہوا کیا ہے۔ اسلاف بھی اہل شام کو یاد نہیں کرتے۔

اور حذیفہ بن الیمان کا بیان ہے کہ اہل فارس پر عربوں میں سب سے زیادہ دبدبہ کے لوگ جری تھے مسلمان ان کو ربیعۃ الاسد یعنی ربیعہ اعرابی کہتے تھے اور جاہلیت کے زمانے میں عرب فارس کو اسد اور روم کو اسد کہا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ میں عجم کے بادشاہوں کو عرب کے رئیسوں سے ٹکراؤں گا۔ چنانچہ آپ نے عرب کے کسی رئیس اور کسی عقلمند کسی معزز کسی صاحب ثروت کسی خطیب اور کسی شاعر کو نہ چھوڑا اور سب کو محاذ جنگ پر بھیج دیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روانگی:

حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو جب وہ زرود سے کوچ کر رہے تھے لکھا کہ فرج الہند کے سامنے کسی ایسے شخص کو بھیج دو جس کا قیام چوکنا رہنے کا ہو تا کہ وہ آڑ بن جائے اور اس طرف سے کوئی حملہ ہو تو اس کو روک سکے۔ سعدؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ کر دیا مغیرہ ابلہ کے سامنے جو عرب میں واقع تھا مقیم تھے اس حکم کے بعد وہ غضی میں آ گئے اور جریر کے پاس جو اس وقت وہاں موجود تھے مقیم ہو گئے۔

جب سعد شراف پہنچے تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی قیام گاہ اور دوسرے امراء کی قیام گاہ کے متعلق جو غضی سے لے کر ابلہ تک مقیم تھے اطلاع بھیجی۔

مجاہدین کی صف بندی:

حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ میرا یہ خط جب تمہارے پاس پہنچے تو لوگوں کو دہائیوں میں تقسیم کر دینا اور ان پر عریف اور امیر مقرر کر دینا اور لشکر کی صف بندی کرو اور مسلمانوں کے سرداروں کو حاضر ہونے کا حکم دینا اور ان کی موجودگی میں ان کی تعداد معلوم کر کے اس کے بعد ان کو ان کی فوجوں کے پاس بھیج دینا اور قادسیہ پر ایک ساتھ پہنچنے کا وقت معین کر دینا اور مغیرہ بن شعبہ کو مع ان کے سواروں کے اپنے ساتھ ملا لینا اور ان تمام انتظامات کی تکمیل کے بعد مجھ کو اطلاع دینا۔ سعدؓ نے مغیرہ کے پاس قاصد بھیج کر ان کو اپنے پاس بلا لیا اور دوسرے قبائل کو بھی طلب کیا۔ وہ لوگ سعدؓ کے پاس آ گئے ان کے بعد سعدؓ نے لوگوں کا شمار کیا اور شراف میں ان کی صف بندی کی فوج کے امراء اور عریف مقرر کیے رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے مطابق ہر دس پر ایک آدمی کو عریف مقرر کیا عمرؓ کے زمانے میں بھی یہ دستور جاری رہا مگر بعد میں انہوں نے تنخواہیں مقرر کر دیں۔ سعدؓ نے علمبرداری کے لیے ان لوگوں کو منتخب کیا جو اسلام میں سبقت رکھتے تھے لوگوں کو دہائیوں پر تقسیم کیا اور دہائیوں پر ایسے لوگوں کو مامور کیا جن کو اسلام میں خاص مراتب حاصل تھے جنگ کے لیے عہدہ دار مقرر کیے ہر فوج کے مقدمے میمنے میسرے پیدل سوار اور طلیعے مقرر کیے۔ سعد ہر عمل درحقیقت پوری صف بندی کے ساتھ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر اور اجازت کے مطابق کرتے تھے۔

اسلامی فوج کے امراء

سعد نے فوج کی صف بندی میں حسب ذیل امراء کو متعین کیا تھا: زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ بن الحویہ بن حنی بن مالک بن ادہ بن تمیم بن الحارث الاعرج کو مقدمہ پر متعین کیا تھا۔ ہجر کے بادشاہ نے زمانہ جاہلیت میں ان کو سردار مقرر کیا تھا اور وفد بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ سعد نے ان کو مقدمہ پر متعین کیا تھا اور یہ عذیب کے قریب پہنچ گئے تھے اور میمنہ پر عبداللہ بن المعتم کو متعین کیا تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور ان نو افراد میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور ان کا طفیل بن حبیب اللہ نے آ کر پورے دس کر دیا تھا اور وہ سب [illegible] تھے۔ میسرہ پر شرحبیل بن السمط بن شرحبیل الکندی کو مقرر کیا۔ یہ جوان آدمی تھے۔ انہوں نے مرتدین سے جنگ کی تھی اور اس میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ مدینے سے لے کر کوفے کی حد بندی کیے جانے تک اشعث کے مقابلے میں ان کو شرف۔ ہر ایک وجہ سے ممتاز مانا جاتا تھا۔ ان کے ہمراہ ان لوگوں میں سے تھے جو ابوعبیدہ بن الجراح کے ساتھ شام کی طرف سب سے پہلے پہنچے تھے۔ سعد نے خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا اور عاصم بن عمرو التمیمی کو ساقہ پر امیر بنایا تھا۔ سواد بن مالک التمیمی کو طلایہ (گشتی دستوں) پر متعین کیا تھا۔ سلمان بن ربیعہ الباہلی کو سواروں پر اور حمال بن مالک الاسدی کو پیدل فوج پر مقرر کیا اور شتر سواروں پر عبداللہ بن ذی السہمین الخثعمی کو مقرر کیا۔

امراء فوج براہ راست سپہ سالار کے ماتحت تھے اور دہائیوں کے افسر امراء کے ماتحت تھے اور علمبردار لوگ دہائیوں کے افسروں کے ماتحت تھے اور سرداران قبائل اور دوسرے قائدین علمبرداروں کے ماتحت تھے۔

تمام راویوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عمرؓ مرتدین اور منافقین کی جنگ میں شرکت کے روادار نہ تھے۔ جب انہیں لیے تھے حضرت عمرؓ نے ان کو فوج میں بھرتی کیا اور جنہوں نے نمایاں خدمت انجام دی ان کو قبول کر لیا۔

حضرت عمرؓ نے فوج میں اطباء کا تقرر کیا تھا اور لوگوں کے جھگڑوں کے فیصلے کے لیے عبدالرحمٰن بن ربیعہ الباہلی ذوالنور کو مقرر کیا تھا اور مال غنیمت کو جمع اور تقسیم کی خدمت بھی انہی کے متعلق کی تھی۔ حضرت سلمان فارسی کو داعی اور قوم کا مقدم بنایا تھا۔ ہلال الہجری کو ترجمان اور زیاد بن ابی سفیان کو کاتب مقرر کیا تھا۔

قابوس بن قابوس بن المنذر کا خاتمہ

جب سعد فوج کی صف آرائی اور تمام ضروری انتظامات سے فارغ ہو گئے تو ان کو ایک بڑی اطلاع دی گئی کہ ایران میں کئی کے بجائے کسی اور حادثے کی بہت مضبوط اطلاع ہے۔ رستم نے دشمن کی وسعت کو لے کر سعد کے پاس سے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ سعد کو وسعت دی تھی اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ بہت جلد سعد کے پاس جمع ہو جائیں مگر ان لوگوں کی قسمت نے ساتھ نہ دیا۔ کیونکہ قابوس بن قابوس بن المنذر نے ان کو مصروف کر لیا تھا۔ آزاد مرد بن آزادبہ نے قابوس کو قادسیہ بھیج کر اس کو حکم دیا تھا کہ عربوں کو اپنی طرف دعوت دو جو لوگ تمہاری دعوت قبول کریں گے تم ان کے سردار اور حاکم بن جاؤ گے اور اس طرح تم کو بھی وہی اقتدار حاصل ہو جائے گا جو تمہارے آباء و اجداد کو حاصل تھا۔ اس لیے قابوس قادسیہ میں آ گیا اور بکر بن وائل کو اسی طرح خط لکھے جس طرح نعمان لکھا کرتا تھا۔ بکر بن وائل کا جو حصہ تھا ان کو بھی قابو میں کیا۔ جب سعد کو اس کی اطلاع ہوئی تو قعقاع بن عمرو قادسیہ سے نکل کر یہاں پہنچے اور اس پر شب خون مار کر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر قادسیہ واپس آ گئے۔

مثنیٰ بن حارثہ کی وصیت:

اس کے بعد مثنیٰ اور سلمیٰ مثنیٰ کی وصیت لے کر حضرت سعد کے پاس آئے۔ سعد اس وقت شراف میں مقیم تھے۔ مثنیٰ نے سعد کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر دشمنان اسلام اہل فارس پوری تیاری سے آمادہ پیکار ہوں تو آپ ان کے ملک میں گھس کر ان سے جنگ نہ کریں بلکہ ان سے جنگ کریں جو ان کی سرحد پر ہو اور عرب سے قریب تر ہو تاکہ اگر مسلمان فتح یاب ہوں تو اس سے آگے کا علاقہ بھی ان کے قبضہ و تصرف میں آ جائے اور بصورت دیگر مسلمان اپنی جمعیت کی طرف واپس آ جائیں [illegible] کر کمال جرأت جو کچھ حقیقت نے مصلحت ہو گا اس پر کاربند ہوں خدا کی ذات سے توقع ہے امید ہے کہ مسلمانوں کا دوسرا حملہ ضرور کامیاب ہو گا۔ سعد نے مثنیٰ کی رائے اور وصیت کی قدر کی اور ان کے حق میں دعائے خیر کی اور معنیٰ کو ان کی جگہ پر مقرر کیا اور مثنیٰ کے اہل و عیال کی نگہداشت کا اہتمام کیا اور سلمیٰ کو پیغام نکاح دے کر ان کو اپنی زوجیت میں داخل کیا۔

ارباب اعشار:

ارباب اعشار زمانہ جاہلیت کی جنگوں میں سب سے زیادہ بہادر اور تجربہ کار لوگ تھے جن کو آغاز اسلام سے [illegible] بعض ان میں شرف صحبت حاصل ہو چکا تھا اور بہت سے فرزندان صحابہ بھی ایسے تھے۔

حضرت سعدؓ کے نام فرمان فاروقی کی ہدایت:

شراف میں قیام کے زمانے میں سعد کے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان پہنچا جس میں وہی ہدایت دی گئی تھی جس کا مثنیٰ نے ان کو مشورہ دیا تھا۔ عمرؓ نے ایک ساتھ دو خط بھیجے تھے ایک ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا اس میں ان کو حکم دیا تھا کہ اہل عراق کو جو تعداد میں چھ ہزار تھے اور ان کے ساتھ جو لوگ [illegible] واپس کر دو اور سعد کے خط میں لکھا تھا کہ تم شراف سے روانہ ہو جاؤ اور مسلمانوں کو لے کر فارس کی طرف بڑھو اللہ پر بھروسا رکھو تمام امور میں اسی سے مدد چاہو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ تم ایک ایسی قوم سے [illegible] جو تعداد میں کثیر ہے جس کے پاس سازوسامان وافر ہے [illegible] ان پر رعب داب چھایا ہوا ہے اور [illegible] بہت مستحکم ہے ظاہر میں یہ ملک وسیع میدان [illegible] بعض مقامات پر [illegible] جنگل بھی ملیں گے جب تم [illegible] تو ان کی فوجوں کا [illegible] تم ان کے قریب میں [illegible] یہ لوگ [illegible] ان کی چال [illegible] قادسیہ [illegible] فارس کا دروازہ ہے [illegible] اہم [illegible] دلچسپ [illegible] مستحکم [illegible] پہنچنے کے لیے پلوں اور نہروں کو [illegible] ہے۔ جب تم قادسیہ پہنچ جاؤ تو اپنی فوجی چوکیاں اس کی گھاٹیوں میں [illegible] تمہاری فوجوں کا قیام [illegible] بستیوں کے درمیان پانی کے چشموں پر ہونا چاہیے [illegible] کے بعد اپنی جگہ سے مت ہٹو [illegible] دشمنوں کو [illegible] علم ہو گا تو ان میں [illegible] اپنی پوری قوت سے تم پر حملہ آور ہوں گے اگر تم استقلال اور پامردی سے [illegible] مجھے امید ہے کہ تم ان پر فتح یاب ہو گے [illegible] پھر کبھی یہ لوگ تمہارے مقابلے کے لیے جمع نہ ہو سکیں گے [illegible] بالفرض اگر تم کو کامیابی نہ ہوئی تو پہاڑ تمہارے عقب میں ہوں گے [illegible] اور پہاڑ کی طرف واپس [illegible] اپنے ملک [illegible] تم [illegible]

واقفیت کے ساتھ لڑو گے اور دشمن بزدلی اور ناواقفیت کے ساتھ لڑے گا اس کے بعد خدا تعالیٰ فتح و کامرانی کو بھیجے گا اور تمہارے دشمن کو مغلوب کرے گا۔

حضرت سعدؓ کو تفصیلی حالات لکھنے کا حکم:

نیز جس روز سعد شراف سے روانہ ہونے والے تھے اسی روز عمرؓ نے ان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جب فلاں دن آ جائے تو تم اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہو جانا اور عذیب الہجانات اور عذیب القوادس کے درمیان پہنچ جانا وہاں سے مشرق اور مغرب کی طرف حملے کرنا۔

ایک اور خط اس مضمون کا تھا کہ تم اپنے دل کو مضبوط رکھو اپنے لشکر کو پند و نصیحت کرتے رہو اور حسن نیت اور خلوص کی تلقین کرتے رہو جو شخص اس سے غافل ہو جائے اس کو پھر متنبہ کرو صبر و استقلال سے کام لو خدا کی طرف سے اعانت بقدر نیت آتی ہے اور ثواب بقدر خلوص عطا ہوتا ہے اپنے ماتحتین اور سونپے ہوئے کام کے متعلق محتاط رہو اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلب گار رہو اور لاحول و لاقوۃ کا اکثر ورد کرتے رہو مجھے اس کی اطلاع دو کہ دشمن کی فوجیں تم سے کتنی دور آ گئی ہیں اور ان کا سپہ سالار کون ہے؟ کیونکہ موقع و محل اور دشمن کے حالات سے لاعلمی کے باعث میں بہت سی باتیں جو لکھنا چاہتا ہوں نہیں لکھ سکتا اس لیے تم اسلامی فوجوں کے مورچوں اور اپنے اور مدائن کے درمیان کے شہروں کے حالات اس تفصیل اور وضاحت سے لکھ کر دو کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں تم اللہ سے ڈرتے رہو اسی سے امیدیں وابستہ رکھو کسی چیز پر نازاں نہ ہو اور یاد رکھو کہ تم سے اللہ نے وعدہ کیا ہے اس پر بھروسہ کرو وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ایسا نہ ہو کہ تم اس کو ناراض کر لو اور وہ تمہارے بجائے کسی اور قوم سے اپنا کام لے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا جواب:

سعدؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ قادسیہ خندق اور نہر عتیق کے درمیان ایک شہر ہے اس کی بائیں جانب بحر اخضر ہے جس کا پھیلاؤ حیرہ تک دو راستوں کے درمیان سے نمودار ہے ان میں سے ایک راستہ بلندی کی طرف جاتا ہے اور دوسرا ایک نہر کے کنارے کنارے جاتا ہے جس کو الخضوض کہتے ہیں اس راستے سے گزرنے والا آدمی خورنق اور حیرہ کے درمیان میں پہنچتا ہے اور قادسیہ کے دائیں جانب وہاں کے دریاؤں کی ایک ترائی ہے سواد کے جن باشندوں نے مجھ سے قبل مسلمانوں سے مصالحت کی تھی اگرچہ بظاہر وہ لوگ اہل فارس کے طرفدار بن گئے ہیں مگر ہماری امداد کے لیے تیار ہیں ایرانیوں نے ہمارے مقابلے پر رستم کو جو ان میں خاص امتیازی درجہ رکھتا ہے بھیجا ہے۔ دشمن ہم پر حملہ آور ہو کر ہم کو زیر کرنا چاہتا ہے اور ہم دشمن پر حملہ آور ہو کر اس کو زیر کرنے پر تلے ہوئے ہیں نتیجہ خدا کے ہاتھ ہے ہماری یہ دعا ہے کہ تقدیر کا فیصلہ ہمارے موافق ہو اور ہماری عافیت کا باعث ہو۔

حضرت عمرؓ کی مجاہدین کے لیے دعا:

عمرؓ نے اس کے جواب میں سعد کو لکھا کہ تمہارا خط موصول ہوا۔ جب تک دشمنوں میں کوئی حرکت نہ ہو تم اپنی جگہ پر ڈٹے رہو یاد رکھو کہ اس موقع پر آئندہ کی کامیابیاں موقوف ہیں اگر خدا نے تمہارے ہاتھوں دشمن کو مغلوب کر دیا تو تم ان کو دباتے دباتے مدائن میں گھس جانا ان شاء اللہ مدائن برباد ہو گا۔ عمر سعد رضی اللہ عنہ کی کامیابی کے لیے بطور خاص دعا کیا کرتے تھے ان کے ساتھ اور لوگ بھی سعدؓ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زہرہ سے روانگی

سعد نے زہرہ کو آگے روانہ کیا۔ عذیب الہجانات میں پڑاؤ کریں اور ان کے پیچھے سعد خود عذیب الہجانات پہنچے۔ حضرت زہرہ کو پھر آگے روانہ کیا تا کہ وہ قادسیہ میں عتیق اور خندق کے درمیان پل کے سامنے مقیم ہوں جو اس زمانے میں قادسیہ سے ایک میل نیچے تھا۔

پابندی عہد کی ہدایت:

عمر نے سعد کو ایک خط میں لکھا کہ مجھے القاء ہوا ہے کہ جب تم دشمن سے لڑو گے تو اس کو شکست دو گے اس لئے تم اپنے دل سے شک و شبہ دور کر دو۔ خدا پر بھروسہ رکھو اگر تم میں سے کوئی شخص بطور مذاق بھی کسی کو امان دے یا ایسا اشارہ کرے یا ایسے الفاظ کہے جن کو عجمی سمجھتے نہ ہوں مگر وہ اس کو امان سمجھیں تو تم اس امان کو برقرار رکھو ہنسی مذاق سے احتراز کرو عہدوں کا لحاظ رکھو کیونکہ وفا اگر غلطی سے بھی ہو جائے تو اس کا نتیجہ اچھا ہے مگر غداری غلطی سے بھی ہو تو اس کا انجام ہلاکت ہے اس سے تمہاری کمزوری اور دشمن کی قوت ظاہر ہوتی ہے نیز تمہاری ہوا اکھڑ جاتی ہے اور دشمن کی ہوا بندھتی ہے یاد رکھو کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں کہ تم مسلمانوں کی توہین اور ذلت کا باعث ہو۔

ایرانی جاسوس کا قتل:

کرب بن ابی کرب العکلی جو مقدمہ کے دستوں میں شریک تھے ان کا بیان ہے کہ سعد نے ہم کو شراف سے آگے روانہ کیا ہم عذیب الہجانات میں جا کر ٹھہرے پھر سعد خود روانہ ہوئے اور جب عذیب الہجانات میں ہمارے پاس پہنچے اور یہ سویرے کا وقت تھا تو اس وقت زہرہ بن الحویہ مقدمہ کے دستوں کو لے کر آگے بڑھے جب عذیب الہجانات ہمارے سامنے نمودار ہوا اور یہ مقام ان کی فوجی چوکی تھی تو ہم نے اس کے برجوں پر کچھ آدمیوں کو دیکھا ہم جس برج یا کنگرے کو غور سے دیکھتے تھے اس پر ہم کو ایک آدمی نظر آتا تھا ہمارا دستہ تیز اور سب سے آگے نکلا ہوا تھا اس لیے ہم ذرا ٹھہر گئے یہاں تک کہ ہماری فوج ہمارے ساتھ آ ملی ہم یہ سمجھتے تھے کہ عذیب الہجانات میں کوئی رسالہ موجود ہے ہم آگے بڑھے جب ہم عذیب کے قریب پہنچے تو وہاں سے ایک آدمی گھوڑا دوڑاتا ہوا قادسیہ کی طرف کو نکلا ہم عذیب میں داخل ہو گئے مگر وہاں دیکھا تو کوئی شخص موجود نہ تھا اور وہی آدمی تھا جو ہم کو برجوں اور کنگروں پر دکھائی دے رہا تھا اور اب ہماری آمد کی خبر دینے کے لیے جا رہا تھا ہم نے اس کا تعاقب کیا مگر اس نے قادسیہ پہنچ کر دم لیا۔ جب زہرہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ہمارے پیچھے آئے اور ہم تک پہنچ کر ہم سے آگے نکل گئے اور اس شخص کا پیچھا کیا۔ اور کہنے لگے کہ اگر یہ بچ کر بھاگ گیا تو دشمنوں کو خبر کر دے گا زہرہ نے اس کو خندق میں جا لیا اور نیزے سے مار کر خندق کے بیچ ڈال دیا

قادسیہ کے لوگ اس شخص کی بہادری اور جنگی معلومات پر فخر کیا کرتے تھے اس سے زیادہ دلیر اور جوشیلا ایرانی جاسوس کبھی دیکھنے میں نہیں آیا اگر اس کو دور جانا ہوتا تو مشکل تھا کہ زہرہ اس کو پکڑ سکتے۔

چھن جانے والا ایرانی رسالہ:

عذیب میں بہت سے تیر اور نیزے اور چمڑے کی ڈھالیں وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھ آئے مسلمانوں نے ان سے کام لیا۔

کے بعد شب خون مارنے والے دستے مقرر کیے گئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ [illegible] کو ان کا [illegible] گیا ان میں [illegible] کے پاس پہنچے اور وہاں کے [illegible] کا ارادہ [illegible] مقامات میں پہنچ گئے اور [illegible] کا انتظار کرنے لگے جب [illegible] تو معلوم ہوا کہ [illegible] ایک رسالہ [illegible] مسلمانوں نے [illegible] کی طرف [illegible] مسلمانوں کی [illegible] اس وقت تک [illegible] مسلمانوں کے [illegible] تھے [illegible] بلاد [illegible] کا قصد کئے تھے۔

[illegible] کی برات پر حملہ

[illegible] برات کا قافلہ [illegible] کے لیے [illegible] ساتھ [illegible] مسلمان [illegible] کے [illegible] برات کے درمیان [illegible] تمام سامان پر قبضہ [illegible] کے علاوہ [illegible] حاصل ہوئے [illegible] کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

مال غنیمت کے علاوہ [illegible] کی تقسیم:

[illegible] تمام سامان [illegible] کے وقت [illegible] مسلمانوں نے [illegible] نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے [illegible] نے کہا [illegible] کی طرح تکبیر کی آواز [illegible] مسلمانوں میں تقسیم کر دیا [illegible] کے طور پر [illegible] باقی [illegible] کے لیے [illegible] ہوا۔

[illegible] ایک [illegible] اس کے ساتھ [illegible] اور [illegible] کو [illegible]۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کا [illegible] میں قیام

[illegible] کے ساتھ اس مقام پر [illegible] جہاں اب [illegible] واقع ہے [illegible] حضرت عمر [illegible] کو لکھا کہ اب [illegible] ہماری طرف [illegible] جنگ کی [illegible] کی اطلاع [illegible] خدمت میں [illegible] حضرت [illegible] مشکلات [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان [illegible]

ذکر فرمایا ہے سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ عنقریب تم کو ایک نہایت سخت اور شدید قوم کی طرف بلایا جائے گا۔

یوم اباقر:

اسی مقام سے سعدؓ نے عاصم بن عمرو کو زیریں فرات کی طرف روانہ کیا تھا۔ عاصم روانہ ہو کر میسان پہنچے ان کو کچھ بکریوں اور گایوں کی ضرورت ہوئی مگر کہیں دستیاب نہ ہوئیں وہاں کے باشندے اطراف کی زمینوں اور قلعوں میں گھس گئے۔ عاصم بھی ان کے پیچھے پیچھے۔ ایک شخص گرجی کی دیوار پر چڑھتا ہوا نظر آ گیا۔ عاصم نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ بکریاں اور گائیں کہاں ہیں اس نے قسم کھائی اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے مگر حقیقت میں وہ اس جنگل کے مویشیوں کا چرواہا تھا۔ ایک بیل چلا کر بولا خدا کی قسم یہ جھوٹا ہے دیکھو ہم یہاں موجود ہیں۔ عاصم اندر گھس گئے اور بیلوں کو ہانک لائے اور اپنے لشکر میں لے گئے۔ سعدؓ نے ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جس کی وجہ سے چند روز کھانے پینے کی افراط رہی۔

اس واقعے کو حجاج نے اپنے زمانے میں سنا تو اس نے ان لوگوں کو بلایا جو اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے ان میں سے ایک نذیر بن عمرو تھے دوسرے ولید بن عبد شمس اور تیسرے عذا بر تھے۔ حجاج نے ان لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہاں یہ واقعہ ہم نے سنا ہے اور دیکھا ہے اور ہم بیلوں کو ہانک کر لائے ہیں۔ حجاج نے کہا تم لوگ جھوٹے ہو انہوں نے کہا کہ اگر تم اس واقعے کے وقت موجود ہوتے اور ہم نہ ہوتے تو ہم تم کو جھوٹا سمجھتے۔ حجاج نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو یہ بتاؤ کہ تمہارے دشمن اس کے متعلق کیا کہتے تھے انہوں نے کہا کہ دشمن یہ کہتے تھے کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ خدا تعالیٰ دشمنوں سے خوش ہے اور ان کو ہم پر فتح ہو گی۔ حجاج نے کہا کہ یہ بات جب ہی ہوتی ہے جب کہ جماعت کے لوگ متقی اور نیک ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو خدا کو معلوم ہے کہ ان لوگوں کے دلوں کی کیفیت کیا تھی مگر ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ ان سے زیادہ زاہد تارک دنیا اور دنیا سے نفرت کرنے والا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا ہے وہ لوگ کبھی ان تین باتوں سے متہم نہیں کیے گئے بزدلی غداری اور خیانت سے۔ جس روز یہ واقعہ پیش آیا وہ یوم الاباقر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ لشکر اور انبار کے درمیان بہت سے شب خون مارے گئے جن میں کافی مال غنیمت اور کھانے کی چیزیں ہاتھ آئیں اور مدتوں کام آتی رہیں۔

اسلامی سفارت بھیجنے کا حکم:

سعدؓ نے اہل حیرہ اور صلوبا کی طرف اپنے جاسوس بھیجے تاکہ ان سے اہل فارس کی خبریں معلوم ہوں، وہ لوگ یہ خبر لائے کہ شاہ فارس نے رستم بن فرخ زاد ارمنی کو امیر حرب مقرر کیا ہے اور اس کو لشکر آراستہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ سعدؓ نے اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ ایرانیوں کی طرف سے جو کچھ تم سنو یا تم کو پہنچے تو تم اس کو برا نہ سمجھنا اللہ سے مدد چاہو اسی پر بھروسا رکھو۔ رستم کے پاس دعوت اسلام دینے کے لیے تم اپنے لوگوں کا ایک گروہ بھیجو جو عقل مند اور بہادر ہوں خدا اس دعوت کو ان کی توہین اور ان کی ناکامی کا ذریعہ بنائے گا۔ تم روزانہ مجھے خط لکھتے رہو۔ چنانچہ جب رستم نے ساباط میں پڑاؤ ڈالا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ رستم ساباط کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہوں نے لوگوں کے جمع ہونے کے لیے اپنے لشکر میں قیام کیا۔

اسمٰعیل کی یہ روایت ہے کہ سعدؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رستم نے فوج کشی کی ہے۔ وہ ساباط میں اپنا لشکر مرتب کیا ہے اور ہم سے لڑنے کے لیے بڑھ رہا ہے۔

اسلامی سفارت کی روانگی:

بشر روکی یہ روایت ہے کہ سعدؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رستم نے ساباط میں لشکر آراستہ کیا ہے اور ایران کے گھوڑوں اور ہاتھیوں اور ان کی شان و شوکت کو ساتھ لے کر ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے مگر میرے نزدیک یہ سب بے حقیقت چیزیں ہیں اور میں جیسا کہ آپ کی خواہش ہے اس کا تذکرہ کرتا ہوں ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ ہے میں نے فلاں فلاں اشخاص کو جو آپ کی لکھی ہوئی صفات سے متصف ہیں رستم کے پاس بھیجا ہے۔

اسلامی سفیروں کے اسمائے گرامی:

سعدؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم ملتے ہی ایسے لوگ منتخب کیے جو بڑے ذی حسب و نسب تنومند بہادر اور ذی رائے تھے نعمان بن مقرن، بسر بن ابی رہم، حملہ بن حویہ الکنانی، حنظلہ بن الربیع التمیمی، فرات بن حیان العجلی، عدی بن سہیل اور مغیرہ بن زرارہ بن ہاشم بن النباش بن حبیب عقل و تدبر اور سیاست دانی میں لاجواب تھے اور عطارد بن حاجب، اشعث بن قیس، الحارث بن حسان، عاصم بن عمرو، عمرو بن معدی کرب، مغیرہ بن شعبہ اور معنیٰ بن حارثہ ایسے لوگ تھے جو قد و قامت اور ظاہری رعب داب میں نمایاں درجہ رکھتے تھے ان سب کو شاہ ایران کے پاس سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

مجاہدین کی قادسیہ میں آمد:

ابو وائل کا بیان ہے کہ جب سعد اپنی فوجوں کو لے کر قادسیہ پہنچے تو اس وقت شاید ہم لوگ سات ہزار سے زیادہ نہ ہوں گے اور مشرک تیس ہزار کے لگ بھگ ہوں گے مشرکوں نے ہم سے کہا کہ تم لوگ نہایت کمزور ہو تمہارے پاس آلات جنگ بھی نہیں تم ہمارے مقابلے پر کیوں آئے ہو واپس چلے جاؤ ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم واپس نہیں جائیں گے اور نہ ہم واپس ہونے کے لیے آئے ہیں وہ لوگ ہمارے تیروں کو دوک کہا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تکلے ہیں تکلے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی سفارت:

جب ہم نے واپس جانے سے انکار کیا تو انہوں نے کہا کہ تم ہمارے پاس اپنے میں سے کسی عقلمند آدمی کو بھیجو تاکہ وہ تمہاری آمد کے مقصد کو ہم پر واضح کرے مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ اس کام کے لیے میں جاتا ہوں چنانچہ مغیرہ پل پار کر کے ان کی طرف گئے اور مسند پر رستم کے پاس جا بیٹھے ایرانی سرداروں کو یہ جسارت ناگوار گزری اور اس پر چلانے لگے مغیرہ نے کہا کہ اس سے میرا مرتبہ بڑھ نہیں گیا اور تمہارا رتبہ گھٹ نہیں گیا۔ اور نہ آپ میں کوئی کمی آئی رستم نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو تم یہ بتاؤ کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو؟ مغیرہ نے کہا کہ ہماری قوم گمراہی میں مبتلا تھی خدا نے ہم میں ایک پیغمبر مبعوث کیا خدا نے ہم کو ان کے ذریعے سے ہدایت دی اور ان کے ہاتھوں سے ہم کو رزق عطا فرمایا جو رزق اس نے ہم کو عطا کیا ہے یہ سمجھو کہ اس کا دانہ اس سرزمین میں پیدا ہوتا ہے جب ہم نے اور ہمارے اہل و عیال نے اس کو کھایا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کے بغیر نہیں رہ سکتے ہم کو اسی ملک میں لے چلو تاکہ ہم یہاں کا غلہ کھائیں۔

سفارت کی ناکامی:

ترجمان نے یہ کہا [illegible] مغیرہ نے [illegible] قبول کرو۔ [illegible] ہو گئے اور [illegible] جانتا ہوں [illegible] اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] مسلمانوں [illegible] ان پر حملہ کیا اور ان کو شکست ہو گئی۔

کافر کا قیس سے مقابلہ:

حبیب بن صہبان اسدی کا بیان ہے کہ اس جنگ میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا [illegible] ہوئے ایرانیوں کی طرف [illegible] ایک عجمی شخص [illegible] کیونکہ یہاں کا نمک کسی کام کا نہیں ہے [illegible] قمیص [illegible] کپڑوں والا [illegible] قیمت کا پتا چلا تو معلوم ہوا کہ وہ قمیص [illegible] درہم کی تھی۔

مشرکین کی فوجی چوکی پر حملہ:

حبیب کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا جس کے جسم پر ہتھیار تھے اور اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے [illegible] شکست [illegible] ہم نے ان کا تعاقب کیا [illegible] مسلمان [illegible] رات کو [illegible] اور وہ [illegible] تھا۔

سیف کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے [illegible] حذیفہ بن الیمان [illegible] مقرر کیا تھا [illegible] مقرر کیا تھا۔

یزدجرد کا وزراء سے مشورہ:

مغیرہ کا بیان ہے کہ مسلمانوں [illegible] یزدجرد [illegible] مسلمانوں کے گھوڑوں [illegible] اور

نا میں مارے گئے مسلمانوں نے یزدجرد کے پاس پہنچنے کی اجازت چاہی تو ان کو روک دیا گیا۔ یزدجرد نے اپنے وزراء اور اعیان مملکت کو طلب کیا تا کہ ان سے طریقہ کار اور مسلمانوں سے گفتگو کرنے کے متعلق مشورہ کرے۔

اسلامی وفد کی ظاہری ہیئت:

جب لوگوں کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو ان کے دیکھنے کے لیے جوق در جوق آنے لگے۔ مسلمانوں کی ظاہری ہیئت یہ تھی کہ ان کے جسم پہ جبے ہوئے کاندھوں پر چادریں پڑی ہوئی تھیں ہاتھوں میں باریک کوڑے تھے اور پاؤں پر موزے چڑھائے ہوئے تھے۔

اسلامی سفارت یزدجرد کے دربار میں:

مشورہ ہونے کے بعد مسلمانوں کو دربار میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ مسلمان اندر داخل ہوئے قادسیہ کے ایک قیدی جو بعد میں بہت پکے مسلمان ہو گئے تھے وہ مسلمانوں کے وفد کی آمد کے وقت وہاں موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو جب مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو بکثرت آ آ کر ان کو دیکھنے لگے میں نے ایسے رعب داب کے دس آدمی کبھی نہیں دیکھے تھے کہ ان کی ہیبت ہزاروں پر چھا جائے ان کے گھوڑے ٹاپیں مار رہے تھے اور ایک دوسرے کو دھتکار رہے تھے اور اہل فارس ان کی ہیئت کذائی اور ان کے گھوڑوں کی حالت دیکھ کر ان سے نفرت کر رہے تھے۔

امیر وفد نعمان اور یزدجرد کی گفتگو:

جب عربوں کا وفد یزدجرد کے دربار میں داخل ہوا تو یزدجرد نے ان کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ بہت بدتہذیب تھا۔ چنانچہ ترجمان کے ذریعے سے پہلی بات چیت جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئی وہ یہ تھی اس نے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو تم ان چادروں کو کیا کہتے ہو؟ اس نے نعمان سے پوچھا کہ تم اپنی چادر کو کیا کہتے ہو۔ نعمان امیر وفد تھے نعمان نے کہا کہ ہم اس کو بُرد کہتے ہیں۔ اس سے یزدجرد نے فال لی اور فارسی محاورے کے مطابق کہ جہاں برد ایرانیوں کے چہروں کی رنگت بدل گئی اور ان کو یزدجرد کی یہ حرکت ناگوار گزری۔ پھر اس نے عربوں کے جوتوں کو پوچھا کہ تم ان کو کیا کہتے ہو انہوں نے کہا ہم ان کو نعال کہتے ہیں۔ یزدجرد نے کہا ہمارے ملک میں: نالہ نالہ۔ پھر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ نعمان نے کہا کہ اس کو سوط کہتے ہیں اس نے سمجھا سوخت اور کہا سوخت فارسی میں جلنے کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے فارس کو جلا دیا خدا ان کو جلائے یزدجرد کا اشارہ اہل فارس کی طرف تھا۔ اہل فارس اس کی باتوں پر بہت خفا ہو رہے تھے۔

یزدجرد کی دھمکی:

اس کے بعد یزدجرد نے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو اور ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے ملک میں گھسنے کا کیا باعث ہے؟ کیا اس لیے کہ ہم نے تم کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ رکھا ہے اور تمہاری طرف توجہ نہیں کی ہے؟ تم کو ہمارے مقابلے پر آنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے۔ نعمان بن مقرن نے اپنے ارکان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر آپ لوگوں کی رائے ہو تو اس کا جواب میں دوں اور اگر کوئی اور صاحب بولنا چاہیں تو میں ان کو اجازت دیتا ہوں۔ سب نے کہا آپ ہی بولیں اور بادشاہ سے کہا کہ اس شخص کا کہنا ہمارا کہنا ہے۔

نعمان بن مقرن کی ایرانی دربار میں تقریر:

نعمان نے اپنی گفتگو اس طرح شروع کی: اللہ نے ہم پر اپنا فضل کیا ہے ہمارے پاس ایک رسول ﷺ کو بھیجا ہے انہوں نے ہم کو نیکی کا راستہ دکھایا اور اس پر چلنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ہم کو شر سے آگاہ کیا اور اس سے باز رہنے کا حکم دیا ہے انہوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ اگر ہم ان کی بات مانتے رہے تو ہم کو دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب ہوگی۔ عرب قبائل میں سے جس کسی کو ہمارے رسول نے دعوت دی ان میں دو جماعتیں بن گئیں ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا اور دوسری ان سے الگ ہو گئی۔ ان کے دین میں تھوڑے سے چند ہی لوگ داخل ہوئے۔ کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی پھر ان کو خدا نے حکم دیا کہ تم مخالفت کرنے والے عربوں سے لڑو چنانچہ آپ نے ان سے جنگ کی، نتیجہ یہ ہوا کہ سب لوگ ان کے دین میں شامل ہو گئے۔ بعض تو بادل ناخواستہ اور بعض بطیب خاطر۔ اس کے بعد ہم سب کو معلوم ہوا کہ ان کا لایا ہوا مذہب ہماری عداوت اور تنگ خیالی کی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ ہمارے رسول نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم قریب کی قوموں کو دعوت اسلام دیں چنانچہ ہم سب کو انصاف کی طرف دعوت دیتے ہیں اور تم کو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں ہمارا دین ایسا دین ہے جس نے نیکی اور بدی میں امتیاز کامل کر دیا ہے۔ اگر تم انکار کرتے ہو تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں برا ہوگا مگر ایک صورت یہ بھی ہے کہ تم جزیہ دینا منظور کر لو ورنہ تلوار سے فیصلہ ہے۔ اگر تم نے ہمارا مذہب قبول کر لیا تو ہم تم کو کتاب اللہ دے جائیں گے اور تم کو اس شرط پر برقرار رکھیں گے کہ تم اس کے احکام کے مطابق حکومت کرو۔ اس صورت میں ہم تم سے اور تمہاری حکومت سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ اور اگر تم نے جزیہ دے کر جان بچائی تو ہم اس کو قبول کر لیں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔

یزدگرد کی دولت کی پیشکش:

یہ تقریر سن کر یزدگرد نے کہا کہ میں تو کوئی ایسی قوم نہیں جانتا ہوں کہ دنیا میں تم سے زیادہ بدبخت، قلیل التعداد اور خستہ حال کوئی قوم نہیں تھی ہم تمہاری خبر لینے کے لیے سرحد کے زمینداروں کو مقرر کر دیتے تھے۔ وہ ہماری جانب سے تم سے نپٹ لیتے تھے فارس نے تم پر کبھی چڑھائی نہیں کی ہے تم کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ تم ان کے سامنے ٹھہر سکو گے۔ اگر تمہاری تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے تو اس بات پر تم کو مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ اگر قحط سالی اور افلاس نے تم کو یہاں آنے پر مجبور کیا ہے تو ہم تمہاری غذا کا اس وقت تک کے لیے انتظام کیے دیتے ہیں جب تک کہ تمہارے یہاں خوشحالی پیدا ہو۔ ہم تمہارے سرداروں کی عزت کریں گے تم کو کپڑے پہنائیں گے اور تم پر ایسے شخص کو بادشاہ مقرر کریں گے جو تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔

مغیرہ بن زرارہ کی ولولہ انگیز تقریر:

یزدگرد کی یہ باتیں سن کر مسلمان امراء نے سکوت اختیار کیا مگر مغیرہ بن زرارہ سے ضبط نہ ہو سکا انہوں نے کھڑے ہو کر کہا اے بادشاہ! یہ لوگ سرداران عرب اور وہاں کے معززین ہیں اشراف ہیں اور اشراف سے شرماتے ہیں اور اشراف کی عزت اشراف کرتے ہیں انہوں نے تم سے سب باتیں نہیں کی ہیں اور تمہاری سب باتوں کا جواب دیا ہے انہوں نے ٹھیک کیا ان کے شایان شان ایسا ہی تھا مجھ سے گفتگو کرو تاکہ میں صاف صاف جواب دوں اور یہ لوگ اس کی شہادت دیں۔

تم نے ہمارے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس سے تم پورے طور پر واقف نہیں ہو تم نے ہماری خستہ حالی کا ذکر کیا ہے بے شک

ہم سے زیادہ تنگ حال کوئی نہ ہوگا تم نے ہماری فاقہ کشی کا ذکر کیا ہے بے شک اس کی نظیر ملنا مشکل ہے ہم گبریلے، کیڑے اور سانپ بچھو تک کھا جاتے تھے اور ان کو اپنی غذا سمجھتے تھے ہمارے مکانات بس زمین ہی تھی ہم اونٹوں اور بکریوں کے بالوں کو بن کر پہن لیتے تھے ہمارا مذہب یہ تھا کہ ایک دوسرے کو مار ڈالتے تھے اور ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے، یہ سب باتیں اب پرانی ہو چکی ہیں خدا نے ہم میں ایک ایسا شخص پیدا کیا جو ہم میں سے سب سے زیادہ اعلیٰ اخلاق ہے۔ اس کا ملک ہمارا وطن ہے اس کا حسب ہم سب سے اچھا ہے اس کا گھرانا ہم سب کے گھرانوں سے بہتر ہے۔ اس کا قبیلہ ہم سب کے قبیلوں سے معزز ہے وہ ذات خود بہترین صفات سے متصف تھی سب سے زیادہ صادق القول سب سے زیادہ بردبار اس نے ہم کو ایک چیز کی طرف دعوت دی تو بجز اس کے ایک ہمدم کے جو اس کے بعد خلیفہ ہوئے ہم میں سے اور کسی نے اس کی بات نہ مانی وہ کہتا تھا ہم کہتے وہ بڑھتا ہم گھٹتے تھے، وہ جس کو بلند کرتا ہم اس کو کم کرتے تھے وہ جو کچھ کہتا پورا ہوتا آخر خدا نے ہمارے قلوب میں اس کی تصدیق اور اس کی پیروی کرنے کا خیال پیدا کر دیا۔ وہ ہمارے اور رب العالمین کے درمیان واسطہ تھا۔ ہم سے جو کچھ کہتا وہ خدا کا حکم ہوتا تھا اور جس کام کا حکم دیتا وہ خدا کا حکم ہوتا تھا اس نے ہم سے کہا کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرا کوئی شریک نہیں ہے میں تھا جب کوئی چیز نہ تھی ہر چیز فنا ہو جائے گی بجز میری ذات کے میں نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز میری طرف واپس ہوگی میری رحمت نے تم کو لے لیا ہے میں نے اس شخص کو تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم کو راہ راست پر چلا دوں تاکہ تم مرنے کے بعد عذاب سے نجات ملے اور اپنے گھر دار السلام کو تم پر حلال کر دوں۔

لہٰذا ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ پیغمبر جو کچھ لایا ہے حق ہے حق کے پاس سے لایا ہے اس نے ہم سے کہا ہے کہ اس دین پر جو کوئی تمہاری اتباع کرے گا اس کو وہی فائدے حاصل ہوں گے جو تم کو حاصل ہیں اور اس پر وہی امور واجب ہوں گے جو تم پر واجب ہیں جو شخص اس دین کے قبول کرنے سے انکار کرے اس کے سامنے جزیہ پیش کرو اگر قبول کر لے تو جس طرح تم اپنی حفاظت کرتے ہو اس کی بھی حفاظت کرو اور جو اس سے بھی انکار کرے اس سے جنگ کرو میں تمہارے درمیان حکم ہوں تم میں سے جو لوگ قتل ہوں گے میں ان کو اپنی جنت میں داخل کروں گا اور جو باقی رہیں گے ان کو دشمنوں پر نصرت عطا کروں گا اے بادشاہ یا تو ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کرو ورنہ تلوار۔ یا اسلام لے آؤ تاکہ تم کو نجات نصیب ہو۔

یزدجرد کا اہانت آمیز سلوک:

یزدجرد نے کہا کہ تم مجھ سے ایسی باتیں کرتے ہو مغیرہ نے کہا میں نے تو اسی کی طرف سے جو آپ سے گفتگو کرتا ہے اگر تمہارے سوا کوئی اور شخص مجھ سے گفتگو کرتا تو میں یہ بات کبھی تمہاری طرف نہ کہتا۔ یزدجرد نے کہا اگر قاصدوں کا قتل کرنا خلاف اصول نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ ایک ٹوکرا مٹی لاؤ اور ان میں سے سب سے معزز شخص کے سر پر رکھ دو اور اس کو ہانکتے ہوئے مدائن سے خارج کر دو۔

عاصم بن عمرو اور مٹی کا ٹوکرا

جاؤ تم اپنے سردار کے پاس واپس چلے جاؤ اور کہہ دو کہ میں تمہاری سرکوبی کے لیے رستم کو بھیج رہا ہوں تاکہ وہ تم کو اور تمہارے سردار کو قادسیہ کی خندق میں دفنا دے اور عذاب کرنے کے بعد [illegible] پھر میں اس کو تمہارے ملک میں بھیج کر [illegible]

پیچھا اس کو چھٹا کر دیا ہے تم کو پہنچتا تھا۔ ان کے بعد ان سے پوچھو تم کس سبب سے آئے ہو؟ [illegible] اب تم نے ہماری سے عادت کیوں لی ہے؟ [illegible] ان سب کا سردار ہوں [illegible] یزدجرد نے کہا کیا یہ عرب مدائن سے [illegible] ہے جو [illegible] سردار [illegible] کی۔ [illegible] اپنے گھوڑے کے پاس پہنچا اور ان کے اوپر سوار ہو کر [illegible] سے روانہ ہوئے اور سعد کے پاس [illegible] پہنچے تو [illegible] کے ہاتھ آج [illegible] میں داخل ہو گئے اور کہا کہ [illegible] کی بشارت ہو [illegible] کامیاب ہوں گے۔ [illegible] گرفتار کیا اور سعد کے پاس لے گئے ان واقعات کی اطلاع [illegible] بادشاہ [illegible] ان کے ملک کی کنجیاں عطا کی ہیں۔ عاصم کے ساتھی بھی آ گئے اور سب اپنا اپنا [illegible] اتفاق کرنے لگے۔ [illegible] کے دل پر مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی۔

یزدجرد اور رستم کی گفتگو

یزدجرد کے دربار میں ان کی گفتگو اور مسلمانوں کی حرکت نہایت [illegible] رستم [illegible] بادشاہ کے پاس آیا کہ ان سے واقعات معلوم کرے اور جو کچھ ان سے مسلمانوں کے بارے میں بادشاہ نے [illegible] کہ مجھ کو نہیں جانتا تھا کہ عربوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جیسے کہ میں نے اب دیکھے ہیں [illegible] پاس آنے [illegible] خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ ان سے زیادہ عقل [illegible] اور [illegible] جو [illegible] رستم کو عربوں کے [illegible] سے کی گفتگو [illegible] یزدجرد نے کہا کہ ان لوگوں نے مجھ سے [illegible] تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے اس کے لیے جان دے دیں گے [illegible] بہت نہایت احمق [illegible] جب اس نے جزیہ کا ذکر کیا تو میں نے اس کو مٹی دے دی [illegible] نے سر پر اٹھا لیا اس کو لے کر چلا گیا [illegible] اور بولا یہ معلوم نہیں اس میں کیا راز تھا رستم نے کہا اے بادشاہ وہ [illegible] سب سے زیادہ احمق تھا اس نے اس چیز سے فال لیا ہے کہ ہماری زمین [illegible] ان کا لوٹ اور عاقبت [illegible] ہو رہا ہے۔

رستم کی روانگی:

رستم بادشاہ کے پاس سے غصے سے بھرا ہوا نکلا اور نجوم اور کہانت سے واقف تھا اس نے فوراً [illegible] گرفتار کرنے کے لیے آدمی دوڑائے اور اپنے ایک معتمد سے کہا کہ [illegible] سے کا مطلب ہوگا کہ ہم نے اپنے ملک کو دے دیا ہے اور اگر ان کا مقصد کامیاب ہے تو وہ جلد ہمارا ملک اور ہماری اولاد تم سے چھین لیں گے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں باقی رہا ہے [illegible] ہم کو حکومت کے قابل نہیں [illegible] وہ لوگ ہمارے ملک کی کنجیاں لے گئے ہیں ان باتوں کو سن کر بادشاہ کا غیظ و غضب اور بھی بڑھ گیا۔

یوم الحیتان:

[illegible] کے مسلمان [illegible] کے پاس روانہ ہونے سے پہلے [illegible] آنے تک غارت گری کرتے اور مچھلیوں کا شکار کرتے رہے [illegible] کی طرف گئے [illegible] کے ساتھ [illegible] تھا تین سو مچھلیاں [illegible] بھی پکڑ لائے [illegible] اور [illegible] لے کر اپنے لشکر میں آ گئے سعد نے مویشی اور مچھلیاں لوگوں میں تقسیم کر دیں اور [illegible] کے بعد جس میں سے [illegible] خمس میں تقسیم کیا [illegible] کو حصوں میں لگا دیا۔ اس معرکہ

[illegible] ہے آزاد [illegible] ان لوگوں کی تلاش میں نکلا تھا [illegible] کے [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] حال بیان کیا جب ان کو علم ہو گیا۔ پس حضرت عاصم کی نذر کر دیا تو خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا اور غنیمت کو مسلمانوں کے پاس پہنچا دیا۔

ایام اللحم:

اس زمانے میں مسلمان گوشت کے لیے بہت بے چین تھے کیونکہ ان کو [illegible] مل رہا تھا ان کے پاس بہت [illegible] قوم کے لیے کافی تعداد میں موجود تھے مگر گوشت نہ تھا اس لیے ان کی [illegible] گوشت کی طلب میں اضافہ کر لیا گیا۔ اسی لیے ان معرکوں کو ایام اللحم کہتے ہیں یا ان دنوں کو ایام الحیتان سے موسوم کرتے تھے۔ ایک اور سریہ مالک بن ربیعہ بن خالد التیمی کی سرکردگی میں بھیجا گیا ان کے ساتھ مساور بن نعمان التیمی بھی تھے۔ یہ دونوں فیوم پر چھاپہ مارا اور بنو تغلب اور نمر کے اونٹ ہانک کر اور وہاں [illegible] ہونے لگے صبح تک پہنچ آ گئے اونٹ لوگوں کے لیے ذبح کر دیے گئے جس کی وجہ سے گوشت کی افراط ہو گئی۔ عمرو بن الحارث نے نہرین پر چھاپہ مارا اور وہاں ان کو باب ثوری پر بہت سے مویشی ملے وہاں سے ارض شیلی کی طرف ہانکتے ہوئے ہنکا لائے اور وہاں سے عذیب میں آ گئے عمرو کا بیان ہے کہ اس وقت وہاں صرف دو آدمی تھے۔

حضرت سعد کے عراق جانے اور حضرت عمر کے واقعہ کا آنے میں دو سال اور چند دن کا وقفہ ہے۔ حضرت سعد وہاں دو سال سے کچھ زیادہ مقیم رہے تھے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے۔

انوشجان بن الہربذ کا قتل:

واقعہ جسر کے بعد عرب اور اہل فارس کے درمیان ایک یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ انوشجان بن الہربذ سواد بصرہ سے نکل کر بنو [illegible] غطفی پر حملہ کرنے کے ارادہ سے چلا تو قبیلہ تمیم کے خاندانوں کے چار سرداروں نے جو ان کے سامنے ہی آ گئے تھے اس کو روک لیا۔ ان میں سے ایک المستورد رباب کے سردار تھے۔ دوسرے عبد اللہ بن زید ان کے معاون تھے۔ دوسرے جزء بن معاویہ سعد کے سردار تھے اور ابن النابغہ ان کے معاون تھے۔ تیسرے الحسن بن نیار عمرو کے سردار تھے اور الاعور بن بشامہ ان کے معاون تھے۔ چوتھے حصین بن معبد حنظلہ کے سردار تھے اور شبہ ان کی اعانت کرتے تھے۔ پس ان لوگوں نے انوشجان بن الہربذ تک پہنچ کر ان سرداروں نے قتل کر کے اس کو قتل کر دیا جب حضرت سعد یہاں آئے تو یہ سردار غطفی اور وہاں کی قوم جو تمیم کی تھیں حضرت سعد کے ساتھ آ کر مل گئیں۔

◆

رستم کی قیادت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رستم سے خطاب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چکا ہے۔

پہلوانوں نے جب یہ حالت دیکھی تو اس کے نتیجہ سے یہ بات نکلی تھی کہ ہم سب مل کر ایک ہو جاتے ہیں تو ہم پر قابو پالیں گے اگر وہ اکٹھے ہو کر نکلے تو ہو سکتا ہے کہ بچ نکلتے تھے سب سے بڑی بات یہی کہ تقدیر کو یہی منظور تھا [illegible] تھے کہ اختلاف کی صورت میں جو کوئی زندہ بچ نکلا وہ زندہ رہ جاتا تھا۔ یہ خیال سب پہلوانوں پر غالب آگیا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا۔

رستم کی معذرت:

رستم بولا: "اے بادشاہ! مجھے چھوڑ دیجیے کیونکہ اہل عرب کے دلوں میں اہل عجم کی ہیبت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک کہ میرے ذریعے ان کو نقصان نہ پہنچے۔ ممکن ہے کہ سلطنت میرے ذریعے قائم رہے اور اللہ ہمارے ساتھ ہو اور بھلائی ہو۔ اس وقت ہمیں کوئی تدبیر اختیار کرنی چاہیے کیونکہ تدبیر اور جنگی چال فتح سے بہتر ہے۔"

بادشاہ نے اس کی بات نہیں مانی اور کہا: "کیا چیز باقی رہ گئی ہے؟"

رستم نے کہا: "جنگ کرنے میں دیر کرنا جلد بازی سے بہتر ہے۔ اس وقت صبر سے کام لینا مناسب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک لشکر کے بعد دوسرا لشکر جنگ کرے بجائے اس کے کہ ایک دم مکمل شکست ہو جائے۔ یہ طریقہ ہمارے دشمن پر زیادہ بھاری رہے گا۔"

مگر بادشاہ اپنی بات پر اڑا رہا اور اس نے اس کی بات نہیں مانی لہٰذا اس نے اپنی فوجیں ساباط کے مقام پر جمع کیں۔ اس عرصے میں بھی قاصد بادشاہ کے پاس آتے جاتے رہے تاکہ اس کی سبکدوشی کی کوئی صورت نکل آئے اور اس کے بجائے کسی دوسرے کو بھیج دیا جائے پھر سب لوگ اس کے پاس جمع ہوتے رہے۔

حضرت سعد بن وقاص کے پاس بھی حیرہ والوں اور صلوبا کی طرف سے جاسوس خبریں لاتے رہے اور وہ حضرت عمر فاروقؓ کو یہ معلومات فراہم کرتے رہے۔

بادشاہ کا عزم مصمم:

جب آزاد مرد بن آزادبہ کے ذریعے شاہ یزدجرد کے پاس اہل سواد عراق کی چیخ و پکار مسلسل پہنچی تو اس نے رستم کو جنگ کے لیے بھیجنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ وہ بہت خوف زدہ اور بہت دہشت زدہ تھا۔ رستم نے اپنا پچھلا قول پھر دہرایا اور کہا: "اے بادشاہ! دشمنی کا تقاضا یہی ہے کہ میں اپنے آپ کو حکیم و عقلمند سمجھوں اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں آپ سے ایسی گفتگو نہ کرتا۔ میں آپ کو قوم اور تعلق خاندان اور ملک کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دے دیں کہ میں اپنے لشکر کے ساتھ رہوں اور جالینوس کو روانہ کر دوں۔ اگر جنگ ہمارے حق میں ہوئی تو یہ بہت بہتر ہے ورنہ میں کسی اور کو بھیجوں گا جب کوئی چارہ اور کوئی تدبیر باقی نہیں رہے گی تو ہم اپنی ذات سے خود ان کا مقابلہ کریں گے۔ اس وقت تک ان کی طاقت کمزور ہو چکی ہوگی اور ہم ان کا اچھی طرح مقابلہ کر سکیں گے۔" مگر بادشاہ کا اصرار یہی رہا کہ وہ خود روانہ ہو۔

جنگ کی تیاری:

سری بن یحییٰ کی روایت ہے۔ وہ بیان کرتا ہے: "جب رستم ساباط پہنچا اور اس نے جنگ کا سازوسامان جمع کر لیا تو اس نے جالینوس کو مقدمہ کی حیثیت سے چالیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ حلوان کی طرف بھیجا اور کہا: "تم احتیاط کرو اور میرے حکم کی تعمیل کرتے رہنا۔" اس نے

پہلے میمنہ پر ہرمزان کو مقرر کیا اور میسرہ پر مہران بن بہرام رازی کو مقرر کیا اور ساقہ پر بیرزان کو سردار بنایا۔ رستم کہنے لگا:

"بادشاہ کو اس بات سے مطمئن رہنا چاہیے کہ اللہ نے دشمن سے پیش قدمی کروائی اور اس نے اپنے گھر میں ہم کو للکارا ہے تاکہ ہم ان کے ملک ہی میں ان کا مقابلہ کریں۔ تاکہ وہ ہماری بات مانیں یا اسی چیز پر آمادہ ہو جائیں جس پر وہ پہلے تیار تھے۔"

رستم کا تذبذب

جب حضرت سعدؓ کے وفد بادشاہ کے پاس آئے اور وہاں سے لوٹ آئے تو رستم نے نیند میں ایک خواب دیکھا جسے اس نے بہت ناپسند کیا۔ اس کو برے انجام کا احساس ہوا اور اس کی وجہ سے اس نے چاہا کہ وہ روانہ نہ ہو اور دشمن کا مقابلہ نہ کرے۔ اس کے ارادے میں تذبذب اور تردد آ گیا تو اس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ "وہ چاہتا ہے کہ وہ جالینوس کو (جنگ کے لیے) روانہ کرے اور خود وہ ٹھہرا رہے تاکہ وہ دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔" رستم نے مزید کہا "جالینوس کا وجود میرے وجود کے برابر ہے البتہ عرب میرے نام سے اس کے نام سے زیادہ خائف ہیں۔ اگر اسے فتح حاصل ہوئی تو یہ ہمارے مقصد کی تکمیل ہوگی۔ اگر معاملہ برعکس ہوا تو میں اس جیسا دوسرا (سپہ سالار) بھیجوں گا اس طرح ہم کچھ دنوں تک دشمن کو دور کر دیں گے۔ مجھے توقع ہے کہ اہل فارس فتح مند ہوں گے جب تک مجھے شکست نہ ہو۔ وہ میری وجہ سے مستعد رہیں گے اور عربوں کے دلوں میں میری ہیبت قائم رہے گی اور اگر بذات خود ان کا مقابلہ نہ کروں تو وہ آگے بڑھنے سے خائف رہیں گے۔ لیکن اگر میں ان کے سامنے آ جاؤں تو (میرا رعب اور ہیبت ان کے دلوں سے جاتی رہے گی) اور وہ آخر دم تک جرأت کے ساتھ لڑتے رہیں گے۔ اس طرح اہل فارس کا انجام شکست ہوگی۔"

رستم کے لشکر کی تعداد:

لہٰذا رستم نے مقدمۃ الجیش چالیس ہزار سپاہیوں کا روانہ کیا اور خود ساٹھ ہزار کی تعداد میں نکلا اور اس کا ساقہ بیس ہزار کی تعداد میں تھا۔

سری نے محمد، طلحہ اور زیاد و عمرو کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے: "رستم ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ ان کے پیچھے ایک لاکھ سے زیادہ لشکر تھا۔ وہ خود مدائن سے ساٹھ ہزار کی تعداد کے ساتھ روانہ ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب حضرت سعدؓ قادسیہ میں تھے تو رستم ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا۔

سرداروں کو خطوط:

محمد، طلحہ اور زیاد و عمرو کی روایت ہے کہ جب بادشاہ نے روانہ ہونے پر اصرار کیا تو رستم نے اپنے بھائی اور ملک کے تمام سرداروں کو خطوط لکھے کہ "یہ دشمن ایسا ہے جس کے ذریعے اللہ ہر بڑے لشکر کو شکست دے گا اور ہر مستحکم قلعہ کو کھول دے گا۔ لہٰذا تم اپنے قلعوں کو مستحکم کرو اور مقابلے کے لیے اچھی طرح تیار ہو جاؤ۔ تم یہ سمجھو کہ اہل عرب تمہارے علاقے تک پہنچ گئے ہیں اور وہ تمہاری سرزمین اور تمہارے فرزندوں پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ میری رائے یہ تھی کہ ان کا مقابلہ کیا جائے اور ان کی جنگ کو طول دیا جائے تاکہ ان کی خوش نصیبی بدقسمتی میں تبدیل ہو جائے مگر بادشاہ نے میری بات نہیں مانی۔"

شکست کا اندیشہ:

حاتم بن ابراہیم ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ یزدگرد نے جب رستم کو ساباط سے نکلنے کا حکم دیا تو اس

نے اپنے [illegible] کے مطابق تاویل کی اور اس میں یہ اضافہ کیا "بجلی نے پانی [illegible] تھے [illegible] درست [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] کیا ہے۔ [illegible] سب [illegible] غالب [illegible] اور [illegible] طاقتوں پر [illegible] ہو جائیں گے۔ [illegible] بات [illegible] ہے [illegible] مقابلے کے لیے [illegible] مقابلے کے لیے [illegible] ہو جائیں۔"

نجومی سے سوال:

[illegible] بیان کرتا ہے کہ کسریٰ کے نجومی جابان کے غلام نے [illegible] یہ بات [illegible] روایت کی ہے [illegible] اہل فرات بادیہ سے تھا [illegible] اس نے اس [illegible] دریافت کیا "تم [illegible] کی [illegible] جنگ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" اسے یہ بات کہتے ہوئے خوف [illegible] لہذا [illegible] اس کے علم سے واقفیت تھی لہذا اس پر اس کا [illegible]

پرندے کا شگون:

اس نے کہا "میں یہ بتا دوں کہ تم مجھے کوئی بات بتاؤ جس سے مجھے اطمینان ہو جائے" تو [illegible] کہا "[illegible] بتاؤ" اس نے کہا "تم مجھ سے دریافت کرو" جب اس نے دریافت کیا تو اس نے کہا "ایک پرندہ آئے گا اور آپ کے [illegible] پر بیٹھے گا وہاں سے [illegible] کے منہ میں [illegible] پہنچے گی" [illegible] ایک [illegible] غلام نے کہا "یہ سچ کہتا ہے [illegible] اور اس نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے"۔

نجومیوں کا اختلاف:

جابان کو [illegible] بادشاہ نے اسے طلب کیا ہے [illegible] اس کے پاس آیا تو اس وقت [illegible] کے بارے میں دریافت کیا جو اس کے غلام نے بتائی تھی۔ [illegible] کہا "یہ بات سچ ہے [illegible] اس [illegible] مقام پر [illegible] سے [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] اس [illegible] [illegible] چنانچہ [illegible] جابان نے کہا "تم [illegible]" [illegible] آنکھوں کے درمیان تھی۔ جابان نے کہا "[illegible] آیا ہے" [illegible] اس نے اس بات کو [illegible]

نجومیوں کی پیشین گوئی:

جابان نے [illegible] "اہل فارس کی حکومت ختم ہو گئی ہے اور ان کا دشمن ان پر غالب آ گیا ہے۔ نجومیوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا ہے [illegible] کی سلطنت قائم ہو گئی ہے اور ان کا [illegible] ہو گیا ہے [illegible] ان سے [illegible]

قریب میں نہ آؤ۔ اس سے پہلے کہ تم زندہ رہو یا زبردستی جلدی سے مارے جاؤ۔

جشنسماہ کا معاہدہ

جب جشنسماہ کے پاس یہ خط پہنچا تو وہ مسلمانوں کی طرف روانہ ہوا تاکہ نعیم بن مقرن کے پاس آئے جو عتیق کے مقام پر سواروں کے دستے کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اسے حضرت سعدؓ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے اس کے ساتھ اس کی ذات اس کے گھر والوں اور اس کے قبیلے کی حفاظت کا معاہدہ کیا اور پھر اسے واپس بھیج دیا۔ وہ چپکے چپکے مسلمانوں کو خبریں پہنچاتا تھا۔

اس نے ایک دن فالودہ تحفے کے طور پر بھیجا تو آپ نے اپنی بیوی سے دریافت کیا: "یہ کیا ہے؟" بیوی نے کہا: "میرا خیال ہے کہ اس کی بیوی غریب ہے اس نے یہ خبیص پکانا چاہا مگر اس کو اچھی طرح نہ پکا سکی۔" سعدؓ نے کہا: "اس پر افسوس ہے۔"

رستم کی روانگی:

محمد، طلحہ اور زیاد اور عمرو بیان کرتے ہیں: جب رستم ساباط سے روانہ ہوا تو جابان اسے پل پر ملا اور اس نے شکایت کی اور کہا: "کیا تمہاری بھی وہ رائے نہیں ہے جو میری رائے ہے؟" رستم نے اس سے کہا: "میں نے مجبور ہو کر یہ قیادت سنبھالی ہے۔ تیرے لیے اطاعت کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔" اس نے جالنوس کو حکم دیا کہ وہ حیرہ سے اس کے بعد روانہ ہو۔ نجف میں اس کا خیمہ لگے۔ جب لگ گیا تو رستم وہاں سے چل کر کوثی میں آیا۔ اس نے جالنوس اور آزادمرد کو لکھا: "میرے لیے (حضرت) سعدؓ کے لشکر سے ایک آدمی پکڑ کر لاؤ۔" چنانچہ وہ دونوں سوار ہو کر گئے اور انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس کے پاس بھیجا۔ وہ اس وقت کوثی کے مقام پر تھا۔ اس نے اس سے کچھ سوالات کیے پھر اسے قتل کرا دیا۔

ایک مسلمان کی گرفتاری

راوی بیان کرتا ہے: جب رستم روانہ ہوا تو اس نے جالنوس کو حکم دیا کہ وہ حیرہ کی طرف پیش قدمی کرے۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ عرب کے کسی شخص کو پکڑ کر لائے۔ چنانچہ وہ اور آزادمرد ایک سو چیدہ سواروں کا دستہ لے کر نکلے، یہاں تک کہ وہ قادسیہ تک پہنچ گئے۔ وہاں ایک مسلمان انہیں قادسیہ کے پل کے قریب ملا۔ وہ دونوں اسے پکڑ کر لے گئے۔ لوگ تعاقب کے لیے نکلے تو وہ انہیں نہیں پکڑ سکے سوائے اس کے کہ مسلمانوں نے ان کے آخری حصے کو کچھ نقصان پہنچایا۔ جب وہ دونوں نجف پہنچے تو وہ اسے رستم کے پاس لے گئے۔ وہ اس وقت کوثی کے مقام پر تھا۔ رستم نے اس مسلمان سے پوچھا۔

مسلمانوں کی گفتگو:

"تم کیوں آئے ہو اور تم کیا چاہتے ہو؟" اس نے کہا: "ہم اللہ کا وعدہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔" "وہ کیا ہے؟" اس مسلمان نے کہا: "اگر تم اسلام لانے سے انکار کرو تو تمہاری سرزمین اور تمہارے فرزندوں کو غنیمت کرنا اور تمہارا خون بہانا ہے۔" رستم بولا: "اگر تم اس سے پہلے قتل کر دیے جاؤ؟" اس نے جواب دیا: "اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی اس سے پہلے شہید ہو جائے تو وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو ہم میں سے باقی رہے گا اس کے لیے وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ ہم اس بات کا پورا ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔" رستم نے کہا: "کیا ہم تمہارے ہاتھوں میں گرفتار ہو جائیں گے؟" وہ بولا: "اے رستم! تمہارے اعمال نے تمہیں ذلیل کیا ہے اور انہی کی بدولت اللہ تمہیں مغلوب کرے گا۔ تمہارا ماحول تمہیں فریب میں مبتلا نہ کرے کیونکہ تم انسانوں سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی تقریر

[illegible]

ابن مطیع کو نصیحت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن مطیع کا جواب:

[illegible]

ایسی صورت میں اگر ہم ان سے لڑنے والے نہ تھے تو وہ جس طرف سے چاہیں آ جا سکتے ہیں اور خود وہ کسی طرف سے آتے ہیں یا کسی طرف کا رخ کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ تم نے ہمیں ان کی امداد سے طاقتور بنا دیا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ جب آپ ہماری حفاظت نہیں کر سکے تو اس اندیشے سے کہ کہیں ہم تباہ نہ ہو جائیں ہم نے ان کو اپنی جنگ میں ہمارے شریک کر لیا اور ہم نے اپنی حفاظت کی خاطر ان سے معاہدہ کیا ہے جب آپ کے سپاہی مقابلے میں کامیاب ہوتے ہیں تو ہم ان سے زیادہ خوش ہوتے تھے۔ ہماری جان کی قسم آپ لوگ ہمیں ان سے زیادہ پسند ہیں اور زیادہ محبوب ہیں اگر آپ ان سے بچنے کے لئے آپ کے مددگار ثابت ہوں گے۔ یہ تمام باتیں اس وقت ہیں جب ہم جواب دینا چاہتے ہیں کہ کیا کہا گیا ہے۔

رستم کا خواب:

اس پر رستم نے کہا ہمارے سامنے یہ شخص سچ کہتا ہے۔ ابو وائل روایت کرتے ہیں کہ رستم نے رات کو یہ خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ اہل فارس کے لشکر میں داخل ہوا اس نے تمام ہتھیاروں پر مہر لگا دی۔

جنگ سے پرہیز:

محمد ابن کے ساتھی ابو جعفر کے حوالے سے السری روایت کرتے ہیں رستم نے جالینوس کو حکم دیا کہ وہ عتیق سے روانہ ہو جائے تو روانگی فوج کے آگے روانہ ہوا اور عتیق اور قادسیہ کے درمیان اس نے قیام کیا۔ رستم نے عتیق کے کنارے پر قیام کیا۔ اس عرصے میں اس نے چار مہینے گذار دیئے تھے جب وہ مدائن سے نکل کر روانہ ہوا تھا ساباط میں چار ماہ رہا اور وہ مختلف مقامات پر ٹھہرتا ہوا آگے بڑھتا تھا اور جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ اہل عرب اس جگہ سے اکتا جائیں گے اور جب انہیں تکلیف پہنچے گی تو وہ واپس چلے جائیں گے۔ وہ عربوں سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا اسے اندیشہ تھا کہ کہیں اس کا بھی وہی حشر نہ ہو جو اس سے پہلے لوگوں کا ہوا ہے اور جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا اگر بادشاہ جلد جنگ شروع کرنے کا حکم نہ دیتا اور اسے پیش قدمی کرنے پر آمادہ نہ کرتا تو وہ مجبور نہ ہوتا تو آخر اسے جنگ میں گھسنا پڑا۔

دوبارہ خواب

جب رستم عتیق آیا تو اس نے دوبارہ یہ خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ آیا ہے اس کے ساتھ نبی کریم ﷺ ہیں اور ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ فرشتے نے اہل فارس کے تمام ہتھیار لے کر ان پر مہر لگا دی۔ اس کے بعد انہیں رسول اکرم ﷺ کے حوالے کیا۔ آپ نے وہ تمام ہتھیار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔

رستم جب بیدار ہوا تو اس کا رنج و غم بڑھ گیا۔ رفیل نے جب یہ بات دیکھی تو وہ اسلام کی طرف راغب ہوا اور وہ اسلام لے آیا۔

طویل جنگ کی تیاری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ جنگ طول کھینچے گی اس لئے انہوں نے حضرت سعد اور مسلمانوں کو لکھا کہ وہ ان کی زمین کی حدود پر قیام کریں اور طویل عرصے تک ان کا مقابلہ کریں تاکہ وہ پریشان ہو جائیں لہٰذا مسلمانوں نے قادسیہ کے

مقام پر قیام کیا اور وہ صبر کرنے اور طویل مقابلے کے لیے تیار ہو گئے اللہ بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ اپنے نور کی تکمیل کرے۔ وہاں مسلمان اطمینان کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کے سوار عراق پر حملہ کرتے اپنی ضرورت کی چیزیں حاصل کر لیتے تھے اور طویل مقابلے کی تیاری کر رہے تھے۔ سعدؓ جو محل میں رہنے لگے وہ اسی حالت میں رہے۔ حضرت عمرؓ بھی ان کی طرف فوجی امداد بھیجتے رہتے تھے۔

جب بادشاہ اور رستم نے یہ حالت دیکھی اور ان کے انتظامات کا انہیں علم ہوا تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ قوم جنگ سے باز آنے والی نہیں ہے اور اگر یہی حالت قائم رہی تو وہ ان ایرانیوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ لہٰذا بادشاہ کی رائے ہوئی کہ وہ رستم کو روانہ کرے۔ رستم نے یہ ارادہ کیا کہ وہ عتیق اور نجف کے درمیان قیام کرے پھر وہ مقابلہ کرنے میں تاخیر کرے کیونکہ اس کے خیال میں یہی صورت اس وقت زیادہ مناسب ہے۔ یہاں تک کہ وہ پیچھے ہٹ جائیں یا ان کی خوش بختی کا ستارہ گردش میں آ جائے۔

ایرانی فوج کے سردار:

محمد، طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ فوجی دستے گردش کرتے رہے اور رستم نجف میں تھا اور جالینوس نجف اور عتیق کے درمیان تھا۔ ذوالحاجب رستم اور جالینوس کے درمیان تھا۔ ھرمزان اور مہران اپنے دائیں بائیں پہلوؤں پر تھے۔ بیرزان پچھلے حصے پر تھا اور زاذ ابن بہیش صاحب فرات پیدل فوج پر تھا۔ کنارنگ مجردہ پر تھا۔ اس کا کل لشکر ایک لاکھ اور بیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے پندرہ ہزار افراد شرفاء کے طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ تمام فوجیں "مسلسل" آتی تھیں اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں تاکہ جنگ شروع ہوتے ہی یک دم حملہ کریں۔

حضرت سعدؓ کے انتظامات:

موسیٰ بن طریف بیان کرتے ہیں کہ لوگ سعدؓ سے کہنے لگے "ہم اس جگہ سے تنگ آ گئے ہیں اس لیے آپ پیش قدمی کریں"۔ حضرت سعدؓ نے یہ بات کہنے والوں کو دھمکایا اور فرمایا "جب تم اپنی رائے کو کافی سمجھتے ہو تو تم تکلیف نہ کرو۔ ہم صاحب رائے عقلمندوں کی رائے کے مطابق پیش قدمی کریں گے۔ جب تک ہم تم سے خاموش ہیں تم بھی خاموش رہو"۔

خبر رسانی:

حضرت سعدؓ نے طلیحہ اور عمرو کو خبر رسانی کے لیے سواروں کے بغیر بھیجا۔ سواد اور حمیضہ سو سو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ انہوں نے دونوں دریاؤں کے قریب غارت گری کی۔ حضرت سعدؓ نے انہیں منع کیا تھا کہ وہ آگے تک نہ جائیں۔ رستم کو یہ خبر پہنچ چکی تھی۔ اس نے ان کی طرف سواروں کا ایک دستہ بھیجا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا کہ دشمن کے سوار آگے بڑھ گئے ہیں تو انہوں نے عاصم بن عمرو اور جابر الاسدی کو بلایا اور ان دونوں کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ وہ بھی اسی راستے پر ان کی تلاش میں جائیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا "اگر جنگ چھڑ جائے تو ان کے مقابلے پر تم سردار ہو"۔

دشمن سے مقابلہ

حضرت عاصم کی ان سے دونوں دریاؤں اور اصطخر کے درمیان مڈبھیڑ ہوئی۔ اہل فارس کی سوار فوج بہت پریشان تھی اور وہ ان سے بچ کر نکلنے کا ارادہ کر رہی تھی۔ اس موقع پر سواد حمیضہ سے کہہ رہے تھے "تم دو باتوں میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر لو۔ تم ان کا مقابلہ کرو اور میں مال غنیمت واپس لے جاؤں یا میں ان کا مقابلہ کروں اور تم مال غنیمت لے جاؤ" حمیضہ نے کہا "تم ان کو

مقابلہ کرو اور میرے [illegible] کو کیوں اختیار نہ [illegible]۔ مگر تمہارا اہل فارس سے [illegible] کا تنہا سامنا [illegible] کے لیے [illegible] گئے [illegible] گئے۔ راستے میں انہیں [illegible] ملا۔ [illegible] نے [illegible] پایا [illegible] کے [illegible] تھا [illegible] جب [illegible] ایک [illegible] پہنچے تو [illegible] سے [illegible] ہو گئے۔

حضرت ہاشم [illegible] کی طرف [illegible] کہ ان [illegible] بات پہ اہل فارس نے ان کے [illegible] نقصان پہنچایا تھا۔ مگر جب [illegible] نے [illegible] تو وہ بھاگ گئے [illegible] ان [illegible] نے [illegible] سب [illegible] گئے۔ حضرت [illegible] اور [illegible] آپ کے ساتھ حضرت سعد کے پاس [illegible] گئے۔ [illegible] اور [illegible] گئے [illegible] کے لشکر سے [illegible] تھا [illegible] ہاتھوں نے لشکر سے [illegible] گئے تھے [illegible] لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے پیچھے [illegible] بھیجا [illegible] اگر تمہیں جنگ کرنی پڑے تو [illegible] کے [illegible] آپ کا مقصد یہ تھا کہ [illegible] نہ [illegible] پایا جائے [illegible] آپ کی [illegible] کی گئی۔

قیس کی گرفت

جب قیس روانہ ہوئے تو ان کی ملاقات عمرو سے ہوئی۔ انہوں نے دریافت کیا "تمہیں کہاں [illegible]" [illegible] کہا "مجھے ان کا کوئی علم نہیں ہے" [illegible] جب وہ [illegible] نکل کر [illegible] قیس نے ان سے دریافت کیا "تمہارا کیا مقصد ہے" [illegible] نے کہا "میں چاہتا ہوں [illegible] ان کے لشکر [illegible]" [illegible] "کیا تم [illegible] چاہتے ہو [illegible]" [illegible] خدا کی قسم [illegible] مسلمانوں سے [illegible] جو [illegible] ہے [illegible] انہوں نے جواب دیا "مجھے تو [illegible]" [illegible] اس صورت میں بھی تمہیں اس کام کی اجازت نہ [illegible] ساتھ [illegible] اس بات کی [illegible] حضرت سعد [illegible] جب [illegible] اس پر عمرو نے کہا "خدا کی قسم [illegible] جب [illegible] تم بھی [illegible] سے نکل [illegible] چلا جائے [illegible] میں جنگ [illegible] تمہارے [illegible] پیچھے چلے گئے۔"

قیس نے کہا "جب [illegible] اٹھایا ہے [illegible] اس وقت تمہیں [illegible]" چنانچہ وہ دونوں اپنے سواروں کے ساتھ [illegible] حضرت سعد کے پاس واپس آ گئے۔ اس وقت ہر ایک نے اپنے ساتھی کی شکایت کی۔ قیس نے عمرو کی نافرمانی کی شکایت کی اور عمرو نے قیس کی سخت کلامی کا شکوہ کیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت سعد نے فرمایا "اے عمرو! [illegible] مجھے زیادہ [illegible] ہے [illegible] بات [illegible] کہ ایسے مسلمانوں کا نقصان کرو۔ کیا تم [illegible] اہل فارس کے میدان جنگ میں پہنچنا چاہتے ہو اور ان سے مقابلہ کرنے کے خواہاں ہو؟ کیا تم [illegible]" [illegible] نے بیان کیا۔

حضرت طلیحہ کے کارنامے:

حضرت طلیحہؓ ایرانیوں کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ چاندنی رات میں ان کے اندر پہنچ گئے وہاں انہوں نے ایک شخص کے خیمے کی طنابیں توڑ دیں اور اس کے گھوڑے کو پکڑ کر لے گئے۔ وہاں سے وہ روانہ ہوئے جب دوسرے لشکر میں پہنچے اور ایک دوسرے آدمی کے خیمے میں گھس کر اس کے گھوڑے کو کھول لیا پھر جالینوس کے لشکر میں پہنچے وہاں بھی ایک اور شخص کے خیمے میں گھس گئے اور اس کے گھوڑے کو کھول کر لے گئے۔ پھر وہ خرارہ کے مقام پر آئے۔ جو سپاہی خیمے میں تھا وہ نکلا اور دوسرا جس کے لشکر میں تھا وہ بھی نکلا ان کے پیچھے وہ شخص بھی تھا جس کا خیمہ جالینوس کے لشکر میں تھا۔ سب سے پہلے جالینوس کا سپاہی ان کے پاس پہنچا پھر دوسرے لشکر کا سپاہی اور آخر میں تیسرا سپاہی آیا۔ حضرت طلیحہؓ نے پہلے دونوں سپاہیوں کو ٹھکانے لگایا اور آخری سپاہی کو قید کرلیا اور اسے حضرت سعدؓ کے پاس لائے۔ اس نے ان سے تمام خبریں بتائیں اور اسلام قبول کیا۔ حضرت سعدؓ نے اس کا نام مسلم رکھا وہ حضرت طلیحہؓ کے ساتھ رہنے لگا اور تمام جنگوں (معرکوں) میں ان کے ساتھ شریک رہا۔

عجمی افراد کی امداد:

السری ابوعثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو فارس بھیجا تھا تو ان سے عہد لیا کہ جب وہ وہاں کسی چشمے کے پاس کسی طاقت ور اور بہادر سردار کے پاس سے گذریں تو روانہ کریں یا اگر وہ جنگجو ہو تو اسے اپنے لیے منتخب کرلیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے حکم سے وہ بارہ ہزار جنگجو سپاہیوں کے ہمراہ قادسیہ آئے وہاں جن لوگوں نے ان کی مدد کی ان میں سے بعض جنگ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور بعض جنگ کے بعد اسلام لائے۔ ان لوگوں کو مال غنیمت میں شریک کرلیا گیا تھا اور اہل قادسیہ کے وظائف کے برابر ان کے لیے بھی دو دو ہزار وظیفہ مقرر ہوا انہوں نے عرب کے سب سے زیادہ طاقت ور قبیلے کو معلوم کرنے کے بعد تمیم کے قبیلے سے دوستانہ تعلقات قائم کر لیے تھے۔

خبر رساں افراد:

جب رستم قریب آیا اور نجف کے مقام پر فروکش ہوا تو حضرت سعدؓ نے خبر رساں افراد کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کسی آدمی سے مل کر اہل فارس کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ چنانچہ یہ خبر رساں گروہ کچھ اختلاف کے بعد روانہ ہوا جب کہ معزز سرداروں اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ یہ جماعت ایک سے لے کر دس تک ہونی چاہیے۔ ان کے مطابق حضرت سعدؓ نے طلیحہؓ کو پانچ افراد کے ساتھ بھیجا اور عمرو بن معدی کرب کو بھی پانچ افراد کے ساتھ بھیجا۔ ان کی روانگی اس وقت ہوئی جب کہ رستم نے جالینوس اور ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا تھا اور مسلمانوں کو نجف سے ان کے روانہ ہونے کی خبر نہیں ہوئی تھی۔ وہ کچھ دور نکل چلے تھے کہ انہوں نے ان کے مقدمۃ الجیش اور دیگر ساز و سامان کو دیکھا اس پر کچھ لوگوں نے کہا تم اپنے امیر کے پاس واپس چلے جاؤ کیونکہ انہوں نے تم کو اس وقت روانہ کیا تھا جب کہ ان کا گمان یہ تھا کہ دشمن نجف میں ہے لہذا اب تم امیر کو اس بات کی اطلاع دو۔ کچھ لوگوں نے کہا ''واپس نہ جاؤ اور اپنے دشمن سے ہوشیار رہو''۔

عمرو اور طلیحہ:

عمرو نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''تم سچ کہتے ہو'' طلیحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''تم جھوٹ بولتے ہو تمہیں اس لیے نہیں بھیجا گیا ہے کہ تم ان کی خبر دو تمہیں صرف نیک کام کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے'' وہ بولے ''آپ کیا چاہتے ہیں'' وہ بولے ''میں چاہتا

[illegible]

دشمن نے شکست کھائی

[illegible] ان کے تعاقب میں نکلے۔

ایرانی شہسواروں سے مقابلہ

[illegible] شہسوار مارے گئے ہیں اور تیسرا گرفتار ہے

تنہا مقابلہ

اسی رات حضرت طلیحہ [illegible]

[illegible]

ان کے لشکر میں سے اس آدمی کو گرفتار کر لایا ہوں مجھے یقین نہیں ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کس کو بھیجا ہے یہ کتنا کام کیا ہے؟ یہ آدمی حاضر ہے آپ اس سے دریافت فرما لیجیے۔

ایرانی شہسوار کی گواہی:

حضرت سعدؓ نے اپنے اور اس ایرانی کے درمیان ایک ترجمان کو کھڑا کیا وہ ایرانی بولا ”اگر میں سچی بات کہوں تو کیا آپ مجھے جان بخشی فرما دیں گے؟“ آپ نے فرمایا: ”جنگ میں سچ بولنا ہمارے نزدیک جھوٹ بولنے سے زیادہ پسندیدہ ہے“۔

وہ ایرانی بولا ”میں اپنی معلومات بتانے سے پیشتر آپ کے اس ساتھی کے بارے میں آپ کو مطلع کر دوں گا۔ میں بہت سی جنگوں میں شریک ہوا ہوں اور ان میں شرکت کی ہے میں نے بہت سے بہادر آدمیوں کے حالات سنے ہیں اور بچپن کے زمانے سے لے کر اب تک بہت سے بہادروں سے ملاقات بھی کی ہے مگر میں نے کبھی نہیں دیکھا ہے اور نہ سنا ہے کہ کوئی شخص ایسے دو لشکروں میں سے گزرا ہو جہاں سے گزرنے کی بڑے بڑے سورما بھی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ وہاں ستر ہزار سپاہی موجود تھے اور ہر ایک کی خدمت پر پانچ اور دس افراد مامور تھے۔

طلیحہ کی تعریف:

یہ شخص وہاں داخل ہو کر خالی نہیں نکلا بلکہ اس نے لشکر کے شہسوار کا سامان بھی اٹھایا اور خیمے کی طنابیں کاٹ ڈالیں تو لشکر والوں نے اس کا تعاقب کیا۔ جب پہلا سوار اس کے پاس پہنچا جو ہزار سواروں کے برابر تھا تو اس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد ان جیسا دوسرا سوار مقابلے کے لیے آیا تو اسے بھی اس نے قتل کر ڈالا اس کے بعد میں خود اس کے مقابلے کے لیے نکلا اور پیچھے رہ گئے میرا یہ خیال ہے کہ شاید میرے برابر کوئی شہسوار اب باقی نہ رہا ہو میں ان دونوں مقتولوں کا انتقام لینا چاہتا تھا کیونکہ وہ دونوں میرے چچا زاد بھائی تھے۔ مگر مجھے موت نظر آئی اس لیے میں نے گرفتاری اور اسیری کو قبول کیا“۔ اس کے بعد اس نے اہل فارس کے بارے میں معلومات بہم پہنچائیں کہ ان کا لشکر ایک لاکھ بیس ہزار افراد پر مشتمل ہے اور اتنے ہی ان کے خدام و اتباع ہیں۔

بعد ازاں یہ شخص مسلمان ہو گیا۔ حضرت سعدؓ نے اس کا نام مسلم رکھا وہ حضرت طلیحہ کے ساتھ رہنے لگا۔ اس کا قول تھا۔

”خدا کی قسم! تم کبھی شکست خوردہ نہیں ہو گے جب تک تم وفاداری، سچائی، اصلاح اور غم خواری و ہمدردی کے اوصاف پر قائم رہو گے۔ اب مجھے اہل فارس کے ساتھ رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے“۔

اس شخص نے بھی اس زمانے میں داد شجاعت دی۔

خبر رسانی کی مہم:

السری نے موسیٰ بن طریف کے حوالے سے مجھے یہ تحریر کیا: ”حضرت سعدؓ نے قیس بن ہبیرہ الاسدی سے فرمایا: ”تم لشکر سے باہر جاؤ اور اس وقت تک دنیا کی کسی چیز کی طرف توجہ نہ دو جب تک کہ تم مجھے دشمن کے بارے میں معلومات فراہم نہ کرو“۔

لہٰذا وہ روانہ ہو گئے اور انہوں نے عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ کو روانہ کیا۔ جب وہ پل کے سامنے آئے اور تھوڑی دور چلے تھے کہ انہیں سامنے ایک بہت بڑا لشکر نظر آیا جو اپنے مقام سے روانہ ہو رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ رستم نے نجف سے کوچ کیا ہے اور وہ ذوالحاجب کے مقام پر فروکش ہے۔ جب جالینوس نے کوچ کیا تو ذوالحاجب اس کے مقام پر پہنچ گیا۔ جالینوس طیزناباذ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں خیمہ زن ہوا اس نے سواروں کا دستہ آگے روانہ کیا تھا۔

ابتدائی فتح

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مرداد شاہ کو اس لیے روانہ کیا تھا کہ انہیں عمرو کی ایک بات کی اطلاع ملی تھی۔ انہوں نے قیس بن ہبیرہ کو اس سے پہلے بھیجا تھا کہ آپ مسلمانوں کے آگے سے جنگ کریں۔ چنانچہ جب جھڑپ ہوئی تو تھوڑی دیر کے لئے ان کو بھگا دیا گیا۔ بعد ازاں قیس نے ان پر حملہ کیا اور عجمیوں کو شکست ہوئی۔ ان کے بارہ افراد مارے گئے اور تین آدمی گرفتار ہوئے اور بہت سا مال حاصل ہوا۔ یہ مال غنیمت لے کر وہ حضرت سعد کے پاس پہنچے اور انہیں تمام حال بتایا۔

آپ نے فرمایا: ”یہ فتح کی خوشخبری ہے۔ انشاء اللہ جب تم ان کے عظیم لشکر سے مقابلہ کرو گے تو ان کا حال ایسا ہی ہوگا۔“ اس کے بعد انہوں نے عمرو اور طلیحہ کو بلایا اور فرمایا: ”تم نے قیس کو کیسا پایا؟“

عمرو نے جواب دیا: ”امیر ہم سے زیادہ لوگوں سے واقف ہیں“۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نصیحت

حضرت سعد نے فرمایا: ”خداوند تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی بدولت زندگی بخشی اور جو قلوب مردہ ہو چکے تھے انہیں زندہ کیا۔ میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ تم جاہلیت کے کاموں اور اس کی باتوں پر ترجیح نہ دو ورنہ تمہارے دل مردہ ہو جائیں گے اور تم تباہ ہو گے۔ تم ہمارے احکام کو توجہ سے سنو اور ان کی اطاعت کرو اور لوگوں کے حقوق کا اعتراف کرو کیونکہ لوگوں نے ایسی قومیں دیگر اقوام کے مانند نہیں دیکھی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت بخشی ہو۔“

رستم کی پیش قدمی:

محمد، طلحہ، عمرو اور زیاد نیز مجالد و سعید بن المرزبان مختلف طور پر روایت کرتے ہیں۔ جب رستم ساباط کے مقام پر فروکش ہوا تو اس نے دوسرے دن جالینوس اور ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا۔ جالینوس نے کوچ کر کے نجف کے سامنے پل کے قریب قیام کیا۔ ذوالحاجب طیزناباذ میں اس کے مقام پر فروکش ہوا۔ رستم فراوہ کے مقام پر ذوالحاجب کے مقام پر فروکش ہوا۔ پھر اس نے ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا۔ جب وہ عتیق کے مقام پر پہنچ گیا تو اس نے بائیں طرف رخ کیا۔ جب وہ قدیس کے قریب پہنچا تو اس نے خندق کھودی۔ جالینوس نے بھی کوچ کیا اور وہ وہاں فروکش ہوا۔

ہراولی لشکر کے سردار:

حضرت سعد کے ہراول لشکر کے سردار زہرہ بن الحویہ تھے۔ ان کے دونوں پہلوؤں پر عبداللہ بن المعتم اور شرحبیل بن السمط الکندی تھے۔ ایک دوسرے لشکر کے سردار عاصم بن عمرو تھے۔ تیر اندازوں اور پیادہ فوج کے الگ الگ سردار مقرر تھے اور گھڑسواروں کے دستے پر سوار بھی الگ مقرر تھے۔

رستم کی صف آرائی:

رستم کی فوج کے اگلے حصے پر جالینوس کو سردار مقرر کیا گیا تھا اور اس کے دونوں پہلوؤں کے لشکر پر ہرمزان اور مہران مقرر تھے۔ پھر ذوالحاجب تھا اور گھڑسواروں کے دستے پر فیروزان مقرر تھا اور پیادہ فوج پر ابن الجشنس مقرر تھا۔

ایرانی لشکر کی آمد:

جب رستم عتیق کے مقام پر پہنچا تو اس نے حضرت سعدؓ کے لشکر کے سامنے پڑاؤ ڈالا اور سپاہیوں کو اتارا۔ اس کے بعد برابر لوگ آتے رہے اور اترتے رہے یہاں تک کہ لشکر کی کثرت کی وجہ سے ان کے اترنے میں تمام رات گزر گئی اس لئے انھوں نے رات وہیں گزاری مسلمانوں نے ان کی کوئی مزاحمت نہیں کی۔

برے خواب:

سعید بن المرزبان بیان کرتے ہیں۔ جب رستم کا لشکر صبح کے وقت اٹھا تو رستم کا نجومی اس کے پاس آیا اور اس کے سامنے اس نے وہ خواب بیان کیا جو رات کے وقت اس نے دیکھا تھا۔ اس نے کہا "میں نے آسمان میں ایک ڈول دیکھا جس کا پانی تبدیل ہو گیا ہے۔ میں نے مچھلی دیکھی جو پایاب پانی میں تڑپ رہی ہے۔ میں نے شتر مرغ تازہ دیکھے اور پھول (زہرہ) کو بجھا ہوا دیکھا ہے"۔

رستم بولا: "کیا تم نے یہ خواب کسی اور کو بتایا؟" وہ بولا "نہیں" اس پر رستم نے کہا "تم اسے پوشیدہ رکھو"۔

شعبی بیان کرتے ہیں "رستم نجومی تھا وہ خواب دیکھتا تھا اس پر وہ رویا کرتا تھا۔ جب وہ کوفہ کے قریب پہنچا تو اس نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اہل فارس کے لشکر میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک فرشتہ تھا جس نے ان کے ہتھیاروں پر مہر لگا دی اور انھیں باندھ کر حضرت عمرؓ کے حوالے کر دیا۔

دشمن کے ہاتھیوں کی تعداد:

قیس بن ابی حازم جو جنگ قادسیہ میں شریک تھے، بیان کرتے ہیں کہ رستم کے پاس اٹھارہ ہاتھی تھے اور جالنوس کے پاس پندرہ ہاتھی تھے۔ شعبی کہتے ہیں کہ رستم کے پاس جنگ قادسیہ میں تیس ہاتھی تھے۔

سعید بن المرزبان ایک دوسرے آدمی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رستم کے پاس تینتیس ہاتھی تھے ان میں سابور کا ایک سفید ہاتھی بھی تھا جس سے تمام ہاتھی مانوس تھے اور وہ سب سے بڑا اور پیارا تھا۔ مجالد بیان کرتے ہیں کہ رستم کے پاس تینتیس ہاتھی تھے۔ اس کے مرکز (قلب) میں اٹھارہ ہاتھی تھے اور دونوں پہلوؤں میں پندرہ ہاتھی تھے۔

گفت و شنید کا پیغام:

مجالد، سعید، طلحہ اور عمرو و زیاد بیان کرتے ہیں "جب رستم عتیق میں رات گزارنے کے بعد صبح کے وقت اٹھا تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے مسلمانوں کے لشکر کی طرف نگاہ دوڑائی۔ پھر پل کی طرف چڑھا جہاں لوگ تھے۔ وہ پل کے قریب کھڑا ہو گیا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف ایک آدمی بھیجا کہ وہ رستم کا یہ پیغام انھیں پہنچائے کہ رستم یہ کہتا ہے "ہمارے پاس ایک آدمی بھیجو جس سے ہم گفتگو کریں۔ اور وہ بھی ہم سے بات چیت کرے" زہرہ نے حضرت سعدؓ کو اس کا پیغام پہنچایا۔

حضرت سعدؓ نے ان کی طرف مغیرہ بن شعبہ کو روانہ کیا۔ ان کو جالینوس کی طرف زہرہ نے پہنچایا اور جالینوس نے انھیں رستم تک پہنچایا۔

مصالحت کی کوشش:

رفیل بیان کرتے ہیں "جب رستم عتیق کے قریب فروکش ہوا تو وہ رات اس نے گزاری۔ صبح کے وقت اس نے اس علاقے کا

معاملہ خراب کر دیا۔ وہ حقیقت سے نقصان دہ تھا۔ [illegible] سلطانی شہر کے [illegible] یا [illegible] اور پھر [illegible] تک آ گیا اور دشمن کے لشکر کو روکے رہا۔ [illegible] بھیج دیا۔ [illegible] یہاں سے [illegible] اسی طرح رک گئے۔ جب وہ بھی یہ خبر ملی تو اس نے زہرہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آئے۔ وہ چاہتا تھا کہ ان دونوں سے صلح کر لے۔ جب زہرہ وہاں آیا تو اس نے اس کی پیش کش بھی کی اور کہا کہ مسلمانوں [illegible] سے [illegible] جائے۔ وہ کہتا تھا '' تم ہمارے پڑوسی ہو۔ تمہاری ایک جماعت ہمارے ساتھ رہ چکی ہے۔ ہم نے ان کے ساتھ اچھے پڑوسی کا سلوک کیا ہے۔ ہم ان کی تکالیف دور کرتے تھے اور ان کے لیے بہت سی سہولتیں فراہم کرتے تھے اور ان کی حفاظت کرتے تھے۔ ہم ان کے جانوروں کو اپنی چراگاہوں میں چرنے کی اجازت دیتے تھے اور اپنے ملک سے ان کے لیے غلہ فراہم کرتے تھے اور انھیں ہم اپنے ملک کی کسی چیز کی تجارت کرنے سے نہیں روکتے تھے یہاں تک کہ یہی ان کا ذریعہ معاش بن گئی تھی۔''

رستم دراصل اپنے اس بات چیت سے مصالحت کی طرف اشارہ کر رہا تھا اور دل میں وہ صلح چاہتا تھا مگر صاف طور سے اس کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔

حضرت زہرہؓ کا جواب:

حضرت زہرہؓ نے جواب دیا: '' یہ سچ کہتے ہیں آپ جیسا ذکر کر رہے ہیں ویسا ہوا مگر ہمارا معاملہ ان لوگوں کے معاملے سے بالکل مختلف ہے اور ہمارا مطالبہ ان کے مطالبے سے بالکل الگ ہے۔ ہم آپ کے پاس طلب دنیا کے لیے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ ہمارا مقصد آخرت ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو آپ لوگوں کے پاس آ کر آپ کی اطاعت کرتے تھے اور آپ لوگوں کے سامنے گڑگڑا کر کچھ چیزیں طلب کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جنھوں نے ہمیں اپنے پروردگار کی طرف بلایا ہم نے ان کی دعوت قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: 'میں نے اس اسلامی جماعت کو ان لوگوں پر غالب کر دیا ہے جو میرے دین کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ میں ان مسلمانوں کے ذریعے ان کافروں سے انتقام لوں گا اور جب تک وہ مسلمان دین حق پر قائم رہیں گے اس وقت تک میں انھیں غالب رکھوں گا۔ یہ ہمارا دین حق ہے جو اس سے منہ موڑے گا وہ ذلیل و خوار ہوگا اور جو اس کی پیروی کرے گا وہ عزت حاصل کرے گا۔' '' رستم نے دریافت کیا: '' وہ کیا مذہب ہے؟''

اسلامی تعلیمات:

زہرہ نے کہا: '' اس مذہب کا سب سے بڑا ستون جس پر اس مذہب کا دارومدار ہے وہ یہ ہے کہ اس بات کی شہادت دی جائے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جو احکام اللہ کی طرف سے لائے ہیں انھیں تسلیم کیا جائے۔''

رستم بولا: '' یہ چیز تو اچھی ہے اس کے علاوہ اور کیا باتیں ہیں؟''

حضرت زہرہؓ نے کہا: '' اس مذہب کا ایک مقصد یہ ہے کہ بندے اپنے جیسے بندوں کی عبادت نہ کریں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔''

رستم بولا: '' یہ بھی نہایت عمدہ اصول ہے۔ اس کے علاوہ اور کیا ہے؟''

زہرہ نے کہا: '' اسلامی تعلیم یہ ہے کہ تمام انسان فرزندان آدم ہیں۔ وہ سب بھائی بھائی ہیں۔'' رستم بولا: '' یہ بات بھی کتنی اچھی ہے۔''

اسلام کی طرف میلان

[illegible]

مدینہ میں اسلام کے عام چرچے

[illegible]

مسلمانوں کا وفد

[illegible]

انہوں نے قالین اور گدے بچھائے تھے اور دیواروں پر ریشمی پردے لٹکا دیے تھے اور زیب و زینت کی کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

رستم کے لیے سونے کا تخت بچھایا گیا اور اس پر قالین بچھائے گئے اور اسے عمدہ تکیوں سے آراستہ کیا گیا۔

اسلامی قاصد کی حالت:

حضرت ربعی ایک بہت قد آور گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، ان کے ساتھ ایک تلوار تھی، جو پرانے کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی اور ان کا نیزہ اونٹ کی رسی کے ٹکڑے سے بندھا ہوا تھا اور ڈھال ان کے پاس تھی۔ جب وہ بادشاہ (رستم) کے قریب فرش پر پہنچے تو ان سے کہا گیا "اترو" تو وہ اپنے گھوڑے کو فرش کے اوپر سے آگے لے گئے اور قریب پہنچ کر وہاں سے اترے اور دو تکیوں کو پھاڑ کر گھوڑے کو ان سے باندھا اور وہ جس انداز سے آیا تھا اس سے ان کی بے پروائی ظاہر ہوتی تھی مگر حضرت کی نظر سے دیکھتے رہے اتنے میں ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو گیا تھا پھر وہ لوگ کہنے لگے "آپ اپنے ہتھیار رکھ دیجیے۔"

وہ بولے "میں خود نہیں آیا ہوں کہ تمہارے حکم سے ہتھیار رکھ دوں، تم نے مجھے بلایا ہے، اگر تم نہیں چاہتے ہو تو اپنی مرضی کے مطابق آ رہا ہوں، ورنہ لوٹ جاؤں گا۔"

انہوں نے رستم کو اس بات سے مطلع کیا تو اس نے کہا "اس صورت میں تم ان کو اجازت دے دو، وہ صرف ایک آدمی ہے" تب حضرت ربعی نیزہ کا سہارا لیتے ہوئے اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اس طرح آئے کہ وہ تیز نیزے سے قالینوں اور فرش کو پھاڑ رہے تھے اور قالین اور فرش کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو خراب اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوا ہو۔

جب وہ رستم کے قریب ہوئے تو محافظوں نے انہیں گھیر لیا۔ وہ زمین پر بیٹھ گئے اور اپنا نیزہ قالین میں گاڑ دیا۔ جب لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے "ہم تمہاری اس زیب و زینت کی چیزوں پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے ہیں۔"

آمد کا مقصد:

پھر رستم نے ان سے بات چیت شروع کی اور پوچھا "تم کیوں آئے ہو؟" وہ بولے "اللہ نے ہمیں بھیجا ہے اور وہی ہمیں لایا ہے تاکہ ہم جس کو چاہیں بندوں کی عبادت کرنے سے نکال کر اس کے خدا کی عبادت کی طرف لے آئیں اور دنیا کی تنگی سے نکال کر اس کی وسعتوں میں اس کو پہنچائیں اور دیگر مذاہب کے ظلم و ستم سے بچا کر اسلام کے عدل و انصاف کے سایہ میں لے آئیں۔ اس نے ہمیں اپنا دین دے کر بھیجا ہے کہ ہم مخلوق کو اس کے دین کی طرف بلائیں۔ جس نے اس دین کی دعوت کو قبول کر لیا ہم بھی اس سے دستبردار ہو جائیں گے اور اسے چھوڑ دیں گے اور اس کا ملک اسی کے لیے چھوڑ دیں گے۔ اور جو انکار کرے گا تو ہم اس کے ساتھ جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ خدا کا وعدہ پورا ہو۔" وہ بولا "خدا کا وعدہ کیا ہے؟"

ربعی نے جواب دیا "جو کوئی کافروں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو جائے تو اس کے لیے جنت ہے اور جو زندہ رہے گا تو اس کے لیے فتح و کامرانی ہے۔"

تین دن کی مہلت:

رستم نے کہا "میں نے تمہاری گفتگو سن لی ہے۔ کیا تم اس کام کو ملتوی کر سکتے ہو تاکہ ہم غور کر لیں اور تم بھی غور کر لو؟" انہوں نے کہا "ہاں کیا ایک دن یا دو دن کی تم مہلت چاہتے ہو؟" وہ بولا "نہیں بلکہ ہم اپنے اہل رائے سے اور اپنی قوم کے سرداروں سے خط و کتابت کریں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلمانوں کی خصوصیات:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسرا قاصد

دوسرے دن انہوں نے پیغام بھیجا کہ اس آدمی کو ہمارے پاس پھر بھیجو۔ حضرت سعدؓ نے حضرت حذیفہ بن محصن کو بھیجا اور وہ بھی اسی طرح آئے۔ جب وہ قالین کے قریب پہنچے تو ان سے کہا گیا کہ اتر جائیں تو وہ بولے "میں تمہارے پاس اپنے کام کے لیے نہیں آیا ہوں، تم اپنے بادشاہ سے پوچھو کہ آیا اس نے اپنے کام کے لیے مجھے بلایا ہے یا میں اپنے کام کے لیے آیا ہوں۔ اگر وہ کہتا ہے کہ میں اپنے کام سے آیا ہوں تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ایسی حالت میں تمہیں چھوڑ کر میں واپس چلا جاؤں گا اور اگر وہ یہ کہے کہ میں اس کی خواہش کے مطابق آیا ہوں تو میں اپنے طریقے کے مطابق آؤں گا۔"

رستم نے کہا "اسے آنے دو" چنانچہ وہ آ کے اور کھڑے رہے۔ رستم نے کہا "آپ اتر جائیں" مگر جب انہوں نے اترنے سے انکار کیا تو رستم نے کہا: "آپ کیوں آئے ہیں؟ تمہارے کل کے ساتھی کیوں نہیں آئے؟" وہ بولے "ہمارا امیر سختی اور نرمی دونوں حالتوں میں ہمارے ساتھ مساوات اور انصاف کے طریقے کو پسند کرتا ہے۔ اب یہ میری باری ہے۔" وہ بولا: "آپ کیوں آئے ہیں؟"

حضرت حذیفہ کی گفتگو:

حضرت حذیفہ بولے: "خدائے بزرگ و برتر نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ اس نے ہماری طرف اپنا دین و مذہب بھیجا اور ہمیں اپنی نشانیاں دکھائیں۔ ہم ان چیزوں سے ناواقف تھے اب ان سے واقف ہو گئے ہیں۔ پھر اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم دوسرے لوگوں کو تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی طرف بلائیں:

❶ وہ اسلام قبول کریں اس صورت میں ہم تمہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

❷ جزیہ ادا کریں۔ اس صورت میں اگر تمہیں ہماری حفاظت کی ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔

❸ یا جنگ کریں۔

رستم بولا: "مصالحت بھی تو ہے" وہ بولے "ہاں کل سے تین دن تک کے لیے ہے"۔ چونکہ انہوں نے بھی کوئی نئی بات نہیں کہی تھی اس لیے انہیں واپس بھیج دیا۔

رستم کا خطاب:

بعد ازاں رستم اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیا تم وہ بات نہیں دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ کل ان کا پہلا قاصد آیا وہ ہماری سرزمین پر غالب آ گیا اور جن چیزوں کو ہم اہمیت دیتے ہیں اس نے ان باتوں کو حقیر سمجھا اس نے ہمارے قالین پر اپنا گھوڑا لا کھڑا کیا اور وہاں اسے باندھا۔ چنانچہ وہ نیک فالوں کے ساتھ ہماری زمین اور اس کی چیزوں کو لے گیا اور اس نے نہایت عقلمندی کا ثبوت دیا۔ آج یہ (قاصد) آیا یہ ہمارے سامنے کھڑا رہا اس نے بھی اچھا شگون اختیار کیا کہ وہ ہماری زمین پر بیٹھے بغیر کھڑا رہا۔ ان باتوں سے اس نے اپنے ساتھیوں کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اسے ناراض اور غضب ناک کر دیا۔

تیسرا قاصد:

جب تیسرا دن آیا تو رستم نے پھر پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس کسی آدمی کو بھیجا جائے اس دفعہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا گیا۔

ابو عثمان النہدی کہتے ہیں۔ جب حضرت مغیرہؓ روانہ ہوئے تو پل کو عبور کرنے کے بعد جب وہ اہل فارس کے لشکر میں پہنچے تو انہوں نے انہیں روک لیا تاکہ رستم سے ان کی آمد کی اجازت لی جائے۔ جب مغیرہؓ وہاں پہنچے تو تمام اہل فارس اپنے شاندار لباس کی مجلس میں تھے وہ زری تار کے کپڑے پہنے ہوئے تھے ان کے سروں پر تاج تھے اور بہت دور تک انہوں نے قالین اور فرش بچھائے ہوئے تھے کہ آنے والا دور تک پیدل چل کر جائے۔

جب حضرت مغیرہ بن شعبہؓ آئے تو وہ رستم کے تخت پر اس کی مسند کے پاس بیٹھ گئے۔ لوگ ان کی طرف لپکے اور انہیں تخت سے اتار دیا وہ بولے:

امیر عرب کا احتجاج:

”ہمیں تمہاری عقلمندی کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں مگر میں تم سے زیادہ بے وقوف قوم نہیں دیکھتا ہوں۔ ہم اہل عرب مساوی درجہ رکھتے ہیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو غلام بنائے ہوئے نہیں ہے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کسی سے جنگ کرے۔ لہٰذا میرا خیال تھا کہ تم لوگوں میں بھی قومی ہمدردی و یکسانی ہے جیسی ہمارے اندر ہے مگر تم نے عملی طور پر بہترین انداز سے مجھے مطلع کر دیا ہے کہ تم میں سے بعض افراد دوسرے لوگوں کے رب بنے ہوئے ہیں۔ تمہارا یہ طریقہ کبھی درست نہیں ہو سکتا ہے ہم ایسا نہیں کرتے ہیں۔ میں خود نہیں آیا ہوں۔ بلکہ تم نے مجھے آنے کو بلایا ہے اور مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری حکومت کمزور ہو گئی ہے اور تم ہار جاؤ گے کیونکہ کوئی ملک ان عادات و خصائل کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا“۔

ایرانی عوام یہ بات سن کر بولے: ”خدا کی قسم! یہ عربی بالکل سچ کہتا ہے“ زمیندار طبقہ کہنے لگا: ”خدا کی قسم! اس نے ایسی بات کہی ہے کہ ہمارے غلام ہمیشہ اس کی طرف مائل رہیں گے اللہ ہمارے بزرگوں کو غارت کرے وہ کتنے احمق تھے کہ وہ عرب قوم کو ہمیشہ حقیر اور کمتر سمجھتے رہے“۔

رستم کا جواب:

اس پر رستم نے ان کی تقریر کے اثر کو زائل کرنے کے لیے ان سے ہنسی دل لگی شروع کر دی اور کہا: ”اے عرب باشندے! کبھی عوام ایسی باتیں کرتے ہیں جو ملک کے لیے مفید نہیں ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں انہیں دور رکھا جاتا ہے تاکہ وہ نامناسب بات نہ کریں بہرحال وفاداری اور حق پسندی کو پسند کیا جاتا ہے۔ تمہارے پاس جو تکلے (تیر) ہیں وہ کیسے ہیں؟“ وہ بولے: ”اگر چنگاری بڑی نہ ہو تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے“۔ پھر انہوں نے ان لوگوں کو اپنی تیراندازی کے جوہر دکھائے۔ اس کے بعد رستم بولا:

”تمہاری تلوار بوسیدہ کیوں ہے؟“ مغیرہؓ بولے: ”اس کا غلاف بوسیدہ ہے مگر اس کی دھار بہت تیز ہے“ پھر انہوں نے اسے اپنی تلوار دکھائی۔ اس کے بعد رستم کہنے لگا: ”کیا تم پہلے گفتگو کرو گے یا میں گفتگو کا آغاز کروں“۔

حضرت مغیرہؓ نے فرمایا: ”آپ نے ہم کو بلوایا ہے اس لیے آپ بولیں“۔

رستم کی تقریر:

ان دونوں کے درمیان ترجمان مقرر کیا گیا اور رستم نے گفتگو کا آغاز کیا۔ اس نے اپنی قوم کی تعریف کی۔ اس کے بعد ان کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا:

ہم تمہارے [illegible] اور تمہیں [illegible] ہے [illegible] خود [illegible] کی [illegible] اور فتح و نصرت نہیں حاصل کر سکو گے [illegible] پر [illegible] غالب رہتے تھے [illegible] تک [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] بات [illegible] جب [illegible] کے بعد [illegible] اس وقت [illegible] آئے [illegible] ہمارے [illegible] اب [illegible]۔

اے اہل عرب! ہمارے نزدیک تم سے زیادہ [illegible] قوم [illegible] نہیں تھی [illegible] حال تھے تم [illegible] تھے اور تم کو [illegible] بھی [illegible] تھے۔ جب تمہارے ملک میں قحط اور خشک سالی ہوتی تھی تو تم ہمارے پاس آیا کرتے تھے اور ہم تمہیں [illegible] دے کر [illegible] دیتے تھے [illegible] معلوم ہے کہ [illegible] نے تمہیں [illegible] کیا ہے [illegible] اور [illegible] ہمارے [illegible] کا حکم [illegible] کے لیے [illegible] ایک [illegible] کا [illegible] کرتے ہیں [illegible] دیا جائے گا۔

حضرت مغیرہؓ کا جواب:

اس کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ نے خدا کی حمد و ثنا کے بعد یوں ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و رازق ہے جو کام اس کے [illegible] ہے [illegible] جو تم نے اپنے اور ہمارے اہل عرب کے حالات کا تذکرہ کیا ہے [illegible] آتے تھے اور [illegible] کرتے تھے اور دیگر تمہاری باتیں [illegible] بہت اچھی ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں ہم جانتے ہیں اور ان کے منکر نہیں ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا [illegible] ہے [illegible] اس نے تم پر یہ احسانات کیے ہیں [illegible] کوئی [illegible] نہیں ہے۔ تم نے ہماری تنگدستی، خستہ حالی اور باہمی اختلاف کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم ان باتوں سے بھی بے واقف نہیں اور ان کے منکر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس حالت میں [illegible] ہے۔ دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ انسان خوش حالی کی توقع رکھتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خوش حال ہو جاتے ہیں، بلکہ خوش حال حضرات کو بھی مصائب و تکالیف کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مصیبتیں ان پر [illegible] ہیں اور وہ خستہ حال ہو جاتے ہیں۔

اگر تم [illegible] کرتے رہتے تو تمہاری یہ [illegible] ان کی [illegible] سے [illegible] نہیں [illegible] گئی ہیں۔ ہم یہ حقیقت [illegible] ناشکری سے تمہاری حالت بدل گئی ہے۔

ہم اپنی [illegible] حالت میں [illegible] تھے [illegible] کرتے تھے [illegible] وقت [illegible] جب [illegible] ہوا اور [illegible] ہوا کہ اب [illegible] ہماری حالت نہیں ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف [illegible] بھیجا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے [illegible] کے [illegible] گفتگو کی [illegible] سے فرمایا:

[illegible] ہماری مخالفت اور [illegible] ہو [illegible] (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) [illegible] اپنے ہاتھ [illegible] اور آپ نے [illegible]۔

اس پر رستم بہت مشتعل ہو گیا اور غصے میں آ کر [illegible] قسم کھا کر کہنے لگا کہ کل دن نکلنے سے پہلے ہی ہم تم سب کو قتل [illegible]

گئے اس کے بعد حضرت مغیرہؓ بات کرنے لگے۔

عربوں کی تعریف

رستم نے اہل فارس کو مخاطب کر کے کہا "ان لوگوں کے کلام سے کوئی مقابلہ نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے دو آدمی بھی آئے تھے جنہوں نے تمہیں عاجز اور ماندہ کر دیا تھا۔ مگر یہ تیسرا آیا تو یہ معلوم ہوا کہ ان میں باہم اختلاف نہیں ہے سب نے ایک ہی طریقہ اختیار کیا اور یہ سب ایک ہی بات پر قائم رہے یہ لوگ سچے ہوں یا جھوٹے ہوں مگر ان کی عقل مندی اور رازداری اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ ان میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا ہے تو اگر یہ لوگ سچے ہیں تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ لوگ جس کام کا ارادہ کریں گے اس کی راہ میں کوئی ان کی مزاحمت نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا عزم و استقلال سے کام لو۔ خدا کی قسم! مجھے اس بات کا علم ہے کہ تم میری باتوں کو توجہ سے نہیں سنتے ہو مگر یہ تمہاری ریاکاری ہے۔" اس پر وہ اس کی زیادہ مخالفت کرنے لگے۔

رستم کی پیشین گوئی:

راوی بیان کرتا ہے: "رستم نے حضرت مغیرہؓ کے ساتھ ایک آدمی بھیجا اور اس سے کہا کہ جب وہ پل کو عبور کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جائے تو تم اس سے یہ کہو کہ "بادشاہ نجومی تھا اس نے تمہارے بارے میں غور کیا ہے اور حساب لگا کر (نجوم کے قواعد کے مطابق) یہ بتایا ہے کہ کل تمہاری ایک آنکھ ضائع ہو جائے گی"۔ اس قاصد نے ایسا ہی کیا۔ اس پر حضرت مغیرہؓ نے فرمایا "تم نے مجھے عمدہ ثواب کی بشارت دی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اس کے بعد بھی تمہارے جیسے مشرکوں سے جہاد کروں گا تو میں یہ آرزو کرتا کہ میری دوسری آنکھ بھی (جہاد میں) چلی جائے"۔

اس نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ان کی گفتگو پر خوش ہو رہے ہیں اور ان کی بصیرت پر تعجب کر رہے ہیں اس کے بعد وہ شخص بادشاہ کے پاس آیا اور اس کی یہ گفتگو دہرائی تو اس نے کہا

> "اے اہل فارس! تم میری اطاعت کرو کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کا عذاب آنے والا ہے جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے"۔

تیر پھینکا:

ایرانیوں کے سرداروں کا دستہ پل پر جمع ہو جاتا تھا اور وہ وہاں مسلمانوں سے جھڑپوں کا آغاز کرتا تھا۔ مسلمان ان کی طرف سے اپنی مدافعت کرتے تھے اور اپنی طرف سے حملے کا آغاز نہیں کرتے تھے جب وہ حملہ کرتے تھے تو ان کے حملوں کو روک دیتے تھے۔

عبود:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: "رستم کا ترجمان حیرہ کا ایک شخص تھا جس کا نام عبود تھا۔ حضرت شعبیؒ اور سعید بن المرزبان روایت کرتے ہیں کہ رستم نے حضرت مغیرہؓ کو بلایا۔ وہ آ کر اس کے تخت پر بیٹھ گئے۔ رستم نے اپنے ترجمان کو بلوایا جو حیرہ کا ایک عرب تھا جس کا نام عبود تھا۔ حضرت مغیرہؓ نے اس سے فرمایا:

> "اے عبود! تم عربی شخص ہو جب میں بات کروں تو تم میری بات اس کے پاس اس طرح پہنچا دو جیسے اس کی بات مجھ تک پہنچاتے ہو"۔ رستم نے بھی اس سے ایسی ہی بات کہی۔

آخری التجا

[illegible]

[illegible]

رستم سے مکالمہ

[illegible]

[illegible]

آخری نصیحت

[illegible]

ملک کی طرف لوٹ جائیں گے اور آپ بھی اپنے ملک واپس چلے جائیں گے۔ ہم دونوں ایک ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کا ملک اور آپ کی حکومت آپ کے قبضے اور تصرف میں ہوگی اور اپنے پیچھے آپ جو کچھ عمل کریں گے۔ وہ آپ کے لیے مخصوص اور نافذ ہو گا۔ اس صورت میں اگر کوئی آپ کے برخلاف حملہ کرے یا غالب آنے کی کوشش کرے تو ہم ان کے برخلاف آپ کے مددگار ثابت ہوں گے۔ اب خدا کا خوف کرو اور اپنے ہاتھوں اپنی قوم کو تباہ نہ کرو۔ اس سے بچنے کی صورت صرف یہی ہے کہ تم اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اس کے ذریعے شیطان کو بھگا دو"۔

رستم کی تنبیہات:

رستم نے جواب میں کہا میں نے تمہارے چند افراد سے گفتگو کی تھی اگر انہوں نے میری بات سمجھ لی ہو تو مجھے توقع ہے کہ تم بھی میری گفتگو سمجھو گے۔ مثالیں کلام کی زیادہ وضاحت کرتی ہیں اس لیے میں تمہارے سامنے چند مثالیں پیش کروں گا۔ تم یہ یقین رکھو کہ تم نہایت تنگ دست اور خستہ حال تھے۔ تم اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت ہم تمہارے لیے برے پڑوسی نہیں ثابت ہوئے بلکہ تمہارے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کرتے رہے۔ جب تم پر قحط پڑتا تو ہمارے ملک میں آتے تھے اس وقت ہم تمہارے لیے خوراک کا انتظام کرتے تھے اور تمہیں اس حالت میں واپس کرتے تھے۔ تم ہمارے پاس محنت مزدوری اور تجارت کے لیے بھی آتے تھے اس وقت بھی ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔

لومڑی کی مثال:

جب تم نے ہمارا کھانا کھا لیا اور ہمارا پانی پیا اور ہمارے زیر سایہ رہے تو تم نے اس کا حال اپنی قوم سے بیان کیا تو انہیں بھی دعوت دے کر یہاں لے آئے۔ اس صورت میں تمہاری اور ہماری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کا انگوروں کا باغ ہو۔ وہاں اس نے ایک لومڑی دیکھی۔ وہ کہنے لگا "لومڑی کیا بلا ہے؟" تو اس کے جواب میں لومڑی بہت سی لومڑیوں کو اس باغ میں لے آئی۔ جب یہ سب جمع ہو گئیں تو باغ والے نے وہ راستہ بند کر دیا جہاں سے وہ آئی تھیں۔ اس کے بعد ان سب کو قتل کر دیا۔ مجھے معلوم ہے کہ حرص وطمع اور افلاس تمہیں یہاں لائے ہیں۔ لہٰذا اس سال تم یہاں سے لوٹ جاؤ اور اپنی ضرورت کے مطابق غلہ لے جاؤ اور جب بھی تمہیں ضرورت ہو تو واپس آ کر اپنی ضرورتیں پوری کر سکتے ہو میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہیں قتل کروں"۔

چوہوں کی مثال:

علامہ ابن [illegible] شعبی قبیلہ بنی [illegible] کے ایک شخص کے حوالے سے جو اس جنگ میں شریک تھا بیان کرتا ہے (رستم کی تقریر یہ اضافہ ہے) کہ رستم نے کہا: "تم کس لیے آئے ہو؟ تم سے پہلے لوگوں نے ہمارے ملک میں آ کر جو مال حاصل کیا پھر ان کا انجام قتل اور فرار کی صورت میں نمودار ہوا۔ جس طرح تم سے پہلے ہر یہ طریقہ اختیار کیا جو تم سے زیادہ طاقت ور اور مضبوط تھا۔ تم نے یہ مشاہدہ کیا ہو گا کہ جب لوگ کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو نقصان پہنچتا ہے اور وہ بھاگ نکلتے ہیں۔

تمہارے ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کچھ چوہے غلے کے ایک مٹکے کے قریب رہتے تھے۔ اس مٹکے میں ایک سوراخ تھا۔ پہلا چوہا اس کے اندر گھسا اور وہیں رہنے لگا دوسرے چوہے وہاں سے غلہ لے جاتے رہتے تھے اور لوٹ آتے تھے انہوں نے پہلے چوہے سے بھی کہا کہ وہ باہر آ جائے مگر وہ انکار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ چوہا موٹا ہو گیا اندر رہتا تھا۔ یہ اتنا فربہ ہو گیا ایک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مکھی کی مثال

[illegible]

[illegible]

انگور کے باغ کی مثال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیا اور اس میں مخلص تھے اس شخص نے اس صورت کو پسند کرتا ہو یا تو لوگوں نے کہا یہ ہے جو ہمارا حق ادا کر دیں گے اس کے بعد ایک شخص کھانا نہیں کھاتا۔ جب یہ حال ہے تو ہم ان سے افضل ہیں ان میں سے کسی نے کہا لہٰذا جب یہ حال ہو سکتا تو ہم انہیں مار ڈالتے۔

میں نے تمہیں روانہ کیا ہے تم اس قسم کی باتیں نہ کرو کوئی شخص آگے نکل کر ایسا نہ کرے تم اس کام کے لیے تیار ہو گئے ہو حالانکہ تمہارے پاس کوئی فوج اور کوئی مقدار میں سامان جنگ ہے۔

مسلمانوں کا جواب

محمد، طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے اس کا جواب دیا اور کہا آپ نے ہمارے متعلق جو ہماری بدحالی اور انتشار و نفاق کا تذکرہ کیا ہے وہ ٹھیک ہے ہمارے مردے ہمارے گھروں میں دفن کیے جاتے تھے اور ہم مردار کھاتے اور وحشیوں کی زندگی بسر کرتے تھے ہم اس سے بھی زیادہ بری حالت میں مبتلا تھے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری قوم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمام انسانوں کے لیے باعث رحمت تھے آپ ان کے لیے سراپا رحمت تھے جن پر اللہ کی رحمت نازل ہوئی اور ان کے لیے عذاب بن کر آئے جنہوں نے آپ کی رسالت کا انکار کیا۔ آپ ہر قبیلے کے پاس دعوت و تبلیغ کے لیے پہنچے تو سب سے زیادہ آپ کی قوم نے آپ کی مخالفت کی اور وہ آپ کو قتل کرنے کے درپے ہوئی اس کے بعد عرب کے قبائل نے آپ کی مخالفت کی یہاں تک کہ ہم سب آپ کی مخالفت میں متحد ہو گئے۔ آپ تن تنہا تھے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اللہ نے آپ کو ہم پر فتح و نصرت عطا کی۔ اس وقت ہم میں سے کچھ خوشی کے ساتھ اور کچھ بادل نخواستہ مسلمان ہو گئے اس کے بعد ہم سب پر آپ کے معجزات اور آپ کی حقیقت و صداقت ظاہر ہو گئی۔ آپ نے اپنے پروردگار کی طرف سے جو تعلیمات پیش کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ہم قریب کے ملکوں سے جنگ کریں ہم اس تعلیم کے مطابق روانہ ہو گئے کیونکہ ہمیں یہ یقین تھا کہ آپ نے جو وعدہ کیا ہے اور جو فرمایا ہے اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہم سب اس مقصد پر متفق ہو گئے حالانکہ اس سے پیشتر ان میں اس قدر اختلاف تھا کہ کوئی طاقت ان میں اتحاد و اتفاق پیدا نہیں کر سکتی تھی۔

دعوت اسلام و جزیہ

ہم اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہم اس کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں اور اس کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں اور اس کے وعدے کو پورا کر رہے ہیں ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ اگر تم ہماری دعوت قبول کر لو گے تو ہم تمہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ کتاب اللہ تمہارے پاس ہماری قائم مقام ہوگی۔

اگر تم اسلام لانے سے انکار کرو گے تو ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ ہم تم سے جنگ کریں یا تم جزیہ ادا کرو۔ اگر تم اس کے لیے تیار ہو گئے تو بہتر ہے ورنہ اللہ ہمیں تمہاری زمین اور تمہارے فرزندوں اور تمہاری املاک و دولت کا وارث بنا دے گا۔

تم ہماری نصیحت قبول کر لو۔ خدا کی قسم! تمہارا اسلام لانا ہمیں مال غنیمت حاصل کرنے سے زیادہ پسند ہے اس کے بعد ہم بعد ازاں تم سے جنگ کرنے کو پسند کریں گے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

باب ۱۲

معجزات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی صف آرائی:

[illegible]

خبر رسانی کا انتظام:

یزدجرد نے جب رستم کو روانہ کیا تھا تو اس وقت یہ حال تھا کہ اپنے ایوان شاہی کے دروازے پر ایک آدمی مقرر کیا تھا جو ہمیشہ وہیں رہتا تھا اور اسے خبریں پہنچاتا تھا۔ دوسرا آدمی ایوان سے دور جہاں سے آواز پہنچ سکے وہاں مقرر تھا۔ تیسرا آدمی اس کے باہر تھا۔ اس طرح ہر ہر مقام پر ایک ایک آدمی مقرر تھا۔ جب رستم ساباط میں اترا تو جو شخص ساباط میں تھا وہ پکار کر کہتا تھا کہ وہ روانہ ہو گیا ہے۔ پھر دوسرا شخص اسی طرح پکار اٹھتا یہاں تک کہ آخری شخص جو ایوان شاہی کے دروازے پر متعین ہوتا تھا وہ خبر رسانی کرتا تھا۔ انہوں نے خبر رسانی کی ان منزلوں کے درمیان ایک آدمی کو مقرر کر رکھا تھا۔ جہاں کہیں کوئی واقعہ ہوتا تھا وہ پکارتا تھا کہ کوئی اہم واقعہ ہوا ہے تو ہر خبر رساں اپنے قریب کے شخص کو متوجہ کرتا تھا اور یہ بات پہنچتی رہتی یہاں تک کہ وہ خبر ایوان شاہی کے دروازے تک پہنچتی تھی اس طرح انہوں نے قادسیہ اور مدائن کے درمیان بہت سے خبر رسانی کے لیے مقرر کیے تھے تمام راستہ پر لگا دیا گیا تھا۔

اعلان جہاد:

مسلمانوں نے اس دن ظہر کی نماز پڑھی تھی۔ زہرہ اور عاصم طلیحہ اور قعقاع کے درمیان تھے۔ جب اذان ہو چکی تو سردار صفوں میں اعلان کرتے رہے تو تلاوت کرنے والوں نے اعلان کر دیا کہ "اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے مقابلہ کرو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو جہاد کے لیے جوش پیدا کرنے کا کام شروع ہو گیا۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی معذوری:

حضرت سعد بن ابی وقاص کے بدن میں پھوڑے نکل آئے تھے اس لیے وہ سوار ہو سکتے تھے اور نہ بیٹھ سکتے تھے۔ وہ پیٹ کے بل اوندھے لیٹے رہتے تھے۔ سینے کے نیچے ایک تکیہ ہوتا تھا اور اس کے سہارے وہ محل کی چھت پر سے (لڑائی کی نگرانی) کرتے تھے اور ان سے پرچے پھینکتے تھے جن میں خالد بن عرفطہ کے لیے احکام و ہدایات درج ہوتی تھیں۔ خالد آپ کے نیچے تھے اور ان کی صف کے قریب ہی تھی اور وہ حضرت سعد کے نائب تھے جب کہ وہ موجود نہیں اور گڑبڑ نہ ہونے پائے۔

ابو عمران روایت کرتے ہیں: "جب رستم نے لشکر کو تیار کیا تو حضرت سعد اور جالینوس نے تیاری کر لی تو حضرت سعد نے حضرت زہرہ کو ابن السمط کی جگہ پر مقرر کیا اور رستم نے جالینوس کو ہر جگہ پر مقرر کیا۔ حضرت سعد عرق النساء (لنگڑی کا درد) کا مریض تھا اور پھوڑوں نے بھی گھیر رکھا تھا۔ وہ پیٹ کے بل لیٹے رہتے تھے۔ انہوں نے فوج پر حضرت خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب بنا دیا تھا۔

لوگوں میں اختلاف:

اس پر لوگوں میں اختلاف ہوا تو حضرت سعد نے فرمایا "مجھے ان لوگوں کے پاس لے چلو اور انہیں دکھاؤ" لہذا کچھ لوگ آپ کو اوپر لے گئے تو آپ نے ان کو دیکھا۔ اس وقت قدیس کی دیوار کے قریب صف بنا رکھی تھی۔ آپ خالد کو لکھا کرتے اور ارشاد فرماتے تھے اور خالد آپ کی طرف سے لوگوں کو حکم دیتے تھے۔

جن لوگوں نے آپ کے خلاف چہ میگوئیاں کی تھیں ان میں کچھ سردار بھی تھے۔ حضرت سعد نے ان کو گرفتار کیا اور فرمایا "خدا کی قسم اگر دشمن تمہارے مقابلے پر نہ ہوتا تو میں تمہیں ایسی سزا دیتا جو دوسروں کے لیے عبرت ہوتی" یہی حال آپ نے ان کو کر

قید کردو۔ ان میں ابو محجن ثقفی (شاعر) بھی تھے۔ آپ نے ان کو محل میں قید کر دیا تھا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ ﷺ (کے دست مبارک) پر اس بات پر بیعت کی تھی کہ میں اس حاکم کی اطاعت کروں گا۔ جو خدا کی طرف سے مقرر ہو خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو"۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا: "خدا کی قسم! اس واقعہ کے بعد جو کوئی سلطان کی فرمانبرداری سے منہ موڑنے کی کوشش کرے گا تو وہ اپنے عمل کا اس پر میرے بعد مواخذہ ہوگا"۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خطبہ

محمد، طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں: حضرت سعدؓ نے ۱۴ھ میں محرم کے مہینے میں دوشنبہ کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے ان لوگوں کی باتوں کو مسترد کیا جنہوں نے حضرت خالد بن عرفطہ پر اعتراض کیا تھا۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

اللہ برحق ہے اس کی بادشاہت میں کوئی شریک نہیں ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے۔ اس نے قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا ہے "ہم نے زبور میں لکھ دیا تھا کہ اس سرزمین کے میرے نیک بندے وارث ہوں گے"۔

یہ سرزمین تمہاری میراث ہے اور تمہارے پروردگار نے اس کا وعدہ کیا ہے جبکہ تین سال سے اس سرزمین کو تمہارے لیے حلال کر رکھا ہے۔ تم اس زمین سے خوراک حاصل کر کے کھا رہے ہو۔ ان سے خراج وصول کر رہے ہو۔ ان کے باشندوں کو قید کر رہے ہو اور بعض لوگوں کا کام تمام کر رہے ہو اور آج تک اسی قسم کا معاملہ چلا آ رہا ہے۔ تمہارے مجاہدین نے ان پر فتح حاصل کی تھی۔ اب ان کی یہ جماعت تمہارے مقابلے کے لیے آئی ہوئی ہے۔

تم شرفائے عرب ہو اور ان کے معزز سردار ہو۔ ہر قبیلے کے بہترین افراد یہاں موجود ہیں۔ تم اپنے ملک کی عزت و آبرو رکھنے والے ہو۔ اگر تم دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے دلچسپی کا اظہار کرو گے تو اللہ تمہیں دنیا اور آخرت دونوں چیزیں دے گا۔ اگر تم بزدلی اور کمزوری کا اظہار کرو گے تو تمہاری ساکھ جاتی رہے گی اور آخرت بھی تباہ و برباد ہو جائے گی"۔

حضرت عاصم کی تقریر

فوجوں کے ایک سردار حضرت عاصم بن عمرو کھڑے ہو کر یوں فرمانے لگے: "اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو تمہارے لیے حلال کر رکھا ہے اور اس کے باشندے تمہارے ماتحت ہیں۔ تم تین سال سے انہیں زک پہنچا رہے ہو اور وہ تم پر غالب نہیں آ سکے بلکہ تم ہی سربلند رہے۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صابر رہے اور تم شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں ثابت قدم رہے تو تمہارے قبضے میں ان کا مال و دولت، عورتیں اور ملک ہوگا۔ اور اگر تم نے بزدلی اور کمزوری دکھائی (خدا نہ کرے) تو تمہیں ان چیزوں سے محروم ہونا پڑے گا اور تمہاری یہ جمعیت باقی نہیں رہے گی۔ تم اللہ کو یاد کرو اور ان دنوں کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فتوحات عطا کی تھیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ تمہارا ملک بنجر اور ویران ہے اور بے آب و گیاہ ہے اور نہ یہاں قلعے ہیں جن میں تم محفوظ رہ سکو۔ تم اپنی پوری توجہ آخرت کی طرف مبذول کرو"۔

تحریری پیغام

حضرت سعدؓ نے اپنے تمام علمبرداروں اور فوجی دستوں کو یہ تحریری پیغام بھیجا: "میں نے تم پر خالد بن عرفطہ کو نائب بنا دیا ہے۔ میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

''تم جاؤ اور لوگوں کے پاس جا کر اپنا حق ادا کرو اور انہیں ان کے فرائض سے جنگ کے موقع پر آگاہ کرو۔ کیونکہ تمہارا عربوں کے نزدیک خاص مقام ہے۔ تم عرب کے شعراء، خطباء، دانشور اور صاحب رائے سردار ہو۔ تم مسلمانوں میں گشت کرو انہیں نصیحت کرو اور انہیں جنگ پر آمادہ کرو''۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور حضرت قیس بن ہبیرہ الاسدیؓ نے یہ تقریر کی

قیس کی تقریر:

اے لوگو! اللہ کی حمد و ثنا کرو جس نے تمہیں ہدایت دی اور تمہیں آزمایا وہ مزید عطا دے گا۔ تم اللہ کے احسانات کو یاد کرو اور اسی کی طرف متوجہ ہو کیونکہ تمہارے سامنے جنت ہے یا مال غنیمت ہے اس قصر کے پیچھے بنجر اور ویران زمین اور جنگلوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت غالبؓ نے فرمایا:

غالب کا خطاب:

اے لوگو! تم اللہ کی تعریف کرو جس نے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے۔ تم اس سے مانگو وہ تمہیں مزید نعمتیں دے گا۔ اسی کو پکارو وہ تمہاری آواز سنے گا۔ اے اولاد معد (عرب) تم گروہ میں ہو تمہارے گھوڑے تمہارے قلعے ہیں تمہارے پاس وہ چیز ہے جو ہر وقت تمہاری تابع ہے وہ چیز تمہاری تلواریں ہیں۔ تم یاد کرو کہ مستقبل کے لوگ تمہارے بارے میں کیا کہیں گے کیونکہ تمہارے کارناموں سے مستقبل کا آغاز ہوگا اور تمہارے بعد کے زمانوں سے اس کو تقویت پہنچے گی۔

ابن ہذیل کی تقریر:

حضرت ابن ہذیل الاسدی نے فرمایا: ''اے اولاد معد! تم تلواروں کو اپنا قلعہ بناؤ اور جنگل کے شیروں کی طرح دشمن کا مقابلہ کرو اور چیتے کی طرح ان کے ساتھ جنگ کرو اور اللہ پر بھروسہ کرو اور نظریں نیچی رکھو اگر وہ کند ہو جائیں تو سمجھو کہ اللہ کا یہی حکم ہے۔ تم ان پر پتھروں کی بارش کرو کیونکہ یہ وہاں پہنچ جاتے ہیں جہاں تلواریں نہیں پہنچ سکتی ہیں''۔

بسر بن ابی رہم کا خطاب:

حضرت بسر بن ابی رہم الجہنی نے فرمایا: ''تم اللہ کی حمد و ثنا کرو اور تم عمل کے ذریعے اپنے قول کی تصدیق کرو۔ تم نے اللہ کی حمد کی ہے جس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ تم توحید کے قائل ہو کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ تم اس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہو اس کے نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائے ہو۔ اس لیے تم ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو تمہارے نزدیک دنیا سے زیادہ کوئی چیز حقیر نہیں ہونی چاہیے کیونکہ دنیا اسی کے پاس آتی ہے جو اسے حقیر سمجھتا ہے تم اس کی طرف راغب نہ ہو جاؤ ورنہ وہ تم سے گریز کرے گی تم اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا''۔

عاصم کا فرمان:

حضرت عاصم بن عمرو نے فرمایا: ''اے اہل عرب! تم عرب کے سردار ہو تمہارا مقابلہ عجم کے سرداروں سے ہے۔ تم جنت حاصل کرنے کے لیے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال رہے ہو اور یہ لوگ دنیا حاصل کرنے کے لیے مقابلہ کر رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دنیا والے تم طالبان آخرت کے مقابلے میں زیادہ محتاط اور ہمت والے ثابت ہو جائیں۔ تم آج کوئی ایسا کام نہ کرو جو مستقبل میں عربوں کے لیے ننگ و عار کا باعث بنے''۔

ربیع کا قول

حضرت ربیع بن البلاد السعدی نے فرمایا: "اے اہل عرب! تم دین اور دنیا کے لیے جنگ کرو اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ یہ جنت پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اگر شیطان تمہارے سامنے اس جنگ کو بہت بڑا کر کے دکھائے تو تم یاد کرو کہ موسم حج میں تمہارے متعلق خبریں سنائی جائیں گی جب تک خبریں سننے والے موجود رہیں گے۔"

ربعی کی ہدایات

حضرت ربعی بن عامر نے یوں فرمایا: "اللہ نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی اور تمہیں اس کی بدولت نعمت عطا کی، اس نے تم پر بہت زیادہ احسانات کیے ہیں۔ صبر میں راحت ہے، اس لیے تم صبر و استقامت اختیار کرو کیونکہ بے صبری کا انجام ہلاکت ہے۔" غرض اسی طرح ہر ایک نے اپنی تقریر کی اور تمام سرداروں نے آپس میں ایک دوسرے کو تاکید کی اور اس سلسلے میں مناسب ہدایات دی گئیں۔

اہل فارس کی فوج

ادھر اہل فارس نے بھی باہم عہد و پیمان کیا اور ایک دوسرے کو ترغیب دی، اسی قسم کی تقریریں ان میں بھی ہوئی تھیں۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں: "ان کی تعداد تیس ہزار تھی، ان میں تیس ہاتھی تھے اور ہر ہاتھی کے ساتھ چار ہزار فوج تھی۔"

مسعودی بیان کرتے ہیں: "مشرکوں کی فوجیں دریائے عتیق کے کنارے پر تھیں اور مسلمانوں کی فوجیں قادسیہ کی دیوار کے ساتھ ساتھ تھیں اور ان کے پیچھے خندق تھی۔ اس طرح مسلمان اور مشرکین کی فوجیں خندق اور عتیق کے درمیان تھیں۔ ان کے ساتھ تیس ہزار سوار اور پیدل تھے اور ان کے ساتھ ہاتھی تھے جن پر ان کے بادشاہ بیٹھے ہوئے تھے جو جنگ کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھے۔"

حضرت سعدؓ کی ہدایات

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے سامنے سورۂ جہاد (الانفال) پڑھیں جسے انہوں نے یاد کیا تھا۔

محمد، طلحہ اور زیاد اپنے سلسلہ روایت میں بیان کرتے ہیں: "حضرت سعدؓ نے فرمایا تھا: "تم لوگ اپنے مورچوں پر ڈٹے رہو اور ذرا بھی حرکت نہ کرو یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھ لو۔ جب تم ظہر کی نماز سے فارغ ہو جاؤ گے تو میں پہلی تکبیر کہوں گا، تم بھی نعرہ تکبیر بلند کرو اور تیار ہو جاؤ۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم سے پہلے کسی کو یہ تکبیر نہیں دی گئی تھی، یہ اس لیے دی گئی ہے کہ تمہیں قوت حاصل ہو۔ جب تم دوسری تکبیر سنو تو تم بھی نعرہ تکبیر بلند کرو اور مسلح ہو جاؤ۔ جب میں تیسری تکبیر کہوں تو تم بھی نعرہ تکبیر بلند کرو اور تمہارے سواروں کو مستعد ہو جانا چاہیے تاکہ وہ جنگ کے لیے نکل پڑیں۔ جب میں چوتھی تکبیر کہوں تو تم سب مل کر حملہ کرو اور دشمن سے گتھم گتھا ہو جاؤ اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھو۔"

ابو اسحاق روایت کرتے ہیں: "حضرت سعدؓ نے تمام لوگوں کو یہ پیغام بھیجا: جب تم پہلی تکبیر سنو تو اپنے ہتھیار

کے تھے، پھر جب دوبارہ نعرۂ تکبیر کہی جائے تو تم تیار ہو جاؤ جب تیسری مرتبہ نعرۂ تکبیر کہی جائے تو تیار ہو جاؤ اور حملہ کرو۔

سورۂ جہاد کی تلاوت:

محمد، طلحہ اور زیاد اپنے سلسلۂ روایت میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ ظہر کی نماز پڑھ چکے تو انہوں نے اس غلام کو جسے حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ کر دیا تھا اور جو قاری تھا یہ حکم دیا کہ وہ سورۂ جہاد (سورۂ انفال) کی تلاوت کرے۔ تمام مسلمان اس سورت کو سیکھ چکے تھے انہوں نے اپنے قریب کے فوجی دستے کے سامنے سورۂ جہاد (انفال) کی تلاوت کی اس کے بعد ہر فوجی دستے کے اندر یہ سورۃ تلاوت کی گئی۔ اس سے تمام مسلمانوں کے دلوں اور آنکھوں کو سرور حاصل ہوا اور اس کی تلاوت سے انہیں قلبی سکون اور تسکین حاصل ہوا۔

نعرۂ تکبیر:

محمد، طلحہ اور زیاد اپنے سلسلۂ روایت میں بیان کرتے ہیں کہ جب قاری لوگ تلاوت سے فارغ ہو گئے تو حضرت سعدؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو جو لوگ آپ کے قریب تھے انہوں نے تکبیر کہی اور ان کی تکبیر سن کر باقی مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور تیار ہونے شروع ہو گئے۔ دوسری تکبیر پر مسلمان تیار ہو گئے، تیسری تکبیر پر بہادر سپاہی میدان میں آ گئے اور انہوں نے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل فارس میں بھی ان جیسے بہادر نمودار ہوئے اور وہ شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت غالب بن عبداللہ الاسدی یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلے:

> ”تمام فصیح زبان اور نامور شہزادے جانتے ہیں کہ میں تیغ چلانے والا جوان مرد ہوں اور ہر مشکل اور پیچیدہ کام کی گتھیاں سلجھا سکتا ہوں۔“

ان کے مقابلے کے لیے ہرمز نکلا جو صاحب تاج بادشاہ تھا۔ حضرت غالب انہیں گرفتار کر کے حضرت سعدؓ کے پاس لے گئے وہ مقید ہوا اور غالب جنگ کرنے کے لیے لوٹ آئے۔

جنگ کا آغاز

حضرت عاصم بن عمرو بھی مقابلے کے لیے نکلے انہوں نے ایک ایرانی پر حملہ کیا وہ بھاگ نکلا۔ انہوں نے اس کا تعاقب کیا جب وہ دشمنوں کی صفوں میں آ گئے تو انہیں ایک سوار ملا جس کے ساتھ ایک خچر تھا۔ اس سوار نے انہیں دیکھ کر خچر کو چھوڑ کر اور بھاگ کر اپنے ساتھیوں سے پناہ کا طالب ہوا۔ انہوں نے اس کو پناہ دی۔ حضرت عاصم خچر اور اس کا سارا سامان ہانک کر لے آئے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کا نان بائی تھا اور اس کے پاس بادشاہ کا مرغوب کھانا، حلوا اور شہد وغیرہ تھا۔ وہ ان چیزوں کو حضرت سعد کے پاس لے آئے اور اپنے مورچے کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت سعدؓ نے جب ان چیزوں کو دیکھا تو آپ نے فرمایا ”ان چیزوں کو انہی کے دستے کو دے دو اور یہ کہو کہ امیر نے تمہیں یہ عطا کیا ہے تم اسے تناول کرو“ چنانچہ انہیں یہ مال غنیمت مل گیا۔

اس اثناء میں جب کہ مسلمان چوتھی تکبیر کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک بنو مراد کے پہلوان مشہور سردار قیس بن ہبیرہ بن عبد یغوث جو صف سے اٹھ کر کہنے لگا ”اے لوگو! تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ کیونکہ تمہیں معلوم ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ تم سب سے پہلے اٹھو“ اس پر حضرت خالد بن عرفطہ نے فرمایا ”نہ کوئی اٹھو اس کام سے رک جاؤ ورنہ میں کسی دوسرے کو تمہاری جگہ پر افسر مقرر کر دوں گا“ اس پر وہ رک گئے

رخ کیا۔

سواروں کی جنگ:

جب سواروں کی لڑائی شروع ہوئی تو دشمن کا ایک شخص للکارتا ہوا ”کوئی مرد ہے؟“ اس پر حضرت عمرو ابن معدی کرب جو ان کے سامنے تھے اس کے مقابلے کے لیے آئے اور اس سے گتھم گتھا ہو گئے پھر اسے زمین پر پٹخ کر ذبح کر ڈالا پھر وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے ”کسی ایرانی کی اگر کمان گم ہو جائے تو وہ مینڈھے کی طرح ہو جاتا ہے“ اس کے بعد دونوں طرف کے فوجی دستے لڑائی کے لیے جمع ہو گئے۔

عمرو بن معدی کرب کے کارنامے

قیس بن ابی حازم کی روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت عمرو بن معدی کرب ہمارے پاس سے گزرے وہ صفوں کے درمیان پھرتے ہوئے لوگوں کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے اور فرما رہے تھے

”یہ ایرانی سپاہی جب اپنے تیر پھینک دیتے ہیں تو وہ مینڈھوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔“ اس اثنا میں جب کہ وہ ہماری جانب بڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک ایرانی سپاہی نکلا وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک تیر چلایا۔ حضرت عمرو بن معدی کرب نے دیکھتے ہی اس پر حملہ کیا۔ اور اس سے بغل گیر ہو گئے پھر اس کو پکڑ کر اسے اٹھا لیا اور اپنے ساتھ لے آئے جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ نے اس کی گردن توڑ دی۔ اس کے بعد اس کے گلے پر تلوار چلا کر اسے ذبح کر ڈالا۔ پھر اس کو باہر پھینک دیا اور فرمایا ”تم ان لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرو۔“ ہم نے کہا ”اے ابوثور! ایسا آپ کر سکتے ہیں۔ دوسرا ایسا کام کون کر سکتا ہے۔“ ایک دوسری سلسلہ روایت میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عمرو بن معدی کرب نے اس کے کنگن اور دیگر ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔

قبیلہ بجیلہ سے جنگ:

قیس بن ابی حازم کی روایت ہے کہ ایرانیوں نے قبیلہ بجیلہ کی طرف تیرہ ہاتھی روانہ کیے۔ اسمٰعیل بن ابی خالد کی روایت ہے کہ قادسیہ کی جنگ محرم ۱۴ھ کے آغاز میں ہوئی لوگ جس کے مقابلے کے لیے نکلے تو ایرانیوں نے یہ کہا کہ ہمیں کس کی طرف بھیجا جائے۔ لہٰذا انہیں قبیلہ بجیلہ کی طرف بھیج دیا گیا اور انہوں نے سولہ ہاتھی روانہ کر دیئے۔

ہاتھیوں کے ذریعے جنگ:

مجالد اور زیاد روایت کرتے ہیں: ”جب سواروں کے مقابلے کے بعد فریقین میں جنگ شروع ہوئی تو ہاتھی والے لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس کی وجہ سے مسلمانوں کے فوجی دستے منتشر ہو گئے اور ان کے گھوڑے بدک گئے تھے۔ قریب تھا کہ قبیلہ بجیلہ کا خاتمہ ہو جائے کیونکہ ان کے گھوڑے ہاتھیوں کے ڈر سے بدک کر بھاگ گئے تھے اور سوار چھوڑ رہے تھے صرف پیادہ فوج اس مورچے پر باقی رہ گئی تھی۔ حضرت سعد نے بنو اسد کو حکم دیا کہ وہ قبیلہ بجیلہ اور ان کے قریب کے لوگوں کی مدد کریں لہٰذا حضرت طلیحہ بن خویلد، حمال بن مالک، غالب بن عبداللہ اور ربیل بن عمرو اپنے فوجی دستوں کو لے کر پہنچے۔ انہوں نے ہاتھیوں کا مقابلہ کر کے انہیں وہاں سے ہٹا دیا۔ ان ہاتھیوں میں سے ہر ایک ہاتھی پر بیس بیس آدمی سوار تھے۔“

حضرت [illegible] کی تقریر

[illegible]

قبیلہ اسد کا مقابلہ

[illegible]

حضرت اشعث کے کارنامے

[illegible]

[illegible]

شدید جنگ

[illegible]

[illegible]

تم پر بڑا بار آن پڑا ہے [illegible] ایک موقع پر حضرت سعدؓ نے حضرت عاصم بن عمرو کو پیغام بھیجا اور فرمایا

ہاتھی والوں کا مقابلہ

اے قبیلہ تمیم! کیا تم اونٹوں اور گھوڑوں والے نہیں ہو؟ کیا تمہارے پاس ان ہاتھیوں سے نجات حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں ہے؟ پھر حضرت عاصمؓ نے اپنے قبیلے کے ماہر تیر اندازوں اور [illegible] جنگجوؤں کو بلایا۔ ان تیر اندازوں سے کہا: اے تیر اندازو! تم اپنی تیر اندازی سے ان ہاتھی والوں کا مقابلہ کرو۔ دوسرے [illegible] جنگجوؤں سے کہا: تم ان ہاتھیوں کے پیچھے جا کر ان کے [illegible] کاٹ دو۔ [illegible] خود بھی ان کی حفاظت کے لیے نکلے۔ اس وقت بھی جنگ کی چکی قبیلہ اسد پر گردش کر رہی تھی۔

ہاتھیوں کی تباہی:

اس کے بعد حضرت عاصمؓ کے ساتھی ہاتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے ان کی دموں اور پچھلے حصوں کو پکڑ کر ان کے ہودوں کے بندھن کاٹ دیئے۔ اس وقت ہاتھیوں والوں کی چیخ و پکار بلند ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ہاتھی اپنے سواروں اور ساز و سامان سے خالی ہو گیا اور ہاتھی والے مارے گئے۔ اسی طرح مسلمان مقابلے کے لیے دوبارہ جم گئے اور قبیلہ اسد پر جو صدمہ [illegible] تھا وہ بھی دور ہو گیا اور تمام سوار اپنے اصلی مورچوں پر واپس آ گئے۔ یہ جنگ غروب آفتاب تک رہی۔ پھر رات کا ایک حصہ بھی گزر گیا اس کے بعد فریقین نے لڑائی ختم کر دی۔

قبیلہ اسد کے شاندار کارنامے:

جنگ کی اس شام تک قبیلہ اسد کے پانچ سو افراد شہید ہوئے۔ بہرحال یہ لوگ مسلمانوں کی پشت پناہ تھے۔ [illegible] حضرت عاصمؓ نے دشمنوں پر سخت حملے کیے اور مسلمانوں کی مدافعت اور حفاظت کی۔ یہ جنگ کا پہلا دن تھا اور اسے یوم ارماث کہتے ہیں۔

قوم بنو کنانہ کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: اس دن [illegible] قبیلہ اسد جنگ کا مرکز بنا رہا۔ اس دن [illegible] ان کے پانچ سو سپاہی شہید ہوئے۔ اس بارے میں عمرو بن شاس اسدی (شاعر) کا یہ شعر ہے:

اسدی شاعر کے اشعار:

۱۔ ہم نے چاروں طرف سے [illegible] کو جمع کر کے مرزبانوں کی فوج کے مقابلے کے لیے آئے۔
۲۔ اس سواروں [illegible] زخمی [illegible] ظلم کی [illegible] اور [illegible] تک [illegible] ہے۔
۳۔ ہم نے فارس کی عورتوں کو اس طرح [illegible] چھوڑا [illegible] اب [illegible] ہو گئیں۔
۴۔ ہم نے [illegible] اور ان کے [illegible] لڑ [illegible] کے [illegible] سواروں کے [illegible] تھے۔
۵۔ جہاں [illegible] ان سے [illegible] ہم نے انہیں [illegible] چھوڑا [illegible] اب وہ وہاں سے [illegible] کرنے [illegible] کھڑے ہیں۔
۶۔ [illegible] (ایرانی) [illegible] ہاتھی بھاگ گیا اور وہ اپنے [illegible] کی حفاظت نہیں کر سکا [illegible] کے لیے [illegible] جان [illegible] ہوا۔
۷۔ خوف [illegible] نے [illegible] بھاگا [illegible] سے گھوڑا [illegible] چلا گیا۔

(عمرو بن شاس نے اس موقع پر) یہ اشعار کہے ہیں

(۱) قبیلہ اسد و بجیلہ کو معلوم ہے کہ جب لڑائی کا تذکرہ ہوتا ہے ہم بہت طاقتور ہیں۔

(۲) ہم (عجمیوں کی) ابر سرحد پر پہنچ گئے جب خود کسی دیوار سے بھی نہ ملے۔

(۳) تم دیکھو گے کہ ہمارے نیزوں کی نوکیں ان کے پاس ہیں اور گھوڑے میں تند جنگ کے لیے تیار رہتے ہیں۔

(۴) ہمارے گھوڑے اپنے سواروں کے ساتھ سے ان کے لشکروں کو بھگا دیتے ہیں

(۵) انہوں نے اپنے لشکر جرار کو بھگایا اور گرد و غبار کا بادل بنے ہوئے تھے۔

(۶) ہم نے اہل فارس کے تمام افراد کو خاک میں ملا دیئے جو کہ ان کے ساتھ باقی تھے۔

* * *

باب ۱۳

یوم اغواث

محمد اور طلحہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہ کی بیوہ سلمیٰ بنت خصفہ سے شراف کے مقام پر نکاح کر لیا تھا جب یوم ارماث کی جنگ ہوئی اور مسلح فوج گردش میں آئی تو اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ وہ صرف پیٹ کے بل بہ مشکل بیٹھ سکتے تھے۔ اس وقت وہ بہت تلملا رہے تھے اور محل کے اوپر اور انتہائی گھبراہٹ اور بے چینی کا اظہار کر رہے تھے جب ان کی بیوی سلمیٰ نے جنہیں وہ اپنے ساتھ جنگ قادسیہ میں لائے تھے اہل فارس کی کارگزاری دیکھی تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا ’’ہائے مثنیٰ! کاش ان مسلح سواروں کی مدد کے لیے کوئی آج مثنیٰ جیسا ہوتا۔ وہ آج ایسے مرد کے پاس ہے جو اپنے ساتھیوں اور اپنی حالت کو دیکھ کر پریشان ہو رہا ہے‘‘۔ یہ سن کر حضرت سعدؓ نے انہیں ایک طمانچہ رسید کیا اور کہا ’’(حضرت) مثنیٰ کا اس فوج سے کیا تعلق ہے جس پر جنگ کی چکی گھوم رہی ہے‘‘۔ اس سے ان کی مراد قبیلہ اسد، حضرت عاصم اور ان کے سوار تھے۔ حضرت سلمیٰ نے کہا ’’کیا آپ رشک و غیرت اور کمزوری کی وجہ سے (یہ فرما رہے ہیں)؟‘‘ حضرت سعدؓ بولے ’’آج اگر تم مجھے معذور نہیں سمجھ رہی ہو تو پھر کوئی بھی مجھے معذور نہیں سمجھے گا۔ حالانکہ تم میری حالت دیکھ رہی ہو تو ایسی صورت میں دوسرے لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ مجھے معذور نہ سمجھیں‘‘۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بزدل اور کمزور انسان نہ تھے اور اس حالت میں وہ قابل ملامت نہ تھے۔

زخمیوں اور شہداء کا انتظام:

اگلے دن جب صبح ہوئی تو لوگ صف آرا ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ شہداء اور زخمیوں کو میدان جنگ سے لے آئیں۔ زخمیوں کو انہوں نے مسلم خواتین کے سپرد کیا تاکہ وہ ان کی خبر گیری اور تیمارداری کریں تاآنکہ اللہ کا کوئی حکم ان کے بارے میں آئے۔ شہداء کو انہوں نے مشرق کے مقام پر دفن کر دیا جو عذیب اور عین الشمس کے درمیان ایک وادی ہے۔ اس موقع پر لوگ جنگ کے لیے زخمیوں اور مردوں کے منتقل ہونے کا انتظار کرتے رہے۔

شام کی امدادی فوج:

جب انہیں اونٹوں پر رکھا گیا اور عذیب کی طرف جانے لگے تو اس وقت شام کی طرف سے گھوڑ سوار آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ دمشق کی فتح جنگ قادسیہ سے ایک مہینہ پہلے ہو گئی تھی۔ اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہؓ (سالار لشکر شام) کو لکھا کہ وہ خالد کے ساتھی اہل عراق کو لوٹا دیں۔ اس خط میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ لہٰذا انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور ان کے لشکر کو روانہ کر دیا۔ یہ لشکر چھ ہزار افراد پر مشتمل تھا ان میں سے پانچ ہزار ربیعہ اور مضر کے قبائل کے افراد تھے اور ایک ہزار اہل یمن اہل حجاز تھے۔

شامی لشکر کی ترتیب

انہوں نے اس پورے لشکر پر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو امیر بنایا۔ ان کے اگلے حصے پر قعقاع بن عمرو تھے۔ انھیں جلد روانہ کیا گیا۔ اس کے ایک پہلو کے سردار قیس بن ہبیرہ مرادی تھے وہ ان جنگوں میں شریک نہیں ہو سکے تھے کیونکہ وہ یرموک کے مقام پر اس وقت پہنچے جب اہل عراق کو واپس بھیجا جا رہا تھا۔ لہٰذا انہیں بھی ان کے ساتھ لوٹا دیا گیا۔

لشکر کے دوسرے پہلو پر ہزہاز بن عمرو العجلی تھے اور پچھلے حصے (ساقہ) پر انس بن عباس مقرر رہے۔

ہراول دستے کی تدبیر

حضرت قعقاع جو اگلے حصے کے سردار تھے، بہت جلد سفر طے کر کے یوم اغواث کی صبح اہل قادسیہ کے لشکر میں پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یہ تدبیر سمجھائی کہ وہ ایک ہزار کے لشکر کو دس حصوں میں تقسیم کر لیں جب دس آدمیوں کا حصہ حد نظر سے دور ہو جائے تو اس کے پیچھے اور دوسرے دس آدمیوں کو روانہ کریں۔ اس پہلے دستے میں حضرت قعقاع وہاں پہنچے۔ انہوں نے وہاں جا کر سلام کیا اور مسلمانوں کو لشکر کے آنے کی خوشخبری سنائی اور کہا "اے لوگو! تم وہی کرو جو میں کر رہا ہوں" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور مبارزہ (انفرادی جنگ کے لیے) دشمن کو للکارا۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت تھی کہ ان کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول تھا کہ "وہ لشکر ہار نہیں سکتا جہاں ان جیسے شخص موجود ہوں"۔

ایرانی سرداروں کا قتل:

(جنگی للکار سن کر) ذوالحاجب نمودار ہوا۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے پوچھا "تم کون ہو؟" وہ بولا "میں بہمن جاذویہ ہوں"۔ اس پر وہ للکار کر کہنے لگے "حضرت ابو عبید، سلیط اور یوم الجسر کے مقتولین کا انتقام لیا جاتا ہے"۔

پھر دونوں میں جنگ شروع ہوئی۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کے گھوڑ سوار گروہوں میں تقسیم ہو کر گھومتے رہے اور رات تک گشت کرتے رہے اور لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کل مسلمانوں پر کوئی مصیبت نہیں آئی تھی کیونکہ وہ ذوالحاجب کے قتل اور امدادی دستوں کے آنے سے بہت خوش تھے اور اہل عجم کو بھی شکست ہوئی تھی۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ دوبارہ للکارے اور کہا "کون مبارزہ (جنگ) کے لیے نکلتا ہے؟" اس پر دو آدمی نکلے ان میں سے ایک کا نام بیرزان تھا اور دوسرے کا نام بندوان تھا۔ لہٰذا قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبیلہ بنو تیم اللات کے ایک شخص حارث بن ظبیان بھی شامل ہو گئے۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے بیرزان سے جنگ کی اور شمشیر زنی کر کے اس کا سر کاٹ دیا۔ ابن ظبیان نے بندوان سے جنگ کی اور اس کا سر کاٹ دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے شہسوار دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بار بار یہ تاکید کر رہے تھے "اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی تلواروں سے خبر لو کیونکہ تلواروں سے ہی فتح ہوتی ہے"۔ اس طرح مسلمانوں میں تعاون کا جذبہ کارفرما رہا اور وہ شام تک بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ اس دن اہل عجم نے کوئی موافق کام انجام نہیں دیا بلکہ مسلمان انہیں بہت قتل کرتے رہے۔ اس دن وہ ہاتھیوں کے ذریعے جنگ نہیں کر سکے کیونکہ ان کے صندوق گزشتہ روز ٹوٹ گئے تھے اس لیے صبح سے وہ ان کی درستی میں مشغول رہے یہاں تک کہ دن گزر گیا۔

چار بھائیوں کی جنگ:

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں: "قبیلہ نخع کی ایک خاتون کے چار فرزند تھے جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ وہ خاتون اپنے بیٹوں سے کہنے لگی: "تم مسلمان ہونے کے بعد تبدیل نہیں ہوئے۔ تم نے ہجرت بھی کی مگر تکالیف اور قحط سالی میں مبتلا نہیں ہوئے مگر تم اپنی بوڑھی والدہ کو لے کر آئے ہو اور اسے اہل فارس کے سامنے ڈال دیا ہے۔ خدا کی قسم! تم ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت کے فرزند ہو کیونکہ میں نے تمہارے والد سے خیانت نہیں کی اور نہ تمہیں ذلیل و رسوا کیا۔ تم جاؤ اور جنگ میں ابتداء سے لے کر آخر تک شریک رہنا"۔

اس کے بعد وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے جب وہ ماں کی نظر سے اوجھل ہو گئے تو اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور یوں دعا مانگی:

"اے اللہ! تو میرے فرزندوں کی حفاظت کر"۔

چنانچہ یہ فرزند خوب جنگ کرتے رہے۔ ان میں سے کوئی بھی زخمی نہیں ہوا اور وہ صحیح سالم واپس آ گئے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک نے دو دو ہزار کا وظیفہ حاصل کیا اور اپنی والدہ کے پاس جا کر وہ رقم ان کی گود میں ڈال دی۔ ان کی والدہ نے وہ رقم انہیں واپس کر دی اور اسے ان کی بھلائی اور مرضی کے مطابق تقسیم کیا۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی سرگرمیاں:

محمد، طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں: "اس دن قبیلہ بنو یربوع کی شاخ بنو رباح کے تین افراد حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے رہے۔ جب بھی مسلمانوں کا کوئی دستہ نمودار ہوتا تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نعرہ تکبیر بلند کرتے اور ان کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی نعرہ تکبیر بلند کرتے رہے اور ان کے حملے کے ساتھ ساتھ مسلم لشکر بھی حملہ کرتے رہے۔ قبیلہ بنو یربوع کے ان تین افراد کے نام یہ ہیں:

(١) نعیم بن عمرو بن عتاب (٢) عتاب بن نعیم (٣) عمرو بن شبیب

بحرین کا رسالوں پر انعام:

اس روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قاصد چار تلواریں اور چار گھوڑے لے کر پہنچا تاکہ انہیں ان حضرات میں تقسیم کیا جائے جنہوں نے بحرین جنگی کارنامے انجام دیئے ہوں لہٰذا امیر لشکر نے حمال بن مالک، ربیل بن عمرو، طلیحہ بن خویلد الفقعسی" جو یہ تینوں قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے ان کے علاوہ عاصم بن عمرو التمیمی کو بھی بلوایا اور انہیں (خلیفہ کی) تلواریں عطا کیں۔ اس کے بعد حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بن عمرو اور (مذکورہ بالا) یربوعی تین افراد کو گھوڑوں کا تین چوتھائی حصہ ملا اور قبیلہ اسد کو تلواروں کا تین چوتھائی حصہ ملا۔

جنگ کا نیا طریقہ:

حلیم بن عبدالرحمن السعدی روایت کرتے ہیں: جنگ کا آغاز ابتدائی دنوں میں سواروں کی جنگ سے ہوا۔ جب حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا: "اے لوگو! تم وہ طریقہ اختیار کرو جو میں کرتا ہوں" یہ کہہ کر وہ انفرادی جنگ کے لیے نکلے تو ذوالحاجب نمودار ہوا۔ آپ نے اسے قتل کر دیا پھر بیرزان نمودار ہوا تو اسے بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ہر سمت سے لوگ نکل آئے اور جنگ کا آغاز ہو گیا اور نیزہ بازی ہونے لگی۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائیوں نے اونٹوں پر سوار ہو کر جنگ کی۔ انہوں نے ان

اونٹوں کو جھول پہنا کر برقع پوش بنا دیا تھا۔ ان کے گھوڑے ان اونٹوں سے بدک رہے تھے اور جب گھوڑے اونٹوں کو دیکھتے تو وہ دونوں صفوں کے درمیان دشمن کے گھوڑ سواروں پر حملہ کر دیا کرتے تھے کیونکہ وہ ہاتھیوں کے مشابہ معلوم ہوتے تھے۔ تو انہوں نے جنگ اغواث میں وہی طریقہ اختیار کیا جیسا کہ اہل فارس نے جنگ ارماث میں اختیار کیا تھا۔ چنانچہ یہ اونٹ جہاں کہیں بھی جاتے تھے وہاں دشمن کے گھوڑے بدک جاتے تھے اور مسلمانوں کے گھوڑ سوار ان پر غالب آ جاتے تھے اور جب ان کی یہ جماعت کثیر ہو گئی تو ان لوگوں نے جنگ اغواث میں اہل فارس کو اس سے زیادہ نقصان پہنچایا جس قدر نقصان مسلمانوں کو جنگ ارماث میں اہل فارس کے ہاتھیوں سے ہوا تھا۔

جذبۂ شہادت:

قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام سواد تھا اور وہ ان آدمیوں کی حفاظت پر مقرر تھا، شہادت کے لیے بہت بے چین تھا اور دشمن پر حملے کر رہا تھا۔ جب اس کے باوجود وہ شہید نہیں ہوا تو وہ رستم کے مقابلے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ راستے ہی میں شہید ہو گیا۔

دلیرانہ جنگ:

عاصم بن زیاد اور آدم بن علیم دونوں عمر سے یہ روایت کرتے ہیں: ”اہل فارس میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو انفرادی جنگ کے لیے للکارا۔ اس کے مقابلے کے لیے علباء بن جحش عجلی نکلے۔ علباء نے اسے گرا دیا اور اس نے بھی مقابلے کے لیے آ کر اس پر بھی ایسا وار کیا کہ اس کی انتڑیاں نکل آئیں۔ ایرانی تو فوراً مر گیا اور علباء زندہ تو رہے مگر انتڑیوں کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو پیٹ کے اندر داخل کر لیں مگر نہ کر سکے۔ اتنے میں ایک مسلمان ان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اس سے کہا: تم میرے پیٹ کو درست کر دو۔ اس نے ان کی انتڑیاں پیٹ میں داخل کر دیں۔ اس کے بعد وہ ایرانی صفوں کی طرف روانہ ہوا۔ وہ ابھی تیس گز آگے چلنے نہیں پایا تھا کہ وہ مر گیا۔

اہل فارس میں سے پھر ایک آدمی مقابلے کے لیے نکلا اور جنگ کے لیے للکارا۔ اس کے مقابلے کے لیے اعرف بن اعلم عقیلی آئے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر دوسرا آدمی آیا تو اسے بھی انہوں نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کو بہت سے سواروں نے گھیر لیا اور ان کے ہتھیار بھی لے لیے مگر وہ ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آئے۔

تیس حملے:

حضرت قعقاع بن عمرو نے اس دن تیس حملے کیے۔ جب کوئی فوجی دستہ نمودار ہوتا تھا تو وہ اس پر حملہ کر کے اسے نقصان پہنچاتے۔

محمد، طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع بن عمرو نے جنگ اغواث کے دن تیس حملوں میں تیس افراد قتل کیے۔ ہر حملے میں وہ کسی نہ کسی کو قتل کر دیتے تھے۔ ان کا آخری مقتول بزرجمہر ہمدانی تھا۔

اعور بن قطبہ نے سجستان کے شہر براز سے مبارزہ (جنگ) کیا۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو قتل کیا۔

آدھی رات تک جنگ:

محمد، طلحہ، زیاد اور ابن مخراق قبیلہ طے کے ایک شخص کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ اس دن دونوں طرف سے سوار آپس میں صبح سے دوپہر تک جنگ کرتے رہے۔ جب دن ختم ہو گیا تو عام جنگ شروع ہو گئی جو آدھی رات تک جاری رہی۔ [illegible]

ہوائی پائی ہے اور حضرت [illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا ایک [illegible] باہر نکلے [illegible] ان [illegible] اپنے [illegible] کہ [illegible] تم [illegible] دیا جائے تو تمہارا کیا حال ہو گا؟

خوشی کی رات:

جنگ ختم ہونے کے بعد مسلمانوں نے وہ رات اس طرح گزاری جس طرح [illegible] نے ارماث کی رات گزاری تھی۔ مسلمان ساری رات نعرے بلند کرتے رہے۔ جب حضرت سعد نے ان کی یہ بات سنی تو انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا اگر مسلمان نعرے لگاتے رہیں تو مجھے نہ جگانا کیونکہ وہ دشمن پر غالب ہیں [illegible] اور اگر وہ خاموش ہو جائیں [illegible] تو اس صورت میں بھی مجھے نہ جگانا [illegible] کیونکہ ان کی یہ [illegible] برابری کی ہوگی۔

ابو محجن کا واقعہ:

جب رات کی تاریکی میں سخت جنگ ہو رہی تھی تو اس وقت ابو محجن حضرت سعد کے پاس قید تھا۔ شراب کے باعث حضرت سعد کے پاس اور [illegible] سے معافی کا طلب گار ہوا مگر انہوں نے اسے جھڑک دیا۔ پھر [illegible] ان کی زوجہ محترمہ سلمیٰ بنت خصفہ سے کہا ’’اے آل خصفہ! کیا آپ کسی بھلے کام پر [illegible]؟‘‘ وہ کہنے لگیں ’’وہ کیا ہے؟‘‘ ابو محجن نے کہا ’’آپ مجھے چھوڑ دیں اور یہ گھوڑا مجھے عاریتاً دے دیں۔ خدا کی قسم اگر اللہ نے مجھے زندہ رکھا تو میں واپس آ کر اپنے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوا لوں گا۔‘‘

انہوں نے کہا ’’مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں ہے‘‘ ابو محجن واپس آ گیا اور اپنی بیڑیوں میں گھسٹتے ہوئے یہ اشعار پڑھنے لگے۔

ابو محجن کے اشعار:

۱۔ میرے لیے یہی غم کافی ہے کہ گھوڑے نیزوں کے ساتھ دوڑ رہے ہوں اور میں اس وقت بیڑیوں میں جکڑا ہوا بیٹھا ہوں۔

۲۔ جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو لوہا [illegible] مجھے روک لیتا ہے اور میرے سامنے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں جو پکارنے والے کو بہرہ کر دیتے ہیں۔

۳۔ میں بہت مالدار تھا اور میرے بھائی بہت تھے مگر اب انہوں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے گویا میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔

۴۔ میں نے اللہ سے پکا عہد کیا ہے جسے میں نہیں توڑوں گا کہ اگر مجھے رہائی مل گئی تو میں شراب خانوں کی طرف دوبارہ نہیں پھٹکوں گا۔

ابو محجن کے کارنامے:

تب حضرت سلمیٰ نے کہا ’’میں نے اللہ سے استخارہ کیا ہے اور تمہارے عہد سے مطمئن ہو گئی ہوں‘‘ [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت سعد [illegible]

[illegible]

ابو محجن [illegible]

[illegible]

[illegible]

1. [illegible]
2. [illegible]
3. [illegible]
4. [illegible]
5. [illegible]

ابو محجن [illegible]

[illegible]

نے جرم میں قید کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں جاہلیت میں شراب پیتا تھا اور چونکہ میں شاعر ہوں اس لیے (شراب کے بارے میں) کچھ اشعار میری زبان سے بے ساختہ نکل گئے جس میں شراب کی تعریف کی گئی تھی اس وجہ سے مجھے قید کیا گیا ہے۔

میں نے یہ اشعار کہے تھے

۱۔ جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کی بیل کے قریب دفن کرنا تاکہ مرنے کے بعد اس کی جڑیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔

۲۔ مجھے ویران جنگل میں دفن نہ کرنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کا ذائقہ نہیں چکھ سکوں گا۔

ابو محجن کی رہائی:

حضرت سلمیٰ یہ دو باتیں سن چکی تھیں شام سے پہلے ہی شام سے حضرت سعدؓ سے (مذکورہ بالا) گفتگو ہو چکی تھی) ان کا غصہ بھی کم (ابو محجن کی خاطر) اس واقعہ کے بعد اگلے دن صبح کو حضرت سعدؓ کے پاس آئیں اور ان سے صلح کر لی اور انہیں ابو محجن کا واقعہ سنایا۔ حضرت سعدؓ نے اس کو بلوا کر رہا کر دیا اور فرمایا۔

"جاؤ میں تمہیں کسی بات پر اس وقت تک نہیں پکڑوں گا جب تک تم کسی قول پر اسے انجام نہیں دو گے۔"

ابو محجن نے بھی (وعدہ کرتے ہوئے) کہا۔

"میں بھی اپنی زبان کو کسی بری چیز کی تعریف میں استعمال نہیں کروں گا۔"

* * *

باب ۱۳

یوم عماس

محمد، طلحہ، زیاد اور ابن مخراق قبیلہ طے کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ کا تیسرا دن شروع ہوا تو مسلمان اور اہل عجم اپنے اپنے مورچوں پر موجود تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے سخت زخمی سمیت دو ہزار سپاہی شہید ہوئے اور مشرکوں کے دس ہزار سپاہی مارے گئے۔

شہداء کی تجہیز و تدفین:

حضرت سعد بن ابی وقاص نے حکم دیا تھا کہ جو چاہے وہ شہداء کو غسل دے اور اگر لوگ چاہیں تو وہ اپنے شہداء کو انہی کے خون میں (غسل دیے بغیر) دفن کر سکتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں نے اپنے شہیدوں کی لاشیں حاصل کیں اور انہیں پیچھے کی طرف روانہ کر دیا اور جو لوگ ان لاشوں کو جمع کر رہے تھے اور وہ انہیں قبرستان کی طرف لے گئے اور جو خطرناک طور پر زخمی تھے انہیں مسلم خواتین کے سپرد کیا جا رہا تھا۔ شہداء کے نگران حاجب بن زید تھے۔ عورتوں اور بچوں نے گزشتہ دو دنوں میں قبریں کھودیں اور ان میں جنگ قادسیہ کے ڈھائی ہزار شہدا دفن کیے گئے۔

حاجب بن زید اور شہداء کے اعزہ اور رشتہ دار عذیب اور قادسیہ کے درمیان کھجور کے ایک درخت کے پاس سے گزرتے تو اس زمانے میں وہاں تن تنہا کھجور کا درخت تھا۔ زخمی مسلمان اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ کر اس کی تعریف میں اشعار کہنے لگے۔

حضرت قعقاع ؓ کی ہدایات:

محمد، طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع بن عمرو رات بھر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے رہے کہ وہ اپنے اپنی مورچوں کو سنبھالے رہیں جن پر وہ گزشتہ کل ڈٹے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ فرمانے لگے۔

"جب آفتاب طلوع ہو جائے تو تم سو سو کے دستے میں مدد کرنے کے لیے جاؤ۔ جب سو کا ایک دستہ نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اس کے بعد دوسرا بھیجا جائے، مسلسل دوسرا دستہ جائے اگر ہاشم (جو شام سے آئی ہوئی فوج کے سپہ سالار تھے) آجائیں تو بہت بہتر ہے ورنہ تم ہی اس طریقے سے مسلمانوں کے دلوں میں جوش و خروش اور امید کے جذبات کی تجدید کرتے رہو۔

انہوں نے حسب ہدایات ایسا ہی کیا اور کسی کو ان کی یہ چال محسوس تک نہ ہوئی۔

میدان میں دشمن کی لاشیں:

جب صبح ہوئی تو مسلمان سپاہی اپنی اپنی مورچے پر پہنچ گئے انہوں نے اپنے شہیدوں کو حاجب بن زید کے حوالے کر دیا تھا۔ مشرکوں کے مقتولین بھی تھے جو دونوں صفوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے وہ اپنے مردوں کے پاس نہیں جاتے تھے چنانچہ ان مقتولین کی (میدان جنگ میں) موجودگی مسلمانوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی اور اس سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہیں تقویت پہنچی۔

حضرت قعقاع بن عمرو کی آمد

[illegible]

حضرت ہاشم کی آمد

[illegible]

تیر اندازی کا کمال

[illegible]

ہاتھیوں کی دوبارہ یورش

[illegible]

گھمسان کا رن

[illegible]

ہاشم کی فتح

حضرت شعبیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم بن عتبہ جب شام سے آئے تو ان کے ساتھ قیس بن مکشوح مرادی بھی تھے۔ یہ لوگ یرموک اور دمشق کی فتح کے بعد آئے تھے۔ حضرت ہاشم نے جب حملہ کیا تو ان کے ساتھ [illegible] سے دو ان بن سعید بن نمران ہمدانی بھی شامل تھے۔ مجالد روایت کرتے ہیں کہ قیس بن [illegible] ہاشم سے آگے نکل گئے تھے مگر حضرت قعقاع ان سب سے آگے تھے۔

عصمت وائلی جو جنگ قادسیہ میں شریک تھے، روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم شام سے اہل عراق کو لے کر آئے تو انہوں نے جلد ایک فوجی دستہ روانہ کرنے کے لیے بھیجا جس میں ابن المعتم بھی شامل تھا۔ جب یہ قریب پہنچے تو ان سے [illegible] وہ اس وقت پہنچے جب مسلمان اپنے مقتولین اور زخمیوں کو اٹھا رہے تھے اور یہ بھی ان کی صفوں میں شامل ہو گئے۔

شدید ترین جنگ

حضرت شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ جنگ کا تیسرا دن یوم عماس تھا۔ قادسیہ کی جنگوں میں اس سے بڑھ کر شدید جنگ کوئی نہیں ہوئی اس میں فریقین برابر تھے اور ہر فریق اپنے نقصانات پر صبر و برداشت کر رہا تھا۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں اتنا ہی نقصان پہنچا جس قدر کافروں کا نقصان پہنچا تھا۔

اسماعیل بن محمد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم بن عتبہ یوم عماس کو قادسیہ آئے۔ وہ گھوڑے سے اترے ہوئے گھوڑے کی لگام پکڑ کر چل رہے تھے۔ جب وہ لشکر میں پہنچے تو انہوں نے ایک تیر چلایا جو ان کے گھوڑے کے کان کو جا لگا۔ انہوں نے کہا: "بڑے افسوس کی بات ہے تمہارے خیال میں میرا تیر کہاں تک پہنچ سکتا ہے؟"

لوگوں نے کہا: "اتنے اور اتنے فاصلے تک۔" اس پر وہ گھوڑے سے اتر آئے اور اسے چھوڑ کر پیدل چلتے ہوئے وہاں جا پہنچے جہاں تک پہنچنے کے لیے لوگوں نے کہا تھا۔ محمد، طلحہ اور زیاد کی روایت ہے کہ وہ مقدمے میں تھے۔ ابو بکر بن حفص بن عتبہ روایت کرتے ہیں کہ قیس بن المکشوح کہتے ہیں کہ جب ہم شام سے آئے تو حضرت ہاشم کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنے قریب کے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی۔

قیس کی تقریر

"اے گروہ عرب! اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہیں مسلمان بنایا اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعے تمہیں عزت بخشی اور تم خدا کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ تمہاری دعوت ایک ہے اور تم متحد ہو گئے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم کبھی ایک دوسرے پر شیر کی طرح حملہ کرتا تھا اور ایک دوسرے پر بھیڑیے کی طرح جھپٹتا تھا۔ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے ذریعے فارس کو فتح کرائے گا جیسا کہ تمہارے بھائی اہل شام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے شام کو فتح کرایا ہے اور وہاں کے سرخ محلات اور سرخ قلعوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔"

حضرت عمرو بن معدیکرب کی شمشیر زنی:

حضرت شعبیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن معدیکرب نے فرمایا: "میں جب ان کے سواروں کی طرف [illegible]

کی فوج پر حملہ کرنے والا ہوں تم میرے پیچھے اونٹ کو ذبح کرنے کے وقت تک ٹھہرو اگر تم اس سے زیادہ دیر میں آئے تو ابو ثور (یعنی میرا) کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر تمہیں ابو ثور جیسا (شہسوار) کہاں ملے گا۔ اگر تم میرے پاس پہنچ گئے تو تم مجھے ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے پاؤ گے"۔ یہ کہہ کر انہوں نے حملہ کیا اور دشمنوں پر اس زور سے تلوار چلاتے رہے کہ گرد و غبار چھا گیا۔ ان کے ساتھیوں نے (مسلمانوں سے) کہا "تم کیا انتظار کر رہے ہو؟ اگر تم نے اسے کھو دیا" تو یوں سمجھو کہ مسلمانوں نے اپنے ایک بہت بڑے شہسوار کو ہاتھ سے کھو دیا"۔ اس کے بعد انہوں نے ان پر حملہ کیا تو مشرکین نے انہیں (حضرت عمرو بن معدی کرب کو) نیزے سے زخمی کرنے کے بعد چھوڑ دیا اور اس وقت بھی وہ تلوار سے حملہ کر رہے تھے ان کا گھوڑا بھی زخمی ہو گیا تھا۔

جب حضرت عمرو بن معدی کرب نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ اس فوج نے انہیں چھوڑ کر پیچھے گئے ہیں تو انہوں نے ایک ایرانی کے گھوڑے کی دم پکڑ لی۔ جب ایرانی نے گھوڑے کو حرکت دی تو وہ بے حس ہو گیا۔ اس وقت اس ایرانی نے حضرت عمرو کو دیکھا اور وہ ان کے مقابلہ کے لیے آیا۔ مسلمانوں نے بھی اسے دیکھ کر گھیر لیا اس پر وہ گھوڑے سے اتر کر ان کے ساتھیوں سے بات چیت کرنے لگا۔ حضرت عمرو نے کہا "مجھے اس کی لگام دے دو" ان کے ساتھیوں نے ان کے ہاتھ میں لگام دے دی تو وہ اس پر سوار ہو گئے۔

شبر بن علقمہ کا کارنامہ:

اسود بن قیس بیان کرتے ہیں کہ ان کے بزرگوں نے جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے یہ بیان کیا ہے کہ جب یوم عماس شروع ہوا تو اہل فارس کا ایک شخص نکلا۔ جب وہ دونوں صفوں کے درمیان پہنچا تو وہ چلانے لگا اور گرج کر بولا "کون مقابلے کے لیے آتا ہے؟" اس وقت مسلمانوں میں سے ایک شخص نکلا جسے شبر بن علقمہ کہا جاتا ہے وہ نہایت پستہ قد اور بدصورت تھا۔ وہ بولا "اے مسلمانو! اس شخص نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے" مگر کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اور نہ کوئی اس کی طرف نکلا۔ خدا کی قسم! اگر تم مجھے حقیر نہ سمجھو تو میں اس کے مقابلے کے لیے نکل سکتا ہوں"۔ جب اس نے دیکھا کہ کوئی اس کو نہیں روک رہا ہے تو وہ اپنی تلوار اور ڈھال لے کر آگے بڑھا۔ ایرانی اسے دیکھ کر چلایا پھر وہ اتر کر اس کے مقابلے کے لیے آیا۔ انہوں نے اسے اٹھا لیا اور وہ اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا پھر اس کو قتل کرنے کے لیے تلوار نکالی۔ اس وقت گھوڑے کی رسی کا سرا اس کے پٹکے سے بندھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے تلوار نکالی تو گھوڑا بدکا اور وہ بھی اس کے ساتھ کھنچتے ہوئے پیچھے گئے۔ اس ایرانی کے ساتھی چلانے لگے تو وہ بولے "تم جس قدر چاہو چلاؤ خدا کی قسم! اسے قتل کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا اور پھر میں اس کا تمام سامان چھین لوں گا" یہ کہہ کر انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا پھر وہ سامان لے کر حضرت سعد کے پاس آئے تو وہ بولے "ظہر کے وقت لے کر آنا" چنانچہ وہ اس وقت آئے تو حضرت سعد نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا "میری رائے یہ ہے کہ میں یہ سامان ان کو بخش دوں، کیونکہ جو کوئی کسی کا سامان اسے قتل کرنے کے بعد لیتا ہے تو وہ اسی کا ہوتا ہے" چنانچہ اس نے اس سامان کو بارہ ہزار میں فروخت کر دیا۔

ہاتھیوں کی تباہی کا طریقہ:

محمد، طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد نے دیکھا کہ ہاتھی مسلمان دستوں کو منتشر کر رہے ہیں اور یوم ارماث کی طرح اپنا کام کر رہے ہیں تو انہوں نے ضخم، مسلم، رافع، عشنق اور ان کے ایرانی ساتھیوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے بلایا جب وہ آئے تو

[illegible]

ہاتھی اور گھوڑوں پر حملہ

[illegible]

بڑے ہاتھیوں کی تباہی

[illegible]

ہاتھیوں میں بھگدڑ

[illegible]

جنگ میں کود پڑا اور دوسرے ہاتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ ہاتھیوں کی صفوں سے نکل گئے اور ان ہاتھیوں نے بھی ان کے پیچھے چل کر نہر عتیق کو عبور کیا اور آپ مدائن پہنچ گئے۔ نیز ہاتھی تھے۔ اور جو ان پر سوار تھے وہ سب ہلاک ہو گئے۔

تلواروں کی شدید جنگ

محمد، طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں: جب ہاتھی چلے گئے اور صرف مسلمان اور اہل فارس باقی رہ گئے تو اس وقت دن ڈھل چکا تھا۔ اس وقت مسلمانوں نے پھر شدید حملہ کیا اور ان کی حفاظت کرنے والے شہسوار بھی سب کے ساتھ تھے جو جنگ کرتے رہے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ مسلمانوں نے بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ شام تک تلواروں سے جنگ کرتے رہے۔ یہ رات بھی پیچھے رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب مسلمانوں نے پھر حملہ کیا تو ایرانیوں کے دستے قائم ہو گئے تھے اور ان کے ذریعے سے شب بھر جاری رہا۔

لیلۃ الہریر

محمد، طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ جب لڑائی کی شام ہوئی تو رات کو بھی برابر جنگ ہوتی رہی اور صبح تک ان کی لڑائی جاری رہی۔ ان تینوں جنگ کے دوران دونوں ہم پلہ رہے۔ اس رات کو لیلۃ الہریر کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد قادسیہ میں رات کے وقت کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

خفیہ دستہ:

عبدالرحمن بن جیش روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے لیلۃ الہریر میں حضرت طلیحہؓ اور عمروؓ کو لشکر کے نچلے حصے کی طرف بھیجا تاکہ وہ دونوں وہاں محافظ کی حیثیت سے رہیں۔ کیونکہ انہیں یہ اندیشہ تھا کہ دشمن اس طرف سے حملہ کرے۔ آپ نے انہیں یہ ہدایت دی تھی کہ اگر تم دیکھو کہ دشمن تم سے پہلے وہاں پہنچ گیا ہے تو تم ان کے سامنے ٹھہرو اور اگر تم انہیں وہاں نہ دیکھو تو بہت دور سے حملہ کرتے ہوئے آگے نہ بڑھنا بلکہ ٹھہرے رہو۔

حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ سابق مرتدوں کے سرداروں کو مسلمان سپاہیوں کے دستے پر افسر مقرر کریں۔

جب وہ دونوں نچلے حصے میں پہنچے تو انہوں نے وہاں کسی کو نہیں دیکھا۔ اس وقت حضرت طلیحہؓ نے کہا: "اگر ہم یہاں پانی میں گھس کر اسے پار کر لیں تو ہم اہل فارس کے پیچھے سے حملہ کر سکتے ہیں"۔ حضرت عمروؓ نے کہا: "نہیں ہم نچلے حصے کو عبور کریں گے"۔

حضرت طلیحہؓ نے کہا: "جو میں کہہ رہا ہوں وہ مسلمانوں کے لیے زیادہ مفید ہے۔"

حضرت عمروؓ نے کہا: "آپ مجھے ناممکن چیز کی طرف بلا رہے ہیں جو میری طاقت سے باہر ہے۔"

عمرو کی واپسی:

لہٰذا دونوں الگ الگ ہو گئے۔ حضرت طلیحہؓ دشمن کے لشکر کی طرف نہر عتیق کے پیچھے سے تنہا روانہ ہوئے اور حضرت عمروؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نچلے حصے کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے حملہ کیا اور ایرانیوں نے نکل کر ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت سعدؓ کو ان دونوں کے بارے میں اندیشہ لاحق ہوا اس لیے ان دونوں کے پیچھے آپ نے قیس بن مکشوح کو ستر سواروں کے ساتھ بھیجا۔ یہ ان سرداروں میں سے تھے جنہیں مرتد ہونے کی وجہ سے امارت سے روکا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم ان دونوں سے مل جاؤ

تو تم ان کے مردوں پر ٹوٹ پڑنا۔ وہ ان کی طرف روانہ ہوئے جب وہ پانی کی نہر کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا کہ مسلمان گھوڑوں پر ان کے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ان دونوں کو اس کام سے روک دیا اس کے بعد قیس حضرت سعد کے پاس آ کر ان سے ملاقات کرنے لگے [illegible] ان کے [illegible] انہوں نے کہا [illegible] ہو گئے پھر [illegible] مسلمانوں کے [illegible] آئے۔

پیچھے سے حملہ

طلیحہ نے ان کے لشکر کے پیچھے پہنچ کر تین مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر چلا آیا۔ ایرانی اس کی تلاش میں نکلے مگر انہیں معلوم نہ ہو سکا [illegible] وہ نہیں سمجھ سکے کہ وہ کس طرف سے [illegible] حضرت سعد [illegible] اس سے [illegible] تو مسلمان خوش ہوئے [illegible] معلوم ہو گیا کہ وہ کون تھا۔

[illegible] ایک شخص [illegible] روایت کرتے ہیں کہ [illegible] قبیلے [illegible] جنگ میں [illegible] ان میں سے [illegible] کے ساتھ [illegible] تھے۔ ان میں سے ایک شخص [illegible] مسلمان [illegible] اور وہ اس عرب سے [illegible]۔

[illegible] حضرت سعد نے طلیحہ کو اس کام کے لیے بھیجا۔ انہوں نے یہ کام [illegible] دشمن کے لشکر میں گھس [illegible] جب وہ [illegible] کے قریب پہنچے تو انہوں نے تین مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا [illegible] اور مسلمانوں [illegible] معلوم [illegible] انہوں نے [illegible] اور مسلمان بھی [illegible] پیچھے [illegible] آئے [illegible] انہوں نے [illegible] تم [illegible] حضرت [illegible] کی کوشش کرنے لگے۔

دوبارہ صف بندی:

حضرت سعد [illegible] عمرو بن معدی کرب [illegible] قیس بن [illegible] اور [illegible] جنگ کرنے کے لیے [illegible] ان کی مدد [illegible] مسلمانوں نے صف بندی [illegible] اور [illegible] اور دونوں [illegible] صفیں تھیں۔

بے اجازت حملہ:

جب [illegible] نے [illegible] ان پر تیر اندازی [illegible] اپنے گھوڑوں پر سوار [illegible] سے ان [illegible] حملہ [illegible] حضرت [illegible] حضرت قعقاع نے [illegible] تیر اندازی [illegible] جنگ [illegible] اور انہوں نے حضرت سعد کی اجازت کے بغیر حملہ کیا تھا تو حضرت سعد نے فرمایا: "اے اللہ تو اس کو معاف فرما [illegible] انہوں نے مجھ سے اجازت [illegible] نے ان کی اجازت دے دی ہے۔"

صفوں کی ترتیب

اس وقت تک مسلمان اپنی [illegible] پر [illegible] ہو چکے تھے سوائے ان چند [illegible] کے جنہوں نے حملہ کیا تھا۔ اہل فارس کی صفیں تھیں۔ ایک صف میں [illegible] تیر انداز [illegible] تھے [illegible] ہوئے تھے۔ [illegible] حضرت سعدؓ نے فرمایا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اگر یہ سب [illegible] جب دشمن نے [illegible] تکبیر [illegible] تو وہ سلمان [illegible] مطابق عمل کیا اسی وقت [illegible] حضرت قعقاعؓ اور ان کے ساتھیوں نے [illegible] کر دی تھی۔

قیس بن ہبیرہ کی تقریر

[illegible] جنگ [illegible] ہوئے تھے اور [illegible] اپنے ساتھیوں سے یوں مخاطب ہوئے۔

"تم [illegible] جنگ کا طالب [illegible] اس معاملے میں [illegible] رائے پر عمل [illegible] فوج کے پیچھے حملہ [illegible] جب دشمن حملہ کرے [illegible] کے ساتھ [illegible] قوت [illegible] تو وہ ان کے [illegible] اور ان کی طرف [illegible] کے لیے تیار ہو جاؤ اور تکبیر کا انتظار کرو [illegible] مسلمانوں کی صفوں میں [illegible] جا [illegible]۔"

[illegible] کعب کی تقریر

مستنیر بن یزید روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے [illegible] کعب [illegible] کے پاس [illegible] کا [illegible] تھا انہوں نے یہ تقریر کی:

"مسلمانو! لشکر کشی کے لیے [illegible] اللہ [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ثواب [illegible] حقیقت [illegible] ہوگا [illegible] حاصل کرنے [illegible] ترغیب [illegible] زندگی کے [illegible] اعتبار [illegible] چاہتے ہو تو [illegible] تمہارا امتحان مقصود ہے۔"

حضرت اشعثؓ کا قول

[illegible] کی روایت ہے کہ حضرت اشعث بن قیس نے فرمایا: "اے اہل عرب! تمہارا دشمن تم سے زیادہ موت کا طالب اور جان قربان کرنے والا نہیں ہونا چاہیے۔ [illegible] کی زندگی [illegible] چاہتے ہو تو [illegible] لڑائی اور [illegible] کی [illegible] قدر [illegible]۔"

[illegible]

[illegible] روایت کرتے ہیں کہ [illegible] بن الربیع [illegible] طلب ہوئے [illegible] جنگ [illegible] ہیں ان کے [illegible] نصیحت [illegible] تمام [illegible] پیشانیاں [illegible] غالب [illegible] اور [illegible] کے [illegible] نے بھی اسی [illegible] تقریر [illegible]۔

حملہ کرنے میں عجلت:

عمرو اور مضر بن السری روایت کرتے ہیں کہ ضرار بن الخطاب القرشی بھی آئے ہوئے تھے۔ لوگ حملہ کرنے کے لیے جلدی کر رہے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تکبیروں کا انتظار کر رہے تھے اور ان کے بلند ہونے میں تاخیر محسوس کر رہے تھے تو جب انہوں نے دوسری تکبیر کہی تو عاصم بن عمرو نے حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ قبیلہ نخع نے بھی حملہ کر دیا اور سب لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حکم نہیں مانا اور تیسری تکبیر کا صرف لشکر کے سرداروں نے انتظار کیا۔ تیسری تکبیر کے بعد وہ بھی حملہ میں شریک ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور دشمن کا مقابلہ کرنے لگے۔ مسلمانوں نے عشاء کی نماز پڑھ کر اس رات کا خوب استقبال کیا۔

فتح و نصرت کی دعا:

الشعبی روایت کرتے ہیں کہ لیلۃ الہریر میں مسلمانوں نے عام حملہ کیا اور حملہ کرنے میں حضرت سعدؓ کے حکم کا انتظار نہیں کیا۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا "اے اللہ! تو ان کو معاف فرما اور ان کی مدد فرما" اس کے بعد آپ نے فرمایا "میری رائے یہ ہے کہ جب میں تین تکبیریں کہہ چکوں تو اس وقت تم حملہ کرو" جب آپ نے پہلی دفعہ تکبیر بلند کی تو قبیلہ اسد آگے بڑھا اس وقت آپ نے فرمایا "اے اللہ تو ان کی مغفرت فرما اور ان کی مدد کر۔ ساری رات قبیلہ اسد کو نصرت حاصل ہو۔ پھر انہیں بتایا گیا" قبیلہ نخع نے حملہ کیا تو آپ نے ان کے لیے بھی مغفرت اور نصرت کی دعا کی۔ پھر بتایا گیا کہ قبیلہ بجیلہ نے حملہ کیا آپ نے فرمایا اے اللہ تو ان کی مغفرت فرما اور ان کی دستگیری کر۔ بجیلہ کیسا اچھا قبیلہ ہے"۔ اس کے بعد قبیلہ کندہ نے حملہ کیا اور بتایا گیا کہ قبیلہ کندہ آگے بڑھا ہے تو آپ نے ان کی بھی تعریف کی۔ اس کے سالاران لشکر جو آخری تکبیر کا انتظار کر رہے تھے آگے بڑھے اور گھمسان کی جنگ صبح تک ہوتی رہی اس جنگ کو لیلۃ الہریر کہا جاتا ہے۔

شدید ترین جنگ:

محمد بن نویرہ اپنے چچا انس بن الحلیس کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے چچا کہتے ہیں "میں لیلۃ الہریر میں شریک تھا۔ اس رات ہتھوڑوں کے چلنے کی ایسی آواز آ رہی تھی جیسا کہ لوہار اپنے لوہے کی چیزیں بنا رہے ہوں اور ان کے کام کی وجہ سے لوہے کے بجنے کی آوازیں آ رہی ہوں۔ جنگ کا سلسلہ صبح تک رہا۔ ان لوگوں نے زبردست صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔ عرب و عجم نے ایسی جنگ پہلے نہیں دیکھی تھی۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ بھی رات بھر دعا میں مشغول رہے۔ جب صبح ہوئی تو فریقین نے جنگ بند کر دی۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمان برتر رہے اور انہیں غلبہ حاصل ہوا۔

قعقاع کے اشعار:

المرد بن بیان الاعلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے اس رات جو پہلی آواز سنی جس سے آخری نصف شب میں انہیں فتح کا ثبوت ملا وہ حضرت قعقاع بن عمرو کی آواز تھی جو یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

۱۔ ہم نے پوری جماعت کو قتل کیا۔ ہم نے صرف چار پانچ کو قتل نہیں کیا بلکہ اس سے زیادہ کا اہتمام کیا۔

۲۔ ہم گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے شیر کہے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو جاتے ہیں تو میں سب کا بدلہ لیتا ہوں۔ تو میرا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

* * *

شب قادسیہ

محمد، طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ جب لیلۃ الہریر کے بعد صبح ہوئی تو لوگ بہت تھکے ہوئے تھے۔ وہ ساری رات ان کی آنکھ نہیں جھپکی تھی۔ لہٰذا حضرت قعقاع بن عمرو مسلمانوں میں گشت کرتے رہے اور یہ کہتے رہے: "تھوڑی دیر کے بعد شکست ان کی ہے۔ تھوڑی دیر صبر کرو۔ کیونکہ نصرت صبر کے ساتھ ہے۔ بہتر صبر اختیار کرنا ہے۔" ان کے پاس سرداروں کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی۔ وہ رستم کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ یہ جو گئے تھے ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو اس کے قریب تھے۔ قبائل کی یہ حالت دیکھ کر چند (جنگجو) لوگ کھڑے ہوگئے۔ ان میں یہ لوگ شامل تھے

(۱) قیس بن عبد یغوث (۲) اشعث بن قیس (۳) عمرو بن معدیکرب (۴) ابن ذی السہمین الخثعمی

(۵) ابن ذی البردین الہلالی۔ ان لوگوں نے یہ تقریر کی

حوصلہ افزا تقریر:

"تمہارے دشمن اللہ کے دشمن کسی قیمت پر تم سے زیادہ بہادر نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ وہ موت کے مقابلے میں تم سے زیادہ دلیر ہو سکتے ہیں اور نہ تم سے زیادہ وہ دنیا کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو سکتے ہیں۔"

تمام مسلمانوں نے اپنے قریب کے دشمنوں پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ دشمنوں سے گتھم گتھا ہوگئے۔ بجیلہ والے فیرزان کے پاس پہنچے اور لڑنے لگے۔

"تمام لوگ اپنے مقابل سے دوپہر تک لڑتے رہے اور جو قلب میں تھے ان کے مقابلے میں سب سے زیادہ دلیری سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آخر کار کسی بات سے یہ چیز دیکھی گئی کہ وہ اپنی سابقہ حالت سے دوچند زیادہ بہادری کا ثبوت دیتے۔"

دشمن کی پسپائی:

جب دوپہر ہوئی تو ہرمزان اور فیرزان سب سے پہلے اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے۔ ان کے بعد دوسرے لوگ بھی پیچھے ہٹ گئے۔ یہ دونوں پیچھے ہٹ کر ایک مقام پر جم گئے اور جب دوپہر ہوئی تو قلب (مرکزی فوج) کا وہ حصہ جہاں دشمن تھا ٹوٹ گیا اور اس پر گرد و غبار چھا گیا اور سخت آندھی چلی جس سے رستم کا تخت اڑ گیا اور وہ نہر عتیق میں گر پڑا اور آندھی کی وجہ سے ان پر گرد و غبار چھا گیا۔

رستم کا قتل:

حضرت قعقاع بن عمرو اور ان کے ساتھی رستم کے تخت تک پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے رستم کو پہچانا نہیں تو جب آندھی اس کا تخت ہوا سے اڑا لے گئی تھی تو اس وقت رستم ان خچروں کے پاس گیا جو آئے تھے جن پر ان کا سامان لدا ہوا تھا۔ وہ ایک خچر اور اس کے سامان کے سائے میں بیٹھا تھا۔ ہلال بن علفہ نے اس سامان کی رسی کو کاٹ دیا جس کے نیچے رستم تھا۔ اس کے دونوں طرف بندھے ہوئے سامان

کی رسیاں کٹ گئیں اور سامان کی ایک بوری رستم پر گر پڑی۔ ہلال نے رستم کو نہ دیکھا تھا اور نہ محسوس کیا تھا۔ پھر رستم نے بچ کر اس سامان کو ہٹایا۔ تلوار کے دوسرے سرے سے پیٹھ پر جس سے مشک کی خوشبو کی مہک محسوس ہوئی۔ اس وقت رستم نہر عتیق کی طرف بھاگا اور نہر میں کود پڑا۔ ہلال بھی وہاں گھس گئے اور اسے تیرتے ہوئے پکڑ لیا۔ انہوں نے اس کی ٹانگ پکڑی اور اسے خشکی کی طرف نکال لائے اور اس کی پیشانی پر تلوار مار کر اسے قتل کر دیا۔ پھر اسے لا کر خچروں اور گھوڑوں کے درمیان پھینک دیا اور تخت پر کھڑے ہو کر چلا کر کہنے لگے۔ "میں نے رستم کو قتل کر دیا ہے میری طرف آؤ۔" لوگوں نے آ کر چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا اور نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے اور زور زور سے چلانے لگے۔ اس کے بعد مشرکین کی مرکزی فوج ٹوٹ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ جالنوس نے پل پر کھڑا ہو کر اہل فارس کے سامنے اعلان کر دیا کہ وہ پل کو عبور کر کے چلے جائیں اس کے بعد گرد و غبار چھٹ گیا۔

دشمن کی شکست:

وہ ایرانی لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس قدر گھبرائے کہ وہ سب نہر عتیق میں گر گئے۔ مسلمانوں نے انہیں نیزوں سے مار مار کے ختم کر دیا وہ لوگ تیس ہزار کی تعداد میں تھے ان میں سے کوئی خبر دینے کے لیے بھی نہیں بچ سکا۔

حضرت ضرار بن الخطاب نے درفش کاویان پر قبضہ کر لیا جس کا معاوضہ تیس ہزار ملا۔ اس کی اصل قیمت بارہ لاکھ تھی۔

اس معرکہ میں دشمن کے دس ہزار سپاہی کام آئے۔ یہ ان سے پہلے گزشتہ دنوں میں جو مارے گئے تھے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

محمد بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن علفہ نے یوم قادسیہ میں رستم کو قتل کیا۔

مقتولوں کی تعداد:

ابو کعب الطائی اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ لیلۃ الہریر سے پہلے اڑھائی ہزار سپاہی مارے گئے اور لیلۃ الہریر اور یوم قادسیہ (آخری دن) میں صرف مسلمانوں کے چھ ہزار سپاہی شہید ہوئے جنہیں مشرق کے سامنے ایک خندق میں دفن کر دیا گیا۔

دشمن کا تعاقب:

محمد، طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ اہل فارس بھاگ گئے اور خندق اور نہر عتیق کے درمیان ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ قدیس اور عتیق کے درمیان کا میدان مقتولوں سے بھر پڑا تھا۔ اس وقت حضرت سعدؓ نے زہرہ کو حکم دیا کہ وہ ان کا تعاقب کریں۔ پھر حضرت زہرہ آگے کے حصے میں اعلان کرتے رہے اور حضرت قعقاعؓ کو پچھلے حصے میں بھیجا اور شرحبیل کو اوپر کے حصے کی طرف تعاقب کرنے کے لیے بھیج دیا۔ خالد بن عرفطہ کو مقتولوں کا سامان حاصل کرنے اور شہداء کو دفن کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ لیلۃ الہریر اور یوم قادسیہ کے شہداء قدیس کے ادھر ادھر دفن کیے گئے اور ڈھائی ہزار نہر عتیق کے پیچھے مشرق کے سامنے دفن کیے گئے اور جو لیلۃ الہریر سے پہلے شہید ہوئے تھے انہیں مشرق کے مقام پر دفن کیا گیا۔

دشمن کے مقتولوں کا ساز و سامان اور اسباب جمع کیا گیا تو وہ اس قدر تھا کہ نہ تو اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد اس قدر زیادہ مال غنیمت جمع ہوا تھا۔

رستم کا سامان:

حضرت سعدؓ نے ہلال کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا "تمہارا دشمن (رستم کی لاش) کہاں ہے؟" انہوں نے کہا "میں نے

خچروں کے نیچے انہیں پھینک دیا تھا۔" آپ نے فرمایا: "جاؤ اسے لے آؤ۔" وہ اس کی لاش لے آئے تو آپ نے فرمایا: "تم اس کا سازوسامان جس قدر چاہو لے لو۔" انہوں نے اس کے جسم کا پورا لباس اور سازوسامان لے لیا اور کچھ نہیں چھوڑا۔

جب حضرت قعقاع اور حضرت شرحبیل واپس آئے تو آپ نے فرمایا: "تم میں ایک اس طرف (تعاقب کے لئے) روانہ ہو جائے اور دوسرا دوسری طرف نکلے۔" لہٰذا ایک صاحب بلند علاقے کی طرف گئے اور دوسرے نچلے علاقے کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ دونوں خرارہ تک قادسیہ میں پہنچ گئے۔

جالینوس کا قتل:

حضرت زہرہ بن الحویہ بھی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور وہ نجف تک پہنچ گئے تھے انہوں نے پل کو توڑ دیا تھا تا کہ ان کا تعاقب نہ کیا جا سکے۔ تاہم حضرت زہرہؓ نے کہا: "اے بکیر! آگے بڑھو۔" چنانچہ وہ پانی میں گھس گئے اور حضرت زہرہؓ بھی گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں گھس گئے۔ اس کے بعد تین سواروں نے بھی ان کی پیروی کی۔ اس کے بعد حضرت زہرہؓ نے ہدایت کی کہ باقی لوگ پل کی طرف سے آئیں۔ آخر کار مسلمانوں نے ایرانی لشکر کو پکڑ لیا۔ جالینوس (امیر) ان کے آخر میں ان کی حفاظت کے لیے تھا۔ حضرت زہرہؓ نے اس پر حملہ کیا اور آخر کار تلواروں کے دو واروں کے بعد حضرت زہرہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سازوسامان لے لیا۔ بعد ازاں تلواروں سے لڑ کر خسیبن اور نجف تک دشمن کا صفایا کر دیا گیا۔ شام کے وقت وہ لوٹ گئے اور رات انہوں نے قادسیہ میں گزاری۔

جنگ کا اختتام:

شعبی بیان کرتے ہیں: "ہم دن کے آغاز میں تعاقب میں روانہ ہوئے تھے جب ہم واپس آئے تو (ظہر کی) نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ موذن شہید ہو گیا تھا تو مسلمان اذان دینے پر جھگڑنے لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ تلواریں چلنے لگ جائیں اس لیے حضرت سعدؓ نے قرعہ اندازی کرائی۔ اس کے بعد دن کے باقی حصے اور رات وہیں رہے یہاں تک کہ حضرت زہرہ واپس آ گئے۔ دوسرے دن کے وقت مسلمانوں کا پورا لشکر یکجا موجود تھا اور کسی لشکر کے واپس آنے کا انتظار نہیں ہو رہا تھا لہٰذا حضرت سعدؓ نے فتح کا حال، شہیدوں کی تعداد اور ان کے نام نیز دشمن کے مقتولوں کی تعداد لکھوا کر یہ خط حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام سعد بن عمیلہ الفزاری کے ہاتھ بھجوایا۔

رستم کے سامان کی قیمت:

رفیل بیان کرتے ہیں: "مجھے حضرت سعدؓ نے بلایا اور مجھے اس کام پر مقرر کیا کہ میں مقتولوں کو دیکھوں اور ان کے سرداروں کے نام مجھے بتاؤں لہٰذا میں آیا اور ان کے نام بتائے۔ میں نے رستم کی لاش کی جگہ نہیں دیکھی تھی۔ لہٰذا آپ نے قبیلہ تیم کے ایک شخص کو جس کا نام ہلال تھا بلوایا اور اس سے فرمایا: "کیا تم نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ تم نے رستم کو قتل کیا تھا؟" اس نے کہا: "کیوں نہیں (میں نے ہی اسے قتل کیا تھا)" آپ نے فرمایا: "پھر تم نے اس کی لاش کے ساتھ کیا کیا؟" وہ بولا: "میں نے اسے خچروں کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا تھا۔" آپ نے فرمایا: "تم نے اسے کیسے قتل کیا تھا؟" اس پر اس نے تمام واقعہ سنایا یہاں تک کہ اس نے کہا: "میں نے اس کی پیشانی اور ناک پر تلوار ماری تھی۔" اس کے بعد وہ اس کی لاش لائے تو آپ نے اس کا سازوسامان اس کے قاتل کو دے دیا۔ رستم

جب پانی میں گھسا تھا تو (اس نے بہت سی چیزیں اٹھا رکھی تھیں) اور پکڑا گیا تھا۔ تمام رستم کا (موجودہ) ساز و سامان بھی ستر ہزار میں فروخت ہوا اس کا تاج اگر مل جاتا تو اس کی قیمت ایک لاکھ ہوتی۔

پھر وہ حضرت سعدؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا "آپ امیر ہیں آپ آگے چل کر دروازے سے باہر رستم کی لاش دیکھیں" اس پر کئی دوسرے کا سر تھا اور شمشیر کی ضرب سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا آپ اس پر ہنسنے لگے۔

ایرانیوں کا قبول اسلام:

محمد طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ دیلم اور بعض فوجی چیفوں کے افسر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے تھے اور اسلام سے پہلے وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہے۔ انہوں نے اس وقت کہا "ہمارے یہ بھائی جو شروع سے مسلمان ہو گئے تھے وہ ہم سے زیادہ محفوظ اور بہتر ہیں۔ خدا کی قسم! اہل فارس رستم کے مرنے کے بعد کبھی کامیاب نہیں ہوں گے بجز اس صورت کے کہ وہ مسلمان ہو جائیں" لہٰذا وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

بچوں کی جنگی خدمات:

مسلمانوں کے لشکر میں بچے بھی تھے۔ وہ شہیدوں اور زخمیوں کی طرف گئے۔ ان کے ہاتھوں میں پانی کے مشکیزے تھے وہ ہر ایسے زخمی مسلمان کو پانی پلاتے تھے جس کے اندر کچھ جان باقی تھی اور جو مشرک سسکتا ہوا نظر آتا تھا اسے مار ڈالتے تھے وہ عصر کے وقت قریب سے اترے تھے۔

دشمن کا تعاقب:

حضرت زہرہ جالینوس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ حضرت قعقاع ان کے بھائی اور شرحبیل بلندی اور پستی کی طرف جانے والے ایرانی سپاہیوں کے تعاقب میں نکلے۔ انہوں نے ہر گاؤں، جنگل اور نہر کے کنارے جہاں کہیں ان کو پایا قتل کیا اور نماز ظہر کے وقت واپس آ گئے۔ لوگوں نے اپنے امیر کو فتح کی مبارک باد پیش کی اور انہوں نے بھی ہر قبیلے کی بہت تعریف اور حمد و ثنا کی۔

جالینوس کا ساز و سامان:

سعید بن مرزبان بیان کرتے ہیں کہ حضرت زہرہ نکلے یہاں تک کہ انہوں نے ایرانیوں کے ان شہسواروں میں سے ایک بادشاہ (سردار) جالینوس کو جا پکڑا اور بہت عمدہ ساز و سامان کے ساتھ تھا۔ حضرت زہرہ نے اس پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا ان کا ساز و سامان خستہ حالت میں تھا۔ تاہم وہ جالینوس کا سامان لے کر حضرت سعدؓ کے پاس پہنچے۔ وہ جو قیدی حضرت سعدؓ کے پاس موجود تھے انہوں نے اس کے سامان کو پہچان لیا اور تصدیق کی کہ یہ جالینوس کا سامان ہے۔ پھر حضرت سعدؓ نے دریافت کیا:

"کیا اس کے برخلاف کسی نے تمہاری مدد کی ہے؟" انہوں نے کہا "ہاں" اس کے بعد آپ نے حضرت زہرہ کو اس کا سامان دے دیا۔

ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے جالینوس کے ساز و سامان کو بہت زیادہ خیال کرتے ہوئے اس کے بارے میں حضرت عمرؓ کو خط لکھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جواب میں لکھا "میں نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس کا ساز و سامان بھی اس کو بخش دیا جائے گا"۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے وہ تمام ساز و سامان انہیں دے دیا انہوں نے اسے ستر ہزار میں

فروخت کیا۔

حضرت زہرہؓ کا کارنامہ:

حضرت شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زہرہؓ نے جالینوس کو پکڑ لیا اور دونوں میں مقابلہ ہوا۔ حضرت زہرہؓ نے تلوار کے ایک وار سے اسے نیچے گرا دیا اور مار ڈالا۔ حضرت زہرہؓ نے عہد جاہلیت اور عہد اسلام دونوں زمانوں میں بہادری کے کارنامے انجام دیے تھے۔ اس وقت وہ جوان تھے۔ لہٰذا انہوں نے جالینوس کا لباس و ہتھیار چھین لیے۔ اس کی قیمت کا اندازہ ستر ہزار سے کچھ زیادہ تھا۔ جب وہ حضرت سعدؓ کے پاس آئے تو انہوں نے وہ تمام ساز و سامان اتروا لیا اور فرمایا تم نے میری اجازت کا انتظار کیوں نہیں کیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثانی) سے خط و کتابت کی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر فرمایا

زہرہ کو مزید انعام کا حکم:

"تم زہرہ جیسے شخص کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو جو ایسا ہے کہ اس نے قابل قدر کارنامے انجام دیے ہیں۔ ابھی تک تمہاری جنگ ختم نہیں ہوئی ہے۔ اس طرح تم اس کی ہمت توڑ دو گے اور اس کے دل کو ٹھیس پہنچاؤ گے۔ تم اس کا مال غنیمت اس کو دو اور عطیات کے موقع پر تم اسے اس کے ساتھیوں پر پانچ سو درہم مزید انعام دے کر ترجیح دو"۔

مصعب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعدؓ کو لکھا "میں تم سے زیادہ زہرہ کو جانتا ہوں۔ زہرہ ایسا شخص نہیں ہے جو اپنے مال غنیمت میں سے کوئی چیز غائب کر دے جس نے تمہارے پاس اس کے خلاف چغل خوری کی ہے اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ اسے برا بدلہ دے۔ میں نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو دشمن کو قتل کرے تو وہی اس کے ساز و سامان اور مال غنیمت کا حقدار ہے"۔

حضرت سعدؓ نے وہ مال انہیں دے دیا جسے زہرہ نے ستر ہزار میں فروخت کیا۔

بہادر سپاہیوں کو انعامات:

ابراہیم اور عمرو روایت کرتے ہیں کہ یوم قادسیہ کے بہادر سپاہیوں کو عطیات کے موقع پر پانچ سو مزید انعام دیا گیا تھا ایسے انعام حاصل کرنے والے پچیس اشخاص تھے ان میں حضرت زہرہ، عصمۃ الضبی اور ربیع شامل تھے۔ وہ اشخاص جو گزشتہ دنوں میں بھی جنگ کر چکے تھے انہیں تین تین ہزار دیا گیا انہیں اہل قادسیہ پر ترجیح دی گئی۔

اعتراضات کا جواب:

زیاد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا "آپ اہل قادسیہ کو ان کے ساتھ شامل کر لیجئے" آپ نے جواب دیا "میں ان لوگوں کو کیسے ان میں شامل کر لیتا جب کہ وہ گزشتہ جنگوں میں شریک نہیں ہوئے تھے"۔

حضرت عمرؓ سے یہ بھی کہا گیا "آپ ان لوگوں کو جن کے گھر دور ہیں ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے گھر ان کے قریب جنگ کی ہو ترجیح دیجئے" آپ نے فرمایا:

"میں ان لوگوں پر دوسروں کو کیسے ترجیح دوں جب کہ یہی لوگ دشمنوں کے لیے باعث فکر تھے۔ یہ جب قریب ہی نے اور

کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا۔ حالانکہ وہ اپنے گھروں کے قریب جنگ کرتے رہے"۔

رستم کے قتل کا بیان:

حضرت شعبی اور سعید بن المرزبان قبیلہ عبس کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب رستم کو اپنی جگہ چھوڑنی پڑی تو وہ ایک خچر پر سوار ہو گیا۔ جب ہلال اس کے قریب آئے تو اس نے ایک تیر نکالا جو ان کے پاؤں میں لگ گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا "آؤ" جب حضرت ہلال نے اس کا رخ کیا تو وہ خچر کے نیچے گھس گیا۔ جب وہ اس تک نہیں پہنچ سکے تو انہوں نے اس کے بال کو قطع کیا۔ پھر وہ گر کر اس کی طرف گئے اور اس کا سر پھاڑ دیا۔

دشمن کی بے بسی:

شعبی کی روایت ہے "ہم نے یوم قادسیہ میں ایرانیوں پر متحد و منظم ہو کر حملہ کیا۔ اللہ نے انہیں شکست دی۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ کسی نے ان کے کسی سوار کی طرف اشارہ کیا تو وہ خود بخود پورے طور پر مسلح ہونے کے باوجود میرے پاس آتا اور میں اس کی گردن اڑا دیتا تھا۔ اس کے بعد وہ اس کا سازوسامان جو وہ پہنے ہوئے تھا سب پر قبضہ کر لیتا تھا۔

سعید بن المرزبان قبیلہ عبس کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ اہل فارس کی شکست کھانے کے بعد ایسی بری حالت ہو گئی تھی کہ ان سے پہلے کسی قوم کی ایسی بری حالت نہیں ہوئی تھی وہ بری طرح مارے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب کوئی مسلمان شخص کسی کو بلاتا تھا تو وہ فوراً آ کر سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور وہ (کسی مزاحمت اور مقابلے کے بغیر) اس کی گردن اڑا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اسی کا ہتھیار لے کر اسی سے اس کو مار ڈالتا تھا۔ بعض اوقات وہ آدمی ہوتے تھے تو انہیں حکم ملتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو مار ڈالیں۔

ایرانیوں کی بری حالت:

ابو اسحاق ایک شخص کی شہادت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سلمان بن ربیعہ الباہلی نے دیکھا کہ ایرانیوں کی ایک جماعت نے زمین کھود کر اپنا جھنڈا گاڑ رکھا ہے اور وہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ یہ کہہ رہے تھے "ہم مر کر یہاں سے نکلیں گے"۔ انہوں نے ان پر حملہ کیا اور جتنے جھنڈے کے نیچے تھے سب کو مار ڈالا اور ان کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔

سلمان کی شہسواری:

سلمان یوم قادسیہ کے شہسوار تھے اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ایرانیوں کی شکست کے بعد ان کی ثابت قدم رہنے والی فوج کا صفایا کیا۔ ان کے ساتھ کے دوسرے شہسوار عبدالرحمن بن ربیعہ ذوالنور تھے۔ انہوں نے بھی ان ایرانی دستوں کا صفایا کیا تھا۔ جو مسلمانوں کے مقابلے کے لیے رک گئے تھے اور انہیں اپنے سواروں کی مدد سے قتل ڈالا تھا۔

جمی ہوئی فوج کا صفایا:

سیف، محمد، طلحہ اور ان کے ساتھی روایت کرتے ہیں کہ شکست کھانے کے بعد ایرانیوں کے تیس سے زیادہ فوجی دستے ثابت قدم تھے جو جنگ کر رہے تھے اور راہ فرار اختیار کرنے میں شرم محسوس کرتے تھے مگر اللہ نے ان کو بھی ہلاک کر دیا۔

ان کے مقابلے کے لیے اسی قدر تعداد میں یعنی تیس سے کچھ زیادہ مسلمان فرداً فرداً مقابلے کے لیے گئے۔ چنانچہ سلمان بن

رہا۔ ایک فوجی دستے نے [illegible] ایرانی دستے کے مقابلے پر ایک مسلمان [illegible] ایرانی [illegible] ایک [illegible]

جا بجا ثابت قدم رہے اور ان کا مقابلہ ہوا۔

فوجی افسروں کے نام

ان فوجی دستوں کے افسروں میں سے جو جو [illegible] ان کے نام یہ ہیں:

۱۔	ہرمزان	جو عطارد کے مقابلے پر تھا۔
۲۔	اہوذ	یہ حضرت حنظلہ بن الربیع کاتب رسول کے مقابلے پر تھا۔
۳۔	زاد بن بہیش	یہ حضرت عاصم بن عمرو کے مقابلے پر تھا۔
۴۔	قارن	یہ حضرت قعقاع بن عمرو کے مقابلے پر تھا۔

جو ایرانی افسر مارے گئے ان میں سے چند مشہور یہ تھے

۱۔	شہریار بن کنارا	یہ سلمان کے مقابلے پر تھا۔
۲۔	ابن الہربذ	یہ حمال جعفی کے مقابلے پر تھا۔
۳۔	فرخان اہوازی	یہ ربیل بن عمرو [illegible] کے مقابلے پر تھا۔
۴۔	خسرو شنوم ہمدانی	یہ ابن الہذیل کاہلی کے مقابلے پر تھا۔

اس کے بعد حضرت سعدؓ نے بھاگنے والوں کے تعاقب میں حضرت قعقاعؓ اور شرحبیل کو بھیجا، حضرت زہرہ بن الحویہ نے جالینوس کا تعاقب کیا۔

باب ۱۵

ابن اسحٰق کی روایت

گزشتہ واقعات کا خلاصہ:

اب ہم ابن اسحاق کی روایت کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ اس طرح بیان کرتے ہیں: جب مثنیٰ بن حارثہ نے وفات پائی تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان کی بیوی سلمیٰ بنت خصفہ سے نکاح کر لیا یہ واقعہ ۱۴ھ کا ہے۔ اسی سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثانی) نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی سال ۱۳ھ میں ابوعبیدہ بن الجراح دمشق کی جانب بڑھے اور انہوں نے موسم سرما بھر ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ ہرقل رومیوں کے ساتھ تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ حمص آ کر ٹھہرا۔ ان کے ساتھ عرب کے عیسائی قبائل تھے مثلاً جذام، بلقین، عاملہ، قضاعہ اور غسان کے قبائل میں سے ان کے ساتھ بہت سے لوگ تھے اور آرمینیہ کے جو حصے ان کے ساتھ تھے۔ وہ خود وہاں مقیم ہو گیا اور اپنے خواجہ سرا کو جنگ کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ ایک لاکھ جنگجو سپاہی تھے اور اہل ارمینیہ میں سے بارہ ہزار سپاہی تھے جن کی قیادت جرجہ کر رہا تھا اور عرب میں سے غسان اور قضاعہ کے قبائل میں سے بارہ ہزار سپاہی تھے۔ جن کی قیادت جبلہ بن الایہم غسانی کر رہا تھا۔ باقی لوگ رومی تھے ان پر سقلار جو ہرقل کا خواجہ سرا تھا قیادت کر رہا تھا۔

خصی کے کارنامے:

ان کے مقابلے کے لیے پیشتر مسلمان نکلے جن کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح تھے۔ یہ لوگ یرموک کے مقام پر وہ جب واقوصہ میں صف آرا ہوئے۔ ان لوگوں نے بہت سخت جنگ کی یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کے لشکر میں گھس آئے۔ اور قریش کی خواتین کو بھی تلوار سے جنگ کرنا پڑی کیونکہ رومی ان کے لشکر میں گھس آیا تھا ان خواتین نے کمال کیا اور ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے خصوصیت سے بہادرانہ کارنامے انجام دیے یہاں تک کہ وہ رومیوں سے جنگ کرتی رہیں۔

بعض قبائل کی غداری:

جب مسلمان روم سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے تھے تو اس وقت لخم اور جذام کے قبیلے کے افراد بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے مگر جب انہوں نے مسلمانوں کی جنگ دیکھی تو وہ بھاگ گئے اور قریب کے دیہاتوں میں جا کر پناہ لی اور مسلمانوں کو اکیلا چھوڑ دیا۔

حضرت ابن الزبیر کی روایت

حضرت عبداللہ بن الزبیر فرماتے ہیں: "میں جنگ یرموک میں اپنے والد زبیر کے ساتھ تھا جب مسلمان جنگ کے لیے صف آرا ہوئے تو حضرت زبیر نے اپنی زرہ پہنی پھر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے ان کے بعد اپنے دو غلاموں سے فرمایا: "عبداللہ بن الزبیر کو اپنے ساتھ رکھو کیونکہ وہ ابھی بچہ ہے" آپ نے جب روانگی کی تو یہ بھی چلے گئے۔ جب مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ ہو رہی تھی تو میں نے چند آدمیوں کو دیکھا جو ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہیں کر رہے ہیں۔ میں حضرت زبیر کا ایک گھوڑا جسے وہ روانہ ہوتے وقت اپنے خیمے میں چھوڑ گئے تھے ان لوگوں کے پاس گیا اور ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

میں دیکھوں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ابو سفیان بن حرب بھی فتح کے مہاجرین میں سے بوڑھے قریشیوں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ جو جنگ میں حصہ نہیں لے رہے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھے لڑکا سمجھا اور میری موجودگی کو اہمیت نہیں دی۔

مسلمانوں کے نقصان پر خوشی:

جب رومیوں کا پلہ بھاری ہوتا تھا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا تھا تو وہ کہتے تھے "اے بنو اصفر (رومیو)" اور جب مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوتا تھا اور رومیوں کو شکست ہوتی تھی تو وہ کہتے تھے "رومیوں پر افسوس ہے" میں ان کی یہ باتیں سن کر تعجب کرتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو شکست دی اور حضرت زبیر آئے تو میں نے ان کو یہ بات بتائی تو وہ ہنسنے لگے اور کہنے لگے:

"وہ ابھی تک دل میں کینہ رکھے ہوئے ہیں اگر رومی ہم پر غالب آتے تو ان کو کیا فائدہ پہنچتا۔ ہم رومیوں سے ان کے لیے بہتر ہیں"۔

بھاگنے والوں کی شکست:

پھر اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت عطا کی اور رومیوں کو شکست ہوئی اور ہرقل کی ان تمام فوجوں کو بھی شکست ہوئی جو اس کے ساتھ تھیں [illegible] آرمینی اور مستعربہ اور ان کے ساتھی [illegible] تین ہزار آدمی [illegible] بچ کر بھاگ گئے۔ یہ لوگ جب ہرقل کے پاس پہنچا تو اس نے مقتولوں کے پاس سے بھی کوچ کر دیا تھا۔ جب مسلمان آگے بڑھے تو حضرت ابو عبیدہ نے عیاض بن غنم کو ان کے تعاقب میں بھیجا وہ بہت دور تک گئے۔ یہاں تک کہ ملطیہ تک پہنچ گئے۔ وہاں کے لوگوں نے جزیہ دینے پر [illegible] سے صلح کر لی۔ پھر وہ واپس آ گئے۔ جب ہرقل نے اس صلح کی خبر سنی تو اس نے فوجیں بھیجیں جنہوں نے ان کو گرفتار کر کے اپنے پاس رکھا اور ملطیہ کو خراب کر دینے کا حکم دیا۔

مسلم شہداء:

جنگ یرموک میں مسلمانوں کے نامور سرداروں میں سے حسب ذیل شہید ہوئے۔ بنو امیہ میں سے عمرو بن سعید بن العاص اور ابان بن سعید بن العاص شہید ہوئے۔ بنو مخزوم میں سے عبداللہ بن سفیان بن عبدالاسد شہید ہوئے اور بنو سہم میں سے سعید بن الحارث بن قیس بھی شہید ہوئے۔

جنگ قادسیہ:

محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ یرموک کی جنگ [illegible] میں ہوئی تھی [illegible] جب اہل یرموک جنگ سے فارغ ہوئے تو وہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ جب محرم [illegible] ختم ہوا تو حضرت سعد [illegible] سے روانہ ہوئے [illegible] رستم کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ خود جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ حضرت سعد نے جب یہ بات سنی تو وہ وہیں ٹھہر گئے۔ اور حضرت عمر فاروق سے امداد طلب کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے امدادی فوج حضرت مغیرہ بن شعبہ کے زیر قیادت چار سو [illegible] اور قیس بن مکشوح المرادی کے زیر سرکردگی سات سو [illegible] بھیجے۔ چنانچہ وہ یرموک سے وہاں پہنچے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ اپنی طرف سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے ایک جماعت بھیجیں۔ حضرت ابو عبیدہ نے قعقاع اور ہاشم بن عتبہ [illegible] کی زیر کمان حضرت [illegible] نے شامی فوجوں کے ساتھ بھیج دیا۔

نعمان بن قبیصہ کا قتل:

کسریٰ اردشیر [illegible] نے قادسیہ کے مقام میں ایک چھاؤنی قائم کر رکھی تھی۔ یہاں کی فوج کا سردار نعمان بن قبیصہ طائی تھا وہ قبیصہ بن ایاس بن حیہ طائی کا چچا زاد بھائی تھا جو حیرہ کا حاکم تھا جب وہ بیٹھا ہوا تھا تو اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص کا حال سنا تو اس نے عبداللہ بن سنان الاسدی سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا وہ قریش کے ایک شخص ہیں۔ نعمان بولا اگر وہ قریشی ہے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں اس سے ضرور جنگ کروں گا کیونکہ قریش غالب قوم کے غلام ہو جاتے ہیں۔ اس پر عبداللہ بن سنان کو بہت غصہ آیا مگر اس نے صبر و حکمت سے کام لیا۔ جب وہ سو رہا تھا تو عبداللہ اس کے پاس آیا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا اس کے بعد وہ حضرت سعد کے پاس آ کر مسلمان ہو گیا۔

جنگ کی تیاری:

جب حضرت مغیرہ بن شعبہ اور قیس بن مکشوح اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچ گئے تو وہ رستم کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ عذیب کے قریب ایک گاؤں قادس میں فروکش ہوئے۔ تمام لشکر نے بھی وہیں قیام کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص عذیب میں ٹھہرے۔ رستم ساٹھ ہزار جرار فوج کے ساتھ بھیجا گیا۔ اس کے لشکر کے اندر [illegible] پہنچا جب آیا تو [illegible] اور غلام ان کے علاوہ تھے۔ رستم قادسیہ میں فروکش ہوا اس کے اور مسلمانوں کے درمیان عتیق کا پل تھا جو قادسیہ کا پل تھا۔

حضرت سعد اپنے محل میں ٹھہرے تھے۔ ان کے جسم میں بہت سخت پھوڑے نکل آئے تھے۔ ابو محجن بن حبیب ثقفی بھی ان کے محل میں مقید تھا۔ آپ نے اسے شراب پینے کے جرم میں قید کر رکھا تھا۔

رستم سے گفتگو:

جب رستم وہاں آ پہنچا تو اس نے مسلمانوں کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے پاس ایک ایسا شخص بھیجو جس سے میں گفتگو کروں۔ مسلمانوں نے اس کی طرف حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ وہ چوٹیاں گوندھے ہوئے عجیب ہیئت میں اس کے پاس پہنچے۔ وہ (رستم) عراق کی سمت [illegible] کے پیچھے تھا اور مسلمان [illegible] کی سمت دوسری طرف تھے۔ وہ قادسیہ اور عذیب کے درمیان تھا۔ رستم نے ان کے سامنے یوں تقریر کی:

"اے اہل عرب! تم بہت مصیبت زدہ اور بدنصیب تھے۔ تم ہمارے پاس تاجر اور مزدور کی حیثیت سے یہاں آیا کرتے تھے۔ ہمارا کھانا کھاتے تھے اور ہمارا پانی پیتے تھے اور ہمارے درختوں کے سایوں میں بیٹھتے تھے ہمارے پاس سے جانے کے بعد تم نے اپنے ساتھیوں کو دعوت دی اور پھر تم ہمارے پاس آ گئے۔ تمہاری مثال ویسی ہے کہ جیسے ایک شخص کا ایک باغ تھا وہاں اس نے ایک لومڑی دیکھی اس نے پوچھا "کیا ایک لومڑی ہے" [illegible]

جب وہ سب اسی باغ میں جمع ہو گئیں تو باغ کا مالک آیا اس نے وہ سوراخ (بل) بند کر دیا جن سے وہ لومڑیاں آتی تھیں پھر ان سب کو قتل کر دیا۔

اے اہل عرب! میں جانتا ہوں کہ تم لوگوں کو جس چیز نے یہاں آنے پر آمادہ کیا ہے وہ تمہاری بدحالی ہے جس سے تم پریشان ہو چکے ہو کیونکہ تمہاری قوم نے تمہیں اپنے شہروں کی تقسیم اور دشمن کا مقابلہ کرنے سے روک دیا ہے۔ ہم تمہارے سرداروں کو کپڑے اور گھوڑوں سے نوازیں گے اور ہر شخص کو پہننے کے لیے لباس مہیا کرنے کا حکم بھی دیں گے۔ لہٰذا تم واپس چلے جاؤ اللہ تمہیں تندرست رکھے۔

حضرت مغیرہؓ کا جواب

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے (جواب میں) فرمایا: "آپ ہمارے فقر و فاقہ کا جو ذکر کرتے ہیں، ہم ایسی حالت میں تھے کہ ہم سے زیادہ بدتر حالت میں کوئی نہ تھا۔ ہم میں سب سے بہتر وہ شخص ہوتا جو اپنے چچا زاد بھائی کو قتل کر کے اس کا مال چھین لیتا تھا اور اس کا مال کھایا جاتا تھا۔ ہم مردار، خون اور ہڈیاں کھاتے تھے اور ہم اسی حالت میں رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک پیغمبر بھیجا اور ان پر کتاب نازل کی۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف آنے اور اس کی نازل کردہ کتاب کے احکام ماننے کی دعوت دی۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے ان کی تصدیق کی اور بعض نے جھٹلایا تصدیق کرنے والوں نے ان کے جھٹلانے والوں سے جنگ کی یہاں تک کہ ہم سب ان کے دین اسلام میں داخل ہو گئے۔ بعض تو صدق دل سے ایمان لائے تھے اور کچھ زبردستی مسلمان ہوئے تھے۔ آخر کار ہم سب کو یہ معلوم ہوا کہ وہ درحقیقت سچے ہیں اور وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

جہاد کا حکم:

انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے مخالفوں سے جنگ کریں۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ "جو دین کی حفاظت میں شہید ہو جائے اس کے لیے جنت ہے اور جو اس جنگ کے بعد زندہ رہے گا وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور فتح مند ہوگا"۔

اسلام یا جزیہ:

لہٰذا ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور ہمارے اسلام میں آ جاؤ" "اگر آپ ایسا کر لیں گے تو آپ کا ملک آپ کے پاس رہے گا اس ملک میں وہی داخل ہو سکے گا جسے آپ چاہیں گے۔ آپ کو زکوٰۃ اور خمس (پیداوار کا پانچواں حصہ) ادا کرنا ہوگا۔

اگر آپ (مسلمان ہونے سے) انکار کرتے ہیں تو جزیہ ادا کریں اگر (جزیہ ادا کرنے سے) انکار کریں تو ہم آپ سے جنگ کریں گے تا آنکہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ کر دے۔

رستم کی دھمکی:

رستم نے ان سے کہا "میرے خواب و خیال میں بھی یہ نہیں تھا کہ میری زندگی میں تمہاری یہ باتیں سننی ہوں گی۔ بہر حال کل شام نہیں آئے گی کہ میں اس سے پہلے تم سے فارغ ہو جاؤں گا اور تم سب کو قتل کر دوں گا"۔

پھر اس نے حکم دیا کہ عتیق کا پل درست کر دیا جائے چنانچہ رات بھر مٹی، سرکنڈوں کی شاخوں وغیرہ سے پل تیار ہوتا رہا صبح تک وہاں چلنے کا راستہ بن گیا۔

صف آرائی

طرفین آمنے سامنے آ گئے۔ حضرت سعد نے خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب بنایا [illegible] آپ کے [illegible] تھے [illegible] (ان کے [illegible]) [illegible] اس کے بعد [illegible] مسلمانوں کی طرف سے [illegible] ۱۴ھ [illegible] ہو گئی۔

حضرت سلمیٰ کا اقدام

حضرت سعد محل میں بیٹھ کر جنگ کی نگرانی کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی [illegible] (مثنیٰ بن حارثہ) [illegible] ان کے شوہر [illegible] مثنیٰ [illegible] حضرت سعد کو [illegible] انہوں نے ان کے منہ پر ایک تھپڑ مارا [illegible] "کیا آپ [illegible] بزدلی کی وجہ سے [illegible] محسوس کر رہے ہیں؟"

ابو محجن کے اشعار

جب ابو محجن نے گھڑ سواروں [illegible] یہ اشعار کہے (ان کا ترجمہ یہ ہے)

(۱) یہ غم کیا کم ہے کہ گھوڑے نیزوں کے ساتھ دوڑ رہے ہیں اور میں بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوں۔

(۲) جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو لوہا (زنجیریں) مجھے روک لیتا ہے [illegible] دروازے بند کر دیے [illegible] پکارنے والے کی پکار کا جواب نہیں دے سکتا۔

(۳) میں بہت مال دار تھا اور میرے بہت سے بھائی تھے مگر اب انہوں نے مجھے اس حالت میں تنہا چھوڑ دیا ہے کہ میرا کوئی بھائی نہیں رہا۔

ابو محجن کی رہائی

بعد ازاں انہوں نے حضرت سعد کی ام ولد (زبراء) سے [illegible] حضرت سعد [illegible] مسلمانوں [illegible] آپ [illegible] اللہ [illegible] آپ کے پاس [illegible] حضرت سعد کے گھوڑے [illegible]

ابو محجن کے حملے

ابو محجن بہت حملے کرتے اور حضرت سعد انہیں دیکھ رہے تھے [illegible] گھوڑے [illegible] جب [illegible] ابو محجن [illegible] کے پاس پہنچ [illegible]

باندھے تھے جو یہاں ڈالی تھیں۔

جب حضرت سعد محل کی چھت سے اترے تو انہوں نے اپنے گھوڑے کو پیچھے کی طرف بلایا اور بٹھایا اس سے وہ سمجھ گئے کہ ان کو گھوڑے پر سواری کی تکلیف ہے لہٰذا انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن معدیکرب مسلمانوں کے ساتھ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے۔

دشمن کی بے بسی:

حضرت اسود نخعی بیان کرتے ہیں کہ میں قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا تھا میں نے اپنے قبیلہ نخع کے ایک نوجوان کو دیکھا۔ وہ "فرزندان ایران" (ایرانی) کے ساٹھ یا ستر آدمیوں کو ہنکانے کے لیے جا رہا ہے۔ اس وقت میں نے کہا "اللہ نے فرزندان ایران کو ذلیل و خوار کر دیا ہے"۔

ہاتھی اور تیر اندازی:

قیس بن ابی حازم البجلی جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے، بیان کرتے ہیں "ہمارے ساتھ جنگ قادسیہ میں قبیلہ ثقیف کا ایک شخص تھا جو مرتد ہو کر ایرانیوں کے ساتھ مل گیا تھا اس نے انہیں اطلاع دی کہ مسلمانوں کا زور اور بہادری اس جانب ہے جہاں قبیلہ بجیلہ ہے۔ ہم اس وقت اسلامی لشکر کا چوتھائی حصہ تھے۔ لہٰذا ایرانیوں نے ہماری طرف سولہ ہاتھی بھیجے اور باقی لشکر کی طرف صرف دو ہاتھی تھے انہوں نے ہمارے گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے لوہے کے کانٹے بچھا دیئے تھے اور وہ ہم پر تیروں کی بارش برسا رہے تھے۔ انہوں نے گھوڑوں کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑ دیا تھا تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ حضرت عمرو بن معدیکرب ہمارے پاس سے گذرے تو کہنے لگے "اے مہاجرین کی جماعت! تم شیر بن جاؤ کیونکہ شیر بے نیازی کی شان میں ہوتا ہے۔" اس وقت ان کے سوار ایسے تیر چلا رہے تھے کہ ان کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ لہٰذا ہم نے ان سے کہا "اے ابو ثور! اس ایرانی سے احتیاط کرو کیونکہ اس کا تیر خطا نہیں جا رہا ہے۔" یہ سن کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایرانی نے ان پر تیر چلایا جو ان کی کمان پر پڑا اس کے بعد حضرت عمرو بن معدیکرب نے اس پر حملہ کیا اور اس کے گلے سے لپٹ کر اسے ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد اس کے سونے کے دستبند، سونے کا پٹکا اور ریشم کی قبا چھین لی۔

رستم کا قتل:

اللہ نے رستم کو بھی قتل کرایا اور اس کا لشکر اور ان کی چیزیں مسلمانوں کو مال غنیمت میں ملیں۔ مسلمان چھ یا سات ہزار تھے جس نے رستم کو قتل کیا اس کا نام ہلال بن علفہ التیمی تھا۔ ہلال نے جب رستم کو دیکھا تو وہ اس کی طرف بڑھے اس پر رستم نے تیر چلایا جو ان کے پاؤں پر لگا مگر وہ اس کا پیچھا کرتے رہے۔ رستم فارسی زبان میں کہہ رہا تھا "بیا" (آؤ) پھر ہلال بن علفہ نے حملہ کر کے تلوار ماری اور اسے قتل کر دیا بعد ازاں اس کا سر کاٹ کر اسے لٹکا دیا۔ اس کے بعد ایرانی بھاگ گئے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کرتے رہے۔

جب ایرانی خرارہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں وہ اترے، کھانا کھایا اور شراب پی۔ پھر جب وہ روانہ ہوئے تو وہ اپنی تیر اندازی پر تعجب کر رہے تھے کہ وہ عربوں کے لیے کارگر ثابت نہیں ہوئی۔

جالینوس کا قتل:

جب جالینوس نکلا تو اس پر حملہ کیا گیا وہ خندق پار کر رہا تھا۔ آخر کار مسلمانوں کے شہسوار وہاں پہنچ گئے اور زہرہ بن حویہ تمیمی نے اسے (جالینوس کو) قتل کر دیا۔ [illegible] ان کے پیچھے کی طرف بھاگ گئے۔

امدادی فوج:

حضرت سعد بھی مسلمانوں سے آگے بڑھ کر پہنچ گئے کیونکہ وہ بیماری کی وجہ سے مجبور تھے جب مسلمانوں کی فوج یہاں پہنچی تو اسی مقام پر حضرت عیاض بن غنم کی امدادی فوج بھی آ کر شامل ہوگئی یہ فوج ایک ہزار کی تھی حضرت سعد نے ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لیے جنگ تھا۔ [illegible] کے مال غنیمت میں سے ان کے حصے مقرر کیے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر الزامات

حضرت سعد اس وقت بھی اپنے پھوڑوں کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ اس موقع پر حضرت جریر بن عبداللہ نے یہ شعر کہا (ترجمہ یہ ہے):

۱۔ میں جریر ہوں اور میری کنیت ابو عمرو ہے۔ اللہ نے (ہمیں) مدد اور نصرت عطا کی۔ (حضرت) سعد محل میں لیٹے ہوئے تھے)

کسی دوسرے مسلمان نے یہ شعر کہے (ان کا ترجمہ یہ ہے):

۱۔ ہم جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اپنی نصرت نازل فرمائی مگر حضرت سعد قادسیہ کے دروازے پر مقیم تھے۔

۲۔ ہم اس حالت میں (جنگ سے) واپس آئے کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئی تھیں مگر (حضرت) سعد کی عورتوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہ ہوئی۔

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کا علم ہوا تو وہ باہر نکل کر آئے اور مسلمانوں کے سامنے اپنی معذرت پیش کی اور اپنی رانوں اور پیٹھ کے زخم ان کو دکھائے۔ اس وقت مسلمانوں نے ان کو معذور قرار دیا۔ حقیقت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بزدل نہیں تھے۔

دشمن کا تعاقب:

پھر تو ایرانی میدان سے بھی بھاگ کر مدائن کی طرف روانہ ہوئے وہ نہاوند کی طرف جانے کا قصد کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے مرکز کو چھوڑ دیا اور ہتھیار، بادشاہ (کسریٰ) اور اس کی بیٹیوں کی پوشاکیں، گدیاں اور ان کے علاوہ اور چیزیں وہ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت سعد نے ان کے تعاقب میں مسلمانوں کو بھیجا۔ چنانچہ خالد بن عرفطہ حلیف بنو امیہ کو سپہ سالار بنایا گیا اور ان کے ساتھ عیاض بن غنم اور ان کی فوج کو بھیجا گیا۔ ہراول دستے پر ہاشم بن عتبہ ابن ابی وقاص تھے۔ میمنہ پر جریر بن عبداللہ بجلی اور میسرہ پر زہرہ بن حویہ تمیمی تھے۔

مزید پیش قدمی:

اور تکلیف کی وجہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب وہ بیماری سے آزاد ہوئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی اپنے ساتھ کے

[illegible]

جنگ جلولاء

[illegible] ہاشم بن عتبہ [illegible]

توقف کا حکم

[illegible] حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فتوحات کا حال لکھ بھیجا [illegible]

> [illegible]

نئے مرکز کی تلاش:

[illegible] حضرت سعد بن ابی وقاص [illegible] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ [illegible]

> [illegible]

[illegible] حضرت سعد [illegible] مسلمانوں [illegible]

بہت مچھر اور بخار وغیرہ کا زور تھا۔ لہٰذا حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک انصاری کو جس کا نام حارث بن سلمہ اور بقول بعض عثمان بن حنیف تھا مناسب مقام کی تلاش میں بھیجا۔ انہوں نے جو مقام پسند کیا جہاں آج کل کوفہ ہے حضرت سعد مسلمانوں سمیت یہاں آ گئے۔ وہاں فروکش ہوئے وہاں مسجد بنوائی اور وہیں لوگوں کی رہائش کے لیے مکانات تعمیر کرائے۔

شام کی فتوحات:

اسی سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف روانہ ہوئے اور جابیہ کے مقام پر اترے اور ان کے ہاتھوں پر بیت المقدس کا شہر ایلیا فتح ہوا اور اسی سال حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے خالد بن ثابت فہمی کو حمص بھیجا ان کے ہاتھوں اللہ نے حمص کو فتح کرایا۔ اسی سال حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کندہ کے ایک شخص کو جس کا نام شرحبیل بن السمط تھا مدائن کا حاکم بنایا۔

* * *

باب ۱۴

اہل سواد کا حال

قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں: "ہم میں سے ایک شخص نے جنگ قادسیہ کی فتح کے بعد یہ شعر کہے۔ (ترجمہ)

۱۔ ہم جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اپنی نصرت نازل کی مگر حضرت سعدؓ قادسیہ کے دروازے پر بیٹھے رہے۔

۲۔ جب ہم (جنگ سے) واپس آئے تو ہماری بہت سی عورتیں بیوہ ہو گئی تھیں۔ مگر (حضرت) سعدؓ کی خواتین میں سے کوئی بھی بیوہ نہیں ہوئی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا:

یہ اشعار لوگوں میں مشہور ہو گئے اور حضرت سعدؓ کے کانوں تک بھی پہنچے تو انہوں نے (اسے) یہ بددعا دی:

"اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے یا اس نے یہ شعر ریاکاری، شہرت اور دروغ گوئی کی تشہیر کے لیے کہے ہیں تو میری طرف سے اس کے ہاتھ اور زبان کاٹ دے۔"

قبیصہ کہتے ہیں کہ "وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا کی بدولت ایک تیر آیا اور اس کی زبان پر جا لگا۔ اس سے اس کی زبان ایسی خشک ہو گئی کہ وہ بول نہیں سکتا تھا حتیٰ کہ وہ اللہ کے پاس پہنچ گیا۔"

ابن دجاجہ سعدی بیان کرتے ہیں کہ سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) سب سے زیادہ غیور اور بہادر تھے وہ دونوں صفوں کے درمیان قصر قدیس میں مقیم تھے اور وہاں سے وہ مسلمانوں کے لشکر کی نگرانی کرتے رہے۔ اگر میدان جنگ سے کوئی تیر پھینکا جاتا تو وہ ان کا بالکل خاتمہ کر سکتا تھا مگر ان شدید جنگوں کے خطرات سے وہ بالکل خوفزدہ نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کسی قسم کی بے چینی اور پریشانی کا اظہار کیا۔

خواتین کی جنگی خدمات:

ہمام بن الحارث نخعی کی بیوی ام کثیر بیان کرتی ہیں: "ہم اپنے شوہروں کے ساتھ حضرت سعدؓ کے لشکر میں جنگ قادسیہ کے موقع پر شامل تھے۔ جب ہمیں خبر ملی کہ جنگ ختم ہو گئی ہے تو ہم کمربستہ ہو گئے۔ ہم نے ڈنڈے لے لیے اور (زخمیوں اور) شہداء کے مقامات پر گئے جو مسلمان زندہ تھے انہیں ہم نے پانی پلایا اور انہیں اٹھایا اور جو مشرکین زندہ تھے۔ ہم نے ان کا کام تمام کیا۔ ہمارے پیچھے بچے تھے ان کے ذمے بھی ہم نے اسی قسم کی خدمات سونپ رکھی تھیں۔"

جنگ میں خواتین کی کثرت:

سعید بن الحارث ایک شخص شاہد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ قادسیہ میں قبیلہ بجیلہ اور قبیلہ نخع کی عورتیں سب سے زیادہ تھیں۔ قبیلہ نخع کی سات سو خواتین کنواری تھیں اور قبیلہ بجیلہ کی ایک ہزار تھیں۔ چنانچہ عرب کے مختلف قبائل کے ایک ہزار آدمیوں سے ان کا رشتہ قائم ہوا اور قبیلہ نخع کی سات سو خواتین کا رشتہ بھی ہو گیا اور اس وجہ سے قبیلہ نخع مہاجرین اور بجیلہ کا اصہار کہا جاتا

ہے۔ ان لوگوں نے حضرت خالد، حضرت شرحبیل اور حضرت ابوعبیدہ کی ہدایت سے جو اثاثہ اٹھایا تھا اور اہل و عیال اور سازو سامان کو پیچھے منتقل کر دیا تھا۔ اس سے ہمیں بھی بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

قبیلہ نخع کی خواتین:

محمد بن سعد اور طبری بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنی نخع کی ایک خاتون بنت مالک بن نزار انصاری (جلد ۸ صفحہ ۔۔۔ ہے) نے جنگ قادسیہ میں ایک خاتون کا تذکرہ کیا ہے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ قبائل عرب کی عورتیں بھی تھیں۔ قبیلہ نخع کی سات سو خواتین تو (بے شادی شدہ) تھیں جن کی شادی کے لیے لوگ بیتاب تھے۔ چنانچہ مہاجرین نے فتح سے پہلے اور فتح کے بعد ان کی رضا سے شادی شدہ ان خواتین سے نکاح کر لیا تھا۔ اس طرح یہ خواتین مختلف قبائل کے مردوں سے بیاہی گئیں۔

نکاح کا پیغام:

جب مسلمان جنگ سے فارغ ہوئے تو ان میں سے عمرو بن ابی الصغیر نے ایک خاتون عمارہ بنت عبدالمطلب کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ وہ تو اپنے شوہر سعید یا حضرت قعقاع کی بیوی تھیں اس لیے انہوں نے یہی کہا کہ

"تم اپنے شوہر سے مشورہ کر لو ان میں سے دو ہی کا حق تمہارے لیے ہے تم سب کچھ ہے۔"

چنانچہ انہوں نے ہجرت کے بعد ایک ہی سال میں ان سے نکاح کر کے اپنے شوہر سے ملیں۔

حضرت قعقاعؓ کا مشورہ:

تو حضرت قعقاعؓ نے فرمایا "مسلمانو! (تمہیں اس سال شمار کیا جاتا ہے) اس لیے تم اپنی جنگ کا مناسب مشورہ حاصل کر لو۔ اس کے بعد انہوں نے شعار پڑھے۔ (الیکا تنصرہ ہے)

1. اگر تمہیں مال و دولت کی ضرورت ہے تو تم مال اٹھا لو (شعر) اس آرزو سے نکال کر لو۔
2. اگر تمہیں عزت اور بلند رتبہ چاہیے تو تم جلد ہی فیصلہ کر لو جب تک فتح نہ ہو اس وقت تک جنگ ہے جس کا اس وقت اس کا نام آ گیا ہے۔ (ف)
3. تمہاری بہادری اور شرافت کے بدلہ تمام ہو جانا نہیں۔ تمہیں اختیار ہے کہ تم جو چاہو بہتر کر لو۔

جنگ کے نتیجہ کا انتظار:

اہل عرب یہ بیان کرتے ہیں کہ جب تک اہل عرب اور اہل فارس کے درمیان قادسیہ کی جنگ جاری رہی تو عرب اور ایران کی سلطنت کو بہت بے چینی تھی کہ اس جنگ کا نتیجہ کیا ہو گا۔ ادھر اس بات کا انتظار رہا اور جو لوگ اس جنگ میں شامل نہیں تھے وہ بھی بہت فکر مند رہتے تھے کہ یہاں کیا ہو گا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے عمل کو ملتوی کر رکھے تھے اور وہ اس انتظار میں تھے کہ وہ اس پر فیصلہ کریں گے جب تک قادسیہ کی جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ جب جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تو اس کی خبر جنوں نے انسانوں سے پہلے دور دراز مقامات تک پہنچا دی۔

نامۂ فتح

محمد، طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فتح کا خط لکھا جس میں انہوں نے ایرانیوں کے قتل کی تعداد اور مسلمان شہداء کی تعداد بھی لکھی تھی اور ان حضرات کے نام لکھے تھے جن کے متعلق انہیں پتہ تھا نیز اسے سعد بن عمیلہ فزاری کے ہاتھ بھیجا اور اس کا مضمون یہ تھا۔ (ترجمہ)

"اما بعد! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل فارس پر فتح عطا کی اور ان کا وہی حال ہوا جو ان سے پہلے ان کے ہم مذہبوں کا ہوا تھا۔ انہوں نے بڑی تیاری کے ساتھ مسلمانوں سے مقابلہ کیا تھا اور ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ایسی کثیر تعداد کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعداد کو ان کے کچھ کام نہ آنے دیا۔ ان کا تمام مال و متاع چھین لیا اور وہ مسلمانوں کی طرف منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ان کا دریاؤں، نالوں اور گھاٹیوں میں تعاقب کیا۔ مسلمانوں میں سے سعد بن عبید قاری اور فلاں فلاں شہید ہو گئے۔ ان کے علاوہ اور مسلمان بھی شہید ہوئے جنہیں ہم نہیں جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ جب رات ہوتی تھی تو وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے جس طرح شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے اور وہ میدان جنگ کے شیر تھے۔ جنگل کے شیر ان کی برابری نہیں کر سکتے تھے۔ جو زندہ ہیں ان میں اور گزرے ہوئے لوگوں میں شہادت کی فضیلت کا فرق ہے۔ زندوں کی قسمت میں شہادت نہیں لکھی گئی تھی۔"

قاصد سے استفسار

ابو عثمان نہدی کی روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو قادسیہ میں ایرانیوں کے آنے کی اطلاع ملی تو آپ مدینہ سے باہر آنے والے سواروں سے اہل قادسیہ کے بارے میں دریافت کرتے تھے اور صبح سے دوپہر (آدھے دن) تک وہاں کے قریب رہتے تھے اور پھر اپنے اہل و عیال کے پاس آ جاتے تھے۔ جب خوش خبری لانے والا وہاں پہنچا تو آپ نے اس سے پوچھا: "تم کہاں سے آ رہے ہو؟" جب اس نے جواب دیا تو آپ نے فرمایا: "مجھے تفصیل سے بتاؤ!"

"اللہ نے دشمن کو شکست دے دی" حضرت عمرؓ اس کے ساتھ دوڑتے جاتے تھے اور دریافت کرتے جاتے تھے وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چلا جا رہا تھا اور آپ کو نہیں پہچانتا تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگ امیر المومنین کہہ کر آپ کو سلام کرنے لگے۔ اس وقت اس قاصد نے کہا:

"خدا آپ پر رحم کرے آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ امیر المومنین ہیں؟"

آپ نے فرمایا: "اے بھائی! کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔"

محمد، طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ مسلمان قادسیہ میں فتح کے بعد قاصد کا انتظار کرتے رہے تاکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم آ جائے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ وہ اپنا فیصلہ عمل میں لائیں اور اپنے گھروں کا انتظام کریں۔

شامی امدادی فوج

عراق کے وہ جنگی سپاہی جو یرموک اور دمشق کی جنگ میں شریک تھے، جب انہیں عراق کی امداد کے لیے روانہ کیا گیا تو وہ قادسیہ کی فتح کے اگلے دن اور اس کے بعد پہنچے۔ ان کی پہلی فوج اگلے روز صبح کے وقت میں پہنچی۔ اور ان کی آخری امدادی فوج فتح کے تیسرے دن

میں آئی۔ اس معاملہ میں لوگوں کی رائے اور ان کے اقوال مختلف تھے اور قریب قریب تھے جب حضرت عمرؓ (خلیفہ ثانی) کے پاس خط لکھا گیا کہ ان کے بارے میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے تو [illegible] کے بعد [illegible] کے پاس بھیج دیا۔

حضرت عمرؓ کی تقریر

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس مالِ غنیمت آیا تو مسلمانوں سے مخاطب ہو کر بات کرنے لگے تھے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: میری مثال اُس شخص جیسی ہے کہ جس کے پاس مسلمانوں کی بہبود کی خاطر امانت ہو، اگر ہمیں کوئی ضرورت پڑی تو ہم بچنے کی کوشش کریں گے اور اپنی زندگی میں کفایت شعاری سے کام لیں گے۔ تم سب کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میری ذات سے بھی پوری طرح واقف ہو جاؤ کیونکہ میں صرف عمل کے ذریعے تمہیں تعلیم دے سکتا ہوں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تمہیں غلام بنا لوں بلکہ میں صرف اللہ کا ایک بندہ ہوں۔ مجھے (خلافت کی) امانت سونپی گئی ہے۔ اگر میں اس سے انکار کروں اور اسے لوٹا دوں اور اس کے بعد آپ سنت میں تم میری اتباع کرو تو تم اپنے گھروں میں شکم سیر رہو۔ جب [illegible] تو اس وقت میں کیا ہے؟ آپ کو بڑی خوشی نصیب ہوگی۔ اگر میں اس بار امانت کو لوٹا کر تمہیں اپنے گھر کے فائدے کے لیے بلاؤں تو یہ میری تنہائی میں بھی ہوگی مجھے تھوڑی خوشی ہوگی اور میں [illegible] ہوگا اور میں کبھی معاف نہیں کیا جاؤں گا۔"

حضرت عمرؓ کے نام دوسرا خط:

"اہلِ سواد (عراق کے دیہاتی) نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ہم سے معاہدے کر رکھے تھے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے سوائے اہلِ بانقیا، بسما اور اہلِ الیس کے جو معاہدوں پر قائم رہے تھے، دوسروں نے بدعہدی کی تھی اور کسی نے معاہدوں کی پابندی نہیں کی۔ یہ اہلِ سواد معذرت کرتے ہیں کہ اہلِ فارس نے انہیں مجبور کر کے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے (اپنی مرضی سے) ہماری مخالفت نہیں کی اور نہ وہاں سے گئے تھے۔"

تیسرا خط:

ابوالہیاج الاسدی ابن مالک کے ہاتھ جو خط بھیجا گیا تھا: "اہلِ سواد چلے گئے تھے ان کے بعد ہمارے پاس بھاگے ہوئے لوگ آئے جنہوں نے اپنے معاہدوں کی پابندی کی تھی۔ دوسروں کی مخالفت ظاہر کی گئی تو ہم نے ان معاہدوں کی پابندی کی جو انہوں نے ہم سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ کیے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اہلِ سواد امان چاہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ ان پر زبردستی کر کے انہیں باہر نکالا گیا تھا مگر وہ بھاگ گئے تھے اور انہوں نے نہ ہمارے خلاف جنگ کی اور نہ ان کی اطاعت قبول کی۔

ہم ایک ایسی نہایت عمدہ سرزمین میں ہیں جو اپنے رہنے والوں سے خالی ہے۔ ہماری تعداد قلیل ہے اور اہلِ عجم زیادہ ہو رہے ہیں اور دشمن کو کمزور کرنا ہے اس لیے ان کے ساتھ رعایت کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔"

حضرت عمرؓ کا جواب

(اس کے جواب میں) حضرت عمرؓ نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یہ تقریر ارشاد فرمائی: درحقیقت جو کوئی اپنی غرض، خواہش اور نافرمانی کے مطابق عمل کرے گا تو اس کا حصہ ساقط ہو جائے گا اور وہ صرف اپنی ذات کو نقصان پہنچائے گا اور جو کوئی سنت اور شریعت پر عمل کرے گا اور سیدھے راستے پر چلے گا اور اللہ کے ہاں ثواب کا خواہاں ہوگا تو ان سے فرمانبردار بندوں کے لیے ہے

ہے تو اس کا کام درست رہے گا اور اپنی زندگی میں کامیاب ہوگا کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا ہے: "انہوں نے جو عمل کیا ہے اسے موجود و حاضر پایا۔ تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے"۔

صحابہؓ سے مشورہ:

گذشتہ جنگوں کے مجاہدین اور اہل قادسیہ کہتے ہیں: "جب ہم سواد پر قابض ہو گئے ہیں وہاں کے لوگ جلاوطن ہو گئے ہیں ان کے بعد وہ لوگ آئے جو اپنے معاہدے پر قائم تھے۔ ان ذمیوں کے بارے میں ہم نے دریافت کیا ہے جن پر زبردستی کر کے جنگ میں شامل کیا گیا تھا اور وہ اس قسم کی معذرت پیش کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو عذر تو اسی قسم کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ ان علاقوں میں رہے یا اپنے علاقے سے چلے گئے۔ کچھ ایسے ہیں جو وہیں مقیم رہے وہ وہاں سے نہیں گئے تھے۔ کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اطاعت قبول کر لی تھی"۔

متفقہ فیصلہ:

لہٰذا (صحابہؓ کا) اجتماع ہوا کہ جو وہیں مقیم رہے اور جنگ سے باز رہے تو ان کے معاہدے کی پابندی کی جائے اور ان کا ایفاء کیا جائے۔ جو معاہدے کے دعویدار ہوں اور اس کی تصدیق ہو جائے یا ان کی پابندی ثابت ہو جائے تو ان کو بھی یہی حکم ہے۔ اور جن کے دعوے جھوٹے ثابت ہوں تو ان کے دعوے رد کیے جائیں گے۔ ان کے ساتھ دوبارہ صلح کی بات چیت ہوگی اور جو لوگ اپنی زمینوں سے چلے گئے ہیں تو ان کا فیصلہ کرنا یہی ہے کہ مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر وہ چاہیں تو ان سے مصالحت کر لیں اور وہ لوگ مسلمانوں کے ذمی بن جائیں اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان کی واپسی انہیں منع کر دیں اور ان سے جنگ کریں اور جو اقامت اختیار کرے اور مطیع ہو جائے اس کے بارے میں انہیں اختیار دیا جائے کہ وہ ان سے جزیہ لیں یا انہیں جلاوطن کر دیں یہی حالت کسانوں کی ہوگی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مجلس کے خط کا جواب یوں لکھا۔

دوسرے خط کا جواب:

"حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ اللہ بزرگ و برتر نے ہر چیز میں خاص حالات کے مطابق سہولت اور رعایت رکھی ہے مگر دو چیزوں میں رعایت نہیں ہے۔ ایک عدل و انصاف ہے اور دوسری چیز عبادت و ذکر ہے۔ ذکر و عبادت میں تو کسی حالت میں رعایت نہیں ہے اور ذکر کثیر کے بغیر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے۔ عدل و انصاف میں بھی قریب و بعید کسی حالت میں بھی رعایت نہیں ہے۔ عدل و انصاف نرم نظر آتا ہے مگر یہ سب سے زیادہ طاقتور چیز ہے۔ یہ ظلم و ستم کی آگ کو بجھاتا ہے اور جور و ظلم سے زیادہ باطل پرستی کا قلع قمع کرتا ہے اور غرور و سرکشی کو ختم کرتا ہے۔ لہٰذا اہل سواد میں جو لوگ اپنے معاہدے پر قائم رہے ہوں اور انہوں نے تمہارے خلاف دشمن کی کوئی امداد نہیں کی ہو تو وہ تمہاری ذمی رعایا ہیں اور ان پر جزیہ ادا کرنا ضروری ہے۔

مگر جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس پر زبردستی کی گئی تھی اور وہ وہاں سے بھاگ گیا تھا تو ان کے دعوے کو رد کر دو اور انہیں ان کی جگہ پر پہنچا دو"۔

ابوالہیاج کے خط کے جواب میں حضرت عمرؓ نے یہ جواب تحریر کیا۔

تیسرے خط کا جواب:

"یہ لوگ اپنے مقام پر ٹھہرے رہیں اور وہاں سے چلے نہ گئے ہوں اور انہوں نے کوئی معاہدہ کیا ہو تو چونکہ وہ تمہارے لیے اپنی جگہ پر برقرار رہے اور انہوں نے مخالفت نہیں کی تو ان کا یہ رویہ معاہدہ کرنے کے برابر ہے۔

کسان اور کھیتی باڑی کرنے والے (فلاحین) بھی اگر یہی رویہ اختیار کریں تو ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ جو کوئی اس بات کا دعویٰ کرے اور اس کے دعوے کی تصدیق نہ ہو سکے تو وہ ذمی ہے۔ اور اگر ان کا کوئی جھوٹ ثابت ہو تو اسے برطرف کر دو مگر جو دشمن کی مدد کرے اور تمہارے مقبوضہ علاقے سے چلا جائے تو اللہ نے اس معاملے میں تمہیں اختیار دیا ہے۔ اگر تم چاہو تو انہیں اس بات کی دعوت دو کہ وہ اپنی اراضی میں مقیم ہو جائیں اور جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری میں آ جائیں اگر وہ نہ آنا چاہیں تو ان کی اراضی کو اپنا سمجھو اور آپس میں تقسیم کر لو۔

واپسی کی دعوت:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطوط حضرت سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) کے پاس آئے تو مسلمانوں نے ان لوگوں کو جو اپنے وطن چھوڑ کر چلے گئے تھے یہ دعوت دی کہ وہ واپس آ جائیں اور جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری اور اطاعت میں آ جائیں۔ اس دعوت پر وہ واپس آ گئے اور معاہدے کے پابند افراد کی طرح ذمی بن گئے مگر ان کا خراج ان سے زیادہ بھاری تھا اور جو لوگ وہیں مقیم رہے وہ معاہدہ کرنے والوں کی طرح سمجھے گئے اور جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان پر زبردستی کی گئی تھی اور وہ جنگ سے بھاگ گئے تھے انہیں واپس آنے والوں کی طرح سمجھا گیا۔ کسانوں کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک کیا گیا۔

شاہی خاندان کی اراضی:

صلح اور معاہدے میں وہ اراضی بھی شامل نہ کی گئیں جو شاہی خاندان کی تھیں یا ان لوگوں کی تھیں جو اپنے حکام کے ساتھ شامل ہو کر چلے گئے تھے اور انہوں نے ان دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

(۱) اسلام لائیں (۲) یا جزیہ قبول کریں لہٰذا وہ بھی اموال غنیمت میں شامل ہو گئیں۔ جنہیں اللہ نے مسلمانوں کو غنیمت کے طور پر دیا تھا۔ لہٰذا شاہی خاندان کی جائدادیں اور اراضی اور مذکورہ بالا لوگوں کی اراضی مال غنیمت (فئی) حاصل کرنے والوں کی ملکیت قرار دی گئیں اور باقی سواد عراق کا علاقہ ذمی لوگوں کے قبضے میں رہا۔ ان سے کسریٰ کے خراج کے مطابق وصول کیا جاتا تھا۔ کسریٰ کا خراج مردوں پر ان کے علیحدہ مال اور حصوں کے مطابق ہوتا تھا۔ مال غنیمت میں شاہی خاندان کی اور اس کے متعلقین اور ان کے اہل و عیال کی جائدادیں اور اراضی شامل ہیں۔ آتش کدوں، جنگلوں، تالاب اور چوکیوں وغیرہ کی زمینیں شاہی خاندان اور ان کے متعلقین کی زمینوں سے الگ ہیں کیونکہ یہ عراق کے تمام علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

مشتبہ معاملہ:

حکام نے ان زمینوں کے جھگڑے کے موقع پر ان کی تقسیم کرنے میں سستی کی تھی اس وجہ سے ناواقف لوگوں پر سواد عراق کا معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ اگر عقلمند لوگ ان بیوقوفوں سے اتفاق کرتے جنہوں نے حکام سے تقسیم کرنے کی درخواست کی تھی تو یہ اراضی ان میں تقسیم ہو جاتیں مگر دانشوروں نے تقسیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور حکام نے بھی ان دانشوروں کے مشورے پر عمل کیا اور

[illegible]

[illegible]

اہل کتاب خواتین سے نکاح:

[illegible] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

[illegible]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم:

حضرت سعید بن جبیر بیان فرماتے ہیں "جب حضرت عمر بن الخطاب نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مدائن کا حاکم بنایا تو [illegible] خواتین کی کثرت ہو گئی تو اس وقت حضرت عمر نے ان کو لکھا بھیجا: "مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے مدائن کے اہل کتاب (عیسائی یہودی) کی خاتون سے نکاح کر لیا ہے۔ تم اسے طلاق دے دو۔" حضرت حذیفہ نے جواب میں تحریر کیا:

"میں اس وقت تک طلاق نہیں دوں گا جب تک آپ مجھے یہ نہ بتائیں کہ یہ حلال ہے یا حرام؟ اور اس سے آپ کا کیا مقصد ہے؟" حضرت عمر نے تحریر فرمایا:

"یہ (نکاح) حلال ہے لیکن عجمی خواتین میں کچھ فتنہ ہوتا ہے کہ اگر تم ان کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ تمہاری عورتوں پر غالب آ جائیں گی۔" تو حضرت حذیفہ نے کہا: "اب یہ بات میری سمجھ میں آ گئی ہے۔" اس کے بعد انہوں نے اس عورت کو طلاق دے دی۔

حضرت [illegible] مسلمان خواتین [illegible] اہل کتاب خواتین کو طلاق دی اور [illegible] ان خواتین کو [illegible]

ائمہ کے اقوال:

حضرت [illegible] فرماتے ہیں "[illegible]

مال غنیمت (خمس) میں شامل ہو گئی۔ اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے کہ جو شخص ان کا قریبی ہے تو ہم نے وہ زمین اس میں شامل کر دیا ہے اور یہ اس کی اصل حقیقت یہ ہے (جو بیان کی گئی ہے)۔

حضرت ابراہیم بن یزید تیمی فرماتے ہیں "سواد (عراق) کی زمین فتح کرنے کے بعد تقسیم کیا گیا ہے جو لوگ وہاں پہلے آئے تھے کی دولت ملی تھی جس نے وہ جگہ قبول کر لی اس پر قبضہ کر لیا اور جس نے انکار کیا اس کا مال (خمس) مال غنیمت میں شامل ہو گیا۔ اس نے جس سے قریب تک سواد کا علاقہ اور خود اس کے اندر کی زمین جو خمس (مال غنیمت) میں داخل ہے کوئی اسے فروخت نہیں کر سکتا۔

حضرت شعبی کی جانب سے بھی اس قسم کا قول منقول ہے کہ زمانہ ماضیہ کے سب کے سب متروک علاقے کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

جاگیروں کی بخشش

عامر کا قول ہے کہ حضرت زبیر، خباب، ابن مسعود، ابن یاسر اور ابن ہبار کو حضرت عثمانؓ نے عہد میں جو جاگیریں دی گئی تھیں اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غلطی (خطا) کی تھی تو جن لوگوں نے انہیں قبول کیا ان کی غلطی اس سے زیادہ سنگین ہے کیونکہ انہی لوگوں سے ہم نے اپنے دین اسلام کا علم حاصل کیا بلکہ حضرت عمرؓ نے بھی حضرت طلحہ، جریر بن عبداللہ اور ربیل بن عمرو کو جاگیریں دی تھیں اور ابو مفزر کو باب ہر مزان دیا۔ یہ لوگ بھی ان میں شامل تھے جن سے ہم نے استفادہ کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ جاگیریں مال غنیمت کے خمس (پانچویں حصہ) میں سے عطیات اور انعام کے طور پر دی گئی تھیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان بن حنیف کو حضرت جریر بن عبداللہ کے ہاتھ یہ خط بھیجا "اما بعد! اس کے بعد واضح ہو کہ تم جریر بن عبداللہ کو ان کی گذر اوقات کے مطابق جاگیر دو تاکہ وہ تم پر زیادہ بار نہ ہو"۔

حضرت عثمان بن حنیف نے جواب میں یہ تحریر کیا:

"جریر آپ کی طرف سے اس مضمون کا خط لے کر آئے ہیں کہ میں ان کی گذر اوقات کے لیے جاگیر دوں، مجھے یہ بات ناپسند ہوئی کہ میں آپ سے رجوع کرنے سے پہلے یہ کام پورا کروں"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا:

"جریر کی بات سچی ہے تم اس حکم کی تعمیل کرو۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھ سے مشورہ لے لیا"۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ کو بھی جاگیر دی۔

حضرت علیؓ نے کردوس بن ہانی الکروسی اور سوید بن غفلہ الجعفی کو جاگیریں دیں۔

سوید بن غفلہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علیؓ سے جاگیر کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

"لکھو علیؓ نے سوید کو داذویہ کی اراضی جاگیر میں دی ہے"۔

ابراہیم بن یزید کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

معاہدے کا طریقہ

"جب تم کسی قوم سے معاہدہ کرو تو اس وقت تم ان کے لشکروں کے نقصانات سے بے تعلقی کا اظہار کرو لہٰذا جب مسلمانوں کی

سے محاصرہ کرتے تھے تو وہ مسلمانوں میں یہ کہتے تھے:

''ہم تمہارے سامنے فوجوں کے نقصانات سے بری الذمہ ہیں''۔

سن میں اختلاف:

واقدی کا قول ہے کہ جنگ قادسیہ کا آغاز ۱۶ھ میں ہوا۔ بعض اہل کوفہ یہ کہتے ہیں کہ جنگ قادسیہ ۱۶ھ میں ہوئی مگر ہمارے نزدیک مستند روایت یہی ہے کہ یہ جنگ ۱۴ھ میں ہوئی۔ محمد بن اسحاق (صاحب المغازی) کہتے ہیں کہ یہ جنگ ۱۵ھ میں ہوئی جیسا کہ ہم نے اس کی روایت میں بیان کیا ہے۔

* * *

باب ۱۷

شہر بصرہ کی تعمیر

واقدی کا قول ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے [illegible] مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں مساجد میں تراویح (باجماعت) پڑھا کریں۔ [illegible] آپ نے اسی قسم کا حکم دیا۔

[illegible] حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہ بن غزوان کو بصرہ [illegible] کے ساتھ [illegible] روایت ہے [illegible] حضرت عتبہ بن غزوان [illegible] بصرے کی طرف [illegible] جب حضرت سعد [illegible] سے فارغ ہو گئے تھے [illegible] حضرت سعد نے حضرت عمرؓ کے حکم سے بھیجا تھا۔

ہند کی سرحد

[illegible] حضرت شعبی سے روایت ہے [illegible] حضرت عمرؓ نے عتبہ بن غزوان سے [illegible] [illegible] کے مقابلے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] وقت پر پڑھو [illegible] سے [illegible]

حضرت عتبہ کی روانگی

حضرت عتبہ بن غزوان [illegible] سے [illegible] کے ساتھ روانہ ہوئے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت عتبہ [illegible] [illegible] اور [illegible] ملا دی۔

اہل فرات سے جنگ

[illegible] روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عتبہ بن غزوان [illegible]

ان سے فرمایا: تم اور تمہارے ساتھی چلتے رہیں جب تک تم عرب کے انتہائی مقامات اور عجم کی قریبی سرحد پر پہنچ جاؤ تو تم وہیں قیام کرو۔ وہ روانہ ہوئے جب وہ مربد کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے ایک پتھر کی زمین دیکھی جو سفید تھی۔ کہنے لگے یہ بصرہ ہے۔ پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ پل کے سامنے پہنچے جہاں سرکنڈے اور خار دار جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں نے کہا: یہیں تمہیں اترنے کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ حاکم فرات کے قریب اترے۔ وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: ’’یہاں ایک علم بردار لشکر ہے جو آپ کے مقابلے کا قصد رکھتا ہے۔‘‘

چنانچہ وہ لوگ چار ہزار اسواروں کے ساتھ (مسلمانوں کے مقابلے کے لیے) آئے۔ حضرت عتبہؓ نے فرمایا: میں تم زمین ہی کے ساتھ جنگ کی ترتیب دے رہا ہوں۔ جب آفتاب ڈھل گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ اب حملہ کیا جائے۔ چنانچہ مسلمانوں نے حملہ کیا اور ان سب کا صفایا کر دیا اور حاکم فرات کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا۔ مسلمانوں نے اسے قیدی بنا لیا۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کا خطاب:

اس کے بعد حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’ہمارے لیے ایسا مقام تلاش کرو جو ان سب چیزوں سے پاک صاف ہو۔‘‘ مسلمانوں نے ان کے لیے ایک منبر تیار کیا اور وہ اس پر کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے:

’’دنیا رخصت ہو گئی ہے اور اس نے پیٹھ موڑ لی ہے۔ صرف اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جس قدر برتن میں کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ تم یہاں سے دار القرار (آخرت) کی طرف منتقل ہو جاؤ گے لہٰذا تم پوری تیاری کر کے وہاں جاؤ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی پتھر جہنم کے کنارے سے گرایا جائے تو وہ ستر خریف (سال) تک گرتا چلا جائے گا۔ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو حالانکہ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دو دروازوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ میں اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب کہ میں رسول اللہ ﷺ کے (ابتدائی بعثت کے زمانے میں) ساتواں مسلمان تھا۔ ہم صرف درختوں کے پتے کھاتے تھے جن کے کھانے سے ہمارے ہونٹ زخمی ہو گئے تھے۔ مجھے صرف ایک چادر ملی ہوئی تھی جسے میں نے پھاڑ کر اس میں (حضرت) سعد رضی اللہ عنہ کو شریک کر لیا تھا۔ اب ان سات ساتھیوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی بڑے شہر کا حاکم ہے۔ ہمارے بعد بھی لوگوں کو آزمایا جائے گا۔‘‘

نئے مقام کی تلاش:

مہلب، عمرو، محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عتبہ بن غزوان ابن جابر المازنی مدائن سے بصرہ کی سرحد کی طرف روانہ ہوئے تو وہ جزیرہ عرب کے سامنے سمندر کے کنارے پر فروکش ہوئے۔ وہاں ادنیٰ قسم کی تھوڑی سی گھاس تھی۔ یہ مقام ان کے ناموافق ثابت ہوا تو انہوں نے اس کی شکایت لکھ بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ تین منزلوں کے بعد وہ پتھریلے مقام پر قیام کریں۔ چنانچہ انہوں نے کوچ کیا (اور تیسری منزل پر) وہ بصرہ پہنچے۔ بصرہ اس زمین کو کہتے ہیں جس کے پتھر چونے کے ہوں۔

بصرہ کا مقام:

انہیں دریائے دجلہ سے ایک نہر کاٹنے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ کوفہ اور بصرہ دونوں کی آبادی اور تعمیر ایک ہی مہینے میں ہوئی تھی۔ اہل بصرہ کا مقام دریائے دجلہ کے کنارے پر تھا وہ مختلف مقامات پر ٹھہرتے رہے اور آگے بڑھتے رہے اور پیش قدمی کرنے کے ساتھ ساتھ نہر بھی کھودتے رہے یہاں تک کہ وہ دجلہ کے مقام پر آئے۔ بصرہ کا شہر بھی اسی طرح بسایا گیا جس طرح کوفہ بسایا گیا

تھا (دونوں کا فاصلہ تین دن کا تھا) بصرہ کے محلوں کو بسانے کے کام پر ابوالجرباء عاصم بن الدلف تمیمی مقرر ہوئے۔

کوفہ میں آباد ہونے سے پہلے اہل کوفہ مدائن میں آباد ہو چکے تھے۔ اس کے بعد وہ کوفہ میں آباد ہوئے۔

اہم مقام

نضر بن اسحاق سلمی کی روایت ہے کہ حضرت قطبہ بن قتادہ سدوسی بصرہ کے قریب خریبہ پر اسی طرح چھاپے مارتے تھے جس طرح حضرت مثنیٰ بن حارثہ حیرہ کے نواح پر چھاپے مارا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو تحریر کیا کہ اس مقام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے اگر انہیں تھوڑی سی مزید فوج مل جائے تو وہ قریب کے عجمیوں پر غالب آ سکتے ہیں اور انہیں اس علاقے سے نکال سکتے ہیں۔ اس علاقے کے اہل عجم اس واقعے کے بعد ان سے ڈرنے لگے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

(اس کے جواب میں) حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا: "مجھے تمہارا خط موصول ہوا کہ تم اپنے قریب کے عجمیوں پر حملہ کیا کرتے ہو۔ تمہاری رائے درست ہے اور ارادہ نیک ہے۔ بہتر تو یہی ہے کہ وہیں رہو جہاں تم ہو اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرتے رہو یہاں تک کہ میرا دوسرا حکم آ جائے۔"

حضرت عمرؓ نے حضرت شریح بن عامر السعدی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو یہ ہدایت کی: "تم اس علاقے میں مسلمانوں کے مددگار رہو۔" چنانچہ وہ بصرہ آئے اور وہاں قطبہ کو چھوڑ کر اہواز کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ عجمیوں کی ایک فوجی چھاؤنی دارس تک پہنچے تو اہل عجم نے انہیں شہید کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف روانہ کیا تو انہیں یہ ہدایات دیں: "اے عتبہ! میں نے تمہیں ہندوستان کی سرزمین کی سرحد کا حاکم بنایا ہے یہ دشمن کی جولان گاہ ہے مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے ماحول پر غالب کر دے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا۔ میں نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو لکھا ہے کہ وہ تمہاری امداد کے لیے عرفجہ بن ہرثمہ کو بھیجیں وہ دشمن کی چالوں کو سمجھنے والا مرد مجاہد ہے۔ جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس سے مشورہ کرو اور اسے اپنے قریب رکھو (بعد ازاں دشمن کو) دعوت حق دو جو تمہاری دعوت کو قبول کرے تو اس کے اسلام کو تسلیم کرو اور جو (دعوت اسلام سے) انکار کرے تو اس سے اطاعت قبول کرنے کا جزیہ لیا جائے ورنہ پھر مصالحت کے بغیر تلوار ہے (اس کا فیصلہ کرو)

حکومت کے خطرات:

"اپنی حکومت کے کاموں میں خوف خدا کو پیش نظر رکھنا اور ایسا نہ ہو کہ تمہارا نفس تمہیں تکبر کی کشمکش میں مبتلا کر دے اور اس سے تمہارے مسلمان بھائیوں کو نقصان پہنچے حالانکہ تم رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہ چکے ہو اور ذلت کے بعد عزت اور کمزوری کے بعد طاقت حاصل کر چکے ہو۔ یہاں تک کہ اب تم زبردست امیر اور قابل اطاعت حاکم بن گئے ہو لوگ تمہاری باتیں غور سے سنتے ہیں اور تمہارے احکام کی تعمیل کرتے ہیں (حکومت کی) یہ نعمت تو اچھی ہے بشرطیکہ یہ تمہیں تمہارے مرتبے سے اونچا نہ کرے اور اپنے ماتحتوں پر تمہیں مغرور و متکبر نہ بنائے۔ تم اس آفت سے (حکومت کے خطروں سے) اس طرح بچنے کی کوشش کرو جس طرح تم

کو ہوں سے پیچھے ہٹا دو کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ اس سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ تم ان کے کمزور ہونے کی حالت میں [illegible] تمہیں ان شہر پہنچنے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جب [illegible] کیونکہ اب مسلمان عرب کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھ رہے ہیں [illegible] انہیں دعوت دو۔ جو اسے قبول کرے [illegible] اور جو انکار کرے [illegible] ملاحوں کی طرح [illegible] تلوار سے ان کا مقابلہ کرو۔

اہل ابلہ کا مقابلہ

حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عتبہ بن غزوان جب تقریباً تین سو افراد کی فوج لے کر بصرہ آئے اور جب انہوں نے سرکنڈوں کا جنگل دیکھا اور مینڈکوں کی آوازیں سنیں تو کہنے لگے: "امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں عرب کی سرزمین کے آخری حصہ اور عجم کی زمین کے ابتدائی حصے کے قریب قیام کروں اور یہی وہ مقام ہے جہاں اترنے کے لیے اپنے خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیے۔" پھر آپ خریبہ کے مقام پر اترے۔ (جو بصرہ کے قریب ہے) [illegible] پانچ سو سوار پائے جاتے تھے جو اس کی حفاظت کرتے تھے کیونکہ وہ چین اور اس کے علاوہ سے آنے والی کشتیوں کی بندرگاہ تھی۔ اس لیے عتبہ وہاں سے روانہ ہو کر اجانہ کے مقام پر فروکش ہوئے۔ وہاں وہ تقریباً ایک مہینہ مقیم رہے۔ پھر اہل ابلہ ان کے مقابلے کے لیے آئے تو حضرت عتبہ نے بھی ان کا مقابلہ کیا۔

انہوں نے قتادہ بن قتادہ سدوسی اور قسامہ بن زہیر مازنی کو دس سواروں کے ساتھ پیچھے (عقب میں) رکھا اور ان سے فرمایا: "تم دونوں ہمارے پیچھے رہو۔ بھاگنے والوں کو لوٹاؤ اور جو ہمارے پیچھے سے حملہ کرنے کا ارادہ کرے اس کا مقابلہ کرو۔"

دشمن کو شکست:

اس کے بعد مقابلہ شروع ہوا۔ انہوں نے صرف اتنی دیر جنگ کی جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح ہو کر تقسیم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان پر غالب کر دیا اور دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا۔ پھر دشمن کے سپاہی شہر میں داخل ہو گئے اور عتبہ اپنے لشکر کی طرف واپس آ گئے۔ وہاں وہ تھوڑے دن ہی مقیم رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں (مسلمانوں کی طرف سے) ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ شہر سے نکل گئے اور ہلکا پھلکا سامان اٹھا کر وہاں سے چلے گئے اور کشتیوں کے ذریعے دریا کے پار چلے گئے۔ اس طرح شہر خالی ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کے اندر داخل ہو کر ان کے ساز و سامان، ہتھیاروں اور دیگر اشیاء پر قبضہ کر لیا۔ نقدی بھی ان کے ہاتھ آئی [illegible] ہر مسلمان کے حصے میں دو دو درہم آئے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

حضرت عتبہ نے نافع بن الحارث کو ابلہ کے مال غنیمت کو تقسیم کرنے پر مقرر کیا۔ انہوں نے اس کا خمس (پانچواں حصہ) الگ کر کے باقی حصہ سپاہیوں میں تقسیم کر دیا اور نافع بن الحارث کے ہاتھ اس کی اطلاع بھجوا دی گئی۔

شیخ بن عبداللہ کی روایت ہے کہ ابلہ کی جنگ میں نافع بن الحارث نے دشمن کے [illegible] آدمی قتل کیے اور [illegible] آ گئے۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی تعداد [illegible] سے کچھ اوپر تھی۔ ان میں سے ہر ایک مسلمان کو دو

لے یہاں دو روز [illegible] حاصل کرتے ہوئے [illegible] حضرت عمرؓ نے [illegible] کو خلیفہ مقرر کیا۔ یہ تین سو افراد تھے۔ جن کی [illegible] یا شہر [illegible] تک [illegible] حاصل ہوا۔

مجاہد افراد:

حضرت شعبی کی روایت ہے کہ ابلہ کی فتح کے موقع پر دو سو ستر مسلمان شریک تھے۔ جس میں (منجملہ) ذیل کے مسلمان شامل تھے۔ ابو بکرہ، نافع بن الحارث، شبل بن معبد، مغیرہ بن شعبہ، مجاشع بن مسعود، ابو مریم البلوی، ربیعہ بن کلدہ بن ابی الصلت ثقفی اور حجاج۔

دست میسان:

[illegible] بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عتبہؓ کے ساتھ فتح ابلہ کے موقع پر موجود تھا۔ انہوں نے نافع بن الحارث کو حضرت عمرؓ کے پاس فتح کی خوش خبری دینے کے لیے بھیجا۔ دست میسان کے لوگ ہمارے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ چنانچہ حضرت عتبہؓ نے کہا "میری رائے یہ ہے کہ ہم ان کی طرف روانہ ہوں" چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور دست میسان کے حاکم سے ہمارا مقابلہ ہوا۔ ہم نے ان سے جنگ کی، اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کی قبا اور پٹکا حاصل کر کے انہیں حضرت عمرؓ کے پاس انس بن حجیہ یشکری کے ہاتھ روانہ کیا۔

مسلمانوں کی خوش حالی:

ابو الملیح الہذلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عتبہؓ نے انس بن حجیہ کے ہاتھ دست میسان کے حاکم کے پٹکے کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا "مسلمانوں کا کیا حال ہے؟" انہوں نے کہا "ان پر دنیا [illegible] سونا اور چاندی میں کھیل رہے ہیں"۔ یہ سن کر لوگ بصرہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور وہاں آنے لگے۔

حضرت مجاشع بن مسعودؓ کی نیابت

علی بن زید روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عتبہؓ ابلہ کی فتح سے فارغ ہوئے تو دست میسان کا حاکم ان کے مقابلے کے لیے تیار ہوا۔ حضرت عتبہؓ ابلہ سے اس کی طرف روانہ ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے مجاشع بن مسعودؓ کو [illegible] فرات کی طرف روانہ کیا اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو حکم دیا کہ "وہ اس وقت تک مسلمانوں کو نماز پڑھائیں جب تک کہ مجاشع فرات سے واپس نہ آ جائیں جب وہ آ جائیں تو وہ امیر ہیں۔"

فیلکان سے جنگ

حضرت مجاشعؓ کی فرات پر پیش قدمی حاصل کرنے کے بعد [illegible] آنے سے (پہلے) ابزقباذ کے رئیسوں میں سے ایک اہم شخصیت فیلکان مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار ہوا تو اس کے مقابلے کے لیے مغیرہ بن شعبہؓ نکلے اور مرغاب کے مقام پر اس سے جنگ کی اور فتح حاصل کی۔ پھر انہوں نے فتح کی اطلاع حضرت عمر فاروقؓ کے پاس لکھ کر بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہؓ سے دریافت کیا۔

حضرت عمرؓ کا اعتراض:

"تم نے بصرہ پر کس کو حاکم بنایا ہے؟" وہ بولے "مجاشع بن مسعودؓ کو" آپ نے فرمایا "کیا آپ نے ایک اعرابی شخص کو اہل مدر

حاصل ہو جاتے ہیں۔ تم جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوا؟" روئے "پہنچے" (یا جانتے ہو) اس پر حضرت عمرؓ نے (حضرت) مغیرہ بن شعبہؓ کا واقعہ ان کو نائب بنایا اور انہیں لکھ دیا کہ واپس لوٹ آئیں۔ وہ اس کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت عتبہؓ اس کے بعد راستے میں فوت ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے بعد حضرت المغیرہ بن شعبہؓ کو (بصرے کا) حاکم مقرر کیا۔

حضرت مغیرہؓ کی جنگ

عبدالرحمٰن بن جوشن کی روایت ہے کہ جب دست میسان کا معاملہ ختم ہوا تو حضرت عتبہؓ روانہ ہو گئے۔ انہوں نے مجاشع کو فرات کی طرف بھیجا اور انہیں نائب مقرر کیا اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب تک کہ مجاشع فرات سے واپس آئیں۔ اہل میسان پھر متحد ہو گئے اور جمع ہوئے تو حضرت مغیرہؓ نے ان کا مقابلہ کیا اور مجاشع کے فرات سے واپس آنے سے پہلے (حضرت مغیرہؓ) ان پر غالب آ گئے۔ اس لیے انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو فتح کی اطلاع دی۔

مسلمان خواتین کی جنگی تدبیر

مدائنی کی روایت ہے کہ اہل میسان مسلمانوں کے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے تو حضرت مغیرہؓ ان سے جنگ کرنے کے لیے گئے اور دریائے دجلہ کے قریب دشمن سے ملے۔ اس وقت اردہ بنت الحارث بن کلدہ نے کہا: "کاش ہم بھی مسلمان مردوں کے ساتھ شریک ہوتے تو ان کی مدد کرتے"۔ (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنے دوپٹے کا ایک جھنڈا بنا لیا اور (دوسری مسلمان) خواتین نے بھی اپنے دوپٹوں کے جھنڈے تیار کر لیے اور وہ سب مسلمان مردوں (کی جنگ میں شریک ہونے) کے ارادے سے نکلیں اور وہ پہنچیں اس وقت جب مشرکین ان کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ جب مشرکین نے جھنڈوں کو آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے فوجی کمک آ رہی ہے۔ اس لیے وہ بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی کافی تعداد کو قتل کیا۔

جارثہ بن مضرب کی روایت ہے کہ ابلہ بزور شمشیر فتح ہوا۔ حضرت عتبہؓ نے مسلمانوں کے درمیان اس وقت (بن عمر) خبیص روٹیاں تقسیم کیں۔ حضرت محمد بن سیرین نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

اہم جنگی اسیر:

طبری لکھتے ہیں کہ میسان کے قیدیوں میں (خواجہ) ابوالحسن البصری کے والد یسار اور حضرت عبداللہ بن عون بن ارطبان کے دادا ارطبان بھی شامل تھے۔

خوش نصیبی

سلمہ بن المحبق بیان کرتے ہیں: "میں ابلہ کی فتح میں شریک تھا۔ میرے حصے میں ایک تانبے کا برتن آیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ سونا تھا۔ اس میں تقریباً اسی ہزار مثقال (سونا) تھا۔ اس بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا گیا۔ انہوں نے (جواب میں) لکھا:

"سلمہ سے اس بات کا حلف لیا جائے کہ جس وقت انہوں نے اس پر قبضہ کیا تھا اس وقت وہ ان کے نزدیک تانبا تھا۔

اگر وہ اس قسم کا حلف اٹھا لیں تو وہ مال ان کے سپرد کر دیا جائے ورنہ تمام مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے"۔

میں نے حلف اٹھایا تو وہ مال مجھے سپرد کر دیا گیا۔ ان کے پوتے مثنیٰ بن موسیٰ بن سلمہ کہتے ہیں: "اس سے ہمارے پاس آج تک اسی مال کا سرمایہ موجود ہے"۔

نعرۂ تکبیر کے اثرات:

حضرت قیس فرماتے ہیں: "جب مسلمان ابلہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلے تو میرے ساتھ ہزار فرزند دو سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ انہوں نے (ابلہ کی) بادبان ہم حاصل کیے اور کشتیوں کی کافی مقدار بھی حاصل کی۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے جب دجلہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے دشمن سے کہا "تم دریا پار کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم آئیں؟" انہوں نے کہا "تم دریا عبور کر کے ہمارے پاس آؤ"۔

مسلمانوں نے لکڑی کا پل بنایا اور اس پر سے دریا پار کرنے لگے تو مشرکوں نے (آپس میں) کہا "تم ان کے پہلے حصے کو نہ چھیڑو تاکہ آخری حصہ بھی عبور کر کے آ جائے"۔ جب مسلمان خشکی میں پہنچے تو انہوں نے دو مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا تو ان کی (سواریوں کے) جانور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور جب مسلمانوں نے تیسری تکبیر کہی (تو سواری کے) جانور اپنے مالک کو زمین پر پھینکنے لگے اور ہم ان کی بابت کا منظر دیکھ رہے تھے کہ ان کے سر کٹ رہے تھے۔ اللہ نے فتح عطا کی۔

زیاد کا کام:

مدائنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ صفیہ بنت الحارث بن کلدہ تھیں اور ان کی ہمشیرہ ازدہ بنت الحارث شبل بن معبد البجلی کی زوجہ (محترمہ) تھیں۔ جب حضرت عتبہ بصرے کے حاکم مقرر ہوئے تو ان کے ساتھ ان کی سسرال میں سے ابوبکرہ، نافع بن الحارث اور شبل بن معبد روانہ ہوئے۔ زیاد بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب انہوں نے ابلہ کو فتح کیا تو انہوں نے کوئی ایسا (موزوں) تقسیم کرنے والا آدمی نہیں پایا، اس وقت زیاد جو چودہ سال کا لڑکا تھا (مال غنیمت) تقسیم کرنے والا مقرر کیا گیا۔ اس کی اجرت (تنخواہ) روزانہ دو درہم مقرر کی گئی۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت:

کہتے ہیں کہ حضرت عتبہ ۱۴ھ میں بصرے کے حاکم مقرر ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ میں امیر بصرہ ہوئے مگر سب سے پہلی (ہماری روایت ۱۴ھ میں مقرر ہونے کی) ٹھیک ہے۔ ان کا دور حکومت چھ مہینے تھا۔

بصرے کے حکام:

حضرت عمرؓ نے (ان کے بعد) حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بصرے کا حاکم مقرر کیا۔ وہ دو سال بصرے کے حاکم رہے پھر ان پر کچھ الزامات لگائے گئے (اور وہ معزول کر دیے گئے) اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ (اشعری) حاکم مقرر ہوئے۔ ایک (ضعیف) روایت یہ ہے کہ حضرت عتبہؓ کے بعد حضرت ابوموسیٰؓ حاکم مقرر ہوئے اور ان کے بعد حضرت مغیرہؓ (حاکم مقرر) ہوئے۔

اسلامی صوبوں کے حکام:

اسی ۱۴ھ میں حضرت عمرؓ نے بیٹے عبیداللہ اور ان کے ساتھیوں کو نیز ابومحجن کو شراب نوشی کے جرم میں (کوڑوں کی) سزا دی۔ اسی سال حضرت عمر بن الخطاب نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اور ایک روایت کے مطابق مکے کے حاکم حضرت عتاب بن اسید اور یمن کے حاکم یعلیٰ بن منیہ، کوفے کے حاکم (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ) شام کے حاکم حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، بحرین کے حاکم عثمان بن ابی العاص اور بعض علماء کا قول ہے علاء بن حضرمی تھے۔ عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن تھے۔

باب ۱۸

۱۵ھ کے واقعات

ابن جریر طبری تحریر فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسی سن میں کوفہ کو شہر بنایا۔ انہیں کوفہ کی جگہ ابن بقیلہ نے بتائی تھی اس نے حضرت سعد سے یہ کہا تھا کہ میں آپ کو ایسی زمین کا نشان بتاتا ہوں جو مچھر پسو وغیرہ سے پاک صاف ہے اور جنگلات سے الگ تھلگ ہے۔

چنانچہ انہوں نے اس مقام کی نشاندہی کی جہاں آج کل کوفہ ہے۔

مرج الروم کا واقعہ:

اسی سال مرج الروم کا واقعہ رونما ہوا اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ اور حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہما کے ساتھ فحل سے حمص جانے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ یرموک سے جو لوگ بھاگ کر ان کے ہمراہ شامل ہو گئے تھے۔ انہیں لے کر روانہ ہوئے اور ذوالکلاع پر اترے۔ ہرقل کو ان کی آمد کی خبر دی گئی۔ اس نے توذر بطریق کو بھیجا۔ وہ مرج دمشق اور اس کے مغرب میں فروکش ہوا۔ حضرت ابو عبیدہ نے مرج الروم اور اس کی اس جماعت کا قصد کیا موسم سرما ان پر ٹوٹ چکا تھا اور زخم ان میں پھیلے ہوئے تھے۔ جب وہ مرج الروم میں ان کے پاس آئے تو ان کے قریب ہی شنس رومی بھی توذر کے برابر گھوڑ سواروں کے ساتھ فروکش ہوا اور توذر کی امداد اور اہل حمص کی مدد کے لئے آیا اور وہ ایک علیحدہ مقام پر پہاڑی کے پاس خیمہ زن ہوا۔ جب رات ہوئی تو وہ مقام توذر کے جانے کی وجہ سے ویران ہو گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا تعاقب:

حضرت خالد بن الولید توذر کے مقابلے پر تھے اور حضرت ابو عبیدہ شنس کے مقابلے پر تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ توذر دمشق کی طرف لوٹ گیا ہے تو حضرت خالد اور حضرت ابو عبیدہ دونوں اس امر پر متفق ہو گئے کہ حضرت خالد ان کا تعاقب کریں چنانچہ حضرت خالد لشکر لے کر راتوں رات ان کے پیچھے روانہ ہو گئے۔

توذر کی شکست:

حضرت یزید بن ابی سفیان کو اس کی اطلاع مل گئی تھی لہٰذا انہوں نے توذر کا مقابلہ کیا اور تھوڑی ہی دیر میں جنگ شروع ہو گئی۔ دوران جنگ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور انہوں نے دشمن کے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آگے پیچھے دونوں طرف سے مارے گئے اور قتل ہوتے گئے اور جو بھاگ گئے ان کے علاوہ کوئی بھی نہ بچا۔ مسلمانوں کو سب گھوڑے اور مال غنیمت ملا۔ اس میں سواری کے جانور، ساز و سامان، ہتھیار اور کپڑے بھی شامل تھے۔ جنہیں حضرت یزید بن ابی سفیان نے اپنے اور حضرت خالد بن ولید کے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر حضرت یزید دمشق کی طرف چلے گئے اور حضرت خالد حضرت ابو عبیدہ کے پاس چلے گئے۔ حضرت خالد نے توذر کو قتل کر دیا تھا۔

شنس کا قتل

حضرت خالدؓ بن ولید کے جانے کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے شنس کا مقابلہ کیا۔ یہ جنگ مرج الروم میں ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے شنس کی فوج کا صفایا کیا اور شنس کو بھی قتل کر دیا۔ میدان جنگ رومیوں کی لاشوں سے پٹ پڑا تھا اور وہاں ان کی لاشوں کے سڑنے کی وجہ سے ہوا بدبودار ہو گئی۔ جو بھاگ گئے وہ بچ گئے۔ ان کے علاوہ اور کوئی زندہ نہیں بچ سکا۔

فتح حمص:

ابوعثمان کی روایت ہے کہ جب ہرقل کو مرج الروم کے باشندوں کے قتل کی خبر موصول ہوئی تو اس نے امیر حمص کو حمص جانے کا حکم دیا۔ اس نے کہا:

> "مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان (عربوں) کی غذا اونٹ کا گوشت اور ان کی شراب اونٹ کا دودھ ہے۔ یہ موسم سرما ہے اس لیے تم ان سے ہر ٹھنڈے دن میں جنگ کرو۔ اس طرح موسم گرما کے آغاز تک ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا جب کہ ان کا کھانا پینا صاف بھی ہو"۔

موسم سرما کی جنگ:

وہ اپنے لشکر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور اس کے عامل کو بھی حمص بھیجا۔ حضرت ابوعبیدہؓ بھی حمص پہنچ گئے اور وہاں خیمہ زن ہوئے۔ ان کے بعد حضرت خالدؓ بھی وہاں آ کر مقیم ہو گئے۔ رومی ہر سرد دن میں صبح سویرے ان سے جنگ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے وہاں بہت شدید سردی محسوس کی۔ رومیوں نے محاصرہ طول دے دیا تاہم مسلمانوں نے (سردی کی شدت پر) صبر کیا اور مستقل مزاجی سے ڈٹے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر و استقلال عطا کیا اور موسم سرما کے خاتمے پر فتح و نصرت انہی کی ہوئی۔ دشمن شہر میں اس لیے محصور ہو گیا کہ انہیں یہ توقع تھی کہ موسم سرما مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دے گا۔

سردی کا مقابلہ:

ابوالزہراء القشیری اپنی قوم کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ اہل حمص ایک دوسرے کو محصور رہنے کی ہدایت کرتے رہے وہ کہتے تھے: "تم لوگ ڈٹے رہو کیونکہ یہ عرب قوم ہے جب شدید سردی ان پر اثر کرے گی تو ان کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ کیونکہ ان کا کھانا پینا ایسا ہے (کہ وہ سردی کا مقابلہ نہیں کر سکتے)" تاہم جب اہل روم (شہر کے اندر) واپس لوٹتے تھے تو جرابیں پہننے کے باوجود ان کے پاؤں پھٹ جاتے تھے اور مسلمان (بغیر جرابوں کے) صرف جوتے پہنتے تھے مگر ان کی کسی انگلی کو نقصان نہیں پہنچا۔

مصالحت کی کوشش:

جب موسم سرما ختم ہوا تو رومیوں کے ایک بوڑھے شخص نے کھڑے ہو کر ان سے کہا کہ وہ مسلمانوں سے مصالحت کر لیں مگر انہوں نے کہا:

> "ہم کیسے مصالحت کر لیں جب کہ ہماری سلطنت اور شان و شوکت باقی ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی (مشترک) چیز نہیں ہے"۔

پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور بولا: "موسم سرما چلا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امید بھی منقطع ہو گئی ہے۔ اب تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟" وہ بولے "ہم سرما کی بیماری کا (جو دل اور جگر کے درمیان ہوتی ہے یعنی مروڑ کی بیماری ہے) ہم انتظار کر رہے ہیں) یہ موسم سرما میں وبا چلتی ہے اور موسم گرما میں ختم ہو جاتی ہے۔" وہ بولا "یہ قوم ہے جو سب تکالیف برداشت کر سکتی ہے۔ اب اگر تم ان سے صلح کا عہد و پیمان کر لو تو یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ بزور شمشیر تمہیں گرفتار کیا جائے۔ مجھے تم کامل حاصل طریقے سے جواب دو، اس سے پہلے کہ تم قابل مذمت بن کر مجھے جواب دو۔" وہ بولے "یہ بڈھا سٹھیا گیا ہے۔ اسے جنگی امور سے کوئی واقفیت نہیں ہے۔"

نعرۂ تکبیر کے اثرات:

قبیلہ غسان اور بلقین کے بڑے اشخاص بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے مسلمانوں کے صبر و استقلال کا یہ بدلہ دیا کہ اہل حمص کے ہاں زلزلہ برپا ہو گیا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب مسلمان ان کے مقابلے کے لیے آئے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس سے رومیوں کے شہر میں زلزلہ برپا ہوا اور ان کی دیواریں پھٹ گئیں تو وہ گھبرا کر اپنے حکام اور اہل رائے کے پاس گئے اور ان سے صلح کرنے کی درخواست کی مگر انہوں نے ان کی بات نہیں مانی بلکہ انہیں بہت شرمندہ اور ذلیل کیا۔

اہل حمص کی مصالحت:

جب مسلمانوں نے دوسری تکبیر کہی تو اس کے بعد بہت سے گھر اور ان کی دیواریں گر گئیں۔ اس وقت پھر گھبرا کر وہ اپنے سرداروں اور اہل رائے کے پاس پہنچے اور کہنے لگے "کیا تم اللہ کے عذاب کو نہیں دیکھ رہے ہو؟" اس پر انہوں نے جواب دیا: "تمہارے علاوہ اور کوئی صلح کا مطالبہ نہیں کر رہا ہے۔" اس پر سب لوگ آگے بڑھے اور "صلح صلح" کی آوازیں لگانے لگے۔ مسلمانوں کو ان کی اندرونی حالت کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ آخرکار اہل حمص کی مصالحت کو مسلمانوں نے اس شرط پر قبول کر لیا کہ مسلمان رومیوں کے مال کو چھوڑ دیں گے اور ان کی عمارتیں بھی چھوڑ دیں گے اور وہاں قیام نہیں کریں گے بلکہ انہیں انہی لوگوں کے قیام کے لیے چھوڑ دیں گے۔ بعض لوگوں نے دمشق کی صلح کے مطابق مصالحت کی کہ ہر جریب کے غلے پر ایک دینار ہو خواہ وہ خوشحال ہوں یا تنگ دست ہوں۔

صلح کی شرائط:

بعض لوگوں نے بقدر وسعت (محصول ادا کرنے پر) مصالحت کی کہ اگر ان کا مال زیادہ ہو تو محصول زیادہ کر دیا جائے اور اگر کم ہو تو کم کر دیا جائے۔

دمشق اور اردن کا صلح نامہ بھی اسی قسم کا تھا۔ کچھ لوگوں نے خوشحالی اور تنگ دستی ہر حالت میں ایک رقم مقرر کر دی تھی اور کچھ لوگوں نے بقدر وسعت و طاقت ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے انتظامات:

حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت سمط بن اسود کو فرزندان معاویہ کے ساتھ اور اشعث بن میناس کو قبیلہ سکون کے ساتھ بھیجا۔ ان کے ساتھ ابن عابس اور مقداد قبیلہ بلی میں تھے۔ حضرت بلال اور خالد لشکر میں تھے اور صباح بن شتیر اور ذہیل بن عطیہ اور

وا [illegible] تھے۔ انہوں نے خود اپنے لشکر میں قیام کیا۔ اور حضرت عمرؓ کے [illegible] [illegible] تھے۔ یہ شہر [illegible] معروف ہے [illegible]۔ انہوں نے [illegible] [illegible] ہے اور [illegible] ہے۔ ابھی تک یہی صورت ہے اور ابھی تک یہی معمول ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا پیغام

حضرت عبداللہ بن [illegible] حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں واپس بھیجا۔ پھر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس کوفہ بھیجا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو تحریر کیا:

"تم اپنے شہر میں قیام کرو اور [illegible] (جنگ میں) [illegible] اللہ تعالیٰ فوج بھیجتا [illegible] ہوں گا۔"

فتح قنسرین

ابو عثمان اور جاریہ کی روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے فتح حمص کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید کو قنسرین بھیجا۔ جب وہ شہر کے قریب پہنچے تو رومی سپاہی میناس کی قیادت میں ان کے مقابلے کے لیے آئے۔ میناس ہرقل کے بعد رومیوں میں سب سے بڑا سپہ سالار تھا۔ فریقین کی جنگ شہر کے قریب ہوئی۔ میناس اور اس کے ساتھی بڑی طرح مارے گئے۔ تمام رومی اس کے ساتھ مارے گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔

اہل حاضر نے پیغام بھیجا کہ انہیں اہل عرب میں زبردستی جنگ میں لایا گیا تھا۔ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت خالدؓ نے ان کی (معذرت) قبول کر لی اور انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔

حضرت عمرؓ اور خالدؓ بن ولید

جب حضرت عمر فاروقؓ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے فرمایا: "خالدؓ نے اپنے آپ کو امیر بنا دیا تھا (حضرت) ابوبکرؓ پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے۔"

حضرت عمرؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد حضرت خالدؓ اور مثنیٰؓ کو معزول کر دیا تھا اور یہ فرمایا تھا:

"میں نے ان کو کسی الزام اور شک و شبہ کی بنا پر معزول نہیں کیا ہے بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے ان دونوں کو بہت عظیم شخصیت سمجھ لیا تھا۔ اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں لوگ ان دونوں پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔"

جب قنسرین کا یہ واقعہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید وہاں سے چلے۔ جب شہر قنسرین کی طرف آئے تو اہل شہر قلعہ بند ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا: "اگر تم بادلوں میں بھی ہوتے تو اللہ ہمیں تمہاری طرف چڑھا لے جاتا یا تمہیں ہماری طرف اتار دیتا۔"

شہر کی تباہی:

اس پر وہ اپنے معاملے پر غور کرنے لگے اور انہیں اہل حمص کا حشر یاد آیا تو انہوں نے اہل حمص کی طرح صلح کرنی چاہی مگر آپ نے صلح قبول نہیں کی اور شہر تباہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ شہر تباہ و برباد کر دیا گیا۔

ہرقل کی پسپائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

" [illegible] "

سن میں اختلاف

ابو جعفر طبری کہتے ہیں کہ ہرقل جو قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا اس کے روانہ ہونے اور شام چھوڑنے کے سن کے بارے میں اختلاف ہے۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ ۱۵ھ میں روانہ ہوا اور سیف کہتے ہیں کہ وہ ۱۶ھ میں روانہ ہوا۔

قسطنطنیہ کی طرف کوچ:

[illegible]

مسلمانوں کی خصوصیات:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شام سے رخصت

[illegible]

[illegible]

قلعوں کی ویرانی

[illegible]

فتح قیساریہ

خالد اور [illegible]

پشت کر دیں اور معاویہ کو قیساریہ کی طرف روانہ کر دیں۔ انہوں نے (حضرت عمرؓ کو) لکھا کہ وہ رومیوں کا مقابلہ کریں اور فتح کو تحریر کیا کریں وہ قیساریہ کا مقابلہ کریں۔

حضرت معاویہؓ کے نام خط:

حضرت عمرؓ نے (حضرت) معاویہؓ کے نام یہ خط تحریر کیا "حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ میں نے تمہیں قیساریہ کا عامل بنا دیا ہے تم وہاں جاؤ اور ان کے مقابلہ میں اللہ سے مدد مانگو اور اس (دعا) کا ورد بار بار کرتے رہو۔

لا حول و لا قوة الا بالله، الله ربنا و ثقتنا و رجاؤنا و مولانا نعم المولى و نعم النصير

"اللہ ہی کے ذریعے قوت و اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ اللہ ہمارا رب اور مددگار ہے۔ وہی ہمارا بھروسہ اور امید (کا مرکز) ہے۔ وہی ہمارا آقا ہے۔ کیا ہی اچھا آقا اور مددگار ہے۔"

اہل قیساریہ کو شکست:

(مذکورہ بالا) ارشادات کے مطابق وہ وہاں پہنچے جہاں انہیں حکم دیا گیا تھا اور حضرت معاویہؓ اپنے لشکر کے ساتھ قیساریہ کے پاس پہنچے انہیں شکست دے کر شہر کے اندر محصور کر دیا پھر انہوں نے محاصرہ کیا اور شکست کھانے لگے جب بھی وہ حملہ کرتے تھے شکست کھا کر اپنے قلعے کے اندر واپس چلے جاتے تھے۔

آخری مرتبہ جب وہ اپنے قلعوں سے نکلے تو نہایت جوش و خروش اور جاں نثاری کے جذبے کے ساتھ جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ میدان جنگ میں ان کے اسی ہزار سپاہیوں کی لاشیں گریں اور آخری شکست کھانے کے بعد ان کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ ہو گئی۔

فتح کے قاصد:

انہوں نے فتح کی خوشخبری خاندان ضبیب کے دو افراد کے ذریعے بھیجی۔ پھر انہیں ان دونوں سے ضعف (کمزوری) کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے بنی جذام میں سے ایک شخص کو روانہ کیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ ان دونوں کے پیچھے جا کر ان سے آگے بڑھ جائے۔ چنانچہ جذامی نے ان دونوں کو جا لیا وہ سوئے ہوئے تھے۔ اس لیے وہ ان سے آگے بڑھ گئے۔

قیصر سے گفتگو:

علقمہ بن مجزز کی روایت ہے کہ انہوں نے غزہ کے قریب فیقار کا محاصرہ کر لیا۔ وہ خود علقمہ کے قاصد بن کر گئے۔ فیقار نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ راستے میں (پوشیدہ ہو کر) بیٹھ جائے جب وہ گزریں تو انہیں قتل کر دیں۔ علقمہ وہاں سے نکل کر جانے لگے تو انہوں نے کہا "میرے ساتھ میرے ہم قبیلہ دس آدمی ہیں جو میری طرح ہیں۔ میں انہیں بھی اپنے ساتھ لاؤں گا۔" اس پر اس نے اس آدمی کو پیغام بھیجا "تم ان سے کوئی تعرض نہ کرو"

فتح کی خوشی:

وہ اس کے پاس سے نکلے اور انہوں نے بھی وہی کیا جو عمرو نے ارطبون کے ساتھ کیا تھا۔ جب حضرت عمرؓ کو فتح کی خبر ملی تو انہوں نے مسلمانوں کو جمع کیا اور خوشی کی بات سنائی۔ آپ نے اللہ کی حمد بیان کی اور فرمایا:

"[illegible] کی طرف [illegible] [illegible] ہو گیا۔"

جنگی قیدی

حضرت ابو عبیدہ نے فتح سے پہلے اور فتح کے بعد کے قیدیوں کے بارے میں [illegible] سے دریافت کیا تو آپ نے [illegible] کہ [illegible]

مارے گئے یا [illegible] جو صلح [illegible] [illegible] تو ذمی [illegible]۔

اس طرح [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] کی [illegible] ہو گئی۔

فتح بیسان

جب حضرت خالدؓ فحل کی طرف متوجہ تھے اور حضرت [illegible] [illegible] کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت عمرو بن العاص [illegible] بیسان کی طرف روانہ ہوئے [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] تھے۔ انہوں نے اردن کے [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] کیا اور اپنے لشکر کے [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] اس کے بعد انہوں نے [illegible] [illegible] کے خلاف [illegible] [illegible] اپنے قلعوں اور [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] سب سے بڑا [illegible] [illegible] [illegible]۔ اس نے [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا لشکر [illegible] موجود تھا۔

حضرت عمروؓ کے نئے انتظامات

حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عمرؓ کو [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] کے [illegible] حضرت عمرؓ [illegible] آیا تو [illegible] فرمانے لگے:

"ہم نے روم کے ارطبون کا عرب کے ارطبون سے مقابلہ کرایا ہے [illegible] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ [illegible] کے [illegible] [illegible] لشکر کے لیے [illegible] [illegible] کرتے تھے۔ لہٰذا جب انہیں [illegible] [illegible] مختلف مقامات پر [illegible] ہے تو انہوں نے حضرت یزید بن ابی سفیان کو تحریر کیا کہ وہ معاویہ [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] اہل قیساریہ سے جنگ کرنے کے لیے امیر مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ انہیں حضرت عمرو بن العاص کے خلاف [illegible] [illegible] سے روکیں۔ حضرت عمروؓ نے علقمہ بن حکیم الفراسی اور مسروق بن فلان العکی کو اہل ایلیا کے خلاف جنگ کرنے کے لیے مقرر کیا تھا [illegible] وہ اہل ایلیا کے مقابلے کے [illegible] [illegible] انہیں حضرت عمروؓ کے مقابلے سے روکے رکھیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] روانہ کیا [illegible] [illegible] (رومی فوج کا سردار) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھا۔

ارطبون سے گفتگو

جب حضرت عمرو بن العاص کو [illegible] [illegible] [illegible] تو انہوں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] عمرو بن العاص [illegible] [illegible] [illegible] وہ ارطبون سے کوئی معاملہ [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کے ذریعے مراسلت کرنے سے مطمئن نہ ہوئے [illegible] ایک قاصد کی حیثیت سے اس کے پاس [illegible] اسے اپنا پیغام پہنچایا اور [illegible] [illegible] اس کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معلوم [illegible]۔

ارطبون کی [illegible]

ارطبون نے جب [illegible] تو [illegible] کہا [illegible] اس [illegible] قوم نے مجھے بہت بڑا دھوکا دیا ہے۔

[illegible] آپ نے [illegible] وہاں سے [illegible] حضرت [illegible] یہ بات [illegible] آپ نے فرمایا۔

حضرت عمرو کا [illegible]:

آپ [illegible] ہو گئی ہے۔ [illegible] ان میں سے ایک ہوں جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حاکم کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ ہم اس کی امداد کریں اور اسے مشورے دیں۔ میں لوٹ کر انھیں ابھی [illegible] ہوں، اگر انھوں نے وہی شرائط منظور کر لیں جو آپ نے میرے سامنے پیش کی ہیں تو گویا تمام اہل لشکر نے وہ باتیں منظور کر لیں اور اگر انھوں نے وہ باتیں منظور نہ کیں تو آپ انھیں بحفاظت ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیں گے اس وقت آپ ہی کو اپنے معاملے کا اختیار ہوگا۔"

ارطبون نے یہ بات مان لی اور اپنے دل میں کہا [illegible] آدمی کے [illegible] دستے [illegible] اس کے پاس [illegible] حضرت عمرو بن العاص نے کہا:

آپ جوں ہی اپنے ساتھیوں کو لانے گئے تو حضرت عمرو [illegible] اور [illegible] واپس نہیں آئیں گے۔ بعد ازاں ارطبون کو بھی معلوم ہو گیا کہ وہ عمرو تھے کہنے لگا "[illegible] مجھے دھوکا دیا۔" [illegible] یہ سب سے [illegible] ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تعریف

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا: "[illegible] غالب آ گئے اللہ عمرو کا بھلا کرے۔" اس کے بعد حضرت عمرو نے اس کا مقابلہ کیا [illegible] تمام [illegible] معلوم ہو [illegible] اجنادین کے مقام پر شدید جنگ ہوئی جیسا کہ یرموک کی جنگ تھی۔ [illegible] مسلمانوں کی [illegible] ارطبون [illegible] ایلیا [illegible] حضرت عمرو [illegible] ہے۔

ایلیا میں پناہ:

جب ارطبون ایلیا پہنچا تو مسلمانوں نے [illegible] یہاں تک کہ [illegible] اس نے مسلمانوں کو [illegible] چنانچہ علقمہ [illegible] مسروق [illegible] ہوا جب حضرت عمرو بن العاص کے پاس [illegible] پہنچ گئے۔

ارطبون کا خط

ارطبون نے (حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) کی طرف یہ خط لکھا کہ:

"آپ میرے دوست اور میرے ہم [illegible] ہیں۔ آپ کی اپنی قوم میں [illegible] حیثیت ہے جو [illegible] آپ اجنادین کے بعد [illegible] کا کوئی حصہ فتح نہیں کر سکیں گے آپ واپس

جائیں اور کسی قسم کا تحفظ نہ کریں ورنہ آپ کو بھی ایسی شکست ہوگی جو آپ سے پہلے آئے تھے اور شکست کھا کر گئے۔

خط کا جواب:

حضرت عمرو نے ایک آدمی کو بلایا جو رومی زبان جانتا تھا اسے ارطبون کے پاس بھیجا اور فرمایا ''تم انجان اور ناواقف بنے رہنا اور جو دیکھو اسے غور سے سننا اور اس کے بعد آ کر مجھے اس کی خبر بتاؤ''۔ اس کے بعد انہوں نے ارطبون کو لکھا:

''آپ کا خط مجھے موصول ہوا آپ اپنی قوم میں میرے ہم پلہ اور نظیر ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ میری فضیلت سے ناواقف بنے ہوئے ہیں ورنہ آپ کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ میں اس ملک کا فاتح ہوں۔ آپ فلاں فلاں وزراء کو بلا لیجئے اور ان کے سامنے میرا خط پڑھ کر سنا دیجئے اور وہ میرے اور آپ کے درمیان (خط و کتابت) پر غور کر لیں گے''۔

قاصد (یہ خط لے کر) حسب ہدایت روانہ ہوا۔ جب وہ ارطبون کے پاس آیا تو اس نے لوگوں کے سامنے وہ خط دیا۔ انہوں نے وہ خط پڑھوایا تو سب ہنسنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور ارطبون سے مخاطب ہو کر کہنے لگے:

''تمہیں کہاں سے یہ معلوم ہوا کہ وہ اس علاقے کا فاتح نہیں ہے''۔ وہ بولا ''اس علاقے کو فتح کرنے والا وہ شخص ہے جس کا نام عمر ہے اس کے تین حروف ہیں''۔

حضرت عمرؓ کو خط:

وہ قاصد (یہ معلومات لے کر) حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس واپس آیا۔ اس وقت انہیں پتہ چلا کہ وہ (حضرت) عمر (ابن الخطاب) ہیں۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو مدد کے لیے خط لکھا اور یہ تحریر کیا ''میں بہت سخت جنگ لڑ رہا ہوں اور میں نے ملک کو آپ کے لیے تیار کر دیا ہے آگے جیسے آپ کی رائے ہو''۔

سفر کا اعلان

جب حضرت عمر فاروقؓ کے پاس یہ خط پہنچا تو انہیں یقین ہو گیا کہ عمرو بن العاصؓ نے یہ بات کسی علم کے بعد کہی ہے۔ پھر انہوں نے (اپنے سفر کا) اعلان فرمایا اور روانہ ہو گئے۔ آپ نے جابیہ کے مقام پر قیام کیا۔

حضرت عمرؓ شام کی طرف کل چار مرتبہ روانہ ہوئے تھے پہلی مرتبہ آپ گھوڑے پر سوار تھے دوسری مرتبہ اونٹ پر تھے۔ تیسری مرتبہ روانہ ہوئے مگر طاعون کی وبا کی وجہ سے لوٹ آئے تھے چوتھی مرتبہ گدھے پر سوار ہو کر وہاں داخل ہوئے۔

سپہ سالاروں کی ملاقات۔

حضرت عمرؓ نے روانہ ہونے سے پہلے مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ اس کے بعد آپ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی روانگی کی اطلاع تمام سپہ سالاروں کو دے دی تھی کہ وہ جابیہ کے مقام پر آپ سے ملاقات کریں۔ آپ نے دن بھی مقرر کر دیا تھا اور یہ بھی ہدایت کی تھی کہ تمام سپہ سالار اپنے جانشین مقرر کر کے آئیں۔ چنانچہ جابیہ کے مقام پر وہ پہنچے۔ سب سے پہلے یزید بن ابی سفیان نے آپ سے ملاقات کی پھر حضرت ابو عبیدہؓ آئے پھر حضرت خالد بن ولیدؓ آئے وہ گھوڑوں پر سوار اور ریشم اور دیباج کا لباس پہنے ہوئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی برہمی:

آپ اترے اور پتھر لے کر ان کی طرف پھینکتے ہوئے فرمانے لگے: ''کتنی جلدی تم لوگوں نے اپنا طریقہ بدل دیا ہے تم اس

ہوا نہیں ہوا استقبال کرنے ہیں تو دجال کے اندر قطرے ہیں تو تم نے اور ایسے آپ چند دن رہ گئے ہو خدا کی قسم! اگر تم دو سال کے بعد بھی یہیں رہو گے تو تمہارے جانے میں دو سال کا عرصہ ہو گا"۔

وہ بولے: "ہم تمہارے ساتھ رہیں گے" آپ نے فرمایا: "تو یہ بات درست ہے" اس کے بعد آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ اس وقت حضرت عمرو بن العاص اور شرحبیل اجنادین میں تھے انہوں نے اپنا مقام نہیں چھوڑا۔

فتح بیت المقدس

حضرت سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ آئے تو ایک یہودی آپ سے کہنے لگا:

"اے امیر المومنین! آپ اپنے گھر واپس نہ جائیں گے جب تک کہ اللہ ایلیا (بیت المقدس) آپ کو فتح نہ کرا دے۔"

ابھی حضرت عمر جابیہ کے مقام ہی پر تھے کہ آپ نے گھوڑ سواروں کے ایک دستے کو دیکھا جو آپ کی طرف آ رہا تھا۔ جب وہ قریب آئے تو مسلمانوں نے تلواریں نکال لیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: "یہ لوگ پناہ لینے کے لیے آ رہے ہیں تم انہیں پناہ دو"۔

آخر کار معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایلیا کے شہری ہیں انہوں نے جزیہ ادا کرنے کے معاہدے پر صلح کر لی اور آپ کے لیے شہر کھول دیا۔

دجال کے بارے میں سوال

جب شہر فتح ہو گیا تو آپ نے اس یہودی کو بلوایا کیونکہ آپ کو یہ پتہ چل گیا کہ وہ ان (یہود) کی معلومات رکھتا ہے۔ آپ نے اس سے دجال کے بارے میں دریافت کیا کیونکہ آپ دجال کے بارے میں لوگوں سے بکثرت دریافت کرتے رہتے تھے۔

یہودی بولا: "اے امیر المومنین! آپ اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں؟ خدا کی قسم! آپ لوگ عرب تو دس ہاتھ کے فاصلے پر لُد کے دروازے کے قریب اسے قتل کرو گے"

یہودی کی پیشین گوئی

حضرت سالم سے ایک دوسری روایت منقول ہے کہ حضرت عمرؓ شام میں داخل ہوئے تو دمشق کا ایک یہودی ملا وہ بولا:

"السلام علیکم یا فاروق! بخدا آپ ایلیاء کے مالک ہیں۔ خدا کی قسم! آپ واپس نہیں جائیں گے جب تک اللہ ایلیاء (آپ کے لیے) فتح نہیں کرے گا"۔

اہل ایلیاء نے حضرت عمرو بن العاص کو بہت تنگ کیا تھا اور حضرت عمرو نے بھی انہیں بہت زچ کیا تھا۔ مگر وہ ان پر فتح حاصل نہ کر سکے اور نہ رملہ کو فتح کر سکے۔

اہل ایلیاء کی مصالحت

جب حضرت عمرؓ جابیہ کے مقام پر قیام فرما تھے اس وقت (اچانک) مسلمان ہتھیاروں کی طرف لپکے۔ آپ نے پوچھا: "کیا بات ہے؟" وہ بولے: "کیا آپ گھوڑوں اور تلواروں کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟" اس پر آپ نے نظر ڈالی تو آپ نے ایک فوجی دستہ دیکھا جس کی تلواریں چمک رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: "یہ لوگ پناہ مانگتے ہیں۔ تم ان سے مت ڈرو بلکہ انہیں پناہ دو"۔ جب تحقیق کی

[illegible]

تعمیر کے کام:

[illegible]

گھوڑے کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بیت المقدس کی زیارت

[illegible]

[illegible]

بیت المقدس میں نماز

[illegible]

رات کے وقت قصد کیا اور وہاں تک پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد فجر نمودار ہوگئی تو آپ نے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز میں سورۃ ص پڑھی اور اس میں سجدہ کی جگہ سجدہ فرمایا۔ پھر آپ نے دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر سورۃ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں پھر نماز ختم کی۔

قبلہ کا رخ:

جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا "میرے پاس کعب کو لاؤ" جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا "تمہاری رائے میں ہم کس طرف مصلیٰ مقرر کریں؟" وہ بولے "صخرہ کی طرف" آپ نے فرمایا "اے کعب! تم میں اب تک یہودیت کا شائبہ ہے میں نے دیکھا کہ تم نے اپنے جوتے اتار دیے تھے" وہ بولے "میں چاہتا ہوں کہ میں یہاں برہنہ پا اپنے قدم رکھوں" آپ نے فرمایا "میں نے تمہیں دیکھ لیا تھا" ہم اس کا قبلہ صدر میں رکھیں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری مساجد کا قبلہ ان کے صدر میں رکھا تھا۔ ہمیں صخرہ کی طرف (نماز پڑھنے کا) حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ ہمیں کعبہ کی طرف (نماز پڑھنے کا) حکم دیا گیا ہے"

چنانچہ آپ نے قبلہ آگے رکھا۔

کعب کی تعبیر:

پھر آپ مصلیٰ سے اس مقام پر آ گئے جہاں رومیوں نے بنی اسرائیل کے زمانے میں بیت المقدس کو ملبہ بنا دیا تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو انہوں نے اس کے کچھ حصے کو اٹھا دیا اور باقی حصے کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا "جیسا کہ رومی کرتے تھے ویسا ہی کرو" آپ نے تکبیر پیچھے سے سنی تو آپ نے فرمایا "یہ کیا ہے؟" لوگوں نے کہا "کعب نے تکبیر کہی تھی اور اس کی تکبیر پر لوگوں نے بھی تکبیر کہی ہے" آپ نے فرمایا "اسے میرے پاس لاؤ"۔ چنانچہ وہ پیش کیے گئے۔ اس وقت انہوں نے کہا:

نبی کی پیشین گوئی:

اے امیر المؤمنین! آج آپ نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں پانچ سو برس پہلے ایک نبی نے پیشین گوئی کی تھی۔ آپ نے فرمایا "وہ کیسے ہوئی" وہ بولے "رومیوں نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا اور وہ ان پر غالب ہو گئے تھے۔ اس وقت انہوں نے اس کو دبا دیا تھا۔ اس کے بعد اہل فارس نے اہل روم پر حملہ کیا تو انہوں نے بنی اسرائیل پر زیادتیاں کیں۔ پھر اہل روم ان پر غالب آ گئے حتیٰ کہ آپ والی ہوئے۔

اللہ نے اس حالت میں ایک نبی بھیجا انہوں نے فرمایا

"اے اوریشلم (بیت المقدس) تمہیں خوشخبری ہو۔ تمہارے پاس فاروق آئے گا۔ جو تمہیں پاک صاف کرے گا۔"

قسطنطنیہ میں ایک نبی بھیجے گئے انہوں نے اس کے ٹیلے پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

قسطنطنیہ کے لیے بددعا:

"اے قسطنطنیہ! تیرے باشندوں نے تیرے گھر کے ساتھ کیا کیا ہے۔ انہوں نے اس کو ویران کر دیا اور تجھے میرے عرش کے مشابہ بنا دیا۔ اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں بھی تجھے ویران کر دوں گا کہ تیرے پاس کوئی پناہ لینے والا اور نہ کوئی تیرا سایہ حاصل

کر سکے گا یا بادشاہ ہو گئے ہیں یہاں کوئی چیز نہیں رہی۔

سیف "الکوفی" نے کئی اور آدمیوں کی روایت کی ہے کہ ان میں اضافہ یہ ہے کہ جب پانی [illegible] تو [illegible] آئے گا اور وہ [illegible] سے پیالا [illegible] حضرت عمر نے قحط کے بارے میں یہ فرمایا

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے [illegible] ہو گا۔"

طلاء:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں حضرت عمر کے ساتھ الجابیہ میں موجود تھا ایک دفعہ جب کہ حضرت عمر لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو آپ کے پاس ایک راہب آیا اسے یہ معلوم تھا کہ شراب حرام ہے وہ بولا

"کیا آپ کو اس شراب کی ضرورت ہے جو ہماری کتابوں میں حلال ہے جب کہ آپ شراب سے محروم ہیں؟" آپ نے وہ شراب منگوائی اور پوچھا کہ "یہ کس طرح تیار ہوتی ہے؟" اس نے بتایا کہ ہم نے اس کو اس حالت میں پکایا جب اس کا تہائی حصہ رہ گیا تو ہم نے برتن میں اس کو ڈالا اور اس کو ڈھک دیا۔ آپ نے فرمایا یہ طلاء ہے۔ آپ نے اسے پیا اور شام کے [illegible] کو بھی اس کے بارے میں حکم دیا۔ میں نے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ کر بھیج دیا۔

"میرے پاس وہ شراب لائی گئی جو پکانے کے بعد اس کا دو تہائی حصہ جل گیا ہو صرف ایک تہائی حصہ باقی رہ گیا ہو تو اسے پیو اور مسلمانوں کو استعمال کے لیے دو۔"

ارطبون کا قتل:

ابو عثمان اور ابو حارثہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر جب بیت المقدس [illegible] تو ارطبون مصر چلا گیا اور جو مصالحت کرنے کے خلاف تھے وہ بھی اس کے ساتھ چلے گئے۔ جب اہل مصر مغلوب ہو گئے اور انہوں نے صلح کر لی تو وہ [illegible] رات سے روم پہنچ گیا۔ اس کے بعد وہ رومی فوجوں کی قیادت کرنے لگا۔ ایک دفعہ اس کا مسلمانوں کی [illegible] سے مقابلہ ہوا ان میں قبیلہ قریش کا ایک شخص تھا جس کا نام ضریٰ تھا۔ اس سے مقابلہ ہو گیا ارطبون نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا پھر اس نے ارطبون کو قتل کر دیا۔ اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے:

ارطبون کے بارے میں اشعار:

۱۔ اگر ارطبون رومی نے اس کے ہاتھ کو خراب کر دیا تو خدا کا شکر ہے کہ [illegible] سے [illegible] محروم نہیں ہوا۔
۲۔ اگر ارطبون رومی نے انگلی کاٹ دی ہے تو میں نے بھی اس کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

اس موقع پر زیاد بن حنظلہ نے یہ اشعار کہے

۱۔ جب [illegible] تو ہم نے اسے [illegible] کی [illegible] سے جنگ کرتے ہیں۔
۲۔ ہم [illegible] کے رہنے والے ہیں [illegible] ان کے مقابلہ کے درمیان ایک [illegible] کی مسافت ہے اور ان کی [illegible] بہت تکلیف دہ ہے۔

۴۔ اس لیے ہر ولی اپنے نفس کی حفاظت نہیں کر سکتا اور [illegible] وقت جلد [illegible] سپہ سالار [illegible] ہوتا۔

۵۔ جب فاروق (اعظمؓ) نے اسلام قبول کیا تو [illegible] علانیہ [illegible] کعبہ کے پاس [illegible] ۔

۶۔ جب مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپ کے ہاتھوں سے مشرق و مغرب اور [illegible] فتح ہوئے" آپ مسلمانوں کے [illegible] ۔

۷۔ انہوں نے شام کو فتح کیا آپ کے بیت المقدس [illegible] اور [illegible] آپ کے ہاتھ سے [illegible] ۔

۸۔ انہوں نے مشرق و مغرب کے درمیان کی آبادیوں کو [illegible] ان کے ہاتھوں [illegible] تعمیر کر دی۔

وظائف کی تقسیم:

اسی سال (۱۵ھ) میں حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے لیے وظائف مقرر کیے۔ اور دفتر (رجسٹر) تیار کیے۔ آپ نے عطیات دینے کی بنیاد پہلے اسلام لانے پر رکھی اس وجہ سے آپ نے صفوان بن امیہ، حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو کو (جو فتح مکہ میں شامل ہو کر اسلام لائے تھے) ان سے پہلے کے مسلمانوں سے کم عطیہ دیا۔ انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا "ہم کسی کو نہیں سمجھتے کہ کوئی آدمی ہم سے زیادہ شریف خاندان کا ہے۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا: "میں نے حسب و نسب کے لحاظ سے عطیات نہیں دیے ہیں بلکہ اس کا دارومدار پہلے اسلام لانے پر ہے" لہٰذا انہوں نے اس اصول کو تسلیم کیا اور اپنے عطیات وصول کر لیے۔

(بعد) حارث اور سہیل دونوں اپنے اہل و عیال کو لے کر شام کی طرف گئے اور دونوں وہاں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ دونوں کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ دونوں طاعون عمواس کے طاعون میں فوت ہو گئے۔

وظیفہ پانے والوں کا رجسٹر:

جب حضرت عمرؓ نے (وظیفہ پانے والوں کا) رجسٹر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ و عبدالرحمن بن عوفؓ نے فرمایا: "پہلے آپ اپنا نام تحریر کیجئے۔"

آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ سے ابتداء کروں گا۔ اس کے بعد قریب سے قریب تر کا سلسلہ شروع ہو گا۔" لہٰذا (حضرت) عباسؓ کے لیے سب سے پہلا وظیفہ مقرر کیا۔ پھر اہل بدر کے لیے پانچ پانچ ہزار (درہم) سالانہ مقرر کیا۔ پھر اہل بدر کے بعد کے لوگوں سے لے کر صلح حدیبیہ تک کا چار چار ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔

مجاہدین کی ترتیب:

پھر صلح حدیبیہ کے بعد کے لوگوں سے لے کر ان لوگوں تک جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں مرتدین کے خلاف جنگ میں شریک تھے تین تین ہزار کا عطیہ مقرر کیا۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو فتح مکہ میں شریک تھے اور وہ بھی شامل تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے جنگ کی۔

وہ لوگ جو قادسیہ اور شام کی لڑائیوں میں شریک تھے ان کو دو دو ہزار کا عطیہ دیا گیا۔ ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے

نہایت کمزور اور بیمار [illegible] کے قریب پہنچ چکے تھے۔ انہیں دو ہزار کے وظائف دیے گئے۔

اعتراضات کے جوابات:

حضرت عمرؓ سے بعض لوگوں نے کہا "آپ اہل بدر کے ساتھ دوسرے لوگوں کو ان کے ساتھ شامل کر دیتے جنہوں نے ان سے پیچھے کی جنگوں میں حصہ لیا تھا" آپ نے (جواب میں) فرمایا "میں ان لوگوں کو ایسے حضرات کے درجے میں کیسے شامل کر سکتا ہوں جو پیچھے کی جنگوں میں حصہ لے چکے ہیں" آپ سے یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے ان لوگوں کو جن کے گھر دور تھے ان لوگوں کے برابر کیوں قرار دیا جو نبی ﷺ کے قریب ہیں؟

آپ نے فرمایا "وہ لوگ نبی ﷺ کے قریب ہیں جو زیادہ خدمات لیے آئے ہیں [illegible] لیکن وہ [illegible] رہے اور دشمن کے لیے زیادہ نقصان دہ ہیں [illegible] [illegible] اور [illegible] نے پہلے اسلام [illegible] [illegible] آپ [illegible] دور سے ہجرت کر کے آئے تھے"

دیگر مجاہدین:

حضرت عمرؓ نے یرموک اور قادسیہ کے بعد کے جو لوگ (مسلم مجاہدین) آئے ایک ایک ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ آپ نے حضرت مثنیٰ کے امدادی دستے کا وظیفہ پانچ پانچ سو وظیفہ مقرر کیا اور دوسرے دستوں [illegible] ان کے بعد تین تین سو کا وظیفہ دیا۔ حملہ دینے میں آپ نے طاقتور کمزور عرب اور عجم سب میں مساوات قائم کی۔ [illegible] کے بعد ڈھائی ڈھائی سو کا وظیفہ مقرر کیا اور ان کے بعد کے لوگوں [illegible] اہل ہجر [illegible] دو دو سو درہم دیے۔

خصوصی افراد:

آپ نے اہل بدر کے ساتھ چار حضرات کو بھی شامل کر دیا تھا (۱) حسنؓ (۲) حسینؓ (۳) ابو ذرؓ (۴) سلمانؓ۔ آپ نے حضرت عباسؓ کے لیے بھی [illegible] وظیفہ مقرر کیا [illegible] آپ نے امہات المومنین کے لیے [illegible] وظیفہ مقرر کیا۔ پہلے ان میں کچھ فرق تھا [illegible] ازواج مطہرات نے فرمایا [illegible] تقسیم میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے تو آپ نے ان سب کو برابر کر دیا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے حضرت عائشہؓ کو [illegible] زائد دیے جو انہوں نے اس (زائد رقم) کو قبول نہیں کیا۔

خواتین کے وظائف:

آپ نے اہل بدر کی خواتین کے لیے پانچ پانچ سو کا وظیفہ مقرر کیا اور ان کے بعد اہل حدیبیہ تک کے مسلمانوں کی خواتین کا چار چار سو مقرر کیا اور بعض خواتین کا تین تین سو کا وظیفہ مقرر کیا۔ اہل قادسیہ کی خواتین کو دو دو سو وظیفہ مقرر فرمایا۔ ان کے بعد آپ نے تمام کا برابر کا حصہ مقرر فرمایا۔ بچوں کا حصہ آپ نے سو سو کا رکھا تھا

اخراجات کا اندازہ:

بعد ازاں آپ نے ساٹھ مسکینوں کو اکٹھا کر کے انہیں روٹی کھلائی اور ان سب کی [illegible] کا اندازہ معلوم [illegible]

تجربہ نہ کر لیا ہوتا) قریش جو اسلام لانے کے متعلق آپ نے بہترین اور ان کے خاندان کے بے باکانہ تجربہ (کیا) مقرر کیا۔ آپ اپنی وفات سے پیشتر فرمایا کرتے تھے۔

میرا ارادہ ہے کہ زندگی نے وفا کی تو ہر ایک کا وظیفہ مقرر کروں گا کہ ایک حصہ تو کوئی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے اور ایک حصہ توشے کے طور پر رکھے اور ایک حصے سے سامان جہاد ہو اور ایک حصہ بطور انداز رکھے مگر اسے عملی طور پر نافذ کرنے سے پہلے ہی آپ کی وفات ہو گئی"۔

مالِ غنیمت کا اصول:

ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے وظیفہ دار لوگوں کے لیے مقرر کیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت عطا فرمایا تھا۔ وہ مال دار تھے ان کے بعد وہ بصرہ، کوفہ، دمشق، حمص، اردن، فلسطین اور مصر کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اس غنیمت ان شہر والوں کے لیے ہے اور ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو ان سے ملحق ہوں اور ان کی مدد کریں اور ان کے ساتھ قیام کریں"۔ آپ نے دوسرے لوگوں کے لیے بھی وظیفے مقرر کیے۔ یہی لوگ شہروں اور چھاؤنیوں میں جمع تھے۔ پس انہیں کا حق ہے جو جنگ ہوئی اور لڑائی کی اور آباد کیا گیا نیز سرحدوں کی حفاظت اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے ذمہ دار بھی یہی تھے۔ پھر آپ نے اہل وظائف کو وظیفہ دینے کے لیے ایک ہی دفعہ یعنی سالانہ مقرر کر دی تھی۔

ہنگامی حادثہ کے لیے فنڈ:

کسی نے کہا: "اے امیر المومنین! آپ بیت المال میں کسی ہنگامی حادثہ کے لیے کچھ مال جمع کیوں نہیں کر لیتے؟" آپ نے فرمایا: "یہ بات شیطان نے تمہاری زبان سے نکلوائی ہے اللہ مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ یہ بعد (کے لوگوں کے لیے) فتنہ (کا باعث بن سکتا ہے) بلکہ میں ان کے لیے وہی چیز تیار کرتا ہوں جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ یہی ہمارا وہ سامان ہے جس کے ذریعے ہم اس حالت پر پہنچے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔ جب یہ مال تمہارے دین کی قیمت بن جائے گا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے"۔

حاکم کی تنخواہ کا معیار:

محمد، طلحہ، مہلب اور سعید روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عطا کیں اور رستم مقتول ہوا۔ نیز حضرت عمرؓ کے پاس شام سے بھی فتوحات کی اطلاع آئی تو آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا: "حاکم کے لیے اس مال میں سے کس قدر (لینا) جائز ہے؟" سب نے کہا: "اپنی ذات کے لیے تو (صرف اسی قدر لینا جائز) ہے جو اس کے اور اس کے اہل و عیال کے گزارے کے لیے کافی ہو، نہ کم نہ زیادہ۔ نیز گرمی اور سردی کے پہننے کا لباس جو اس کے لیے اور اس کے اہل و عیال کے لیے کافی ہو۔ اور دو سواریاں جو جہاد، ذاتی ضروریات اور حج و عمرہ کے سفر کے لیے اس کا کام دیں تھیں۔

وظائف کی تقسیم میں یہ ہے کہ جنگی کارناموں کے مطابق وظیفے دیے جائیں اور ان کی سابقات اور نیکیوں مصائب و حوادث کے لیے قرآن مجید کی تلاوت اور قرأت کا امتیاز قائم کیا جائے۔

حضرت عمر ؓ کی تنخواہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آزاد ہونے کی خوشی

[illegible]

رسول اکرم ﷺ کا طریقہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد بن اسحاق کا اختلاف:

طبری کہتے ہیں کہ اس ۱۶ھ میں جو واقعات سیف وغیرہ کے قول کے مطابق رونما ہوئے وہ محمد بن اسحاق کے قول کے مطابق ۱۵ھ میں ہوئے جیسا کہ ہم اس سے پہلے ان کی روایت بیان کر چکے ہیں۔ واقدی کا قول بھی اسی طرح ہے۔

بعد کے واقعات:

اب ہم وہ واقعات بیان کرتے ہیں جن کے سن کے بارے میں ان (مورخین) کا اختلاف ہے ان میں وہ جنگیں بھی شامل ہیں جو سال کے آخر تک ہوتی رہیں۔

اہل و عیال کا محافظ دستہ:

محمد، طلحہ، عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو یہ تحریر فرمایا کہ جب وہ مدائن کی طرف روانہ ہوں تو وہ خواتین اور بچوں کو عتیق چھوڑ جائیں اور ان کی حفاظت کے لیے ایک فوجی دستہ بھی مقرر کریں۔ حضرت سعدؓ نے ایسا ہی کیا انہیں یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ وہ فوجی دستہ جو مسلمانوں کے اہل و عیال کی حفاظت کے لیے پیچھے رہ جائے مال غنیمت میں شریک ہونے کا حق دار ہے۔

ہراول دستہ:

حضرت سعدؓ فتح کے بعد قادسیہ میں دو مہینے رہے وہ آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں خط و کتابت حضرت عمرؓ سے کرتے رہے۔ انہوں نے حضرت زہرہ کو اس مقام کی طرف بھیجا جہاں آج کل کوفہ ہے اور اس سے پہلے حیرہ کا مقام تھا۔ وہاں (ایرانیوں کا سپہ سالار) نخیرجان [illegible] تھا۔ جب اس نے مسلمانوں کے روانہ ہونے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گیا اور ثابت قدم نہ رہ سکا بلکہ اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا۔

یوم برس:

حضرت سعدؓ نے حضرت زہرہ بن الحویہ کو ہراول دستہ کا سردار بنا کر بھیجنے کے بعد ان کے پیچھے حضرت عبداللہ بن المعتمؓ، شرحبیل اور ہاشم بن عتبہ کو پے در پے بھیجا۔ آپ نے اپنے خلیفہ یا جانشین خالد بن عرفطہ کو پیچھے کے لشکر کا سردار بنا کر رکھا۔ اور اس کے بعد خود بھی روانہ ہو گئے اب تمام مسلمان گھوڑوں پر سوار تھے اور پورے ساز و سامان کے ساتھ مسلح تھے کیونکہ ایرانی لشکر میں جو ساز و سامان تھا وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

یہ واقعہ ماہ شوال کے آخری دنوں میں ہوا تھا۔ سب سے پہلے حضرت زہرہ (اپنی فوج کے ساتھ) آگے بڑھ کر اس مقام پر پہنچے جہاں کوفہ (آج کل) ہے۔ کوفہ ایسی زمین کو کہتے ہیں جس میں کنکر ہے اور سرخ ریت ملی ہوئی ہو۔

ایرانی فوج کو شکست:

جب اس مقام پر عبداللہ اور شرحبیل آئے تو ان کی آمد پر حضرت زہرہ کی فوج کا اس کی فوج سے مقابلہ ہوا جس میں ایرانی فوج کو شکست ہوئی اور وہ عسکری اور اس کے ساتھی بابل کی طرف بھاگ گئے۔ وہاں قادسیہ کی شکست خوردہ فوج اور ان کے باقی ماندہ سپہ سالار نخیرجان، مہران رازی، ہرمزان اور دوسرے سردار پناہ گزین تھے۔ ان لوگوں نے پیمان فیروزان کو اپنا

[illegible] جاتا تھا۔ جالینوس کی [illegible] سے [illegible] (اپنے نشانوں سے) یوں [illegible] تھا۔

[illegible] دیتے ہیں کہ زہرہ [illegible] جالینوس [illegible] اتفاق [illegible] جہاں وہ نیزے کے زخم سے مر گیا۔

جب جالینوس کو شکست ہوئی تو [illegible] حضرت زہرہ [illegible] لیا [illegible] اور [illegible] کے بارے میں [illegible] پیچھا کیا گیا۔

جنگ بابل:

جب [illegible] حضرت زہرہ [illegible] بابل میں اجتماع کی معلومات [illegible] تھے [illegible] پہلی جنگ میں شکست کھا کر آئے تھے [illegible] حضرت زہرہ نے (بابل میں) قیام کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاعات بھیجیں۔ جب حضرت سعد [illegible] مسلمانوں [illegible] آئے [illegible] تو انہیں حضرت زہرہ کی طرف سے یہ خبر ملی [illegible] فیروزان [illegible] بابل میں [illegible] ہیں کہ وہ [illegible] ہو کر [illegible] مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔

اہل فارس:

حضرت سعد نے [illegible] سب سے پہلے عبداللہ کو بھیجا ان کے بعد شرحبیل [illegible] ہاشم کو بھیجا [illegible] فوج [illegible] پہنچی اہل فارس نے فیروزان کی زیر قیادت جنگ کی۔ بہت جلد انہیں شکست ہوئی [illegible] اس وقت [illegible] مقتول ہونے کے [illegible] مہران نے [illegible] پر قبضہ [illegible] ہرمزان [illegible] گیا۔

فیروزان نہاوند چلا گیا [illegible] کسریٰ کے خزانے تھے اس نے تمام خزانوں پر قبضہ کیا اور [illegible] ہرمزان اہواز [illegible] نے مدائن کا قصد کیا [illegible] دوسرے کنارے پر [illegible] کے مقام پر پہنچ گئے۔ پھر ان دونوں نے پل کو کاٹ دیا۔

ایرانی سرداروں کا قتل:

حضرت سعد [illegible] بابل [illegible] انہیں یہ خبر ملی کہ [illegible] شہریار [illegible] کوثیٰ میں [illegible] فوج بھی چھوڑ دی ہے۔ لہٰذا انہوں نے زہرہ [illegible] کو بھیجا ان کے بعد [illegible] حضرت زہرہ [illegible] شہریار کا کوثیٰ میں مقابلہ کیا [illegible] اسی وقت تک [illegible] میدان میں قتل کر دیئے گئے تھے۔

دشمن کی فوج کا صفایا:

[illegible] حضرت سعد [illegible] حضرت زہرہ [illegible] اپنے لشکر [illegible] راستے میں دشمن کی [illegible] قتل کرتے تھے۔ [illegible] خوب [illegible] جب [illegible] حضرت زہرہ [illegible] تھا [illegible] کے بعد [illegible]

انہوں نے دشمن کا آخری حصہ دیکھا تو [illegible] ۔ ایک [illegible] بھی [illegible] اس میں حضرت زہرہ نے [illegible] یہ حوصلہ نہیں ہوا [illegible] حضرت [illegible] اس کے پاس گئے [illegible] روانہ ہو گئے [illegible] کے مقابلے [illegible] ۔

پھر جب ان لوگوں نے [illegible] بابل [illegible] کی طرف چلے گئے اور شہریار کو وہاں چھوڑ گئے تھے۔

غلام کا مقابلہ

جب مسلمانوں کی فوج نے کوثی کے اطراف میں [illegible] شہریار نے [illegible] مقابلہ [illegible] کیا کوئی مرد ہے جو تمہارا سب سے بہادر شہسوار ہو میرے مقابلے کے لیے آئے تا کہ میں اسے [illegible] ۔"

حضرت زہرہ نے فرمایا: "میرا ارادہ تھا کہ میں تم سے مبارزہ کروں، مگر جب میں نے تمہارا قول سنا تو اب میں تمہارے مقابلے کے لیے ایک غلام ہی کو بھیجوں گا اگر وہ اس کے سامنے ثابت قدم رہا تو وہ تمہارا کام تمام کر دے گا اور اگر اللہ نے چاہا تو تمہاری سرکشی کی وجہ سے وہ تمہیں ہلاک کر دے گا اور اگر تم بھاگ گئے تو تم ایک غلام کے مقابلے سے بھاگو گے۔" اس کے بعد انہوں نے ابو نباتہ نائل بن جعشم اعرجی کو حکم دیا [illegible] وہ اس کے مقابلے کے لیے نکلے۔ ہر ایک کے پاس نیزہ تھا اور دونوں بہت طاقتور تھے مگر شہریار اونٹ کی طرح تھا۔

شہریار کا قتل:

جب اس نے نائل کو دیکھا تو اس نے نیزہ پھینک دیا تاکہ اس سے گتھم گتھا ہو جائے۔ نائل نے بھی اپنا نیزہ پھینک دیا تاکہ وہ بھی اس سے چمٹ جائے۔ دونوں نے اپنی تلواریں نکال لیں [illegible] گھوڑوں پر سے گر پڑے۔ شہریار نائل پر گرا [illegible] اس نے اپنی ران سے [illegible] خنجر نکال لیا [illegible] اس کا انگوٹھا نائل کے منہ کے اندر چلا گیا تو انہوں نے اس کی ہڈی توڑ دی جس سے وہ سست پڑ گیا۔ تب نائل نے اس پر حملہ کر کے اسے زمین پر گرا دیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر اس کا خنجر لیا اور اس کے پیٹ پر سے اس کی زرہ کھول کر خنجر اس کے پیٹ اور پہلو میں گھونپ دیا تا آنکہ وہ مر گیا۔

اس کے بعد نائل نے اس کے گھوڑے اور تمام مال و سامان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے اور مختلف شہروں میں چھپ گئے۔

قاتل کا اعزاز:

حضرت زہرہ نائل کو لے کر حضرت سعد کے پاس پہنچے اس وقت انہوں نے (نائل کو) حضرت سعد کے روبرو پیش کیا تو حضرت سعد نے فرمایا:

"اے نائل میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے کنگن [illegible] اور زرہ [illegible]

[illegible]

چنانچہ اس نے تمام [illegible] آپ نے فرمایا "ہم پہلے دونوں لشکروں [illegible] جب تک [illegible] تک جا پہنچے۔

حضرت ابراہیمؑ کا مقام

[illegible] روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کوثیٰ میں چند دنوں مقیم رہے اور اس مقام پر بھی گئے جہاں حضرت ابراہیمؑ کوثیٰ کے مقام میں قید کئے گئے تھے۔ وہاں پہنچ کر آپ گئے جہاں حضرت ابراہیمؑ [illegible] تھی اور [illegible] کی طرف [illegible] حضرت ابراہیمؑ [illegible] آپ نے اس [illegible] رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیمؑ [illegible] اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾

"یہ ایام ایسے ہیں جن کو ہم لوگوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔"

بہرسیر میں آمد

ابن جریر کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ نے حضرت زہرہؓ کو بہرسیر کی طرف بھیجا۔ زہرہ کوثیٰ سے ہر اول دستوں کے ساتھ روانہ ہوئے [illegible]۔ ساباط میں شیرزاد نے جزیہ کا معاہدہ کیا اور جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اسے انہوں نے حضرت سعدؓ کی طرف روانہ کیا۔ اس کے بعد لشکر آگے روانہ ہوئے اور حضرت ہاشمؓ بھی روانہ ہوئے۔ ان کے پیچھے حضرت سعدؓ بھی روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ ذوالحجہ میں ہوا۔

شاہی لشکر کو شکست

حضرت زہرہؓ نے بڑھ کر ایرانیوں کو شہر مظلم کے قریب شکست دی۔ حضرت ہاشمؓ مظلم ساباط پہنچ گئے تھے۔ وہاں حضرت سعدؓ کے انتظار میں ٹھہر گئے تھے۔ آخر کار حضرت سعدؓ وہاں پہنچ گئے۔ اس زمانے میں کسریٰ کا [illegible] مظلم کے شیروں میں سب سے [illegible] تھا۔ وہاں لشکر بوران (دختر کسریٰ) کے نام پر قسمیں کھاتے تھے۔ یہ روزانہ قسم کھایا کرتے تھے کہ فارس کی سلطنت اس وقت تک زائل نہ ہوگی جب تک کہ ہم زندہ ہیں۔

حضرت ہاشمؓ کا کارنامہ:

جب حضرت سعدؓ وہاں پہنچ گئے تو سب سے پہلے مقرط ان پر آ گرا۔ حضرت ہاشمؓ اس کی طرف بڑھے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا (اس کا نام [illegible]) حضرت ہاشمؓ کا حضرت سعدؓ نے سر چوم لیا اور حضرت ہاشمؓ نے حضرت سعدؓ کی قدم بوسی کی۔ حضرت سعدؓ نے [illegible] مظلم ساباط سے [illegible] کے لیے یہ آیت پڑھی۔

﴿أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ﴾

"کیا تم نے پہلے قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ تمہیں زوال نہیں آئے گا۔"

نعرۂ تکبیر:

جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو انہوں نے کوچ کیا اور مسلمانوں کو لے کر بہرسیر کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ مسلمانوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب بہرسیر کے قریب گھوڑے پہنچے تھے تو وہ ٹھہر جاتے تھے پھر وہ تکبیر کہتے تھے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ حضرت سعدؓ کے ساتھ کا آخری دستہ آیا۔ حضرت سعدؓ وہاں دو مہینے تک مقیم رہے اور تیسرے مہینے میں انہوں نے دریا کو عبور کیا۔

صوبوں کے امراء:

اسی ۱۶ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اس سال مکہ کے حاکم عتاب بن اسید تھے۔ طائف کے حاکم یعلیٰ بن منیہ تھے اور یمامہ و بحرین کے حاکم عثمان بن ابی العاص تھے۔ عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن تھے۔ شام کے علاقوں کے حاکم حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ کوفہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے قاضی حضرت ابو قرہ تھے۔ بصرہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت مغیرہ بن شعبہ تھے۔

* * *

باب ۱۹

۱۶ھ کے واقعات

ابو جعفر طبری تحریر فرماتے ہیں کہ اس سال مسلمان شہر بہر سیر میں داخل ہوئے اور انہوں نے مدائن کو فتح کیا اور وہاں سے یزدگرد بن شہریار بھاگ گیا۔

بہر سیر میں داخلہ:

محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص بہر سیر کے قریب خیمہ زن ہوئے تو انہوں نے گھوڑ سواروں کو بھیجا تو انہوں نے دریا اور دجلہ کے درمیانی علاقے کا گشت کیا اور اہل فرات تک پہنچ گئے ان کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا۔ جب اس علاقوں میں سے انہوں نے ایک لاکھ کسان پکڑ لیے تو ساباط کے زمیندار شیرزاد نے کہا آپ ان کا کیا کریں گے؟ یہ اہل فارس کی رعیت ہیں انہوں نے آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔ آپ انہیں میرے پاس چھوڑ دیجیے' چنانچہ انہوں نے ان کے نام لکھ کر انہیں اس کے حوالے کر دیا۔ وہ بولا "تم اپنے دیہاتوں کو واپس چلے جاؤ"۔

کسانوں کا معاملہ:

حضرت سعد نے حضرت عمر کو یہ خط تحریر کیا: "قادسیہ اور بہر سیر کے درمیان ہم نے دشمن کا مقابلہ کیا اس کے بعد ہم بہر سیر کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ کوئی ہمارے مقابلے پر جنگ کرنے کے لیے نہیں آیا تو میں نے گھوڑ سواروں کو (مختلف اطراف میں) بھیج دیا اور تمام دیہاتوں اور جنگلوں سے کسانوں کو اکٹھا کر لیا ہے۔ آپ اپنے فیصلے سے آگاہ کیجیے" حضرت عمر نے یہ جواب بھیجا: "کسانوں میں سے جو تمہارے پاس آگیا اگر وہ وہاں کے باشندے ہوں اور انہوں نے تمہارے خلاف دشمن کو کوئی امداد نہیں پہنچائی ہو تو انہیں پناہ دی جائے اور جو بھاگ گئے ہوں اور تم نے انہیں پکڑ لیا ہو تو ان کے بارے میں تمہیں اختیار ہے"۔

جب یہ خط آیا تو انہیں چھوڑ دیا گیا۔

جزیہ دینے کا وعدہ:

ان کے زمینداروں نے جب یہ نظارہ دیکھا تو حضرت سعد نے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی یا وہ واپس آکر جزیہ ادا کریں تاکہ وہ مسلمانوں کی حفاظت و ذمہ داری میں آجائیں۔ انہوں نے جزیہ ادا کرنے اور حفاظت میں آنے کو قبول کر لیا۔ اس معاہدے میں کسریٰ کی اراضی اور وہ لوگ شامل نہیں تھے جو اس کے ساتھ تھے۔

بہرحال مغربی علاقے سے لے کر بہر سیر تک ہر علاقے کے باشندے کو امن و امان حاصل ہو گیا تھا اور وہ اسلامی حکومت سے مطمئن تھے۔ انہوں نے خراج کی شرط کو بھی قبول کر لیا۔

بہر سیر کا محاصرہ:

مسلمان بہر سیر کے قریب دو مہینے خیمہ زن رہے۔ وہ شہر پر منجنیقوں سے سنگ باری کرتے رہے اور ہر قسم کے سامان جنگ

سے ان کا خون بہاکر تے رہے۔

خزرج الاسدی کی روایت ہے کہ مسلمان بہرسیر کے قریب خیمہ زن ہوئے تو ان کے پاس بیس منجنیقیں اور دبابے تھے اور جب یہ محاصرہ طویل ہوا تو مسلمانوں نے ان پر منجنیقوں اور دیگر آلات سے سنگ باری کی۔ حضرت سعد نے عربیوں سے منجنیقیں تیار کرائیں اور بہرسیر کے باشندوں کے مقابلے میں بیس منجنیقیں نصب کرادیں اور ان کے ذریعے سنگ باری جاری رکھی۔

اہل فارس کی قلعہ بندی:

مجالد کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد بہرسیر کے قریب فروکش ہوئے تو عربوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اہل فارس شہر کے اندر قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ کبھی کبھی اہل عجم اپنے ساز و سامان کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے باہر نکلتے تھے مگر ثابت قدم نہ رہ سکتے تھے۔ آخری دفعہ وہ پیدل فوجوں اور تیر اندازوں کے ساتھ نکلے وہ جنگ کا عزم کیے ہوئے تھے اور صبر و استقلال کے ساتھ جنگ کرنے کا معاہدہ کر لیا تھا۔ جب مسلمانوں نے ان سے جنگ کی تو وہ ثابت قدم نہیں رہ سکے اور جھوٹے ثابت ہو کر بھاگ نکلے۔

حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت زہرہ بن الحویہ کی زرہ کی کڑیاں کھل گئی تھیں ان سے کہا گیا "آپ ان کڑیوں کو درست کرالیں" انہوں نے فرمایا "کیوں؟" لوگوں نے کہا "ہمیں آپ کی جان کا اندیشہ ہے"

انہوں نے فرمایا "مجھے اللہ کے کرم و قدرت پر بھروسہ ہے" تاہم وہ پہلے مسلمان تھے جنہیں اس دن تیر لگا اور ان کی زرہ کی کشادگی کی وجہ سے وہ ان کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے کہا "ان کے بدن سے یہ تیر نکال دیں" مگر وہ فرمانے لگے "مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دو کیونکہ جب تک یہ تیر میرے بدن میں ہے میری جان اس میں اٹکی ہوئی ہے۔ شاید اس طرح سے میں دشمن پر نیزہ زنی یا شمشیر زنی کر سکوں۔ چنانچہ وہ دشمن کی طرف گئے اور اپنی تلوار سے اصطخر کے رہنے والے شہر براز پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد چاروں طرف سے دشمن نے انہیں گھیر لیا اور انہیں شہید کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں "جب اللہ عزوجل نے رستم کو تباہ و برباد فرمایا اور رستم مارا گیا اور اس کے ساتھی بھی جنگ قادسیہ میں مارے گئے اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا تا آنکہ وہ مدائن میں جا اترے۔ اہل فارس کا شیرازہ منتشر ہو گیا تھا اور وہ اپنی پہاڑیوں کی طرف بھاگ گئے تھے ان کے شہسوار لڑائی سے منتشر ہو گئے تھے تاہم ان کا بادشاہ ان کے شہر میں مقیم تھا اس کے ساتھ اہل فارس کی باقی ماندہ فوج تھی۔

صلح کا شاہی پیغام:

انس بن حلیس بیان کرتے ہیں کہ ہم بہرسیر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اس سے پہلے شکست کھا چکا تھا۔ محاصرہ کے دوران ہمارے پاس ایک قاصد آیا اور کہنے لگا:

"ہمارے بادشاہ نے کہا ہے کیا تم اس بات پر آمادہ ہو کہ صلح کر لی جائے کہ دجلہ اور ہمارے پہاڑ تک ہمارے لیے رہے اور

پہاڑ تک قریب کا جو علاقہ ہے اس پر ہم راضی ہیں اور تم دریا کے اس جانب سے اپنی سرحد تک قابض رہو۔ کیا ابھی تک تمہارا پیٹ نہیں بھرا ہے۔ خدا کرے کہ تمہارا پیٹ نہ بھرے۔''

ابو مفزر کے نامعلوم الفاظ کے اثرات:

اس کے جواب کے لیے حضرت ابو مفزر اسود بن قطبہ سب سے آگے بڑھے۔ اللہ نے ان کے منہ سے کچھ الفاظ ادا کرائے جن کے بارے میں نہ وہ کچھ جانتے تھے اور نہ ہمیں کچھ علم ہوسکا۔ جب وہ آدمی واپس گیا تو وہ (دشمن) مدائن کی طرف بھاگ گئے۔ ہم نے کہا ''اے ابو مفزر! تم نے اس سے کیا کہا تھا؟'' وہ بولے ''اس ذات کی قسم! جس نے (حضرت) محمد ﷺ کو برحق (رسول) بنا کر بھیجا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں نے کیا کہا سوائے اس کے کہ مجھے ربانی الہام ہوا اور مجھے توقع ہے کہ میں نے بہتر بات کہی ہوگی''۔

اس کے بعد لوگ باری باری اس کے پاس آنے لگے۔ یہاں تک یہ بات حضرت سعد تک بھی پہنچی تو وہ خود ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے ''اے ابو مفزر! تم نے کیا کہا۔ خدا کی قسم! وہ تو سب بھاگ رہے ہیں'' (اس پر) انہوں نے وہی بات کہی جو ہمارے سامنے کہی تھی۔

فصیل پر سنگ باری:

پھر انہوں نے اعلان کردیا اور مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ اس وقت بھی ہماری منجنیقیں ان پر سنگ باری کر رہی تھیں مگر شہر کی فصیل پر کوئی نمودار نہیں ہوا اور ہماری طرف ایک شخص کے علاوہ اور کوئی نہیں نکلا۔ اس نے امان کی درخواست کی۔ ہم نے اس کو امان دے دی تو اس نے کہا ''اس شہر میں کوئی باقی نہیں رہا۔ تمہیں کون روک سکے گا''۔

شہر کا انخلاء:

مسلمان اس کی فصیل پر چڑھ گئے اور ہم نے اس کے دروازے کھول دیئے۔ ہم نے وہاں کوئی چیز نہیں پائی اور نہ چند قیدیوں کے سوا کسی کو دیکھا۔ جب وہ نکل رہے تھے تو ہم نے ان کو قید کرلیا۔ ہم نے ان قیدیوں اور اس شخص سے دریافت کیا ''وہ کیوں بھاگ گئے؟''۔

فرار کی وجہ:

وہ بولے ''بادشاہ نے ایک شخص تمہاری طرف صلح کی پیشکش کے لیے بھیجا تھا۔ اس وقت تم لوگوں نے جواب دیا تھا ''ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نہیں ہوسکتی جب تک کہ ہم افریدین کے شہد کے ساتھ کوثی کے ترنج نہ کھالیں'' اس وقت بادشاہ نے کہا:

فرشتوں کا جواب:

ہائے افسوس! یہ حقیقت ہے کہ فرشتے ان کی زبانوں سے گفتگو کر رہے ہیں۔ یہ فرشتے ہیں جو ہمارے پاس آکر عربوں کی طرف سے جواب دے رہے ہیں۔ اگر یہ بات ایسی نہیں ہے تو یہ جواب اس شخص کو الہامی طور پر حاصل ہوا ہے تاکہ ہم ختم ہوجائیں''۔ اس کے بعد وہ شہر (مدائن) کی طرف بھاگ گئے۔

تمیمیوں کا اخلاص

محمد، طلحہ، مہلب، عمرو، سعید روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد و مسلمان بہرسیر کے شہر کے اندر پہنچ گئے تو حضرت سعد نے مسلمانوں کو جمع کیا اور تمام لشکر وہاں منتقل ہو گیا۔ جب آپ نے دریا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ اہل فارس شہر کے درمیان تمام کشتیوں پر قابض ہو گئے ہیں۔

سفید محل کا نظارہ

جب مسلمان آدھی رات کے وقت بہرسیر میں داخل ہوئے تو انہیں سفید عمارات نظر آئیں۔ اس وقت ضرار بن الخطاب نے فرمایا "اللہ اکبر! یہ کسریٰ کا وہ سفید محل ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا" اس کے بعد تمام مسلمان نعرہ تکبیر بلند کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

مختصر محاصرہ

ابو مالک حبیب بن صہبان بیان کرتے ہیں "ہم مدائن سے پہلے قریبی شہر بہرسیر پہنچے تو ہم نے اس شہر کے بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کا محاصرہ کیا (وہ اس قدر سخت تھا کہ لوگ نے پتے کھا لیے) یہاں تک کہ وہ کتے اور بلیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ مسلمان اس شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب کسی شخص نے (یہ نعرہ بلند کیا) [illegible] کی قسم! اس شہر میں کوئی شخص نہیں بچا ہے چنانچہ جب مسلمان شہر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی نہیں تھا۔

فتح مدائن اور ایوان کسریٰ:

فتح مدائن بقول سیف ۱۶ھ میں ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت سعد مدائن کے قریبی شہر بہرسیر میں داخل ہو گئے تو انہوں نے کشتیاں طلب کیں تاکہ وہ مسلمانوں کو لے کر دوسرے شہر (مدائن) کی طرف دریا عبور کر کے پہنچ جائیں مگر انہیں کوئی کشتی نہیں ملی۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ کشتیوں پر قبضہ کر گئے ہیں۔ لہٰذا مسلمان ماہ صفر کے چند ایام بہرسیر میں ٹھہرے رہے۔ مسلمان چاہتے تھے کہ وہ پانی کو عبور کر کے کسی طرح حضرت سعد ان مسلمانوں کی بہبود کی باتیں سوچا کرتے تھے آخر کچھ عجمی لوگ آئے اور انہوں نے انہیں (ایرانیوں کے فرار کا) پتا بتایا مگر آپ نے اس کے عبور پر عمل نہیں کیا اور پس و پیش کرتے رہے۔ یہ گرما کا موسم تھا اور دریا طغیانی پر آیا ہوا تھا۔ آپ نے ایک خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے پانی میں گھس گئے ہیں اور عبور کر گئے ہیں حالانکہ وہاں بہت طغیانی تھی۔

عبور دریا کا عزم:

اس خواب کی تعبیر (کو حقیقت میں تبدیل کرنے) کے لیے حضرت سعد نے عبور کرنے کا عزم ارادہ کر لیا۔ یہ موسم گرما کا زمانہ تھا۔ اس موقع پر حضرت سعد نے مسلمانوں کو جمع کیا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تقریر

تمہارے دشمن نے اس دریا کو پناہ بنا لیا ہے اس کی وجہ سے تم اس تک نہیں پہنچ سکتے جبکہ وہ جب چاہیں کشتیوں کے ذریعے تم تک پہنچ سکتے ہیں۔ تمہارے پیچھے تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ تمہارے مجاہد بھائیوں نے یہ علاقہ [illegible]

ہے۔ انہوں نے دشمن کی سرحد کو بیکار کر دیا ہے اور ان کے محافظوں کو قتل کر دیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس سے پیشتر کہ دنیا تمہیں چاروں طرف سے گھیر لے، تم دشمن کے خلاف صدق دل سے جہاد کرنے میں جلدی کرو۔

آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا عزم ارادہ کر لیا ہے۔ کیونکہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے یہاں ٹھہرنا بے کار ہے۔

سب مسلمانوں نے یک زبان ہو کر کہا: "اللہ ہمیں اور آپ کو رشد و ہدایت کے لیے عزم صمیم کی توفیق دے۔ آپ ضرور یہ کام کر لیں۔"

محافظ دستہ:

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو عبور کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

"کون اس کام کا آغاز کرے گا اور ساحل کی اس وقت تک حفاظت کرے گا جب تک کہ سب مسلمان نہ پہنچ جائیں تاکہ دشمن مسلمانوں کو نکلنے سے نہ روک سکے۔"

عاصم کی پیش قدمی:

حضرت عاصم بن عمرو جو بہت دلیر تھے اس کام کے لیے تیار ہوئے۔ ان کے بعد چھ سو بہادر نوجوانوں نے اپنی خدمات پیش کیں تو آپ نے حضرت عاصمؓ کو ان کا افسر مقرر کیا اور وہ انہیں لے کر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ دریائے دجلہ کے کنارے پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے۔ "کون میرے ساتھ جائے گا تاکہ ساحل کی حفاظت کریں اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے تمہارے ساتھ تمہاری بھی حفاظت کریں تاکہ تم دریا عبور کر سکو۔" اس پر ساٹھ آدمی تیار ہوئے جن میں اصم بن ولاد اور شرحبیل جیسے لوگ شامل تھے۔ انہوں نے اس دستے کے دو حصے کیے، اور نر اور مادہ دونوں قسم کے گھوڑوں پر سوار ہوئے تاکہ گھوڑوں کے تیرنے میں آسانی ہو۔ پھر وہ دریائے دجلہ کے اندر گھس گئے اور چھ سو میں سے باقی لشکر بھی ان کے پیچھے دریا میں گھس گیا۔

پیش رو حضرات:

ان ساٹھ میں سے سب سے پہلے جو آگے بڑھے ان میں یہ حضرات شامل تھے: (۱) اصم التمیمی (۲) کلج (۳) ابو مفزر (۴) شرحبیل (۵) حجل العجلی (۶) مالک بن کعب ہمدانی (۷) حارث کا غلام۔

دشمن کا مقابلہ اور شکست:

جب اہل فارس نے انہیں دیکھا کہ وہ اس طرح آ رہے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں کے گھوڑ سواروں کے مساوی تعداد میں سوار بھیجے۔ وہ بھی دریا میں گھس کر اور تیر کر مسلمانوں کے قریب پہنچے اور بہت جلد حضرت عاصمؓ کے مقابلے پر آ گئے۔ جو ساحل کے قریب پہنچ گئے تھے۔ حضرت عاصم نے مسلمانوں سے کہا:

"نیزوں کو درست کرو اور ان کی آنکھیں پھوڑ دو۔" چنانچہ تیز دھاری کا مقابلہ ہوا اور مسلمانوں نے ان کی آنکھوں پر نیزے مارے، وہ بھاگ گئے۔ مسلمان ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہیں گھوڑوں سے گرا رہے تھے اور ان کے پیچھے کی صف بھی پہنچ گئی۔ انہیں قتل کیا اور جو بچ کر بھاگ گئے وہ کانے ہو گئے ان کے گھوڑے بھی بدک گئے تھے۔

عبور دریا کی دعا:

بعد ازاں ساٹھ سواروں کے پیچھے چھ سو آدمی بلاخوف و خطر پہنچ گئے جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عاصم نے

بالکل گفتگو کر رہے ہیں تو انہوں نے دیکھا کہ مسلمان تو پانی میں بھی گفتگو کر رہے ہیں تو وہ [illegible] بولے (دیواں آمد)

حسبنا اللہ و نعم الوکیل [illegible] لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

[illegible] سے [illegible] ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی اچھا کارساز ہے

ہے، خدا کے بغیر [illegible] کی طاقت اور اختیار حاصل نہیں ہے۔

دریا میں گفتگو

مسلمانوں کا یہ جو لشکر دریا پار ہو رہا تھا اس وقت دریا کے درمیان میں تلاطم برپا تھا (تیز لہریں اٹھ رہی تھیں) [illegible] مسلمان وہاں تیرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آگئے تھے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسے کہ خشکی پر چلتے ہوئے باتیں کیا کرتے تھے انہیں کسی قسم کا خوف و ہراس لاحق نہ تھا۔

مدائن پر قبضہ

اہل فارس نے ناگہانی طور پر ایسا منظر دیکھا جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا تو اس لیے بلا توقف وہ اپنا مال و دولت سمیٹ کر بھاگ گئے۔ مسلمان [illegible] (مدائن میں) ۱۶ھ میں [illegible] داخل ہوئے۔ وہ کسریٰ (شاہ ایران) کے محلوں میں جو مال رہ گیا تھا اس پر قابض ہو گئے جو تقریباً تین ارب کا تھا [illegible] اس میں وہ شیرویہ (ایرانی بادشاہ) اور اس کے بعد کے (بادشاہوں کی) جمع کردہ مال و دولت بھی تھی۔

دیہاتی کا تبصرہ:

ابو عبیدہ کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مدائن کے قریب خیمہ زن ہوئے تو ان کے پاس ایک دیہاتی آکر کہنے لگا۔

"آپ یہاں کیوں خیمہ زن ہیں آپ تو تیسرے دن تک یزدگرد کو نہ پا سکیں گے وہ مدائن سے ہر چیز نکال کر لے جائے گا"

اس بات نے انہیں آمادہ کیا اور (مسلمانوں کو) دریا کے عبور کی دعوت دی۔

عجیب منظر

ابو عثمان نہدی نے بھی دریا عبور کرنے کے بارے میں اسی قسم کی روایت بیان کی ہے [illegible] کہا ہے کہ ہم نے دریائے دجلہ کو مردوں، گھوڑوں اور مویشیوں سے بھر دیا تھا یہاں تک کہ کنارے [illegible] سے پانی نظر نہیں آتا تھا [illegible] گھوڑے ہم کو اٹھائے ہوئے اور تیرتے ہوئے [illegible] کی طرف لے گئے [illegible] یہ حالت دیکھی تو وہ بھاگ گیا اور پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا جب [illegible] میں داخل ہوئے تو ہم نے وہاں ایک جماعت [illegible] ان میں سے [illegible] مخاطب ہوئے اور ہم سے گفتگو کی [illegible] (اسلام قبول) کر لیا۔

[illegible] کا مشاہدہ

"[illegible] سامنے [illegible] پیش کرتے ہیں [illegible] ہم نے [illegible]

گئے تھا

۱۔ اگر تم اسلام لا کر مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں بھی وہ حقوق حاصل ہوں گے جو ہمارے حقوق ہیں اور تم پر وہ (فرائض) عائد ہوں گے جو ہم پر (فرائض) عائد ہیں۔

۲۔ اگر تم اس سے انکار کرو تو جزیہ ادا کرو، اور اگر تم اس سے بھی انکار کر دو،

۳۔ تو ہم سے جنگ کی جائے گی تا آنکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔"

ان کے ایک ترجمان نے جواب دیتے ہوئے کہا (انہوں نے کہا) یہ جواب دیا:

"ہمیں پہلی اور آخری (صورت) منظور نہیں بلکہ درمیانی (صورت یعنی جزیہ) منظور ہے۔" قبیصہ نے اس قوم کی روایت بیان کی ہے (انہوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا)۔ سفیر حضرت سلمان تھے۔

مال و دولت پر قبضہ

ابو وائل کی روایت ہے کہ جب مسلمانوں نے اہل عجم کو پانی میں شکست دی اور انہیں خشکی کی طرف بھگا دیا۔ پھر انہیں خشکی پر سے بھی نکال دیا اور انہیں ان کے مال و دولت سے محروم کر دیا گیا۔ مگر اس مال کے جو وہ پہلے لے گئے تھے۔ کسریٰ کے خزانوں میں تین ارب کا مال تھا۔ انہوں نے نصف مال رستم کے سپرد کر دیا تھا اور باقی نصف مال خزانوں میں تھا۔

عاصم کے کارناموں کی تعریف:

ابو بکر بن حفص بن عمر کی روایت ہے کہ حضرت سعد مسلمانوں کو ساحل پر دشمن سے جنگ کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے اس موقع پر انہوں نے فرمایا:

خدا کی قسم اگر لشکروں کا دستہ (الاخرساء اخرساء) جس میں حضرت قعقاع بن عمرو، حمال بن مالک اور ربیل بن عمرو ہے اسی طرح جنگ کرتا جس طرح یہ جنگ کر رہے ہیں تو وہ (دشمن کے لیے) کافی ہوتا اور (ہمیں) بے نیاز کر دیتا۔ حضرت عاصم کا دستہ "بولنے والا دستہ" کہلاتا تھا۔ آپ نے اس "بولنے والے دستے" کو جب پانی اور خشکی میں جنگ کرتے ہوئے دیکھا تو "گونگے دستے" کے مشابہ قرار دے دیا۔ پھر چند گھڑیوں کے بعد انہوں نے پانی کا اندازہ لگایا جب تک کہ پانی سے باہر نکل آئے اور مسلمان بھی ان کے پیچھے پہنچ گئے۔ جب دشمن اور مسلمانوں کا تمام لشکر ساحل پر پہنچ گیا تو اس وقت حضرت سعد نے مسلمانوں کو دریا میں گھسنے کا حکم دیا۔ پانی میں حضرت سلمان فارسی، حضرت سعد کے ساتھ تھے۔ گھوڑے مسلمانوں کو لے کر پانی میں تیرتے رہے اور حضرت سعد یہ دعا پڑھ رہے تھے

حضرت سعد ؓ کی دعا

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَاللّٰهِ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ وَلِيَّهُ وَلَيُظْهِرَنَّ اللّٰهُ دِيْنَهُ وَلَيَهْزِمَنَّ اللّٰهُ عَدُوَّهُ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْجَيْشِ بَغْيٌ اَوْ ذُنُوْبٌ تَغْلِبُ الْحَسَنَاتِ

"ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے دوست کی مدد کرے گا اور اپنے دین کو غالب کرے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے دشمن کو شکست دے گا بشرطیکہ (اسلامی) لشکر میں بغاوت اور گناہ نیکیوں پر غالب نہ آ گئے ہوں۔"

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی:

حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا: "اسلام جدید اور تروتازہ ہے۔ جس طرح خشک زمین مسلمانوں کے لیے مسخر کر دی گئی ہے اسی طرح دریا اور سمندر بھی ان کے تابع بنا دیے گئے ہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں سلمان کی جان ہے یہ مسلمان اس دریا سے فوج در فوج نکلیں گے"۔

چنانچہ وہ پانی پر اس قدر چھائے ہوئے تھے کہ کنارے پر سے پانی دکھائی نہیں دیتا تھا اور مسلمان خشکی پر چلنے کی بہ نسبت زیادہ باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے اور جیسا کہ حضرت سلمان نے فرمایا تھا اسی طرح وہ دریا سے نکلے تو ان کی کوئی چیز گم ہوئی اور نہ کوئی آدمی غرق ہوا۔

صحیح و سالم:

حضرت ابو عثمان نہدی روایت کرتے ہیں کہ تمام لوگ صحیح سالم نکل آئے سوائے قبیلہ بارق کے ایک شخص کے جس کا نام غرقدہ تھا' وہ اپنے سرخ و سیاہ گھوڑے پر سے گر پڑا وہ حرکت کرتا رہا تا آنکہ حضرت قعقاع بن عمرو نے اپنے گھوڑے کی باگ اس کی طرف موڑی اور اس کے ہاتھ کو پکڑ کر کھینچ لائے یہاں تک کہ اس نے دریا کو عبور کر لیا۔ یہ بارقی شخص بہت طاقتور تھا۔ اس موقع پر وہ کہنے لگا:

"اے قعقاع! عورتیں تمہارے جیسا انسان جننے سے عاجز ہیں"۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کا یہ قبیلہ ننھیال تھا۔

پیالے کی گمشدگی:

محمد، طلحہ، مہلب، عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ پانی میں مسلمانوں کی کوئی چیز گم نہیں ہوئی البتہ ایک پیالہ جو کہ بوسیدہ رسی سے بندھا ہوا تھا اس سے ٹوٹ کر پانی میں گر گیا۔ ایک شخص نے جو اس کے ساتھ تیرتا ہوا جا رہا تھا فخر کے طور پر پیالے کے مالک سے کہا "اس کو مقدر، وقت" گیا تھا اس لیے وہ ضائع ہو گیا"۔ اس پر پیالے والا بولا:

"خدا کی قسم! میں ایسی حالت میں ہوں کہ اللہ تمام اہل لشکر میں سے صرف مجھ سے چھین کر نہیں لے جائے گا"۔

جب تمام مسلمان عبور کر گئے تو ساحل کا ایک محافظ شخص نیچے اترا' اس وقت ہوا اور موجوں کے تھپیڑوں نے اس پیالے کو کنارے کی طرف پھینک دیا۔ وہ شخص اپنے نیزے کی مدد سے اسے پکڑ کر لشکر میں لے آیا۔ مالک نے اسے شناخت کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس شخص سے جو اس کے ساتھ تیر رہا تھا کہنے لگا "کیا میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا"۔ پیالے کا مالک قریش کا حلیف اور قبیلہ عنزہ سے تعلق رکھتا تھا اس کا نام مالک بن عامر تھا اور جس نے یہ کہا تھا کہ "وہ (پیالہ) ضائع ہو گیا" اس کا نام عامر بن مالک ہے۔

پانی کے اندر سفر:

عمیر الصائدی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ مسلمانوں کے ساتھ پانی میں گھسے تو سب مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔ حضرت سلمان حضرت سعدؓ کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ پانی میں چل رہے تھے۔ حضرت سعدؓ فرما رہے تھے "یہ عزت والے اور علم والے خدا کا اندازہ ہے"۔ پانی انہیں بہائے لے جا رہا تھا جب کوئی گھوڑا تھک جاتا تھا تو وہ اسی طرح آرام کرتا تھا جیسا کہ وہ زمین پر ہے۔ مدائن میں اس واقعے سے زیادہ عجیب کوئی واقعہ نہیں تھا۔ یہ یوم الماء (پانی کا دن) اور یوم الجراثیم کہلاتا ہے۔

قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں: "جب ہم دریائے دجلہ کے اندر گئے تو وہ خوب بھرا ہوا تھا۔ تاہم جب ہم ایسے مقام پر پہنچے جہاں پانی زیادہ تھا تو اس جگہ بھی سوار کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ پانی ان کی کمر تک بھی نہ پہنچتا تھا۔

عبور کرنے میں سہولت:

حبیب بن صہبان ابو مالک روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد قریبی شہر (بہرسیر) میں داخل ہوئے تو دشمن نے پلوں کو توڑ دیا تھا اور کشتیوں کو لے گئے تھے۔ مسلمانوں نے کہا: "تم اس تھوڑے سے پانی کے لیے (کس بات کا) انتظار کر رہے ہو"۔ (اس پر) ایک آدمی پانی میں گھسا اس کے بعد تمام مسلمان گھس گئے اس کے بعد نہ تو کوئی انسان غرق ہوا اور نہ کوئی چیز گم ہوئی البتہ ایک مسلمان کا پیالہ گم ہو گیا تھا جسے میں نے پانی کی سطح پر تیرتا ہوا دیکھا۔

دشمن کا فرار:

محمد، مہلب اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ اہل فارس کے محافظ ساحل پر جنگ کر رہے تھے تو ایک منادی نے آ کر کہا: "تم کس چیز کے لیے اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو؟ خدا کی قسم! مدائن میں کوئی نہیں ہے"۔

بادشاہ کی روانگی:

انہی راویوں کی دوسری روایت ہے کہ جب مشرکین نے مسلمانوں کو عبور کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے انہیں عبور ہونے سے روکنے کے لیے کچھ اشخاص بھیجے جب وہ روانہ ہوئے تو وہ بھاگ گئے۔ شاہ یزدگرد نے بہرسیر کے مفتوح ہونے کے بعد اپنے خاندان کو حلوان بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد شاہ یزدگرد خود بھی روانہ ہوا اور وہ حلوان اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے مہران رازی اور نخیرجان کو جانشین بنا دیا تھا۔ اس کا خزانہ نہروان میں تھا۔

سرکاری خزانے کی منتقلی:

اہل فارس اپنا بیش قیمت اور ہلکا سامان جس قدر لے جا سکے لے گئے۔ وہ سرکاری خزانہ، عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اور کپڑے، برتن، جواہرات، وزنی اشیاء جیسے عطر وغیرہ چھوڑ گئے تھے جن کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ انہوں نے محاصرے کے لیے بہت سے بیل، گائے، بھیڑ بکری اور خورد و نوش کا بہت سا سامان جمع کر لیا تھا وہ بھی چھوڑ گئے تھے۔

اسلامی فوجوں کا داخلہ:

مدائن میں سب سے پہلے "ہولناک دستہ" (حضرت عاصم کا فوجی دستہ) داخل ہوا۔ پھر گونگا دستہ (حضرت قعقاعؓ کا فوجی دستہ) داخل ہوا اور اس کی گلیوں میں گشت کرتے رہے مگر انہیں کوئی آدمی نہیں ملا بجز ان کے جو قصر ابیض میں پناہ لیے ہوئے موجود تھے۔ ان کا محاصرہ کر لیا گیا اور انہیں (اسلام یا جزیہ کی) دعوت دی گئی تو انہوں نے حضرت سعدؓ کو جزیہ ادا کرنے اور ذمی بننے کی دعوت قبول کر لی۔ اہل مدائن بھی بعد میں لوٹ کر آ گئے اور انہوں نے بھی اسی قسم کا معاہدہ کر لیا البتہ اس معاہدے میں آل کسریٰ کے خاندان اور ان لوگوں کی متعلقات شامل نہیں تھیں جو ان کے ساتھ نکل گئے تھے۔

دشمن کا تعاقب:

حضرت سعد قصر ابیض (سفید محل یعنی ایوان کسریٰ) میں مقیم ہو گئے اور انہوں نے دشمن کے تعاقب میں حضرت زہرہ کو بھی ان

دستے کے ساتھ نہروان کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ روانہ ہو کر نہر پہنچے۔ آپ نے ہر سمت سے ایک دستہ روانہ کیا تھا (ان کے ساتھ) آپ بھی روانہ ہوئے۔

دیو آمدند:

ابو مالک حبیب بن ابی صہبان روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے دریائے دجلہ عبور کیا اس وقت (اہل فارس) انہیں دیکھ رہے تھے کہ وہ دریا کو کس طرح عبور کر رہے ہیں (جب وہ قریب پہنچ گئے) تو کہنے لگے "دیو آمدند" (جن آ گئے ہیں) وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے "خدا کی قسم ہم انسانوں سے جنگ نہیں کر رہے ہیں بلکہ جنات سے لڑ رہے ہیں" آخر کار انہیں شکست ہوئی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی دعوت:

ابو البختری روایت کرتے ہیں کہ (اس وقت) مسلمانوں کے سفیر (حضرت) سلمان فارسیؓ تھے۔ مسلمانوں نے انہیں اہل فارس کو دعوت دینے کے لیے مقرر کیا تھا۔ عطیہ اسی طرح روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے انہیں اہل بہرسیر کو دعوت دینے کے لیے بھی مقرر کیا تھا اور قصر ابیض کے لوگوں کو دعوت دینے کے لیے بھی وہ مقرر تھے حضرت سلمان فارسیؓ انہیں ان الفاظ میں دعوت دیتے تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ میں تمہاری نسل سے تعلق رکھتا ہوں مجھے تم سے ہمدردی ہے اس لیے میں تمہیں تین باتوں میں سے ایک کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

(۱) اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے تمہیں وہ حقوق حاصل ہوں گے جو ہمارے (حقوق) ہیں اور تمہارے فرائض بھی وہی ہوں گے جو ہمارے (فرائض) ہیں۔

(۲) ورنہ تم جزیہ ادا کرو۔

(۳) ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

جنگ یا جزیہ:

عطیہ (راوی) بیان کرتا ہے کہ جب یوم بہرسیر میں تیسرا دن ختم ہوا تو انہوں نے کسی ایک بات کو ماننے سے انکار کر دیا تو ان کے انکار کرنے کے بعد مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کی۔ اسی طرح جب قصر ابیض کے لیے دن میں تیسرا دن ہوا تو قصر ابیض کے باشندوں نے (جزیہ قبول کر لیا اور) وہ وہاں سے نکل آئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد حضرت سعدؓ قصر ابیض میں مقیم ہو گئے۔ انہوں نے ایوان کسریٰ کو مصلیٰ (نماز پڑھنے کا مقام) بنا لیا تھا۔ اس کی عمارت میں تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ جن کو نہیں توڑا گیا تھا۔

شاہی خاندان حلوان میں:

محمد، طلحہ، مہلب اور عمرو سب روایت کرتے ہیں کہ جب بہرسیر فتح ہوا تو بادشاہ (یزدگرد) نے اپنے اہل و عیال کو حلوان روانہ کر دیا تھا۔ جب مسلمان گھوڑوں پر دجلہ کے اندر سوار ہو کر پہنچے تو اہل فارس بھاگ گئے۔ ان کے گھڑ سوار دریا کے کنارے پر مسلمانوں کو روکنے میں مشغول رہے۔ ان کی مسلمانوں کے ساتھ بہت سخت جنگ ہو رہی تھی آخر کار ایک شخص نے آ کر کہا

"تم کیوں اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہو خدا کی قسم! مدائن میں کوئی نہیں رہا ہے" (یہ سن کر) وہ بھی بھاگ گئے اور حضرت سعدؓ کے باقی ماندہ لشکر بھی دریا کو عبور کر کے آ گئے۔

محافظ کا قتل:

مذکورہ بالا راویوں کی دوسری روایت ہے کہ مسلمانوں کے پہنچنے سے قبل فارس کے آخری دستے کو پکڑ لیا تھا۔ ایک مسلمان نے جس کا نام ثقیف تھا اور جو قبیلہ عدی بن شریف سے تعلق رکھتا تھا اہل فارس کے ایک شخص کو دیکھا جو راستہ روکے ہوئے اپنے ساتھیوں کے سامان کی حفاظت کر رہا تھا۔ (ثقیف) نے اس کی طرف ہونے کے لیے گھوڑا دوڑایا تو وہ پیچھے ہٹ گیا تو گئی ہوئی تھا۔ پھر وہ مسلمان اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کی گردن اڑا دی اور اس کے سامان پر قبضہ کر لیا۔

ایرانی شہسوار کا قتل

عطیہ بن حارث اور ابو عمرو روایت کرتے ہیں کہ اہل عجم کا ایک بڑا شہسوار جو بہادری کا تھا اس زمانے میں جازر کے قریب تھا۔ اسے بتایا گیا کہ اہل عرب (مدائن میں) داخل ہو گئے ہیں اور اہل فارس بھاگ گئے ہیں۔ اس نے لوگوں کے ساتھ ٹیلوں کی طرف توجہ نہیں دی اب اپنے گھر زیادہ دیر ٹھہرا تھا پھر وہ روانہ ہو کر اپنے گھر میں آیا جہاں بچے رو رہے تھے۔ اس نے پوچھا:

"تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" وہ بولے "عربوں نے ہمیں نکال دیا ہے اور وہ ہمارے گھروں پر غالب آ گئے ہیں" اس نے ان پر نشانہ لگا کر انہیں دیوار کی طرف جھکا دیا اور پھر انہیں ہلاک کر دیا۔ پھر اسے بہت گھبراہٹ محسوس ہوئی تو وہ کھڑا ہو گیا اور ایک دہقان کو گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس نے (گھوڑے پر) زین کسی جس کا کمربند ٹوٹ گیا اس نے جلدی سے اسے باندھا اور سوار ہو کر باہر نکل کر کھڑا ہو گیا اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا اس نے نیزے سے حملہ کیا اور کہا "یہ حربہ مجھ سے لو میں ابن المخارق ہوں" اس نے اس کو قتل کیا پھر وہ روانہ ہو گیا اور اس کی طرف کوئی رخ نہیں کیا۔

تیر انداز کا خاتمہ:

ایک مسلمان نے ایک ایرانی کو پکڑا جو کسی جماعت کے ساتھ تھا جو ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے "ہم کس چیز سے بھاگے" وہاں ایک ایسا تیرانداز موجود تھا جس کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ وہ مسلمان اس کے قریب پہنچا اور اس کا کام تمام کر دیا اور کہنے لگا "میں ابن مخرمہ الجابدہ ہوں" اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

ایوان کسریٰ میں نماز:

مذکورہ بالا راوی یوں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد مدائن میں داخل ہوئے اور اس کی خلوت کو دیکھا جب وہ ایوان کسریٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی

﴿كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ﴾

"انہوں نے بہت سے باغات، چشمے، کھیتیاں، عمدہ مقامات اور نعمتیں چھوڑیں جن سے وہ لطف اندوز ہو رہے تھے ان چیزوں کا ہم نے دوسری قوم کو وارث بنایا۔"

انہوں نے یہاں آ کر فتح کی مسرت کے شکرانہ کی آٹھ رکعت کے پڑھے جو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھے

[illegible]

پہلا جمعہ:

[illegible] ادا کیا گیا۔

مدائن کا مال غنیمت:

[illegible]

اہل مدائن کا تعاقب

[illegible]

سونے چاندی کے برتن

[illegible]

[illegible]

شاہی تاج [illegible]

[illegible]

عمرو نے مجھ سے بیان کیا، انہوں نے لوگوں کا تعاقب کیا تھا۔

پھر حضرت زہرہ وہاں سے آگے بڑھے اور ان لوگوں کا تعاقب کرنے لگے جب پل پر پہنچے تو [illegible] ایک خچر پانی میں گر گیا جب وہ اسے نکال کر لائے تو اس پر کسریٰ (شاہ ایران) کی قیمتی پوشاک تھی یا زیورات اور وہ جواہرات بھی [illegible] والے زیب تن کر کے تخت [illegible] کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ پھر [illegible] قیمت کے [illegible] ایک طرف [illegible] کر لیا ہے۔

زہرہ کے اشعار:

حضرت زہرہ نے اس موقع پر یہ اشعار کہے:

۱۔ ''آج میری تلوار نے بڑا حیرت انگیز کام کیا اور دونوں کو قربان کیا کیونکہ اس نے نہر کی جنگ میں مجھے پچھاڑ کر چلے جانا پسند نہیں کیا۔

۲۔ انہوں نے مجھے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] دیے۔

۳۔ انہوں نے اہل فارس [illegible] اس طرح [illegible] کہ دونوں [illegible] اور [illegible] ہوں۔''

شاہی تاج اور شاہی لباس:

سیف بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں [illegible] تعاقب کرنے کے لئے گئے تھے ان میں دو خچروں سے [illegible] تیر اندازی سے محفوظ [illegible] کر رہے تھے۔ جب ان دونوں نے ان کا پیچھا کیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا: ''تم تیر چلاؤ میں تمہاری حفاظت کرتا ہوں'' پھر ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کی حفاظت کرتے ہوئے تیر چلائے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ پھر ان دونوں خچروں کو لے کر مال غنیمت کے منتظم کے پاس پہنچا دیا۔ وہ ان کی [illegible] چیزوں کا [illegible] تھے وہ خزانوں اور [illegible] کی چیزوں کا [illegible] تھے وہ کہنے لگے: ''تم [illegible]'' [illegible] ساتھ [illegible] ہے جب انہوں نے ان کا سامان زمین پر گرایا تو [illegible] تھیلے ایک خچر کے اوپر سے نکلے جن میں کسریٰ (شاہ ایران) کی وہ پوشاک تھی جو ریشم کی تھی اور سونے کے تاروں سے بنی ہوئی تھی اور جواہرات سے آراستہ تھی اور دوسرے تھیلے میں کسریٰ کا وہ تاج تھا جو جواہرات سے جڑا ہوا تھا۔

بادشاہوں کی زرہیں اور تلواریں:

محمد، طلحہ اور مہلب روایت کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی اس دن تعاقب میں گئے تھے انہیں ایک ایرانی ملا جو لوگوں کی حفاظت کر رہا تھا ان کے ساتھ ان کی جنگ ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس کے پاس دو چمڑے کے تھیلے اور دو غلاف تھے۔ ایک غلاف میں پانچ تلواریں تھیں۔ دوسرے میں چھ تلواریں تھیں۔ چمڑے کے دونوں تھیلوں میں بہت سی زرہیں تھیں اور ان زرہوں میں کسریٰ کی زرہ اس کا خود، بازوؤں اور پنڈلیوں کا لوہے کا لباس، ہرقل، خاقان، داہر، بہرام چوبین، سیاوخش اور نعمان کی زرہیں تھیں۔ یہ ایرانی بادشاہوں نے اس وقت حاصل کی تھیں جب انہوں نے خاقان، ہرقل اور داہر سے جنگیں کی تھیں نعمان (شاہ حیرہ) اور بہرام چوبین کی زرہیں اس وقت لی گئی تھیں جب یہ دونوں کسریٰ سے بغاوت کر کے اور (زرہیں چھوڑ کر) بھاگ گئے تھے۔

یادگار سامان کی تقسیم:

ان تلواروں میں سے ایک غلاف میں کسریٰ، ہرمز، قباد اور فیروز کی تلواریں تھیں۔ دوسرے غلاف میں ہرقل، خاقان، داہر، بہرام، سیاوخش اور نعمان کی تلواریں تھیں۔ وہ ان سب چیزوں کو حضرت سعد کے پاس لائے تو حضرت سعد نے فرمایا: ''ان تلواروں میں

یہ کسی ایک کا نہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے [illegible] اور حضرت [illegible] نمایاں [illegible] کے [illegible] حضرت [illegible] ظاہر ہوتا ہے۔ اس [illegible] حضرت [illegible] حضرت علیؓ [illegible] ٹکڑے کر دیے گئے تھے۔

سونے چاندی کی مورتیاں:

حضرت عصمہ بن الحارث بیان کرتے ہیں: میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا جو تعاقب کے لیے روانہ ہوئے تھے میں نے ایک عام راستہ اختیار کیا اور اس پر ایک گدھے والا تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو گدھے کو تیز دوڑایا اور آگے والے شخص کے پاس لے گیا وہ ان کے ساتھ مل گیا اور دونوں اپنے گدھوں کو تیز چلانے لگے حتیٰ کہ ایک نہر کے پاس پہنچے جس کا پل ٹوٹا ہوا تھا وہ وہیں ٹھہر گئے۔ جب میں یہاں تک ان کے پاس پہنچا۔ اس وقت وہ دونوں منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے مجھے تیر مارا میں نے اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا اور دوسرا بھاگ گیا۔ پھر میں دونوں گدھوں کو لے کر مال غنیمت کے منتظم کے پاس لایا۔ انہوں نے ان کا سامان دیکھا تو ان میں سے ایک پر دو تھیلے تھے۔ ایک میں سونے کا بنا ہوا گھوڑا تھا جس کی زین چاندی کی تھی اور اس کے [illegible] یاقوت اور زمرد چاندی [illegible] پروئے ہوئے تھے۔ اس کی لگام بھی اسی قسم کی تھی۔ اس کا سوار چاندی کا بنا ہوا تھا اور اس کا تاج جواہرات سے مرصع تھا۔

دوسرے میں چاندی کی بنی ہوئی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کا [illegible] تھا اور [illegible] سونے کی [illegible] یاقوت پروئے ہوئے تھے۔ اس اونٹنی پر سونے کا بنا ہوا ایک مرد سوار تھا جس کا تاج جواہرات سے مرصع تھا۔ کسریٰ ان دونوں کو تاج کے دو ستونوں پر رکھتا تھا۔

مسلمان سپاہیوں کی دیانت داری:

ابن جریر کہتے ہیں کہ جب مسلمان مدائن میں خیمہ زن ہوئے۔ اور انہوں نے مال غنیمت کو جمع کیا تو ایک آدمی ایک ڈبہ لے کر آیا اور اسے مال غنیمت کے منتظم کے حوالے کر دیا جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہوں نے کہا

"ہم نے ایسی چیز کبھی نہیں دیکھی۔ نہ کوئی چیز اس کے ہم پلہ ہے اور نہ اس کے قریب ہے۔"

لوگوں نے کہا "کیا تم نے اس میں سے کوئی چیز نکالی ہے؟" وہ بولا "اگر خدا کا خوف نہ ہوتا تو میں یہ تمہارے پاس نہ لاتا۔"

ان لوگوں نے خیال کیا کہ یہ آدمی عظیم شخصیت کا مالک ہے۔ انہوں نے پوچھا "تم کون ہو؟" وہ بولا

"نہیں خدا کی قسم میں اپنا نام تمہیں اور دوسروں کو نہیں بتاؤں گا کیونکہ تم لوگ میری تعریف کرنے لگو گے۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور اس کے ثواب پر خوش ہوں گا۔"

لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور ایک آدمی اس کے پیچھے بھیجا یہاں تک کہ وہ اپنے ساتھیوں تک پہنچا تو انہوں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم

ہوا کہ وہ اعمال میں بہت قوی ہے۔

دیانت داری کی تعریف

محمد، طلحہ اور مہلب رحمہم اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد نے [illegible] فرمایا: خدا کی قسم! [illegible] امانت دار ہے [illegible] کو دیکھنے سے (قضیہ) [illegible] ہوتا ہے [illegible] کہتے ہیں کہ میں نے تین آدمیوں کے بارے میں تحقیق کی [illegible] حاصل کرنے کے [illegible] لوگوں کی [illegible] تھی۔ [illegible] خیال ہے [illegible]

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! [illegible] ہم نے کسی کو [illegible] کے ساتھ [illegible] سے [illegible] اور ایمان داری [illegible] کے مطابق پایا ہے وہ تین ہیں

(۱) عصمہ بن خویلد (۲) عمرو بن معدیکرب (۳) قیس بن المکشوح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خراجِ تحسین:

قیس العجلی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کا تاج اور زیور اور سامان آیا تو آپ نے فرمایا:

"وہ قوم جس نے یہ چیزیں بھیجی ہیں نہایت امانت دار ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"چونکہ آپ عفت شعار ہیں اس لیے رعایا بھی پاک دامن اور دیانت دار ہے۔"

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے ہتھیار اور زیورات آئے تو آپ نے فرمایا: "وہ قوم جس نے یہ چیزیں بھیجی ہیں نہایت ہی امانت دار ہے۔"

مالِ غنیمت کی تقسیم:

محمد، طلحہ، مہلب اور سعید روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد نے مدائن میں قیام کرنے کے بعد اہل جلولاء کا تعاقب کیا (جو آگے بیان ہوگا) [illegible] سے [illegible] آگے تھے۔ [illegible] گئے تھے۔

حضرت سعد نے خمس (پانچواں حصہ) نکال کر مالِ غنیمت سواروں میں تقسیم کیا، ہر سوار کو بارہ ہزار کی رقم ملی۔ اس وقت تمام مسلمان سوار تھے ان میں کوئی پیدل نہ تھا، مدائن میں گھوڑے بہت زیادہ تھے۔

حضرت شعبی نے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

[illegible] بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد نے [illegible] مسلمانوں میں تقسیم کیا اور وہ [illegible] تھے

مالِ غنیمت پر قبضہ کرنے کے بعد [illegible] تقسیم کرنے کی خاطر سلمان [illegible] کرتے تھے۔ [illegible]

ایوانِ کسریٰ میں عبادت

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن میں داخل ہوئے تو وہ پوری نماز پڑھتے [illegible] تھے [illegible] رکھتے تھے جب انہوں نے مسلمانوں کو [illegible] ایوانِ کسریٰ میں نماز پڑھی۔ انہوں نے اسے مسجد بنا لیا تھا اور وہاں منبر بھی نصب کر دیا تھا۔ وہ تصویریں [illegible] کے باوجود وہاں نماز پڑھتے تھے اور [illegible] نماز [illegible] تھے۔

جب عید الفطر کا دن آیا تو لوگوں نے کہا

"باہر میدان میں نماز پڑھی جائے [illegible] مسنون طریقہ [illegible] ہے۔"

اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم اس کے اندر [illegible] اختیار [illegible] نماز پڑھی جائے یا باہر پڑھی جائے دونوں کا حکم یکساں ہے۔"

مدائن میں قیام:

حضرت شعبی فرماتے ہیں:

"جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن میں [illegible] ہوئے اور انہوں نے گھروں [illegible] تو [illegible] مسلمانوں کے اہل و عیال کو بلوایا [illegible] وہاں [illegible] اسی طرح مسلمان مدائن میں اس وقت تک رہے جب تک [illegible] اور [illegible] سے فارغ نہیں ہوئے اس کے بعد وہ کوفہ کی طرف منتقل ہو گئے۔"

* * *